تخریج شدہ

صحیح مسلم 3

مع مختصر شرح نووی

ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری رحمہ اللہ

۲۰۴ھ - ۲۶۱ھ

ترجمہ

علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ تعالیٰ

تخریج

فضیلۃ الشیخ احمد زھوۃ

فضیلۃ الشیخ احمد عنایۃ





الکتاب انٹرنیشنل

جامعہ نگر، نئی دھلی ۱۱۰۰۲۵

صحیح مسلم

مع مختصر شرح نووی

ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری رحمہ اللہ
۲۰۴ھ - ۲۶۱ھ



ترجمہ
علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ

تخریج
فضیلۃ الشیخ احمد زهوة
فضیلۃ الشیخ احمد عنایة



ناشر
الکتاب انٹرنیشنل

Vol. 1-1



قرآن لرننگ اینڈ ریسرچ فاونڈیشن

حافظ بابا نگر، حیدرآباد، دکن۔

www.qlrf.net

QLRF Islamic Library

گلشن اقبال کالونی، حیدرابادی، دکن۔

کتاب .... صحیح مسلم

تالیف .... ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیریؒ

ترجمہ .... علامہ وحید الزمانؒ

ناشر .... الکتاب انٹرنیشنل

اشاعت .... اکتوبر ۲۰۱۰ء



قیمت ....

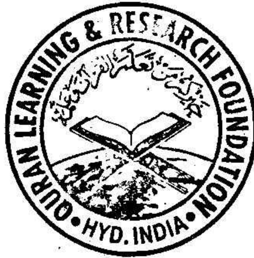


الکتاب انٹرنیشنل

F-50B مرادی روڈ، بٹلہ ہاؤس، جامعہ نگر، نئی دہلی - ۲۵

Mob.- 09312508762, Ph. 011-26986973

فہرست


QURAN LEARNING & RESEARCH FOUNDATION
HYD. INDIA
خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ

بسم الله الرحمن الرحيم

كِتَابُ الزَّكٰوةِ

زکوۃ کے مسائل

زکوۃ لغت میں بڑھنے اور پاک کرنے کو کہتے ہیں اور زکوۃ شرعی سے چونکہ مال کی ترقی اور برکت ہوتی ہے اور اس کا دینے والا گناہوں سے اور رذالت بخل سے پاک ہو جاتا ہے اس لیے اس کو زکوۃ کہا اور بعض لوگوں نے کہا: اس کا اجر بڑھتا ہے اس لیے زکوۃ کہا اور بعض نے کہا: زکوۃ اپنے دینے والے کا تزکیہ کرتی ہے۔ یعنی گواہی دیتی ہے اس کے سچے ایمان کی جیسے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ((اَلصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ)) یعنی "صدقہ دعویٰ ایمان کی دلیل ہے۔" اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا مازری رحمۃ اللہ علیہ سے کہ زکوۃ شرع میں مواسات کیلئے ہے اور مواسات نہیں ہوتی مگر بڑھتے ہوئے مال میں، اسی لیے مال نصاب میں جو نامی یعنی بڑھنے والا ہو جیسے نقد اور کھیتی اور چار پائے ہیں زکوۃ واجب ہوتی ہے اور اس قسم کے مال میں بالا جماع زکوۃ واجب ہے اور اس کے سوا اور مالوں میں اختلاف ہے جیسے عروض وغیرہ میں یعنی سامان خانگی وغیرہ میں۔

بَابُ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ .

باب: پانچ وسق سے کم میں زکوۃ نہیں۔

(٢٢٦٣) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِيْمَادُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَافِيْمَادُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ)) .

[بخاري: ١٤٠٥؛ ابو داؤد: ١٥٥٨؛ ترمذي: ٢٤٤٥]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ فرمایا: "پانچ ٹوکروں سے کم میں زکوۃ نہیں اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوۃ ہے اور نہ پانچ اوقیہ سے کم میں۔"

○ ○ ○ ○

وسق، صاع اور رطل کی تحقیق

فائدہ: نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ وسق یعنی ٹوکرا ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ہر صاع پانچ رطل اور ثلث رطل کا بغدادی کے حساب سے۔ اور بغداد کے رطل میں کئی قول ہیں: سب سے مشہور یہ ہے کہ رطل بغدادی ایک سو اٹھائیس درہم اور چار اسباع ایک درہم کے۔ اور بعض نے ایک سو تیس درہم کہا ہے۔ غرض پانچ وسق اس حساب سے ایک ہزار چھ سو رطل ہوئے اور حافظ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا ہے کہ صاع نبی ﷺ کا بھی پانچ رطل اور ثلث رطل کا ہوتا ہے اور صاع کوفہ والوں کا آٹھ رطل کا ہوتا ہے۔ تمام ہوا کلام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا۔

اوقیہ اور درہم کی تحقیق

مترجم کہتا ہے: پانچ وسق تخمیناً پانچ من پختہ ہوئے اور من چالیس سیر کا ہے۔ اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اوقیہ شرعیہ باجماع محدثین و فقہا و اہل لغت کے چالیس درہم ہے اور یہی اوقیہ حجاز کا ہے اور اصحاب شافعیہ نے بالاجماع کہا ہے کہ ہر درہم چھ دانق ہے اور دس درہم کے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) سات مثقال ہوتے ہیں اور مثقال جاہلیت اور اسلام میں یکساں رہا ہے۔ مترجم کہتا ہے اور پانچ اوقیہ کے دوسو درہم ہوتے ہیں اور تولوں کے حساب سے دوسو درہم ساڑھے باون تولے ہیں اور یہ نصاب چاندی کا ہے کہ اس سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں۔

(٢٢٦٤) عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع:٢٢٦٣]

عمرو بن یحییٰ نے اس اسناد سے گزشتہ حدیث کے مثل روایت کی۔

○ ○ ○ ○

(٢٢٦٥) عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: وَاَشَارَ النَّبِيُّ ﷺ بِكَفِّهِ بِخَمْسِ اَصَابِعِهِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ. [راجع:٢٢٦٣]

یحییٰ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ پانچ انگلیوں سے اشارہ فرما کے وہی حدیث فرماتے تھے جو اوپر گزری۔

○ ○ ○ ○

(٢٢٦٦) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ)). [راجع:٢٢٦٣]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں اور نہ پانچ اونٹ سے کم میں اور نہ پانچ اوقیہ سے کم میں۔“

○ ○ ○ ○

(٢٢٦٧) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسَاقٍ مِنْ تَمْرٍ وَلَا حَبٍّ صَدَقَةٌ)). [راجع:٢٢٦٣]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ وسق (یعنی ٹوکرا یا گونی) سے کم کھجور میں زکوٰۃ نہیں اور نہ اس سے کم غلہ میں زکوٰۃ ہے۔“

○ ○ ○ ○

(٢٢٦٨) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ فِيْ حَبٍّ وَلَا تَمْرٍ صَدَقَةٌ حَتّٰى يَبْلُغَ خَمْسَةَ اَوْسُقٍ وَلَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ وَلَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ)). [راجع:٢٢٦٣]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”غلہ اور کھجور میں زکوٰۃ نہیں جب تک کہ پانچ وسق تک نہ ہو اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں اور نہ پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: ہر اوقیہ چالیس درہم کا ہے پانچ اوقیہ کے دوسو درہم ہوئے اور اس زمانہ میں کہ سن ایک ہزار تین سو چار (۱۳۰۴ھ) ہے پانچ اوقیہ کے ساڑھے باون روپے کلدار ہوتے ہیں اور تیئیس ریال فرانسہ مکہ میں ہوتا ہے اور مغربی ریال ساڑھے بائیس ہوتے ہیں اور سونے کا نصاب بیس دینار ہے اور دینار ساڑھے تین روپیہ کا ہوتا ہے اور درہم پانچ آنے سے کچھ زیادہ کا ہوتا ہے اور وسق ساٹھ صاع اور صاع چار مد کا اور مد دو رطل کا اور رطل آدھ سیر آدھ پاؤ کا اور سیر اسی روپیہ کلدار کا۔ یہ تفصیل روپیہ کی مولانا اسحاق صاحب سے ہے اور باقی عبداللہ سراج محدث مکہ زادها اللّٰه شرفاً و تعظیماً سے۔ خبر دی اس کی مترجم کو مولوی محمد صاحب سہارنپوری مہاجر مکہ نے، قراءت مسلم کے وقت اللہ جل شانہٗ ان پر رحمت کرے۔

(۲۲۶۹) حَدَّثَنِي عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ مَهْدِيٍّ. [راجع:۲۲۶۳]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۲۲۷۰) عَنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ وَمَعْمَرٌ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ مَهْدِيٍّ وَيَحْيَى بْنِ آدَمَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ـ بَدَلَ التَّمْرِ ـ : ثَمَرٍ . [راجع:۲۲۶۸]

ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا مگر اس میں تمر کی جگہ ثمر کا لفظ ہے یعنی پھلوں میں زکوٰۃ نہیں جب تک پانچ وسق نہ ہوں۔

○ ○ ○ ○

(۲۲۷۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِّنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ)).

ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا اور اس میں پانچ اوقیہ چاندی سے کم میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ زکوٰۃ نہیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ ورق بکسر راء مہملہ چاندی کو کہتے ہیں مضروب ہو خواہ غیر مضروب اور اہل لغت کا اس میں اختلاف ہے کہ اصل اس کی کیا ہے؟ بعض نے کہا: ہر چاندی پر استعمال کرتے ہیں اور بعض نے کہا: ورق اسی کو بولیں گے جس پر سکہ ہو اور بے سکہ کی چاندی پر مجازاً بول سکتے ہیں۔ اور اکثر اہل لغت کا یہی قول ہے اور نصاب سونے کا کسی روایت صحیح میں وارد نہیں ہوا مگر بعض احادیث میں بیس مثقال مروی ہوا ہے اگر چہ وہ روایتیں ضعیف ہیں مگر اس پر اجماع ہو گیا ہے اور امت نے ان روایتوں کو قبول کر لیا ہے اور یہ سب کا اتفاق ہو گیا ہے کہ جانوروں میں اور سونے چاندی میں جب تک پورا سال نہ گزرے زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی سوائے ان چیزوں کے جن میں عشر لیا جاتا ہے اور اس حدیث سے استدلال کیا ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جو چاندی دو سو درہم سے کم ہو اس میں زکوٰۃ نہیں اور حنفیہ نے اس میں خلاف کیا ہے مگر مذہب ان کا بے دلیل ہے اور یہ احادیث ان پر حجت ہیں اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بھی قول ہے کہ دراہم مغشوشہ یعنی کھوٹے روپیوں میں بھی زکوٰۃ واجب نہیں جب تک ان سے ساڑھے باون تولہ کو نہ پہنچے جو نصاب ہے چاندی کا اور یہ حدیث ان کی مؤید ہے۔ (نووی رحمۃ اللہ علیہ)

بَابُ مَا فِيهِ الْعُشْرُ أَوْ نِصْفُ الْعُشْرِ.

باب: عشر اور نصف عشر کا بیان۔

(۲۲۷۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((فِيْمَا سَقَتِ الْأَنْهَارُ وَالْغَيْمُ الْعُشُوْرُ وَفِيْمَا سُقِيَ بِالسَّانِيَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ)). [ابو داؤد: ۱۵۹۷؛ نسائی: ۲۴۸۹]

جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: ”جس میں نہروں سے اور مینہ سے پانی دیا جائے اس میں دسواں حصہ زکوٰۃ ہے اور جو اونٹ لگا کر سینچی جائے اس میں بیسواں حصہ۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ یہ حکم ہے زراعتوں کا کہ اگر وہ آسمان کے یا ندی کے پانی سے پیدا ہوں، جس میں محنت کم ہوتی ہے تو دسواں حصہ زکوٰۃ ہے ورنہ بیسواں حصہ اور اس پر اتفاق ہے۔ مگر اس میں اختلاف ہے کہ جتنی چیزیں زمین سے نکلتی ہیں جیسے پھل، غلہ اور پھول وغیرہ سب میں زکوٰۃ ہے سوائے گھاس اور لکڑی کے یا خاص چیزوں میں ہے۔ غرض ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان سب میں ہے اور جمہور نے بعض میں زکوٰۃ خاص کی ہے جیسے گیہوں اور جو اور جوار اور کھجور اور انگور ہے اور حضرت عمر، علی، عائشہ رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ سبز ترکاریوں میں زکوٰۃ نہیں اور رزمین عشری (ث کے ساتھ) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) اس کا بھی حکم مینہ سے سینچی ہوئی کا ہے یعنی اس میں بھی عشر دینا ہوتا ہے اور عثری وہ زمین ہے جس میں اوپر سے پانی دینے کی حاجت نہ ہو بلکہ اس کے درخت اپنی جڑوں سے رطوبت زمین کی جذب کریں اور تروتازہ رہیں۔

بَابُ لَا زَكَاةَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِيْ عَبْدِهٖ وَفَرَسِهٖ.

باب: غلام اور گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں۔

(۲۲۷۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِيْ عَبْدِهٖ وَلَا فَرَسِهٖ صَدَقَةٌ)). [بخاری: ۱٤٦٣، ۱٤٦٤؛ ابوداؤد: ۱٥۹٤، ۱٥۹٥؛ ترمذی: ٦۲۸؛ نسائی: ۲٤٦٦، ۲٤٦۷، ۲٤٦۸، ۲٤٦۹، ۲٤۷۰، ۲٤۷۱؛ ابن ماجه: ۱۸۱۲]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کے غلام اور گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث اصل ہے اس بات کی کہ ضروری چیزوں میں زکوٰۃ نہیں جیسے گھوڑے اور غلام ہیں اور یہی قول ہے تمام علما کا سلف سے خلف تک۔ مگر ابوحنیفہ اور ان کے شیخ حماد بن سلیمان اور امام زفر رحمہ اللہ نے اس میں بھی زکوٰۃ واجب کہی ہے اور کہا ہے کہ جب گھوڑے نر مادہ ملے ہوں یا صرف مادہ ہوں تو ہر ایک میں ایک دینار زکوٰۃ دے یا نہیں تو اس کی قیمت کر کے ہر دوسو درہم میں پانچ درہم دے مگر ان کی کوئی حجت نہیں اور یہ حدیث صریح ان کے مذہب کو رد کرنے والی ہے۔

(۲۲۷٤) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ـ قَالَ عَمْرٌو: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ زُهَيْرٌ: يَبْلُغُ بِهٖ ـ ((لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِيْ عَبْدِهٖ وَلَا فَرَسِهٖ صَدَقَةٌ)). [راجع: ۲۲۷۳]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے کی زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔''

○ ○ ○ ○

(۲۲۷٥) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ. [راجع: ۲۲۷٤، ۲۲۷۳]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۲۲۷٦) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ فِي الْعَبْدِ صَدَقَةٌ اِلَّا صَدَقَةُ الْفِطْرِ)). [راجع: ۲۲۷۳]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غلام کی زکوٰۃ نہیں مگر صدقہ فطر ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس سے ثابت ہوا کہ صدقہ فطر غلام کی طرف سے مالک کو دینا ضروری ہے خواہ غلام اپنی خدمت کیلئے ہو خواہ تجارت کیلئے اور امام مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور جمہور کا یہی مذہب ہے اور اہل کوفہ نے کہا ہے کہ تجارت کے غلاموں میں صدقہ فطر واجب نہیں اور داؤد ظاہری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ مالک پر صدقہ غلام کا واجب نہیں بلکہ غلام اپنی مزدوری میں سے باجازت مالک کے ادا کر دے اور قاضی عیاض نے ابی ثور سے بھی یہی نقل کیا ہے اور شافعی اور جمہور علما کا مذہب، مکاتب کیلئے یہ ہے کہ نہ اس پر فطرہ واجب ہے، نہ مالک پر۔ عطاء، مالک، ابی ثور کے نزدیک سید پر واجب ہے اور بعض اصحاب شافعی بھی اسی کے قائل ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''مکاتب غلام ہے جب تک کہ اس پر ایک درہم بھی باقی ہے۔'' اور مکاتب وہ غلام ہے کہ جس سے اس کے مالک نے کہا ہو کہ اتنا روپیہ مثلاً سو دو سو ہم کو کما کر دیدے تو 'تو' آزاد ہے۔

بَابُ فِيْ تَقْدِيْمِ الزَّكَاةِ وَمَنْعِهَا.

باب: زکوٰۃ کی تقدیم اور اس سے روکنا۔

(۲۲۷۷) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُمَرَ عَلَى الصَّدَقَةِ فَقِيْلَ: مَنَعَ ابْنُ جَمِيْلٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ وَالْعَبَّاسُ عَمُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيْلٍ اِلَّا اَنَّهُ كَانَ فَقِيْرًا فَاَغْنَاهُ اللّٰهُ وَاَمَّا خَالِدٌ فَاِنَّكُمْ تَظْلِمُوْنَ خَالِدًا قَدِ احْتَبَسَ اَدْرَاعَهُ وَاَعْتَادَهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَمَّا الْعَبَّاسُ فَهِيَ عَلَيَّ وَمِثْلُهَا مَعَهَا)) ثُمَّ قَالَ: ((يَا عُمَرُ! اَمَا شَعَرْتَ اَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيْهِ؟)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زکوٰۃ وصول کرنے کو بھیجا اور انہوں نے آ کر کہا کہ ابن جمیل، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور عباس رسول اللہ ﷺ کے چچا ان صاحبوں نے زکوٰۃ نہیں دی تو آپ ﷺ فرمایا: ''ابن جمیل تو اس کا بدلہ لیتا ہے کہ وہ محتاج تھا اور اللہ نے اس کو امیر کر دیا اور خالد پر تم زیادتی کرتے ہو اس لیے کہ اس نے تو زرہیں اور ہتھیار تک اللہ کی راہ میں دیدیئے ہیں (یعنی پھر زکوٰۃ کیوں نہ دے گا) اور رہے عباس سو ان کی زکوٰۃ اور اتنی ہی اور میرے ذمہ ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! چچا تو باپ کے برابر ہے۔''



فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ انہوں نے خالد رضی اللہ عنہ سے زکوٰۃ مانگی اس خیال سے کہ شاید وہ تجارت کیلئے ہیں اور زکوٰۃ اس میں واجب ہے اور حضور ﷺ نے فرمایا ''کہ وہ تو جہاد کیلئے ہیں اور ابھی حولان حول نہیں ہوا'' اور یا یہ مراد ہے کہ جب اس نے مال سارا اللہ کی راہ میں کر دیا ہے تو زکوٰۃ واجبہ کیوں نہ ادا کرے گا اور بعض نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ مال تجارت پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور جمہور کا مذہب یہی ہے کہ مال تجارت پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور داؤد ظاہری نے کہا ہے کہ مال تجارت میں زکوٰۃ نہیں۔ تمام ہوا قول نووی رحمہ اللہ کا اور شوکانی رحمہ اللہ نے الدرر البهيه میں لکھا ہے کہ اموال تجارت میں زکوٰۃ واجب نہیں اور جناب مولانا مولوی صدیق حسن صاحب رحمہ اللہ نے روضۃ الندیہ میں اس کی شرح میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں اگرچہ تجارت جاری تھی مگر کوئی دلیل جو تجارت کے مال میں زکوٰۃ واجب کرے وارد نہیں ہوئی اور وہ جو ابوداؤد اور دارقطنی اور بزار نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم کو حکم فرماتے تھے کہ ہم زکوٰۃ دیتے رہیں ان مالوں کی جو بیچنے کیلئے رکھے ہیں تو اس کو ابن حجر رحمہ اللہ نے تلخیص میں کہا ہے کہ اس کی اسناد میں جہالت ہے اور جو حاکم اور دارقطنی نے عمران سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ اونٹ میں صدقہ ہے اور بکری میں صدقہ ہے اور بزاز اء نقطہ دار سے ضعیف ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کو فتح الباری میں ضعیف کہا ہے اور کہا ہے کہ اس کے سب طرق ضعیف ہیں اور اس کی ایک سند کے بارے کہا ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں۔ (یہ کہنا بھی ضعیف ہونے سے خالی نہیں) اور ایسی روایتوں سے حجت قائم نہیں ہوتی اور فرضیت قطعی ثابت نہیں ہو سکتی علی الخصوص ایسے امور میں جو نہایت کثرت سے جاری ہوں اور ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ مستدرک میں جو یہ حدیث آئی ہے تو اس میں یہ لفظ ہے کہ بُرٌّ میں صدقہ ہے اور بُرٌّ بے نقطہ کی راء سے گیہوں کے معنوں میں ہے اور کہا ہے کہ اگرچہ دارقطنی نے اس کو نقطہ دار زاء سے روایت کیا ہے مگر طرق اس کے ضعیف ہیں اور حاکم نے اگرچہ اس حدیث کی اسناد کی تصحیح کی ہے جیسے کہ محلی شرح منہاج میں ہے مگر جب اس میں احتمال ہو گیا کہ وہ لفظ راء سے ہے یا زاء نقطہ دار سے تو استدلال کے قابل نہ رہا اور حاکم کے مقابلہ میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی تضعیف کر رہے ہیں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اوپر مروی ہو چکا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کے غلام اور گھوڑے میں صدقہ نہیں۔'' اس سے معلوم ہوا کہ کسی حال میں صدقہ نہیں اور ابن منذر نے اگرچہ نقل کیا ہے کہ مال تجارت میں زکوٰۃ واجب ہونے پر اجماع ہوا ہے، مگر یہ نقل ان کی صحیح نہیں اس لیے کہ اول تو ظاہر یہ خود ایک فرقہ محدثین اسلام کا ہے اس کے وجوب کا انکار کر رہا ہے، پھر اجماع اس کے وجوب پر کیوں کر ہو سکتا ہے اور یہ جو خالد کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ ان سے تجارت کا مال خیال کر کے زکوٰۃ طلب کی (یعنی جیسے ابھی نووی رحمہ اللہ کے کلام میں اسی فائدہ کے ابتدا میں گزرا) اس سے معلوم ہوا کہ مال تجارت میں زکوٰۃ واجب ہے۔ یہ استدلال بھی صحیح نہیں اس لیے کہ اول تو یہ ثابت نہیں کہ وہ تجارت کا تھا۔ دوسرے رسول اللہ ﷺ نے خود فرما دیا کہ اس نے اللہ کی راہ میں وقف کر دیا ہے اور بعد وقف کے زکوٰۃ نہیں۔ تیسرے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب وہ ایسا سخی اور دل والا ہے کہ سب مال اپنا اللہ کی راہ میں دے چکا ہے تو زکوٰۃ کیوں رکھے گا۔'' (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) غرض اس سے اموال تجارت میں زکوٰۃ کا وجوب نہیں ثابت ہوتا غرض وجوب زکوٰۃ پر تجارت کے مال میں کوئی دلیل قطعی موجود نہیں اور اصل اشیاء میں براءت ہے جب تک دلیل وجوب کی ثابت نہ ہو اور اجماع کا حجت ہونا اس کے درمیان خود اختلاف ہے کہ حصول المامول اور ارشاد الفحول میں مذکور ہے۔ تمام ہوا کلام مولانا صدیق حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا۔

مترجم کہتا ہے: غرض یہ ہے کہ مال تجارت میں زکوٰۃ کی فرضیت قطعی نہیں ہے اس لیے اکابر نے تصحیح کی ہے اس قول کی کہ اس کا منکر کافر نہیں اور یہ موافقت جمہور اگر کوئی ادا کرے تو ثواب سے خالی نہیں مگر امام کو جبراً وصول کرنا نہیں پہنچتا کہ اخذ مال مسلم بغیر حق لازم نہ آئے۔

بَابُ زَكٰوةِ الْفِطْرِ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ مِنَ التَّمْرِ وَالشَّعِيْرِ.

باب: مسلمانوں پر کھجور اور جو میں سے صدقہ فطر کا بیان۔

(۲۲۷۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى النَّاسِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْصَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ عَلٰى كُلِّ حُرٍّ اَوْعَبْدٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر رمضان کے بعد لوگوں پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو فرض کیا ہے ہر آزاد اور غلام مرد وعورت پر جو مسلمان ہو۔

[بخاری: ۱۵۰۴؛ ابوداؤد: ۱۶۱۱؛ ترمذی: ۶۷۶؛ نسائی: ۲۵۰۱، ۲۵۰۲؛ ابن ماجہ: ۱۸۲۶]

○ ○ ○ ○

فائدہ: صدقہ فطر جمہور سلف وخلف کے نزدیک فرض ہے اس حدیث کے ظاہر کی رو سے اور بعض اہل عراق اور اصحاب مالک اور بعض اصحاب شافعی رحمۃ اللہ علیہم نے کہا ہے کہ سنت ہے واجب نہیں۔ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے، کہ واجب ہے فرض نہیں اس لیے کہ ان کے مذہب میں واجب اور فرض میں فرق ہے۔ اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: وہ منسوخ ہو گیا جب زکوٰۃ فرض ہوئی اور یہ غلط ہے اور صواب یہ ہے کہ وہ فرض وواجب ہے (کذا قال النووی فی شرح) اور اس حدیث میں اشارہ ہے کہ وقت وجوب اس کا رمضان کے بعد ہے چنانچہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جب غروب شمس ہو پچھلی تاریخ میں رمضان کی اور رات شروع ہو عیدالفطر کی جب واجب ہوتا ہے۔ اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عید کے طلوع فجر سے واجب ہوتا ہے۔

(۲۲۷۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْصَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍاَوْ حُرٍّ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: مقرر کیا رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر کا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو ہر غلام اور آزاد پر چھوٹے اور بڑے پر۔

○ ○ ○ ○

(۲۲۸۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: فَرَضَ النَّبِيُّ ﷺ صَدَقَةَ رَمَضَانَ عَلَى الْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْصَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ قَالَ: فَعَدَلَ النَّاسُ بِهٖ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ. [بخاری: ۱۵۱۱؛ ابوداؤد: ۱۶۱۵؛ ترمذی: ۶۷۵؛ نسائی: ۲۴۹۹، ۲۵۰۰]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا صدقہ ہر آزاد، غلام، مذکر اور مؤنث پر ایک صاع کھجور یا جو سے فرض کیا۔ حضرت نافع نے کہا: پھر لوگوں نے تجویز کر لیا اس کو آدھا صاع گیہوں کے برابر۔

○ ○ ○ ○

(۲۲۸۱) عَنْ نَّافِعِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ صَاعِ مِنْ تَمْرٍ اَوْصَاعٍ مِنْ شَعِيْرٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَجَعَلَ النَّاسُ عِدْلَهُ مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ.

[بخاری: ۱۵۰۷؛ ابن ماجه: ۱۸۲۵]

نافع نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا صدقہ فطر کا یا ایک صاع کھجور کا ایک صاع جَو کا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پھر لوگوں نے تجویز کیا کہ دو مد گیہوں کے (جو قیمت میں اس کے برابر ہوتے ہیں)

○ ○ ○ ○

فائدہ: جمہور کا مذہب یہی ہے کہ صدقۂ فطر لڑکے کی طرف سے بھی دینا چاہیے جیسے اس کے اوپر کی حدیث میں بیان ہو چکا۔ اور ان روایتوں سے ثابت ہوا کہ جیسے شہر والوں پر اس کا وجوب ہے ویسے ہی گاؤں والوں پر اور جنگلیوں پر اور یہی مذہب ہے مالک ابوحنیفہ شافعی احمد اور جمہور علما رحمۃ اللہ علیہم کا اور عطاء زہری ربیعہ اور لیث رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے کہ سوائے شہر والوں کے اوروں پر واجب نہیں ہوتا۔ اور ان روایتوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو اپنے اہل وعیال کی قوت سے عید کے دن زیادہ رکھتا ہو اس پر صدقہ واجب ہے۔ اور یہی قول ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جس کو زکوٰۃ لینا روا ہے اس پر صدقہ واجب نہیں۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب میں اختلاف ہے اور ان روایتوں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ زوجہ پر بھی واجب ہوتا ہے کہ وہ اپنا صدقہ اپنے مال سے ادا کرے اور یہی مذہب ہے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کا قول ہے کہ شوہر اس کی طرف سے دے جیسے عورت کو نفقہ دیتا ہے معلوم ہوا کہ یہ جو فرمایا باب کی پہلی روایت میں کہ جو مسلمان ہو۔ اس سے کافر نکل گئے۔ غرض کسی کا غلام یا بیوی یا لڑکا یا باپ اگر کافر ہو تو اس کی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب نہیں اگرچہ نفقہ ان کا واجب ہے اور یہی مذہب ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جماہیر علما کا اور کوفیوں اور اسحٰق اور بعض سلف کا قول یہ ہے کہ غلام کافر کی طرف سے بھی دینا واجب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر آدمی کی طرف سے ایک صاع واجب ہے پھر اگر سوائے گیہوں کے اور انگور خشک کے ہو تو بالاجماع ایک صاع واجب ہے اور اگر گیہوں اور انگور ہو تو مالک اور شافعی اور جمہور کے نزدیک تب بھی صاع ہی واجب ہے اور ابوحنیفہ اور امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک نصف صاع واجب ہے اور جمہور کی حجت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جو آگے آتی ہے کہ اس میں ایک صاع انگور مذکور ہے اور اسی طرح ایک صاع طعام کا۔ اور طعام اہل حجاز کی اصطلاح میں گیہوں کو کہتے ہیں اور صاع کا بیان اس سے اوپر کے باب میں ہو چکا۔

(۲۲۸۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَرَضَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ اَوْرَجُلٍ اَوِامْرَاَةٍ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْصَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مقرر کیا صدقہ فطر کا رمضان کے بعد ہر ایک مسلمان پر آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا ایک صاع کھجور کا یا جَو کا۔

○ ○ ○ ○

(۲۲۸۳) عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ يَقُوْلُ: كُنَّا نُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًامِنْ طَعَامٍ اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ اَوْصَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ اَقِطٍ اَوْصَاعًامِّنْ زَبِيْبٍ. [بخاری: ۱۵۰۶، ۱۵۰۸، ۱۵۱۰، ۱۵۰۵؛ ابوداؤد: ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸؛ ترمذی: ۶۷۳؛ نسائی: ۲۵۱۰،

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم صدقۂ فطر نکالتے تھے (یعنی رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں) ایک صاع طعام کا (یعنی گیہوں کا) یا ایک صاع جَو کا یا کھجور کا یا پنیر کا یا انگور کا۔

٢٥١١، ٢٥١٢، ٢٥١٣، ٢٥١٦، ٢٥١٧؛

ابن ماجه: ١٨٢٩]

(٢٢٨٤) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ: كُنَّا نُخْرِجُ اِذْ كَانَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَكوٰةَ الْفِطْرِ عَنْ كُلِّ صَغِیْرٍ وَكَبِیْرٍ حُرٍّ اَوْ مَمْلُوْكٍ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ اَقِطٍ اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِیْرٍ اَوْصَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِیْبٍ فَلَمْ نَزَلْ نُخْرِجُهٗ حَتّٰی قَدِمَ عَلَیْنَا مُعَاوِیَةُ ابْنُ اَبِیْ سُفْیَانَ حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا فَكَلَّمَ النَّاسَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَكَانَ فِیْمَا كَلَّمَ بِهِ النَّاسَ اَنْ قَالَ: اِنِّیْ اُرٰی اَنَّ مُدَّیْنِ مِنْ سَمْرَاءِ الشَّامِ تَعْدِلُ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ فَاَخَذَ النَّاسُ بِذٰلِكَ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ: فَاَمَّا اَنَا فَلَا اَزَالُ اُخْرِجُهٗ كَمَا كُنْتُ اُخْرِجُهٗ اَبَدًا مَّا عِشْتُ.

○ ○ ○ ○

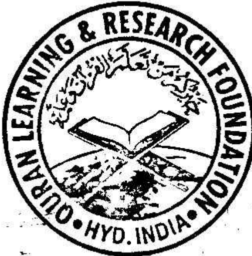
ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں صدقہ فطر ہر چھوٹے، بڑے، آزاد، غلام کی طرف سے ایک صاع گیہوں یا ایک صاع پنیر یا جَو یا کھجور یا انگور نکالتے تھے پھر جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حج کو یا عمرہ کو آئے تو لوگوں میں منبر پر وعظ کیا اور اس میں کہا کہ میں جانتا ہوں کہ دو مد (یعنی نصف صاع) شام کے سرخ گیہوں کا برابر ہوتا ہے ایک صاع کھجور کے (یعنی قیمت میں) سو لوگوں نے اس کو لے لیا اور ابو سعید نے کہا: میں تو وہی نکالے جاؤں گا جو نکالتا تھا (یعنی ایک صاع) جب تک جیوں گا (سبحان اللہ! یہ اتباع تھا حدیث کا اور نفرت تھی رائے اور قیاس سے)۔

[راجع: ٢٢٨٣]

(٢٢٨٥) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ یَقُوْلُ: كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْنَا عَنْ كُلِّ صَغِیْرٍ وَكَبِیْرٍ حُرٍّ وَمَمْلُوْكٍ مِنْ ثَلَاثَةِ اَصْنَافٍ: صَاعًا مِنْ تَمْرٍ صَاعًا مِنْ اَقِطٍ صَاعًا مِنْ شَعِیْرٍ فَلَمْ نَزَلْ نُخْرِجُهٗ كَذٰلِكَ حَتّٰی كَانَ مُعَاوِیَةُ فَرَاٰی اَنَّ مُدَّیْنِ مِنْ بُرٍّ تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ: فَاَمَّا اَنَا فَلَا اَزَالُ اُخْرِجُهٗ كَذٰلِكَ.

○ ○ ○ ○

ترجمہ وہی جو اوپر گزرا۔



[راجع: ٢٢٨٣]

(٢٢٨٦) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ: كُنَّا نُخْرِجُ زَكوٰةَ الْفِطْرِ مِنْ ثَلَاثَةِ اَصْنَافِ الْاَقِطِ وَالتَّمْرِ وَالشَّعِیْرِ. [راجع: ٢٢٨٣]

○ ○ ○ ○

ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم صدقہ فطر دیتے تھے پنیر، کھجور اور جو سے۔

○ ○ ○ ○

(٢٢٨٧) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ مُعَاوِیَةَ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نصف صاع

لَمَّا جَعَلَ نِصْفَ الصَّاعِ مِنَ الْحِنْطَةِ عِدْلَ صَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ أَنْكَرَ ذٰلِكَ أَبُوْ سَعِيْدٍ وَقَالَ: لَا أُخْرِجُ فِيْهَا إِلَّا الَّذِىْ كُنْتُ أُخْرِجُ فِىْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيْبٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ. [راجع:٢٢٨٣]

کھجور کو ایک صاع گیہوں کے برابر مقرر کیا تو ابو سعید رضی اللہ عنہ نے انکار کیا اور کہا کہ میں تو وہی دوں گا جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دیتا تھا ایک صاع کھجور یا انگور یا جو یا پنیر۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الْأَمْرِ بِإِخْرَاجِ زَكَاةِ الْفِطْرِ قَبْلَ الصَّلَاةِ.

باب: عید الفطر کی نماز ادا کرنے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کیا جائے۔

(٢٢٨٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ أَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلٰوةِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ صدقۂ فطر ادا کیا جائے نماز کو نکلنے سے پہلے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ- اوپر کی روایتوں پر اعتماد کیا ہے حنفیہ نے کہ نصف صاع حطہ، صدقۂ فطر میں دینا ان کے آگے کافی ہے حسب تجویز حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور جمہور اس کے خلاف ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ قول صحابی ہے اور ابو سعید رضی اللہ عنہ وغیرہ جو مدت تک آنحضرت ﷺ کی خدمت میں رہے حضرت معاویہ کا خلاف کیا اور زمانہ کا جو معمول تھا اس کو سند لائے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے قول کو کیوں کر ترجیح ہو سکتی ہے آپ کے زمانہ مبارک کے معمول پر، دوسرے یہ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے تصریح کر دی کہ یہ میری رائے ہے اور یہ اصول کا قاعدہ ہے کہ جب صحابہ کا اختلاف ہو تو کسی کا قول اولیٰ نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اب حدیث اور قیاس دونوں کو دیکھنا چاہیے تو دونوں سے ثابت ہوا ایک صاع کا مشروط ہونا حدیث میں تو آ ہی چکا ہے اور قیاس بھی چاہتا ہے کہ انگور، کھجور کے برابر گیہوں بھی ہے اور مستحب وقت یہی ہے کہ عیدگاہ جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے جیسا حدیث میں آ چکا ہے۔

(٢٢٨٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِإِخْرَاجِ زَكٰوةِ الْفِطْرِ قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلٰوةِ. [بخاری: ١٥٠٩؛ ابو داود: ١٦١٠؛ ترمذی: ٦٧٧؛ نسائی: ٢٥٢٠]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ صدقۂ فطر ادا کر دیا جائے لوگوں کے نماز کو جانے سے پہلے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ إِثْمِ مَانِعِ الزَّكَاةِ.

باب: زکوٰۃ نہ دینے کا عذاب۔

(٢٢٩٠) عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّىْ مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَّارٍ فَأُحْمِىَ عَلَيْهَا فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِيْنُهُ وَظَهْرُهُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی چاندی سونے کا مالک ایسا نہیں کہ اس کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو مگر وہ قیامت کے دن ایسا ہو گا کہ اس کی چاندی، سونے کے تختے بنائے جائیں گے اور وہ جہنم کی آگ میں گرم کیے جائیں گے پھر اس کا ماتھا اور کروٹیں اس سے داغی جائیں گی اور اس کی پیٹھ اور جب وہ ٹھنڈے ہو جائیں گے پھر گرم کیے جائیں گے

كُلَّمَا رُدَّتْ أُعِيدَتْ لَهُ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرٰى سَبِيْلُهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ)) قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَالْإِبِلُ؟ قَالَ: ((وَلَا صَاحِبُ إِبِلٍ لَّا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا وَمِنْ حَقِّهَا حَلَبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ أَوْفَرَ مَا كَانَتْ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيْلًا وَّاحِدًا تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا وَتَعَضُّهُ بِأَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُوْلَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرٰى سَبِيْلُهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ)) قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ؟ قَالَ: ((وَلَا صَاحِبُ بَقَرٍ وَّلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئًا لَّيْسَ فِيْهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ تَنْطِحُهُ بِقُرُوْنِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُوْلَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرٰى سَبِيْلُهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ)) قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَالْخَيْلُ؟ قَالَ: ((الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ هِيَ لِرَجُلٍ وِزْرٌ وَّهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَّهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ فَأَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهُ وِزْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِيَاءً وَّفَخْرًا وَّنِوَاءً عَلٰى أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ لَهُ وِزْرٌ وَأَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهُ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ ظُهُوْرِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ وَأَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

پچاس ہزار برس کے دن پھر اس کو یہی عذاب ہوگا یہاں تک کہ فیصلہ ہو اور بندوں کا اور اس کی کچھ راہ نکلے جنت یا دوزخ کی طرف۔'' ان سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! پھر اونٹوں کا کیا حال ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اونٹ والا اپنے اونٹوں کا حق نہیں دیتا اور اس کے حق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دودھ دوہے جس دن ان کو پانی پلائے (عرب کا معمول تھا کہ تیسرے یا چوتھے دن اونٹوں کو پانی پلانے لے جاتے وہاں مسکین جمع رہتے اونٹوں کے مالک ان کو دودھ دوھ کر پلاتے حالانکہ یہ واجب نہیں ہے مگر آپ ﷺ نے اونٹوں کا ایک حق اس کو بھی قرار دیا ہے) جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ اوندھا لٹایا جائے گا ایک برابر زمین پر اور وہ اونٹ نہایت فربہ ہو کر آئیں گے کہ ان میں سے کوئی بچہ بھی باقی نہ رہے گا اور اس کو اپنے کھروں سے روندیں گے اور منہ سے کاٹیں گے پھر جب ان میں سے پہلا جانور روندتا چلا جائے گا پچھلا آ جائے گا۔ یوں یہ عذاب ہوتا رہے گا سارا دن کہ پچاس ہزار برس کا ہوگا یہاں تک کہ فیصلہ ہو جائے بندوں کا پھر اس کی کچھ راہ نکلے جنت یا دوزخ کی طرف۔'' پھر عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! اور گائے بکری کا کیا حال ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی گائے بکری والا ایسا نہیں جو اس کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو مگر جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ اوندھا لٹایا جائے گا ایک پٹ پر صاف زمین پر اور ان گائے بکریوں میں سب آئیں گی کوئی باقی نہ رہے گی اور ایسی ہوں گی کہ ان میں سینگ مڑی ہوئی نہ ہوں گی، نہ بے سینگ کی، نہ سینگ ٹوٹی اور آ کر اس کو ماریں گی اپنے سینگوں سے اور روندیں گی اپنے کھروں سے جب اگلی اس پر سے گزر جائے گی پچھلی پھر آئے گی یہی عذاب ہوگا اس پر پچاس ہزار برس کے دن پھر یہاں تک کہ فیصلہ ہو جائے بندوں کا پھر اس کی راہ کی جائے جنت یا دوزخ کی طرف'' پھر عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اور گھوڑے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑے تین طرح پر ہیں ایک اپنے مالک پر بار ہے یعنی وبال ہے۔ دوسرا اپنے مالک کا عیب ڈھانپنے والا ہے۔ تیسرا اپنے مالک کے ثواب کا سامان ہے۔ اب اس وبال والے گھوڑے کا حال سنو جو باندھا ہے اس لیے کہ لوگوں کو دکھلائے اور لوگوں میں بڑ مارے اور

لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فِيْ مَرْجٍ اَوْ رَوْضَةٍ فَمَا اَكَلَتْ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرْجِ اَوِالرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا كُتِبَ لَهٗ عَدَدَمَا اَكَلَتْ حَسَنَاتٌ وَكُتِبَ لَهٗ عَدَدَ اَرْوَاثِهَا وَاَبْوَالِهَا حَسَنَاتٌ وَّلَا تَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَدَدَ اٰثَارِهَا وَاَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٍ وَلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلٰى نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا يُرِيْدُ اَنْ يَّسْقِيَهَا اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ)) قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَالْحُمُرُ؟ قَالَ: ((مَا اُنْزِلَ عَلَيَّ فِي الْحُمُرِ شَيْءٌ اِلَّا هٰذِهِ الْاٰيَةُ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ○﴾)). [٩٩/ الزلزال: ٧، ٨]

[بخاری: ٢٣٧١، ٣٦٤٦، ٤٩٦٢، ٧٣٥٦؛ نسائی: ٣٥٦٥]

مسلمانوں سے عداوت کرے سو یہ اپنے مالک کے حق میں وبال ہے اور وہ جو عیب ڈھانپنے والا ہے وہ گھوڑا ہے کہ اس کو اللہ کی راہ میں باندھا ہے (یعنی جہاد کیلئے) اور اس کی سواری میں اللہ کا حق نہیں بھولتا اور نہ اس کے گھاس چارہ میں کمی کرتا ہے تو وہ اس کا عیب ڈھانپنے والا ہے اور جو ثواب کا سامان ہے اس کا کیا کہنا وہ گھوڑا ہے کہ باندھا اللہ کی راہ میں اہل اسلام کی مدد اور حمایت کے لیے کسی چراگاہ یا باغ میں پھر اس نے جو کھایا اس چراگاہ یا باغ سے اس کی گنتی کے موافق نیکیاں اس کے مالک کے لیے لکھی گئیں اور اس کی لید اور پیشاب تک نیکیوں میں لکھا گیا اور جب وہ اپنی لمبی رسی توڑ کر ایک دو ٹیلے پر چڑھ جاتا ہے تو اس کے قدموں اور اس کی لید کی گنتی کے موافق نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب اس کا مالک کسی ندی پر لے جاتا ہے اور وہ گھوڑا اس میں سے پانی پی لیتا ہے اگرچہ مالک کا پلانے کا ارادہ بھی نہ تھا، تب بھی اس کیلئے ان قطروں کے موافق نیکیاں لکھی جاتی ہیں جو اس نے پیئے ہیں۔'' (یہ ثواب تو بے ارادہ پانی پی لینے میں ہے پھر جب پانی پلانے کے ارادہ سے لے جائے تو کیا کچھ ثواب نہ پائے گا) پھر عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اور گدھے کا حال فرمائیے؟ آپ ﷺ نے گدھوں کے بارہ میں فرمایا: ''میرے اوپر کوئی حکم نہیں اترا بجز اس آیت کے جو بے مثل اور جمع کرنے والی ہے ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ﴾ آخر تک یعنی جس نے ذرہ کے برابر نیکی کی وہ اسے دیکھے گا یعنی قیامت کے دن اور جس نے ذرہ برابر بدی کی وہ بھی اسے دیکھے گا۔''



فائدہ: اس حدیث سے کئی فائدے معلوم ہوئے اول یہ کہ سزا جنس گناہ سے ہے' دوسرے یہ کہ جونسی نعمت الٰہی کا حق نہ ادا کیا جائے وہ باعث وبال ہے تیسرے واجب ہونا زکوٰۃ کا گائے بیل میں اور یہ روایت اس کے وجوب کی سب روایتوں سے زیادہ صحیح ہے۔ چوتھے استدلال کیا ہے اسی حدیث سے حنفیہ نے کہ گھوڑوں میں بھی زکوٰۃ واجب ہے اور مذہب ان کا یہ ہے کہ اگر سب گھوڑے نر ہوں تو زکوٰۃ نہیں اور اگر نر و مادہ دونوں ملے ہوئے ہوں یا صرف مادہ ہوں تو ان میں زکوٰۃ ہے اور مالک کو اختیار ہے چاہے ہر گھوڑے کے بدلے ایک دینار دے چاہے ان کی قیمت جوڑ کر چالیسواں حصہ قیمت کا ادا کرے اور امام مالک اور شافعی اور جماہیر علماء رحمہم اللہ کے نزدیک گھوڑوں میں زکوٰۃ نہیں اگلی حدیث کے موافق کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان پر اس کے گھوڑے کی زکوٰۃ نہیں۔'' اور جو حق اس حدیث میں مذکور ہے اس سے اس کی خبر گیری مراد ہے اور کسی دوست کو مانگے دینا۔ پانچویں فضیلت مجاہد کے گھوڑے کی کہ مرد عابد، زاہد، گوشہ نشین، چلہ کش سے ہزار درجہ اس کا گھوڑا افضل ہے۔ چھٹا استدلال کیا ہے اس حدیث سے کہ رسول اللہ ﷺ کو اجتہاد روا نہیں آپ ﷺ جو حکم فرماتے تھے وحی سے فرماتے تھے اسی لیے گدھوں کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا ''کہ مجھ پر کچھ وحی نہیں ہوئی۔'' مگر جمہور کا مذہب یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اجتہاد جائز تھا مگر گدھوں کے بارے میں آپ ﷺ کا اجتہاد یہی ٹھہرا کہ ان میں زکوٰۃ فرض نہ کی جائے۔

(٢٢٩١) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے مگر اس میں یہ اضافہ ہے کہ

بِمَعْنٰى حَدِيْثِ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ اِلٰى اٰخِرِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ: ((مَا مِنْ صَاحِبِ اِبِلٍ لَا يُؤَدِّيْ حَقَّهَا)) وَلَمْ يَقُلْ: ((مِنْهَا حَقَّهَا)) وَذَكَرَ فِيْهِ: ((لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيْلًا وَاحِدًا وَقَالَ: يُكْوٰى بِهَا جَنْبَاهُ وَجَبْهَتُهٗ وَظَهْرُهٗ)). [راجع: ٢٢٩٠]

آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہ کوئی اونٹوں والا نہیں ہے جو اس کا حق ادا نہ کرتا ہو۔“ اور نہیں کہا کہ اس کا حق اس سے۔ اور اس میں ذکر کیا کہ ان میں سے کوئی بچہ بھی باقی نہ رہے گا اور کہا کہ داغی جائیں گی اس کے ساتھ اس کی دونوں کروٹیں اور پیشانی اور پشت۔



(٢٢٩٢) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ صَاحِبِ كَنْزٍ لَا يُؤَدِّيْ زَكٰوتَهٗ اِلَّا اُحْمِيَ عَلَيْهِ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَيُجْعَلُ صَفَائِحَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبَاهُ وَجَبِيْنُهٗ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَ عِبَادِهٖ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ثُمَّ يُرٰى سَبِيْلُهٗ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ وَمَا مِنْ صَاحِبِ اِبِلٍ لَا يُؤَدِّيْ زَكٰوتَهَا اِلَّا بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ كَاَوْفَرِ مَا كَانَتْ تَسْتَنُّ عَلَيْهِ كُلَّمَا مَضٰى عَلَيْهِ اُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ اُوْلَاهَا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَ عِبَادِهٖ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ثُمَّ يُرٰى سَبِيْلُهٗ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ وَمَا مِنْ صَاحِبِ غَنَمٍ لَا يُؤَدِّيْ زَكٰوتَهَا اِلَّا بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ كَاَوْفَرِ مَا كَانَتْ فَتَطَؤُهٗ بِاَظْلَافِهَا وَتَنْطَحُهٗ بِقُرُوْنِهَا لَيْسَ فِيْهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ كُلَّمَا مَضٰى عَلَيْهِ اُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ اُوْلَاهَا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَ عِبَادِهٖ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ثُمَّ يُرٰى سَبِيْلُهٗ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ)) قَالَ سُهَيْلٌ: وَلَا اَدْرِيْ اَذَكَرَ الْبَقَرَ اَمْ لَا قَالُوْا: فَالْخَيْلُ؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اَلْخَيْلُ فِيْ نَوَاصِيْهَا۔ اَوْ قَالَ: اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا)) قَالَ سُهَيْلٌ: اَنَا اَشُكُّ ۔ ((اَلْخَيْرُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی صاحب کنز (یعنی خزانہ والا) ایسا نہیں ہے جو زکوٰۃ نہ دیتا ہو مگر گرم کیا جائے گا وہ خزانہ اس جہنم کی آگ میں اور اس کے تختے بنائے جائیں گے پھر داغی جائیں گی اس سے ان کی دونوں کروٹیں اور ماتھا جب تک کہ فیصلہ کرے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا اتنے بڑے دن میں جس کا اندازہ پچاس ہزار برس ہے پھر اس کی راہ نکلے جنت کو جانے کی یا دوزخ کو اور جو اونٹ والا ایسا ہو کہ ان کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو وہ لٹایا جائے گا ایک پٹ پر زمین برابر میں اور وہ اونٹ آئیں گے فربہ ہو کر جیسے دنیا میں بہت فربہی کے وقت تھے اور وہ اس کو روندیں گے اور جب ان میں کا پچھلا اس پر سے نکل جائے گا اگلا پھر لوٹ آئے گا (یہی صحیح ہے اور اوپر کی روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب ان میں کا پہلا روندتا چلا جائے گا پچھلا آئے گا یہ راوی کی غلطی ہے اس لیے کہ اس میں معنی صحیح نہیں ہوتے نووی) یہاں تک کہ فیصلہ کرے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا اتنے بڑے دن میں جس کا اندازہ پچاس ہزار برس ہے پھر اس کی راہ نکلے جنت میں جانے کی یا دوزخ میں اور جو بکری والا ان کی زکوٰۃ نہیں دیتا وہ لٹایا جائے گا ایک پٹ پر برابر زمین میں اور وہ آئیں گی بہت موٹی ہو کر جیسی دنیا میں تھیں اور اس کو روندیں گی اپنے کھروں سے اور کونچیں گی اپنے سینگوں سے کہ ان میں کوئی سینگ مڑی ہوئی اور بے سینگ والی نہ ہو گی، جب اس پر سے پچھلی گزر جائے گی اگلی پھر آ جائے گی یہی عذاب ہوتا رہے گا، جب تک اللہ فیصلہ کرے اپنے بندوں کا ایسے دن میں جس کا اندازہ پچاس ہزار برس ہے تمہاری زندگی کے حساب سے پھر اس کی راہ نکالی جائے گی جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف۔“ سہیل نے کہا: اور میں نہیں جانتا کہ گائے کا ذکر بھی آپ نے کیا یا نہیں؟ پھر عرض کی اور گھوڑے اے اللہ کے رسول ﷺ؟

إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ فَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَلِرَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّتِيْ هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَالرَّجُلُ يَتَّخِذُهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيُعِدُّهَا لَهُ وَلَا تُغَيِّبُ شَيْئًا فِيْ بُطُوْنِهَا إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَجْرًا وَلَوْرَعَاهَا فِيْ مَرْجٍ مَا أَكَلَتْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا أَجْرًا وَلَوْ سَقَاهَا مِنْ نَّهْرٍ كَانَ لَهُ بِكُلِّ قَطْرَةٍ تُغَيِّبُهَا فِيْ بُطُوْنِهَا أَجْرٌ ـ حَتّٰى ذَكَرَ الْأَجْرَ فِيْ أَبْوَالِهَا وَأَرْوَاثِهَا ـ وَلَوِ اسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كُتِبَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ تَخْطُوْهَا أَجْرٌ وَأَمَّا الَّذِيْ هِيَ لَهُ سِتْرٌ فَالرَّجُلُ يَتَّخِذُهَا تَكَرُّمًا وَتَجَمُّلًا وَلَا يَنْسٰى حَقَّ ظُهُوْرِهَا وَبُطُوْنِهَا فِيْ عُسْرِهَا وَيُسْرِهَا وَأَمَّا الَّذِيْ هِيَ عَلَيْهِ وِزْرٌ فَالَّذِيْ يَتَّخِذُهَا أَشَرًا وَبَطَرًا وَبَذَخًا وَرِيَاءَ النَّاسِ فَذَاكَ الَّذِيْ هِيَ عَلَيْهِ وِزْرٌ)) قَالُوْا: فَالْحُمُرُ؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ فِيْهَا شَيْئًا إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةَ الْجَامِعَةَ الْفَاذَّةَ: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾)). [۹۹/ الزلزال:۷-۸][راجع: ۲۷۹۱]

آپ ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑوں کی پیشانی میں بہتری یا فرمایا: گھوڑے کی پیشانی میں بہتری بندھی ہے۔'' سہیل نے کہا: مجھے اس میں شک ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان میں بہتری ہے قیامت کے دن تک (یعنی جہاد کا بڑا سامان گھوڑا ہے اور بہتری دین ودنیا کی جہاد میں ہے) پھر فرمایا: ''گھوڑے تین قسم میں ہیں ایک تو آدمی کے لیے ثواب ہے۔ دوسرا پردہ ہے (اس کے عیبوں کا) تیسرا وبال وعذاب ہے۔ سو جو ثواب ہے تو وہ اس شخص کے لیے ہے جس نے گھوڑا باندھا اللہ کی راہ میں اور تیار رکھا اسی واسطے (یعنی جہاد کو) سو وہ جو غائب کرتا ہے اپنے پیٹ میں اللہ اس کے مالک کے لیے ثواب لکھتا ہے (یعنی اس کا دانہ چارہ سب موجب ثواب ہے) اور اگر اس کو کسی چراگاہ میں چرایا تو جو کچھ اس نے کھایا اللہ نے اسے ثواب میں لکھا یا جس نہر سے اس نے پانی پلایا اس کے ہر قطرہ پر جو اس نے پیٹ میں اٹھایا ایک ثواب ہے یہاں تک کہ اس کے پیشاب اور لید میں ثواب کا ذکر فرمایا اور اگر ایک دو ٹیلے پر کود گیا تو ہر قدم پر جو اس نے رکھا ایک ثواب لکھا گیا اور جو مالک کا پردہ ہے وہ اس کا گھوڑا ہے جس نے احسان کرنے کو اور اپنی خوبی کے لیے باندھا اور اس کی سواری کا حق نہ بھولا (یعنی دوستوں کو مانگے دیا کبھی کبھی غربا کو چڑھا لیا) اور نہ اس کے پیٹ کا (یعنی دانے چارے پانی مصالحے کی خبر رکھے) اس کی تکلیف اور آرام میں اور جو وبال وعذاب ہے وہ اس کا گھوڑا ہے جس سے اترانے اور سرکشی اور شرارت کیلئے اور لوگوں کو دکھانے کیلئے باندھا سو وہ اس پر وبال ہے۔'' پھر عرض کی کہ گدھے کا حال فرمائیے اے اللہ کے رسول ﷺ! فرمایا: ''اللہ نے مجھ پر اس کے بارے میں کوئی حکم نہیں اتارا مگر یہ آیت جامع بے مثل ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ﴾ الآية۔



(۲۲۹۳) وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ.

سہیل ہی سے مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔



(۲۲۹۴) عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِيْ صَالِحٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ـ بَدَلَ عَقْصَاءُ ـ: ((عَضْبَاءُ)) وَقَالَ: ((فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهٗ وَظَهْرُهٗ)) وَلَمْ

سہیل سے تیسری سند سے یہی روایت آئی ہے اور اس میں عضباء کا لفظ ہے اور پیشانی کے داغ کا ذکر نہیں۔

يَذْكُرْ جَبِيْنَهُ.

○ ○ ○ ○

(٢٢٩٥) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((اِذَا لَمْ يُؤَدِّ الْمَرْءُ حَقَّ اللّٰهِ اَوِالصَّدَقَةَ فِیْ اِبِلِهِ)) وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ. [بخاری: ١٤٠٢]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہی روایت مروی ہے جو سہیل نے اپنے باپ سے اوپر روایت کی۔

○ ○ ○ ○

(٢٢٩٦) عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ صَاحِبِ اِبِلٍ لَا يَفْعَلُ فِيْهَا حَقَّهَا اِلَّا جَآءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَكْثَرَ مَا كَانَتْ قَطُّ وَقَعَدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَسْتَنُّ عَلَيْهِ بِقَوَائِمِهَا وَاَخْفَافِهَا وَلَا صَاحِبِ بَقَرٍ لَا يَفْعَلُ فِيْهَا حَقَّهَا اِلَّا جَآءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَكْثَرَمَا كَانَتْ وَقَعَدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَنْطِحُهُ بِقُرُوْنِهَا وَتَطَؤُهُ بِقَوَائِمِهَا وَلَا صَاحِبَ غَنَمٍ لَا يَفْعَلُ فِيْهَا حَقَّهَا اِلَّا جَآءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَكْثَرَ مَا كَانَتْ وَقَعَدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَنْطِحُهُ بِقُرُوْنِهَا وَتَطَؤُهُ بِاَظْلَافِهَا لَيْسَ فِيْهَا جَمَّآءُ وَلَا مُنْكَسِرٌ قَرْنُهَا وَلَا صَاحِبِ كَنْزٍ لَا يَفْعَلُ فِيْهِ حَقَّهُ اِلَّا جَآءَ كَنْزُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ يَتْبَعُهُ فَاتِحًا فَاهُ فَاِذَا اَتَاهُ فَرَّ مِنْهُ فَيُنَادِيْهِ خُذْ كَنْزَكَ الَّذِيْ خَبَأْتَهُ فَاَنَا عَنْهُ غَنِيٌّ فَاِذَا رَاٰى اَنْ لَّا بُدَّ لَهُ مِنْهُ سَلَكَ يَدَهُ فِيْ فِيْهِ فَيَقْضَمُهَا قَضْمَ الْفَحْلِ)) قَالَ اَبُو الزُّبَيْرِ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ ابْنَ عُمَيْرٍ يَقُوْلُ هٰذَا الْقَوْلَ: ثُمَّ سَاَلْنَا جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِ عُبَيْدِ ابْنِ عُمَيْرٍ وَقَالَ اَبُو الزُّبَيْرِ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُوْلُ: قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا حَقُّ الْاِبِلِ؟ قَالَ: ((حَلَبُهَا عَلَى الْمَآءِ وَاِعَارَةُ دَلْوِهَا وَاِعَارَةُ فَحْلِهَا وَمَنِيْحَتُهَا وَحَمْلٌ عَلَيْهَا

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے: ”جو اونٹ والا حق نہ ادا کرے وہ قیامت کے دن آئے گا اور وہ اونٹ بھی بہت سے بہت ہو کر آئیں گے اور مالک ان کا ایک پٹ پر زمین پر بٹھایا جائے گا اور وہ اس پر اپنے پیروں اور کھروں سے کودیں گے اور جو گائے والا اس کا حق نہ ادا کرے گا وہ قیامت کے دن آئیں گی بہت سے بہت اور اس کو بٹھا کر ایک پٹ پر زمین میں اپنے سینگوں سے کوچیں گی اور پیروں سے روندیں گی اور جو بکری والا اس کا حق ادا نہیں کرتا وہ بھی قیامت کے دن بہت سے بہت ہو کر آئیں گی اور اس کو ایک پٹ پر زمین میں بٹھا کر اپنے سینگوں سے کوچیں گی اور اپنے کھروں سے روندیں گی اور ان میں بے سینگ کی کوئی نہ ہوگی اور نہ کوئی سینگ ٹوٹی۔ اور جو خزانہ والا ایسا ہے کہ اس کا حق ادا نہیں کرتا وہ قیامت کے دن آئے گا ایک گنجا اژدہا بن کر (یعنی جس کے زہر کی تیزی سے اس کے خود بال جھڑ جاتے ہیں اور اپنی دم پر اتنا کھڑا ہو جاتا ہے کہ سوار کے سر تک اس کا منہ پہنچ جاتا ہے) اور اس کے پیچھے لگے گا منہ کھول کر جب اس کے پاس آئے گا تو مالک اس سے بھاگے گا اور وہ پکارے گا کہ لے اپنا خزانہ تو نے چھپا رکھا تھا کہ مجھے اس کی حاجت نہیں ہے شاید یہ ندا اللہ کی طرف سے ہوگی پھر جب وہ دیکھے گا مر کر یہ بھی نہیں چھوڑتا تو اس کے منہ میں ہاتھ ڈال دے گا اور وہ اسے ایسا چبائے گا جیسے اونٹ چباتا ہے۔“ ابوالزبیر نے کہا: ہم نے سنا عبید بن عمیر سے وہ یہی بات کہتے تھے، پھر ہم نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو وہ بھی بولے مثل عبید بن عمیر کے، اور ابوالزبیر نے کہا: سنا میں نے عبید بن عمیر سے کہ ایک شخص نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اونٹ کا کیا حق ہے؟ فرمایا: ”اس کو پانی پر دوھ لینا (کہ اس میں جانوروں کو آرام ہوتا ہے اور فقیروں کو کچھ دودھ مل جاتا ہے) اور اس

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)).

کا ڈول مانگنے کو دینا (یعنی پانی پلانے کا) اور اس کے نر کو نطفہ لینے کے لیے مانگنے دینا اور اس کو اللہ کی راہ میں سواری میں دینا۔'' (یعنی جہاد میں)

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(۲۲۹۷) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ صَاحِبِ اِبِلٍ وَّلَا بَقَرٍ وَّلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّيْ حَقَّهَا اِلَّا اُقْعِدَ لَهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَطَؤُهُ ذَاتُ الظِّلْفِ بِظِلْفِهَا وَتَنْطَحُهُ ذَاتُ الْقَرْنِ بِقَرْنِهَا لَيْسَ فِيْهَا يَوْمَئِذٍ جَمَّاءُ وَلَا مَكْسُوْرَةُ الْقَرْنِ)) قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا حَقُّهَا؟ قَالَ: ((اِطْرَاقُ فَحْلِهَا وَاِعَارَةُ دَلْوِهَا وَمَنِيْحَتُهَا وَحَلَبُهَا عَلَى الْمَاءِ وَحَمْلٌ عَلَيْهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا مِنْ صَاحِبِ مَالٍ لَّا يُؤَدِّيْ زَكٰوتَهٗ اِلَّا تَحَوَّلَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ يَتْبَعُ صَاحِبَهٗ حَيْثُمَا ذَهَبَ وَهُوَ يَفِرُّ مِنْهُ وَيُقَالُ: هٰذَا مَالُكَ الَّذِيْ كُنْتَ تَبْخَلُ بِهٖ فَاِذَا رَاٰى اَنَّهٗ لَا بُدَّ مِنْهُ اَدْخَلَ يَدَهٗ فِيْ فِيْهِ فَجَعَلَ يَقْضَمُهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ)). [نسائی:۲٤٥۳]

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو اونٹ والا اور گائے والا اور بکری والا اس کی زکوٰۃ نہیں دیتا وہ قیامت کے دن بٹھایا جائے گا' ایک پٹ پڑ زمین پر اور کھروں والا جانور اس کو اپنے کھروں سے روندے گا اور سینگوں والا اپنے سینگوں سے کونچے گا اس دن کوئی جانور بے سینگ کا نہ ہوگا نہ کوئی سینگ ٹوٹا۔'' ہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہے حق ان کا؟ فرمایا: ''اس کے نر کو نطفہ کے لیے دینا اور اس کے ڈول کو مانگے دینا اور اس کو دودھ پینے کے لیے مانگے دینا اور جب پانی پلادیں اس کو دودھ لینا (اونٹوں کو چوتھے پانچویں دن پانی پلانے کو لاتے ہیں اور وہاں فقرا جمع ہوتے ہیں پھر وہاں دوہنے میں بھی جانوروں کو آرام ہوتا ہے اور فقرا کو بھی دودھ مل جاتا ہے) اور اللہ کی راہ میں سواری اور بوجھ لادنے والے کو دینا اور جو صاحب مال اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا وہ مال اس کا قیامت کے دن ایک اژدہا گنجا بن جائے گا اور اپنے مالک کے پیچھے دوڑے گا' جدھر وہ بھاگے گا، اور وہ اس سے بھاگے گا پھر کہا جائیگا کہ یہ وہی مال ہے جس میں تو بخیلی کرتا تھا (یعنی زکوٰۃ نہ دیتا تھا' صدقہ فطر نہ ادا کرتا تھا) پھر جب وہ دیکھے گا کہ یہ میرا پیچھا نہ چھوڑے گا تو اس کے منہ میں ہاتھ ڈال دے گا اور وہ اژدہا اس کا ہاتھ ایسا چباڈالے گا جیسے اونٹ چباتا ہے۔''

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

بَابُ اِرْضَاءِ السُّعَاةِ.

باب: زکوٰۃ کے تحصیلداروں کو راضی کرنے کا بیان۔

(۲۲۹۸) عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: جَآءَ نَاسٌ مِنَ الْاَعْرَابِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: اِنَّ اُنَاسًا مِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ يَاْتُوْنَنَا فَيَظْلِمُوْنَنَا قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَرْضُوْا مُصَدِّقِيْكُمْ)) قَالَ جَرِيْرٌ: مَا صَدَرَ عَنِّيْ مُصَدِّقٌ مُنْذُ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا وَهُوَ عَنِّيْ رَاضٍ.

جریر رضی اللہ عنہ نے کہا چند لوگ گاؤں کے آئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اور عرض کی بعضے تحصیلدار ہمارے پاس آتے ہیں اور وہ ہم پر زیادتی کرتے ہیں (یعنی جانور اچھے سے اچھا لیتے ہیں حالانکہ متوسط لینا چاہیے) تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم راضی کر دیا کرو اپنے تحصیل داروں کو۔'' (یعنی اگرچہ وہ تم پر زیادتی بھی کریں) جریر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب سے میں نے یہ سنا رسول اللہ ﷺ سے تب سے کوئی تحصیل دار میرے پاس سے نہیں گیا مگر خوش ہو کر۔

[ابو داود: ١٥٨٩؛ نسائی: ٢٤٥٩]

فائدہ: یعنی ان سے نرمی سے بات کرو۔ تکرار نہ کرو۔ جو زکوٰۃ ہے اس کو بخوشی ادا کرو۔ اور اس زیادتی سے تحصیلداروں کی وہ زیادتی مراد ہے جس سے فاسق نہ ہو ورنہ در صورت فسق کے وہ قابل عزل (گرفت) ہے اور اس صورت میں حد شرعی سے زیادہ اس کو دینا جائز نہیں۔

(٢٢٩٩) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمٰعِيْلَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [راجع: ٢٢٩٨]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

بَابُ تَغْلِيْظِ عُقُوْبَةِ مَنْ لَا يُؤَدِّي الزَّكٰوةَ.

باب: زکوٰۃ نہ دینے والوں کو سخت سزا دیئے جانے کا بیان۔

(٢٣٠٠) عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَلَمَّا رَآنِيْ قَالَ: ((هُمُ الْأَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ)) قَالَ: فَجِئْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ فَلَمْ أَتَقَارَّ أَنْ قُمْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ مَنْ هُمْ؟ قَالَ: ((هُمُ الْأَكْثَرُوْنَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ. وَقَلِيْلٌ مَا هُمْ مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّيْ زَكٰوتَهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنَهُ تَنْطَحُهُ بِقُرُوْنِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا نَفِدَتْ أُخْرَاهَا عَادَتْ عَلَيْهِ أُوْلَاهَا حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ)).

[بخاری: ١٤٦٠، ٦٦٣٨؛ ترمذی: ٦١٧؛ نسائی: ٢٤٣٩؛ ابن ماجه: ١٧٨٥]

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی ﷺ کے پاس پہنچا اور آپ کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے جب مجھ کو دیکھا تو فرمایا: "رب کعبہ کی قسم! وہی نقصان والے ہیں۔" تب میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور بیٹھ گیا اور نہ ٹھہر سکا کہ کھڑا ہو گیا اور عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں وہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ بہت مال والے ہیں مگر جس نے خرچ کیا ادھر اور ادھر اور جدھر مناسب ہوا اور دیا آگے سے اور پیچھے سے اور داہنے سے اور بائیں سے اور ایسے لوگ تھوڑے ہیں (یعنی جہاں دین کی تائید اور خدا، رسول ﷺ کی مرضی دیکھے وہاں بے تکلف خرچ کیا) اور جو اونٹ والا، گائے والا، بکری والا کہ ان کی زکوٰۃ نہیں دیتا قیامت کے دن آئیں گے وہ جانور ان سب دنوں سے موٹے ہو کر اور چربیلے جیسے دنیا میں تھے اور اپنے سینگ سے اس کو کوچیں گے اور اپنے کھروں سے اس کو روندیں گے جب پچھلا ان کا گزر جائیگا اگلا پھر اس پر آ جائے گا یہی عذاب ہوتا رہے گا جب تک کہ فیصلہ ہو بندوں کا۔"

(٢٣٠١) عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ وَكِيْعٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ مَا عَلَى الْأَرْضِ رَجُلٌ يَمُوْتُ فَيَدَعُ

ابوذر رضی اللہ عنہ سے دوسری سند سے وہی روایت مروی ہے مگر اس میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے جو زمین پر مر جائے اور اونٹ اور گائے اور بکری چھوڑ جائے اور اس کی زکوٰۃ نہ دے۔" آگے وہی حدیث بیان کی۔

اِبِلًا اَوْبَقَرًا اَوْغَنَمًا لَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهَا)).

[راجع:٢٣٠٠]

(٢٣٠٢) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((مَا يَسُرُّنِیْ اَنَّ لِیْ اُحُدًا ذَهَبًا تَأْتِیْ عَلَیَّ ثَالِثَةٌ وَعِنْدِیْ مِنْهُ دِيْنَارٌ اِلَّا دِيْنَارًا اَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ عَلَیَّ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مجھے یہ آرزو نہیں کہ یہ احد کا پہاڑ میرے لیے سونا ہو جائے اور تین دن سے زیادہ میرے پاس ایک دینار بھی باقی رہے مگر وہ دینار کہ وہ اپنے کسی قرض خواہ کو دینے کے لیے اٹھا رکھوں۔“

(٢٣٠٣)عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

بَابُ التَّرْغِيْبِ فِی الصَّدَقَةِ.

باب: صدقہ کی ترغیب دینا۔

(٢٣٠٤) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ: كُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ حَرَّةِ الْمَدِيْنَةِ عِشَآءً وَنَحْنُ نَنْظُرُ اِلٰی اُحُدٍ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا اَبَا ذَرٍّ)) قَالَ : قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((مَا اُحِبُّ اَنَّ اُحُدًا ذَاكَ عِنْدِیْ ذَهَبٌ اُمْسِیْ ثَالِثَةً عِنْدِیْ مِنْهُ دِيْنَارٌ اِلَّا دِيْنَارًا اَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ اِلَّا اَنْ اَقُوْلَ بِهٖ فِیْ عِبَادِ اللّٰهِ هٰكَذَا۔ حَثَا بَيْنَ يَدَيْهِ۔ وَهٰكَذَا۔ عَنْ يَمِيْنِهٖ۔ وَهٰكَذَا۔ عَنْ شِمَالِهٖ))۔ قَالَ: ثُمَّ مَشَيْنَا فَقَالَ: ((يَا اَبَا ذَرٍّ)) قَالَ:قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اِنَّ الْاَكْثَرِيْنَ هُمُ الْاَقَلُّوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا)) مِثْلَ مَا صَنَعَ فِی الْمَرَّةِ الْاُوْلٰی قَالَ: ثُمَّ مَشَيْنَا قَالَ: ((يَا اَبَا ذَرٍّ! كَمَا اَنْتَ حَتّٰی اٰتِيَكَ)) قَالَ: فَانْطَلَقَ حَتّٰی تَوَارٰی عَنِّیْ قَالَ: سَمِعْتُ لَغَطًا وَسَمِعْتُ صَوْتًا قَالَ : فَقُلْتُ: لَعَلَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عُرِضَ لَهٗ قَالَ: فَهَمَمْتُ اَنْ اَتَّبِعَهٗ۔ قَالَ: ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَهٗ: ((لَا تَبْرَحْ حَتّٰی اٰتِيَكَ))

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا مدینہ کی کنکریلی زمین میں بعد دوپہر کے اور ہم احد کو دیکھ رہے تھے، تب مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابوذر!“ میں نے عرض کی حاضر ہوں اللہ کے رسول۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نہیں چاہتا کہ یہ احد میرے پاس سونا ہو کر تین دن بھی اس میں سے ایک دینار میرے پاس بچے مگر وہ دینار کہ میں کسی قرض کے سبب سے اٹھا رکھوں اور اگر یہ سونا ہو جائے تو میں اللہ کے بندوں میں یوں بانٹوں اور آپ نے اپنے آگے ایک لپ بھر کر اشارہ کیا اور اسی طرح داہنے اور بائیں اشارہ کیا“ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر ہم چلے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابوذر!“ میں نے عرض کی حاضر ہوں اے اللہ کے رسول۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بہت مال والے وہی ثواب کم پانے والے ہیں قیامت کے دن (یعنی زہد کے درجات عالیہ سے محروم رہنے والے) مگر جس نے خرچ کیا اِدھر اُدھر اور جدھر مناسب ہوا۔“ آپ ﷺ نے پھر ایسا ہی اشارہ کیا جیسے پہلے کیا تھا پھر ہم چلے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابوذر! تم یونہی رہنا جیسے اب ہو (یعنی یہاں سے کہیں جانا نہیں) جب تک کہ میں نہ آؤں۔“ پھر آپ چلے گئے یہاں تک کہ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ پھر میں نے کچھ گنگناہٹ اور آواز سنی اور دل میں کہا کہ شاید رسول اللہ ﷺ کو کوئی دشمن ملا ہو اور میں نے ارادہ کیا کہ آپ ﷺ کے پیچھے جاؤں اتنے میں یاد آیا کہ آپ ﷺ

قَالَ: فَانْتَظَرْتُهُ فَلَمَّا جَآءَ ذَكَرْتُ لَهُ الَّذِيْ سَمِعْتُ قَالَ: فَقَالَ: ((ذَاكَ جِبْرِيْلُ ـ عَلَيْهِ السَّلَامُ ـ اَتَانِيْ فَقَالَ: مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قَالَ قُلْتُ: وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ)).

[بخاري: ٢٣٨٨، ٣٢٢٢، ٦٢٦٨، ٦٤٤٣، ٦٤٤٤؛ ترمذي: ٢٦٤٤]

نے فرمایا تھا کہ ”یہیں رہنا جب تک میں نہ آؤں تمہارے پاس۔“ غرض میں آپ ﷺ کا منتظر رہا پھر آپ ﷺ جب تشریف لائے تو میں نے اس آواز کا جو سنی تھی آپ ﷺ سے ذکر کیا آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ جبرئیل علیہ السلام تھے (ان کے اوپر سلامتی ہو) اور وہ میرے پاس آئے اور انہوں نے فرمایا: جو مرے آپ کی امت میں سے اور شریک نہ کیا ہو اس نے اللہ کا کسی چیز کو (یعنی پنجہ، شدہ، جھنڈے، نیزے، گرو چیلے، نبی و بھوت و پری کو) وہ جنت میں جائے گا (یعنی اپنے گناہوں کی سزا پانے کے بعد یا انبیا و اولیا کی شفاعت یا ارحم الراحمین کی رحمت کاملہ کے سبب سے بخشے جانے کے بعد) میں نے کہا: اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو، جبرائیل نے کہا: اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری بھی کی ہو۔“



فائدہ: اس حدیث میں ترغیب ہے صدقہ پر تمام امور خیر میں اور اشارہ ہے اس طرف کہ کسی امر خیر میں مال کو نہ روکے بلکہ جو بات ترقی ایمان و اسلام اور رفاہ عام کی ہو سب میں بہ دل خوشی مال کو خرچ کرے یہی شکریہ ہے بہت مال ہونے کا نہ یہ کہ اپنی ہوائے نفسانی اور تقاضائے شیطانی میں اسراف بے جا کرے اور اس روایت سے اور پر جو روایتیں گزریں ان سے معلوم ہوا کہ قسم بغیر ضرورت کے تاکید کلام کیلئے بھی کھانا درست ہے اور احادیث صحیحہ میں ایسی قسمیں بہت آتی ہیں اور اہل سنت کا ایک بہت بڑا مسئلہ اس حدیث سے ثابت ہوا جس کا معتزلہ نے انکار کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اصحاب کبائر یعنی جو لوگ کبیرہ گناہوں میں آلودہ ہوئے ہیں اور توحید پر مرے ہیں وہ دوزخ سے نکلیں گے اور جنت میں جائیں گے اگرچہ ایک مدت اپنے گناہوں کی سزا پانے کیلئے دوزخ میں مقیم و معذب رہیں اور خوارج نے بھی اس کا انکار کیا ہے اور معلوم ہوا کہ زنا اور چوری تمام کبائر میں زیادہ بے حیائی کی بات ہے۔

(٢٣٠٥) عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ: خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِيْ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِيْ وَحْدَهُ لَيْسَ مَعَهُ اِنْسَانٌ قَالَ: فَظَنَنْتُ اَنَّهُ يَكْرَهُ اَنْ يَّمْشِيَ مَعَهُ اَحَدٌ قَالَ: فَجَعَلْتُ اَمْشِيْ فِيْ ظِلِّ الْقَمَرِ فَالْتَفَتَ فَرَاٰنِيْ فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) فَقُلْتُ: اَبُوْ ذَرٍّ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَكَ قَالَ: ((يَا اَبَا ذَرٍّ تَعَالَهْ)) قَالَ: فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً فَقَالَ: ((اِنَّ الْمُكْثِرِيْنَ هُمُ الْمُقِلُّوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا مَنْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا فَنَفَخَ فِيْهِ يَمِيْنَهُ وَشِمَالَهُ وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَوَرَآءَهُ وَعَمِلَ فِيْهِ خَيْرًا)) قَالَ: فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً فَقَالَ: ((اجْلِسْ هٰهُنَا)) قَالَ: فَاَجْلَسَنِيْ فِيْ قَاعٍ حَوْلَهُ

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نکلا ایک رات اور دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اکیلے جا رہے تھے۔ کوئی آپ کے ساتھ نہیں ہے، تو میں سمجھا کہ آپ ﷺ کو منظور ہے کہ کوئی ساتھ نہ آئے (ورنہ صحابہ کب آپ ﷺ کو اکیلا چھوڑتے تھے) تو میں یہ سمجھ کر چاندنی کے سایہ میں چلنے لگا (تاکہ حضور ان کو نہ دیکھیں) تو آپ ﷺ نے میری طرف مڑ کر دیکھا اور فرمایا: ”یہ کون ہے؟“ میں نے عرض کی ابوذر اللہ مجھ کو آپ ﷺ پر فدا کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابوذر آؤ!“ پھر آپ ﷺ کے ساتھ میں چلا، تھوڑی دیر اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو لوگ دنیا میں بہت مال والے ہیں وہ کم درجہ والے ہیں قیامت کے دن مگر جسے اللہ تعالیٰ مال دے اور وہ پھونک پر اڑا دے دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے اور کرے اس مال سے بہت خوبیاں۔“ پھر انہوں نے کہا: میں آپ ﷺ کے ساتھ تھوڑی دیر ٹہلتا رہا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہاں بیٹھو۔“ (اور مجھے ایک صاف

حِجَارَةٌ فَقَالَ لِیْ: ((اجْلِسْ هٰهُنَا حَتّٰی اَرْجِعَ اِلَیْكَ)) قَالَ: فَانْطَلَقَ فِی الْحَرَّةِ حَتّٰی لَا اَرَاهُ فَلَبِثَ عَنِّیْ فَاَطَالَ اللُّبْثَ ثُمَّ اِنِّیْ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُقْبِلٌ وَهُوَ یَقُوْلُ: ((وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰی)) قَالَ: فَلَمَّا جَاءَ لَمْ اَصْبِرْ فَقُلْتُ: یَانَبِیَّ اللّٰهِ! جَعَلَنِیَ اللّٰهُ فِدَاكَ مَنْ تُكَلِّمُ فِیْ جَانِبِ الْحَرَّةِ؟ مَا سَمِعْتُ اَحَدًا یَرْجِعُ اِلَیْكَ شَیْئًا قَالَ: ((ذَاكَ جِبْرِیْلُ عَرَضَ لِیْ فِیْ جَانِبِ الْحَرَّةِ فَقَالَ: بَشِّرْ اُمَّتَكَ اَنَّهٗ مَنْ مَّاتَ لَایُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقُلْتُ: یَا جِبْرِیْلُ! وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰی؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: قُلْتُ: وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰی؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ قُلْتُ: وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰی؟ قَالَ: نَعَمْ وَاِنْ شَرِبَ الْخَمْرَ)). [راجع:٢٣٠٤]

زمین پر بٹھا دیا کہ اس کے گرد کالے پتھر تھے) اور مجھ سے فرمایا: ''تم یہیں بیٹھے رہو جب تک میں لوٹ کر آؤں۔'' اور آپ ﷺ چلے گئے ان پتھروں میں یہاں تک کہ میں آپ ﷺ کو نہ دیکھتا تھا اور وہاں بہت دیر تک ٹھہرے رہے، پھر میں نے سنا کہ آپ کہتے چلے آ رہے تھے کہ ''اگر چوری کرے اور زنا کرے؟'' پھر آئے تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا اور میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ مجھے آپ ﷺ پر فدا کرے (سبحان اللہ! یہ کمال عشق اور محبت کا فقرہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زبان زد رہتا تھا) کون تھا ان کالے پتھروں میں؟ میں نے تو کسی کو نہ دیکھا جو آپ ﷺ کو جواب دیتا آپ ﷺ نے فرمایا: ''جبرائیل علیہ السلام تھے کہ وہ میرے آگے آئے ان پتھروں میں اور فرمایا: بشارت دو اپنی امت کو کہ جو مرا اور اس نے اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے کہا: اے جبرائیل! اگرچہ وہ چوری کرے اور زنا کرے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ میں نے دوبارہ پھر کہا: اگرچہ وہ چوری کرے اور زنا کرے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ میں نے تیسری بار پھر کہا: اگرچہ وہ چوری اور زنا کرے؟ انہوں نے کہا: ہاں اگرچہ وہ شراب بھی پیئے۔''

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس سے شراب کی سخت مذمت معلوم ہوئی کہ گویا جبرائیل اور نبی ﷺ کے ذہن میں یہ بہت بڑا گناہ تھا اور چوری اور زنا سے بڑھ کر تھا تب اس کا ذکر کیا آنحضرت ﷺ کے تعجب دور کرنے کو۔

بَابٌ فِی الْكَنَّازِیْنَ لِلْاَمْوَالِ وَالتَّغْلِیْظِ عَلَیْهِمْ .

باب: مال کو خزانہ بنانے والوں کے بارے میں اور ان کو ڈانٹ۔

(٢٣٠٦) عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَیْسٍ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِیْنَةَ فَبَیْنَا اَنَا فِیْ حَلْقَةٍ فِیْهَا مَلَاٌ مِنْ قُرَیْشٍ اِذْ جَاءَ رَجُلٌ اَخْشَنُ الثِّیَابِ اَخْشَنُ الْجَسَدِ اَخْشَنُ الْوَجْهِ فَقَامَ عَلَیْهِمْ فَقَالَ: بَشِّرِ الْكَانِزِیْنَ بِرَضْفٍ یُحْمٰی عَلَیْهِ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَیُوْضَعُ عَلٰی حَلَمَةِ ثَدْیِ اَحَدِهِمْ حَتّٰی یَخْرُجَ مِنْ نُغْضِ كَتِفَیْهِ وَیُوْضَعُ عَلٰی نُغْضِ كَتِفَیْهِ حَتّٰی یَخْرُجَ مِنْ حَلَمَةِ ثَدْیَیْهِ

احنف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں مدینہ میں آیا اور ایک حلقہ میں بیٹھا تھا کہ اس میں قریش کے سردار تھے کہ ایک شخص آیا موٹے کپڑے پہنے ہوئے سخت جسم والا اور سخت چہرے والا اور ان کے پاس کھڑا ہوا اور کہا کہ خوشخبری دے مال جمع کرنے والوں کو گرم پتھر کی جو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا اور اس کی چھاتی کی نوک پر رکھا جائے گا یہاں تک کہ شانے کی ہڈی سے پھوٹ نکلے گا اور شانے کی ہڈی پر رکھا جائے گا تو چھاتیوں کی نوک سے پھوٹ نکلے گا، وہ پتھر ایسا ہی ہلتا ہوا آر پار ہوتا رہے گا۔ کہا راوی نے پھر جھکا لیے لوگوں نے سر اور میں نے ان میں سے کسی کو نہ دیکھا کہ ان کو کچھ

يَتَزَلْزَلُ قَالَ: فَوَضَعَ الْقَوْمُ رُؤُوْسَهُمْ فَمَا رَأَيْتُ اَحَدًا مِنْهُمْ رَجَعَ اِلَيْهِ شَيْئًا قَالَ: فَاَدْبَرَ وَاتَّبَعْتُهُ حَتّٰى جَلَسَ اِلٰى سَارِيَةٍ فَقُلْتُ: مَارَاَيْتُ هٰؤُلَاءِ اِلَّاكَرِهُوْا مَا قُلْتَ لَهُمْ قَالَ: اِنَّ هٰؤُلَاءِ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا اِنَّ خَلِيْلِيْ اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ دَعَانِيْ فَاَجَبْتُهُ فَقَالَ: ((اَتَرٰى اُحُدًا؟)) فَنَظَرْتُ مَا عَلَيَّ مِنَ الشَّمْسِ وَاَنَا اَظُنُّ اَنَّهُ يَبْعَثُنِيْ فِيْ حَاجَةٍ لَهُ فَقُلْتُ: اَرَاهُ فَقَالَ: ((مَا يَسُرُّنِيْ اَنَّ لِيْ مِثْلَهُ ذَهَبًا اُنْفِقُهُ كُلَّهُ اِلَّا ثَلَاثَةَ دَنَانِيْرَ ثُمَّ هٰؤُلَاءِ يَجْمَعُوْنَ الدُّنْيَا لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا)) قَالَ قُلْتُ: مَالَكَ وَلِاِخْوَتِكَ مِنْ قُرَيْشٍ لَا تَعْتَرِيْهِمْ وَتُصِيْبُ مِنْهُمْ قَالَ: لَا وَرَبِّكَ لَا اَسْاَلُهُمْ عَنْ دُنْيَا وَلَا اَسْتَفْتِيْهِمْ عَنْ دِيْنٍ حَتّٰى اَلْحَقَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ. [بخاری: ١٤٠٧]



جواب دیتا اور پھر وہ پھرے اور میں ان کے پیچھے ہوا (کیوں نہ ہوں یہ طالب حدیث ہیں) یہاں تک کہ ایک کھمبے کے پاس پہنچ گئے اور میں نے کہا کہ میں تو یہی خیال کرتا ہوں ـــ کہ آپ نے جو کچھ کہا ان کو بہت برا لگا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ کچھ عقل نہیں رکھتے (یعنی دین کی) اور میرے دوست ابو القاسم ﷺ نے مجھ کو بلایا اور میں گیا اور فرمایا: ''کہ تم ......احد کو دیکھتے ہو؟ـ'' میں نے اپنے اوپر کی دھوپ کو دیکھا اور یہ سمجھا کہ شاید آپ ﷺ مجھے اپنے کسی کام کیلئے وہاں بھیجنا چاہتے ہیں اور میں نے عرض کیا کہ ہاں دیکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں یہ نہیں چاہتا کہ اس پہاڑ کے برابر سونا ہو اور اگر ہو بھی تو میں خرچ کر دوں مگر تین دینار (یعنی تین جن کا اوپر ذکر ہوا کہ قرض کیلئے رکھوں) پر یہ لوگ دنیا جمع کرتے ہیں اور کچھ نہیں سمجھتے۔'' پھر میں نے ان سے کہا کہ تمہارا اپنے بھائیوں قریش کے ساتھ کیا حال ہے؟ کہ تم ان کے پاس کسی ضرورت کیلئے نہیں جاتے اور نہ ان سے کچھ لیتے ہو انہوں نے کہا: مجھے قسم ہے تمہارے رب کی کہ نہ میں ان سے دنیا مانگوں گا نہ دین میں کچھ پوچھوں گا (اس لیے کہ میں ان سے زیادہ جانتا ہوں) یہاں تک کہ ملوں گا میں اللہ سے اور اللہ کے رسول ﷺ سے۔

فائدہ: اس حدیث میں تعلیم ہے زہد اور دنیا سے بے رغبتی کی اور تہدید اور تنبیہ ہے مانعان زکوٰۃ کو اور جمہور کے نزدیک کنز جس کی برائی قرآن میں ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ ﴾ آئی ہے اور اسی طرح اس حدیث میں وہ ہے جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے اور جب زکوٰۃ دے دے پھر وہ کنز نہ رہا خواہ وہ زیادہ ہو یا کم اور ابوذر رضی اللہ عنہ امیر الزاہدین کا مذہب یہ تھا کہ جو اپنی حاجت ضروری سے زیادہ آدمی رکھ چھوڑے وہ سب کنز ہے، غرض ان کا مذہب مشہور وہی ہے جو جمہور کا مذہب مذکور ہوا۔

(٢٣٠٧) عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: كُنْتُ فِيْ نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَمَرَّ اَبُوْذَرٍّ وَهُوَ يَقُوْلُ: بَشِّرِ الْكَانِزِيْنَ بِكَيٍّ فِيْ ظُهُوْرِهِمْ يَخْرُجُ مِنْ جُنُوْبِهِمْ وَبِكَيٍّ مِنْ قِبَلِ اَقْفَائِهِمْ يَخْرُجُ مِنْ جِبَاهِهِمْ قَالَ: ثُمَّ تَنَحّٰى فَقَعَدَ قَالَ قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: هٰذَا اَبُوْ ذَرٍّ. قَالَ: فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ: مَا شَيْءٌ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ قُبَيْلُ؟ قَالَ: مَا قُلْتُ اِلَّا شَيْئًا قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّهِمْ ﷺ

احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں قریش کے چند لوگوں ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ابوذر آئے اور فرمانے لگے: بشارت دو کنز جمع کرنے والوں کو ایسے داغ سے جو ان کے پیٹ پر لگائے جائیں گے اور ان کی کروٹوں سے نکل جائیں گے اور ان کی گدیوں میں لگائے جائیں گے تو ان کی پیشانیوں سے نکل آئیں گے پھر وہ کنارے ہو گئے اور میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا: یہ ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں اور میں ان کی طرف کھڑا ہوا اور میں نے کہا: یہ کیا تھا جو میں نے ابھی سنا کہ آپ ابھی کہہ رہے تھے۔ انہوں نے کہا: میں وہ ہی کہہ رہا تھا جو سنا میں نے ان کے نبی ﷺ

قَالَ قُلْتُ: مَا تَقُوْلُ فِي هٰذَا الْعَطَآءِ؟ قَالَ: خُذْهُ فَإِنَّ فِيْهِ الْيَوْمِ مَعُوْنَةً فَإِذَا كَانَ ثَمَنًا لِدِيْنِكَ فَدَعْهُ. [راجع:٢٣٠٦]

سے، پھر میں نے کہا: آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں اس عطا میں (یعنی جو مال غنیمت سے امرا مسلمانوں کو دیا کرتے ہیں) انہوں نے فرمایا: تم اس کو لیتے رہو کہ اس میں مدد خرچ ہے پھر جب یہ تمہارے دین کی قیمت ہو جائے تب چھوڑ دینا (یعنی دینے والے تم سے مداہنت فی الدین چاہیں تو نہ لینا)۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

بَابُ الْحَثِّ عَلَى النَّفَقَةِ وَتَبْشِيْرِ الْمُنْفِقِ بِالْخَلَفِ.

باب: سخاوت کی فضیلت کا بیان۔

(٢٣٠٨) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: يَا ابْنَ اٰدَمَ! اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَيْكَ)) وَقَالَ: ((يَمِيْنُ اللّٰهِ مَلْاٰى۔ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: مَلْاٰنُ۔سَحَّآءُ لَا يَغِيْضُهَا شَيْءٌ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے آدم کے بیٹے خرچ کر کہ میں بھی تیرے اوپر خرچ کروں۔'' اور فرمایا آپ ﷺ نے کہ ''اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے، رات دن کے خرچ کرنے سے کچھ کم نہیں ہوتا۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہاتھ ایک چیز ہے بلا کیف کہ اللہ پاک کیلئے ثابت ہے اور اسی سے خرچ فرماتا ہے اور پکڑتا ہے اور تولتا ہے اور دونوں ہاتھ اس کے قرآن سے ثابت ہیں کہ فرماتا ہے: ﴿لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ﴾ اور فرماتا ہے: ﴿بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوْطَتَانِ﴾ اور ان آیتوں سے اور بہت سی حدیثوں سے جن میں دونوں ہاتھ کا ذکر ہے بخوبی ثابت ہوا کہ یہ صفت، قدرت کی مغایر ہے ورنہ قدرت کا تثنیہ محال ہے پس تاویل ان کی قدرت سے باطل ہے اور یہ قول ہے جہمیہ اور معتزلہ کا چنانچہ تصریح کی اس کی امام اعظم رحمہ اللہ نے اپنے وصیت نامہ میں جو فقہ اکبر مشہور ہے۔

(٢٣٠٩) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِيْ: اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَيْكَ)) وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَمِيْنُ اللّٰهِ مَلْاٰى لَا يَغِيْضُهَا سَحَّآءُ ۔اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ۔ اَرَاَيْتُمْ مَا اَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَاِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِيْ يَمِيْنِهِ)) قَالَ: ((وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ وَبِيَدِهِ الْاُخْرٰى الْقَبْضُ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ)).

[بخاري: ٧٤١٩]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ ''تم لوگوں پر خرچ کرو میں تم پر خرچ کروں گا۔'' اور فرمایا کہ ''اللہ کا سیدھا ہاتھ بھرا ہوا ہے کم نہیں ہوتا رات دن کے خرچ کرنے میں، بھلا غور تو کرو کہ کیا کچھ خرچ کیا ہوگا جب سے آسمان اور زمین کو بنایا تو اب تک ذرا بھی کم نہیں ہوا جو اس کے سیدھے ہاتھ میں ہے۔'' فرمایا: ''اور عرش اس کا پانی پر ہے اور اس کے دوسرے ہاتھ میں موت ہے اور جس کو چاہتا ہے بلند کرتا ہے جس کو چاہتا ہے پست کرتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس حدیث میں تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ کے دو ہاتھ ہیں اور تاویل ہاتھ کی قدرت سے باطل ہے اور صحابہ اور تابعین اور تمام اسلاف صالحین ان پر بغیر تاویل ایمان لاتے رہے اور محالات سے ہے یہ امر کہ تاویل ضرور ہوتی اور رسول اللہ ﷺ ہم سے نہ بیان فرماتے یہاں تک کہ گذر اردنیا سے تشریف لے جاتے اور اصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ تاخیر بیان کی اس کے وقت سے جائز نہیں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❁❁)

(گزشتہ سے پیوستہ) اور یہ بھی محال ہے کہ صحابہ کے کان میں لفظ ید کا جس کی اردو ہاتھ ہے پڑتا اور ان کے عقیدوں کے خلاف ہوتا اور وہ آنحضرت ﷺ سے اس کی مراد کو جو حقیقت میں اس لفظ سے مباینت رکھتی ہوتی۔ دریافت نہ کرتے اور سلف صالحین صحابہ سے نہ پوچھتے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ تاویل باطل ہے اور یہ تقلید فلاسفہ مسلمانوں میں پھیلی ہے، پس مؤمن کامل کو ضروری ہے کہ ان سب صفات پر جیسے کتاب وسنت میں وارد ہوئی ہیں ایمان رکھے اور کیفیت اس کی اللہ کے سپرد کرے۔ یہی طریقہ ہے اسلاف صالحین کا صحابہ وتابعین سے اور ائمہ مجتہدین سے اور اس روایت میں جو لفظ قبض وارد ہوا ہے یہ دو طرح مروی ہوا ایک قاف اور بے کے ساتھ یہی مشہور روایت ہے اور معنی اس کے موت کے ہے جیسے ترجمہ میں مذکور ہوئے۔ دوسری فا اور بے کے ساتھ اس کے معنے احسان اور عطاء اور رزق واسع کے ہیں اور بلندی اور پستی سے مراد رزق کی کشادگی اور تنگی ہے۔

بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الْعِيَالِ وَالْمَمْلُوْكِ وَاِثْمِ مَنْ ضَيَّعَهُمْ اَوْحَبَسَ نَفَقَتَهُمْ عَنْهُمْ.

باب: اہل وعیال پر خرچ کرنے کا بیان۔

(۲۳۱۰) عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَفْضَلُ دِيْنَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى عِيَالِهٖ وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلٰى دَآبَّتِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدِيْنَارٌ يُنْفِقُهُ عَلٰى اَصْحَابِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)) قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ: وَبَدَأَ بِالْعِيَالِ ثُمَّ قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ وَاَيُّ رَجُلٍ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنْ رَجُلٍ يُنْفِقُ عَلٰى عِيَالٍ صِغَارٍ يُعِفُّهُمْ۔ اَوْ يَنْفَعُهُمُ اللّٰهُ بِهٖ۔ وَيُغْنِيْهِمْ.

[ترمذي: ۱۹٦٦؛ ابن ماجه: ۲۷٦۰]

ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہتر اشرفی جس کو آدمی خرچ کرتا ہے وہ ہے جسے اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے (اس لیے کہ بعض ان میں سے ایسے ہیں جن کا نفقہ فرض ہے جیسے بیوی، صغیر اولاد) اور اسی طرح وہ اشرفی جس کو اپنے جانور پر خرچ کرتا ہے، اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد میں) اور وہ اشرفی جس کو خرچ کرتا ہے اپنے رفیقوں پر، اللہ کی راہ میں۔“ اور ابوقلابہ نے کہا: شروع کیا عیال سے پھر کہا ابوقلابہ نے کہ اس سے بڑھ کر کس کا ثواب ہے جو اپنے چھوٹے بچوں پر خرچ کرتا ہے یا نفع دے ان کو اللہ پاک اس کے سبب سے اور بے پروا کر دے ان کو۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پہلے آدمی کو نفقات واجبہ میں خرچ کرنا ضروری ہے پھر نفقات مستحبہ میں جب واجبات سے فاضل ہو۔

(۲۳۱۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِيْ رَقَبَةٍ وَدِيْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰى مِسْكِيْنٍ وَدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰى اَهْلِكَ اَعْظَمُهَا اَجْرًا الَّذِيْ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰى اَهْلِكَ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک اشرفی تم نے اللہ کی راہ میں دی اور ایک اپنے غلام پر خرچ کی (یا کسی غلام کے آزاد ہونے میں دی) اور ایک مسکین کو دی اور ایک اپنے گھر والوں پر خرچ کی تو ثواب کی رو سے بڑی وہی اشرفی ہے جو اپنے گھر والوں پر خرچ کی۔“

○ ○ ○ ○

(۲۳۱۲) عَنْ خَيْثَمَةَ قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اِذْجَآءَهٗ قَهْرَمَانٌ لَهٗ فَدَخَلَ فَقَالَ: اَعْطَيْتَ الرَّقِيْقَ قُوْتَهُمْ؟ قَالَ: لَا قَالَ:

خیثمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ ان کا داروغہ آیا اور انہوں نے پوچھا کہ تم نے غلاموں کو خرچ دے دیا؟ اس نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: دیدو، اس لیے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ

فَانطَلِقْ فَاَعْطِهِمْ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَفٰى [بِالْمَرْءِ] اِثْمًا اَنْ يَّحْبِسَ عَمَّنْ يَّمْلِكُ قُوْتَهٗ)).

''آدمی کو اتنا ہی گناہ کافی ہے کہ جس کو خرچ دیتا ہے اس کا خرچ روک رکھے۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ الْاِبْتِدَاءِ فِي النَّفَقَةِ بِالنَّفْسِ ثُمَّ اَهْلِهٖ ثُمَّ الْقَرَابَةِ .

باب: پہلے اپنی ذات پر، پھر اپنے گھر والوں پر، پھر قرابت والوں پر خرچ کرنے کا بیان۔

(۲۳۱۳) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: اَعْتَقَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ عُذْرَةَ عَبْدًا لَّهٗ عَنْ دُبُرٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَلَكَ مَالٌ غَيْرُهٗ؟)) فَقَالَ: لَا فَقَالَ: ((مَنْ يَّشْتَرِيْهِ مِنِّيْ؟)) فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَدَوِيُّ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَجَآءَ بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَدَفَعَهَا اِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((اِبْدَاْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا فَاِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلِاَهْلِكَ فَاِنْ فَضَلَ عَنْ اَهْلِكَ شَيْءٌ فَلِذِيْ قَرَابَتِكَ فَاِنْ فَضَلَ عَنْ ذِيْ قَرَابَتِكَ شَيْءٌ فَهٰكَذَا وَهٰكَذَا)) يَقُوْلُ: فَبَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ .

[نسائی: ۲۵٤٥]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک شخص نے ایک غلام آزاد کیا اپنے مرنے کے بعد (یعنی کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے) اور اس کی خبر پہنچی رسول اللہ ﷺ کو تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے پاس اور مال ہے اس کے سوا؟'' اس نے کہا: نہیں۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''کون خریدتا ہے اس کو مجھ سے؟'' تو نعیم نے اس کو آٹھ سو درہم کو خرید لیا اور درہم حضور کے پاس لے آئے آپ نے مالک غلام کو دے دیے اور فرمایا: ''پہلے اپنی ذات پر خرچ کرو پھر اگر بچے تو اپنے گھر والوں پر پھر بچے تو اپنے ناتے والوں پر پھر بچے تو ادھر ادھر۔'' اور اشارہ کرتے تھے آپ ﷺ آگے اور داہنے اور بائیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس حدیث میں کئی فائدے ہیں۔ ایک تو مال خرچ کرنے کی ترتیب۔ دوسرے جب دو خرچ آن پڑیں تو اس میں سے جس کی تاکید زیادہ ہو اس کو مقدم رکھے۔ تیسرے یہ کہ جب مال ضرورت سے زیادہ ہو تو جمیع انواع خیر میں خرچ کرے نہ کہ ایک نوع خاص میں۔ چوتھے معلوم ہوا کہ بیع مدبر کی روا (جائز) ہے اور مدبر وہ غلام ہے جس سے میاں کہے کہ میرے بعد تو آزاد ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا کہ بیع مدبر کی روا ہے اور امام مالک رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب کا مذہب ہے کہ روا نہیں مگر جبکہ مالک پر قرض ہو اور یہ حدیث صاف ان پر حجت ہے۔

(۲۳۱٤) عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهٗ: اَبُوْ مَذْكُوْرٍ۔ اَعْتَقَ غُلَامًا لَّهٗ عَنْ دُبُرٍ يُقَالُ لَهٗ: يَعْقُوْبُ۔ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ اللَّيْثِ. [ابوداؤد: ۳۹۵۷؛ نسائی: ٤٦٦٧]

جابر رضی اللہ عنہ سے دوسری سند مذکور ہے اور اس سے بھی یہی روایت مروی ہوئی۔ اتنی بات زیادہ ہے کہ اس مالک کا نام ابو مذکور تھا اور غلام کا یعقوب۔

○ ○ ○ ○

بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ وَالصَّدَقَةِ عَلَى الْاَقْرَبِيْنَ وَالزَّوْجِ وَالْاَوْلَادِ

باب: والدین اور دیگر اقربا پر خرچ کرنے کی فضیلت اگرچہ وہ مشرک ہوں۔

وَالْوَالِدَيْنِ وَلَوْ كَانُوْا مُشْرِكِيْنَ.

(٢٣١٥) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ: كَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا وَكَانَ أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرَحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ [٣/ ال عمران: ٩٢] قَامَ أَبُوْ طَلْحَةَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهِ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِيْ إِلَيَّ بَيْرَحَاءُ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ أَرْجُوْا بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَاللّٰهِ فَضَعْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! حَيْثُ شِئْتَ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ فِيْهَا وَإِنِّيْ أَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ)) فَقَسَمَهَا أَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ أَقَارِبِهِ وَبَنِيْ عَمِّهِ.

[راجع: بخاري: ١٤٦١، ٢٣١٨، ٢٧٥٢، ٢٧٦٩، ٤٥٥٤، ٥٦١١]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ مدینہ میں بہت مالدار تھے اور بہت محبوب مال ان کا بیرحاء ایک باغ تھا۔ مسجد نبوی ﷺ کے آگے اور رسول اللہ ﷺ اس میں جاتے تھے اور اس کا میٹھا پانی پیتے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا: جب یہ آیت اتری کہ ”نہ پہنچو گے تم نیکی کی حد کو جب تک نہ خرچ کرو گے اپنی محبوب چیزوں کو اللہ کی راہ میں“ تو ابوطلحہ نے کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ اللہ پاک فرماتا ہے کہ ”تم نیکی کی حد کو نہ پہنچو گے جب تک اپنے محبوب مال نہ خرچو۔“ اور میرے سب مالوں سے زیادہ محبوب بیرحاء ہے اور وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے اور میں اس کے ثواب کا اور اس کے آخرت میں جمع ہو جانے کا اللہ کے پاس امیدوار ہوں سو اس کو آپ جہاں چاہیں رکھ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا خوب! یہ تو بڑے نفع کا مال ہے یہ تو بڑے نفع کا مال ہے۔ میں نے سنا جو تم نے کہا اور میں مناسب جانتا ہوں کہ تم اسے اپنے عزیزوں میں بانٹ دو۔“ پھر اس کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے عزیزوں اور چچازاد بھائیوں میں بانٹ دیا۔

O O O O

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس سے کئی مسائل ثابت ہوئے اول یہ کہ جائز ہے یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور مطرف بن عبداللہ بن شخیر کہتے تھے کہ یہ روا نہیں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اللہ نے فرمایا اور مضارع کا صیغہ بولنا روا نہیں۔ غرض یہ حدیث ان پر حجت ہے۔ دوسرے یہ معلوم ہوا کہ مستحب ہے صدقات اور خیرات میں اہل علم و فضل سے مشورہ لینا جیسے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مشورہ لیا اور معلوم ہوا کہ صدقہ عزیزوں، قرابت داروں کو دینا افضل ہے بہ نسبت غیروں کے جب عزیز محتاج ہوں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب قرابت قریبہ کے لوگ نہ ہوں تو قرابت بعیدہ والوں کو دے اس لیے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے وہ باغ ابی بن کعب اور حسان بن ثابت کو تقسیم کیا اور وہ ان کے ساتویں دادا میں جا کر ملتے ہیں چنانچہ آگے آتا ہے۔

(٢٣١٦) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ قَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ: أُرٰى رَبَّنَا يَسْأَلُنَا مِنْ أَمْوَالِنَا فَأُشْهِدُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ قَدْ جَعَلْتُ أَرْضِيْ

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: جب آیتِ مذکورہ اتری۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا پالنے والا، رزق دینے والا، ہمارے مال طلب فرماتا ہے۔ (اور ہم کو نہایت فخر کی جگہ ہے کہ شہنشاہ عالی جاہ بے پروا ادنیٰ غلام سے کوئی شے طلب فرمائے زہے وزہے قسمت) سو میں گواہ کرتا ہوں

بَيْرُحَاءَ لِلّٰهِ قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اجْعَلْهَا فِيْ قَرَابَتِكَ)) قَالَ: فَجَعَلَهَا فِيْ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ.

[ابو داود: ١٦٨٩؛ نسائی: ٣٦٠٤]

آپ ﷺ کو اے اللہ کے رسول! کہ میں نے اپنی زمین جس کا نام بیرحاء ہے اللہ کی نذر کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے قرابت والوں کو دے دو۔" سوانہوں نے حسان اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کو بانٹ دیا۔



(٢٣١٧) عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّهَا اَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَوْ اَعْطَيْتِهَا اَخْوَالَكِ كَانَ اَعْظَمَ لِاَجْرِكِ)).

[بخاری: ٢٥٩٢]

میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک لونڈی آزاد کی رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور اس کا ذکر کیا رسول اللہ ﷺ کے سامنے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم اس کو اپنے ماموں کو دے دیتیں تو بڑا ثواب ہوتا۔"



فائدہ: اور بخاری میں اصیلی کی روایت میں "اخواتك" وارد ہوا ہے یعنی اگر تم اپنی بہنوں کو دیتیں تو ثواب ہوتا اور دونوں روایتیں صحیح ہیں اور نبی ﷺ نے دونوں بار ایسا ہی فرمایا اور اس میں ماں کے اقارب کے ساتھ سلوک کرنا ہے کہ ماں کا حق بڑا ہے۔

(٢٣١٨) عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَصَدَّقْنَ يَامَعْشَرَ النِّسَآءِ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ)) قَالَتْ: فَرَجَعْتُ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ فَقُلْتُ: اِنَّكَ رَجُلٌ خَفِيْفُ ذَاتِ الْيَدِ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ فَاْتِهِ فَاسْئَلْهُ فَاِنْ كَانَ ذٰلِكَ يَجْزِيْ عَنِّيْ وَاِلَّا صَرَفْتُهَا اِلٰى غَيْرِكُمْ قَالَتْ: فَقَالَ لِيْ عَبْدُاللّٰهِ: بَلِ ائْتِيْهِ اَنْتِ قَالَتْ: فَانْطَلَقْتُ فَاِذَا امْرَاَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ بِبَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَاجَتِيْ حَاجَتُهَا قَالَتْ: وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اُلْقِيَتْ عَلَيْهِ الْمَهَابَةُ قَالَتْ: فَخَرَجَ عَلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا لَهُ ائْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبِرْهُ اَنَّ امْرَاَتَيْنِ بِالْبَابِ تَسْاَلَانِكَ اَتَجْزِي الصَّدَقَةُ عَنْهُمَا عَلٰى اَزْوَاجِهِمَا وَعَلٰى اَيْتَامٍ فِيْ حُجُوْرِهِمَا؟ وَلَا تُخْبِرْهُ مَنْ نَحْنُ قَالَتْ: فَدَخَلَ بِلَالٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ هُمَا؟)) فَقَالَ: امْرَاَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ وَزَيْنَبُ

زینب رضی اللہ عنہا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بی بی نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے عورتوں کے گروہ! صدقہ دو اگرچہ اپنے زیور سے ہو۔" انہوں نے کہا: پھر میں عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے شوہر کے پاس آئی اور میں نے کہا: تم مفلس خالی ہاتھ آدمی ہو اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہم لوگ صدقہ دیں سو تم جا کر حضور سے پوچھو کہ اگر میں تم کو دے دوں اور صدقہ ادا ہو جائے تو خیر ورنہ اور کسی کو دے دوں۔ تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا تم ہی جا کر حضور سے پوچھو پھر میں آئی اور ایک عورت انصار کی حضور کے دروازے پر کھڑی تھی اس کا بھی یہی کام تھا جو میرا تھا اور رسول اللہ ﷺ کا رعب بہت تھا اور بلال نکلے تو ہم نے کہا: تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور ان کو خبر دو کہ دو عورتیں دروازے پر پوچھتی ہیں کہ اگر اپنے شوہروں کو صدقہ دیں تو ادا ہو جائے گا یا نہیں۔ یا ان یتیموں کو دیں جن کو وہ پالتے ہیں اور حضور کو یہ خبر نہ دینا کہ ہم لوگ کون ہیں؟ زینب رضی اللہ عنہا نے کہا: پھر بلال گئے اور رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ کون ہیں؟" تو بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ایک عورت ہے انصار کی اور دوسری زینب رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کون سی زینب ہیں؟" انہوں نے کہا: عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بی بی۔ تب آپ نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "ان کو اس میں دوہرا ثواب ہے ایک ثواب تو قرابت والوں

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَیُّ الزَّیَانِبِ)) قَالَ: امْرَاَةُ عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَهُمَا اَجْرَانِ اَجْرُالْقَرَابَةِ وَاَجْرُ الصَّدَقَةِ)).
[بخاری: ١٤٦٦؛ ترمذی: ٦٣٥، ٦٣٦؛ ابن ماجه: ١٨٣٤]

سے سلوک کرنے کا دوسرا صدقہ کا۔“

○ ○ ○ ○

(٢٣١٩) عَنْ زَیْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: فَذَكَرْتُ لِاِبْرَاهِیْمَ فَحَدَّثَنِیْ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ عَنْ عَمْرِوبْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَیْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِاللّٰهِ بِمِثْلِهٖ سَوَآءً قَالَ [قَالَتْ] كُنْتُ فِی الْمَسْجِدِ فَرَاٰنِی النَّبِیُّ ﷺ۔ فَقَالَ: ((تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِیِّكُنَّ)) وَسَاقَ الْحَدِیْثَ بِنَحْوِ حَدِیْثِ اَبِی الْاَحْوَصِ. [راجع:٢٣١٨]

زینب رضی اللہ عنہا سے دوسری سند سے وہی مضمون مروی ہے اس میں یہ بات زیادہ ہے کہ میں مسجد میں تھی اور حضور نے مجھے دیکھا اور فرمایا: ”صدقہ دو اگرچہ اپنے زیور میں سے ہو۔“

○ ○ ○ ○

(٢٣٢٠) عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ لِیْ اَجْرٌ فِیْ بَنِیْ اَبِیْ سَلَمَةَ؟ اُنْفِقُ عَلَیْهِمْ وَلَسْتُ بِتَارِكَتِهِمْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا اِنَّمَا هُمْ بَنِیَّ فَقَالَ: ((نَعَمْ لَكِ فِیْهِمْ اَجْرُ مَا اَنْفَقْتِ عَلَیْهِمْ)). [بخاری:١٤٦٧، ٥٣٦٩]

زینب ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا مجھے ابوسلمہ کے بیٹوں پر خرچ کرنے سے ثواب ہے؟ اور میں ان کو چھوڑنے والی نہیں کہ ادھر ادھر پریشان ہو جائیں اس لیے کہ وہ میرے بیٹے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک جو تم ان پر خرچ کرتی ہو اس میں ثواب ہے۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: زینب رضی اللہ عنہا کی ان سب روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صدقہ تطوع تھا (النووی رحمہ اللہ)

(٢٣٢١) عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ جَمِیْعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِهٖ. [راجع:٢٣٢٠]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٣٢٢) عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا اَنْفَقَ عَلٰی اَهْلِهٖ نَفَقَةً وَهُوَ یَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهٗ صَدَقَةً)).
[بخاری:٥٥، ٤٠٠٦، ٥٣٥١؛ ترمذی: ١٩٦٥؛ نسائی: ٢٥٤٤]

ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو خرچ کرتا ہے مسلمان اپنے گھر والوں پر اور اس میں ثواب کی امید رکھتا ہے تو وہ صدقہ ہے اس کے لیے۔“

○ ○ ○ ○

(٢٣٢٣) عَنْ شُعْبَةَ فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

[راجع:۲۳۲۲]

○ ○ ○ ○

(۲۳۲٤) عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اُمِّىْ قَدِمَتْ عَلَىَّ وَهِىَ رَاغِبَةٌ۔ اَوْرَاهِبَةٌ۔ اَفَاَصِلُهَا قَالَ: ((نَعَمْ)). [بخاری: ۲٦۲۰، ۳۱۸۳، ۵۹۷۸؛ ابوداود: ۱٦٦۸]

اسماء ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میری ماں آئی ہے اور وہ دین سے بیزار ہے (دوسری روایتوں میں آیا ہے کہ وہ مشرکہ ہے)۔ کیا میں اس سے سلوک اور احسان کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔''

(۲۳۲۵) عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِىْ بَكْرٍ قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدِمَتْ عَلَىَّ اُمِّىْ وَهِىَ مُشْرِكَةٌ فِىْ عَهْدِ قُرَيْشٍ اِذْ عَاهَدَهُمْ فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدِمَتْ عَلَىَّ اُمِّىْ وَهِىَ رَاغِبَةٌ اَفَاَصِلُ اُمِّىْ؟ قَالَ: ((نَعَمْ صِلِىْ اُمَّكِ)). [راجع:۲۳۲٤]

اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کی میری ماں آئی ہے اور مشرکہ ہے جس زمانہ میں کہ آپ ﷺ نے قریش مکہ سے صلح کی تھی پھر کیا میں اس سے احسان کروں آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں احسان کرو اپنی ماں سے۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ وُصُوْلِ ثَوَابِ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ اِلَيْهِ.

باب: میت کے ایصال ثواب کا بیان۔

(۲۳۲٦) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلاً اَتَى النَّبِىَّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اُمِّىَ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَلَمْ تُوصِ وَاَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَلَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ)).

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور اس نے پوچھا نبی ﷺ سے میری ماں فوراً مر گئی اور وصیت نہ کرنے پائی۔ اگر بولتی تو صدقہ دیتی، میں صدقہ دوں تو اسے ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔''

فائدہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ دینا میت کی طرف سے میت کو نفع دیتا ہے اور اس کو باتفاق علمائے اہل سنت کے ثواب پہنچتا ہے اور اسی طرح دعا کے پہنچنے میں بھی اجماع ہے اور دین کے ادا میں بھی اور ان سب میں نصوص وارد ہوئے ہیں اور ایسے ہی قرض کا بھی اور ایسے ہی حج کے تطوع کا بھی اگر اس نے وصیت کی ہو اور اختلاف ہے روزوں میں جو میت کے ذمہ ہیں اور مذہب راجح اس کا جواز ہے اس لیے کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہو چکا ہے اور اصحاب شافعیہ کے مذہب میں قرأت قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ وہ بھی پہنچتا ہے اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مذہب یہی ہے اور باقی نماز اور تمام عبادتیں اس کا ثواب شافعیہ اور جمہور کے نزدیک نہیں پہنچتا اور امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ سب کا ثواب پہنچتا ہے حج کی طرح سے، كذا قال النووی۔ مترجم کہتا ہے کہ ثواب کا وجود جب ہوگا کہ جب وہ مال حلال ہو۔ اور کوئی بدعت اس کے ساتھ مخلوط نہ ہو جیسے سوم، چہارم، برسی اور ششماہی وغیرہ تاریخوں کا اپنی طرف سے مقرر کرنا یا کھانے کے اقسام اپنی جہالت سے مقرر کرنا کہ بی بی کی صحنک دہی خشکے ہی پر ہو اور نہ کھانے والی اپنی طرف سے مقرر کرنا کہ صحنک کو عورتیں کھائیں مرد نہ کھائیں دو حصمی نہ کھائے۔ شاہ عبدالحق کا توشہ حقہ پینے والے نہ کھائیں، چاہے شراب پینے والے کھائیں۔ اور پھر اس میں نیت خالص اللہ کے واسطے ہو نہ یہ کہ برادری میں نام ہو کہ واہ صاحب باوا کا سوم کس دھوم سے کیا اور دادا کے چالیسویں میں خوب حصے بانٹے اس کے بجائے مصارف صدقات میں خرچ کیا جائے۔ غرض جب یہ امور موجود ہوں گے تب وجود ثواب کا متحقق ہوگا، پھر ایصال کا خیال بھی ہو سکتا ہے ورنہ بغیر ان امور کے ثواب ہی نہیں ایصال کا کیا ذکر ہے جیسے وضو نہیں تو نماز کا کیا ذکر۔

(٢٣٢٧) عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ اُسَامَةَ وَلَمْ تُوْصِ۔ كَمَا قَالَ ابْنُ بِشْرٍ۔ وَلَمْ يَقُلْ ذٰلِكَ الْبَاقُوْنَ. [ابن ماجه: ٢٧١٧، وانظر فى مسلم: ٤٢٢٠، ٤٢٢٢]

ہشام نے دوسری اسناد سے یہی روایت کی اور ابواسامہ کی روایت میں یہ ہے کہ انہوں نے وصیت نہیں کی جیسے ابن بشر کی روایت میں ہے اور راویوں نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ بَيَانِ اَنَّ اسْمَ الصَّدَقَةِ يَقَعُ عَلٰى كُلِّ نَوْعٍ مِّنَ الْمَعْرُوْفِ.

باب: ہر نیکی صدقہ ہے۔

(٢٣٢٨) عَنْ حُذَيْفَةَ۔ فِيْ حَدِيْثِ قُتَيْبَةَ قَالَ: قَالَ نَبِيُّكُمْ ﷺ وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔ قَالَ: ((كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ)). [ابوداود: ٤٩٤٧]

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہارے نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہر نیکی صدقہ ہے۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی مثل صدقہ کے ہر نیکی میں ثواب ہے اور کسی نیکی میں بخل نہ کرنا چاہیے۔

(٢٣٢٩) عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ الدِّيْلِيِّ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّ نَاسًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوْا لِلنَّبِيِّ ﷺ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالْاُجُوْرِ يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّيْ وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ وَيَتَصَدَّقُوْنَ بِفُضُوْلِ اَمْوَالِهِمْ قَالَ: ((اَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مَا تَصَدَّقُوْنَ بِهٖ؟ اِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلِّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلِّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلِّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ وَفِيْ بُضْعِ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيَاْتِيْ اَحَدُنَا شَهْوَتَهٗ وَيَكُوْنُ لَهٗ فِيْهَا اَجْرٌ؟ قَالَ: ((اَرَاَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِيْ حَرَامٍ اَكَانَ عَلَيْهِ فِيْهَا وِزْرٌ؟ فَكَذٰلِكَ اِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهٗ اَجْرٌ)).

ابوالاسود دیلی سے روایت ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چند اصحاب، نبی ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مال والے سب مال لوٹ لے گئے، اس لیے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں جیسے ہم روزہ رکھتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں اپنے زائد مالوں سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے لیے بھی تو اللہ تعالیٰ نے صدقہ کا سامان کر دیا ہے کہ ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر تکبیر صدقہ ہے اور ہر تحمید صدقہ ہے اور ہر بار لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے اور اچھی بات سکھانا صدقہ ہے اور بری بات سے روکنا صدقہ ہے اور ہر شخص کے بدن کے ٹکڑے میں صدقہ ہے۔“ لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کوئی شخص اپنے بدن سے اپنی شہوت نکالتا ہے (یعنی اپنی بی بی سے صحبت کرتا ہے) تو کیا اس میں ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیوں نہیں دیکھو تو اگر اسے حرام میں صرف کر لے تو وبال ہوا کہ نہیں؟ اسی طرح جب حلال میں صرف کرتا ہے تو ثواب ہوتا ہے۔“

○ ○ ○ ○

(٢٣٣٠) عَنْ عَائِشَةَ تَقُوْلُ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّهٗ خُلِقَ كُلُّ اِنْسَانٍ مِنْ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر آدمی کے بدن میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔ سو جس نے اللہ کی بڑائی کی اور

بَنِي آدَمَ عَلَى سِتِّيْنَ وَثَلَاثِ مِائَةِ مَفْصِلٍ فَمَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ وَحَمِدَ اللّٰهَ وَهَلَّلَ اللّٰهَ وَسَبَّحَ اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْشَوْكَةً اَوْعَظْمًا عَنْ طَرِيْقِ النَّاسِ وَاَمَرَ بِمَعْرُوْفٍ اَوْنَهٰى عَنْ مُنْكَرٍ عَدَدَ تِلْكَ السِّتِّيْنَ وَالثَّلَاثِ مِائَةِ السُّلَامٰى فَإِنَّهُ يَمْشِيْ يَوْمَئِذٍ وَقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَهُ عَنِ النَّارِ)). قَالَ اَبُوْ تَوْبَةَ وَرُبَّمَا قَالَ: ((يُمْسِيْ)).

اللہ کی حمد کی اور لا الہ الا اللہ کہا اور سبحان اللہ کہا اور استغفر اللہ کہا اور پتھر لوگوں کی راہ سے ہٹا دیا یا کوئی کانٹا یا ہڈی راہ سے ہٹا دی یا اچھی بات سکھائی یا بری بات سے روکا اس تین سو ساٹھ جوڑوں کی گنتی کے برابر وہ اس دن چل رہا ہے اور ہٹ گیا اپنی جان کو لے کر دوزخ سے۔'' ابو توبہ نے اپنی روایت میں یہ بھی کہا کہ ''شام کرتا ہے وہ اسی حال میں۔''



(۲۳۳۱) عَنْ مُعَاوِيَةَ اَخْبَرَنِیْ اَخِیْ زَيْدٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ: ((اَوْاَمَرَ بِمَعْرُوْفٍ)) وَقَالَ: ((فَإِنَّهُ يُمْسِيْ يَوْمَئِذٍ)).

معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کی دوسری اسناد سے اسی کی مثل صرف اتنا ہے کہ ((او امر بمعروف)) کہا یعنی واؤ عطف کی جگہ اور کہا کہ ''وہ اس دن شام کرتا ہے۔''

(۲۳۳۲) عَنْ عَائِشَةَ تَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خُلِقَ كُلُّ اِنْسَانٍ)) بِنَحْوِ حَدِيْثِ مُعَاوِيَةَ عَنْ زَيْدٍ وَقَالَ: ((فَإِنَّهُ يَمْشِيْ يَوْمَئِذٍ)).

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت مروی ہوئی دوسری سند سے۔



فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ ثابت ہوا کہ یہ سب دوزخ سے نجات دینے والیاں ہیں۔

(۲۳۳۳) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ)) قِيْلَ: اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَجِدْ؟ قَالَ: ((يَعْتَمِلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ)) قَالَ [قِيْلَ]: اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ؟ قَالَ: ((يُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ)). قَالَ۔ قِيْلَ لَهُ: اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ؟ قَالَ: ((يَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ اَوِالْخَيْرِ)) قَالَ: اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: ((يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ)).

[بخاري: ۱٤٤٥، ٦٠٢٢؛ نسائي: ۲۵۳۷]

سعید بن ابو بردہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ دادا سے، وہ نبی ﷺ سے کہ ''ہر مسلمان کے اوپر صدقہ ہے۔'' پھر عرض کی کہ اگر نہ ہو سکے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کمائے اور اپنی جان کو نفع دے اور صدقہ بھی دے۔'' پھر عرض کی: بھلا اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''حاجت والے کو جو حسرت و افسوس کر رہا ہے مدد کرے۔'' پھر عرض کی: بھلا اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''دستور کی اور نیک بات سکھا دے۔'' پھر عرض کی: بھلا اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو فرمایا: ''شر سے باز رہے کہ یہ بھی ایک صدقہ ہے۔''



فائدہ: ان سب صدقات سے تطوع مراد ہے نہ صدقہ واجبہ۔

(۲۳۳٤) وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ. [راجع:۲۳۳۳]

○ ○ ○ ○

(۲۳۳۵) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: فَذَكَرَ أَحَادِيْثَ مِنْهَا ـ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ سُلَامٰى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ [فِيْهِ] الشَّمْسُ)) ـ قَالَ: ((تَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَتُعِيْنُ الرَّجُلَ فِيْ دَآبَّتِهٖ فَتَحْمِلُهٗ عَلَيْهَا أَوْتَرْفَعُ لَهٗ عَلَيْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ)) ـ قَالَ: ((وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَكُلُّ خُطْوَةٍ تَمْشِيْهَا إِلَى الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ وَتُمِيْطُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ)).

[بخاری: ۲۷۰۷، ۲۸۹۱، ۲۹۸۹]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بہت روایتیں کیں انہی میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہر آدمی کے ایک ایک جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے ہر روز جب آفتاب نکلتا ہے تو دو آدمیوں میں انصاف کر دینا یہ بھی ایک صدقہ ہے، کسی کی مدد کر دینا اتنی بھی کہ اسے سواری پر چڑھا دیا، یا اس کا مال لاد دیا یہ بھی ایک صدقہ ہے۔“ اور فرمایا ”کہ عمدہ بات، یہ بھی ایک صدقہ ہے اور ہر قدم جو وہ مسجد کو جاتے ہوئے رکھتا ہے نماز کیلئے یہ بھی ایک صدقہ ہے اور تکلیف کی چیز راہ سے ہٹا دینا یہ بھی ایک صدقہ ہے۔“

○ ○ ○ ○

بَابٌ فِي الْمُنْفِقِ وَالْمُمْسِكِ.

باب: سخی اور بخیل کے بارے میں۔

(۲۳۳۶) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ [قَالَ:] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُوْلُ أَحَدُهُمَا: اَللّٰهُمَّ! أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُوْلُ الْآخَرُ اَللّٰهُمَّ! أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا)). [بخاری: ۱٤٤۲]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس وقت بندے صبح کرتے ہیں، دو فرشتے اترتے ہیں ایک تو یہ کہتا ہے کہ یا اللہ! خرچ کرنے والے کو اور دے، اور دوسرا کہتا ہے کہ یا اللہ! بخیل کو تباہ کر۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: معلوم ہوا کہ بخیل کو فرشتے بھی کوستے ہیں۔ آدمی نے کوسا تو کیا برا کیا۔

بَابُ التَّرْغِيْبِ فِي الصَّدَقَةِ قَبْلَ أَنْ لَا يُوْجَدَ مَنْ يَقْبَلُهَا.

باب: صدقہ قبول کرنے والا نہ پانے سے پہلے پہلے صدقہ کرنے کی ترغیب کا بیان۔

(۲۳۳۷) عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((تَصَدَّقُوْا فَيُوْشِكُ الرَّجُلُ يَمْشِيْ بِصَدَقَتِهٖ فَيَقُوْلُ الَّذِيْ أُعْطِيَهَا: لَوْ جِئْتَنَا بِهَا بِالْأَمْسِ قَبِلْتُهَا فَأَمَّا الْآنَ فَلَا حَاجَةَ لِيْ بِهَا فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا)).

حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ کہتے تھے: سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے: ”صدقہ دو قریب ہے کہ ایسا وقت آ جائے گا کہ آدمی اپنا صدقہ لے کر نکلے گا اور جس کو دینے لگے گا وہ کہے گا کہ اگر تم کل لاتے تو میں لے لیتا مگر آج تو مجھے حاجت نہیں ہے غرض کوئی نہ ملے گا جو اسے قبول کر لے۔“

[بخاری: ١٤١١، ١٤٢٤، ٧١٢٠؛ نسائی: ٢٥٥٤]

فائدہ۔ اس حدیث میں اشارہ ہے کہ صدقہ دینے میں دیر نہ کرو جو کچھ دینا ہو آج دے لو کل پر مت رکھو اور ڈراتا ہے آخر زمانے کے حال سے کہ اس وقت مال کی کثرت ہوگی اور خزانے زمین کے نکل پڑیں گے اور برکتوں کا مینہ برسے گا اور یہ یاجوج وماجوج کے ہلاک ہونے کے بعد ہوگا جب عیسیٰ علیہ السلام کی کفش برداری اور مہدی علیہ السلام کے دین کی خدمت گزاری سے اس امت کو شرف حاصل ہوگا۔

(٢٣٣٨) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطُوْفُ الرَّجُلُ فِيْهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ ثُمَّ لَا يَجِدُ اَحَدًا يَاْخُذُهَا مِنْهُ وَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَتْبَعُهُ اَرْبَعُوْنَ امْرَاَةً يَلُذْنَ بِهٖ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَآءِ)) وَفِیْ رِوَايَةِ ابْنِ بَرَّادٍ: ((وَتَرَى الرَّجُلَ)).

[بخاری: ١٤١٤]

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی اپنے سونے کا صدقہ لے کر پھرے گا اور کوئی نہ ملے گا کہ اس کو قبول کر لے اور ایک ایک آدمی کو دیکھنے والا دیکھے گا کہ اس کے پیچھے چالیس چالیس عورتیں لگی ہوں گی اور پناہ پکڑیں گی اس کی مردوں کے کم ہونے سے اور عورتوں کے زیادہ ہونے سے۔'' اور ابن براد کی روایت میں ہے کہ ''دیکھے گا تو۔''

فائدہ۔ اس حدیث میں خبر ہے بڑی بڑی لڑائیوں کی اور نہایت درجہ کثرت سے قتال کی کہ مرد ان میں کام آئیں گے، عورتیں رہ جائیں گی کہ اپنے سودا سلف کام کاج کیلئے ایک مرد سے زیادہ نہ پائیں گی اور یہ حال وہی دجال ملعون کے بعد ہوگا جب عیسیٰ علیہ السلام رونق افروز دنیا ہوں گے اور پروردگار ان کے دیدار فرحت آثار سے ابصار امت مرحومہ کو پرانوار کرے گا اور سونے کی قید اس لیے لگائی کہ جب سونا لینے والا کوئی نہ ہوگا۔

(٢٣٣٩) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكْثُرَ الْمَالُ وَيَفِيْضَ حَتّٰى يَخْرُجَ الرَّجُلُ بِزَكٰوةِ مَالِهٖ فَلَا يَجِدُ اَحَدًا يَقْبَلُهَا مِنْهُ وَحَتّٰى تَعُوْدَ اَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوْجًا وَاَنْهَارًا)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت نہ آئے گی جب تک کہ مال بہت نہ ہو جائے اور بہہ نہ نکلے یہاں تک کہ اپنی زکوٰۃ لے کر آدمی نکلے اور کسی کو نہ پائے گا جو اس کو قبول کر لے یہاں تک کہ زمین عرب کی چراگاہ اور نہریں ہو جائیں گی۔''

فائدہ۔ یعنی قلت سے مردوں کے زمین میں کوئی زراعت نہ کرے اور زمین بنجر پڑ جائے کہ جانوروں کی چرائی کے سوا اور کسی کام کی نہ رہے اور یہ لڑائی کی کثرت اور قتل کی شدت کے سبب سے ہوگا۔

(٢٣٤٠) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكْثُرَ فِيْكُمُ الْمَالُ فَيَفِيْضَ حَتّٰى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَّقْبَلُهٗ صَدَقَةً مِنْهُ وَيُدْعٰى اِلَيْهِ الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ: لَا اَرَبَ لِیْ فِيْهِ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت نہ آئے گی جب تک مال بہت ہو کر بہہ نہ نکلے اور یہاں تک کثرت ہو کہ مال والا سوچے کہ اس کا صدقہ کون لے گا اور آدمی صدقہ لینے کو بلایا جائے تو وہ کہے گا کہ مجھے تو اس کی حاجت نہیں ہے۔''

(٢٣٤١) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَقِیْءُ الْاَرْضُ اَفْلَاذَ كَبِدِهَا اَمْثَالَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمین اپنے کلیجے کے ٹکڑوں کو قے کر دے گی جیسے بڑے بڑے کھمبے ہوتے ہیں سونے سے

الْأُسْطُوَانِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فَيَجِيْءُ الْقَاتِلُ فَيَقُوْلُ: فِيْ هٰذَا قَتَلْتُ وَيَجِيْءُ الْقَاطِعُ فَيَقُوْلُ: فِيْ هٰذَا قَطَعْتُ رَحِمِيْ وَيَجِيْءُ السَّارِقُ فَيَقُوْلُ: فِيْ هٰذَا قُطِعَتْ يَدِيْ ثُمَّ يَدَعُوْنَهٗ فَلَا يَأْخُذُوْنَ مِنْهُ شَيْئًا)).

[ترمذی: ۲۲۰۸]

اور چاندی سے اور خونی آئے گا اور کہے گا کہ اسی کیلئے میں نے خون کیا تھا اور ناتوں کا کاٹنے والا آئے گا اور کہے گا کہ اسی کیلئے میں نے اپنے ناتے والوں کا حق کاٹ لیا اور چور آئے گا اور کہے گا کہ اسی کے واسطے میرا ہاتھ کاٹا گیا پھر سب کے سب اسے چھوڑ دیں گے اور کوئی اس میں سے کچھ نہ لے گا۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے یہ خبر ہے کہ قیامت کے قریب زمین اپنے خزانے اگل دے گی اور ہر شخص اس کی برائی بیان کرے گا اور اس کی آفتوں اور بلاؤں کو یاد کرے گا اور کوئی نہ لے گا۔

بَابُ قَبُوْلِ الصَّدَقَةِ مِنَ الْكَسْبِ الطَّيِّبِ وَتَرْبِيَتِهَا.

باب: پاک کمائی سے صدقہ کا قبول ہونا اور اس کا پرورش پانا۔

(۲۳۴۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا تَصَدَّقَ اَحَدٌ بِصَدَقَةٍ مِنْ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ اِلَّا اَخَذَهَا الرَّحْمٰنُ بِيَمِيْنِهٖ۔ وَاِنْ كَانَتْ تَمْرَةً۔ فَتَرْبُوْ فِيْ كَفِّ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى تَكُوْنَ اَعْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ كَمَا يُرَبِّيْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ اَوْ فَصِيْلَهٗ)).

[بخاری: ۱۴۱۰، ۷۴۳۰؛ ترمذی: ۶۶۱؛ نسائی: ۲۵۲۴؛ ابن ماجہ: ۱۸۴۲]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص صدقہ دیتا ہے پاک مال سے اور اللہ قبول نہیں کرتا مگر پاک مال کو (یعنی حلال کو) پھر جب کوئی پاک مال سے صدقہ دیتا ہے تو رحمٰن اپنے داہنے ہاتھ میں اس کو لیتا ہے اگرچہ وہ ایک کھجور بھی ہو (عرب میں اس سے حقیر کوئی شے نہیں) اور وہ رحمٰن کی ہتھیلی میں بڑھتی رہتی ہے یہاں تک کہ پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے جیسے کوئی اپنے گھوڑے کے بچھڑے کو پالتا ہے یا اونٹ کے بچے کو۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پاک کے ہاتھ ہیں اور اس میں چیزوں کو لیتا ہے اور پالتا ہے اور پرورش کرتا ہے اور بلا کیف اس پر ایمان لانا ہر مؤمن پر ضروری ہے اور جو کیفیت اس کے وہم میں آئے اس سے باری تعالیٰ شانہ کی ذات وصفات کو منزہ جانے یہی تصدیق انبیا ہے اور سوا اس کے اور چہ میگوئیاں مقلدان فلاسفہ ملاعنہ کی ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔

(۲۳۴۳) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَتَصَدَّقُ اَحَدٌ بِتَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ اِلَّا اَخَذَهَا اللّٰهُ بِيَمِيْنِهٖ فَيُرَبِّيْهَا كَمَا يُرَبِّيْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ اَوْ قَلُوْصَهٗ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ اَوْ اَعْظَمَ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہی مضمون روایت کیا ہے دوسری سند سے مگر اس میں اونٹ کے بچے کی جگہ جوان اونٹنی مذکور ہے۔

○ ○ ○ ○

(۲۳۴۴) عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ فِيْ

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا، مگر اس میں پاک کسب کا ذکر ہے اور یہ زیادہ

حَدِيثِ رَوْحٍ ((مِنَ الْكَسْبِ الطَّيِّبِ فَيَضَعُهَا فِيْ حَقِّهَا)) وَفِيْ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ ((فَيَضَعُهَا فِيْ مَوْضِعِهَا)). [بخاري: ١٤١٠، ٧٤٣٠]

ہے کہ ”اس صدقہ کو اپنے حق کی جگہ میں خرچ کرے۔“

○ ○ ○ ○

(٢٣٤٥) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ يَعْقُوبَ عَنْ سُهَيْلٍ.
[بخاري: ١٤١٠]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٣٤٦) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا وَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ فَقَالَ: ﴿يٰأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا إِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝﴾ [٢٣/ المؤمنون: ٥١] وَقَالَ: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ﴾ [٢/ البقرة: ١٧٢] ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ! يَا رَبِّ! وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَأَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ؟)). [ترمذي: ٢٩٨٩]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے (یعنی صفات حدوث اور سمات نقص وزوال سے) اور نہیں قبول کرتا مگر پاک مال کو (یعنی حلال کو) اور اللہ پاک نے مؤمنوں کو وہی حکم کیا جو مرسلین کو حکم کیا اور فرمایا: اے رسولو! کھاؤ پاکیزہ چیزیں اور نیک عمل کرو میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں۔ اور فرمایا: اے ایمان والو! کھاؤ پاک چیزیں جو ہم نے تم کو دیں' پھر ذکر کیا ایسے مرد کا جو کہ لمبے لمبے سفر کرتا ہے اور گرد و غبار میں بھرا ہے اور پھر ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے اور کہتا ہے اے رب! اے رب! حالانکہ کھانا اسکا حرام ہے اور پینا اس کا حرام ہے اور لباس اس کا حرام ہے اور غذا اس کی حرام ہے پھر اس کی دعا کیونکر قبول ہو۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہ حدیث بڑی جڑ ہے ایمان و اسلام کی اور اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو کھانا، کپڑا، گھر، مکان سب حلال کمانا ضروری ہے ورنہ اللہ کی مقبولیت سے ہاتھ دھونا چاہیے اور معلوم ہوا کہ حرام خور بھی اللہ کو اوپر ہی جانتے ہیں کہ دعا میں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں پھر جو اس کے بھی منکر ہیں وہ حرام خوروں سے بھی بدتر ہیں اور حلال خوروں سے بھی بدتر۔

بَابُ الْحَثِّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ أَوْ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ وَأَنَّهَا حِجَابٌ مِنَ النَّارِ.

باب: ایک کھجور یا ایک کام کی بات بھی صدقہ ہے اور دوزخ سے آڑ کرنے والا ہے۔

(٢٣٤٧) عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَتِرَ مِنَ النَّارِ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ)).

عدی رضی اللہ عنہ نے سنا رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے: ”جو کر سکے تم میں سے کہ بچے آگ سے اگرچہ ایک کھجور کا ٹکڑا بھی دے کر ہو تو بھی کر گزرے۔“

فائدہ۔ یعنی اس کو بھی حقیر نہ جانے اور خوشی سے بجالائے کہ وہ بھی اگر مقبول ہو جائے تو نجات کے لیے کافی ہے۔

(٢٣٤٨) عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا سَيُكَلِّمُهُ اللّٰهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ اَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ اَشْاَمَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ)) زَادَ ابْنُ حُجْرٍ قَالَ الْاَعْمَشُ: وَحَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ خَيْثَمَةَ مِثْلَهٗ وَزَادَ فِيْهِ: ((وَلَوْ بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)) وَقَالَ اِسْحَاقُ: قَالَ الْاَعْمَشُ: عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ خَيْثَمَةَ. [بخاري: ٦٥٣٩، ٧٤٤٣، ٧٥١٢؛ ترمذي: ٢٤١٥؛ ابن ماجه: ١٨٥، ١٨٤٣]

عدی رضی اللہ عنہ نے سنا رسول اللہ ﷺ سے کہ فرمایا: ”تم میں سے ہر شخص کو اللہ تعالیٰ سے بات کرنا ہوگی اس طرح کہ اللہ کے اور اس کے بیچ میں کوئی ترجمہ کرنے والا نہ ہوگا اور آدمی داہنی طرف دیکھے گا تو اس کے اگلے پچھلے عمل نظر آئیں گے اور بائیں طرف دیکھے گا۔ تو وہی نظر آئیں گے اور آگے دیکھے گا تو کچھ نہ سوجھے گا سوا دوزخ کے جو اس کے منہ کے سامنے ہوگی۔ سو بچو آگ سے اگرچہ ایک کھجور کا ٹکڑا دے کر بھی ہو۔“ اور دوسری روایت میں یہ زیادہ ہے کہ ”اگرچہ ایک پاکیزہ بات بھی کہہ کر ہو۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ بھی سبب نجات کا ہے اور کلمہ طیبہ سے یا تو کلمہ توحید مراد ہے یا جو بات ایسی ہو کہ اس سے کسی نیک بندہ کا جی خوش ہو اور وہ خوشی مباح یا مستحب ہو اور اس میں ترغیب ہے صدقہ کی اور تعلیم ہے کہ صدقہ قلیل دینے میں آدمی عار نہ کرے اور نہ لینے والا اس سے شرمائے۔

(٢٣٤٩) عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّارَ فَاَعْرَضَ وَاَشَاحَ ثُمَّ قَالَ: ((اتَّقُوا النَّارَ)) ثُمَّ اَعْرَضَ وَاَشَاحَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ كَاَنَّمَا يَنْظُرُ اِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ: ((اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)) وَلَمْ يَذْكُرْ اَبُوْ كُرَيْبٍ: كَاَنَّمَا وَقَالَ: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ. [بخاري: ٦٠٢٣، ٦٥٤٠، ٦٥٦٣؛ نسائي: ٢٥٥٢]

عدی رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے دوزخ کا ذکر کیا اور منہ پھیر لیا اور بہت منہ پھیرا اور فرمایا: ”بچو تم دوزخ سے۔“ پھر منہ پھیرا اور بہت منہ پھیرا یہاں تک کہ گمان کیا ہم نے کہ گویا وہ اس کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ پھر فرمایا: ”بچو تم دوزخ سے اگرچہ ایک کھجور کا ٹکڑا دے کر ہو اور یہ بھی نہ پائے تو اچھی سی کوئی بات کہہ کر سہی۔“ اور ابوکریب کی روایت میں گویا کا لفظ نہیں ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ سبحان اللہ! یہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیم اور طرز کلام تھا کہ جیبوں کو کمال خوف و خطر دوزخ کا ہو جائے اور شاید اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے سامنے دوزخ کر دی ہو یا یہ بھی کچھ بعید نہیں اس لیے کہ دوزخ اور جنت دونوں موجود ہیں اور جو موجود ہو اس کا دیکھنا محال نہیں ہے۔ ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جنہوں نے بارہا دوزخ اور جنت کی بیداری میں سیر کی ہے۔

(٢٣٥٠) عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ ذَكَرَ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَاَشَاحَ

عدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے دوزخ کا ذکر کیا اور اس سے پناہ مانگی اور تین بار منہ پھیرا اور فرمایا: ”بچو تم آگ سے اگرچہ ایک کھجور کا

بِوَجْهِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ: ((اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)). [راجع: ٢٣٤٩]

ٹکڑا دے کر ہو اور اگر وہ بھی نہ ملے تو اچھی بات کہہ کر۔''

○ ○ ○ ○

(٢٣٥١) عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ صَدْرِ النَّهَارِ قَالَ: فَجَاءَهُ قَوْمٌ حُفَاةٌ عُرَاةٌ مُجْتَابِي النِّمَارِ أَوِ الْعَبَاءِ مُتَقَلِّدِي السُّيُوْفِ عَامَّتُهُمْ مِنْ مُضَرَ بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَرَ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِمَا رَأَى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ: (({يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ} إِلَى آخِرِ الْآيَةِ {إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝} [٤/ النساء: ١] وَالْآيَةَ الَّتِيْ فِي الْحَشْرِ {يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ})) [٥٩/ الحشر: ١٨] تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِنْ دِيْنَارِهِ مِنْ دِرْهَمِهِ مِنْ ثَوْبِهِ مِنْ صَاعِ بُرِّهِ مِنْ صَاعِ تَمْرِهِ حَتّٰى قَالَ: ((وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ)). قَالَ: فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهُ تَعْجِزُ عَنْهَا بَلْ قَدْ عَجَزَتْ قَالَ: ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتّٰى رَأَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَثِيَابٍ حَتّٰى رَأَيْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَتَهَلَّلُ كَأَنَّهُ مُذْهَبَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّنْقُصَ مِنْ

منذر بن جریر رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے دن کے شروع میں۔ سو کچھ لوگ آئے ننگے پیر ننگے بدن، گلے میں چمڑے کی عبائیں پہنی ہوئیں، اپنی تلواریں لٹکائی ہوئی اکثر بلکہ سب ان میں قبیلہ مضر کے لوگ تھے اور رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک بدل گیا ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر آپ ﷺ اندر آ گئے، پھر باہر آئے (یعنی پریشان ہو گئے سبحان اللہ! کیا شفقت تھی اور کیسی ہمدردی تھی) اور بلال کو حکم فرمایا کہ اذان کہو اور تکبیر کہی اور نماز پڑھی اور خطبہ پڑھا اور یہ آیت پڑھی ''کہ اے لوگو! ڈرو اللہ سے جس نے تم کو بنایا ایک جان سے'' (یہ اس لئے پڑھی کہ معلوم ہو کہ سارے بنی آدم آپس میں بھائی بھائی ہیں {إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝} [۴/ النسآء: ۱] تک پھر سورۂ حشر کی آیت پڑھی ''اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور غور کرو کہ تم نے اپنی جانوں کے لیے کیا بھیج رکھا ہے جو کل کام آئے۔'' (پھر تو صدقات کا بازار گرم ہوا) اور کسی نے اشرفی دی اور کسی نے درہم، کسی نے ایک صاع گیہوں، کسی نے ایک صاع کھجور دینا شروع کیے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک ٹکڑا بھی کھجور کا ہو۔'' (جب بھی لاؤ) پھر انصار میں سے ایک شخص توڑا لایا کہ اس کا ہاتھ تھکا جاتا تھا بلکہ تھک گیا تھا (واہ! شاباش جوان مرد! اللہ ایسی ہی توفیق دے سب مسلمانوں کو) پھر تو لوگوں نے تار باندھ دیا یہاں تک کہ میں نے دو ڈھیر دیکھے کھانے اور کپڑے کے اور یہاں تک (صدقات جمع ہوئے) کہ رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کو میں دیکھتا تھا کہ چمکنے لگا تھا گویا کہ سونے کا ہو گیا تھا، جیسے کندن پھر فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ''جس نے اسلام میں آ کر نیک بات (یعنی کتاب و سنت کی بات) جاری کی اس کے لیے اپنے عمل کا بھی ثواب ہے اور جو لوگ اس کے بعد عمل کریں (اس کی دیکھا دیکھی) ان کا بھی ثواب ہے بغیر اس کے کہ ان لوگوں کا کچھ ثواب گھٹے اور جس نے اسلام میں آ کر بری چال ڈالی

اَوْزَارِ هِمْ شَيْءٌ))، [نسائی: ۲۵۵۳؛ ابن ماجه: ۲۰۳]

(یعنی جس سے کتاب وسنت نے روکا ہے) اس کے اوپر اس کے عمل کا بھی بار ہے اور ان لوگوں کا بھی جو اس کے بعد عمل کریں بغیر اس کے کہ ان لوگوں کا بار کچھ گھٹے۔''



فائدہ: رسول اللہ ﷺ کو خوشی لوگوں کی ہمدردی دیکھ کر ہوئی اور غریبوں کی پرورش اور لوگوں کا خرچ کرنا بے دریغ اللہ کی راہ میں اور رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری اور مسلمانوں کی شفقت اپنے بھائیوں پر دیکھ کر اور ایسے مقام میں ہر مسلمان کو شادی مبارک چاہیے اور اس حدیث سے اہل بدعت جن کو مذاق حدیث نہیں ہے اپنی احداث بدعات پر استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روایت مخصص ہے کل بدعة ضلالة کی اور مراد اس سے محدثات باطلہ ہیں اور بدع مذمومہ اور غرض ان کے پاس یہ ہے کہ جو بدعات اپنے نفس کے موافق ہوں ان کو اس کلیہ سے خارج کر کے جاری رکھیں حالانکہ یہ استدلال اور تقریر ان کی محض باطل ہے کئی وجوہ سے، اول یہ کہ یہاں حضور ﷺ نے کسی نئے احداث کا ذکر نہیں کیا جو یہ حدیث احداث کی مخصص ہو۔ ثانیاً یہ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس وقت کوئی نئی بات نہیں کی تھی کہ جس پر آپ نے یہ فرمایا ہو پس اس سے نئی بات مراد لینا محض سباق وسیاق کلام سے منہ موڑنا ہے۔ ثالثاً یہ کہ سن اور سنت کے معنی طریقہ مسلوکہ ہیں لغت میں نہ احداث امر جدید۔ تو اب اس حدیث میں وہی طریقہ مسلوکہ جاری کر دینا مراد ہے نہ یہ کہ کوئی نئی بات نکالنا۔ رابعاً یہ کہ صدہا حدیثوں میں احداث اور بدعت کی برائی ہی برائی ہے پھر اس میں رسول اللہ ﷺ اس کو حسن کیوں فرماتے اور جب یہ بات ثابت ہو چکی تو اب یہ سمجھنا چاہیے کہ جو سنتیں اور مستحبات ایسے ہیں کہ جن پر لوگوں نے التفات اور عمل چھوڑ دیا اس پر جس نے عمل جاری کیا وہ سنت حسنہ کا جاری کرنا ہوا اور اسی طرح جو مکروہات ومحرمات شرعی کے ترویج کرنے لگا وہ قول ثانی میں داخل ہوا اس صورت میں کل محدثة بدعة کی تاویل بھی نہیں کرنی پڑتی اور نہ کلام شارع میں منافات لازم آتی ہے اب باقی رہے وہ امور جو بعد سلف صالحین کے بضرورت جاری ہوئے جیسے کلام اللہ کے اعراب وغیرہ ان کو بدعت کہنا بھی بے ادبی ہے بلکہ ضرورت شرعی ان کو ملحق بالسنۃ کہنا چاہیے اسی طرح جو امور بعینہ رسول اللہ ﷺ اور خیر القرون میں پائے گئے وہ سنت اور جن کا نظیر پایا گیا اور بعینہ نہ پائے گئے وہ ملحق بالسنۃ کہے جائیں تو نہ منافات کلام شارع میں آتی ہے نہ کسی کلیہ کی تاویل کرنی پڑتی ہے اور نہ خرابیاں لازم آتی ہیں۔ وذلك تحقيق انيق۔

(۲۳۵۲) عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَدْرَ النَّهَارِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ جَعْفَرٍ وَفِيْ حَدِيْثِ مُعَاذٍ مِنَ الزِّيَادَةِ قَالَ: ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ خَطَبَ.

وہی ترجمہ جو اوپر گزرا اس روایت میں بس اتنی بات زیادہ ہے کہ پھر آپ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی اور خطبہ پڑھا۔



(۲۳۵۳) عَنِ الْمُنْذِرِبْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَاَتَاهُ قَوْمٌ مُجْتَابِي النِّمَارِ وَسَاقُوا الْحَدِيْثَ بِقِصَّتِهِ وَفِيْهِ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ صَعِدَ مِنْبَرًا صَغِيْرًا فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ فِيْ كِتَابِهِ: ﴿يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ﴾))۔ الْاٰيَةَ [راجع: ۲۳۵۱]

منذر بن جریر نے اپنے باپ سے وہی روایت کی اتنی بات زیادہ ہے کہ آپ ﷺ نے ظہر پڑھی اور چھوٹے منبر پر چڑھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور اما بعد کہا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اتارا ہے۔'' آخر حدیث تک۔



(۲۳۵۴) عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

جریر رضی اللہ عنہ نے کہا: چند لوگ گاؤں کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے

جَاءَ نَاسٌ مِنَ الْاَعْرَابِ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْهِمُ الصُّوْفُ فَرَاٰى سُوْءَ حَالِهِمْ قَدْ اَصَابَتْهُمْ حَاجَةٌ فَذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِهِمْ.

[انظر: ٦٨٠١، ٦٨٠٢، ٦٨٠٣]

کہ ان پر کپڑے تھے اون کے، آپ ﷺ نے ان کا برا حال دیکھا کہ محتاج ہیں پھر ذکر کی ساری حدیث۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الْحَمْلِ بِاُجْرَةٍ يَتَصَدَّقُ بِهَا وَالنَّهْيِ الشَّدِيْدِ عَنْ تَنْقِيْصِ الْمُتَصَدِّقِ بِقَلِيْلٍ.

باب: حمّال (قلی وغیرہ) مزدوروں کو بھی صدقہ کرنا چاہیے اور تھوڑی مقدار میں صدقہ کرنے والوں کی اہانت کرنے کو سختی سے منع فرمایا۔

(٢٣٥٥) عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ: اُمِرْنَا بِالصَّدَقَةِ. قَالَ: كُنَّا نُحَامِلُ. قَالَ: فَتَصَدَّقَ اَبُوْ عَقِيْلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ قَالَ: وَجَاءَ اِنْسَانٌ بِشَيْءٍ اَكْثَرَ مِنْهُ فَقَالَ الْمُنَافِقُوْنَ: اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هٰذَا وَمَا فَعَلَ هٰذَا الْاٰخَرُ اِلَّا رِيَاءً فَنَزَلَتْ: ﴿اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِى الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ﴾ [٩/ التوبة: ٧٩] وَلَمْ يَلْفِظْ بِشْرٌ: بِالْمُطَّوِّعِيْنَ. [بخاری: ١٤١٥، ١٤١٦، ٢٢٧٣، ٤٦٦٨، ٤٦٦٩؛ نسائی: ٢٥٢٨، ٢٥٢٩؛ ابن ماجه: ٤١٥٥]

ابو مسعود ؓ نے کہا: ہم کو حکم ہوا صدقہ کا اور ہم بوجھ ڈھویا کرتے تھے اور صدقہ دیا ابو عقیل نے آدھا صاع (یعنی دو سیر) اور ایک شخص نے کچھ اس سے زیادہ دیا تو منافق کہنے لگے: اللہ کو اس کے صدقہ کی کچھ پروا نہیں ہے اور اس دوسرے نے تو صرف دکھانے ہی کو صدقہ دیا ہے پھر یہ آیت اتری کہ ”جو لوگ طعن کرتے ہیں۔ خوشی سے صدقہ دینے والے مؤمنوں کو اور ان لوگوں کو جو نہیں پاتے ہیں مگر اپنی مزدوری۔“ اور بشر کی روایت میں مطوعین کا لفظ نہیں ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث میں صحابہ ؓ کی سچی اطاعت اور خلوص اور فرمانبرداری معلوم ہوتی ہے کہ باوجود اس تنگی کے کہ سوا مزدوری کے اور کچھ ان کے پاس نہ تھا۔ جب بھی فرمانبرداری اور سخاوت میں سرگرم تھے اور مزدوری کر کے صدقہ دیا کرتے تھے۔ اللہ ان سے راضی ہو۔

(٢٣٥٦) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِىْ حَدِيْثِ سَعِيْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ قَالَ: كُنَّا نُحَامِلُ عَلٰى ظُهُوْرِنَا. [راجع: ٢٣٥٥]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اور اس میں ہے کہ ہم اپنی کمروں پر بوجھ اٹھاتے تھے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ فَضْلِ الْمَنِيْحَةِ.

باب: دودھ والا جانور مفت دینے کی فضیلت۔

(٢٣٥٧) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ؓ يَبْلُغُ بِهِ: ((اَلَا رَجُلٌ يَمْنَحُ اَهْلَ بَيْتٍ نَاقَةً تَغْدُوْ بِعُسٍّ وَتَرُوْحُ بِعُسٍّ اِنَّ اَجْرَهَا لَعَظِيْمٌ)).

ابو ہریرہ ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں ”بے شک جو کسی گھر والوں کو ایک اونٹنی ایسی دیتا ہے جو صبح اور شام ایک گھڑا بھر دودھ دیتی ہے تو اس کا بہت بڑا ثواب ہے۔“

فائدہ: یہ ثواب ہے منیحہ کا اور منیحہ عرب میں کہتے ہیں دودھ والے جانور کو چند روز دینا کہ پھر دودھ پی کر پھیر دیں یا بالکل ہی دے ڈالنا کہ پھر نہ پھیرے۔

(۲۳۵۸) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ نَهٰى فَذَكَرَ خِصَالًا وَقَالَ: ((مَنْ مَنَحَ مَنِيْحَةً غَدَتْ بِصَدَقَةٍ وَرَاحَتْ بِصَدَقَةٍ صَبُوْحِهَا وَغَبُوْقِهَا)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے کئی باتوں سے منع فرمایا تھا اور فرمایا: ''جس نے منیحہ دیا، اس کیلئے ایک صدقہ کا ثواب صبح کو ہوا اور ایک شام کو۔ صبح کا صبح کے پینے سے، اور شام کا شام کے دودھ پینے سے۔''

بَابُ مَثَلِ الْمُنْفِقِ وَالْبَخِيْلِ.

باب: سخی اور بخیل کی مثال۔

(۲۳۵۹) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الْمُنْفِقِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلٍ عَلَيْهِ جُبَّتَانِ اَوْ جُنَّتَانِ مِنْ لَدُنْ ثُدِيِّهِمَا اِلٰى تَرَاقِيْهِمَا فَاِذَا اَرَادَ الْمُنْفِقُ ـ وَقَالَ الْاٰخَرُ: فَاِذَا اَرَادَ الْمُتَصَدِّقُ ـ اَنْ يَتَصَدَّقَ سَبَغَتْ عَلَيْهِ اَوْ مَرَّتْ وَاِذَا اَرَادَ الْبَخِيْلُ اَنْ يُنْفِقَ قَلَصَتْ عَلَيْهِ وَاَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا حَتّٰى تُجِنَّ بَنَانَهُ وَتَعْفُوَ اَثَرَهُ)) قَالَ: فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: يُوَسِّعُهَا وَلَا تَتَّسِعُ.

[بخاري: ۵۷۹۷؛ نسائي: ۲۵٤٦]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ فرمایا: ''مثال خرچ کرنے والے کی اور صدقہ دینے والے کی (یہاں راوی سے غلطی ہوئی اور صحیح یہ ہے کہ مثال بخیل کی اور صدقہ دینے والے کی) مانند اس شخص کی ہے کہ اس کے اوپر دو کرتے ہوں یا دو زرہیں (راوی کو شک ہے مگر دو زرہیں صحیح ہے) ان دونوں کی چھاتی سے گلے تک پھر جب خرچ کرنے والا چاہے اور دوسرے راوی نے کہا کہ جب صدقہ دینے والا صدقہ دینا چاہے تو وہ زرہ کشادہ ہو جائے اور اس کے سارے بدن پر پھیل جائے (یعنی اسی طرح صدقہ دینے والے کا دل کشادہ ہو جاتا ہے) اور جی کھول کر اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور جب بخیل خرچ کرنا چاہے تو وہ زرہ اس پر تنگ ہو جائے اور ہر حلقہ اپنی جگہ پر کس جائے یہاں تک کہ ڈھانپ لے اس کے پوروں تک کو اور مٹا دے اس کے قدموں کے نشان کو جو زمین پر ہوں۔'' اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ اس کو کشادہ کرنا چاہتا ہے مگر کشادہ نہیں ہوتا۔



فائدہ: یہ فقرہ (یہاں تک کہ ڈھانپ لے اس کے پوروں کو اور مٹا دے اس کے نشان قدم کو) یہ سخی کی شان میں ہے کہ اس کی زکوۃ اتنی کشادہ ہو جاتی ہے مگر یہ راوی سے غلطی ہوئی کہ اس نے بخیل کی شان میں ذکر کر دیا اور اس کے بعد کا فقرہ کہ وہ اس کو کشادہ کرنا چاہتا ہے مگر کشادہ نہیں ہوتا یہ بخیل کی شان میں ہے جیسے اگلی روایت میں اسی طرح مذکور ہے۔

(۲۳٦۰) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَثَلَ الْبَخِيْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ اَيْدِيْهِمَا اِلٰى ثُدِيِّهِمَا وَتَرَاقِيْهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال بیان فرمائی کہ ''ان کی مثال دو آدمیوں کی سی ہے کہ ان دونوں پر دو زرہیں ہوں لوہے کی کہ ان دونوں کے ہاتھ ان کی چھاتیوں میں بندھے ہوں اور ان کے گلوں میں پھر صدقہ دینے والا جب ارادہ کرلے صدقہ دینے کا تو وہ زرہ اس کی کشادہ ہو جائے یہاں تک کہ اس کے

عَنْهُ حَتّٰى تُغَشِّيَ اَنَامِلَهُ وَتَعْفُوَ اَثَرَهُ وَجَعَلَ الْبَخِيْلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَاَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَكَانَهَا)) قَالَ: فَاَنَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: بِاِصْبَعِهِ فِيْ جَيْبِهِ فَلَوْ رَاَيْتَهُ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَوَسَّعُ. [راجع: ۲۳۵۹]

پوروں کو ڈھانپ لے (اور اس کے ہاتھ بھی کھل جائیں اس کے کشادہ ہونے سے) اور اس کے قدم کے نشان جو زمین پر ہوں اس کو بھی مٹا دے (یعنی سخی کے عیب سخاوت سے ڈھک جاتے ہیں یا گناہ معاف ہو جاتے ہیں) اور وہ زرہ گویا زمین پر لٹکتی ہے کہ اس کے قدموں کے نشانوں کو مٹاتی ہے اور بخیل کا حال ایسا ہے کہ جب ارادہ کرتا ہے صدقہ کا زرہ اس کی تنگ ہو جاتی ہے اور ہر حلقہ اس کا اپنی جگہ پر پھنس جاتا ہے۔'' اور کہا راوی نے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو کہ اپنے گریبان میں ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے (تاکہ سامعین کے ذہن میں اس کے تنگ ہونے کی تصویر بن جائے) اور اگر تم ان کو دیکھتے تو وہ کہتے کہ کشادہ کرنا چاہتے تھے اور زرہ کشادہ نہ ہوتی تھی۔



فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کرتا پہننا رسول اللہ ﷺ کا اور بخاری نے یہی باب بنایا ہے کہ گریبان کرتے کا سینہ پر رکھنا چاہیے اس لیے کہ اس قصہ سے آپ ﷺ کا کرتا ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔

(۲۳۶۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَلُ الْبَخِيْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ اِذَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَةٍ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ حَتّٰى تُعَفِّيَ اَثَرَهُ وَاِذَا هَمَّ الْبَخِيْلُ بِصَدَقَةٍ تَقَلَّصَتْ عَلَيْهِ وَانْضَمَّتْ يَدَاهُ اِلٰى تَرَاقِيْهِ وَانْقَبَضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ اِلٰى صَاحِبَتِهَا)) قَالَ: فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((فَيَجْهَدُ اَنْ يُوَسِّعَهَا فَلَا يَسْتَطِيْعُ)).

ابو ہریرہ ؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال ایسی ہے جیسے دو آدمی کہ ان پر زرہ ہو لوہے کی پھر جب سخی نے چاہا صدقہ دے زرہ اس کی کشادہ ہو گئی یہاں تک کہ اس کے قدموں کا اثر مٹانے لگی اور جب بخیل نے چاہا کہ صدقہ دے، وہ تنگ ہو گئی اور اس کا ہاتھ اس کے گلے میں پھنس گیا اور ہر حلقہ اپنے دوسرے حلقہ میں کس گیا۔'' راوی نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے: ''پھر وہ کوشش کرتا ہے کہ کشادہ ہو مگر وہ کشادہ نہیں ہوتی۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ ثُبُوْتِ اَجْرِ الْمُتَصَدِّقِ وَاِنْ وَقَعَتِ الصَّدَقَةُ فِيْ يَدِ فَاسِقٍ وَنَحْوِهِ غَيْرِ اَهْلِهَا

باب: صدقہ دینے والے کو ثواب ہے اگرچہ صدقہ اس کے حقدار کو نہ پہنچے۔

(۲۳۶۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ رَجُلٌ: لَاَتَصَدَّقَنَّ اللَّيْلَةَ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ زَانِيَةٍ فَاَصْبَحُوْا

ابو ہریرہ ؓ نے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک شخص نے کہا کہ میں آج کی رات کچھ صدقہ دوں گا اور وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا (یہ صدقہ کو چھپانا منظور تھا کہ رات کو لے کر نکلا) اور ایک زنا کار عورت کے

يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى زَانِيَةٍ قَالَ: اَللّٰهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ غَنِيٍّ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ عَلٰى غَنِيٍّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى غَنِيٍّ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ سَارِقٍ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ عَلٰى سَارِقٍ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ وَعَلٰى غَنِيٍّ وَعَلٰى سَارِقٍ فَاُتِيَ فَقِيْلَ لَهُ: اَمَّا صَدَقَتُكَ فَقَدْ قُبِلَتْ اَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا تَسْتَعِفُّ بِهَا عَنْ زِنَاهَا وَلَعَلَّ الْغَنِيَّ يَعْتَبِرُ فَيُنْفِقُ مِمَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ وَلَعَلَّ السَّارِقَ يَسْتَعِفُّ بِهَا عَنْ سَرِقَتِهِ)).

ہاتھ میں دیدیا پھر صبح کو لوگ چرچا کرنے لگے کہ آج کی رات ایک شخص زنا کار کے ہاتھ صدقہ دے گیا۔ اس نے کہا: یا اللہ! تیرے لیے ہیں سب خوبیاں کہ میرا صدقہ زنا کار کو جا پڑا اور پھر اس نے کہا کہ آج اور صدقہ دوں گا پھر نکلا اور ایک غنی مالدار کو دیدیا اور لوگ صبح کو چرچا کرنے لگے کہ آج کوئی مالدار کو صدقہ دے گیا۔ اس نے کہا: یا اللہ! تیرے لیے ہیں سب خوبیاں میرا صدقہ مالدار کے ہاتھ جا پڑا۔ تیسرے دن پھر اس نے کہا کہ میں صدقہ دونگا اور وہ نکلا اور صدقہ ایک چور کے ہاتھ میں دے دیا اور صبح کو لوگ چرچا کرنے لگے کہ آج کوئی چور کو صدقہ دے گیا۔ اس نے کہا: تجھی کو ہیں سب خوبیاں میرا صدقہ زنا کار عورت اور مالدار مرد اور چور کے ہاتھ میں جا پڑا پھر اس کے پاس ایک شخص آیا (یعنی فرشتہ یا نبی اس زمانہ کے علیہ السلام) اور اس نے کہا کہ تیرے سب صدقے قبول ہو گئے زنا کار عورت کا تو اس نظر سے کہ شاید وہ اس دن زنا سے باز رہی ہو اس لیے کہ پیٹ کیلئے زنا کرتی تھی، رہا غنی اس کا اس لیے قبول ہوا کہ شاید اسے شرم آئے اور عبرت ہو کہ اور لوگ صدقہ دیتے ہیں لاؤ میں بھی دوں اور وہ خرچ کرے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال سے اور چور کا صدقہ اس لیے کہ شاید وہ اس شب کو چوری نہ کرے۔" (اس لیے کہ آج کا خرچ تو آ گیا)

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: یہ صدقہ نفل تھا کہ اس میں جس کا کلیجہ تر ہو ثواب ہے مگر زکوٰۃ فرض، غنی کو دے گا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

بَابُ اَجْرِ الْخَازِنِ الْاَمِيْنِ وَالْمَرْاَةِ اِذَا تَصَدَّقَتْ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ بِاِذْنِهِ الصَّرِيْحِ اَوِ الْعُرْفِيِّ.

باب: خازن امانتدار اور عورت کو صدقہ کا ثواب ملنا جب وہ اپنے شوہر کی اجازت سے خواہ صاف اجازت ہو یا دستور کی راہ سے اجازت ہو صدقہ دے۔

(۲۳٦٣) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اِنَّ الْخَازِنَ الْمُسْلِمَ الْاَمِيْنَ الَّذِيْ يُنَفِّذُ وَرُبَّمَا قَالَ: يُعْطِيْ مَا اُمِرَ بِهِ فَيُعْطِيْهِ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبَةً بِهِ نَفْسُهُ فَيَدْفَعُهُ اِلَى الَّذِيْ اُمِرَ لَهُ بِهِ - اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ)).

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو خزانچی مسلمان امانت دار ہو جو خرچ کرتا ہو اور کبھی فرمادیتا ہو جس کا حکم ہوا ہو اور پوری رقم دیتا ہو (یعنی تحریر بطور رشوت نہ کاٹتا ہو) اور پوری خیرات دیتا ہو اپنے دل کی خوشی کے ساتھ اور جس کو حکم ہوا ہو اس کو پہنچائے وہ بھی ایک صدقہ دینے والا ہے۔"

[بخاری: ۱۴۳۸، ۲۲۶۰، ۲۳۱۹؛ ابوداؤد: ۱۶۸۴؛ نسائی: ۲۵۵۹]

○ ○ ○ ○

(۲۳۶۴) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا اَجْرُهَا بِمَا اَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا اَجْرُهٗ بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَايَنْقُصُ بَعْضُهُمْ اَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا)).

[بخاری: ۱۴۲۵، ۱۴۳۷، ۱۴۴۱، ۲۰۶۵؛ ابوداؤد: ۱۶۸۵؛ ترمذی: ۶۷۲؛ ابن ماجہ: ۲۲۹۴]

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب عورت اپنے گھر کے اناج سے خرچ کرے بغیر فساد کے (یعنی جتنا دستور ہے جیسے فقیر کو ٹکڑا یا سائل کو ایک مٹھی جس میں شوہر کی رضا عادت سے معلوم ہوتی ہے) تو ہوگا اس کو ثواب اس کے خرچ کرنے کا اور شوہر کو اس کے کمانے کا اور خزانچی کو بھی اسی کی مثل کہ ایک کے ثواب سے دوسرے کا ثواب نہ گھٹے گا (یعنی ہر ایک کو اللہ تعالیٰ ایک ثواب دے گا نہ کہ ایک کے ثواب سے دوسرے کو شریک کر دے)۔

(۲۳۶۵) عَنْ مَنْصُوْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ: ((مِنْ طَعَامِ زَوْجِهَا)). [راجع: ۲۳۶۴]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے لیکن اس میں ہے کہ ''اپنے خاوند کے اناج سے۔''

(۲۳۶۶) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا اَجْرُهَا وَلَهٗ مِثْلُهٗ بِمَا اكْتَسَبَ وَلَهَا بِمَا اَنْفَقَتْ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا)).

[راجع: ۲۳۶۴]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب عورت اپنے خاوند کے گھر سے خرچ کرے بغیر فساد کے تو ہوگا واسطے عورت کے اجر اس کا اور واسطے خاوند کے مثل اس کی بہ سبب اس کے کمانے کے اور واسطے عورت کے بہ سبب اس کے خرچ کرنے کے اور خزانچی کو بھی مثل اس کی سوا اس بات کے کہ کم کیا جائے اجر ان کے سے کوئی چیز۔''

(۲۳۶۷) عَنِ ابْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ وَاَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ.

[راجع: ۲۳۶۴]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ مَا اَنْفَقَ الْعَبْدُ مِنْ مَالِ مَوْلَاهُ.

باب: غلام کا اپنے مالک کے مال سے خرچ کرنا۔

(۲۳۶۸) عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى آبِي اللَّحْمِ قَالَ: كُنْتُ مَمْلُوْكًا فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: اَاَتَصَدَّقُ مِنْ مَالِ مَوَالِيَّ بِشَيْءٍ؟ قَالَ: ((نَعَمْ وَالْاَجْرُ بَيْنَكُمَا نِصْفَانِ)).

[نسائی: ۲۵۳۶؛ ابن ماجہ: ۲۲۹۷]

عمیر جو غلام آزاد ہیں آبی اللحم رضی اللہ عنہ کے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میں اپنے مالکوں کے مال سے کچھ صدقہ دوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں اور ثواب اس کا تم دونوں کو ہے آدھا آدھا۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: آبی اللحم کے معنی گوشت سے انکار رکھنے والا۔ یہ صحابی رضی اللہ عنہ تھے رسول اللہ ﷺ کے اور نام ان کا عبداللہ تھا یا خلف یا حویرث اور انہوں نے ایام جاہلیت میں قبل اسلام کے ان جانوروں کا گوشت کھانا چھوڑ دیا تھا جو بتوں کے اوپر چڑھائے جاتے تھے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) اور یہ حنین میں شہید ہوئے۔ (لطیفہ) سبحان اللہ! صحابہ ﷺ کا کیا حال تھا کہ قبل اسلام بھی ایک فطری تقویٰ رکھتے تھے۔ ایک آج کے نام کے مسلمان ہیں کہ سینکڑوں بکرے شیخ سدو کے ہضم کر جاتے ہیں اور ڈکار تک بھی نہیں لیتے۔ انا للہ۔

(۲۳۶۹) عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى اٰبِى اللَّحْمِ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَمَرَنِىْ مَوْلَاىَ اَنْ اُقَدِّدَ لَحْمًا فَجَآءَ نِىْ مِسْكِيْنٌ فَاَطْعَمْتُهٗ مِنْهُ فَعَلِمَ بِذٰلِكَ مَوْلَاىَ فَضَرَبَنِىْ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَدَعَاهُ فَقَالَ: ((لِمَ ضَرَبْتَهٗ؟)) فَقَالَ: يُعْطِىْ طَعَامِىْ بِغَيْرِ اَنْ اٰمُرَهٗ فَقَالَ: ((الْاَجْرُ بَيْنَكُمَا)) . [راجع:۲۳۶۸]

عمیر رضی اللہ عنہ نے جو غلام آزاد ہیں آبی اللحم کے، انہوں نے کہا: مجھے حکم دیا میرے مالک نے کہ گوشت سکھاؤں اور ایک فقیر آ گیا سو میں نے اسے کھانے کے موافق دے دیا۔ اور جب مالک کو خبر ہوئی تو مجھے مارا اور میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے ذکر کیا (سبحان اللہ! آپ ﷺ امان تھے یتیموں اور بیواؤں اور مظلوموں کے) آپ ﷺ نے ان کو بلایا اور فرمایا: ''اس کو کیوں تم نے مارا؟'' انہوں نے عرض کی کہ یہ میرا کھانا میرے بغیر حکم کے دیدیتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ثواب تم دونوں کو ہے۔''



فائدہ: غرض اذن دو طرح کا ہے ایک تو زبان سے مالک نے یا شوہر نے کہہ دیا ہو کہ اس سائل کو دے دو یا عادت سے مالک اور شوہر کے معلوم ہو کہ وہ سائل اور فقیر کے دینے سے ناراض نہیں ہوتا یہ اذن عرفی ہے غرض جب تک ان دونوں میں سے کسی قسم کا اذن نہ ہو تو اس کے مال میں دوسرے کو خواہ مالک بی بی ہو یا لونڈی، غلام، تصرف روا نہیں اور عمیر رضی اللہ عنہ سے جو یہ فعل واقعہ ہوا تو ان کو خیال ہوا کہ مولیٰ اس سے مانع نہ ہوں گے اسی خیال سے دے دیا بعد معلوم ہوا کہ وہ راضی نہ تھے اس لئے عمیر رضی اللہ عنہ کو اجر ہوا کہ انہوں نے مولیٰ کی رضامندی کے خیال سے کیا تھا اور ثواب دونوں کو ہے اس سے مراد یہ ہے کہ دونوں کو الگ الگ ثواب ہے نہ یہ کہ ایک ہی ثواب میں دونوں کا حصہ ہے جیسا ظاہر سے مفہوم ہوتا ہے اور یہی تاویل اس حدیث کی معتبر ہے۔

(۲۳۷۰) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَصُمِ الْمَرْاَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَلَا تَاْذَنْ فِىْ بَيْتِهٖ وَهُوَ شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَمَا اَنْفَقَتْ مِنْ كَسْبِهٖ مِنْ غَيْرِ اَمْرِهٖ فَاِنَّ نِصْفَ اَجْرِهٖ لَهٗ)) . [بخاری: ۲۰۶۶، ۵۳۶۰؛ ابوداود: ۱۶۸۷، ۲۴۵۸]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی اور کئی حدیثیں ذکر کیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی عورت روزہ (نفل) نہ رکھے اور شوہر اس کا حاضر ہو مگر اس کے حکم سے اور نہ اس کے گھر میں کسی (اپنے محرم کو) آنے دے جب وہ حاضر ہو مگر اس کے حکم سے (پھر جب وہ حاضر نہ ہو تو بدرجہ اولیٰ اس کے بغیر حکم اور رضا کے جو پہلے سے معلوم نہ ہو چکی ہو کسی کو آنے نہ دینا چاہیے) اور جو خرچ کرتی ہے اس کی کمائی سے بغیر اس کے حکم (خاص) کے (اگرچہ حکم عرفی موجود ہے) تو اس میں بھی اس کے مرد کو آدھا ثواب ہے۔'' (یعنی مرد کو کمانے کا عورت کو دینے کا)۔



فائدہ: یعنی نامحرم کو آنے دینا ہی نہ چاہیے اور محرم کو جب شوہر نہ ہو تو آنا جانا منع ہے رہا جب وہ حاضر ہو یعنی گھر میں ہو یا شہر میں ہو اور اس کی مرضی بھی معلوم ہو تو مضائقہ نہیں اور روزہ سے مراد وہ روزہ ہے جس کے دن معین نہیں، جیسے قضا کے روزے یا نفل کے سوا رمضان کے اور یہ نہی روزے سے شافعیہ کے نزدیک نہی تحریمی ہے یعنی جب تک شوہر اجازت نہ دے تو ایسا روزہ حرام ہے۔ اور سبب اس کا یہ ہے کہ مرد کو ہر وقت یہ حق حاصل ہے کہ جب چاہے اس سے صحبت کرے اور عورت کو ضروری ہے کہ اس کی فرمانبرداری کرے بغیر تاخیر و تامل کے اور روزہ کے سبب سے اس کار خیر میں خلل واقع ہوتا ہے لہٰذا بغیر اس کے حکم کے جائز نہیں۔ (سبحان اللہ! اس شریعت غرا اور ملت بیضا میں ہر ایک کے حق کی کیا رعایت ہے واہ، واہ، واہ)

بَابُ فَضْلِ مَنْ ضَمَّ اِلَی الصَّدَقَةِ غَیْرَهَا مِنْ اَعْمَالِ الْبِرِّ.

باب: صدقہ سے اور چیز ملانے کی فضیلت کا بیان۔

(۲۳۷۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَیْنِ مِنْ مَّالِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ نُوْدِیَ فِی الْجَنَّةِ یَا عَبْدَاللّٰهِ! هٰذَا خَیْرٌ فَمَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّیَامِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الرَّیَّانِ)) قَالَ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ رضی اللہ عنہ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا عَلٰی اَحَدٍ یُدْعٰی مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ یُدْعٰی اَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ کُلِّهَا؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ وَاَرْجُوْ اَنْ تَکُوْنَ مِنْهُمْ)) . [بخاری: ۱۸۹۷، ۳۶۶۶؛ ترمذی: ۳۶۷۴؛ نسائی: ۲۲۳۷، ۳۱۳۵]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے خرچ کیا ایک جوڑا (یعنی دو پیسے یا دو روپیہ یا دو اشرفی) اپنے مال سے اللہ کی راہ میں پکارا جائیگا جنت میں اے اللہ کے بندے! یہاں آ تیرے لیے یہاں خیر و خوبی ہے پھر جو نماز کا عاشق ہے وہ نماز کے دروازہ سے پکارا جائیگا اور جو جہاد کا عاشق ہے وہ جہاد کے دروازہ سے اور جو صدقہ کا وہ صدقہ کے دروازہ سے اور جو روزہ کا وہ روزے کے دروازے سے۔“ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اللہ کے رسول ﷺ! جو سب دروازوں سے پکارا جائے گا، اس کو کیا کام کرنا ضروری ہے؟ کیا کوئی ایسا ہوگا جو سب دروازوں سے پکارا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں اور میں (اللہ کے فضل سے) امید رکھتا ہوں کہ تم انہی میں سے ہوگے۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: یوں تو ہر مؤمن سب قسم کی نیکیاں بجالاتا ہے، مگر ہر شخص کی طبیعت میں ایک قسم کی نیکی کا ذوق وشوق زیادہ ہوتا ہے، جیسے بہادر کو جہاد کا، سخی کو صدقہ کا، تو وہ اسی نیکی والوں میں گنا جائے گا اور اس حدیث نے کمر توڑ دی، روافض کی جو طعن کرتے ہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر یعنی یہ صاف نص اور تصریح ہے اس کی کہ خاتمہ آپ رضی اللہ عنہ کا حسن اور خوبی پر ہوگا اور جنت میں ہر دروازے کے لوگ مشتاق ہوں گے کہ آپ ادھر سے آئیں تو ہم کو فخر ہو۔ پھر جو جنت والوں کے لیے باعث افتخار کو برا جانے وہ آفت نار میں پڑ کر خوار ہو اور ریان کے معنی سیر و آسودہ اور خنک کر دینے والا چونکہ روزہ دار بھوکے پیاسے رہتے ہیں اس لیے وہ دروازہ ان کے لیے خاص ہوا۔

(۲۳۷۲) عَنِ الزُّهْرِیِّ بِاِسْنَادِ یُوْنُسَ وَمَعْنٰی حَدِیْثِهٖ. [راجع: ۲۳۷۱]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۲۳۷۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَیْنِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ دَعَاهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ وَکُلُّ خَزَنَةِ بَابٍ اَیْ فُلُ! هَلُمَّ)) فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ: یَا رَسُوْلَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ایک جوڑا خرچ کیا اللہ کی راہ میں بلاتے ہیں اس کو سب خزانچی جنت کے ہر دروازے سے اور کہتے ہیں کہ اے فلانے! آؤ۔“ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ایسے شخص پر تو پھر کوئی خرابی

اللّٰهِ ﷺ: ذَالِكَ الَّذِيْ لَا تَوٰى عَلَيْهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ)). [بخاری: ۲۸٤۱، ۳۲۱٦]

نہیں آنے کی یا ایسے شخص کو تو کچھ مشکل نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں امید رکھتا ہوں کہ تم بھی ان میں ہو گے۔'' (یعنی جنت کے سب دروازوں سے پکارے جاؤ گے)۔

(۲۳۷٤) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا؟)) قَالَ اَبُوْبَكْرٍ: اَنَا قَالَ: ((فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً؟)) قَالَ اَبُوْبَكْرٍ: اَنَا قَالَ: ((فَمَنْ اَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِيْنًا؟)) قَالَ اَبُوْبَكْرٍ: اَنَا قَالَ: ((فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيْضًا؟)) قَالَ اَبُوْبَكْرٍ: اَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا اجْتَمَعْنَ فِيْ امْرِئٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون تم میں سے آج روزہ دار ہے؟'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کون جنازہ کے ساتھ گیا ہے؟'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کس نے مسکین کو آج کھانا کھلایا ہے؟'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ فرمایا: ''کون آج مریض کی عیادت کو گیا تھا؟'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب یہ سب کام ایک شخص میں جمع ہوتے ہیں تو وہ ضرور جنت میں جاتا ہے۔''



فائدہ۔ اس حدیث میں بعض جاہل واعظ جو جمعہ کے دن کی قید لگاتے ہیں وہ محض بے اصل ہے۔

بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْاِنْفَاقِ وَكَرَاهَةِ الْاِحْصَاءِ.

باب: خرچ کرنے کی فضیلت اور گن گن کر رکھنے کی کراہت۔

(۲۳۷۵) عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہما قَالَتْ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَنْفِقِيْ۔ اَوِانْفَحِيْ اَوِانْضَحِيْ۔ وَلَا تُحْصِيْ فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ)).

[بخاری: ۱٤۳۳، ۲۵۹۱؛ نسائی: ۲۵٤۹]

اسماء رضی اللہ عنہا، ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی رسول اکرم ﷺ کی سالی نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خرچ کر اور گن گن کر نہ رکھ ورنہ اللہ بھی تجھے گن کر دے گا۔'' (یعنی کم دے گا)۔



فائدہ۔ راوی کو شک ہے کہ انفقی کہا یا اس کے سوا اور لفظ کہا۔

(۲۳۷٦) عَنْ اَسْمَاءَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَنْفِحِيْ۔ اَوِانْضَحِيْ اَوْ اَنْفِقِيْ۔ وَلَا تُحْصِيْ فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَلَا تُوْعِيْ فَيُوْعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ)).

ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا اتنی بات زیادہ ہے کہ ''نہ بینت رکھ۔ نہیں تو اللہ تجھ پر بینت رکھے گا۔'' (یعنی نہ دے گا)۔



(۲۳۷۷) عَنْ اَسْمَاءَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا نَحْوَ حَدِيْثِهِمْ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔



(٢٣٧٨) عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِىْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہما اَنَّهَا جَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! لَيْسَ لِيْ شَيْءٌ اِلَّا مَا اَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ اَنْ اَرْضَخَ مِمَّا يُدْخِلُ عَلَيَّ؟ فَقَالَ: ((ارْضَخِي مَا اسْتَطَعْتِ وَلَا تُوْعِيْ فَيُوْعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ)) .

[بخاری: ١٤٣٤؛ نسائی: ٢٥٥٠]

اسماء رضی اللہ عنہا، ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی آئیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس تو کچھ بھی نہیں مگر جو زبیر رضی اللہ عنہ میرے کو دیتے ہیں تو کیا گناہ ہوگا اگر میں اس میں سے کچھ صدقہ دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جتنا تم دے سکو، اتنا دو اور سینت کر نہ رکھو نہیں تو اللہ بھی تمہیں نہ دے گا سینت کر رکھے گا۔''



فائدہ: زبیر رضی اللہ عنہ کے دینے سے یہ مراد ہے کہ جو ان کے خرچ کو دیتے ہوں کہ اس میں انہیں اختیار ہے یا اذن عرفی ہونا ضروری ہے اور صدقہ دینے کیلئے جیسے ہم اوپر کہہ آئے ہیں۔

بَابُ الْحَثِّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَلَوْ بِالْقَلِيْلِ وَلَا تَمْتَنِعُ مِنَ الْقَلِيْلِ لِاحْتِقَارِهٖ .

باب: تھوڑے صدقہ کی فضیلت اور اس کو حقیر نہ جاننے کا بیان۔

(٢٣٧٩) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ! لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ)).

[بخاری: ٦٠١٧]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے مسلمان عورتو! کوئی تم میں سے اپنے ہمسائے کو حقیر نہ جانے اگرچہ ایک بکری کا کھر ہی دے۔'' (یعنی نہ لینے والا اس کو حقیر سمجھ کر انکار کرے نہ دینے والا شرمندہ ہو کر دینے سے باز رہے)۔

بَابُ فَضْلِ اِخْفَاءِ الصَّدَقَةِ .

باب: صدقہ کو چھپا کر دینے کی فضیلت۔

(٢٣٨٠) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ: اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ بِعِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ: اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ يَمِيْنُهٗ مَا تُنْفِقُ شِمَالُهٗ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ)).

[بخاری: ٦٦٠، ١٤٢٣، ٦٤٧٩، ٦٨٠٦]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سات شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے سایہ میں جگہ دے گا (یعنی عرش کے نیچے) جس دن اس کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا ایک تو حاکم منصف (جو کتاب و سنت کے مطابق فیصلہ کرے خواہ بادشاہ ہو خواہ کوتوال وغیرہ) دوسرے وہ جوان جو اللہ کی راہ عبادت کے ساتھ بڑھا ہو، تیسرے وہ شخص جو مسجد سے نکلے اور دل اس کا مسجد میں لگا رہے، چوتھے وہ دو شخص کہ محبت کریں آپس میں اللہ کے واسطے اسی کے لیے ملیں اور اسی کے لیے جدا ہوں، پانچویں جو مرد ایسا متقی ہو کہ اسے کوئی عورت حسب و نسب والی مالدار، زنا کیلئے بلائے اور وہ کہے: میں اللہ سے ڈرتا ہوں (اور زنا سے باز رہے) چھٹے جو صدقہ دے ایسا چھپا کر کہ داہنے کو نہ خبر ہو کہ بائیں ہاتھ نے خرچ کیا (اور

ترمذی: ۲۳۹۱]

یہ تصحیف ہے صحیح یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو کہ داہنا کیا خرچ کرتا ہے) ساتویں جو اللہ کو اکیلے میں یاد کرے اور اس کے آنسو ٹپک پڑیں۔" (یعنی اللہ کی محبت یا خوف سے)۔



(۲۳۸۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيْثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَقَالَ: ((رَجُلٌ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُوْدَ اِلَيْهِ)). [راجع: ۲۳۸۰]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہی روایت ہے جو دوسری سند سے مروی ہے اور اس میں یہ ہے کہ "جو شخص نکلے مسجد سے اور دل اس کا مسجد میں لگا ہو جب تک پھر لوٹ کر نہ جائے۔"



بَابُ بَيَانِ اَنَّ اَفْضَلَ الصَّدَقَةِ صَدَقَةُ الصَّحِيْحِ الشَّحِيْحِ :

باب: خوش حالی اور تندرستی میں صدقہ کرنے کی فضیلت۔

(۲۳۸۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَىُّ الصَّدَقَةِ اَعْظَمُ؟ فَقَالَ: ((اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمُلُ الْغِنٰى وَلَا تُمْهِلُ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ: لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا اَلَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ)). [بخاری: ۱٤۱۹، ۲۷٤۸؛ ابوداود: ۲۸٦٥؛ نسائی: ۲٥٤۱، ۳٦۱۳]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک شخص آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اور عرض کی اے اللہ کے رسول! افضل اور ثواب میں بڑا صدقہ کونسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو صدقہ دے اور تو تندرست ہو اور حریص ہو اور خوف کرتا ہو محتاجی کا اور امید رکھتا ہو امیری کی، وہ افضل ہے اور یہاں تک صدقہ دینے میں دیر نہ کرے کہ جب جان حلق میں آ جائے تو کہنے لگے: یہ فلانے کا ہے، یہ مال فلانے کو دو اور وہ تو خود اب فلانے کا ہو چکا۔" (یعنی تیرے مرتے ہی وارث لوگ لے لیں گے)۔



فائدہ: ایسا صدقہ دینا گویا حلوائی کی دکان دادا جی کی فاتحہ۔

(۲۳۸۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَیُّ الصَّدَقَةِ اَعْظَمُ اَجْرًا؟ فَقَالَ: ((اَمَا وَاَبِيْكَ لَتُنَبَّاَنَّهٗ اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمُلُ الْبَقَاءَ وَلَا تُمْهِلُ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ: لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ)). [راجع: ۲۳۸۲]

ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا، اتنا فرق ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جب پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "آگاہ ہو قسم ہے تیرے باپ کی۔" باقی حدیث وہی ہے۔



فائدہ: اور حدیثوں میں اللہ کے سوا اور کسی کی قسم کھانے کو منع اور شرک فرمایا ہے اور یہاں جو آپ سے قسم اس کے باپ کی نکل گئی۔ یہ عادت کی راہ سے زبان پر جاری ہو گئی تعمداً اور قصداً نہیں تھی قصداً ایسی قسم کھانا منع ہے۔

(٢٣٨٤) حَدَّثَنَا عُمَارَةُ الْقَعْقَاعُ ' بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ: اَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ. [راجع:٢٣٨٢]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اس میں ہے کہ کون سا صدقہ افضل ہے؟

○ ○ ○ ○

بَابُ بَيَانِ اَنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَاَنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَاَنَّ السُّفْلٰى هِيَ الْاٰخِذَةُ.

باب: صدقہ دینا افضل ہے لینا افضل نہیں۔

(٢٣٨٥) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْئَلَةِ: ((اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَالْيَدُ الْعُلْيَا: الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلٰى: السَّائِلَةُ)).

[بخاری: ١٤٢٩؛ ابوداود: ١٦٤٨؛ نسائی: ٢٥٣٢]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ ﷺ منبر پر صدقہ کا ذکر کرتے تھے اور کسی سے سوال نہ کرنے کا اور فرمایا: ''اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے اور اوپر کا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے کا ہاتھ مانگنے والا ہے۔''

○ ○ ○ ○

(٢٣٨٦) عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ ـ اَوْ خَيْرُ الصَّدَقَةِ ـ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ)).

[نسائی:٢٥٤٢]

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''افضل صدقہ وہ ہے جس کے بعد صدقہ دینے والا غنی رہے (یعنی یہ نہیں کہ سب مال لٹا کر آپ فقیر ہو بیٹھے) اور اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے اور صدقہ پہلے اس کو دے جس کا نان ونفقہ اپنے ذمہ ہے۔'' (جیسے لونڈی غلام، نوکر، چاکر)۔

(٢٣٨٧) عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَاَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهُ بِطِيْبِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ وَمَنْ اَخَذَهُ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى)). [بخاری: ١٤٧٢، ٢٧٥٠، ٣١٤٣، ٦٤٤١؛ ترمذی: ٢٤٦٣؛ نسائی:

حکیم نے کہا: میں نے نبی ﷺ سے مال مانگا تو آپ ﷺ نے دیا، میں نے پھر مانگا پھر دیا پھر مانگا پھر دیا پھر فرمایا: ''یہ مال ہرا ہرا میٹھا ہے سو جس نے لیا اس کو بغیر مانگے یا لیا دینے والے کی خوشی سے نہ آپ زبردستی تقاضا کر کے اس میں برکت ہوتی ہے اور جس نے اپنے نفس کو ذلیل کر کے لیا (یعنی سوال کر کے لجاجت کر کے) اس میں برکت نہیں ہوتی اور اس کا حال ایسا ہوتا ہے کہ کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا اور اوپر کا ہاتھ عمدہ ہے نیچے کے ہاتھ سے۔''

[٢٥٣٠، ٢٦٠١، ٢٦٠٢]

○ ○ ○ ○

(٢٣٨٨) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((یَا ابْنَ اٰدَمَ! اِنَّكَ اَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَیْرٌ لَّكَ وَاَنْ تُمْسِكَهُ شَرٌّ لَّكَ وَلَا تُلَامُ عَلٰی كَفَافٍ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ وَالْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی)).

ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے آدم کے بیٹے! تو جو چیز ضرورت سے زیادہ ہو اس کو خرچ کرتا رہ یہ بہتر ہے تیرے لیے اور اگر اس کو بھی روک رکھے جیسے ضرورت کے موافق کو روکتا ہے تو برائی ہے تیرے حق میں اور تجھ پر ملامت نہیں ضروری خرچ کے موافق رکھنے میں اور صدقہ پہلے اس کو دے جس کا خرچہ تیرے ذمہ ہو اور اوپر کا ہاتھ بہتر ہے نیچے کے ہاتھ سے۔''

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

بَابُ النَّهْیِ عَنِ الْمَسْئَلَةِ.

باب: سوال کرنے کی ممانعت۔

(٢٣٨٩) عَنْ مُعَاوِیَةَ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ: اِیَّاكُمْ وَاَحَادِیْثَ اِلَّا حَدِیْثًا كَانَ فِیْ عَهْدِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَاِنَّ عُمَرَ كَانَ یُخِیْفُ النَّاسَ فِی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ یَقُوْلُ: ((مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَیْرًا یُّفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ)) وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((اِنَّمَا اَنَا خَازِنٌ فَمَنْ اَعْطَیْتُهٗ عَنْ طِیْبِ نَفْسٍ فَمُبَارَكٌ لَّهٗ فِیْهِ وَمَنْ اَعْطَیْتُهٗ عَنْ مَسْئَلَةٍ وَشَرَهٍ كَانَ كَالَّذِیْ یَاْكُلُ وَلَا یَشْبَعُ)).

معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بچو تم حدیث کی روایت سے مگر وہ حدیثیں جو عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تھیں، اسی لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو ڈرایا کرتے تھے اللہ پاک سے اور سنا ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے: ''اللہ تعالیٰ جس کی بھلائی چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ دیتا ہے۔'' اور سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے: ''میں تو فقط خزانچی ہوں پھر جس کو میں دل کی خوشی سے دوں (یعنی بغیر سوال اور لجاجت سائل کے) تو اس میں اس کو برکت ہوتی ہے اور جس کو میں مانگنے سے اور اس کے ستانے سے دوں اس کا حال ایسا ہے کہ گویا کھاتا ہے اور پیٹ نہیں بھرتا۔''

فائدہ: معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ممالک یہود و نصاریٰ کی فتح ہوئی اور روایات اہل کتاب کی لوگوں میں کثرت سے پھیلیں اس لیے آپ نے یہ حکم کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ کی روایات کی طرف رجوع کرو کہ وہ زمانہ ربط وضبط کا تھا اور غیر قوموں سے اختلاط نہ تھا اور بعد ان کے پھر حدیث مدون ہوگئی اور علم من جمیع الوجوہ محفوظ ہوگیا۔

(٢٣٩٠) عَنْ مُعَاوِیَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُلْحِفُوْا فِی الْمَسْئَلَةِ فَوَاللّٰهِ! لَا یَسْاَلُنِیْ اَحَدٌ مِّنْكُمْ شَیْئًا فَتُخْرِجُ لَهٗ مَسْئَلَتُهٗ مِنِّیْ شَیْئًا وَاَنَا لَهٗ كَارِهٌ فَیُبَارَكَ لَهٗ فِیْمَا اَعْطَیْتُهٗ)).

[نسائی: ٢٥٩٢]

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم سوال میں ہٹ نہ کیا کرو اس لیے کہ اللہ کی قسم! مجھ سے جو مانگتا ہے کوئی چیز اور اس کے سوال کے سبب سے میرے پاس سے چیز خرچ ہوتی ہے اور میں اس کو برا جانتا ہوں تو اس میں برکت کیونکر ہوگی۔''

○ ○ ○ ○

(٢٣٩١) عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ قَالَ: حَدَّثَنِیْ وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ وَدَخَلْتُ عَلَیْهِ فِیْ دَارِهٖ بِصَنْعَآءَ

عمرو بن دینار نے وہب بن منبہ سے روایت کی اور کہا کہ میں ان کے گھر گیا صنعاء میں اور مجھے انہوں نے اپنے احاطہ کے جوز کھلائے اور ان کے

فَاطعَمَنِیْ مِنْ جوزَةٍ فِیْ دَارِہٖ۔ عَنْ أَخِیْهِ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِیَةَ بْنَ اَبِیْ سُفْیَانَ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ فَذَکَرَ مِثْلَهٗ.

[راجع: ۲۳۹۰]

بھائی نے روایت کی کہ میں نے سنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے انہوں نے کہا کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، پھر روایت بیان کی مثل اس کی جو اوپر گزری۔

○ ○ ○ ○

(۲۳۹۲) عَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ وَهُوَ یَخْطُبُ یَقُوْلُ: اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ: ((مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَیْرًا یُّفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّیُعْطِی اللّٰهُ)).

[بخاری: ۷۱، ۷۳۱۲، ۳۱۱۶]

معاویہ رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھتے تھے اور روایت کی کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے: ''جس کی اللہ تعالیٰ بھلائی چاہتا ہے اُس کو دین میں سمجھ دیتا ہے اور میں بانٹنے والا ہوں اور دیتا تو اللہ ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس حدیث میں معلوم ہوا کہ دین میں سمجھ پیدا ہونے سے بہتر کوئی نہیں کہ اس سے آدمی کی دنیا و آخرت دونوں درست ہو جاتی ہیں۔ پس ہر مسلمان کو اس میں زیادہ کوشش کرنی چاہیے اور معلوم ہوا کہ دینے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی باوجود علو مرتبت اور رفع منزلت کے بانٹنے ہی والے ہیں پھر بدہوش خصید کدھر رہے پھر یہ نادان لوگ جو اولیاء رحمہم اللہ انبیاء علیہم السلام سے اپنی حاجات طلب کرتے ہیں اولاد، جورو مانگتے ہیں محض بے دین اور جاہل ہیں۔

بَابُ الْمِسْکِیْنِ الَّذِیْ لَا یَجِدُ غِنًی وَّلَا یُفْطَنُ فَیُتَصَدَّقُ عَلَیْهِ. باب: مسکین کون ہے؟

(۲۳۹۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((لَیْسَ الْمِسْکِیْنُ بِهٰذَا الطَّوَّافِ الَّذِیْ یَطُوْفُ عَلَی النَّاسِ فَتَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ)) قَالُوْا: فَمَا الْمِسْکِیْنُ؟ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((الَّذِیْ لَا یَجِدُ غِنًی یُّغْنِیْهِ وَلَا یُفْطَنُ لَهٗ فَیُتَصَدَّقَ عَلَیْهِ وَلَا یَسْاَلُ النَّاسَ شَیْئًا)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسکین وہ نہیں جو گھومتا رہتا ہے اور لوگوں کے گرد رہتا ہے اور ایک دو لقمہ یا ایک دو کھجور لے کر لوٹ جاتا ہے۔'' پھر لوگوں نے عرض کی کہ مسکین کون ہے؟ اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کو اتنا خرچ نہیں ملتا جو اس کی ضرورت بشری کی کفایت کرتا ہو اور نہ لوگ اسے مسکین جانتے ہیں کہ اس کو صدقہ دیں اور نہ وہ لوگوں سے کچھ مانگتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ بہت سے اہل و عیال والے غریب و مسلمان ایسے ہی ہیں کہ باوجود محنت و مشقت کے ان کی ضروریات کے موافق نہیں ملتا اور تنگ دست اور قرضدار رہتے ہیں۔ انہیں دینا اور ان کی دل جوئی اور مدد کرنا ہزار مسکین کے دینے سے افضل و اولیٰ ہے ہر مالدار کو اس کا خیال ضروری ہے۔

(۲۳۹۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((لَیْسَ الْمِسْکِیْنُ بِالَّذِیْ تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلَا اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ اِنَّمَا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسکین وہ نہیں ہے جو ایک دو کھجور یا ایک دو لقمہ لے کر لوٹ جاتا ہے مسکین وہ ہے جو سوال نہیں کرتا تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

الْمِسْكِينُ الْمُتَعَفِّفُ اقْرَءُ وْا اِنْ شِئْتُمْ: ﴿لَا يَسْأَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا﴾)). [٢/ البقرة: ٢٧٣]

''وہ لوگوں سے مانگتے نہیں لپٹ کر۔''

[بخاري: ٤٥٣٩؛ نسائي: ٢٥٧٠]

○ ○ ○ ○

(٢٣٩٥) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: بِمِثْلِ حَدِيْثِ اِسْمَاعِيْلَ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

[راجع: ٢٣٩٤]

○ ○ ○ ○

بَابُ كَرَاهَةِ الْمَسْأَلَةِ لِلنَّاسِ .

باب: لوگوں سے سوال کرنے کی کراہت۔

(٢٣٩٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَزَالُ الْمَسْئَلَةُ بِاَحَدِكُمْ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ وَلَيْسَ فِيْ وَجْهِهٖ مُزْعَةُ لَحْمٍ)) .

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمیشہ تم میں کا آدمی مانگتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ سے ملے گا اور اس کے منہ پر ایک ٹکڑا بھی گوشت کا نہ ہوگا۔'' (یعنی حشر میں)۔

[بخاري: ١٤٧٤؛ نسائي: ٢٥٨٤]

○ ○ ○ ○

فائدہ: گوشت کا نہ ہونا چہرہ پر، عبارت ہے گویا بے آبرو ہونے اور کمزور اور ذلیل ہونے سے یعنی سوال موجب ذلت و بے آبروئی ہے۔

(٢٣٩٧) عَنْ اَخِي الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ ((مُزْعَةُ)). [راجع: ٢٣٩٦]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے لیکن اس میں مُزْعَةٌ کا لفظ نہیں۔

(٢٣٩٨) عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتّٰى يَاْتِيَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ [وَ] لَيْسَ فِيْ وَجْهِهٖ مُزْعَةُ لَحْمٍ)).

حمزہ نے اپنے باپ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی ہمیشہ لوگوں سے سوال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن آئے گا اور اس کے منہ پر ایک بوٹی گوشت کی نہ ہوگی۔''

[راجع: ٢٣٩٦]

○ ○ ○ ○

(٢٣٩٩) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَاَلَ النَّاسَ اَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا فَاِنَّمَا يَسْاَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ اَوْ لِيَسْتَكْثِرْ)). [ابن ماجه: ١٨٣٨]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا: ''جو لوگوں سے مانگتا رہتا ہے اپنے مال کے بڑھانے کو (یعنی نہ ضرورت اور کفایت کے لیے) تو وہ چنگاریاں مانگتا ہے پھر چاہے کم لے یا زیادہ لے۔''

○ ○ ○ ○

(٢٤٠٠) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَاَنْ يَغْدُوَ اَحَدُكُمْ فَيَحْطِبَ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَتَصَدَّقَ بِهٖ وَيَسْتَغْنِيَ بِهٖ مِنَ النَّاسِ خَيْرٌ مِنْ اَنْ يَسْاَلَ رَجُلًا اَعْطَاهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے، فرماتے تھے: ''اگر کوئی صبح کو جا کر ایک گٹھا لکڑی کا اپنی پیٹھ پر لادے اور اس سے صدقہ دے اور اپنا کام بھی نکالے کہ لوگوں کا محتاج نہ ہو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے مانگتا پھرے کہ وہ دیں یا نہ دیں اور بلاشبہ

اَوْ مَنَعَهُ ذٰلِكَ فَاِنَّ الْيَدَ الْعُلْيَا اَفْضَلُ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ)). [ترمذی: ٦٨٠]

اوپر کا ہاتھ افضل ہے نیچے کے ہاتھ سے اور پہلے صدقہ اس کو دے جو تیرے سر روٹی کھاتا ہے۔"

(٢٤٠١) عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِىْ حَازِمٍ رحمه الله قَالَ: اَتَيْنَا اَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه فَقَالَ: قَالَ النَّبِىُّ ﷺ: ((وَاللّٰهِ! لَاَنْ يَغْدُوَ اَحَدُكُمْ فَيَحْطِبَ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَبِيْعَهُ)) ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ بَيَانٍ.

[راجع: ٢٤٠٠]

قیس نے کہا: ہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! اگر کوئی صبح کو جائے اور پیٹھ پر لکڑیاں لادے اور بیچے۔" آگے وہی روایت کی جو اوپر گزری ہے۔



(٢٤٠٢) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاَنْ يَّحْتَزِمَ اَحَدُكُمْ حُزْمَةً مِنْ حَطَبٍ فَيَحْمِلَهَا عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَبِيْعَهَا خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّسْاَلَ رَجُلًا يُعْطِيْهِ اَوْ يَمْنَعُهٗ)).

[بخاری: ٢٠٧٤، ٢٣٧٤؛ نسائی: ٢٥٨٣]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر کوئی لکڑی کا گٹھا لادے اپنی پیٹھ پر اور اس کو بیچے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے سوال کرنے سے کسی شخص سے کہ معلوم نہیں کہ وہ دے یا نہ دے۔"



(٢٤٠٣) عَنْ اَبِىْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ اَبِىْ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِى الْحَبِيْبُ الْاَمِيْنُ اَمَّا هُوَ فَحَبِيْبٌ اِلَىَّ وَاَمَّا هُوَ عِنْدِىْ فَاَمِيْنٌ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ الْاَشْجَعِىُّ رضي الله عنه قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تِسْعَةً اَوْ ثَمَانِيَةً اَوْ سَبْعَةً فَقَالَ: ((اَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟)) وَكُنَّا حَدِيْثَ عَهْدٍ بِبَيْعَةٍ فَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ثُمَّ قَالَ: ((اَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ)) فَقُلْنَا قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ثُمَّ قَالَ: ((اَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟)) قَالَ: فَبَسَطْنَا اَيْدِيَنَا وَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! فَعَلَامَ نُبَايِعُكَ قَالَ: ((عَلٰى] اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَتُطِيْعُوا اللّٰهَ۔ وَاَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيَّةً۔ وَلَا تَسْاَلُوا النَّاسَ شَيْئًا)) فَلَقَدْ رَاَيْتُ بَعْضَ اُولٰئِكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُ اَحَدِهِمْ فَمَا يَسْاَلُ

ابی ادریس خولانی، ابو مسلم خولانی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ روایت کی مجھ سے ایک دوست امانتدار نے بیشک وہ میرے دوست اور میرے نزدیک امانتدار ہیں۔ عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ، انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے نو یا آٹھ یا سات آدمی اور آپ ﷺ نے فرمایا: "تم بیعت نہیں کرتے رسول اللہ ﷺ سے؟" اور ہم ان دنوں بیعت کر چکے تھے تو ہم نے عرض کی ہم تو آپ سے بیعت کر چکے ہیں اے اللہ کے رسول۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "تم بیعت نہیں کرتے رسول اللہ ﷺ سے۔" ہم نے عرض کی: کہ ہم آپ سے بیعت کر چکے ہیں آپ ﷺ نے پھر فرمایا: "تم بیعت نہیں کرتے رسول اللہ ﷺ سے۔" پھر ہم نے اپنے ہاتھ بڑھائے اور عرض کیا کہ ہم تو بیعت اول کر چکے ہیں۔ اب کس بات کی بیعت کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "عبادت کرو اللہ کی اور نہ شرک کرو اس کے ساتھ کسی کو اور نمازوں کی پنجگانہ اور اللہ کی فرمانبرداری کرو اور ایک بات چپکے سے کہی کہ لوگوں سے کچھ نہ مانگو۔" تو میں نے ان میں سے بعض کو دیکھا کہ ان کا کوڑا اگر پڑتا تھا (یعنی اونٹ پر سے) تو کسی سے سوال نہ کرتے کہ وہ اٹھا دے۔

اَحَدًا يُنَاوِلُهُ اِيَّاهُ ۱۷. [ابوداؤد: ۱٦٤٢؛ نسائی: ٤٥٩؛ ابن ماجه: ٢٨٦٧]

○ ○ ○ ○

فائدہ ۱۷۔ یہ کمال ایفائے بیعت تھی اور نہایت درجہ کی پرہیز گاری اور اطاعت تھی رسول اللہ ﷺ کی اور یہ بہت بڑا درجہ ہے اور ابو مسلم جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ بڑے زاہد ہیں اور کرامات ان کی مشہور ہیں اسلام لائے وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور اسود عنسی مردود جو دعویٰ نبوت کا کرتا تھا، اس نے ان کو آگ میں ڈال دیا اور وہ نہ جلے پھر لاچار ہو کر ان کو چھوڑ دیا اور وہ ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کی طرف چلے کہ آپ ﷺ نے وفات فرمائی اور بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی ہے مثل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وغیرہ کے اور اس پر اتفاق ہے محدثین اور مؤرخین اور ارباب سیر کا اور سمعانی نے انساب میں جو نقل کیا ہے کہ وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایمان لائے یہ غلط ہے باتفاق مؤرخین وغیرہم کے (النووی رحمہ اللہ)

بَابُ مَنْ تَحِلُّ لَهُ الْمَسْأَلَةُ.

(٢٤٠٤) عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ الْهِلَالِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَسْأَلُهُ فِيهَا فَقَالَ: ((اَقِمْ حَتّٰى تَاْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَاْمُرَلَكَ بِهَا)) ـ قَالَ: ثُمَّ قَالَ: ((يَا قَبِيصَةُ! اِنَّ الْمَسْئَلَةَ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِاَحَدِ ثَلَاثَةٍ: رَجُلٌ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتّٰى يُصِيبَهَا ثُمَّ يُمْسِكُ وَرَجُلٌ اَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اجْتَاحَتْ مَالَهُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتّٰى يُصِيبَ قِوَامًا مِّنْ عَيْشٍ ـ اَوْقَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ ـ وَرَجُلٌ اَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتّٰى يَقُوْلَ ثَلَاثَةٌ مِنْ ذَوِي الْحِجَا مِنْ قَوْمِهِ لَقَدْ اَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتّٰى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ ـ اَوْقَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ ـ فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْئَلَةِ يَا قَبِيصَةُ سُحْتًا يَاْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا)).

[ابوداؤد: ١٦٤٠؛ نسائی: ٢٥٧٨، ٢٥٧٩، ٢٥٩٠]

باب: کس شخص کے لیے سوال کرنا جائز ہے؟

قبیصہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں قرضدار ہو گیا تھا ایک بڑی رقم کا (یعنی دو قبیلوں کی اصلاح وغیرہ کیلئے یا کسی اور امر خیر کے واسطے) اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے سوال کیا آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ٹھہرو کہ ہمارے پاس صدقات کا مال آئے تو ہم اس میں سے کچھ تم کو دیں۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے قبیصہ! سوال حلال نہیں مگر تین شخصوں کو ایک تو وہ جو قرضدار ہو جائے (کسی امر خیر میں) تو حلال ہو جاتا ہے اس کو سوال یہاں تک کہ مل جائے اس کو اتنا مال کہ درست ہو جائے اس کی گزران پھر سوال سے باز رہے دوسرے وہ شخص کہ پہنچی ہو آفت اس کے مال میں کہ ضائع ہو گیا ہو مال اس کا تو حلال ہو جاتا ہے سوال اس کو یہاں تک کہ مل جائے اس کو اتنی رقم کہ درست ہو جائے اس کی گزران (راوی کو شک ہے کہ قوام فرمایا یا سداد معنی دونوں کے ایک ہیں) تیسرا وہ کہ پہنچا ہو اس کو فاقہ اور تین شخص عقل والوں میں سے اس کی قوم کے گواہی دیں کہ اس کو بیشک فاقہ پہنچا ہے اس کو بھی سوال جائز ہے جب تک کہ اپنی گزران درست ہونے کے موافق نہ پائے اور سوا ان لوگوں کے اے قبیصہ! سوال حرام ہے اور سوا ان کے جو سوال کرنے والا ہے وہ حرام کھاتا ہے۔''



بَابُ جَوَازِ الْأَخْذِ بِغَيْرِ سُؤَالٍ وَلَا تَطَلُّعٍ.

باب: بغیر سوال اور خواہش کے لینے کا بیان۔

(٢٤٠٥) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ

سالم نے اپنے باپ سے، انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ

عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: قَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِيْنِي الْعَطَاءَ فَاَقُوْلُ: اَعْطِهِ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّيْ حَتّٰى اَعْطَانِيْ مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ: اَعْطِهِ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خُذْهُ وَمَاجَآءَ كَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ)).

[بخاري: ١٤٧٣ ، ٧١٦٤؛ نسائي: ٢٦٠٧]

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ مجھے کچھ مال دیا کرتے تھے اور میں کہتا تھا کہ جو مجھ سے زیادہ احتیاج رکھتا ہو اس کو عنایت کیجئے یہاں تک کہ ایک بار مجھے آپ ﷺ نے کچھ مال دیا اور میں نے عرض کیا کہ جسے مجھ سے زیادہ حاجت ہو اسے عنایت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو لے لو اور اس مال میں سے جو تمہارے پاس بغیر لالچ کے اور بغیر مانگے آئے اس کو لے لیا کرو اور جو اس طرح نہ آئے اس کو خیال بھی نہ کرو۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: شاید یہ مثل اسی حدیث سے نکلی ہے۔ مصرع ”چیز یکہ بے سوال رسد داده خداست“ اس حدیث سے کمال زہد اور بے رغبتی اور لاطمعی اور ایثار عمر رضی اللہ عنہ کا معلوم ہوتا ہے اور اس میں علما کا اختلاف ہے کہ جس کو مال آ جائے اسے قبول کرنا چاہیے یا نہیں اور اس میں تین مذہب ہیں اور صحیح و مشہور مذہب یہ ہے کہ سوا سلطان کے اور کا مال قبول کرنا مستحب ہے اور جمہور کا بھی قول ہے اور عطیہ سلطان کا سو بعض نے اس کو حرام کہا ہے بعض نے حلال اور صحیح یہ ہے کہ عطایائے سلطانی میں مال حرام غالب ہے غرض اگر مال حرام غالب ہو تو لینا روا نہیں ورنہ خیر مباح ہے اور ایسا ہے جو ایسے شخص کے پاس مال آئے جو اس کا مستحق نہیں اور اس میں مال حرام غالب نہیں تو لینا روا ہے اگر لینے والے میں کوئی مانع شرعی موجود نہ ہو اور بعضوں نے اس مباح کو واجب رکھا ہے خواہ سلطان سے ہو یا اس کے غیر سے اور بعضوں نے مستحب کہا ہے سلطان کے عطیہ کو نہ کسی اور کے۔

(٢٤٠٦) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! كَانَ يُعْطِيْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ الْعَطَآءَ فَيَقُوْلُ لَهٗ عُمَرُ اَعْطِهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّيْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ اَوْتَصَدَّقْ بِهٖ وَمَا جَآءَ كَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَالَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ)) قَالَ سَالِمٌ: فَمِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ لَا يَسْأَلُ اَحَدًا شَيْئًا وَلَا يَرُدُّ شَيْئًا اُعْطِيَهٗ.

سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کچھ مال دیا کرتے تھے اور وہ عرض کرتے تھے کہ یا رسول اللہ ﷺ! کسی ایسے شخص کو عنایت کیجئے جو مجھ سے زیادہ احتیاج رکھتا ہو تو ایک بار رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ مال لے لو اور اپنے پاس رکھو خواہ صدقہ دے دو اور جو اس قسم کے مال سے تمہارے پاس آئے اور تم نے اس کی خواہش نہ کی ہو اور نہ مانگا ہو تو اس کو لے لیا کرو اور اپنے دل سے خواہش نہ کیا کرو۔“ سالم نے کہا: اسی سبب سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کسی سے کچھ نہ مانگتے تھے اور اگر کوئی دیتا تھا تو واپس نہ کرتے تھے۔

(٢٤٠٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّعْدِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

[بخاري: ٧١٦٣؛ ابوداؤد: ١٦٤٧ ، ٢٩٤٤؛ نسائي: ٢٦٠٣ ، ٢٦٠٤ ، ٢٦٠٥ ، ٢٦٠٦]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٤٠٨) عَنِ ابْنِ السَّاعِدِيِّ الْمَالِكِيِّ اَنَّهٗ

ابن ساعدی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: مجھے عمر رضی اللہ عنہ نے صدقہ کا

قَالَ: اسْتَعْمَلَنِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْهَا وَاَدَّيْتُهَا اِلَيْهِ اَمَرَ لِيْ بِعُمَالَةٍ فَقُلْتُ: اِنَّمَا عَمِلْتُ لِلّٰهِ وَاَجْرِيْ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ: خُذْ مَا اُعْطِيْتَ فَاِنِّيْ عَمِلْتُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَعَمَّلَنِيْ فَقُلْتُ مِثْلَ قَوْلِكَ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اُعْطِيْتَ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ اَنْ تَسْأَلَ فَكُلْ وَتَصَدَّقْ)). [راجع: ٢٤٠٧]

عامل کیا، جب میں فارغ ہوا اور صدقہ کا مال ان کو لا کر دے دیا تو مجھے کچھ لینے کا حکم کیا۔ میں نے کہا: میں نے تو اللہ کے واسطے یہ کام کیا ہے اور مزدوری میری اللہ پر ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں جو دیتا ہوں سے لو ایک بار میں نے بھی رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں صدقہ اکٹھا کیا تھا اور آپ ﷺ نے مجھے بھی کچھ اجرت دی اور میں نے ایسا ہی کہا جیسے تم نے کہا۔ سو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بغیر مانگے تمہیں کچھ ملے تو کھاؤ اور صدقہ دو۔''



(٢٤٠٩) عَنِ ابْنِ السَّعْدِيِّ اَنَّهٗ قَالَ: اِسْتَعْمَلَنِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ عَلَى الصَّدَقَةِ، بِمِثْلِ حَدِيْثِ اللَّيْثِ. [راجع: ٢٤٠٧]

ابن سعدی کہتے ہیں کہ مجھے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صدقہ کا عامل کیا۔ لیث کی حدیث کے مثل ہے۔



بَابُ كَرَاهَةِ الْحِرْصِ عَلَى الدُّنْيَا.

باب: حرص دنیا کی مذمت۔

(٢٤١٠) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ عَلٰى حُبِّ اثْنَتَيْنِ: حُبِّ الْعَيْشِ وَالْمَالِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بوڑھے کے دل میں جینے کی اور مال کی حرص جوان ہے۔''



فائدہ: یہ مصرعہ اس حدیث کے موافق ہے۔ مرد چوں پیر شود حرص جواں گردد۔

(٢٤١١) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ عَلٰى حُبِّ اثْنَتَيْنِ: طُوْلُ الْحَيَاةِ وَحُبُّ الْمَالِ)). [بخاري: ٦٤٢٠]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بوڑھے آدمی کے دل میں جینے کی اور مال کی حرص جوان ہے۔''



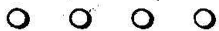
(٢٤١٢) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَتَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ: الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ)). [ترمذي: ٢٣٣٩؛ ابن ماجه: ٤٢٣٤]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم بوڑھا ہوتا ہے اور اس میں دو چیزیں جوان رہتی ہیں مال کی حرص اور عمر کے بڑھنے کی حرص۔''



(٢٤١٣) عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بِمِثْلِهِ. [بخاري: ٦٤٢١]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔



(٢٤١٤) عَنْ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَنَسِ بْنِ

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

مَالِكٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِنَحْوِهٖ.

[بخاري: ٦٤١٤]

○ ○ ○ ○

بَابُ لَوْ اَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَيْنِ لَابْتَغٰى ثَالِثًا.

باب: اگر آدم کے بیٹے کے پاس دو وادیاں مال کی ہوں تو وہ تیسری چاہے گا۔

(٢٤١٥) عَنْ اَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: ((لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَّالٍ لَابْتَغٰى وَادِيًا ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ)).

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر آدمی کے دو جنگل ہوں مال کے تو بھی وہ تیسرا ڈھونڈتا رہے اور پیٹ نہیں بھرتی آدمی کا مگر مٹی، اور رجوع ہوتا ہے اللہ کا اس پر جو توبہ کرے۔“ (یعنی جو دنیا کی حرص سے باز آئے اسے گنج قناعت فرماتا ہے)۔

فائدہ: یہ شعر اس حدیث کے موافق ہے۔ چشم تنگ کوردنیادار را یا قناعت پر کند یا خاک گور

(٢٤١٦) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: فَلَا اَدْرِيْ اَشَيْءٌ اُنْزِلَ اَمْ شَيْءٌ كَانَ يَقُوْلُهٗ. بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِيْ عَوَانَةَ.

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے: ”یہ مجھے معلوم نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ بات اتری تھی یا خود فرماتے تھے پھر بیان کی روایت ابو عوانہ کی جو اوپر گزری۔

○ ○ ○ ○

(٢٤١٧) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اَنَّهٗ قَالَ: ((لَوْ كَانَ لِابْنِ ادَمَ وَادٍ مِنْ ذَهَبٍ اَحَبَّ اَنَّ لَهٗ وَادِيًا آخَرَ وَلَنْ يَمْلَأَ فَاهُ اِلَّا التُّرَابُ وَاللّٰهُ يَتُوْبُ عَلٰى مَنْ تَابَ)).

انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ فرمایا: ”اگر آدمی کا ایک جنگل سونے کا ہو تو بھی آرزو کرے کہ دوسرا ہو اور اس کا منہ نہیں بھرتی مگر مٹی (قبر کی) اور اللہ رجوع کرتا ہے اس کی طرف جو توبہ کرے۔“

(٢٤١٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: ((لَوْ اَنَّ لِابْنِ ادَمَ مِلْءَ وَادٍ مَالًا لَاَحَبَّ اَنْ يَكُوْنَ اِلَيْهِ مِثْلُهٗ وَلَا يَمْلَأُ نَفْسَ ابْنِ ادَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَاللّٰهُ يَتُوْبُ عَلٰى مَنْ تَابَ)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما: فَلَا اَدْرِيْ اَمِنَ الْقُرْاٰنِ هُوَ اَمْ لَا. وَفِيْ رِوَايَةِ زُهَيْرٍ قَالَ: فَلَا اَدْرِيْ اَمِنَ الْقُرْاٰنِ لَمْ يَذْكُرِ ابْنَ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما. [بخاري: ٦٤٣٦، ٦٤٣٧]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ”اگر آدمی کا ایک میدان مال سے بھرا ہو تو بھی چاہے کہ اسی کے برابر اور ہو اور آدمی کا جی کسی چیز سے نہیں بھرتا سوا مٹی کے اور رجوع ہوتا ہے اللہ کا اس پر جو توبہ کرے۔“ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نہیں جانتا کہ یہ قرآن میں سے ہے یا نہیں اور زہیر کی روایت میں یہ ہے کہ میں نہیں جانتا قرآن میں سے ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نام نہیں لیا۔

○ ○ ○ ○

(٢٤١٩) عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: بَعَثَ اَبُوْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيُّ رضي الله عنه اِلٰى قُرَّاءِ

ابوالاسود نے کہا: ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بصرہ کے قاریوں کو بلوا بھیجا اور وہ سب تین سو قاری ان کے پاس آئے اور انہوں نے قرآن پڑھا اور ابو

اَهْلِ الْبَصْرَةِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ ثَلَاثُ مِائَةِ رَجُلٍ قَدْ قَرَءُ وا الْقُرْاٰنَ فَقَالَ: اَنْتُمْ خِيَارُ اَهْلِ الْبَصْرَةِ وَقُرَّاؤُهُمْ فَاتْلُوْهُ وَلَا يَطُوْلَنَّ عَلَيْكُمُ الْاَمَدُ فَتَقْسُوَ قُلُوْبُكُمْ كَمَاقَسَتْ قُلُوْبُ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَاِنَّا كُنَّا نَقْرَأُ سُوْرَةً كُنَّا نُشَبِّهُهَا فِي الطُّوْلِ وَالشِّدَّةِ [بِسُوْرَةِ] بَرَاءَ ةَ فَاُنْسِيْتُهَا غَيْرَ اَنِّيْ قَدْ حَفِظْتُ مِنْهَا: لَوْكَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَّالٍ لَا بْتَغٰى وَادِيًا ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَكُنَّا نَقْرَأُ سُوْرَةً كُنَّا نُشَبِّهُهَا بِاِحْدَى الْمُسَبِّحَاتِ فَاُنْسِيْتُهَا غَيْرَ اَنِّيْ حَفِظْتُ مِنْهَا: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ﴾ [٦١/ الصف: ٢] فَتُكْتَبُ شَهَادَةً فِيْ اَعْنَاقِكُمْ فَتُسْأَلُوْنَ عَنْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ تم بصرہ کے سب لوگوں سے بہتر ہو اور وہاں کے قاری ہو، سو قرآن پڑھتے رہو اور بہت مدت گزر جانے سے سست نہ ہو جاؤ کہ تمہارے دل سخت ہو جائیں جیسے تم سے اگلوں کے دل سخت ہو گئے اور ہم ایک سورت پڑھا کرتے تھے جو طول میں اور سخت وعیدوں میں براءۃ کے برابر تھی پھر میں اسے بھول گیا مگر اتنی بات یاد رہی کہ اگر آدمی کے دو میدان ہوتے ہیں مال کے تب بھی تیسرا ڈھونڈتا رہتا اور آدمی کا پیٹ نہیں بھرتا مگر مٹی سے اور ہم ایک سورت اور پڑھتے تھے اور اس کو مسبحات میں کی ایک سورت کے برابر جانتے تھے میں وہ بھی بھول گیا مگر اس میں سے یہ آیت یاد ہے ”اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ بات جو کرتے نہیں، اور جو بات ایسی کہتے ہو کہ کرتے نہیں وہ تمہاری گردنوں میں لکھ دی جاتی ہے گواہی کے طور پر کہ اس کا سوال ہوگا تم سے قیامت کے دن۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ ان سب حدیثوں میں مذمت ہے دنیا کی حرص کی اور برائی ہے دنیا کے بہت چاہنے کی اور کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

اہل دنیا کافران مطلق اند روز و شب در زق زق و در بق بق اند

اور بشارت ہے حضرت انسان کو کہ بغیر مرے ان کا پیٹ نہیں بھرتا، اگر چہ سونے کی اینٹوں سے ان کا گھر بھر جائے۔

بَابُ فَضْلِ الْقَنَاعَةِ وَالْحَثِّ عَلَيْهَا.

باب: قناعت کی فضیلت اور اس کی ترغیب کا بیان۔

(٢٤٢٠) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ)).

[ابن ماجه: ٤١٣٧]

روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”امیری سامان بہت ہونے سے نہیں ہے بلکہ امیری دل سے ہے۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ یعنی سامانِ دنیا بہت ہے مگر آدمی پر حرص غالب ہے جب بھی امیر نہیں اور دل غنی ہے تو بغیر مال کے بھی بے پرواہ ہے۔

بَابُ التَّحْذِيْرِ مِنَ الْاِغْتِرَارِ بِزِيْنَةِ الدُّنْيَا وَمَا يُبْسَطُ مِنْهَا.

باب: دنیا کی کشادگی اور زینت پر مغرور مت ہو۔

(٢٤٢١) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَخَطَبَ النَّاسَ

ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر لوگوں میں وعظ کہا اور فرمایا: ”اللہ کی قسم! اے لوگو! میں تمہارے لیے کسی اور چیز سے نہیں

فَقَالَ: ((لَا وَاللّٰهِ! مَا اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ! اِلَّا مَا يُخْرِجُ اللّٰهُ لَكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اَيَاْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ فَصَمَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: ((كَيْفَ قُلْتَ؟)) قَالَ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيَاْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْخَيْرَ لَا يَاْتِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ اَوَخَيْرٌ هُوَ اِنَّ كُلَّ مَايُنْبِتُ الرَّبِيْعُ يَقْتُلُ حَبَطًا اَوْ يُلِمُّ اِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ اَكَلَتْ حَتّٰى اِذَا امْتَلَاَتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ ثَلَطَتْ اَوْ بَالَتْ ثُمَّ اجْتَرَّتْ فَعَادَتْ فَاَكَلَتْ فَمَنْ يَاْخُذْ مَالًا بِحَقِّهٖ يُبَارَكْ لَهٗ فِيْهِ وَمَنْ يَاْخُذْ مَالًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ)).

[ابن ماجه:۳۹۹۵]

ڈرتا ہوں مگر اس سے جو اللہ تعالیٰ نکالتا ہے تمہارے لیے دنیا کی زینت۔'' تو ایک شخص نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! کیا خیر کا نتیجہ شر بھی ہوتا ہے؟ (یعنی دنیا کی دولت اور حکومت آنا اور اسلام کی ترقی ہونا تو خیر ہے اس کا نتیجہ برا کیوں کر ہوگا) پھر رسول اللہ ﷺ چپ ہو رہے تھوڑی دیر۔ پھر فرمایا: ''تم نے کیا کہا۔'' (پھر اس کے سوال کو پوچھ لیا کہ کہیں بھول نہ گیا ہو تو مطابقت جواب کی سوال کے ساتھ اس کی سمجھ میں نہ آئے) اس نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا خیر کا نتیجہ شر بھی ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں خیر کا نتیجہ تو خیر ہی ہوتا ہے مگر اتنی بات ہے کہ بہار کے دنوں میں جو سبزہ اگتا ہے (اور اسے تم خیر بھی جانتے ہو) وہ نہیں مارتا ہے ہیضہ سے اور نہ قریب المرگ کرتا ہے مگر ہرا چرنے والے کو کہ وہ کھا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی کوکھیں پھول جاتی ہیں اور سورج کے سامنے ہو کر پتلا ہگنے لگتا ہے یا موتنے لگتا ہے پھر جگالی کرنے لگتا ہے اور پھر چرنے جاتا ہے (یہاں تک کہ اسی لوٹ پوٹ میں مر جاتا ہے) یہی حال اس مال کا ہے کہ جو اس کو حق کے ساتھ لیتا ہے اس کو برکت ہوتی ہے اور جو ناحق طور پر لیتا ہے اس کی مثال ایسی ہی ہوتی ہے کہ کھا جاتا ہے اور پیٹ نہیں بھرتا۔'' (جیسے اس ہری چرنے والے کا)۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۲۴۲۲) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَخْوَفُ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ اللّٰهُ لَكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا)) قَالُوْا: وَمَا زَهْرَةُ الدُّنْيَا؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((بَرَكَاتُ الْاَرْضِ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَهَلْ يَاْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ قَالَ: ((لَا يَاْتِي الْخَيْرُ اِلَّا بِالْخَيْرِ لَا يَاْتِي الْخَيْرُ اِلَّا بِالْخَيْرِ لَا يَاْتِي الْخَيْرُ اِلَّا بِالْخَيْرِ اِنَّ كُلَّ مَا اَنْبَتَ الرَّبِيْعُ يَقْتُلُ اَوْ يُلِمُّ اِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ فَاِنَّهَا تَاْكُلُ حَتّٰى اِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ ثُمَّ اجْتَرَّتْ وَبَالَتْ وَثَلَطَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَاَكَلَتْ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهٗ بِحَقِّهٖ

وہی روایت دوسری سند سے مروی ہوئی اتنی بات زیادہ ہے کہ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا: ''خیر کا نتیجہ خیر ہی ہوتا ہے۔'' اور آخر میں فرمایا: ''جس نے اس کو (یعنی مال کو) حق کی راہ سے لیا اور راہ حق میں رکھا تو کیا خوب مدد اس سے ملتی ہے۔'' (یعنی درجات عالیہ، صدقات و خیرات اور مبرات کے اس کو عنایت ہوتے ہیں)

(باقی مضمون وہی ہے جو اوپر گزرا)۔

وَوَضَعَهُ فِي حَقِّهِ فَنِعْمَ الْمَعُوْنَةُ هُوَ وَمَنْ اَخَذَهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ)).

[بخاري: ٩٢١، ١٤٦٥، ٢٨٤٢، ٦٤٢٧؛ نسائي: ٢٥٨٠]

○ ○ ○ ○

(٢٤٢٣) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَالَ: ((اِنَّ مِمَّا اَخَافُ عَلَيْكُمْ بَعْدِيْ مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا)) فَقَالَ رَجُلٌ: اَوَ يَاْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقِيْلَ [لَهُ]: مَا شَاْنُكَ؟ تُكَلِّمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَلَا يُكَلِّمُكَ ؟ قَالَ وَرَاَيْنَا اَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ فَاَفَاقَ يَمْسَحُ عَنْهُ الرُّحَضَاءَ وَقَالَ: ((اَنّٰى هٰذَا السَّائِلُ)). وَكَاَنَّهُ حَمِدَهُ. فَقَالَ: ((اِنَّهُ لَا يَاْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ وَاِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيْعُ يَقْتُلُ اَوْ يُلِمُّ اِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ فَاِنَّهَا اَكَلَتْ حَتّٰى اِذَا امْتَلَاَتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ رَتَعَتْ وَاِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ وَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ هُوَ لِمَنْ اَعْطٰى مِنْهُ الْمِسْكِيْنَ وَالْيَتِيْمَ وَابْنَ السَّبِيْلِ. اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. وَاِنَّهُ مَنْ يَاْخُذُهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُوْنُ عَلَيْهِ شَهِيْدًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)).

[راجع: ٢٤٢٢]

ابوسعید رضی اللہ عنہ نے وہی روایت بیان کی مگر یہ بات زیادہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھے تھے اور ہم آپ ﷺ کے گرد بیٹھے تھے اور آگے آپ ﷺ نے وہی مضمون فرمایا دنیا کی زینت کا۔ تب ایک شخص نے عرض کی کہ کیا خیر کا نتیجہ شر ہوتا ہے؟ آپ ﷺ چپ ہو رہے۔ لوگوں نے اس شخص سے کہا: تو نے کیوں ایسی بات کہی کہ رسول اللہ ﷺ نے تجھ سے بات نہ کی اور ہم کو خیال ہوا کہ آپ پر وحی اترتی ہے اتنے میں آپ ﷺ نے پسینہ پونچھا اور فرمایا: ”اس سائل نے اچھی بات کہی۔“ پھر آپ نے وہی مثال سبزہ چرنے والی کی بیان کی اور فرمایا: ”یہ مال ہرا ہے، میٹھا ہے، اور بہت اچھا رفیق ہے اس مسلمان کا جو مسکین کو اور یتیم کو اور مسافر کو دے دیا اور کچھ فرمایا اخیر میں یہ فرمایا: ”کہ وہ مال اس پر قیامت کے دن گواہ ہوگا۔“ باقی مضمون وہی ہے جو اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث میں آپ ﷺ نے اپنی امت مرحومہ کو دنیا کی زینت اور کثرت سے ڈرایا اور ان کو ڈرایا جن کو مال حلال ہاتھ آئے اور راہ حق میں خرچ ہو۔ ان ملاعین دنیا کا تو ذکر ہی نہیں جو مال حرام اکٹھا کرتے ہیں اور اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور سائل نے پوچھا کہ خیر کا انجام شر کیونکر ہو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں یہ ٹھیک ہے۔“ مگر دنیا کی زینت خیر حقیقی نہیں بلکہ اس میں بندوں کا امتحان اور فتنہ ہے کہ اس میں مشغول ہو کر ہزاروں، اللہ کو بھول جاتے ہیں اور آپس میں بغض اور نفسانیت پیدا کرتے ہیں پھر اس پر سبزہ کی مثال فرمائی کہ گو بظاہر پانی کا برسنا، سبزہ کا ہونا زندگی کا باعث ہے مگر بد پرہیز جانوروں کیلئے وہی ہلاکت کا سبب ہوتا ہے۔

بَابُ فَضْلِ التَّعَفُّفِ وَالصَّبْرِ.

باب: صبر وقناعت کی فضیلت۔

(٢٤٢٤) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ نَاسًا مِنَ الْاَنْصَارِ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَأَلُوْهُ فَاَعْطَاهُمْ حَتّٰى اِذَا نَفِدَ مَا عِنْدَهُ قَالَ: ((مَايَكُنْ عِنْدِيْ مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَنْ يَّصْبِرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَآ اُعْطِيَ اَحَدٌ مِنْ عَطَاءٍ خَيْرٌ وَّاَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ)). [بخاري: ١٤٦٩، ٦٤٧٠؛ ابوداؤد: ١٦٤٤؛ ترمذي: ٢٠٢٤؛ نسائي: ٢٥٨٧]

ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: انصار کے چند لوگوں نے کچھ مانگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیا۔ انہوں نے پھر مانگا پھر دیا یہاں تک کہ جب تمام ہوگیا جو کچھ آپ کے پاس تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے پاس جو مال ہوتا ہے تو میں تم سے دریغ نہیں کرتا اور جو سوال سے بچے اللہ اسے بچاتا ہے اور جو اپنے دل کو بے پروا رکھے اللہ اس کو بے پروا کر دیتا ہے اور جو صبر کی عادت ڈالے اس پر صبر آسان کر دیتا ہے۔ اور کوئی عطائے الٰہی بہتر اور کشادگی والی صبر سے زیادہ نہیں۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث میں قناعت اور صبر اور تنگی دنیا پر راضی رہنے کی تعلیم اور ترغیب ہے۔

(٢٤٢٥) عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ. [راجع:٢٤٢٤]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابٌ فِي الْكَفَافِ وَالْقَنَاعَةِ.

باب: کفایت شعاری اور قناعت پسندی کا بیان۔

(٢٤٢٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا آتَاهُ)). [ترمذي: ٢٣٤٨؛ ابن ماجه: ٤١٣٨]

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مراد کو پہنچا اور چھٹکارا پایا اس نے جو اسلام لایا اور موافق ضرورت کے رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی روزی پر قناعت دی۔''

○ ○ ○ ○

(٢٤٢٧) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا)). [بخاري: ٦٤٦٠؛ ترمذي: ٢٣٦١؛ ابن ماجه: ٤١٣٩؛ وانظر فى مسلم: ٧٤٤٠، ٧٤٤١، ٧٤٤٢]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ ''یا اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کی روزی موافق ضرورت کے رکھ۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی دنیا کی طوم وتریاق اور ساز وبراق اور حمل اثقال کے تحمل مشاق اور زبردستی کی دھوم دھام اور ہجوم عوام اور ناحق کی زق زق اور اہل معاملات کی بق بق سے محفوظ رکھ اور حدیث سے معلوم ہوا کہ موافق ضرورت کے روٹی ملنا فقر اور غنٰی دونوں سے افضل ہے ((خیر الامور اوسطها)) اور قوت اہل لغت کے نزدیک رمق کو کہتے ہیں اور اس سے دنیا کم رکھنے کی فضیلت ثابت ہوئی اور کفایت کرنیکی قوت لایموت پر۔

بَابُ اِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ وَمَنْ

باب: مؤلفۃ القلوب اور جسے اگر نہ دیا جائے تو اس

يُخَافُ عَلٰى اِيْمَانِهٖ اِنْ لَّمْ يُعْطَ وَاحْتِمَالِ مَنْ سَأَلَ بِجَفَاءٍ بِجَهْلِهٖ وَبَيَانِ الْخَوَارِجِ وَاَحْكَامِهِمْ.

کے ایمان کا خوف ہو اسے دینے اور جو اپنی جہالت کی وجہ سے سختی سے سوال کرے اور خوارج اور ان کے احکامات کا بیان۔

(۲۴۲۸) عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَسْمًا فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَغَيْرُ هٰؤُلَاءِ كَانَ اَحَقَّ بِهٖ مِنْهُمْ قَالَ: ((اِنَّهُمْ خَيَّرُوْنِيْ بَيْنَ اَنْ يَّسْاَلُوْنِيْ بِالْفُحْشِ اَوْيُبَخِّلُوْنِيْ فَلَسْتُ بِبَاخِلٍ)).

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ صدقہ کا مال تقسیم فرمایا اور میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اللہ کی قسم! اللہ اس کے مستحق اور لوگ تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "انہوں نے مجھے مجبور کیا دو باتوں میں کہ یا تو مجھ سے بے حیائی سے مانگیں یا میں ان کے آگے بخیل ٹھہروں۔ سو میں بخل کرنے والا نہیں ہوں۔"

فائدہ: غرض یہ کہ انہوں نے مجھے بہت الحاح سے سوال کیا بہ سبب ضعف ایمان کے اور اگر میں ان کو نہ دیتا تو بخیل کہتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جاہلوں اور سخت دل اور ضعف الایمان لوگوں سے مدارات کرنا ضروری ہے اور اس مصلحت سے ان کو مال دینا روا ہے۔

(۲۴۲۹) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهِ رِدَاءٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ فَاَدْرَكَهٗ اَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهٗ بِرِدَائِهٖ جَبْذَةً شَدِيْدَةً نَظَرْتُ اِلٰى صَفْحَةِ عُنُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ اَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهٖ ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مُرْلِيْ مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَ لَهٗ بِعَطَاءٍ. [بخاری: ۳۱۴۹، ۵۸۰۹، ۶۰۸۸ابن ماجه: ۳۵۵۳]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلا جاتا تھا اور آپ ﷺ نے ایک نجران (شہر کا نام ہے) کی چادر اوڑھی ہوئی تھی جس کا کنارہ موٹا تھا اور آپ کو ایک گاؤں کا آدمی ملا اور آپ کو چادر سمیت کھینچا بہت زور سے کہ میں نے دیکھا آپ ﷺ کی گردن کے موہرے پر چادر کا نشان بن گیا اور اس کا حاشیہ گڑ گیا۔ اس کے زور سے کھینچنے کے سبب سے۔ پھر کہا: اے محمد! حکم کرو میرے لیے اس مال میں سے کچھ دینے کا جو اللہ کا دیا آپ کے پاس ہے۔ سو رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور ہنسے اور حکم کیا اس کو کچھ دینے کا۔



فائدہ: اور اس کی اس گاؤں زوری پر کچھ غصہ نہ فرمایا۔ یہ کمال خلق اور حلم تھا آپ ﷺ کا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جاہلوں کی گستاخیوں اور بے ادبیوں پر حلم و صبر و درگزر کرنا اور ان کے سوءِ ادب کے بدلے میں ان سے احسان کرنا چاہیے اور خوش خلقی سے برتنا چاہیے جیسے آپ ﷺ ہنس دیئے اور اس کو کچھ دلوا بھی دیا اور اس سے ہنسنے کا جواز بھی سمجھا گیا ہے۔

(۲۴۳۰) عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَفِيْ حَدِيْثِ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ مِنَ الزِّيَادَةِ قَالَ: ثُمَّ جَبَذَهٗ اِلَيْهِ جَبْذَةً رَجَعَ

اسحٰق سے بذریعہ انس رضی اللہ عنہ کے وہی روایت مروی ہے اور عکرمہ بن عمار کی روایت میں یہ مضمون زیادہ ہے کہ اس اعرابی نے ایسا گھسیٹا کہ رسول اللہ ﷺ اس اعرابی کے گلے سے لگ گئے اور ہمام کی روایت میں یہ ہے کہ ایسا کھینچا کہ چادر مبارک پھٹ گئی اور کنارہ اس

نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فِي نَحْرِ الْاَعْرَابِيِّ وَفِي حَدِيْثِ هَمَّامٍ: فَجَاذَبَهُ حَتّٰى انْشَقَّ الْبُرْدُ وَحَتّٰى بَقِيَتْ حَاشِيَتُهُ فِي عُنُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

کا رسول اللہ ﷺ کے گلے میں رہ گیا۔ باقی مضمون وہی ہے جو اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

(٢٤٣١) عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ قَالَ: قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ: يَا بُنَيَّ! انْطَلِقْ بِنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ قَالَ: ادْخُلْ فَادْعُهُ لِيْ قَالَ: فَدَعَوْتُهُ لَهُ فَخَرَجَ اِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِّنْهَا فَقَالَ: ((خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ)) قَالَ: فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَقَالَ: ((رَضِيَ مَخْرَمَةُ)).

[بخاری: ٢٥٩٩، ٢٦٥٧، ٣١٢٧، ٥٨٠٠، ٦١٣٢؛ ابوداؤد: ٤٠٢٨؛ ترمذی: ٢٨١٨؛ نسائی: ٥٣٣٩]

مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تقسیم کیں رسول اللہ ﷺ نے قبائیں اور مخرمہ کو کوئی نہ دی، تب مخرمہ نے کہا: اے میرے بیٹے! میرے ساتھ چلو رسول اللہ ﷺ تک۔ سو میں ان کے ساتھ گیا اور انہوں نے کہا: تم گھر میں جا کر انہیں بلاؤ میں نے حضور کو بلایا۔ آپ ﷺ نکلے اس میں کی ایک قبا اوڑھی اور فرمایا: ''یہ میں نے تمہارے واسطے رکھ چھوڑی تھی۔'' اور پھر آپ ﷺ نے مخرمہ کو دیکھا اور فرمایا: ''مخرمہ خوش ہو گئے۔''

○ ○ ○ ○

(٢٤٣٢) عَنِ الْمِسْوَرِبْنِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ اَقْبِيَةٌ فَقَالَ لِيْ اَبِيْ مَخْرَمَةُ: انْطَلِقْ بِنَا عَلَيْهِ عَسٰى اَنْ يُّعْطِيَنَا مِنْهَا شَيْئًا قَالَ: فَقَامَ اَبِيْ عَلَى الْبَابِ فَتَكَلَّمَ فَعَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ صَوْتَهُ فَخَرَجَ وَمَعَهُ قَبَاءٌ وَهُوَ يُرِيْهِ مَحَاسِنَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ)).

[راجع: ٢٤٣١]

مسور رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ کے پاس کچھ قبائیں آئیں اور مجھ سے میرے باپ مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے میرے بیٹے! میرے ساتھ چلو شاید ہم کو بھی اس میں سے کچھ دیں غرض میرے باپ دروازے پر کھڑے رہے اور بات کی اور حضور ﷺ نے ان کی آواز پہچانی اور نکلے اور آپ کے پاس ایک قبا تھی اور آپ ﷺ اس کے پھول بوٹوں کی طرف نظر کرتے تھے اور فرماتے تھے: ''یہ میں نے تمہارے لیے اٹھا رکھی تھی۔ یہ میں نے تمہارے لیے اٹھا رکھی تھی۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس میں سخاوت و جود اور بذل و عطا رسول اللہ ﷺ کی معلوم ہوتی ہے اور اپنے یاروں کا خیال رکھنا اور ان کی دل جوئی اور مدارات کرنا۔

بَابُ اِعْطَاءِ مَنْ يُّخَافُ عَلٰى اِيْمَانِهٖ.

باب: ضعیف الایمان لوگوں کو دینے کا بیان۔

(٢٤٣٣) عَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ اَعْطٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَهْطًا وَاَنَا جَالِسٌ فِيْهِمْ قَالَ: فَتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُمْ رَجُلًا لَمْ يُعْطِهٖ وَهُوَ

سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے چند لوگوں کو کچھ مال دیا اور میں بھی ان میں بیٹھا تھا اور آپ ﷺ نے ایک شخص کو چھوڑ دیا جو میرے نزدیک ان سب سے اچھا تھا' سو میں رسول اللہ ﷺ کے آگے کھڑا ہوا

اَعْجَبُهُمْ اِلَيَّ فَقُمْتُ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ: [يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!] مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ وَاللّٰهِ! اِنِّيْ لَاَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ: ((اَوْ مُسْلِمًا)) فَسَكَتُّ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا اَعْلَمُ مِنْهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ! اِنِّيْ لَاَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ: ((اَوْ مُسْلِمًا)) فَسَكَتُّ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا اَعْلَمُ فِيْهِ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ! اِنِّيْ لَاَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ: ((اَوْمُسْلِمًا)) قَالَ: ((اِنِّيْ لَاُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ اَنْ يُكَبَّ فِي النَّارِ عَلٰى وَجْهِهِ)) وَفِيْ حَدِيْثِ الْحُلْوَانِيِّ: تَكْرَارُ الْقَوْلِ مَرَّتَيْنِ

[راجع: ۱۵۰]

اور عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! میں اس کو مؤمن سمجھتا ہوں' آپ ﷺ اس کو کیوں نہیں دیتے' میں اسے اللہ کی قسم! مؤمن جانتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''شاید مسلم ہو۔'' پھر میں تھوڑی دیر چپ رہا اور پھر اس کی خوبی نے جو مجھے معلوم تھی غلبہ کیا اور میں نے پھر عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ اسے کیوں نہیں دیتے' اس کو اللہ کی قسم! میں مؤمن جانتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''شاید مسلم ہو۔'' پھر میں چپ ہو رہا اور پھر اس کی خوبی نے جو مجھے معلوم تھی مجھ پر غلبہ کیا اور میں نے پھر عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ اسے کیوں نہیں دیتے' اللہ کی قسم! میں اسے مؤمن جانتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''شاید مسلم ہو۔'' پھر تیسری بار میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ میں اکثر ایک کو دیتا ہوں اور دوسرا میرے نزدیک اس سے اچھا ہوتا ہے اس خیال سے کہ اگر میں اسے نہ دونگا تو یہ اوندھے منہ دوزخ میں چلا جائے گا۔'' اور حلوانی کی روایت میں وہ قول جو تین بار مروی ہوا دو ہی بار ہے۔

فائدہ: اس میں صاف تصریح ہے کہ ضعیف الایمان لوگوں کو اس لیے دیتا ہوں کہ وہ تکلیف پا کر ایمان سے پھر نہ جائیں اور حالانکہ کامل الایمان موجود ہوتے ہیں کہ وہ ہرگز تکلیف کے خوف سے دین سے پھرنے والے نہیں اور انہیں کو مؤلفۃ القلوب کہتے ہیں۔

(٢٤٣٤) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَلٰى مَعْنٰى حَدِيْثِ صَالِحٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

[راجع: ۲۴۳۳]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٤٣٥) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ يُحَدِّثُ هٰذَا ـ يَعْنِيْ حَدِيْثَ الزُّهْرِيِّ الَّذِيْ ذَكَرْنَا۔ فَقَالَ فِيْ حَدِيْثِهِ: فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ بَيْنَ عُنُقِيْ وَكَتِفِيْ ثُمَّ قَالَ: ((اَقِتَالًا؟ اَيْ سَعْدُ! اِنِّيْ لَاُعْطِي الرَّجُلَ)).

[راجع: ۳۸۱]

محمد بن سعد رضی اللہ عنہ سے یہی روایت زہری کی مروی ہوئی۔ اس میں اتنی بات زیادہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میری گردن اور شانے کے بیچ میں ہاتھ مارا اور فرمایا: ''کیا لڑتے ہو اے سعد!۔'' پھر آگے وہی بات فرمائی (یہ آپ ﷺ نے محبت سے فرمایا کہ کیا تم ہم سے لڑتے ہو حالانکہ ان کی کیا مجال تھی جو حضور ﷺ سے لڑتے)۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ عَلَى الْاِسْلَامِ وَتَصَبُّرِ مَنْ قَوِيَ اِيْمَانُهُ.

باب: قوی الایمان لوگوں کو صبر کی تلقین۔

(٢٤٣٦) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ نَاسًا مِنَ الْاَنْصَارِ قَالُوْا يَوْمَ حُنَيْنٍ حِيْنَ اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ﷺ مِنْ اَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا اَفَاءَ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِيْ رِجَالًا مِّنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنَ الْاِبِلِ فَقَالُوْا: يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِيْ قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَاءِ هِمْ. قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: فَحُدِّثَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ قَوْلِهِمْ فَاَرْسَلَ اِلَى الْاَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ مِنْ اَدَمٍ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَاءَ هُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكُمْ؟)) فَقَالَ لَهٗ: فُقَهَاءُ الْاَنْصَارِ اَمَّا ذَوُوْ رَأْيِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَلَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا وَاَمَّا اُنَاسٌ مِّنَّا حَدِيْثَةٌ اَسْنَانُهُمْ قَالُوْا: يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهٖ ﷺ يُعْطِيْ قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَاءِ هِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَاِنِّيْ اُعْطِيْ رِجَالًا حَدِيْثِيْ عَهْدٍ بِكُفْرٍ اَتَاَلَّفُهُمْ اَفَلَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالْاَمْوَالِ وَتَرْجِعُوْنَ اِلٰى رِحَالِكُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَوَاللّٰهِ! لَمَا تَنْقَلِبُوْنَ بِهٖ خَيْرٌ مِّمَّا يَنْقَلِبُوْنَ بِهٖ)) فَقَالُوْا: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ رَضِيْنَا قَالَ: ((فَاِنَّكُمْ سَتَجِدُوْنَ اَثَرَةً شَدِيْدَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنِّيْ عَلَى الْحَوْضِ)) قَالُوْا: سَنَصْبِرُ.

[بخاری: ٥٨٦٠]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: انصار کے چند لوگوں نے حنین کے دن کہا، جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اموال ہوازن میں سے کچھ مال بغیر لڑے بھڑے دلوا دیا اور رسول اللہ ﷺ نے چند آدمیوں کو قریش میں سے سو اونٹ دیئے تو انصار کے لوگ کہنے لگے: اللہ اپنے رسول کو بخشے کہ وہ قریش کو دیتے ہیں ہمیں چھوڑ کر اور ہماری تلواریں ابھی تک قریش کا خون ٹپکا رہی ہیں۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کی خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی اور آپ ﷺ نے انصار کو بلا بھیجا اور ان کو ایک چمڑے کے خیمے میں جمع کیا پھر جب سب جمع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ''یہ کیا بات ہے جو تمہاری طرف سے مجھے پہنچی ہے؟'' تب ان میں سے سمجھ دار لوگوں نے کہا کہ جو ہم میں فہمیدہ لوگ ہیں یا رسول اللہ ﷺ! انہوں نے تو کچھ بھی نہیں کہا اور بعض کم سن لوگ ہم میں سے بولے کہ اللہ بخشے رسول اللہ ﷺ کو کہ قریش کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے اور ہماری تلواریں ان کے خون ابھی تک ٹپکا رہی ہیں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں بعض ایسے لوگوں کو دیتا ہوں جو ابھی کافر تھے ان کا دل خوش کرنے کو اور تم لوگ خوش نہیں ہوتے اس سے کہ لوگ تو مال لے کر اپنے گھر چلے جائیں اور تم اللہ کے رسول کو لے کر اپنے گھر جاؤ۔ سو البتہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی تم جو لے کر گھر جاؤ گے وہ اس سے بہتر ہے جو وہ لے کر گھر جائیں گے۔'' (البتہ رسول اللہ ﷺ کا دامن ساری دنیا سے بہتر ہے) پھر سب انصار نے کہا: ہاں یا رسول اللہ ﷺ! ہم راضی ہوئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''آگے تم پر بہت لوگ مقدم کیے جائیں گے۔ (یعنی تمہیں چھوڑ کر اوروں کو دیں گے) تو تم صبر کرنا یہاں تک کہ ملاقات کرو تم اللہ سے اور اس کے رسول سے کہ میں حوض (کوثر) پر ہوں گا۔'' انہوں نے کہا: اب ہم صبر کریں گے۔ (بعون اللہ و قوتہ).



فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ اس حدیث میں یہ تصریح نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو خمس (یعنی پانچواں حصہ) نکالنے کے قبل دیا یا اس کو خمس میں نہیں گنا اور باقی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے ان کو خمس میں سے دیا ہے اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کو خمس کا اختیار ہے کہ جس طرح چاہے خرچ کرے اور جن کو چاہے اس میں سے زیادہ دے یا ایک شخص کو اس میں سے بہت کچھ دے دے اور اسی طرح امام کو اختیار ہے کہ خمس کو مصالح مؤمنین میں خرچ کرے اور چاہے تو کسی مالدار کو بہت کچھ دے دے، (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) کسی مصلحت کی نظر سے اور حضور ﷺ نے انصار سے فرمایا کہ آگے جو حکام ہوں گے وہ تم کو چھوڑ کر اوروں کے تئیں اموال دنیاوی دیا کریں گے، سوتم کو ضروری ہے کہ نعمائے اخروی پر نظر رکھو اور مجھ سے حوض کوثر پر ملنے کا خیال باندھے رہو اور ابھی سے صبر کی عادت ڈالو۔

(٢٤٣٧) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: لَمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مَا اَفَاءَ مِنْ اَمْوَالِ هَوَازِنَ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ قَالَ اَنَسٌ: فَلَمْ نَصْبِرْ وَقَالَ: فَاَمَّا اُنَاسٌ حَدِيْثَةٌ اَسْنَانُهُمْ. [بخاری: ٧٤٤١]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے وہی روایت دوسری سند سے مروی ہوئی اسی روایت کی مثل جو گزری اس میں اتنا زیادہ ہے کہ انس نے کہا: پھر ہم لوگ صبر نہ کر سکے اور اناسٌ منا میں منا کا لفظ نہیں کہا باقی مضمون وہی ہے کہا مسلم نے اور روایت کی ہم سے زہیر بن حرب نے، ان سے یعقوب نے، ان سے ابن شہاب کے بھتیجے نے، ان سے ان کے چچا نے، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اور روایت کی حدیث مثل اس کی (جو گزری) اور اس میں بھی ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر ہم صبر نہ کر سکے جیسے روایت یونس کی ہے زہری سے (جو اس کے اوپر گزری)۔



(٢٤٣٨) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِهٖ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ: قَالَ اَنَسٌ: قَالُوْا: نَصْبِرُ كَرِوَايَةِ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اس میں انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ انہوں نے کہا: ہم صبر کریں گے۔



(٢٤٣٩) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْاَنْصَارَ فَقَالَ: ((اَفِيْكُمْ اَحَدٌ مِنْ غَيْرِكُمْ)) فَقَالُوْا: لَا اِلَّا ابْنُ اُخْتٍ لَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ ابْنَ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ)) فَقَالَ: ((اِنَّ قُرَيْشًا حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَمُصِيْبَةٍ وَاِنِّيْ اَرَدْتُّ اَنْ اَجْبُرَهُمْ وَاَتَاَلَّفَهُمْ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى بُيُوْتِكُمْ؟ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَ الْاَنْصَارُ شِعْبًا لَسَلَكْتُ شِعْبَ الْاَنْصَارِ)). [بخاری: ٣٥٢٨، ٦٧٦٢، ٣١٤٦، ٤٣٣٤، ٦٧٦١؛ ترمذی: ٣٩٠١؛ نسائی: ٢٦١٠]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کو ایک جگہ جمع کیا اور فرمایا: ”تم میں کوئی غیر ہے؟“ انہوں نے کہا: نہیں مگر ایک ہماری بہن کا لڑکا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بہن کا لڑکا قوم میں داخل ہے۔“ پھر فرمایا: ”قریش نے ابھی جاہلیت کو چھوڑا ہے اور ابھی مصیبت سے نجات پائی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ان کی فریاد رسی کروں اور ان کی دلجوئی کروں اور کیا تم خوش نہیں ہوتے ہو کہ لوگ دنیا لے کر چلے جائیں اور تم اللہ کے رسول کو لے کر اپنے گھر جاؤ (باقی رہی میری محبت اور رفاقت تمہارے ساتھ وہ تو ایسی ہے) کہ اگر سب لوگ ایک میدان کی راہ لیں اور انصار ایک گھاٹی کی (جو دو پہاڑوں کے بیچ میں ہو) تو میں انصار ہی کی گھاٹی میں جاؤں۔“ (اور ان کا ساتھ کبھی نہ چھوڑوں)۔



فائدہ: اس حدیث میں فضیلت انصار کی اور محبت رسول اللہ ﷺ کی ان کے ساتھ معلوم ہوئی۔

(٢٤٤٠) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: لَمَّا فُتِحَتْ مَكَّةُ قُسِمَ الْغَنَائِمُ فِيْ قُرَيْشٍ فَقَالَتِ

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: جب مکہ فتح ہوا تو غنیمت قریش میں بانٹی گئی اور انصار نے کہا: یہ بڑی تعجب کی بات ہے کہ ہماری تو تلواریں خون بہائیں اور

الْاَنْصَارُ اِنَّ هٰذَالَهُوَ الْعَجَبُ اِنَّ سُيُوْفَنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ وَاِنَّ غَنَائِمَنَا تُرَدُّ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَجَمَعَهُمْ فَقَالَ: ((مَا الَّذِيْ بَلَغَنِيْ عَنْكُمْ؟)) قَالُوْا: هُوَ الَّذِيْ بَلَغَكَ وَكَانُوْا لَا يَكْذِبُوْنَ قَالَ: ((اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا اِلٰى بُيُوْتِهِمْ وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى بُيُوْتِكُمْ؟ لَوْسَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا اَوْشِعْبًا وَسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ وَادِيًا اَوْشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ اَوْشِعْبَ الْاَنْصَارِ)). [راجع: ٣٧٧٨، ٤٣٣٢]

غنیمت یہ لوگ لے جائیں اور یہ خبر حضور کو پہنچی سو آپ ﷺ نے ان کو اکٹھا کیا اور فرمایا: ''یہ کیا بات ہے جو مجھے تم سے پہنچی ہے؟'' انہوں نے عرض کی کہ ہاں وہی بات ہے جو آپ ﷺ کو پہنچی اور وہ لوگ کبھی جھوٹ نہیں بولتے تھے تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم کو خوشی نہیں ہوتی کہ اور لوگ دنیا لے کر اپنے گھر جائیں اور تم اللہ کے رسول کو لے کر اپنے گھر جاؤ اور میرا حال تو یہ ہے کہ اگر یہ لوگ ایک میدان کی راہ لیں یا گھاٹی کی اور انصار ایک وادی یا گھاٹی کی تو میں انصار کی وادی میں چلوں یا انہی کی گھاٹی میں۔''

○ ○ ○ ○

(٢٤٤١) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ اَقْبَلَتْ هَوَازِنُ وَغَطْفَانُ [وَغَيْرُهُمْ] بِذَرَارِيِّهِمْ وَنَعَمِهِمْ وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَئِذٍ عَشْرَةُ آلَافٍ وَمَعَهُ الطُّلَقَاءُ فَاَدْبَرُوْا عَنْهُ حَتّٰى بَقِيَ وَحْدَهُ قَالَ: فَنَادٰى يَوْمَئِذٍ نِدَاءَيْنِ لَمْ يَخْلِطْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا قَالَ: الْتَفَتَ عَنْ يَمِيْنِهِ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ!)) فَقَالُوْا: لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ قَالَ: ثُمَّ الْتَفَتَ عَنْ يَسَارِهِ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ؟)) قَالُوْا: لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ قَالَ: وَهُوَ عَلٰى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ فَنَزَلَ فَقَالَ: ((اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُوْنَ)) وَاَصَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَنَائِمَ كَثِيْرَةً فَقَسَمَ فِي الْمُهَاجِرِيْنَ وَالطُّلَقَاءِ وَلَمْ يُعْطِ الْاَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ: اِذَا كَانَتِ الشِّدَّةُ فَنَحْنُ نُدْعٰى وَتُعْطَى الْغَنَائِمُ غَيْرَنَا فَبَلَغَهُ ذٰلِكَ فَجَمَعَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ! مَاحَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكُمْ))

انس ﷺ نے کہا: جب حنین کا دن ہوا ہوازن اور غطفان اور قبیلوں کے لوگ اپنی اولاد اور جانوروں کو لے کر آئے نبی ﷺ کے ساتھ دس ہزار غازی تھے اور مکہ کے لوگ بھی جن کو طلقاء کہتے ہیں پھر یہ سب ایک بار پیٹھ دے دیئے یہاں تک کہ حضور ﷺ اکیلے رہ گئے اور اس دن دو آوازیں دیں کہ ان کے بیچ میں کچھ نہیں کہا پہلے داہنی طرف منہ کیا اور پکارا: ''اے انصار کے گروہ!'' تو انصار نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہیں اے اللہ کے رسول! آپ خوش ہوں کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے بائیں طرف منہ کیا اور پکارا ''اے گروہ انصار کے!'' تو انہوں نے پھر جواب دیا اور کہا کہ ہم حاضر ہیں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ خوش ہوں کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ ہیں اور آپ ﷺ ایک سفید خچر پر سوار تھے۔ اس سے اتر پڑے اور فرمایا: ''میں اللہ کا بندہ ہوں (مقام بندگی سے بڑھ کر کوئی فخر کا مقام نہیں، شیخ اکبر نے اس کی خوب تصریح کی ہے کہ مقام عبدیت خاص ہے انبیا کے واسطے اور کسی کو اس مقام میں مشارکت نہیں۔ سبحان اللہ! اللہ کا بندہ ہونا کتنی بڑی نعمت ہے کیا خوب کہا ہے ایک شاعر نے۔

داغ غلامیت کز و پایہ خسرو بلند
صدر ولایت شود بندہ کہ سلطان خرید)

اور اس کا رسول' اور شکست کھا گئے مشرک لوگ۔'' اور آنحضرت ﷺ کو

فَسَكَتُوْا فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَذْهَبُوْنَ بِمُحَمَّدٍ تَحُوْزُوْنَهُ إِلَى بُيُوْتِكُمْ)) قَالُوْا: بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! رَضِيْنَا قَالَ: فَقَالَ: ((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَأَخَذْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ)) قَالَ هِشَامٌ: فَقُلْتُ: يَا أَبَا حَمْزَةَ! أَنْتَ شَاهِدٌ ذَاكَ؟ قَالَ: وَأَيْنَ أَغِيْبُ عَنْهُ؟

[بخاري: ٤٣٣٣]

بہت لوٹ کا مال ہاتھ آیا اور آپ ﷺ نے اس کو مہاجرین میں تقسیم کر دیا اور مکہ کے لوگوں میں اور انصار کو اس میں سے کچھ نہ دیا۔ تب انصار نے کہا کہ کٹھن گھڑی میں تو ہم بلائے جاتے ہیں اور لوٹ کا مال اوروں کو دیا جاتا ہے اور آپ ﷺ کو یہ خبر لگی سو آپ ﷺ نے ان کو ایک خیمہ میں اکٹھا کیا اور فرمایا: ''اے انصار کے گروہ! یہ کیا بات ہے جو مجھ کو تم سے پہنچی ہے۔'' تب وہ چپ ہو رہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے انصار کے گروہ! کیا تم خوش نہیں ہوتے ہو اس پر کہ لوگ دنیا لے کر چلے جائیں گے اور تم محمد ﷺ کو لے جا کر اپنے گھر میں محفوظ رکھ لو۔'' انہوں نے کہا: بیشک اے اللہ کے رسول! ہم راضی ہو گئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگ ایک گھاٹی میں چلیں اور انصار دوسری میں تو میں انصار کی گھاٹی کی راہ لوں۔'' ہشام نے کہا: میں نے کہا: اے ابوحمزہ! تم اس وقت حاضر تھے؟ انہوں نے کہا: میں آپ ﷺ کو چھوڑ کر کہاں جاتا؟



(٢٤٤٢) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: افْتَتَحْنَا مَكَّةَ ثُمَّ إِنَّا غَزَوْنَا حُنَيْنًا فَجَاءَ الْمُشْرِكُوْنَ بِأَحْسَنِ صُفُوْفٍ رَأَيْتُ قَالَ: فَصُفَّتِ الْخَيْلُ ثُمَّ صُفَّتِ الْمُقَاتِلَةُ ثُمَّ صُفَّتِ النِّسَاءُ مِنْ وَرَاءِ ذٰلِكَ ثُمَّ صُفَّتِ الْغَنَمُ ثُمَّ صُفَّتِ النَّعَمُ قَالَ: وَنَحْنُ بَشَرٌ كَثِيْرٌ قَدْ بَلَغْنَا سِتَّةَ آلَافٍ وَعَلَى مُجَنِّبَةِ خَيْلِنَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ: فَجَعَلَتْ خَيْلُنَا تَلْوِي خَلْفَ ظُهُوْرِنَا فَلَمْ نَلْبَثْ أَنِ انْكَشَفَتْ خَيْلُنَا وَفَرَّتِ الْأَعْرَابُ وَمَنْ نَعْلَمُ مِنَ النَّاسِ قَالَ: فَنَادَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَالَ الْمُهَاجِرِيْنَ! يَالَ الْمُهَاجِرِيْنَ!)) ثُمَّ قَالَ: ((يَالَ الْأَنْصَارِ! يَالَ الْأَنْصَارِ!)) قَالَ قَالَ أَنَسٌ: هٰذَا حَدِيْثُ عِمِّيَّةٍ قَالَ: قُلْنَا: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَايْمُ اللّٰهِ مَا أَتَيْنَاهُمْ حَتّٰى هَزَمَهُمُ اللّٰهُ قَالَ: فَقَبَضْنَا ذٰلِكَ الْمَالَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے مکہ فتح کیا (بعونہ تعالیٰ) پھر جہاد کیا حنین پر اور مشرک خوب صفیں باندھ کر آئے جو میں نے دیکھیں اور پہلے گھوڑوں نے صف باندھی (یعنی سواروں نے) پھر لڑنے والے لوگوں نے، پھر عورتوں نے، ان کے پیچھے پھر صف باندھی بکریوں نے، پھر چارپایوں نے اور ہم بہت لوگ تھے کہ پہنچ گئے تھے چھ ہزار کو (اور یہ راوی کی غلطی ہے حقیقت میں اس دن بارہ ہزار آدمی تھے جیسا اوپر کی روایت میں گزرا) اور ہماری ایک جانب کے سواروں پر خالد بن ولید رسالدار تھے اور ایک بارگی ہمارے گھوڑے پیٹھ کی طرف جھکنے لگے اور ہم نہ ٹھہرے یہاں تک کہ ننگے ہوئے گھوڑے ہمارے اور گاؤں کے لوگ بھاگنے لگے اور جن لوگوں کو میں جانتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ نے پکارا کہ ''ہاں اے مہاجرین!'' ہاں اے مہاجرین! پھر پکارا کہ ''اے انصار! اے انصار!'' اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ حدیث ایک جماعت کی ہے یا کہا: یہ حدیث میرے چچاؤں کی ہے پھر ہم نے کہا: حاضر ہیں ہم اے اللہ کے رسول پھر رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے اللہ کی قسم! کہ ہم پہنچے نہیں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دی اور ہم نے ان سب کا مال لے لیا پھر ہم طائف کی طرف

ثُمَّ انْطَلَقْنَا اِلَى الطَّائِفِ فَحَاصَرْنَاهُمْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ رَجَعْنَا اِلٰى مَكَّةَ فَنَزَلْنَا قَالَ: فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِى الرَّجُلَ الْمِائَةَ مِنَ الْاِبِلِ ثُمَّ ذَكَرَ بَاقِيَ الْحَدِيْثِ كَنَحْوِ حَدِيْثِ قَتَادَةَ وَاَبِى التَّيَّاحِ وَهِشَامِ بْنِ زَيْدٍ.

چلے اور ان کو چالیس روز تک گھیرا پھر مکہ لوٹ آئے اور نزول فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اور ایک ایک کو سو سو اونٹ عطا فرمانے لگے پھر آگے باقی حدیث ذکر کی جیسے روایت قتادہ اور ابو التیاح اور ہشام بن زید کی اوپر گزری۔



(٢٤٤٣) عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ ﷺ قَالَ: اَعْطٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ وَصَفْوَانَ بْنَ اُمَيَّةَ وَعُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ وَالْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ كُلَّ اِنْسَانٍ مِنْهُمْ مِائَةً مِنَ الْاِبِلِ وَاَعْطٰى عَبَّاسَ بْنَ مِرْدَاسٍ دُوْنَ ذٰلِكَ فَقَالَ عَبَّاسُ بْنُ مِرْدَاسٍ.

اَتَجْعَلُ نَهْبِىْ وَنَهْبَ الْعُبَيْدِ
بَيْنَ عُيَيْنَةَ وَالْاَقْرَعِ؟
فَمَا كَانَ بَدْرٌ وَّلَا حَابِسٌ
يَفُوْقَانِ مِرْدَاسَ فِى الْمَجْمَعِ
وَمَا كُنْتُ دُوْنَ امْرِئٍ مِنْهُمَا
وَمَنْ يُخْفَضِ الْيَوْمَ لَا يُرْفَعِ

قَالَ: فَاَتَمَّ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِائَةً.

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان اور صفوان اور عیینہ اور اقرع ان سب کو سو سو اونٹ دیئے اور عباس بن مرداس کو کچھ کم دیئے تو عباس نے یہ اشعار کہے۔ جو اوپر مذکور ہوئے تب آپ ﷺ نے ان کے سو اونٹ پورے کر دیئے۔

ترجمہ اشعار: آپ میرا اور میرے گھوڑے کا حصہ جس کا نام عبید تھا عیینہ اور اقرع کے بیچ میں مقرر فرماتے ہیں حالانکہ عیینہ اور اقرع دونوں مرداس سے یعنی مجھ سے کسی مجمع میں بڑھ نہیں سکتے اور میں ان دونوں سے کچھ کم نہیں ہوں اور آج جس کی بات نیچے ہو گئی وہ پھر اوپر نہ ہوئی۔

تب آپ ﷺ نے سو اونٹ پورے کر دیئے۔



(٢٤٤٤) عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فَاَعْطٰى اَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ مِائَةً مِنَ الْاِبِلِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِهٖ وَزَادَ وَاَعْطٰى عَلْقَمَةَ بْنَ عُلَاثَةَ مِائَةً. [راجع: ٢٤٤٣]

عمر بن سعید بن مسروق نے دوسری اسناد سے یہی روایت کی کہ نبی ﷺ نے غنائم حنین تقسیم کیے اور ابوسفیان کو سو اونٹ دیئے اور حدیث بیان کی مانند اس کی اور اتنی بات زیادہ بیان کی کہ علقمہ بن علاثہ کو سو دیئے۔



(٢٤٤٥) عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِى الْحَدِيْثِ عَلْقَمَةَ بْنَ عُلَاثَةَ وَلَا صَفْوَانَ بْنَ اُمَيَّةَ وَلَمْ يَذْكُرِ الشِّعْرَ فِىْ حَدِيْثِهٖ. [راجع: ٢٤٤٣]

عمر بن سعید سے اس سند سے یہی روایت مروی ہوئی اور اس میں علقمہ بن علاثہ اور صفوان بن امیہ کا ذکر نہیں نہ شعروں کا۔



(٢٤٤٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ ﷺ اَنَّ

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حنین فتح کیا اور

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا فَتَحَ حُنَيْنًا قَسَمَ الْغَنَائِمَ فَاَعْطَى الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ فَبَلَغَهُ اَنَّ الْاَنْصَارَ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُصِيْبُوْا مَا اَصَابَ النَّاسُ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَخَطَبَهُمْ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَلَمْ اَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ بِيْ وَعَالَةً فَاَغْنَاكُمُ اللّٰهُ بِيْ وَمُتَفَرِّقِيْنَ فَجَمَعَكُمُ اللّٰهُ بِيْ)) وَيَقُوْلُوْنَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَمَنُّ فَقَالَ: ((اَلَا تُجِيْبُوْنِيْ؟)) فَقَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَمَنُّ فَقَالَ: ((اَمَا اِنَّكُمْ لَوْ شِئْتُمْ اَنْ تَقُوْلُوْا كَذَا وَكَذَا وَكَانَ مِنَ الْاَمْرِ كَذَا [وَكَذَا])). لِاَشْيَاءَ عَدَّدَهَا زَعَمَ عَمْرٌو وَاَنْ لَا يَحْفَظُهَا فَقَالَ: ((اَلَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاءِ وَالْاِبِلِ وَتَذْهَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى رِحَالِكُمُ الْاَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَاً مِنَ الْاَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ وَشِعْبَهُمْ اِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ)).

[بخاري: ٤٣٣٠، ٧٢٤٥]

غنیمت تقسیم کی اور مؤلفۃ القلوب کو مال دیا تو آپ ﷺ کو خبر لگی کہ انصار چاہتے ہیں کہ جیسا اور لوگوں کو حصہ ملا ہے ویسا ہی ہم کو بھی ملے تب رسول اللہ ﷺ نے خطبہ پڑھا اور اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا: ”اے انصار کے گروہ! کیا میں نے تم کو گمراہ نہیں پایا پھر اللہ نے تم کو ہدایت کی میرے سبب سے اور کیا میں نے محتاج نہیں پایا تم کو پھر اللہ نے میرے سبب سے تم کو امیر کیا اور کیا میں نے تم کو متفرق نہیں پایا پھر اللہ نے اکٹھا کر دیا تم کو۔“ (انصار میں دو قبیلے بہت بڑے تھے ایک اوس، دوسرے خزرج ان میں سو برس سے برابر لڑائی چلی آتی تھی حضور ﷺ کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے اسے دور کیا) اور وہ کہتے تھے: اللہ اور رسول ﷺ کا ان پر بہت احسان ہے (یعنی جو آپ نے کیا وہی حق ہے ہم اس پر راضی ہیں)۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: ”تم مجھے جواب نہیں دیتے۔“ انہوں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر بہت ہی احسان ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم چاہو کہ ایسا ایسا کہو اور کام ایسا ایسا ہو۔“ کئی چیزوں کا آپ نے ذکر کیا کہ عمرو کہتے ہیں: میں انہیں بھول گیا (تو یہ نہیں ہو سکتا) پھر فرمایا: ”تم اس سے خوش نہیں ہوتے کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر اپنے گھر جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو لے کر اپنے گھر جاؤ۔“ پھر فرمایا: ”انصار استر ہیں (یعنی بدن سے ہمارے لگے ہوئے ہیں جیسے استر لگا ہوتا ہے) اور باقی لوگ ابرہ ہیں (یعنی بہ نسبت انصار کے ہم سے دور ہیں جیسے ابرہ بدن سے دور ہوتا ہے) اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ایک آدمی ہوتا اور اگر لوگ ایک میدان اور گھاٹی میں جائیں تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی میں جاؤں اور میرے بعد لوگ تم کو پیچھے ڈالیں گے (یعنی تم کو نہ دے کر اوروں کو دیں گے) تو تم صبر کرنا یہاں تک کہ ملنا مجھ سے حوض پر۔“

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(٢٤٤٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ آثَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَاسًا فِي الْقِسْمَةِ فَاَعْطَى الْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةً مِنَ الْاِبِلِ وَاَعْطٰى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَاَعْطٰى نَاسًا مِنْ اَشْرَافِ الْعَرَبِ وَاٰثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب حنین کا دن ہوا رسول اللہ ﷺ نے چند لوگوں کو غنیمت کا مال زیادہ دیا چنانچہ اقرع بن حابس کو سو اونٹ دیے اور عیینہ کو بھی ایسے ہی اور چند آدمیوں کو سرداران عرب سے ایسا ہی کچھ دیا اور لوگوں سے ان کو مقدم کیا تقسیم میں۔ سو ایک شخص نے کہا: اللہ کی قسم! یہ تقسیم ایسی ہے کہ اس میں عدل نہیں ہے اور اس میں اللہ کی رضامندی

الْقِسْمَةِ فَقَالَ رَجُلٌ: وَاللّٰهِ! إِنَّ هٰذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا عُدِلَ فِيهَا وَمَا أُرِيدَ فِيهَا وَجْهُ اللّٰهِ قَالَ فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! لَأُخْبِرَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ حَتّٰى كَانَ كَالصِّرْفِ ثُمَّ قَالَ: ((فَمَنْ يَعْدِلُ إِنْ لَمْ يَعْدِلِ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ)) ثُمَّ قَالَ: ((يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوسٰى قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ)) قَالَ قُلْتُ: لَا جَرَمَ لَا أَرْفَعُ إِلَيْهِ بَعْدَهَا حَدِيثًا.

[بخاري: ٣١٥٠، ٤٣٣٦]

مقصود نہیں۔ تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اللہ کی قسم! میں اس کی خبر دوں گا رسول اللہ ﷺ کو اور میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے آپ ﷺ کو خبر دی تو آپ ﷺ کا چہرہ بدل گیا جیسے خون ہوتا ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”کون عدل کرے گا اگر اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول عدل نہ کرے۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ رحم کرے موسیٰ علیہ السلام پر کہ ان کو اس سے زیادہ ستایا گیا مگر انہوں نے صبر کیا۔“ اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج سے میں آپ ﷺ کو کسی بات کی خبر نہ دوں گا (اس لیے کہ آپ ﷺ کو اس میں تکلیف ہوتی ہے)۔



(٢٤٤٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَسْمًا فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّهَا لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ قَالَ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَسَارَرْتُهُ فَغَضِبَ مِنْ ذٰلِكَ غَضَبًا شَدِيدًا وَاحْمَرَّ وَجْهُهُ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَذْكُرْهُ لَهُ قَالَ: ثُمَّ قَالَ: ((قَدْ أُوذِيَ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ)).

[بخاري: ٣٤٠٥، ٤٣٣٥، ٦٠٥٩، ٦١٠٠، ٦٢٩١، ٦٣٣٦]

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے کچھ مال بانٹا اور ایک شخص نے کہا یہ تقسیم ایسی ہے کہ اللہ کی رضامندی اس سے مقصود نہیں پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر چپکے سے کہہ دیا اور آپ ﷺ بہت غصہ ہوئے اور چہرہ آپ کا لال ہو گیا اور میں نے آرزو کی کہ کاش اس کا ذکر نہ کیا ہوتا تو خوب ہوتا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”موسیٰ علیہ السلام کو اس سے زیادہ ستایا اور انہوں نے صبر کیا (حضرت موسیٰ علیہ السلام پردہ میں چھپ کر نہاتے تھے جاہلوں نے کہا: ان کے انثیین بڑے ہیں ایک بار پتھر پر کپڑے رکھ دیئے وہ بھاگا۔ آپ اس کے پیچھے دوڑے لوگوں نے دیکھ لیا کہ کچھ عیب نہیں اور جب حضرت ہارون علیہ السلام کا انتقال ہوا ان کا جنازہ آسمان پر ملائکہ لے گئے۔ جاہلوں نے کہا: انہوں نے ان کو حسد سے مار ڈالا آخر وہ ایک تخت پر آسمان سے ظاہر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے مجھے نہیں مارا۔ غرض اس طرح ہمیشہ جاہل لوگ انبیا، علما کو بدنام کرتے چلے آئے ہیں خدام حدیث اور وارثان علم رسول ہمیشہ صبر کرتے رہے ہیں)۔



بَابُ ذِكْرِ الْخَوَارِجِ وَصِفَاتِهِمْ.

باب: خوارج اور ان کی صفات کا ذکر۔

(٢٤٤٩) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ قَالَ: أَتٰى رَجُلٌ بِالْجِعْرَانَةِ مُنْصَرَفَهُ مِنْ حُنَيْنٍ وَفِي ثَوْبِ بِلَالٍ فِضَّةٌ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْبِضُ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ جعرانہ میں تھے جب حنین سے لوٹے تھے اور بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں کچھ چاندی تھی اور رسول اللہ ﷺ مٹھی سی لے لے کر بانٹتے تھے اور لوگوں کو دیتے تھے تو ایک

مِنْهَا يُعْطِي النَّاسَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اعْدِلْ قَالَ: ((وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ؟ لَقَدْ خِبْتُ وَخَسِرْتُ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ)) فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضي الله عنه: دَعْنِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَأَقْتُلَ هٰذَا الْمُنَافِقَ فَقَالَ: ((مَعَاذَ اللّٰهِ أَنْ يَتَحَدَّثَ النَّاسُ أَنِّي أَقْتُلُ أَصْحَابِي إِنَّ هٰذَا وَأَصْحَابَهُ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنْهُ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ)).

شخص آیا اور اس نے کہا: عدل کروائے محمد! آپ ﷺ نے فرمایا: ''کون عدل کرے گا اگر میں عدل نہ کروں اور تو تو بڑا بدنصیب اور بڑا نقصان والا ہو گیا اگر میں عدل نہ کروں۔'' (یعنی تو مجھے نبی سمجھ کر ایمان لایا اور جب میں ظالم ٹھہرا تو تیرا کہاں ٹھکانا لگے گا) اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ مجھے فرمائیے کہ میں اس منافق کو مار ڈالوں اللہ کے رسول۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی پناہ لوگ کہیں گے کہ میں اپنے رفیقوں کو مارتا ہوں۔ (معلوم ہوا کہ زبان خلق سے بچنا چاہیے) اور یہ شخص اور اس کے یار قرآن کو پڑھیں گے اور قرآن ان کے گلوں سے نہ اترے گا (یعنی دل میں اثر نہ کرے گا) اور قرآن سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار سے۔'' (بعض وقت زور سے تیر مارو تو پار ہو جاتا ہے اور اس میں خون تک نہیں بھرتا)۔

❖ ❖ ❖ ❖

(٢٤٥٠) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْسِمُ مَغَانِمَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٤٥١) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: بَعَثَ عَلِيٌّ رضي الله عنه وَهُوَ بِالْيَمَنِ بِذَهَبَةٍ فِي تُرْبَتِهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ: الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيُّ وَعُيَيْنَةُ بْنُ بَدْرٍ الْفَزَارِيُّ وَعَلْقَمَةُ ابْنُ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيُّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ وَزَيْدُ الْخَيْرِ الطَّائِيُّ ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ قَالَ: فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ فَقَالُوا: أَيُعْطِي صَنَادِيدَ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي إِنَّمَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ لِأَتَأَلَّفَهُمْ)) فَجَاءَ رَجُلٌ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِينِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ فَقَالَ: اتَّقِ اللّٰهَ يَا مُحَمَّدُ! قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ إِنْ عَصَيْتُهُ أَيَأْمَنُنِي عَلَى أَهْلِ

ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے کچھ سونا بھیجا مٹی میں ملا ہوا (یعنی کان سے جیسا نکلا تھا ویسا ہی تھا) رسول اللہ ﷺ کے پاس اور آپ ﷺ نے اسے چار آدمیوں میں بانٹا، اقرع بن حابس اور عیینہ بن بدر اور علقمہ بن علاثہ عامری اور ایک شخص بنی نبہان سے اور اس پر قریش بہت جلے اور کہنے لگے کہ آپ ﷺ نجد کے سرداروں کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ان کو اس لیے دیتا ہوں کہ ان کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا ہو۔'' اتنے میں ایک شخص آیا کہ اس کی داڑھی گھنی تھی، گال پھولے ہوئے تھے آنکھیں گڑھے میں گھسی ہوئی تھیں ماتھا اونچا تھا سر منڈا ہوا تھا اور اس نے آ کر کہا: اللہ سے ڈرائے محمد ﷺ! (یہ حلیہ عجیب فتنہ انگیز ہے مجھے دو بار ایسی شکل والوں سے ایذا پہنچی ہے اللہ اس صورت سے بچائے) اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں نافرمانی کرونگا تو پھر اللہ تعالیٰ کی کون اطاعت کرے گا (معلوم ہوا کہ نبی سے بڑھ کر کسی کا درجہ نہیں) اور اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین والوں پر امانتدار مقرر فرمایا اور تم لوگ امانتدار نہیں جانتے۔'' پھر وہ

الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُوْنِي؟)) قَالَ: ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ فَاسْتَأْذَنَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فِي قَتْلِهِ- يُرَوْنَ أَنَّهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ رضی اللہ عنہ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ ضِئْضِيءِ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَءُ وْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَقْتُلُوْنَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ)) . [بخاری: ٣٣٤٤، ٤٣٥١ ، ٤٦٦٧ ، ٧٤٣٢؛ ابوداود: ٤٧٦٥؛ نسائی: ٢٥٧٧ ، ٤١١٢]

آدمی پیٹھ موڑ کر چلا گیا اور ایک شخص نے اجازت مانگی قوم میں سے اس کے قتل کی لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اس کی اصل میں سے ایک قوم ہے کہ وہ لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترتا اور اہل اسلام کو قتل کرتے ہیں اور بت پرستوں کو چھوڑ دیتے ہیں (تمام اہل بدعت کا یہی حال دیکھنے میں آتا ہے کہ پنجہ پرست، شدہ پرست، تعزیہ پرست، گور پرستوں کے یار غار، بے نمازیوں، ہیجڑوں، بھڑووں، رنڈیوں، زانیوں کے دوستدار، وفادار، فاسقوں، فاجروں، شاربان خمر بائعان مسکرات مغنیات کے جویاں رہتے ہیں) اسلام سے ایسا نکل جاتے ہیں جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار سے اگر میں ان کو پاتا تو ایسا قتل کرتا جیسے عاد قتل ہوئے ہیں۔“ (یعنی جڑ پیڑ سے اڑا دیتا جیسے عاد کو باد نے برباد کیا)۔



فائدہ: اس حدیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ انہوں نے خوارج کو قتل کیا اور گویا علی رضی اللہ عنہ آپ کی آرزو بر لائے آگے ان کا بیان مفصل آئے گا۔

(٢٤٥٢) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْيَمَنِ بِذَهَبَةٍ فِيْ أَدِيْمٍ مَقْرُوْظٍ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا قَالَ: فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ: بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنٍ وَالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ وَزَيْدِ الْخَيْلِ وَالرَّابِعُ إِمَّا عَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ وَإِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: كُنَّا نَحْنُ أَحَقُّ بِهٰذَا مِنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ: فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((أَلَا تَأْمَنُوْنِي؟ وَأَنَا أَمِيْنُ مَنْ فِي السَّمَاءِ يَأْتِيْنِي خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً)) قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ مُشَمَّرُ الْإِزَارِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اتَّقِ اللّٰهَ فَقَالَ: ((وَيْلَكَ أَوَلَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَنْ يَتَّقِيَ اللّٰهَ)) قَالَ: ثُمَّ وَلَّى

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ سونا بھیجا ایک چمڑے میں جو ببول کی چھال سے رنگا ہوا تھا اور مٹی سے بھی جدا نہیں ہوا تھا تو آپ ﷺ نے چار آدمیوں میں بانٹا۔ عیینہ بن بدر اور اقرع بن حابس اور زید خیل میں اور چوتھے علقمہ بن علاثہ تھے یا عامر بن طفیل تو ایک شخص نے آپ کے اصحاب میں سے کہا کہ ہم اس کے زیادہ حقدار تھے ان لوگوں سے اور یہ خبر آپ ﷺ کو پہنچی اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم مجھے امانتدار نہیں جانتے اور میں اس کا امانتدار ہوں جو آسمان کے اوپر ہے (یعنی اللہ تعالیٰ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر ہے نہ جیسا ملاعین جہمیہ جو مفسدانِ دین ہیں خیال کرتے ہیں اور برق و بجلی کی طرح اہل سنت پر کڑکتے ہیں کہ وہ ذات مقدس ہر جگہ ہے معاذ الله من ذلك اور یہ ملاعین بیہودہ عقائد جہمیہ کو جان جہان جانتے ہیں اور عقیدہ انبیا کو وہم و گمان سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے شر سے ہر بشر کو محفوظ رکھے) آتی ہے مجھے خبر آسمان کی صبح اور شام۔“ پھر ایک شخص کھڑا ہوا جس کی دونوں آنکھیں گھڑے میں گھسی ہوئی تھیں دونوں گال پھولے ہوئے تھے پیشانی ابھری ہوئی تھی سر منڈا ہوا تھا تہ بند اٹھائے ہوئے کہنے

الرَّجُلُ فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ ﷺ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَا اَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ فَقَالَ: ((لَا لَعَلَّهُ اَنْ يَّكُوْنَ يُصَلِّيْ)) قَالَ خَالِدٌ: وَكَمْ مِّنْ مُصَلٍّ يَقُوْلُ بِلِسَانِهٖ مَالَيْسَ فِيْ قَلْبِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنِّيْ لَمْ اُوْمَرْ اَنْ اَنْقُبَ عَنْ قُلُوْبِ النَّاسِ وَلَا اَشُقَّ بُطُوْنَهُمْ)) قَالَ: ثُمَّ نَظَرَ اِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ فَقَالَ: ((اِنَّهٗ يَخْرُجُ مِنْ ضِنْضِيءِ هٰذَا قَوْمٌ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ رَطْبًا لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ)) قَالَ: اَظُنُّهٗ قَالَ: ((لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ)).

[راجع:٢٤٥١]

لگا: یارسول اللہ! اللہ سے ڈر۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’خرابی ہے تیری تو کیا سب زمین والوں سے بڑھ کر مستحق نہیں۔ اللہ سے ڈرنے کا۔‘‘ (یعنی سب سے زیادہ تو تو ہے مستحق اس سے ڈرنے کا اس لیے کہ اسکے رسول سے بے ادبی کرتا ہے) پھر وہ شخص چلا اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ! کیا میں اس کی گردن نہ ماروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’نہیں شاید یہ نماز پڑھتا ہو۔‘‘ (معلوم ہوا کہ وہ اکثر حاضر باش خدمت مبارک بھی نہ تھا ورنہ ایسی حرکت سرزد نہ ہوتی) خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: بہت نماز پڑھنے والے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ آپ اپنی زبان سے وہ باتیں کرتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’مجھے یہ حکم نہیں ہوا کہ کسی کا دل چیر کر دیکھوں نہ یہ کہ کسی کا پیٹ پھاڑوں۔‘‘ پھر آپ نے اس کی طرف دیکھا اور وہ پیٹھ موڑے جا رہا تھا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اس کی اصل سے ایسے لوگ نکلیں گے کہ وہ اللہ کی کتاب آسانی سے پڑھیں گے مگر گلے سے نیچے نہیں اترے گی (یہی حال ہے اہل بدعت کا یک شنبہ قرآن پڑھیں گے مگر عقیدہ یہ رکھیں گے کہ قرآن کا ترجمہ پڑھنے سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے پھر قرآن کا مضمون کیونکر گلے اترے) نکل جائیں گے دین سے جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار سے۔‘‘ (یعنی تمام اعمال صالحہ خیر و صدقات صلوٰۃ و زکوٰۃ حج و صیام سب کچھ بجا لاتے ہیں مگر شرک و بدعت کی شومی سے جو ان کے عقائد و اعمال میں گھسی ہوئی ہے کوئی نیکی قبول نہیں جیسے تیر نکل گیا تو اس میں خون بھی نہیں بھرتا) راوی نے کہا: میں گمان کرتا ہوں کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ’’اگر میں ان کو پاؤں تو ثمود کی طرح قتل کروں۔‘‘



(٢٤٥٣) عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ: وَعَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ عَامِرَ ابْنَ الطُّفَيْلِ وَقَالَ: نَاتِيءُ الْجَبْهَةِ وَلَمْ يَقُلْ: نَاشِزُ وَزَادَ فَقَامَ اِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَا اَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ قَالَ: ((لَا)) قَالَ: ثُمَّ اَدْبَرَ فَقَامَ اِلَيْهِ خَالِدٌ سَيْفُ

یہ حدیث سابقہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس میں یہ وضاحت ہے کہ اس آدمی کو قتل کرنے کی اجازت پہلے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مانگی پھر سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مانگی۔

اللهِ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ! اَلَا اَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ قَالَ: ((لَا)) فَقَالَ: ((اِنَّهُ سَيَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِيءِ هٰذَا قَوْمٌ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللهِ لَيِّنًا رَطْبًا)) وَقَالَ: قَالَ عُمَارَةُ: حَسِبْتُهُ قَالَ: ((لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ)). [راجع:٢٤٥١]

O O O O

(٢٤٥٤) عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ: بَيْنَ اَرْبَعَةِ نَفَرٍ: زَيْدُ الْخَيْلِ وَالْاَقْرَعُ ابْنُ حَابِسٍ وَعُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنٍ وَعَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ اَوْ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ وَقَالَ: نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَرِوَايَةِ عَبْدِالْوَاحِدِ وَقَالَ: اِنَّهُ سَيَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِيءِ هٰذَا قَوْمٌ. وَلَمْ يَذْكُرْ: ((لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ)).

[راجع:٢٤٥١]

یہ حدیث بھی سابقہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے لیکن اس میں آپ ﷺ کا یہ قول نہیں ہے کہ ”اگر میں نے ان کو پایا تو میں ان کو قتل کروں گا ثمود کے قتل کرنے کی طرح۔“

O O O O

(٢٤٥٥) عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ وَعَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُمَا اَتَيَا اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رضی اللہ عنہ فَسَأَلَاهُ عَنِ الْحَرُوْرِيَّةِ؟ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَذْكُرُهَا؟ قَالَ: لَا اَدْرِيْ مَنِ الْحَرُوْرِيَّةُ وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَخْرُجُ فِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَلَمْ يَقُلْ: مِنْهَا۔ قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلٰوتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ فَيَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حُلُوْقَهُمْ اَوْ حَنَاجِرَهُمْ۔ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَيَنْظُرُ الرَّامِيْ اِلٰى سَهْمِهِ اِلٰى نَصْلِهِ اِلٰى رِصَافِهِ فَيَتَمَارٰى فِي الْفُوْقَةِ هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَيْءٌ)).

[بخاری: ٣٦١٠، ٥٠٥٨، ٦١٦٣، ٦٩٣١، ٦٩٣٣؛ ابن ماجه: ١٦٩]

ابوسلمہ اور عطاء دونوں، ابوسعید کے پاس آئے اور کہا کہ حروریہ کے باب میں تم نے کچھ سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ ﷺ ان کا کچھ ذکر کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: میں نہیں جانتا کہ حروریہ کون لوگ ہیں مگر میں نے آپ ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے: ”اس امت میں ایک قوم نکلے گی اور یہ نہیں فرمایا کہ اس امت سے ہوگی غرض وہ ایسے ہوں گے کہ حقیر جانو گے تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے آگے اور قرآن پڑھیں گے کہ ان کے حلقوں سے یا فرمایا گلوں سے نیچے نہ اترے گا دین سے ایسے نکل جائیں گے۔ جیسے تیر شکار سے کہ شکاری دیکھتا ہے اپنے تیر کی لکڑی کو اور اس کی پھال کو اور اس کے پر کو اور غور کرتا ہے اس کے کنارہ اخیر کو جو اس کی چٹکیوں میں تھا کہ کہیں اس کی کسی چیز میں کچھ خون بھرا ہے۔“ (تو دیکھتا ہے کہ کہیں بھی نہیں بھرا)۔

O O O O

(٢٤٥٦) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَهُوَ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے اور آپ ﷺ کچھ بانٹ رہے تھے کہ ذوالخویصرہ آیا ایک شخص بنی تمیم کا اور

يَقْسِمُ قَسْمًا اَتَاهُ ذُوالْخُوَيْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِعْدِلْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ اِذَا لَمْ اَعْدِلْ؟ قَدْ خِبْتُ وَخَسِرْتُ اِنْ لَمْ اَعْدِلْ)) فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ائْذَنْ لِّيْ فِيْهِ اَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعْهُ فَاِنَّ لَهُ اَصْحَابًا يَحْقِرُ اَحَدُكُمْ صَلٰوتَهُ مَعَ صَلٰوتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ اِلٰى نَصْلِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ اِلٰى نَصِلِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ اِلٰى رِصَافِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ اِلٰى نَضِيِّهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ وَهُوَ الْقِدْحُ۔ ثُمَّ يُنْظَرُ اِلٰى قُذَذِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ اٰيَتُهُمْ رَجُلٌ اَسْوَدُ اِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْاَةِ اَوْمِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ يَخْرُجُوْنَ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ)) قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ: فَاَشْهَدُ اَنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَشْهَدُ اَنَّ عَلِيَّ ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ ﷺ قَاتَلَهُمْ وَاَنَا مَعَهُ فَاَمَرَ بِذٰلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَوُجِدَ فَاُتِيَ بِهِ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلَيْهِ عَلٰى نَعْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِيْ نَعَتَ . [راجع:٢٤٥٧]

اس نے کہا کہ اے رسول اللہ کے! عدل کرو۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خرابی ہے تیری جب میں عدل نہ کروں گا تو کون کرے گا؟ اور تو بالکل بدنصیب اور محروم ہو گیا اگر میں نے عدل نہ کیا۔'' اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن ماروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''جانے دو اس لیے کہ اس کے چند یار ہوں گے کہ تم حقیر سمجھو گے اپنی نماز کو ان کی نماز کے آگے اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے آگے قرآن پڑھیں گے کہ گلوں سے نہ اترے گا اسلام سے ایسے نکل جائیں گے کہ جیسے تیر شکار سے کہ دیکھتا ہے تیرانداز اس کے پیکان کو تو اس میں کچھ بھرا نہیں ہے پھر دیکھتا ہے اس کی پیکان کی جڑ کو تو اس میں کچھ نہیں پھر دیکھتا ہے اس کی لکڑی کو تو اس میں بھی کچھ نہیں پھر دیکھتا ہے اس کے پر کو تو اس میں بھی کچھ نہیں اور تیر اس شکار کی بیٹ اور خون سے نکل گیا اور نشانی اس گروہ کی یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہے کہ ایک شانہ اس کا عورت کے پستان کا سا ہو گا یا فرمایا جیسے گوشت کا لوتھڑا تھلتھلاتا ہوا اور وہ گروہ اس وقت نکلے گا جب لوگوں میں پھوٹ ہو گی۔'' ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے سنا ہے یہ رسول اللہ ﷺ سے اور گواہی دیتا ہوں کہ علی رضی اللہ عنہ ان سے لڑے اور میں آپ کے ساتھ تھا اور آپ نے حکم فرمایا اس کے ڈھونڈنے کا اور وہ ملا اور علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا اور میں نے اس کو دیکھا کہ جیسا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا ویسا ہی تھا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان روایتوں میں رسول اللہ ﷺ کے کئی معجزے واضح ہیں کہ جن کی آپ ﷺ نے پہلے سے خبر دی اور ویسا ہی واقع ہوا۔ اول یہ کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھوٹ کے وقت نکلے گا'' چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نزاع تھی اور دونوں تحکیم پر راضی ہوئے جب ایک ہی گروہ دس ہزار کا دونوں لشکروں سے جدا ہو گیا اور دونوں گروہوں کی تکفیر کرنے لگا اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بشارت دی کہ میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے کہ اگر تم اس گروہ سے لڑو گے تو ان میں دس بھی نہ بچیں گے اور تم میں سے دس بھی نہ مارے جائیں گے چنانچہ ویسا ہی ہوا پھر آگے روایتوں میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو قتل وہ فرقہ کرے گا جو حق سے قریب ہوگا۔'' یعنی تم علی رضی اللہ عنہ کا فرقہ اور انہوں نے ہی قتل کیا اور (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور یہ روایتیں حجت ہیں اہل سنت کی اور ان روایتوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی رہے گی اور ان میں شوکت اور قوت ہوگی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ فرقہ مارقہ تشدد کریں گے اور بے موقع کہ جہاں تشدد ضروری نہیں اور ویسا ہی ہوا اور فرمایا: ''ایک مرد ایسا ہوگا اور اس کا حلیہ ایسا ہوگا۔'' چنانچہ ویسا ہی نکلا اور یہ بات ایسی ہے کہ کوئی فرلیس یا عقیل ہرگز ہرگز اپنی فراست اور عقل سے نہیں کہہ سکتا بجز وحی الٰہی کے ہے اس میں غور کرے گا اور انصاف سے دیکھے گا تو تصدیق رسالت کرے گا وللہ الحمد۔

(٢٤٥٧) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ ذَکَرَ قَوْمًا یَکُوْنُوْنَ فِیْ اُمَّتِہٖ یَخْرُجُوْنَ فِیْ فُرْقَۃٍ مِّنَ النَّاسِ سِیْمَاھُمُ التَّحَالُقُ قَالَ: ((ھُمْ شَرُّ الْخَلْقِ ۔اَوْمِنْ اَشَرِّ الْخَلْقِ۔ یَقْتُلُھُمْ اَدْنَی الطَّائِفَتَیْنِ اِلَی الْحَقِّ)) قَالَ فَضَرَبَ النَّبِیُّ ﷺ لَھُمْ مَثَلًا اَوْقَالَ قَوْلًا: ((الرَّجُلُ یَرْمِي الرَّمِیَّۃَ ۔ اَوْ قَالَ الْغَرَضَ۔ فَیَنْظُرُ فِی النَّصْلِ فَلَا یَرٰی بَصِیْرَۃً وَیَنْظُرُ فِی النَّضِیِّ فَلَا یُرٰی بَصِیْرَۃً وَیَنْظُرُ فِی الْفُوْقِ فَلَا یُرٰی بَصِیْرَۃً)) قَالَ: قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ: وَاَنْتُمْ قَتَلْتُمُوْھُمْ یَا اَھْلَ الْعِرَاقِ . [ابوداؤد:٤٦٦٧]

ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کا ذکر کیا جو آپ کی امت میں ہوگی اور وہ لوگ نکلیں گے جبکہ لوگوں میں پھوٹ ہوگی اور نشانی ان کی سر منڈانا ہوگی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہ وہ بدترین خلق ہیں قتل کریں گے ان کو وہ لوگ دونوں گروہوں میں سے جو نزدیک ہوں گے حق کے۔'' (اور وہ گروہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تھا) اور ان کی ایک مثال آپ نے بیان فرمائی یا ایک بات کہی ''کہ آدمی جب تیر مارتا ہے شکار کو یا فرمایا: نشانہ کو اور نظر کرتا ہے بھال کو تو اس میں کچھ اثر نہیں دیکھتا اور نظر کرتا ہے تیر کی لکڑی میں تو کچھ اثر نہیں دیکھتا اور نظر کرتا ہے تیر کی لکڑی میں چٹکی میں رہتا ہے تو کچھ اثر نہیں پاتا ہے۔'' ابوسعید نے کہا: اے عراق والو! تم ہی نے تو ان کو قتل کیا ہے (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو کر)



(٢٤٥٨) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((تَمْرُقُ مَارِقَۃٌ عِنْدَ فُرْقَۃٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَقْتُلُھَا اَوْلَی الطَّائِفَتَیْنِ بِالْحَقِّ)).

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک فرقہ جدا ہو جائے گا جب مسلمانوں میں پھوٹ ہوگی اور اس کو قتل کرے گا وہ گروہ جو قریب ہوگا دونوں گروہوں میں حق سے۔''



(٢٤٥٩) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ فِرْقَتَانِ فَیَخْرُجُ مِنْ بَیْنِھِمَا مَارِقَۃٌ یَلِي قَتْلَھُمْ اَوْلَاھُمْ بِالْحَقِّ)).

ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت میں دو گروہ ہو جائیں گے اور ان دونوں میں ایک فرقہ جدا ہو جائے گا اور ان کو قتل کرے گا وہ گروہ جو حق سے قریب ہوگا۔''



(٢٤٦٠) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((تَمْرُقُ مَارِقَۃٌ فِیْ فُرْقَۃٍ مِنَ النَّاسِ فَیَلِیْ قَتْلَھُمْ اَوْلَی الطَّائِفَتَیْنِ بِالْحَقِّ)).

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا ہے۔



(٢٤٦١) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ حَدِیْثٍ ذَکَرَ فِیْہِ قَوْمًا یَخْرُجُوْنَ

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا ہے۔

عَلٰى فُرْقَةٍ مُخْتَلِفَةٍ يَقْتُلُهُمْ اَقْرَبُ الطَّائِفَتَيْنِ مِنَ الْحَقِّ.

○ ○ ○ ○

بَابُ التَّحْرِيْضِ عَلٰى قَتْلِ الْخَوَارِجِ.

باب: خوارج کے قتل پر ابھارنے کے بارے میں۔

(٢٤٦٢) عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ: اِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَاَنْ اَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَقُوْلَ عَلَيْهِ مَالَمْ يَقُلْ وَاِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ فَاِنَّ الْحَرْبَ خُدْعَةٌ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((سَيَخْرُجُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ اَحْدَاثُ الْاَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَقْرَءُ وْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ فِيْ قَتْلِهِمْ اَجْرًا لِّمَنْ قَتَلَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

[بخاری: ٣٦١١، ٥٠٥٧، ٦٩٣٠؛ ابوداؤد: ٤٧٦٧؛ نسائی: ٤١١٣]

سوید بن غفلہ نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں تم سے روایت کروں رسول اللہ ﷺ سے تو اگر میں آسمان سے گر پڑوں تو اس سے بہتر ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر وہ بات باندھوں جو آپ نے نہیں فرمائی اور جب میں تمہارے اور اپنے بیچ میں کچھ بات کروں تو جان لو کہ لڑائی میں حیلہ اور فریب روا (جائز) ہے اب سنو کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: ''اخیر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی کہ ان کے لوگ کمسن ہوں گے اور کم عقل بات تو سب مخلوقات سے اچھی کہیں گے اور قرآن ایسا پڑھیں گے کہ ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا اور دین سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پھر جب تم ان سے ملو تو ان کو مارو اس لیے کہ ان کے مارنے سے تم کو قیامت کے دن اللہ کے پاس سے ثواب ملے گا۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اپنے مناقشات میں یہ بات نہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھ دیں بلکہ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا بڑا گناہ جانتے تھے اور اپنی ہلاکت کا موجب سمجھتے تھے اسی لیے صحابہ رضی اللہ عنہم نہایت عدول ہیں کہ کوئی ان میں ضعیف نہیں ہے نہ قابل جرح۔

(٢٤٦٣) عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ. [راجع: ٢٤٦٢]

اعمش سے اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث کی طرح مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٤٦٤) عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِهِمَا ((يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ)). [راجع:٢٤٦٢]

اعمش سے اس سند سے وہی روایت مروی ہے اور اس میں یہ مضمون نہیں ہے کہ ''وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔''

○ ○ ○ ○

(٢٤٦٥) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: ذَكَرَ الْخَوَارِجَ فَقَالَ: فِيْهِمْ رَجُلٌ مُخْدَجُ الْيَدِ اَوْمُوْدَنُ الْيَدِ اَوْ مَثْدُوْنُ الْيَدِ لَوْلَا اَنْ تَبْطَرُوْا لَحَدَّثْتُكُمْ بِمَا وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ يَقْتُلُوْنَهُمْ عَلٰى لِسَانِ

علی رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا خوارج کا اور فرمایا: ''ان میں ایک شخص ہوگا جس کا ہاتھ ناقص ہوگا یا پستان زن کے برابر ہوگا اور کہا: اگر تم فخر نہ کرو تو میں بیان کروں جس کا وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے قتل کرنے والوں سے رسول اللہ ﷺ کی زبان سے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا: تم نے سنا ہے

مُحَمَّدٍ ﷺ قَالَ قُلْتُ: آنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ مُحَمَّدٍ ﷺ؟ قَالَ: اِيْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ! اِيْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ! اِيْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ!.

[ابو داؤد: ٤٧٦٣؛ ابن ماجه: ١٦٧]

محمد ﷺ کی زبان مبارک سے؟ انہوں نے کہا: ہاں قسم ہے رب کعبہ کی! ہاں قسم ہے رب کعبہ کی! ہاں قسم ہے رب کعبہ کی!۔

O O O O

(٢٤٦٦) عَنْ عَبِيْدَةَ قَالَ: لَا اُحَدِّثُكُمْ اِلَّا مَا سَمِعْتُ مِنْهُ فَذَكَرَ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَ حَدِيْثِ اَيُّوْبَ مَرْفُوْعًا. [راجع:٢٤٦٧]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

O O O O

(٢٤٦٧) عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ الْجُهَنِيِّ اَنَّهُ كَانَ فِي الْجَيْشِ الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَ عَلِيٍّ رضي الله عنه الَّذِيْنَ سَارُوْا اِلَى الْخَوَارِجِ فَقَالَ عَلِيٌّ رضي الله عنه: اَيُّهَا النَّاسُ! اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ اُمَّتِيْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَيْسَ قِرَاءَتُكُمْ اِلٰى قِرَاءَتِهِمْ بِشَيْءٍ وَلَا صَلٰوتُكُمْ اِلٰى صَلٰوتِهِمْ بِشَيْءٍ وَلَا صِيَامُكُمْ اِلٰى صِيَامِهِمْ بِشَيْءٍ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ يَحْسِبُوْنَ اَنَّهُ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ لَا تُجَاوِزُ صَلٰوتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ)) لَوْ يَعْلَمُ الْجَيْشُ الَّذِيْنَ يُصِيْبُوْنَهُمْ مَا قُضِيَ لَهُمْ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ لَاتَّكَلُوْا عَنِ الْعَمَلِ وَاٰيَةُ ذٰلِكَ اَنَّ فِيْهِمْ رَجُلًا لَهُ عَضُدٌ لَيْسَ لَهُ ذِرَاعٌ عَلٰى رَاْسِ عَضُدِهٖ مِثْلُ حَلَمَةِ الثَّدْيِ عَلَيْهِ شَعَرَاتٌ بِيْضٌ فَتَذْهَبُوْنَ اِلٰى مُعَاوِيَةَ وَاَهْلِ الشَّامِ وَتَتْرُكُوْنَ هٰؤُلَاءِ يَخْلُفُوْنَكُمْ فِيْ ذَرَارِيِّكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَاللّٰهِ! اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ يَكُوْنُوْا هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ فَاِنَّهُمْ قَدْ سَفَكُوا الدَّمَ الْحَرَامَ وَاَغَارُوْا فِيْ سَرْحِ النَّاسِ فَسِيْرُوْا عَلَى اسْمِ اللّٰهِ. قَالَ سَلَمَةُ ابْنُ كُهَيْلٍ: فَنَزَّلَنِيْ زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ مَنْزِلًا حَتّٰى

زید سے روایت ہے کہ وہ اس لشکر میں تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خوارج پر گیا تھا انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے: ''ایک قوم نکلے گی میری امت سے کہ قرآن پڑھیں گے ایسا کہ تمہارا پڑھنا ان کے آگے کچھ نہ ہوگا اور نہ تمہاری نماز ان کی نماز کے آگے کچھ ہوگی اور نہ تمہارا روزہ ان کے روزوں کے آگے کچھ ہوگا قرآن پڑھ کر وہ سمجھیں گے کہ ہمارا اس میں فائدہ ہے اور وہ ان کا ضرر ہوگا نماز ان کے گلوں سے نہ اترے گی، نکل جائیں گے اسلام سے جیسے تیر شکار سے۔'' اگر وہ لشکر جوان پر جائے گا جان لے اس بشارت کو جس کا بیان فرمایا گیا ہے تمہارے نبی ﷺ کی زبان مبارک پر تو بھروسا کرے اسی عمل پر (یہ سمجھ لے کہ اب عمل کی حاجت نہیں اتنا ثواب ان کے قتل میں ہے) اور نشانی ان کی یہ ہے کہ ان میں آدمی ہے کہ اس کے شانے کے سر پر عورت کے سر پستان کی مثل ہے اور اس پر بال ہیں سفید رنگ کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم جاتے ہو معاویہ کی طرف اہل شام پر اور ان کو چھوڑے جاتے ہو کہ یہ تمہارے پیچھے تمہاری اولاد اور اموال کو ایذا دیں اور میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ یہ وہی قوم ہے کہ اس لیے کہ انہوں نے خون بہایا حرام اور لوٹ لیا مواشی کو لوگوں کے سو ان پر چلو اللہ کا نام لے کر۔ سلمہ بن کہیل نے کہا کہ پھر بیان کیا مجھ سے زید نے ایک ایک منزل کا یہاں تک کہ کہا انہوں نے کہ گزرے ہم ایک پل پر (اور وہ پل تھا دبرخان کا چنانچہ نسائی کی روایت میں وارد ہوا ہے) پھر جب دونوں لشکر ملے اس دن خوارج کا سپہ سالار عبداللہ بن وہب راسبی تھا اور اس نے حکم دیا ان کو کہ اپنے نیزے پھینک

قَالَ: مَرَرْنَا عَلٰى قَنْطَرَةٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا وَعَلَى الْخَوَارِجِ يَوْمَئِذٍ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ الرَّاسِبِيُّ فَقَالَ لَهُمْ: اَلْقُوا الرِّمَاحَ وَسُلُّوْا سُيُوْفَكُمْ مِنْ جُفُوْنِهَا فَإِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يُّنَا شِدُوْكُمْ كَمَانَا شَدُوْكُمْ يَوْمَ حَرُوْرَاءَ فَرَجَعُوْا فَوَحَّشُوْا بِرِمَاحِهِمْ وَسَلُّوا السُّيُوْفَ وَشَجَرَهُمُ النَّاسُ بِرِمَاحِهِمْ قَالَ وَقُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَمَا اُصِيْبَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ اِلَّا رَجُلَانِ فَقَالَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ: اِلْتَمِسُوْا فِيْهِمُ الْمُخْدَجَ فَالْتَمَسُوْهُ فَلَمْ يَجِدُوْهُ فَقَامَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ بِنَفْسِهٖ حَتّٰى اَتٰى نَاسًا قَدْ قُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ قَالَ: اَخِّرُوْهُمْ فَوَجَدُوْهُ مِمَّا يَلِي الْاَرْضَ فَكَبَّرَ ثُمَّ قَالَ: صَدَقَ اللّٰهُ وَبَلَّغَ رَسُوْلُهٗ قَالَ: فَقَامَ اِلَيْهِ عَبِيْدَةُ السَّلْمَانِيُّ فَقَالَ: يَااَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اَللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَسَمِعْتَ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: اِيْ وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَااِلٰهَ اِلَّا هُوَ حَتّٰى اسْتَحْلَفَهٗ ثَلَاثًا وَهُوَ يَحْلِفُ لَهٗ.

دو اور تلواریں میان سے نکال لو اس لیے کہ میں ڈرتا ہوں کہ یہ لوگ تم پر ویسی بوچھاڑ نہ کریں جیسی حرورا کے دن کی تھی سو وہ پھرے اور اپنے نیزے پھینک دیئے اور تلواریں میان سے نکال لیں اور لوگ ان سے جا ملے اور ان کو اپنے نیزوں سے کونچ لیا اور ایک پھر دوسرا مقتول ہوا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے صرف دو آدمی کام آئے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ڈھونڈو اس میں مخدج کو اور اس کو ڈھونڈا اور نہ پایا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ خود کھڑے ہوئے اور ان مقتولوں کے پاس گئے جو ایک دوسرے پر پڑے ہوئے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کو ہٹاؤ پھر اس کو پایا زمین سے لگا ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ اکبر! پھر فرمایا کہ سچا ہے اللہ تعالیٰ اور پیغام پہنچایا اس کے رسول نے۔ کہا راوی نے کہ پھر کھڑے ہوئے عبیدہ سلمانی اور عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ آپ نے سنا ہے یہ رسول اللہ ﷺ سے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں قسم ہے اللہ پاک کی کہ نہیں معبود ہے کوئی سوا اس کے یہاں تک کہ تین بار اس نے آپ کو قسم دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی اس پر کہ سنا ہے میں نے اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے۔

[ابو داود:٤٧٦٨]

○ ○ ○ ○

فائدہ- یہ قسم دلانا ان کا صرف اس لیے تھا کہ لوگوں کو یقین آجائے اور اس بشارت سے خوش ہوں اور معجزہ رسول اللہ ﷺ کا بخوبی معلوم ہو جائے اور یہ بھی معلوم ہو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے رفیق حق پر ہیں اور وہ اس جنگ میں مثاب ہیں اور بر سر صواب۔

(٢٤٦٨) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَافِعٍ رضی اللہ عنہ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ الْحَرُوْرِيَّةَ لَمَّا خَرَجَتْ وَهُوَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ قَالُوْا: لَاحُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ قَالَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ: كَلِمَةُ حَقٍّ اُرِيْدَ بِهَا بَاطِلٌ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَصَفَ نَاسًا اِنِّيْ لَاَعْرِفُ صِفَتَهُمْ فِيْ هٰؤُلَاءِ ((يَقُوْلُوْنَ الْحَقَّ بِاَلْسِنَتِهِمْ لَا يَجُوْزُ هٰذَا

عبید اللہ رضی اللہ عنہ جو مولیٰ ہیں رسول اللہ ﷺ کے ان سے روایت ہے کہ حروریہ جب نکلے اور جب وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے تو حروریہ نے کہا: لَاحُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ یعنی حکم نہیں کسی کا سوا اللہ کے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کلمہ ایسا ہے کہ حق ہے مگر ارادہ ان کا اس سے باطل ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا تھا ان لوگوں کا کہ ''میں ان کا حال بخوبی جانتا ہوں اور ان کی نشانیاں ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں اور وہ اپنی زبانوں سے حق کہتے ہیں مگر وہ اس سے تجاوز نہیں کرتا ہے۔ اور اشارہ کیا

مِنْهُمْ. وَاَشَارَ اِلٰى حَلْقِهٖ. مِنْ اَبْغَضِ خَلْقِ اللّٰهِ اِلَيْهِ مِنْهُمْ اَسْوَدُ اِحْدٰى يَدَيْهِ طُبْيُ شَاةٍ اَوْ حَلَمَةُ ثَدْيٍ)) فَلَمَّا قَتَلَهُمْ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ ﷺ قَالَ: انْظُرُوْا فَنَظَرُوْا فَلَمْ يَجِدُوْا شَيْئًا فَقَالَ: ارْجِعُوْا فَوَاللّٰهِ! مَا كَذَبْتُ وَلَا كُذِبْتُ مَرَّتَيْنِ اَوْثَلَاثًا ثُمَّ وَجَدُوْهُ فِيْ خَرِبَةٍ فَاَتَوْا بِهٖ حَتّٰى وَضَعُوْهُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: وَاَنَا حَاضِرٌ ذٰلِكَ مِنْ اَمْرِهِمْ وَقَوْلِ عَلِيٍّ فِيْهِمْ زَادَ يُوْنُسُ فِيْ رِوَايَتِهٖ قَالَ بُكَيْرٌ: وَحَدَّثَنِيْ رَجُلٌ عَنِ ابْنِ حُنَيْنٍ اَنَّهٗ قَالَ: رَاَيْتُ ذٰلِكَ الْاَسْوَدَ.

اپنے حلق کی طرف (یعنی حق بات حلق سے نیچے نہیں اترتی) اور اللہ کی مخلوق میں بڑے دشمن اللہ کے یہی ہیں ان میں ایک شخص اسود ہے کہ ایک ہاتھ اس کا ایسا ہے کہ جیسے چوچے بکری کے یا سر پستان" فرمایا پھر جب قتل کیا ان کو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے تو فرمایا: دیکھو پھر دیکھا تو وہ نہ ملا پھر فرمایا انہوں نے کہ پھر جاؤ سو قسم ہے اللہ پاک کی کہ میں نے جھوٹ نہیں کہا اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے (یعنی نبی ﷺ نے مجھ سے جھوٹ نہیں فرمایا نہ میں نے تم سے جھوٹ کہا) دو بار یا تین بار یہی کہا پھر پایا اس کو ایک کھنڈر میں اور لائے اس کو یہاں تک کہ رکھ دیا لاشہ اس کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آگے اور عبید اللہ نے کہا کہ میں حاضر تھا اس جگہ جب انہوں نے یہ کام کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے حق میں یہ فرمایا اور یونس کی روایت میں اتنی بات زیادہ ہے کہ بکیر نے کہا اور روایت کی مجھ سے ایک شخص نے ابن حنین سے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے اسود کو۔



بَابُ الْخَوَارِجِ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ.

باب: خوارج کا ساری مخلوق سے بدتر ہونے کا بیان۔

(٢٤٦٩) عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ بَعْدِيْ مِنْ اُمَّتِيْ. اَوْسَيَكُوْنُ بَعْدِيْ مِنْ اُمَّتِيْ. قَوْمٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَلَاقِيْمَهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَخْرُجُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ فِيْهِ وَهُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ)).

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بعد میرے میری امت سے یا فرمایا: اب ہوگی بعد میرے میری امت میں وہ قوم کہ قرآن پڑھیں گے اور ان کے حلقوں میں سے نیچے نہ اترے گا دین سے وہ ایسا نکل جائیں گے جیسے کہ تیر نکلتا ہے شکار سے اور پھر نہ آئیں گے وہ دین میں وہ ساری مخلوق سے بدتر ہیں۔

فَقَالَ ابْنُ الصَّامِتِ: فَلَقِيْتُ رَافِعَ بْنَ عَمْرٍو الْغِفَارِيَّ اَخَا الْحَكَمِ الْغِفَارِيِّ ﷺ قُلْتُ: مَا حَدِيْثٌ سَمِعْتُهٗ مِنْ اَبِيْ ذَرٍّ ﷺ كَذَا وَكَذَا؟ فَذَكَرْتُ لَهٗ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَالَ: وَاَنَا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. [ابن ماجه:١٧٠]

ابن صامت نے کہا کہ پھر میں ملا رافع بن عمرو غفاری سے جو حکم غفاری کے بھائی ہیں اور میں نے کہا: وہ کیا حدیث ہے جو میں نے سنی ہے ابوذر سے ایسے ایسے؟ اور ذکر کی میں نے یہ حدیث تو انہوں نے کہا: میں نے سنی ہے یہ رسول اللہ ﷺ سے۔

○ ○ ○ ○

(٢٤٧٠) عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَذْكُرُ الْخَوَارِجَ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُهٗ.

سہیل نے کہا: سنا میں نے نبی ﷺ سے کہ ذکر کرتے تھے آپ ﷺ خوارج کا اور کہا انہوں نے کہ سنا میں نے آپ ﷺ کو کہ اشارہ کرتے

وَاَشَارَ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْمَشْرِقِ. ((قَوْمٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ لَا يَعْدُوْا تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ)).

[بخاري:٦٩٣٤]

تھے مشرق کی طرف اور فرماتے تھے: ''وہ ایسی قوم ہے کہ قرآن پڑھتے ہیں اپنی زبانوں سے اور اترتا نہیں ہے انکے گلوں سے، نکل جاتے ہیں وہ دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیر شکار سے۔''



(٢٤٧١) وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ كَامِلٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ: ((يَخْرُجُ مِنْهُ اَقْوَامٌ)). [راجع: ٢٤٧٠]

اور یہ روایت کی ہم سے ابو کامل نے، انہوں نے عبدالواحد سے، انہوں نے سلیمان سے اسی اسناد سے اور اس میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''نکلیں گی ان سے کئی قومیں۔''

(٢٤٧٢) عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَتِيْهُ قَوْمٌ قِبَلَ الْمَشْرِقِ مُحَلَّقَةٌ رُءُوْسُهُمْ)). [راجع:٢٤٧٠]

سہل بن حنیف نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک قوم نکلے گی مشرق کی طرف سے سر منڈائے ہوئے۔''



بَابُ تَحْرِيْمِ الزَّكٰوةِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَهُمْ بَنُوْ هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ دُوْنَ غَيْرِهِمْ.

باب: رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی اولاد بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب پر زکوۃ حرام ہے۔

(٢٤٧٣) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ يَقُوْلُ: اَخَذَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ ﷺ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِيْ فِيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كِخْ كِخْ اِرْمِ بِهَا اَمَا عَلِمْتَ اَنَّا لَا نَاْكُلُ الصَّدَقَةَ؟)) [بخاري: ١٤٩١، ٣٠٧٢]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ایک کھجور صدقہ کی اپنے منہ میں لے کر ڈال لی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تھو تھو پھینک دے اس کو کیا تو نہیں جانتا کہ ہم لوگ صدقہ نہیں کھاتے۔''



(٢٤٧٤) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ: ((اَنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ؟)). [راجع:٢٤٧٣]

شعبہ سے یہی روایت آتی ہے اور اس میں یہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم کو صدقہ حلال نہیں۔''

فائدہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس سے بڑوں کو بچنا واجب ہے اس سے چھوٹوں کو بھی بچانا واجب ہے اور یہ ان کے ولیوں کو ضروری ہے اور اس سے تحریم صدقہ کی آپ پر اور آپ ﷺ کی اولاد پر ثابت ہوئی اور وہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب ہیں۔ یہ مذہب ہے شافعی رحمہ اللہ کا اور جو ان کے موافق ہیں اور یہی قول ہے بعض مالکیہ کا اور مالک رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ وہ صرف بنو ہاشم ہیں اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ بعض علما کے نزدیک سب قریش اس میں داخل ہیں اور اصبغ مالکی رحمہ اللہ نے کہا: وہ اولاد ہیں قصی کی۔ اور دلیل شافعی رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ''بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب ایک ہی ہیں۔'' اور آپ نے حصہ ذوی القربیٰ کا انہیں میں تقسیم کیا اور یہ حکم زکوۃ مفروضہ کا ہے اور صدقہ تطوع میں امام شافعی رحمہ اللہ کے تین قول ہیں۔ اصح یہ ہے کہ وہ بھی آپ پر حرام ہے اور آپ کی اولاد کو حلال ہے، اور دوسرا قول یہ ہے کہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) دونوں پر حرام ہے۔ تیسرا یہ ہے کہ دونوں پر حلال ہے اور بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے موالی میں بھی شافعیہ کے دو قول ہیں اور صحیح یہی ہے کہ ان پر بھی حرام ہے اس حدیث کی رو سے اور جو ابورافع سے آگے آتی ہے اور دوسرا یہ ہے کہ ان کو حلال ہے اور کوفیوں اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول بھی یہی ہے کہ حرام ہے اور بعض مالکیہ بھی یہی کہتے ہیں اور مالک رحمہ اللہ نے اباحت کا بیان کیا ہے اور دعویٰ کیا ہے ابن بطال مالکی نے کہ یہ اختلاف صرف موالی بنی ہاشم میں ہے اور ان کے سوا اوروں کے موالی میں اختلاف نہیں یعنی ان کو حلال ہے بالا جماع اور یہ بات ان کی کچھ نہیں، بلکہ اصحاب شافعیہ کے نزدیک بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب دونوں کے موالی پر حرام ہے اور ان میں کسی کا فرق نہیں ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۲۴۷۵) عَنْ شُعْبَةَ فِيْ هٰذَا الْإِسْنَادِ كَمَا قَالَ ابْنُ مُعَاذٍ: ((اَنَّا لَا نَاْكُلُ الصَّدَقَةَ)).

[راجع: ۲۴۷۳]

شعبہ سے اس روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہم صدقہ نہیں کھاتے۔“

○ ○ ○ ○

(۲۴۷۶) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((اِنِّيْ لَاَ نْقَلِبُ اِلٰى اَهْلِيْ فَاَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلٰى فِرَاشِيْ ثُمَّ اَرْفَعُهَا لِاٰكُلَهَا ثُمَّ اَخْشٰى اَنْ تَكُوْنَ صَدَقَةً فَاُلْقِيْهَا)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں اپنے گھر جاتا ہوں اور اپنے بچھونے پر کھجور پڑی پاتا ہوں اور اٹھاتا ہوں کہ کھاؤں پھر ڈرتا ہوں کہ صدقہ کی نہ ہو اور پھینک دیتا ہوں۔“

فائدہ: اب عوام بلکہ خواص میں بھی اس کے خلاف ہو رہا ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ شارع نے طہارت ظاہری میں تخفیف فرمائی کہ جب تک نجاست معلوم نہ ہو تطہیر واجب نہیں بخلاف طہارت لقمہ کے کہ اس سے بچنے کو صرف احتمال کافی رکھا اور لوگوں کا قاعدہ اس کے خلاف ہے کہ لقمہ حرام باوجود یقین کے بھی نہ چھوڑیں گے اور طہارت ظاہری میں وہ وساوس پیدا کریں گے کہ معاذ اللہ

(۲۴۷۷) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا۔ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَاللّٰهِ! اِنِّيْ لَاَنْقَلِبُ اِلٰى اَهْلِيْ فَاَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلٰى فِرَاشِيْ۔ اَوْ فِيْ بَيْتِيْ۔ فَاَرْفَعُهَا لِاٰكُلَهَا ثُمَّ اَخْشٰى اَنْ تَكُوْنَ صَدَقَةً [اَوْ مِنَ الصَّدَقَةِ] فَاُلْقِيْهَا)).

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

(۲۴۷۸) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ تَمْرَةً فَقَالَ: ((لَوْ لَا اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَكَلْتُهَا)). [بخاری: ۲۰۵۵، ۲۴۳۱]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک کھجور پائی اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر صدقہ کی نہ ہوتی تو میں کھالیتا۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: ان روایتوں سے ورع ثابت ہوا اس لیے کہ یہ کھجور مجرد احتمال سے حرام نہیں ہوتی مگر اس کا ترک ورع کی راہ سے فرمایا اور معلوم ہوا کہ ایسی حقیر کم قیمت چیزیں پڑی ملیں تو ان کی پہچان کرانا ضروری نہیں مگر ان کو استعمال میں لانا درست ہے اور آپ نے صدقہ کے خوف سے چھوڑ دیا اور نہ اس خیال سے کہ لقطہ ہے اور یہ حکم متفق علیہ ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ مالک ایسی چیزوں کو نہ ڈھونڈتا ہے نہ اس کے تلف ہونے کا غم کرتا ہے۔

(۲۴۷۹) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِتَمْرَةٍ بِالطَّرِيْقِ فَقَالَ: ((لَوْلَا اَنْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ راستہ میں پڑی ہوئی کھجور کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ”اگر یہ صدقہ کی نہ ہوتی تو

تَكُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَ كَلْتُهَا)). [راجع:٢٤٧٨]

میں اسے کھالیتا۔“

(٢٤٨٠) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَجَدَ تَمْرَةً فَقَالَ: ((لَوْ لَا اَنْ تَكُوْنَ صَدَقَةً لَاَ كَلْتُهَا)).

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور پائی تو فرمایا: ”اگر یہ صدقہ کی نہ ہوتی تو میں اسے کھالیتا۔“

بَابُ تَرْكِ اسْتِعْمَالِ آلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى الصَّدَقَةِ.

باب : آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ کو استعمال نہ کرنے کا بیان۔

(٢٤٨١) عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ قَالَ: اجْتَمَعَ رَبِيْعَةُ بْنُ الْحَارِثِ وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَا: وَاللّٰهِ! لَوْبَعَثْنَا هٰذَيْنِ الْغُلَامَيْنِ - قَالَا لِيْ وَلِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَكَلَّمَاهُ فَاَمَّرَهُمَا عَلٰى هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ فَاَدَّيَا مَا يُؤَدِّى النَّاسُ وَاَصَابَا مِمَّا يُصِيْبُ النَّاسُ! قَالَ: فَبَيْنَمَاهُمَا فِيْ ذٰلِكَ جَآءَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ فَوَقَفَ عَلَيْهِمَا فَذَكَرَا لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ: لَا تَفْعَلَا فَوَاللّٰهِ! مَا هُوَ بِفَاعِلٍ فَانْتَحَاهُ رَبِيْعَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَالَ: وَاللّٰهِ! مَاتَصْنَعُ هٰذَا اِلَّا نَفَاسَةً مِنْكَ عَلَيْنَا فَوَاللّٰهِ! لَقَدْ نِلْتَ صِهْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَمَا نَفِسْنَاهُ عَلَيْكَ قَالَ: عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ: اَرْسِلُوْهُمَا فَانْطَلَقَا وَاضْطَجَعَ عَلِيٌّ قَالَ فَلَمَّا صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الظُّهْرَ سَبَقْنَاهُ اِلَى الْحُجْرَةِ فَقُمْنَا عِنْدَهَا حَتّٰى جَاءَ فَاَخَذَ بِاٰذَانِنَا ثُمَّ قَالَ: ((اَخْرِجَا مَا تُصَرِّرَانِ)) ثُمَّ دَخَلَ وَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَ: فَتَوَاكَلْنَا الْكَلَامَ ثُمَّ تَكَلَّمَ اَحَدُنَا فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنْتَ اَبَرُّ النَّاسِ وَاَوْصَلُ النَّاسِ وَقَدْ بَلَغْنَا النِّكَاحَ فَجِئْنَا لِتُؤَمِّرَنَا عَلٰى بَعْضِ

عبدالمطلب بن ربیعہ سے روایت ہے کہ جمع ہوئے ربیعہ بن حارث اور عباس بن عبدالمطلب اور دونوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! ہم بھیج دیں ان دونوں لڑکوں کو یعنی مجھ کو اور فضل بن عباس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور یہ دونوں جا کر عرض کریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو تحصیلدار بنا دیں ان زکوتوں پر اور یہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لا کر ادا کر دیں جیسے اور لوگ ادا کرتے ہیں اور کچھ ان کو مل جائے جیسے اور لوگوں کو ملتا ہے غرض یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آئے اور ان کے آگے کھڑے ہوئے اور ان دونوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مت بھیجو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم! ایسا نہیں کرنے والے (اس لیے کہ آپ کو معلوم تھا کہ زکوٰۃ سیدوں کو حرام ہے) پس برا کہنے لگے حضرت علی کو ربیعہ بن حارث اور کہا کہ اللہ کی قسم! تم ہمارے ساتھ یہ جو کرتے ہو تو حسد سے اور قسم ہے اللہ پاک کی کہ تم نے جو شرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا پایا ہے تو اس کا تو ہم تم سے کچھ حسد نہیں کرتے تب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اچھا ان دونوں کو روانہ کرو۔ اور ہم دونوں گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ لیٹ رہے پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز پڑھ چکے تو ہم دونوں جلدی سے حجرے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جا پہنچے اور کھڑے ہوئے حجرے کے پاس یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہم دونوں کے کان پکڑے (یہ شفقت اور ملاعبت تھی آپ کی کہ لڑکے اس سے خوش ہوتے ہیں) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ظاہر کرو جو تم دل میں گھڑے باندھ لائے ہو۔“ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حجرے میں گئے اور ہم بھی اور اس دن آپ ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کے پاس تھے پھر ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ تم بولو غرض ایک نے عرض کی کہ

هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ فَتُؤَدِّىَ اِلَيْكَ كَمَا يُؤَدِّي النَّاسُ وَنُصِيْبَ كَمَا يُصِيْبُوْنَ قَالَ: فَسَكَتَ طَوِيْلًا حَتّٰى اَرَدْنَا اَنْ نُكَلِّمَهُ قَالَ: وَجَعَلَتْ زَيْنَبُ تُلْمِعُ عَلَيْنَا مِنْ وَّرَآءِ الْحِجَابِ اَنْ لَّا تُكَلِّمَاهُ قَالَ: ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَنْبَغِيْ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ اِنَّمَا هِيَ اَوْ سَاخُ النَّاسِ ادْعُوَا لِيْ مَحْمِيَةَ ـ وَكَانَ عَلَى الْخُمُسِ ـ وَنَوْفَلَ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ)) قَالَ: فَجَاءَاهُ فَقَالَ لِمَحْمِيَةَ: ((اَنْكِحْ هٰذَا الْغُلَامَ ابْنَتَكَ)) لِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فَاَنْكَحَهُ وَقَالَ لِنَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ: ((اَنْكِحْ هٰذَا الْغُلَامَ ابْنَتَكَ)) فَاَنْكَحَنِيْ وَقَالَ لِمَحْمِيَةَ: ((اَصْدِقْ عَنْهُمَا مِنَ الْخُمُسِ كَذَا وَكَذَا)) قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَلَمْ يُسَمِّهِ لِيْ ۔ [ابو داؤد: ۲۹۸۵؛ نسائی: ۲۶۰۸]

یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ سب سے زیادہ صلہ رحم کرنے والے ہیں اور سب سے زیادہ احسان کرنے والے ہیں قرابت والوں سے اور ہم نکاح کو پہنچ گئے ہیں (یعنی جوان ہو گئے ہیں) پھر ہم اس لیے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ﷺ ہم کو ان زکوٰتوں پر تحصیلدار بنا دیں کہ ہم بھی آپ کو تحصیل لا دیں جیسے اور لوگ لاتے ہیں اور ہم کو بھی کچھ مل جائے جیسے اوروں کو مل جاتا ہے (تاکہ ہمارے نکاح کا خرچ نکل آئے) پھر حضور چپ ہو رہے بڑی دیر تک یہاں تک کہ ہم نے چاہا کہ پھر کچھ کہیں اور ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا ہم سے پردہ کی آڑ سے اشارہ فرماتی تھیں کہ اب کچھ نہ کہو پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''زکوٰۃ آل محمد کے لائق نہیں یہ تو لوگوں کا میل ہے (شاید یہ مثل یہیں سے ہے کہ روپیہ پیسہ ہاتھوں کی میل ہے) مگر تم میرے پاس محمیہ کو بلا لاؤ (یہ نام تھا آپ ﷺ کے خزانچی کا) اور وہ خمس کے اوپر مقرر تھے اور بلا لاؤ نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کو۔'' کہا راوی نے کہ پھر یہ دونوں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ نے محمیہ سے فرمایا: ''تم اپنی لڑکی اس لڑکے فضل بن عباس کو بیاہ دو۔'' اور نوفل بن حارث سے فرمایا: ''تم اپنی لڑکی اس لڑکے سے بیاہ دو۔'' یعنی مجھ سے (یعنی عبدالمطلب بن ربیعہ سے جو راوی حدیث ہیں) غرض میرا نکاح کر دیا آپ ﷺ نے اور محمیہ سے فرمایا: ''ان دونوں کا مہر خمس سے ادا کر دو اتنا اتنا۔'' زہری نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن عبداللہ میرے شیخ نے تعداد مہر کی نہیں فرمائی۔



فائدہ: قرآن مجید میں بلوغ کو نکاح فرمایا ہے ﴿اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ﴾ ویسا ہی اس روایت میں بھی ہے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے کپڑے یا ہاتھ سے اشارہ فرمایا ہوگا اس لیے کہ لمع لغت میں اسی کو کہتے ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کا مال سادات کو مطلقاً حرام ہے خواہ کسی خدمت کے عوض میں دیا جائے خواہ یوں دیا جائے غرض آٹھوں اسباب جو قبول زکوٰۃ کے ہیں ان سب میں سے کوئی وجہ ہو ان کو لینا اس کا روا نہیں اور یہی صحیح ہے اصحاب شافعیہ کے نزدیک اور احادیث بھی اسی کی مؤید ہیں اور بعض لوگوں نے جو اجازت دی ہے اجرت تحصیل میں، وہ ضعیف مذہب ہے بلکہ باطل ہے اور یہ حدیث صریح اس مذہب کو رد کرتی ہے اور اس مال کو میل جو فرمایا اس میں علت اس کی حرمت کی بیان کر دی اور وہ میل اس لیے ہیں کہ زکوٰۃ کے نکالنے سے ان کا بقیہ مال پاک ہو جاتا ہے جیسے اللہ پاک فرماتا ہے: ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾.

(۲۴۸۲) عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اَخْبَرَهُ: اَنَّ اَبَاهُ رَبِيْعَةَ بْنَ الْحَارِثِ [بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ] وَالْعَبَّاسَ

عبدالمطلب بن ربیعہ نے کہا کہ ان کے باپ ربیعہ اور عباس بن عبدالمطلب دونوں نے عبدالمطلب بن ربیعہ اور فضل بن عباس سے کہا کہ تم دونوں جاؤ رسول اللہ ﷺ کے پاس اور حدیث بیان کی جیسے اوپر

ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَا لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ وَلِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: ائْتِيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ مَالِكٍ وَقَالَ فِيْهِ فَأَلْقٰى عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ رِدَاءَهُ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَيْهِ وَقَالَ: أَنَا أَبُوْ حَسَنٍ الْقَرْمُ وَاللّٰهِ! لَا أَرِيْمُ مَكَانِيْ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَيْكُمَا أَبْنَاكُمَا بِحَوْرِ مَا بَعَثْتُمَا بِهِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ ثُمَّ قَالَ لَنَا: ((إِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ ﷺ وَلَا لِآلِ مُحَمَّدٍ ﷺ)) وَقَالَ أَيْضًا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ادْعُوْا لِيْ مَحْمِيَةَ بْنَ جَزْءٍ)) وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ أَسَدٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى الْأَخْمَاسِ.

گزری اور اس میں یوں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر بچھائی اور لیٹ رہے اور کہا کہ میں باپ ہوں حسن رضی اللہ عنہ کا اور سید ہوں قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ اس جگہ سے نہ جاؤں گا جب تک تمہارے بیٹے نہ لوٹیں تمہاری بات کا جواب لے کر جو تم نے رسول اللہ ﷺ سے کہلا بھیجی ہے پھر ہمارے لیے یہ فرمایا: ''یہ میل ہے لوگوں کی اور یہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کو جائز نہیں۔'' اور فرمایا: ''بلاؤ میرے پاس محمیہ بن جزء کو۔'' اور وہ ایک آدمی تھے قبیلہ بنی اسد کے کہ آپ ﷺ نے ان کو تحصیل دار کیا تھا خمسوں پر۔



بَابُ إِبَاحَةِ الْهَدِيَّةِ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَلِبَنِيْ هَاشِمٍ.

باب: حضور اکرم ﷺ اور آپ کی اولاد پر ہدیہ حلال ہے۔

(٢٤٨٣) عَنْ جُوَيْرِيَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَالَ: ((هَلْ مِنْ طَعَامٍ؟)) قَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ! يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا عِنْدَنَا طَعَامٌ إِلَّا عَظْمٌ مِنْ شَاةٍ أُعْطِيَتْهُ مَوْلَاتِيْ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ: ((قَرِّبِيْهِ فَقَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا)).

جویریہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی زوجہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں آئے اور فرمایا: ''کچھ کھانا ہے؟'' تو انہوں نے عرض کی کہ نہیں قسم ہے اللہ کی! اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس کچھ کھانا نہیں ہے مگر چند ہڈیاں بکری کی جو میری آزاد لونڈی کو صدقہ میں ملی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ''لاؤ اس لیے کہ صدقہ تو اپنی جگہ تک پہنچ گیا۔''

فائدہ: یعنی جب صدقہ جس کو دینا تھا اس تک پہنچ گیا اور اس نے دوسرے کو دے دیا تو اب حرمت اس کی جو سادات پر تھی باقی نہ رہی اس لیے کہ اب وہ ہدیہ ہو گیا اور صدقہ نہ رہا اور اس میں دلیل ہے شافعی رحمہ اللہ اور ان کے موافقین کی کہ گوشت قربانی کا جب کسی نے لے لیا تو اب اس کا بیچنا اس کو درست ہو گیا اور اگر کسی ایسے شخص کو ہدیہ دیا۔ جس کو صدقہ لینا درست نہ تھا تو بھی اس کو حلال ہو گیا اور بعض مالکیہ نے کہا ہے کہ بیع اس گوشت کی روا نہیں مگر دلیل ان کی معلوم نہیں اور ظاہرا اس روایت کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(٢٤٨٤) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

زہری سے ان اسناد کے ساتھ گزشتہ حدیث کی طرح روایت مروی ہے۔

(٢٤٨٥) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَهْدَتْ بَرِيْرَةُ رضی اللہ عنہا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ لَحْمًا

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہدیہ دیا بریرہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ کو کچھ گوشت کہ اس کو کسی نے صدقہ دیا تھا تو آپ ﷺ نے لیا اور فرمایا: ان کے لیے صدقہ

تُصُدِّقَ بِهِ عَلَيْهَا فَقَالَ: ((هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ)). [بخاری: ۱٤۹٥، ۲٥۷۷؛ ابوداؤد: ۱٦٥٥؛ نسائی: ۳۷٦۹]

ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔"

○ ○ ○ ○

(۲٤۸٦) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا وَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقِيلَ هٰذَا مَا تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيْرَةَ فَقَالَ: ((هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ)).

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ گائے کا گوشت لائے نبی ﷺ کے پاس اور کسی نے کہا: یہ گوشت صدقہ کا ہے جو بریرہ رضی اللہ عنہا کو ملا تھا آپ ﷺ نے فرمایا: "ان پر صدقہ ہے اور ہم کو ہدیہ۔"

فائدہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے گائے کا گوشت کھایا ہے اور یہ روایت مسلم ہی میں ہے۔

(۲٤۸۷) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَتْ فِيْ بَرِيْرَةَ ثَلَاثُ قَضِيَّاتٍ كَانَ النَّاسُ يَتَصَدَّقُوْنَ عَلَيْهَا وَتُهْدِيْ لَنَافَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَكُمْ هَدِيَّةٌ فَكُلُوْهُ)). [نسائی: ۳٤٤۸؛ وانظر فی مسلم: ۳۷۸۱]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے مقدمہ سے تین حکم شرعی ثابت ہوئے لوگ اس کو صدقہ دیتے اور وہ ہم کو ہدیہ دیتی تو ذکر کیا ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ اس پر صدقہ ہے اور تم پر ہدیہ ہے سو تم کھاؤ۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ یہاں ایک حکم بیان کیا دوسرا یہ ہے کہ ولاء اسی کو ہے جو آزاد کرے اور لونڈی جب آزاد ہو تو اس کو اپنے خاوند کے پاس رہنے کا اختیار ہے۔

(۲٤۸۸) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ ذٰلِكَ. [بخاری: ۱٤۹۳؛ نسائی: ۳٤٥۳، ۳٤٥٤، ٤٦٥۷؛ وانظر فی مسلم: ۳۷۸۲، ۳۷۸۳]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۲٤۸۹) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ ذٰلِكَ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ: ((وَهُوَ لَنَا مِنْهَا هَدِيَّةٌ)). [بخاری: ٤٥٦، ٥۲۷۹، ٥٤۳۰؛ مسلم: ۳۷٦٥؛ نسائی: ۳٤٤۷]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۲٤۹۰) عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: بَعَثَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَاةٍ مِنَ الصَّدَقَةِ فَبَعَثْتُ اِلٰى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا مِنْهَا بِشَيْءٍ فَلَمَّا جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى عَائِشَةَ قَالَ: ((هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟)) قَالَتْ: لَا اِلَّا اَنَّ نُسَيْبَةَ بَعَثَتْ اِلَيْنَا مِنَ الشَّاةِ الَّتِيْ بَعَثْتُمْ بِهَا اِلَيْهَا قَالَ: ((اِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا)).

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: بھیجا میرے پاس رسول اللہ ﷺ نے ایک بکری کو صدقہ کی تو میں نے اس میں سے تھوڑا گوشت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھیج دیا آپ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟" انہوں نے عرض کیا کہ نہیں مگر نسیبہ نے (یعنی ام عطیہ نے) ہمارے پاس کچھ گوشت بھیجا ہے اس بکری میں سے جو آپ نے ان کے پاس بھیجی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ اپنی جگہ پہنچ گئی۔"

[بخاری: ۱۴۴۶، ۱۴۹۴، ۲۵۷۹]

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی صدقہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے واسطے تھا ان کو پہنچ گیا۔ اب تمہارے لیے ہدیہ ہے اب کھاؤ، اور ہمیں کھلاؤ۔

بَابُ قُبُوْلِ النَّبِيِّ ﷺ الْهَدِيَّةَ وَرَدِّهِ الصَّدَقَةَ.

باب: رسول اللہ ﷺ کا ہدیہ قبول کرنا اور صدقہ کو رد کرنا۔

(۲۴۹۱) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ كَانَ إِذَا اُتِىَ بِطَعَامٍ سَأَلَ عَنْهُ فَإِنْ قِيْلَ: هَدِيَّةٌ اَكَلَ مِنْهَا وَإِنْ قِيْلَ: صَدَقَةٌ لَمْ يَأْكُلْ مِنْهَا.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ کی عادت تھی کہ جب کھانا آتا پوچھ لیتے اگر ہدیہ ہوتا تو کھاتے اور صدقہ ہوتا تو نہ کھاتے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہ پوچھنا آپ ﷺ کا ورع کی راہ سے تھا اور جب تک کہ لوگوں کو خوب معلوم نہ تھا کہ آپ ﷺ صدقہ نہیں کھاتے اور اس سے اصل ماکل ومشارب کا دریافت کرنا روا ہوا۔

بَابُ الدُّعَاءِ لِمَنْ اَتٰى بِصَدَقَتِهٖ.

باب: صدقہ لانے والے کو دعا دینے کا بیان۔

(۲۴۹۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ اَوْفٰى قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلَيْهِمْ)) فَاَتَاهُ اَبِىْ اَبُوْ اَوْفٰى بِصَدَقَتِهٖ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰى اٰلِ اَبِىْ اَوْفٰى)). [بخاری: ۱۴۹۷، ۴۱۶۶، ۶۳۳۲، ۶۳۵۹؛ ابوداؤد: ۱۵۹۰؛ نسائی: ۲۴۵۸؛ ابن ماجہ: ۱۷۹۶]

عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ جب کوئی قوم صدقہ لاتی تھی تو آپ ﷺ ان کے لیے (دعا) فرماتے تھے: "یا اللہ! رحمت کر ان کے اوپر۔" پھر آئے باپ ابو اوفیٰ کے صدقہ لے کر تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یا اللہ! رحمت کر ابو اوفیٰ کی آل پر۔"

فائدہ: یہ دعا فرمانا آپ ﷺ کا بموجب اس آیت شریف کے تھا کہ اللہ پاک نے فرمایا: ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ﴾ اور مذہب مشہور علما کا یہی ہے دعا زکوٰۃ دینے والے کو دینا مستحب ہے اور ظاہریہ کا قول ہے کہ واجب ہے اور بعض اصحاب شافعیہ بھی اسی طرف گئے اور جمہور نے کہا ہے کہ یہ امر آیت مبارک کا ہمارے واسطے مستحب ہے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا زکوٰۃ لینے کو اور ان کو دعا کا حکم نہیں دیا اور جواب اس کا یہ ہے کہ دعا کا حکم ان کو قرآن شریف سے خود معلوم تھا اور جمہور نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ دعا نبی ﷺ کی ان کے لیے باعث تسکین تھی بخلاف اوروں کے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے دعا میں کہا ہے کہ مستحب ہے کہ یوں کہے: اٰجَرَكَ اللّٰهُ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَجَعَلَكَ طَهُوْرًا وَبَارَكَ لَكَ فِيْمَا اَبْقَيْتَ مگر جب تک یہ الفاظ کسی روایت کے ثابت نہ ہوں مجرد قول کسی کا مثبت استحباب نہیں ہو سکتا اور تحصیلدار کا یہ کہنا کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى فُلَانٍ اس کو جمہور شافعیہ نے مکروہ کہا ہے اور یہی مذہب ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مالک رحمہ اللہ اور ابن عیینہ رحمہ اللہ کا اور ایک جماعت سلف کا اور ایک جماعت نے اس کو جائز کہا ہے اس حدیث کی رو سے اور جنہوں نے مکروہ کہا ہے کہ صلوٰۃ کا لفظ غیر انبیا کے لیے جائز مگر انبیا علیہم السلام کی ذیل میں اس لیے کہ صلوٰۃ لسان سلف میں انبیا کے ساتھ خاص تھی جیسے عزوجل کا لفظ ہے اللہ پاک کے واسطے اور جیسے یہ نہیں کہہ سکتے کہ محمد عزوجل، اگرچہ آپ بھی عزیز و جلیل ہیں اسی طرح یہ نہیں کہہ سکتے کہ ابوبکر [ﷺ] اور اگرچہ معنی اس کے بھی صحیح ہیں اور ہمارے اصحاب کا اختلاف ہے اس میں کہ یہ نہی تنزیہی ہے یا تحریم یا مجرد ادب ہے اور قول اصح اور مشہور یہ ہے کہ یہ مکروہ ہے بکراہت تنزیہی اس لیے کہ یہ شعار ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❁❁)

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) اہل بدع کا اوران کے شعار سے منع کیے گئے ہیں۔ اور اتفاق ہے اس پر کہ غیر انبیا کے لیے لفظ صلوٰۃ بشراکت انبیا جائز ہے جیسے آیا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اور شیخ ابومحمد جوینی اصحاب شافعیہ سے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ سلام بھی بمعنی صلوٰۃ ہے اور اس کو اکیلا استعمال نہ کرے سوا انبیا علیہم السلام کے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ وسلام کو قرین کیا۔ غرض یوں نہ کہنا چاہیے کہ فلاں علیہ السلام نے (مثلاً کہیں کہ عبدالکریم [علیہ السلام] نے فرمایا) مگر مخاطبہ کے طور سے حی و میت سے کہنا درست ہے) جیسے کہیں السلام علیکم یا السلام علیك. واللہ اعلم (النووی رحمۃ اللہ علیہ)

(٢٤٩٣) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: ((صَلِّ عَلَيْهِمْ)) [راجع:٢٤٩٤]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے لیکن اس میں یہ ذکر نہیں کہ آپ ﷺ نے ان پر رحمت کی دعا کی۔

بَابُ إِرْضَاءِ السَّاعِيْ مَالَمْ يَطْلُبْ حَرَامًا.

باب: تحصیلدار زکوٰۃ کو راضی رکھنے کا بیان جب تک وہ مال حرام طلب نہ کرے۔

(٢٤٩٤) عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَتَاكُمُ الْمُصَدِّقُ فَلْيَصْدُرْ عَنْكُمْ وَهُوَ عَنْكُمْ رَاضٍ)).

[ترمذی: ٦٤٧، ٦٤٨؛ نسائی: ٢٤٦٠؛ ابن ماجه: ١٨٠٢]

جریر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب زکوٰۃ لینے والا تمہارے پاس آئے تو چاہیے کہ راضی جائے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: مقصود حدیث یہ ہے کہ حاکموں کی اطاعت کرو، ان کو راضی رکھو، بات چیت نشست و برخاست میں ان کو رنج نہ دو کہ اس میں صلاح ذات البین ہے اور اجماع مسلمین ہے اور یہ سب امور جب ہی تک ہیں کہ تم سے جور اور ظلم کی راہ سے طلب نہ کرے کوئی چیز۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الصِّيَامِ

روزے کے مسائل

فائدہ: صوم اور صیام لغت میں مطلق امساک کے معنی میں ہے اور شرع میں امساک مخصوص ہے زمان مخصوص میں شخص مخصوص کا اس کی شرائط کے ساتھ۔

بَابُ فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ . باب: ماہ رمضان کی فضیلت۔

(٢٤٩٥) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا جَآءَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ)) . [بخاری:١٨٩٨، ١٨٩٩، ٣٢٧٧؛ نسائی: ٢٠٩٦، ٢٠٩٧، ٢٠٩٨، ٢٠٩٩، ٢١٠٠، ٢١٠١]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رمضان آتا ہے تو کھل جاتے ہیں دروازے جنت کے اور بند ہو جاتے ہیں دروازے دوزخ کے اور زنجیروں میں کس دیئے جاتے ہیں شیاطین۔''



فائدہ: یہ حدیث دلیل ہے ایک بڑے مذہب صحیح کی اور اسی طرف گئے ہیں محققین اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور وہ یہ ہے کہ فقط رمضان کہنا روا ہے بغیر لفظ شہر کے اور اس میں کراہت نہیں ہے اور اس میں تین مذہب ہیں: اول یہ کہ کسی حال میں صرف رمضان کہنا روا نہیں اور یہ قول ہے اصحاب مالک کا اور ان لوگوں نے دعویٰ کیا ہے کہ رمضان نام ہے اللہ تعالیٰ کا پس اس کا اطلاق غیر پر بلا قید روا نہیں اور اکثر اصحاب شافعی اور ابن باقلانی کا قول یہ ہے کہ یہاں ایک قرینہ ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اللہ پاک مراد نہیں اور مہینہ مراد ہے پس اس میں کراہت نہیں اور اگر قرینہ نہ ہو تو مکروہ ہے غرض جیسے لوگ کہتے ہیں ہم نے رمضان کا روزہ رکھا رمضان میں قیام شب کیا یہ مکروہ نہیں مگر یہ کہنا کہ رمضان آیا یا رمضان گیا یہ مکروہ ہے اور یہ دوسرا قول ہے اور تیسرا وہی جس طرف بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ گئے ہیں کہ خواہ قرینہ ہو یا نہ ہو۔ رمضان کا اطلاق بلا کراہت روا ہے اور یہی صحیح اور صواب ہے اور اول کے دونوں مذہب فاسد ہیں اور کھلنا اور بند ہونا دروازوں کا اور قید ہو جانا شیاطین کا اور قید حقیقت ہے مجاز نہیں۔ یہی مذہب حق ہے۔

(٢٤٩٦) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا كَانَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ)). [راجع:٢٤٩٥]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رمضان ہوتا ہے تو رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں باندھے جاتے ہیں۔''



(٢٤٩٧) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ)) بِمِثْلِهِ. [راجع:٢٤٩٥]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔



بَابُ وُجُوْبِ صَوْمِ رَمَضَانَ لِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ وَالْفِطْرِ لِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ وَأَنَّهُ إِذَا غُمَّ فِيْ أَوَّلِهِ أَوْ آخِرِهِ أُكْمِلَتْ عِدَّةُ الشَّهْرِ ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا.

باب: اس بیان میں کہ روزہ اور افطار چاند دیکھ کر کریں اور اگر بدلی ہو تو تیس تاریخ پوری کریں۔

(٢٤٩٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ: ((لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهُ)).

[بخاري: ١٩٠٦؛ نسائي: ٢١٢٠]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ذکر کیا۔ رمضان کا اور فرمایا: ”نہ روزہ رکھو اور نہ افطار کرو جب تک کہ چاند دیکھ لو۔ پھر اگر بدلی ہو جائے تو تیس دن پورے کرو۔“ (یعنی خواہ شعبان کے خواہ رمضان کے)

○ ○ ○ ○

(٢٤٩٩) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَضَرَبَ بِيَدَيْهِ فَقَالَ: ((الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا [وَهٰكَذَا] ثُمَّ عَقَدَ إِبْهَامَهُ فِي الثَّالِثَةِ ـ صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهُ ثَلَاثِيْنَ)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا رمضان کا اور اشارہ کیا اپنے دونوں ہاتھوں سے (یعنی دس انگلیوں سے) اور فرمایا: ”مہینہ ایسا ہے، ایسا ہے، ایسا ہے اور بند کر لیا اپنے انگوٹھے کو تیسری بار (یعنی انتیس دن کا ہوتا ہے) اور فرمایا: روزہ رکھو چاند دیکھ کر اور افطار کرو چاند دیکھ کر پھر اگر تم پر بدلی ہو تو گن لو پورے تیس دن۔“

فائدہ: یعنی انتیس کو شعبان کی مثلاً ابر ہو تو تیس شعبان کی پوری کر لو بعد اس کے روزہ رکھ لو اور اسی طرح اگر انتیس رمضان کو بدلی ہو اور اس سبب بدلی کے رؤیت نہ ہو تو تیس روزے پورے کر لو اور بعد اس کے عید الفطر کر لو۔ جمہور نے اس حدیث کے یہی معنی کیے ہیں اور احادیث اور روایات بھی اسی کی مؤید ہیں۔

(٢٥٠٠) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: ((فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا ثَلَاثِيْنَ)) نَحْوَ حَدِيْثِ أُسَامَةَ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٥٠١) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَمَضَانَ فَقَالَ: ((الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا)) وَقَالَ: ((فَاقْدُرُوْا لَهُ)) وَلَمْ يَقُلْ: ((ثَلَاثِيْنَ)).

عبیداللہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا ذکر کیا اور فرمایا: ”مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے اور ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ایسا ایسا ایسا اور فرمایا: ”اندازہ کرو اس کا۔“ اور تیس کا لفظ نہیں فرمایا۔

○ ○ ○ ○

(٢٥٠٢) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ فَلَا تَصُومُوا حَتّٰى تَرَوْهُ وَلَا تُفْطِرُوا حَتّٰى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ)).

[ابو داود: ۲۳۲۰، ۲۳۲۱]

''مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے۔ تم روزہ رکھو چاند دیکھ کر اور افطار کرو چاند دیکھ کر۔ پس اگر بادل ہوں تو تیس دن پورے کر لو۔''

○ ○ ○ ○

(۲۵۰۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ)).

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

(۲۵۰٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوا لَهُ)). [بخاری: ۱۹۰۰؛ نسائی: ۲۱۱۹]

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اس میں یہ ذکر نہیں کہ مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے۔

○ ○ ○ ○

(۲۵۰۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً لَا تَصُومُوا حَتّٰى تَرَوْهُ وَلَا تُفْطِرُوا حَتّٰى تَرَوْهُ إِلَّا أَنْ يُغَمَّ عَلَيْكُمْ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ)).

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اس میں تسع وعشرون کے ساتھ لیلۃ کا لفظ بھی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۲۵۰٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((الشَّهْرُ هٰكَذَا [وَهٰكَذَا] وَقَبَضَ إِبْهَامَهُ فِي الثَّالِثَةِ)).

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سنا رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے: ''مہینہ ایسا ایسا ایسا ہوتا ہے اور انگوٹھے کو کم کر دیا تیسری بار میں۔ (یعنی انتیس کا بھی ہوتا ہے)

(۲۵۰۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ)). [نسائی: ۲۱۳۸]

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے آپ ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے: ''مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انتیس کا رمضان ہونے سے اس کا اجر بھی نہیں گھٹتا اس لیے کہ وہ بھی مہینہ کامل ہے نہ کہ ناقص۔

(۲۵۰۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا عَشْرًا وَعَشْرًا وَتِسْعًا)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مہینہ ایسا ہے ایسا ہے ایسا ہے یعنی دس اور دس اور نو دن کا۔''

○ ○ ○ ○

(۲۵۰۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَقُولُ: قَالَ:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہینہ

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الشَّهْرُ كَذَا وَكَذَا وَكَذَا)) وَصَفَّقَ بِيَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ بِكُلِّ اَصَابِعِهِمَا وَنَقَصَ فِي الصَّفْقَةِ الثَّالِثَةِ. اِبْهَامَ الْيُمْنٰى اَوِالْيُسْرٰى.

[بخاري: ۱۹۰۸، ۵۳۰۲؛ نسائي: ۲۱٤۱]

ایسا ایسا ایسا ہے۔'' اور اپنے دونوں ہاتھ مارے دو بار اور سب انگلیاں کھلی رکھیں اور تیسری بار انگوٹھا داہنا یا بایاں کم کر دیا (یعنی بند کر دیا اور اشارہ ہوا انتیس کا)

○ ○ ○ ○

(۲۵۱۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ)) وَطَبَّقَ شُعْبَةُ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ وَكَسَرَ الْاِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ قَالَ عُقْبَةُ: وَاَحْسِبُهُ قَالَ: ((الشَّهْرُ ثَلَاثُوْنَ)) وَطَبَّقَ كَفَّيْهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ.

[نسائي: ۲۱٤۲]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہینہ انتیس کا ہوتا ہے۔'' اور شعبہ نے دونوں ہاتھ اپنے ملا کر اشارہ کیا اور تیسری بار میں انگوٹھے کو موڑ لیا۔ عقبہ نے کہا: اور میں گمان کرتا ہوں کہ انہوں نے کہا کہ ''مہینہ تیس کا ہوتا ہے۔'' اور دونوں ہتھیلیوں کو تین بار ملایا۔

○ ○ ○ ○

(۲۵۱۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا)) وَعَقَدَ الْاِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ ((وَالشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا)) يَعْنِيْ تَمَامَ ثَلٰثِيْنَ.

[بخاري: ۱۹۱۳؛ ابوداؤد: ۲۳۱۹؛ نسائي: ۲۱۳۹، ۲۱٤۰]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہم لوگ اُمی ہیں، نہ لکھتے ہیں، نہ حساب کرتے ہیں۔ مہینہ تو ایسا ہوتا ہے، ایسا ہوتا ہے، ایسا ہوتا ہے۔'' اور تیسری بار میں انگوٹھا بند کر لیا اور ''مہینہ ایسا ہوتا ہے، ایسا ہوتا ہے، ایسا ہوتا ہے۔'' یعنی تیس دن پورے ہوتے ہیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: قربان اس نبی امی ﷺ پر کہ اپنی امت مرحومہ کو ایسی تعلیم دی کہ تمام جہان کے حساب والے گرد ہیں اور ایک ذرا سی بات کو کس کس طرح سے ان کے ذہن نشین کر دیا اور رحمت کرے اللہ تعالیٰ محدثین کو کہ انہوں نے کیسے آپ ﷺ کی تعلیمات اور ارشادات کی حفاظت کی کہ ایک ایک بات کو اسانید متعددہ سے اور اسالیب مختلفہ سے جس طرح سے وارد ہوئے خوب یاد رکھا اور ایسی حفاظت کی کہ کسی امت کو نصیب نہ ہوئی۔ الحمد للّٰہ علی ذٰلک۔

(۲۵۱۲) عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرِ الشَّهْرَ الثَّانِيْ: ثَلَاثِيْنَ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔ لیکن اس حدیث میں دوسری دفعہ تیس کی گنتی پوری نہیں۔

(۲۵۱۳) عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ: سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما رَجُلًا يَقُوْلُ: اللَّيْلَةَ النِّصْفُ فَقَالَ لَهٗ: مَا يُدْرِيْكَ اَنَّ اللَّيْلَةَ النِّصْفُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا)) وَاَشَارَ بِاَصَابِعِهِ الْعَشْرِ مَرَّتَيْنِ ((وَهٰكَذَا)) فِي الثَّالِثَةِ وَاَشَارَ بِاَصَابِعِهِ كُلِّهَا وَحَبَسَ

سعد بن عبیدہ نے کہا کہ سنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو کہ کہتا تھا کہ آج کی رات آدھا مہینہ ہو گیا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو نے کیا جانا کہ آج کی رات آدھا مہینہ ہوا۔ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے ''مہینہ ایسا ہوتا ہے۔'' اور اشارہ کیا اپنی انگلیوں سے دو بار اور ایسا ہی تیسری بار کیا اور سب انگلیوں سے اشارہ کیا اور بند کر لیا یا جھکا لیا اپنے انگوٹھے کو۔

اَوْخَنَسَ اِبْهَامَهٗ. [نسائی: ۲۱۱۸؛ ابن ماجه: ۱۶۵۵]

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی تم نے کیونکر جانا کہ آج کی رات آدھا مہینہ ہوا؟ اس لیے کہ مہینہ کبھی انتیس ہی کا ہوتا ہے پھر جب تک ماہ تمام نہ ہو اور معلوم نہ ہو کہ انتیس کا ہوا یا تیس کا، تب تک کیونکر معلوم ہو کہ نصف ماہ کونسی رات کو ہوا۔

(۲۵۱۴) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا رَاَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوْا وَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاَفْطِرُوْا فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُوْمُوْا ثَلٰثِيْنَ يَوْمًا)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم اس کو دیکھو تب ہی افطار بھی کرو۔ پھر اگر بدلی ہو جائے تو تیس روزے پورے رکھ لو۔“ (پھر اس کے بعد عید کرو)

○ ○ ○ ○

(۲۵۱۵) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ فَاِنْ غُمِّيَ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوا الْعَدَدَ)).

[بخاری: ۱۹۰۹؛ نسائی: ۲۱۱۶، ۲۱۱۷]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”روزہ رکھو چاند دیکھ کر اور افطار کرو چاند دیکھ کر اور اگر بدلی ہو جائے تو گنتی پوری کردو۔“ (یعنی تیس کی)۔

○ ○ ○ ○

(۲۵۱۶) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ فَاِنْ غُمِّيَ عَلَيْكُمُ الشَّهْرُ فَعُدُّوْا ثَلَاثِيْنَ)).

[نسائی: ۲۱۲۲]

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

(۲۵۱۷) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْهِلَالَ فَقَالَ: ((اِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَصُوْمُوْا وَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاَفْطِرُوْا فَاِنْ اُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوْا ثَلَاثِيْنَ)).

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

بَابُ لَا تَقَدَّمُوْا رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ.

باب: رمضان کے استقبال کے طور پر ایک یا دو روزے رکھنے کی ممانعت۔

(۲۵۱۸) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقَدَّمُوْا رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ اِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُوْمُ صَوْمًا فَلْيَصُمْهُ)). [ترمذی: ۶۸۵]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رمضان سے پیشگی ایک دو روزہ مت رکھو مگر وہ شخص جو ہمیشہ ایک دن میں روزہ رکھا کرتا تھا اور وہی دن آگیا تو خیر وہ رکھے اپنے مقررہ دن میں۔“ (مثلاً جمعرات اور جمعہ کو روزہ رکھتا تھا اور انتیس اور تیس تاریخ میں شعبان کے وہی دن آگئے تو وہ رکھ لے)۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۲۵۱۹) عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [بخاري: ۱۹۱٤؛ ابو داؤد: ۲۳۳۵]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابٌ الشَّهْرُ يَكُونُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ.

باب: مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے۔

(۲۵۲۰) عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْسَمَ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَى أَزْوَاجِهِ شَهْرًا قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: لَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً أَعُدُّهُنَّ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ. قَالَتْ:۔ بَدَأَ بِي فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّكَ أَقْسَمْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَإِنَّكَ دَخَلْتَ مِنْ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ أَعُدُّهُنَّ فَقَالَ: ((إِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ)). [ترمذي: ۳۳۱۸؛ نسائي: ۲۱۳۰؛ وانظر في مسلم: ۳۶۹٦]

زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ اپنی بیبیوں کے پاس نہ آئیں گے ایک ماہ تک۔ زہری نے کہا: پھر خبر دی مجھ کو عروہ نے عائشہ ؓ کی زبانی کہ انہوں نے فرمایا: جب انتیس روز گزر رہے اور میں شمار کرتی تھی تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور عائشہ ؓ نے فرمایا کہ پہلے میرے پاس تشریف لائے (اور یہ فخریہ حضرت عائشہ ؓ نے ارشاد فرمایا اور اس میں کمال محبت رسول اللہ ﷺ کی ان کے ساتھ ثابت ہوئی) پھر میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے تو قسم کھائی تھی کہ ہمارے پاس نہ آئیں گے مہینہ بھر تک اور آپ ﷺ انتیسویں ہی دن تشریف لائے اور میں دن شمار کر رہی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”مہینہ انتیس کا بھی تو ہوتا ہے۔“

(۲۵۲۱) عَنْ جَابِرٍ ؓ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اعْتَزَلَ نِسَاءَهُ شَهْرًا فَخَرَجَ إِلَيْنَا فِي تِسْعٍ وَعِشْرِينَ فَقُلْنَا: إِنَّمَا الْيَوْمَ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ فَقَالَ: ((إِنَّمَا الشَّهْرُ)) وَصَفَّقَ بِيَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَحَبَسَ إِصْبَعًا وَاحِدَةً فِي الْآخِرَةِ.

جابر ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کنارہ کیا اپنی بیبیوں سے ایک ماہ کا، پھر نکلے ہماری طرف انتیسویں دن سو ہم نے عرض کی کہ آج تو انتیسواں دن ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”مہینہ اتنا بھی ہوتا ہے۔“ اور دونوں ہاتھ ملائے تین بار اور بند کر لی ایک انگلی پچھلی بار میں (یعنی انتیس کا اشارہ فرمایا)۔

○ ○ ○ ○

(۲۵۲۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ؓ يَقُولُ: اعْتَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ نِسَاءَهُ شَهْرًا فَخَرَجَ إِلَيْنَا صَبَاحَ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّمَا أَصْبَحْنَا لِتِسْعٍ وَعِشْرِينَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ)) ثُمَّ طَبَّقَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدَيْهِ ثَلَاثًا: مَرَّتَيْنِ بِأَصَابِعِ يَدَيْهِ كُلِّهَا وَالثَّالِثَةَ بِتِسْعٍ مِنْهَا.

جابر ؓ کہتے ہیں کنارہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اپنی عورتوں سے ایک ماہ کا اور نکلے آپ ﷺ انتیسویں کی صبح کو۔ سو بعض لوگوں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آج تو ہماری انتیسویں دن کی صبح ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے۔“ پھر ملائے آپ ﷺ نے دو ہاتھ تین بار، دو بار تو سب انگلیوں کے ساتھ اور تیسری بار نو انگلیوں سے۔

○ ○ ○ ○

(۲۵۲۳) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ؓ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

النَّبِيَّ ﷺ حَلَفَ اَنْ لَا يَدْخُلَ عَلٰى بَعْضِ اَهْلِهٖ شَهْرًا فَلَمَّا مَضٰى تِسْعَةٌ وَعِشْرُوْنَ يَوْمًا غَدَا عَلَيْهِمْ ـاَوْرَاحَ ـ فَقِيْلَ لَهٗ: حَلَفْتَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! اَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا قَالَ: ((اِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ يَوْمًا)).

[بخاری: ۱۹۱۰، ۵۲۰۲؛ ابن ماجه: ۲۰۶۱]

○ ○ ○ ○

(۲۵۲٤) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ.

[راجع: ۲۵۲۳]

ابن جریج سے مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۲۵۲۵) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهٖ عَلَى الْاُخْرٰى فَقَالَ: ((اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا)) ثُمَّ نَقَصَ فِي الثَّالِثَةِ اِصْبَعًا. [نسائی: ۲۱۳٤، ۲۱۳۵، ۲۱۳٦؛ ابن ماجه: ۱٦۵٦]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مارا رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر اور فرمایا: ''کہ مہینہ اس طرح اور اس طرح ہوتا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ ایک اُنگلی کم کر لی۔

○ ○ ○ ○

(۲۵۲٦) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا [وَهٰكَذَا])) عَشْرًا وَعَشْرًا وَتِسْعًا: مَرَّةً.

[راجع: ۲۵۲۵]

محمد بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''مہینہ اس طرح اور اس طرح اور اسطرح سے ہوتا ہے۔'' دس اور دس اور نو مرتبہ۔

○ ○ ○ ○

(۲۵۲۷) عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمَعْنٰى حَدِيْثِهِمَا.

مذکورہ بالا حدیث معناً اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ بَيَانِ اَنَّ لِكُلِّ بَلَدٍ رُؤْيَتَهُمْ وَاَنَّهُمْ اِذَا رَاَوُا الْهِلَالَ بِبَلَدٍ لَّا يَثْبُتُ حُكْمُهٗ لِمَا بَعُدَ عَنْهُمْ.

باب: شہر میں وہیں کی رُؤیت معتبر ہے اور دوسرے شہر کی رؤیت وہاں کام نہیں آتی۔

(۲۵۲۸) عَنْ كُرَيْبٍ اَنَّ اُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ رضی اللہ عنہا بَعَثَتْهُ اِلٰى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ قَالَ: فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا وَاسْتُهِلَّ عَلَيَّ رَمَضَانُ وَاَنَا بِالشَّامِ فَرَاَيْتُ الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فِيْ اٰخِرِ

کریب کو ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا شام میں انہوں نے کہا کہ میں گیا شام کو اور ان کا کام نکال دیا اور میں نے چاند دیکھا رمضان کا شام میں جمعہ کی شب کو (یعنی پنج شنبہ کی شام کو) پھر مدینہ آیا آخر ماہ میں اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا مجھ سے اور ذکر کیا چاند کا کہ تم نے کب دیکھا؟ میں نے کہا: جمعہ کی شب کو۔ انہوں نے

الشَّهْرِ فَسَأَلَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ فَقَالَ: مَتٰى رَاَيْتُمُ الْهِلَالَ؟ فَقُلْتُ: رَاَيْنَاهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: اَنْتَ رَاَيْتَهٗ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ وَرَاٰهُ النَّاسُ وَصَامُوْا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: لٰكِنَّا رَاَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ فَلَا نَزَالُ نَصُوْمُ حَتّٰى نُكْمِلَ ثَلَاثِيْنَ اَوْ نَرَاهُ فَقُلْتُ: اَوَلَا تَكْتَفِيْ بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَصِيَامِهٖ؟ فَقَالَ: لَا هٰكَذَا اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَشَكَّ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى فِيْ نَكْتَفِيْ اَوْ تَكْتَفِيْ ۔ [ابوداود: ۲۳۳۲؛ ترمذی: ۶۹۳؛ نسائی: ۲۱۱۰]

کہا: تم نے خود دیکھا؟ میں نے کہا: ہاں اور لوگوں نے بھی دیکھا اور روزہ رکھا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور لوگوں نے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ ہم نے تو ہفتہ کی شب کو دیکھا اور ہم پورے تیس روزے رکھیں گے یا چاند دیکھ لیں گے تو میں نے کہا: آپ کافی نہیں جانتے دیکھنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا اور ان کا روزہ رکھنا؟ آپ نے فرمایا، نہیں ایسا ہی حکم کیا ہے ہم کو رسول اللہ ﷺ نے اور یحییٰ بن یحییٰ کو شک ہے کہ نکتفی کہا یا تکتفی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رویت ہلال کی عام نہیں ہوتی یعنی جس شہر والے دیکھیں وہ روزہ رکھیں یا افطار کریں اور دوسروں کو ان کی رؤیت پر اعتماد ضروری نہیں اور یہی مذہب صحیح ہے اصحاب شافعیہ کے نزدیک بلکہ نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ جہاں تک قصر نہیں ہوتی نماز میں وہیں تک رؤیت کا بھی اعتبار ہے اور بعض نے کہا کہ اگر مطلع متفق ہو تو دوسروں کو بھی اعتبار ضروری ہے اور بعض نے کہا: ایک اقلیم تک اگر اتفاق ہے تو اعتبار ہے ورنہ نہیں اور بعض کا قول ہے کہ رویت ایک جگہ کی تمام روئے زمین کو کافی ہے اور انہوں نے اس حدیث کا یہ جواب دیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس ایک شخص کی گواہی قبول نہیں کی مگر ظاہر حدیث اس پر دال ہے کہ انہوں نے رؤیت بعید کا اعتبار نہیں کیا۔ (نووی رحمہ اللہ)

بَابُ بَيَانِ اَنَّهٗ لَا اعْتِبَارَ بِكِبَرِ الْهِلَالِ وَصِغَرِهٖ وَاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَمَدَّهٗ لِلرُّؤْيَةِ فَاِنْ غُمَّ فَلْيُكْمَلْ ثَلَاثُوْنَ.

باب: چاند کے چھوٹے بڑے ہونے کا اعتبار نہیں اور جب بدلی ہو تو تیس کی گنتی پوری کرو۔

(۲۵۲۹) عَنْ اَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ: خَرَجْنَا لِلْعُمْرَةِ فَلَمَّا نَزَلْنَا بِبَطْنِ نَخْلَةَ قَالَ: تَرَاءَيْنَا الْهِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: هُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ قَالَ: فَلَقِيْنَا ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فَقُلْنَا: اِنَّا رَاَيْنَا الْهِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ فَقَالَ: اَيَّ لَيْلَةٍ رَاَيْتُمُوْهُ قَالَ: فَقُلْنَا لَيْلَةَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ مَدَّهٗ لِلرُّؤْيَةِ فَهُوَ

ابوالبختری نے کہا کہ ہم عمرہ کو نکلے اور جب بطن نخلہ پہنچے (ایک مقام کا نام ہے) تو سب نے چاند دیکھنا شروع کیا اور بعض نے دیکھ کر کہا کہ یہ تین رات کا چاند ہے (یعنی بڑا ہونے کے سبب سے) اور بعض نے کہا: دو رات کا ہے پھر ملے ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ان سے ذکر کیا کہ ہم نے چاند دیکھا اور کسی نے کہا: تین رات کا ہے اور کسی نے کہا: دو رات کا ہے تب انہوں نے پوچھا کہ تم نے کون سی رات میں دیکھا؟ تو ہم نے کہا: فلاں فلاں رات میں۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے اس کو بڑھا دیا دیکھنے کیلئے اور وہ اسی رات کا تھا جس رات تم نے دیکھا۔"

لِلَيْلَةٍ رَأَيْتُمُوهُ)).

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ چھوٹا بڑا ہونے کا اعتبار نہیں، جب رؤیت ہو اسی شب کا ہے خواہ انتیسویں ہو یا تیسویں۔

(۲۵۳۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَمَدَّهُ لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ أُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ)).

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے لمبا کر دیا ہے اس کو اس کے دیکھنے کے سبب سے۔ پس اگر بادل ہوں تو تم گنتی کو پورا کرو۔''

بَابُ بَيَانِ مَعْنَى قَوْلِهِ ﷺ: ((شَهْرَا عِيْدٍ لَا يَنْقُصَانِ)).

باب: دو مہینے عید کے ناقص نہیں ہوتے۔

(۲۵۳۱) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((شَهْرَا عِيْدٍ لَا يَنْقُصَانِ رَمَضَانُ وَذُو الْحِجَّةِ)).

[بخاري: ۱۹۱۲؛ ابوداود: ۲۳۲۳؛ ترمذي: ۶۹۲؛ ابن ماجه: ۱۶۵۹]

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ نے فرمایا: ''دو ماہ عیدوں کے ناقص نہیں ہوتے ایک رمضان شریف، دوسرا ذی الحجہ۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: صحیح اور معتبر معنی تو اس کے یہی ہیں کہ ان دونوں ماہ کا ثواب کسی طرح نہیں گھٹتا، خواہ انتیس کے ہوں، خواہ تیس کے، غرض یہ ہے کہ ایک تاریخ کے کم ہونے سے ثواب کم نہیں ہوتا اور بعض نے کہا کہ ایک سال میں دونوں ماہ انتیس کے نہیں ہوتے اگر ایک انتیس کا ہوتا ہے تو دوسرا تیس کا ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ دونوں ثواب میں برابر ہیں ایک دوسرے سے کم نہیں یعنی اگر رمضان میں روزے ہیں تو ذی الحجہ میں مناسک حج ہیں اور یہ سب قول ضعیف ہیں صحیح وہی ہے جو اول گزرا۔

(۲۵۳۲) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: ((شَهْرَا عِيْدٍ لَا يَنْقُصَانِ)) فِي حَدِيْثِ خَالِدٍ: ((شَهْرَا عِيْدٍ رَمَضَانُ وَذُو الْحِجَّةِ)). [راجع: ۲۵۳۱]

ترجمہ وہی جو اوپر گزرا ہے اور خالد کی روایت میں ہے کہ ''عید کے دو ماہ رمضان اور ذوالحجہ ہیں۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الدُّخُوْلَ فِي الصَّوْمِ يَحْصُلُ بِطُلُوْعِ الْفَجْرِ.

باب: روزہ طلوع فجر سے شروع ہو جاتا ہے۔

(۲۵۳۳) عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾ [البقرة: ۱۸۷] قَالَ لَهُ عَدِيٌّ [بْنُ حَاتِمٍ]: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنِّيْ أَجْعَلُ تَحْتَ وِسَادَتِيْ عِقَالَيْنِ عِقَالًا أَبْيَضَ

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب یہ آیت اتری ﴿حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ﴾ یعنی ''کھاتے پیتے رہو جب تک کہ ظاہر ہو جائے سفید دھاگہ کالے دھاگے سے صبح کے۔'' تو عدی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اپنے تکیہ کے نیچے دو رسیاں رکھتا ہوں ایک سفید ایک کالی اسی سے میں پہچان لیتا ہوں رات کو دن سے، تب آپ ﷺ

وَعِقَالًا اَسْوَدَ اَعْرِفُ اللَّيْلَ مِنَ النَّهَارِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ وِسَادَكَ لَعَرِيْضٌ اِنَّمَا هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ)).

[بخاری: ۱۹۱۶، ۴۵۰۹؛ ابوداود: ۲۳۴۹؛ ترمذی: ۲۹۷۱]

نے فرمایا: ”تمہارا تکیہ تو بہت چوڑا ہے (مزاح کی راہ سے فرمایا کہ اتنا چوڑا ہے کہ صبح اسی کے نیچے سے ہوتی ہے) اس آیت میں تو سیاہی رات کی اور سفیدی دن کی مراد ہے۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: غرض یہ ہے کہ دھاگے سے مراد رات اور دن ہے اور شاید عدی رضی اللہ عنہ کی زبان میں یہ مجاز مستعمل نہ ہوگا اس لیے کہ ان کو دھوکا ہوا۔ ابوعبید نے کہا ہے کہ خیط ابیض سے صبح صادق مراد ہے اور اس آیت سے اور روایت سے معلوم ہوا کہ صبح صادق سے اول شب رات ہے اور اس سے دن کا آغاز ہے۔ غرض صبح صادق اور رات میں کوئی فاصل نہیں اور یہی صحیح ہے اور یہی مذہب ہے جماہیر علما کا۔

(۲۵۳۴) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ: ﴿وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ﴾ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ يَاْخُذُ خَيْطًا اَبْيَضَ وَخَيْطًا اَسْوَدَ فَيَاْكُلُ حَتّٰى يَسْتَبِيْنَهُمَا حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ فَبَيَّنَ ذٰلِكَ.

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: جب یہ آیت اتری: ﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا﴾ الخ تو تھے آدمی پکڑتے دو دھاگے سفید اور سیاہ پھر کھاتے صبح کے روشن ہونے تک، یہاں تک اتاری اللہ تعالیٰ نے ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ پھر وہ (التباس) ظاہر ہوگیا۔

○ ○ ○ ○

(۲۵۳۵) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ: ﴿وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ﴾ قَالَ: فَكَانَ الرَّجُلُ اِذَا اَرَادَ الصَّوْمَ رَبَطَ اَحَدُهُمْ فِيْ رِجْلَيْهِ الْخَيْطَ الْاَسْوَدَ وَالْخَيْطَ الْاَبْيَضَ فَلَا يَزَالُ يَاْكُلُ وَيَشْرَبُ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهٗ رِئْيُهُمَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ بَعْدَ ذٰلِكَ: ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ فَعَلِمُوْا اَنَّمَا يَعْنِيْ بِذٰلِكَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ. [بخاری: ۱۹۱۷، ۴۵۱۱]

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: جب یہ آیت اتری ﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا﴾ تو آدمی جب روزہ رکھنے کا ارادہ کرتا تو دو دھاگے اپنے پیر میں باندھ لیتا ایک سفید دوسرا سیاہ اور کھاتا پیتا رہتا یہاں تک کہ اس کو دیکھنے میں کالے اور سفید کا فرق معلوم ہونے لگتا تب اللہ پاک نے اس کے بعد ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ کا لفظ اتارا تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ دھاگوں سے مراد رات اور دن ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان روایتوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صبح صادق دھاگے کی طرح عرض شرق میں مستطیل ہوتی ہے اور جو عمود کی طرح بلند ہو وہ صبح کاذب ہے اور وہ رات میں داخل ہے۔

(۲۵۳۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: ((اِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى تَسْمَعُوْا تَاْذِيْنَ ابْنِ اُمِّ

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کہ بلال رات کو اذان دیتے ہیں (تاکہ تہجد پڑھنے والے کھانے کو جائیں اور سحری سے فارغ ہو جائیں) سو تم کھاتے پیتے رہا کرو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم کی

مَكْتُوْمٍ)). [ترمذی: ۲۰۳؛ نسائی: ٦٣٧]

اذان سنو۔" (اور وہ نابینا تھے جب لوگ کہتے کہ صبح ہوئی تب اذان دیتے)

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(۲۵۳۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((اِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى تَسْمَعُوْا أَذَانَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُوْمٍ)).

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا ہے۔

○ ○ ○ ○

(۲۵۳۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مُؤَذِّنَانِ: بِلَالٌ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ الْأَعْمٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ)) قَالَ: وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا اِلَّا اَنْ يَنْزِلَ هٰذَا وَيَرْقٰى هٰذَا.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مؤذن تھے، بلال اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بلال رات کو اذان دیتا ہے سوتم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ اذان دیں ابن ام مکتوم۔" اور کہا راوی نے کہ دونوں کی اذان کے درمیان کچھ دیر بیچ میں نہ ہوتی تھی اتنا ہی خیال تھا کہ یہ اترے وہ چڑھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: مراد یہ ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتے تھے قبل فجر کے اور انتظار کرتے تھے طلوع فجر کا اور وہیں ٹھہرے رہتے پھر جب وہ اترتے تو عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو خبر دیتے کہ تم اذان دو پھر ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ طہارت وغیرہ کر کے چڑھتے اور اذان دیتے طلوع فجر سے قبل۔

(۲۵۳۹) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِهِ. [راجع: ۸٤٢]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۲۵٤۰) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِالْاِسْنَادَيْنِ كِلَيْهِمَا نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ نُمَيْرٍ. [راجع: ۸٤٢]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۲۵٤۱) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا يَمْنَعَنَّ اَحَدًا مِنْكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ۔ اَوْقَالَ: نِدَاءُ بِلَالٍ۔ مِنْ سُحُوْرِهٖ فَاِنَّهٗ يُؤَذِّنُ۔ اَوْقَالَ: يُنَادِيْ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَيُوْقِظَ نَائِمَكُمْ)) وَقَالَ: ((لَيْسَ اَنْ يَقُوْلَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا۔ وَصَوَّبَ يَدَهٗ وَرَفَعَهَا۔ حَتّٰى يَقُوْلَ: هٰكَذَا))۔ وَفَرَّجَ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ. [بخاری: ٦٢١، ٥٢٩٨، ٧٢٤٧؛ ابوداود: ٢٣٤٧؛ نسائی: ٦٤٠، ٢١٦٩؛ ابن ماجہ: ١٦٩٦]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی باز نہ رہے تم میں سے اپنے سحر کے کھانے سے بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سن کر اس لیے کہ وہ اذان دیتے ہیں رات کو کہ پھر جائے جو نماز پر کھڑا ہے تم میں سے اور جاگ جائے سونے والا۔" اور فرمایا: "صبح وہ نہیں ہے جو ایسی ہو اور بلند کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کو (یعنی جو روشنی نیزہ کی طرح اوپر کو بلند ہوتی ہے وہ صبح صادق نہیں ہے) جب تک کہ ایسی نہ ہو۔" اور کھول دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں کو (یعنی جب تک کناروں میں فلک پر منتشر نہ ہو وہ صبح صادق نہیں)

○ ○ ○ ○

(۲۵٤۲) عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ

سلیمان تیمی سے اس اسناد سے مروی ہے وہی روایت جو اوپر گزری مگر اس

غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ: ((اِنَّ الْفَجْرَ لَيْسَ الَّذِيْ يَقُوْلُ هٰكَذَا۔ وَجَمَعَ اَصَابِعَهُ ثُمَّ نَكَسَهَا اِلَى الْاَرْضِ ـوَلٰكِنِ الَّذِيْ يَقُوْلُ هٰكَذَا۔ وَوَضَعَ الْمُسَبِّحَةَ عَلَى الْمُسَبِّحَةِ وَمَدَّ يَدَيْهِ۔)). [راجع: ۲۵۴۱]

میں ایسا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''فجر وہ نہیں ہے جو ایسی ہو۔ اور آپ ﷺ نے سب انگلیوں کو جمع کیا اور ان کو زمین کی طرف جھکایا (یعنی جو روشنی اوپر سے نیچے کو آئے وہ صبح صادق نہیں ہے) بلکہ صبح صادق وہ ہے جو ایسی ہے۔'' اور آپ ﷺ نے کلمہ کی انگلی پر انگلی رکھی اور دونوں ہاتھوں کو پھیلایا (یعنی اشارہ کیا کہ آسمان کے کناروں میں پھیلے)

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(۲۵۴۳) عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَانْتَهٰى حَدِيْثُ الْمُعْتَمِرِ عِنْدَ قَوْلِهِ: ((يُنَبِّهُ نَائِمَكُمْ وَيَرْجِعُ قَائِمَكُمْ)) وَقَالَ اِسْحَاقُ: قَالَ جَرِيْرٌ فِيْ حَدِيْثِهِ: ((وَلَيْسَ اَنْ يَقُوْلَ هٰكَذَا وَلٰكِنْ يَقُوْلُ هٰكَذَا)) ـيَعْنِي الْفَجْرَ۔ ((هُوَ الْمُعْتَرِضُ وَلَيْسَ بِالْمُسْتَطِيْلِ)).

[راجع: ۲۵۴۱]

سلیمان تیمی سے اس اسناد سے وہی روایت مروی ہوئی اور تمام ہوئی روایت معتمر کی یہیں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اذان بلال کی اس لیے ہے کہ جگا دے تمہارے سوئے ہوئے کو اور لوٹے تمہارا تہجد پڑھنے والا۔'' اور اسحاق نے کہا کہ جریر رضی اللہ عنہ نے کہا اپنی حدیث میں ''اور صبح وہ نہیں جو ایسی ہے (یعنی اونچی) لیکن وہ ہے جو ایسی ہو۔'' (یعنی پھیلی ہوئی)۔

○ ○ ○ ○

(۲۵۴۴) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ﷺ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ مُحَمَّدًا ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَغُرَّنَّ اَحَدَكُمْ نِدَاءُ بِلَالٍ مِنَ السَّحُوْرِ وَلَا هٰذَا الْبَيَاضُ حَتّٰى يَسْتَطِيْرَ)). [ابوداود: ۲۳۴۶؛ ترمذی: ۷۰۶؛ نسائی: ۲۱۷۰]

سمرہ رضی اللہ عنہ بیٹے جندب کے کہتے تھے کہ میں نے سنا ہے محمد رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے: ''کوئی بلال کی اذان سے دھوکا کھا کر سحور کھانے سے باز نہ رہے اور نہ یہ سفیدی (جو نیزے کی طرح بلند ہے کہ صبح ہے بلکہ صبح وہ ہے) جو پھیلی ہو۔''

○ ○ ○ ○

(۲۵۴۵) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَغُرَّنَّكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ وَلَا هٰذَا الْبَيَاضُ ـلِعَمُوْدِ الصُّبْحِ۔ حَتّٰى يَسْتَطِيْرَ هٰكَذَا)). [راجع: ۲۵۴۴]

سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دھوکا نہ دے تم کو اذان بلال کی اور یہ سفیدی صبح کا ستون جب تک کہ وہ اس طرح چوڑی نہ ہو جائے۔''

○ ○ ○ ○

(۲۵۴۶) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَغُرَّنَّكُمْ مِنْ سَحُوْرِكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ وَلَا بَيَاضُ الْاُفُقِ الْمُسْتَطِيْلُ هٰكَذَا حَتّٰى يَسْتَطِيْرَ هٰكَذَا)) وَحَكَاهُ حَمَّادٌ بِيَدَيْهِ قَالَ: يَعْنِيْ مُعْتَرِضًا. [راجع: ۲۵۴۴]

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اس روایت میں یہ ہے کہ حماد نے اپنے دونوں ہاتھوں کے ساتھ اس کی حالت کی طرف اشارہ کیا اور کہا: یعنی پھیلی ہوئی۔

○ ○ ○ ○

(۲۵۴۷) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ:

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اس روایت میں ہے کہ جب فجر شروع ہو یا جب فجر پھوٹے۔

((لَا يَغُرَّنَّكُمْ نِدَاءُ بِلَالٍ وَلَا هٰذَا الْبَيَاضُ حَتّٰى يَبْدُوَ الْفَجْرُ۔ أَوْ قَالَ: حَتّٰى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ)). [راجع:٢٥٤٤]

○ ○ ○ ○

(٢٥٤٨) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضي الله عنه يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ هٰذَا. [راجع:٢٥٤٤]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ فَضْلِ السُّحُوْرِ وَتَأْكِيْدِ اسْتِحْبَابِهٖ وَاسْتِحْبَابِ تَأْخِيْرِهٖ وَتَعْجِيْلِ الْفِطْرِ

باب: سحری کی فضیلت اور اس میں تأخیر کرنے اور افطار میں جلدی کرنے کے بیان میں۔

(٢٥٤٩) عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَسَحَّرُوْا فَإِنَّ فِي السُّحُوْرِ بَرَكَةً)).

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سحری کھاؤ۔ سحری میں برکت ہے۔''

(٢٥٥٠) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ)).

[ابو داود:٢٣٤٣؛ ترمذی: ٧٠٩؛ نسائی: ٢١٦٥]

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے اور اہل کتاب کے روزہ میں سحری کے لقمہ کا فرق ہے۔''

○ ○ ○ ○

(٢٥٥١) عَنْ مُوْسَى بْنِ عُلَيٍّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

[راجع:٢٥٥٠]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٥٥٢) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضي الله عنه قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلٰوةِ قُلْتُ: كَمْ كَانَ قَدْرُ مَا بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: خَمْسِيْنَ آيَةً. [بخاری: ٥٧٥، ١٩٢١؛ ترمذی: ٧٠٣، ٧٠٤؛ نسائی: ٢١٥٤، ٢١٥٥؛ ابن ماجه: ١٦٩٤]

زید رضی اللہ عنہ نے کہا: سحری کھائی ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پھر کھڑے ہوئے نماز صبح کو میں نے کہا: دونوں کے بیچ میں کتنی دیر ہوئی۔ انہوں نے کہا: پچاس آیت کے موافق۔

○ ○ ○ ○

(٢٥٥٣) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ ابْنُ هَارُوْنَ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوْحٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَامِرٍ كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

[راجع:٢٥٥٢]

مذکورہ بالا حدیث ان سندوں سے قتادہ سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٥٥٤) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضي الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ)). [ابن ماجه:١٦٩٧]

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمیشہ لوگ خیر پر رہیں گے جب تک افطار جلد کریں گے''

○ ○ ○ ○

(٢٥٥٥) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. [ترمذی: ٦٩٩]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٥٥٦) عَنْ اَبِىْ عَطِيَّةَ قَالَ: دَخَلْتُ اَنَا وَمَسْرُوْقٌ عَلٰى عَائِشَةَ رضي الله عنها فَقَالَ: يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! رَجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ اَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْاِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلٰوةَ وَالْاٰخَرُ يُؤَخِّرُ الْاِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ قَالَتْ: اَيُّهُمَا الَّذِى يُعَجِّلُ الْاِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: قُلْنَا: عَبْدُ اللّٰهِ- يَعْنِى ابْنَ مَسْعُوْدٍ- قَالَتْ: كَذٰلِكَ كَانَ يَصْنَعُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَادَ اَبُو كُرَيْبٍ وَالْاٰخَرُ اَبُوْ مُوْسٰى.

[ابو داود: ٢٣٥٤؛ ترمذی: ٧٠٢؛ نسائی: ٢١٥٧، ٢١٥٨، ٢١٥٩، ٢١٦٠]

ابوعطیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں اور مسروق ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ام المؤمنین! دو شخص اصحاب سے رسول اللہ ﷺ کے ایک تو اول وقت افطار کرتے ہیں اور اول ہی وقت نماز پڑھتے ہیں اور دوسرے افطار اور نماز میں دیر کرتے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: وہ کون ہیں جو اول وقت افطار کرتے ہیں اور اول ہی وقت نماز پڑھتے ہیں تو ہم نے کہا: وہ عبداللہ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول کریم ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ زیادہ کیا ابو کریب نے اپنی روایت میں کہا کہ دوسرے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اول وقت افطار کرنا اور اول ہی وقت نماز پڑھنا مسنون ہے اور ہدایت ہے رسول مقبول ﷺ کی اور یہی لازم ہے ہر متبع سنت کو۔

(٢٥٥٧) عَنْ اَبِىْ عَطِيَّةَ قَالَ: دَخَلْتُ اَنَا وَمَسْرُوْقٌ عَلٰى عَائِشَةَ رضي الله عنها فَقَالَ لَهَا مَسْرُوْقٌ رَجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ كِلَاهُمَا لَا يَالُوْ عَنِ الْخَيْرِ اَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْاِفْطَارَ وَالْاٰخَرُ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَالْاِفْطَارَ فَقَالَتْ: مَنْ يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْاِفْطَارَ؟ قَالَ: عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَتْ: هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ. [راجع: ٢٥٥٦]

مضمون وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ صرف اتنا فرق ہے کہ اس میں افطار اور مغرب کی تاخیر و تعجیل مذکور ہوئی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ بَيَانِ وَقْتِ انْقِضَاءِ الصَّوْمِ وَخُرُوْجِ النَّهَارِ.

باب: روزہ کا وقت تمام ہونے کا اور دن کے ختم ہونے کا بیان۔

(۲۵۵۸) عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اَقْبَلَ اللَّيْلُ وَاَدْبَرَ النَّهَارُ وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ)) وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ نُمَيْرٍ ((فَقَدْ)) . [بخاری: ۱۹۵۴؛ ابوداود: ۲۳۵۱؛ ترمذی: ۶۹۸]

عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رات آئی اور دن گیا اور سورج ڈوبا پس روزہ دار نے افطار کیا۔'' اور ابن نمیر کی روایت میں فقد کا لفظ نہیں ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی غروب آفتاب کے بعد پھر تاخیر نہ کرے افطار میں جیسے بعض وسواسی کہتے ہیں کہ ذرا ٹھہرو کیا بیتابی ہے اور کیا بے صبری ہے اور یہ نہیں جانتے کہ افطار اول ہی وقت مسنون ہے اور غروب آفتاب اور رات کا آنا اور دن کا جانا تینوں ایک ہی وقت میں ہوتے ہیں مگر نبی اکرم ﷺ نے توضیح کیلئے تینوں کو جمع فرمایا اور بعض مقام ایسے ہوتے ہیں کہ غروب آفتاب نہیں معلوم ہوتا ہے تو وہاں کا اندھیرا وقت افطار بتاتا ہے۔

(۲۵۵۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰى رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ سَفَرٍ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ: ((يَا فُلَانُ! انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّا عَلَيْكَ نَهَارًا قَالَ: ((انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا)) قَالَ فَنَزَلَ فَجَدَحَ فَاَتَاهُ بِهٖ فَشَرِبَ النَّبِیُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ بِيَدِهٖ: ((اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ مِنْ هٰهُنَا وَجَاءَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ)). [بخاری: ۹۱۴۱، ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۸، ۵۲۹۷؛ ابوداود: ۲۳۵۲]

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے سفر میں رمضان کے مہینے میں پھر جب آفتاب ڈوبا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے فلانے! اترو اور ہمارے لیے ستو گھولو۔'' انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ابھی آپ ﷺ پر دن ہے (یعنی ان صحابی کو یہ خیال ہوا کہ جب غروب کے بعد جو سرخی ہے وہ جاتی ہے دن جاتا ہے حالانکہ یہ غلط ہے) آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''اترو (یعنی اونٹ پر سے) اور ہمارے لیے ستو گھولو۔'' پھر وہ اترے اور ستو گھولے اور آپ ﷺ کے پاس لائے اور آپ ﷺ نے پیئے اور پھر آپ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا: ''جب سورج ڈوب جائے اس طرف کو (یعنی مغرب میں) اور آ جائے رات اس طرف سے (یعنی مشرق سے) پس روزہ کھل چکا صائم کا۔''

(۲۵۶۰) عَنِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰى رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ سَفَرٍ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِرَجُلٍ: ((انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا)) فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ اَمْسَيْتَ قَالَ: ((انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا)) قَالَ: اِنَّ عَلَيْنَا نَهَارًا فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهٗ فَشَرِبَ ثُمَّ قَالَ: ((اِذَا رَاَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ اَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا۔ وَاَشَارَ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْمَشْرِقِ۔ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ)). [راجع: ۲۵۵۹]

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے وہی مضمون مروی ہے مگر اتنا فرق ہے کہ انہوں نے عرض کی کہ اگر آپ ﷺ شام ہونے دیں تو خوب ہے اور آپ ﷺ نے آخر میں فرمایا: ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کر کے کہ ''جب رات کو دیکھو کہ ادھر آئی تو افطار کر چکا صائم۔''

○ ○ ○ ○

(۲۵۶۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰى رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ: ((يَا فُلَانُ! انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا)) مِثْلَ حَدِيْثِ ابْنِ مُسْهِرٍ وَعَبَّادِ ابْنِ الْعَوَّامِ. [راجع:٢٥٥٩]

○ ○ ○ ○

(٢٥٦٢) عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمَعْنٰى حَدِيْثِ ابْنِ مُسْهِرٍ وَعَبَّادٍ وَعَبْدِ الْوَاحِدِ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ اَحَدٍ مِنْهُمْ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَلَا قَوْلُهٗ ((وَجَاءَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا)) اِلَّا فِيْ رِوَايَةِ هُشَيْمٍ وَحْدَهٗ. [راجع:٢٥٥٩]

شیبانی نے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے وہی روایت بیان کی جیسے ابن مسہر اور عباد اور عبدالواحد کی روایتیں اوپر مذکور ہوئیں اور ان میں سے کسی میں یہ نہیں ہے کہ وہ مہینہ رمضان کا تھا (یعنی اس سند میں یہ مذکور نہیں) اور نہ یہ قول ہے کہ جب آئی رات اس طرف سے مگر یہ صرف ہشیم کی روایت میں مذکور ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْوِصَالِ.

باب: وصال کی ممانعت۔

(٢٥٦٣) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰى عَنِ الْوِصَالِ قَالُوْا: اِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ: ((اِنِّيْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنِّيْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰى)).

[بخاري: ١٩٦٢؛ ابو داود: ٢٣٦٠]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا وصال سے۔ (یعنی روزہ پر روزہ رکھنے سے کہ جس کے بیچ میں افطار نہ ہو) تو لوگوں نے عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو وصال کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے تو کھلایا جاتا ہے اور پلایا جاتا ہے۔" (یعنی پروردگار کی طرف سے)۔



(٢٥٦٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاصَلَ فِيْ رَمَضَانَ فَوَاصَلَ النَّاسُ. فَنَهَاهُمْ قِيْلَ لَهٗ: اَنْتَ تُوَاصِلُ؟ قَالَ: ((اِنِّيْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ اِنِّيْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰى)).

مضمون وہی ہے فقط اتنا فرق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں وصال کیا اور لوگوں نے بھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع فرمایا۔

○ ○ ○ ○

(٢٥٦٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِهٖ وَلَمْ يَقُلْ: فِيْ رَمَضَانَ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وہی مضمون مروی ہوا مگر اس میں رمضان کا ذکر نہیں ہے۔

فائدہ: علما وصال کی نہی پر متفق ہیں اور وہ روزہ پر روزہ رکھنا ہے بغیر اس کے کہ بیچ میں کچھ کھائے یا پیئے اور امام شافعی رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب نے تصریح کی ہے اس کی کراہت پر اور صحیح یہ ہے کہ کراہت تحریمی ہے اور ایک قول تنزیہی کا بھی ہے مگر نہی کے جمہور علما قائل ہیں اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ علما مختلف ہیں احادیث وصال میں۔ سو بعض نے کہا ہے کہ نہی اس میں بہ سبب رحمت اور شفقت کے ہے امت پر اور ایک جماعت نے سلف میں وصال فرمایا ہے پھر جو قادر ہو اس کو مضائقہ نہیں اور ابن وہب اور احمد اور اسحاق رحمہم اللہ نے وصال کا جواز فرمایا ہے سحر تک پھر نقل کی قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اکثر لوگوں سے کراہت اس کی اور خطابی وغیرہ نے کہا کہ وصال خصائص میں سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حرام ہے امت پر اور جن لوگوں نے جواز کا قول لیا ہے انہوں نے استدلال کیا ہے کہ بعض طرق مسلم میں وارد ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو منع فرمایا بہ سبب رحمت کے اور یہ روایت بھی جس کی تاویل میں فائدہ ہے اس کے جواز پر دلالت کرتی ہے ورنہ صحابہ کبھی اس کے مرتکب نہ ہوتے بعد نہی کے۔

(٢٥٦٦) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی الله عنه قَالَ: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم عَنِ الْوِصَالِ. فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ: فَاِنَّكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تُوَاصِلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم: ((وَاَیُّكُمْ مِثْلِیْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ)) فَلَمَّا اَبَوْا اَنْ یَّنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ یَوْمًا ثُمَّ یَوْمًا ثُمَّ رَاَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ: ((لَوْ تَاَخَّرَ الْهِلَالُ لَزِدْتُكُمْ)) كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ حِیْنَ اَبَوْا اَنْ یَّنْتَهُوْا. [بخاری:١٨٥١]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال سے تب ایک شخص نے عرض کی کہ یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو وصال کر لیتے ہیں تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ''تم میں سے کون ہے میرے برابر میں تو رات کو رہتا ہوں کہ کھلاتا ہے مجھے پروردگار میرا اور پلاتا ہے۔'' پھر لوگ باز نہ رہے (یہ کمال محبت اور اطاعت تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی اور انہوں نے اس نہی کو براہ شفقت سمجھا) وصال سے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ وصال کیا ایک روز پھر دوسرے روز پھر چاند دیکھا گیا اور فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''اگر چاند نہ ہوتا تو میں زیادہ وصال کرتا۔'' اور یہ فرمانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زجر و توبیخ کی راہ سے تھا جب وہ باز نہ رہے وصال سے۔

(٢٥٦٧) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم: ((اِیَّاكُمْ وَالْوِصَالَ)) قَالُوْا: فَاِنَّكَ تُوَاصِلُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اِنَّكُمْ لَسْتُمْ فِیْ ذٰلِكَ مِثْلِیْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ فَاكْلَفُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِیْقُوْنَ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''دور رہو وصال سے۔'' تو کسی نے عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وصال کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میرے برابر نہیں ہو میں تو رات کاٹتا ہوں اس لطف میں کہ کھلاتا ہے مجھ کو پروردگار میرا اور پلاتا ہے اور تم اتنے ہی افعال بجا لاؤ جس کی طاقت تم رکھتے ہو۔''

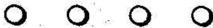
(٢٥٦٨) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی الله عنه عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم بِمِثْلِهٖ غَیْرَ اَنَّهٗ قَالَ: ((فَاكْلَفُوْا مَالَكُمْ بِهٖ طَاقَةٌ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہی مضمون مروی ہوا مگر اس میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اتنی تکلیف اٹھاؤ جتنی تم کو طاقت ہو۔''



(٢٥٦٩) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی الله عنه عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم اَنَّهٗ نَهٰی عَنِ الْوِصَالِ بِمِثْلِ حَدِیْثِ عُمَارَةَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا وصال سے اور باقی وہی مضمون ہے جو عمارہ نے ابوزرعہ سے روایت کیا۔



(٢٥٧٠) عَنْ اَنَسٍ رضی الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ فَجِئْتُ فَقُمْتُ اِلٰی جَنْبِهٖ وَجَآءَ رَجُلٌ فَقَامَ اَیْضًا حَتّٰی كُنَّا رَهْطًا فَلَمَّا حَسَّ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم اَنَّا خَلْفَهٗ جَعَلَ یَتَجَوَّزُ فِی الصَّلٰوةِ ثُمَّ دَخَلَ رَحْلَهٗ فَصَلّٰی صَلٰوةً لَا یُصَلِّیْهَا عِنْدَنَا. قَالَ: قُلْنَا لَهٗ حِیْنَ اَصْبَحْنَا اَفَطِنْتَ لَنَا اللَّیْلَةَ قَالَ: فَقَالَ: ((نَعَمْ ذٰلِكَ الَّذِیْ حَمَلَنِیْ عَلَی الَّذِیْ صَنَعْتُ)) قَالَ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں نماز پڑھتے تھے (یعنی رات کو) سو میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو پر کھڑا ہو گیا اور دوسرا شخص آیا وہ بھی کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ ایک جماعت جمع ہو گئی (یعنی دس سے کم) پھر جب آپ نے ہماری سن گن پائی تو نماز ہلکی پڑھنے لگے (سبحان اللہ کیا شفقت تھی امت پر) پھر اپنے گھر تشریف لے گئے اور ایسی نماز پڑھی (یعنی بہت لمبی) کہ ہمارے ساتھ نہ پڑھتے تھے پھر ہم نے صبح کو ذکر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا خبر ہو گئی تھی رات کو ہماری اقتدا کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں اسی سبب سے تو میں نے کیا جو کچھ کیا۔''

فَأَخَذَ يُوَاصِلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَذَاكَ فِي اٰخِرِ الشَّهْرِ فَأَخَذَ رِجَالٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ يُوَاصِلُوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا بَالُ رِجَالٍ يُوَاصِلُوْنَ اِنَّكُمْ لَسْتُمْ مِثْلِيْ اَمَا وَاللّٰهِ! لَوْتَمَادَّلِيَ الشَّهْرُ لَوَاصَلْتُ وِصَالًا يَدَعُ الْمُتَعَمِّقُوْنَ تَعَمُّقَهُمْ)).

[بخاري:۷۲٤۱]

(یعنی نماز ہلکی کی) پھر آپ ﷺ وصال کرنے لگے اور وہ دن آخر ماہ کے تھے تو اور لوگ بھی وصال کرنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا حال ہے لوگوں کا کہ وصال کرتے ہیں، تم میری مثل نہیں ہو اللہ کی قسم! اگر مہینہ زیادہ ہوتا تو میں ایسا وصال کرتا کہ زیادتی کرنے والے اپنی زیادتی چھوڑ دیتے۔''



(۲۵۷۱) عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ: وَاصَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ اَوَّلِ شَهْرِ رَمَضَانَ فَوَاصَلَ نَاسٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَبَلَغَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ: ((لَوْ مُدَّ لَنَا الشَّهْرُ لَوَاصَلْنَا وِصَالًا يَدَعُ الْمُتَعَمِّقُوْنَ تَعَمُّقَهُمْ اِنَّكُمْ لَسْتُمْ مِثْلِيْ اَوْقَالَ -اِنِّيْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ- اِنِّيْ اَظَلُّ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ)).

[بخاري:۷۲٤۱]

انس ؓ نے کہا: وصال کیا رسول اللہ ﷺ نے آخر رمضان میں اور لوگوں نے بھی اور آپ ﷺ کو خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مہینہ لمبا ہوتا تو میں ایسا وصال کرتا کہ حد سے بڑھنے والے اپنی زیادتی چھوڑ دیتے (یعنی ہار جاتے اور حقیقت یہ ہے کہ ہم سب آپ ﷺ سے ہارے ہوئے ہیں) تم تو میرے برابر نہیں ہو یا فرمایا: میں تمہاری مثل نہیں ہوں (سچ ہے چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک) میں اس طرح رہتا ہوں کہ مجھے میرا رب کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔''

(۲۵۷۲) عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: نَهَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ رَحْمَةً لَّهُمْ فَقَالُوْا اِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ: ((اِنِّيْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنِّيْ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ)).

[بخاري:۱۹٦٤]

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے منع کیا لوگوں کو وصال سے رحمت کی نظر سے اور عرض کی لوگوں نے کہ آپ ﷺ تو وصال فرماتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہاری طرح کا نہیں ہوں مجھے تو کھلاتا ہے رب میرا اور پلاتا ہے (یہاں پر مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے بیاض چھوڑ دی ہے)

فائدہ: سبحان اللہ! محدثین کی احتیاط کا کیا کہنا کہ آٹھ نو سو برس سے جو مؤلف کی کتاب میں بیاض چلی آتی ہے تو اس کو نقل کرتے جاتے ہیں اور اپنی طرف سے تصرف نہیں کرتے یہ کسی اور کو کہاں نصیب ہے۔

زاد المعاد میں ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے وصال کی تحقیق میں پورا کلام کیا ہے کہ زیادہ اس پر ممکن نہیں جس کو مزید تحقیق درکار ہو اسے ملاحظہ فرمائے۔

بَابُ بَيَانِ اَنَّ الْقُبْلَةَ فِي الصَّوْمِ لَيْسَتْ مُحَرَّمَةً عَلٰى مَنْ لَّمْ تُحَرِّكْ شَهْوَتَهٗ

باب: روزے کی حالت میں بوسہ لینا جائز ہے بشرطیکہ شہوت نہ ہو۔

(۲۵۷۳) عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُ اِحْدٰى نِسَآئِهٖ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ تَضْحَكُ.

ام المؤمنین عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ایک بی بی صاحبہ ؓ کا بوسہ لیتے تھے اور آپ ﷺ روزے سے ہوتے تھے بی بی صاحبہ یہ فرماتی تھیں اور ہنستی تھیں۔

(٢٥٧٤) عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ اَسَمِعْتَ اَبَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ فَسَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: نَعَمْ.

سفیان نے کہا کہ میں نے عبدالرحمٰن، قاسم کے بیٹے سے پوچھا کہ کیا تم نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ وہ بیان کرتے تھے عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا بوسہ لیتے تھے روزے میں؟ تو وہ تھوڑی دیر چپ رہے پھر کہا کہ ہاں۔

(٢٥٧٥) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُقَبِّلُنِيْ وَهُوَ صَائِمٌ وَاَيُّكُمْ يَمْلِكُ اِرْبَهٗ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَمْلِكُ اِرْبَهٗ؟.

[ابن ماجه: ١٦٨٤]

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے میرا اور وہ روزے سے ہوتے تھے اور کون اپنی شہوت ایسی روک سکتا ہے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم روکتے تھے۔



(٢٥٧٦) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَلٰكِنَّهٗ اَمْلَكُكُمْ لِاِرْبِهٖ. [ابوداؤد: ٢٣٨٢، ترمذی: ٧٢٩]

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور وہ روزے سے تھے اور اپنی حاجت کو خوب قابو میں رکھنے والے تھے۔



(٢٥٧٧) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ اَمْلَكَكُمْ لِاِرْبِهٖ.

[راجع: ٢٥٧٦]

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔



(٢٥٧٨) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ. [راجع: ٢٥٧٦]

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مباشرت (یعنی بوس وکنار) کرتے تھے اور وہ روزہ دار ہوتے تھے۔

(٢٥٧٩) عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ: انْطَلَقْتُ اَنَا وَمَسْرُوْقٌ اِلٰى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقُلْنَا لَهَا: اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ قَالَتْ: نَعَمْ وَلٰكِنَّهٗ كَانَ اَمْلَكَكُمْ لِاِرْبِهٖ اَوْمِنْ اَمْلَكِكُمْ لِاِرْبِهٖ شَكَّ اَبُوْعَاصِمٍ. [ابن ماجه: ١٦٨٧]

اسود نے کہا: میں اور مسروق عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے میں مباشرت کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔ مگر وہ بہت اپنی حاجت کو روکنے والے تھے۔



(٢٥٨٠) عَنِ الْاَسْوَدِ وَمَسْرُوْقٍ اَنَّهُمَا دَخَلَا عَلٰى اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَسْاَلَانِهَا فَذَكَرَ نَحْوَهٗ.

[راجع: ٢٥٧٩]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔



(٢٥٨١) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ.

عروہ سے روایت ہے کہ خبر دی ان کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بوسہ لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے تھے۔



(٢٥٨٢) عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٥٨٣) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُ فِي شَهْرِ الصَّوْمِ . [ابوداود: ٢٣٨٣؛ ترمذی: ٧٢٧؛ ابن ماجه: ١٦٨٣]

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ بوسہ لیتے تھے۔ روزوں کے مہینے میں۔

○ ○ ○ ○

(٢٥٨٤) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُ فِي رَمَضَانَ وَهُوَ صَائِمٌ. [راجع:٢٥٨٣]

ترجمہ وہی ہے لیکن اس میں رمضان المبارک کا بھی ذکر ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٥٨٥) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ.

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ روزہ کی حالت میں بوسہ لے لیا کرتے تھے۔

(٢٤٨٦) عَنْ حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ. [ابن ماجه: ١٦٨٥]

حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں بوسہ لے لیا کرتے تھے۔

(٢٥٨٧) عَنْ حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. [راجع:٢٥٨٦]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٥٨٨) عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَيُقَبِّلُ الصَّائِمُ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَلْ هٰذِهٖ)). لِأُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا فَاَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَمَا وَاللّٰهِ! اِنِّيْ لَاَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَخْشَاكُمْ لَهُ)).

عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا صائم بوسہ لے؟ تو آپ کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھو۔'' ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ ہاں رسول اللہ ﷺ بھی بوسہ لیتے ہیں۔ تب عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے تو آپ ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ سب معاف کر دیے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگاہ ہو میں تم سب میں سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور خوف کرنے والا ہوں۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: غرض ان روایتوں سے بوسہ لینا رسول اللہ ﷺ کا اور جواز اس کا امت کے لیے ثابت ہوا اور ابوداؤد نے جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ ان کی زبان چوستے تھے۔ اس میں مصدع راوی ضعیف ہے کہ سعدی نے کہا کہ وہ کجرو، طریق سے پھرا ہوا ہے اور اسی طرح محمد بن دینار بھی اس میں ضعیف ہے کہ یحییٰ نے اسے ضعیف کہا ہے اور ابن ماجہ اور احمد نے جو میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا اس عورت و مرد کو کہ روزہ دار تھے اور انہوں نے بوسہ لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''روزہ ان کا کھل گیا۔'' تو یہ روایت صحیح نہیں اور اس میں ابو یزید ضبی راوی ہے اور ابو یزید مجہول ہے اور رسول اللہ ﷺ سے مطلقاً جواز بوسہ کا مذکور ہے کچھ جوان اور بوڑھے کی قید صحیح نہیں ہوئی آپ ﷺ سے اور ان کا فرق کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں اور اس باب میں جو روایت ابوداؤد نے ذکر کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے کہ مباشرت صائم کو روا ہے یا نہیں آپ ﷺ نے اجازت دی اور دوسرے نے پوچھا تو اس کو منع فرمایا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) پھر جس کو رخصت دی تھی وہ بوڑھا تھا اور جس کو اجازت دی تھی وہ جوان تھا۔ اس میں اسرائیل راوی ہے اور اگرچہ اس سے بخاری رحمہ اللہ اور مسلم رحمہ اللہ احتجاج کرتے ہیں مگر اسرائیل اور اعرج کے بیچ میں ابوالعنبس عدوی کوفی ہے اور وہ ایسا شخص ہے کہ اس کی حدیث لینے سے محدثین ساکت ہو گئے اور نام اس کا حارث بن عبید ہے غرض یہ فرق بھی قابل تسلیم نہیں **کذافی زاد المعاد**۔ اور نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب کا مذہب یہ ہے کہ بوسہ روزے میں لینا حرام نہیں اس شخص کو جس کی شہوت حرکت میں نہ آئے مگر اس کا ترک اولیٰ ہے اور مکروہ نہیں ہے بوسہ ان کے نزدیک اور جس کی شہوت حرکت میں آئے اس کو حرام ہے اور خوف ہو اس کو کہ جماع کر بیٹھے گا اور بعض نے اس کے حق میں مکروہ کہا ہے اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس کی اباحت کی قائل ہے ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ سے اور یہی مذہب ہے احمد اور اسحاق اور ابوداؤد رحمہم اللہ کا اور مطلق مکروہ کہا ہے امام مالک رحمہ اللہ نے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابوحنیفہ اور ثوری اور اوزاعی اور شافعی رحمہم اللہ نے کہا ہے جوان کو مکروہ ہے بوڑھے کو مباح اور امام مالک رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت ایسی ہی ہے اور روایت کی ابن وہب نے مالک رحمہ اللہ سے اباحت اس کی صوم نفل میں نہ فرض میں اور اس میں اتفاق ہے کہ بوسہ لینے سے روزہ باطل نہیں ہوتا مگر جب انزال ہو جائے اور احتجاج کیا ہے اس پر اس حدیث سے جو سنن میں مشہور ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "بھلا دیکھو تو اگر کوئی کلی کرے۔" اور مراد یہ ہے کہ جیسے کلی مقدمہ ہے پینے کا اور مبطل روزہ کا نہیں، ویسے ہی بوسہ مقدمہ ہے جماع کا اور مبطل روزہ کا نہیں مانتے۔

بَابُ صِحَّةِ صَوْمِ مَنْ طَلَعَ عَلَيْهِ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ.

باب: روزے میں جنبی کو اگر صبح ہو جائے تو روزہ صحیح ہے۔

(٢٥٨٩) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُصُّ يَقُوْلُ فِیْ قَصَصِهٖ مَنْ اَدْرَكَهُ الْفَجْرُ جُنُبًا فَلَا يَصُمْ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ ـ لِاَبِيْهِ ـ فَاَنْكَرَ ذٰلِكَ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى عَائِشَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہما فَسَاَلَهُمَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ ذٰلِكَ ـ قَالَ:ـ فَكِلْتَاهُمَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ ثُمَّ يَصُوْمُ قَالَ: فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى مَرْوَانَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ مَرْوَانُ: عَزَمْتُ عَلَيْكَ اِلَّا مَا ذَهَبْتَ اِلٰى اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ فَرَدَدْتَ عَلَيْهِ مَا يَقُوْلُ ـ قَالَ:ـ فَجِئْنَا اَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ وَاَبُوْ بَكْرٍ حَاضِرُ ذٰلِكَ كُلِّهٖ قَالَ: فَذَكَرَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ: اَهُمَا قَالَتَاهُ لَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: هُمَا اَعْلَمُ ـ ثُمَّ رَدَّ اَبُوْ هُرَيْرَةَ مَا كَانَ يَقُوْلُ فِیْ ذٰلِكَ اِلَى الْفَضْلِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی روایتوں میں کہتے تھے کہ جس کو فجر ہو جائے حالت جنابت میں وہ روزہ نہ رکھے۔ سو میں نے (یہ مقولہ ہے ابوبکر بن عبدالرحمٰن کا) عبدالرحمٰن سے کہا: جو میرے باپ تھے انہوں نے اس کا انکار کیا اور ہم دونوں (یعنی ابوبکر اور عبدالرحمٰن) عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما کے پاس گئے اور عبدالرحمٰن نے ان سے پوچھا: تو دونوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت جنابت میں صبح ہو جاتی تھی اور پھر روزہ رکھتے تھے اور جنابت بغیر احتلام کے ہوتی تھی (اس لیے کہ انبیا کو احتلام نہیں ہوتا یعنی صحبت سے بیبیوں کے جنابت ہوتی ہے) کہا ابوبکر نے پھر ہم گئے مروان کے پاس اور عبدالرحمٰن نے ان سے ذکر کیا۔ سو مروان نے کہا: میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان کی بات کا جواب دے دو پھر ہم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ابوبکر ان سب باتوں میں حاضر تھا اور ذکر کیا عبدالرحمٰن نے تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان دونوں بیبیوں نے فرمایا تم سے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیشک وہ اور لوگوں سے زیادہ جانتی ہیں پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس قول کی نسبت فضل بن عباس کی طرف کی اور کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے یہ بات فضل سے سنی تھی تو اس کو میں نے

ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ: سَمِعْتُ ذٰلِكَ مِنَ الْفَضْلِ وَلَمْ اَسْمَعْهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَرَجَعَ اَبُوْهُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَمَّا كَانَ يَقُوْلُ فِيْ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ. قُلْتُ لِعَبْدِ الْمَلِكِ: اَقَالَتَا فِيْ رَمَضَانَ؟ قَالَ: كَذٰلِكَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ ثُمَّ يَصُوْمُ . [بخاری: ۱۹۲۵، ۱۹۲۶؛ ابوداود: ۲۳۸۸؛ ترمذی: ۷۷۹]

نبی ﷺ سے نہیں سنا۔ غرض ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس بات سے رجوع کیا جو وہ اس مسئلہ میں کہا کرتے تھے پھر میں نے (یہ مقولہ ہے ابن جریج کا) عبدالملک سے کہا کہ کیا ان دونوں بیبیوں نے رمضان کے روزے کو کہا؟ انہوں نے کہا کہ ایسا فرمایا بیبیوں نے کہ صبح ہوتی تھی آپ ﷺ کو حالت جنابت میں بغیر احتلام کے پھر آپ ﷺ روزہ رکھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس قول کی نسبت فضل رضی اللہ عنہ کی طرف کی الخ یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فضل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے مرفوعاً جو جنبی ہوا اور صبح ہو جائے وہ روزے نہ رکھے اور مذہب صحیح یہی ہے کہ روزہ درست ہے اس لیے کہ اللہ پاک نے فرمایا: "کہ مباشرت کرو ان سے اور ڈھونڈو جولکھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اور کھاؤ پیو جب تک کہ ظاہر ہو سفید دھاگہ فجر کا۔" آخر تک پس جب فجر تک مباشرت یعنی جماع جائز ہوا تو خواہ مخواہ طلوع فجر کے بعد غسل ہوگا۔ اب رہا جواب فضل رضی اللہ عنہ کی روایت کا اس کے کئی جواب ہیں اول یہ کہ وہ بات افضل ہے اور رسول اللہ ﷺ جو فجر کے طلوع کے بعد نہاتے یہ بیان جواز کے لیے تھا مگر افضل فجر کے قبل ہی نہانا ہے۔ دوسرے کہ شاید فضل رضی اللہ عنہ کی روایت میں جنبی سے وہ شخص مراد ہو جو جماع کر رہا ہے۔ کہ بیشک اس کا روزہ نہ ہوگا اب ان میں توفیق ہوگئی اور تعارض بھی نہ رہا۔ اور تیسرے یہ کہ فضل کی روایت منسوخ ہے اور یہ تب کی بات ہے جب جماع شب کو بھی حرام تھی۔ پھر جب یہ آیت اتری جو ہم نے اوپر بیان کی تب یہ امر منسوخ ہوگیا۔ ابن منذر نے کہا ہے یہ جواب بہت اچھا ہے (خلاصہ یہ کہ اب صحیح بات یہی ہے کہ جنبی اگر بعد طلوع فجر کے بھی نہائے جب بھی روزہ صحیح ہے اسی پر دال ہے قرآن مجید وحدیث شریف دونوں، اور یہی مذہب ہے جماہیر صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کا اور رجوع کیا اس کی طرف ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اگرچہ پہلے فساد صوم کے قائل تھے اور یہی حکم ہے حائضہ اور نفساء کا جب خون ان کا رات سے بند ہو جائے اور بعد طلوع فجر کے غسل کریں کہ روزہ ان کا صحیح ہے)۔

(۲۵۹۰) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ فِيْ رَمَضَانَ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ فَيَغْتَسِلُ وَيَصُوْمُ. [بخاری: ۱۹۳۰]

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ کو صبح ہو جاتی تھی رمضان میں اور آپ ﷺ جنبی ہوتے تھے بغیر احتلام کے (یعنی صحبت سے جنبی ہوتے تھے نہ احتلام سے کہ اس سے انبیاء علیہم السلام پاک ہیں) پھر غسل فرماتے تھے اور روزہ رکھتے تھے۔

(۲۵۹۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ الْحِمْيَرِيِّ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ حَدَّثَهُ اَنَّ مَرْوَانَ اَرْسَلَهُ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا يَسْأَلُ عَنِ الرَّجُلِ يُصْبِحُ جُنُبًا اَيَصُوْمُ؟ فَقَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ لَا مِنْ حُلُمٍ ثُمَّ لَا يُفْطِرُ وَلَا يَقْضِيْ. [راجع: ۲۵۸۹]

عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے ان سے بیان کیا کہ مروان نے ان کو بھیجا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف کہ پوچھیں کہ جو شخص صبح کرے جنابت میں آیا وہ روزہ رکھے یا نہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جنابت میں صبح کرتے تھے جماع کے سبب سے نہ احتلام سے اور پھر نہ افطار کرتے تھے اور نہ قضا کرتے تھے (یعنی روزہ کو صحیح جانتے تھے۔)

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے رد ہوگیا وہ قول جو حسن بصری رحمہ اللہ اور نخعی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے کہ روزہ نفل میں تو یہ امر جائز ہے اور فرض میں روا نہیں وہ قول بھی جو سالم بن عبداللہ اور حسن بصری اور حسن بن صالح رحمہم اللہ کی طرف منسوب ہے کہ روزہ تو رکھ لے مگر قضا بھی کرے غرض اب اختلاف اس مسئلے میں جاتا رہا اور اتفاق ہوگیا اس پر کہ جو جنبی ہو جائے اور صبح کے طلوع کے بعد نہائے روزہ اس کا صحیح ہے خواہ فرض ہو یا نفل اور نہ اس پر قضا ہے نہ اور کوئی بلا۔

(۲۵۹۲) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا وَأُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجَيِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُمَا قَالَتَا: إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَيُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَيْرَ احْتِلَامٍ فِي رَمَضَانَ ثُمَّ يَصُوْمُ. [راجع:۲۵۸۹]

عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما دونوں نے فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح ہو جاتی تھی بغیر احتلام کے رمضان میں اور پھر وہ روزہ رکھتے تھے۔



(۲۵۹۳) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم يَسْتَفْتِيْهِ وَهِيَ تَسْمَعُ مِنْ وَّرَاءِ الْبَابِ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تُدْرِكُنِي الصَّلٰوةُ وَأَنَا جُنُبٌ أَفَأَصُوْمُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((وَأَنَا تُدْرِكُنِي الصَّلٰوةُ وَأَنَا جُنُبٌ فَأَصُوْمُ)) فَقَالَ: لَسْتَ مِثْلَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ! إِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ أَكُوْنَ أَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَعْلَمَكُمْ بِمَا أَتَّقِيْ)).

[ابو داود: ۲۳۸۹]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور عائشہ رضی اللہ عنہا دروازے کی اوٹ سے سنتی تھیں۔ غرض اس نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! مجھے نماز کا وقت آ جاتا ہے اور میں جنبی ہوتا ہوں کیا میں روزہ رکھوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھے بھی نماز کا وقت آ جاتا ہے اور میں جنبی ہوتا ہوں پھر میں روزہ رکھتا ہوں۔“ اس نے عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم برابر نہیں ہیں اے اللہ کے رسول! اس لیے کہ اللہ پاک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قسم ہے اللہ تعالیٰ کی! میں امید رکھتا ہوں کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ ہوں جاننے والا ان چیزوں کا جن سے بچنا ضروری ہے۔“ (غرض اس سائل کو یہ گمان ہوا کہ شاید یہ حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ یہ حکم مجھ کو تم کو سب کو برابر ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندہ کسی حالت میں تکلیف شرعی سے اور لوازم عبدیت سے باہر نہیں ہو سکتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے کہ ”میں امید رکھتا ہوں۔“ یہ کمال عبدیت ہے ورنہ واقع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ ایسا ہی ہے کہ سارے جہاں سے اعلم واتقیٰ ہیں)۔



(۲۵۹٤) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ الرَّجُلِ يُصْبِحُ جُنُبًا أَيَصُوْمُ؟ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُوْمُ. [نسائی: ۱۸۳]

سلیمان سے روایت ہے انہوں نے پوچھا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ جو شخص صبح کرے جنابت میں وہ روزہ رکھے تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کرتے تھے جنابت میں بغیر احتلام کے اور پھر روزہ رکھتے تھے۔

بَابُ تَغْلِيْظِ تَحْرِيْمِ الْجِمَاعِ فِي نَهَارِ رَمَضَانَ عَلَى الصَّائِمِ.

باب: روزہ دار پر رمضان میں دن کو جماع حرام ہے۔

(۲۵۹۵) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ میں

رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: هَلَكْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: ((وَمَا أَهْلَكَكَ؟)) قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ قَالَ: ((هَلْ تَجِدُ مَا تُعْتِقُ رَقَبَةً؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((فَهَلْ تَجِدُ مَا تُطْعِمُ سِتِّينَ مِسْكِينًا؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ثُمَّ جَلَسَ فَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ فَقَالَ: ((تَصَدَّقْ بِهٰذَا)) قَالَ: أَفْقَرَ مِنَّا فَمَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلَ بَيْتٍ أَحْوَجُ إِلَيْهِ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ: ((اذْهَبْ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ)).

[بخاری: ١٩٣٦، ١٩٣٧، ٢٦٠٠، ٥٣٦٨، ٦٠٨٧، ٦١٦٤، ٦٧٠٩، ٦٧١١، ٦٨٢١؛ ابوداود: ٢٣٩٠، ٢٣٩١، ٢٣٩٢؛ ترمذی: ٧٢٤؛ ابن ماجه: ١٦٧١]

ہلاک ہوگیا۔ یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''کس نے ہلاک کیا تجھ کو؟''۔ اس نے عرض کی کہ میں اپنی بیوی پر جاپڑا رمضان میں (یعنی جماع کر بیٹھا) آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ایک غلام یا لونڈی آزاد کر سکتا ہے؟''۔ اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو مہینے کے روزے برابر رکھ سکتا ہے؟''۔ اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ساٹھ مسکینوں کو کھلا سکتا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ پھر وہ بیٹھا رہا یہاں تک کہ نبی ﷺ کے پاس ایک ٹوکرا کھجور کا آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جا اس کو صدقہ دے دے مسکینوں کو۔'' اس نے کہا کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی مسکین ہے؟ مدینہ کے دونوں کنکریلی کالے پتھروں والی زمینوں کے بیچ میں کہ ان میں کوئی گھر والا مجھ سے بڑھ کر محتاج نہیں تو نبی ﷺ ہنس پڑے (قربانت شوم وفدایت گرم دگرد سرت گردم) یہاں تک کہ آپ ﷺ کی کچلیاں کھل گئیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''لے اس کو اور کھلا اپنے گھر والوں کو۔''



فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو رمضان کے دنوں میں جماع کرے اور روزہ رمضان کا توڑ ڈالے جماع سے اس پر کفارہ واجب ہے اور نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہی مذہب ہے ہمارا اور مذہب جمیع علما کا جب جماع قصداً واقع ہو جان بوجھ کر اور کفارہ یہی ہے کہ ایک گردن آزاد کرنا جو مؤمن و مسلمان ہو اور سلیم ہو عیوب سے جو محنت اور خدمت میں خلل انداز ہوتی ہو۔ مثلاً لنگڑا لولا نہ ہو۔ پھر اگر اس کی طاقت نہ ہو تو دو ماہ کے برابر پے در پے روزے پھر اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو طعام ساٹھ مساکین کا، ہر مسکین کو ایک سیر کھانا جیسے عربی میں مد ہوتا ہے پھر اگر یہ تینوں کی طاقت نہ ہو تو شافعی رحمہ اللہ کے دو قول ہیں۔ اول یہ کہ اس پر کچھ واجب نہیں اور اگر اس کے بعد طاقت بھی ہو جب بھی اس پر کچھ واجب نہیں اور اس کی دلیل یہی حدیث ہے کہ اس میں جب سائل نے اپنی عدم استطاعت بیان فرمائی تو آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ جب تجھے طاقت ہو جب کفارہ ادا کر دینا اور دوسرا قول یہ ہے کہ وقت استطاعت اس پر ادائے کفارہ واجب ہے اور اس کو نووی رحمہ اللہ نے صحیح اور مختار کہا ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ آپ ﷺ کے پاس جب ٹوکرا آیا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ صدقہ دے حالانکہ پہلے اس کی عدم استطاعت تینوں باتوں میں ظاہر ہو چکی تھی۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ مثل رئیسوں کے وقت استطاعت اس کی ادا ضروری ہے اور کفارہ اس کے ذمہ باقی رہا اور فرق جو حدیث میں وارد ہوا ہے وہ فقہا کے نزدیک پندرہ صاع کا ہوتا ہے جس کے ساٹھ مد ہوئے پس ہر مسکین کو ایک مد پہنچانا ضروری ہے۔

(٢٥٩٦) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ رِوَايَةِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَقَالَ: بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ وَهُوَ الزِّنْبِيلُ وَلَمْ يَذْكُرْ: فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهُ.

محمد بن مسلم زہری نے اسی اسناد سے یہی حدیث روایت کی جیسے ابن عیینہ نے روایت کی اور کہا: اس میں ایک عرق (یعنی ٹوکرا) اور وہ ہی زنبیل ہے اور اس میں نبی مکرم ﷺ کی ہنسی کا ذکر نہیں۔''

[راجع:٢٥٩٥]

○ ○ ○ ○

(٢٥٩٧) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَجُلًا وَقَعَ بِامْرَأَتِهٖ فِىْ رَمَضَانَ فَاسْتَفْتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: ((هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ صِيَامَ شَهْرَيْنِ؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((فَاَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا)) ـ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک شخص جماع کر بیٹھا رمضان میں اور رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو ایک غلام یا لونڈی آزاد کر سکتا ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دو مہینے روزے رکھ سکتا ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔“

[راجع:٢٥٩٥]

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے استدلال کیا ہے حنفیہ نے کہ کفارہ رمضان میں کافر غلام آزاد کرنا بھی روا ہے اور ایسا ہی کفارہ ظہار میں اور مؤمن رقبہ صرف کفارہ قتل میں ضروری ہے۔ اس لیے کہ اس میں ایمان کی شرط منصوص قرآنی ہے مگر جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جمیع کفاروں میں رقبہ مؤمنہ ضروری ہے اس لیے کہ جہاں مطلق رقبہ مذکور ہے اس کو محمول کرتے ہیں رقبہ مؤمنہ پر اسی قید کے لحاظ سے جو قرآن میں کفارہ قتل میں مذکور ہے اور قاعدہ اصول کا یہی ہے کہ مطلق کو مقید پر محمول کرتے ہیں۔ کذا قال النووی فی شرحہ لمسلم۔

(٢٥٩٨) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَنَّ رَجُلًا اَفْطَرَ فِىْ رَمَضَانَ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُكَفِّرَ بِعِتْقِ رَقَبَةٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ . [راجع:٢٥٩٥]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٥٩٩) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَمَرَ رَجُلًا اَفْطَرَ فِىْ رَمَضَانَ اَنْ يُّعْتِقَ رَقَبَةً اَوْيَصُوْمَ شَهْرَيْنِ اَوْيُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا. [راجع:٢٥٩٥]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی ﷺ نے حکم کیا ایک شخص کو کہ اس نے روزہ توڑ ڈالا تھا رمضان میں کہ آزاد کرے ایک بردہ یا روزے رکھے دو ماہ یا کھلائے ساٹھ مسکینوں کو۔

○ ○ ○ ○

(٢٦٠٠) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ. [راجع:٢٥٩٥]

زہری سے اس سند کے ساتھ ابن عیینہ کی حدیث کی طرح مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٦٠١) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا قَالَتْ: جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: احْتَرَقْتُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِمَ؟)) قَالَ: وَطِئْتُ امْرَأَتِىْ فِىْ رَمَضَانَ نَهَارًا قَالَ: ((تَصَدَّقْ تَصَدَّقْ)) قَالَ: مَا عِنْدِىْ شَيْءٌ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّجْلِسَ فَجَآءَهٗ عَرَقَانِ فِيْهِمَا طَعَامٌ فَاَمَرَهٗ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ایک شخص آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اور کہا کہ میں جل گیا آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیوں؟“ اس نے عرض کی کہ میں نے جماع کیا رمضان شریف میں اپنی عورت سے دن کو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”صدقہ دے، صدقہ دے۔“ اس نے عرض کی کہ میرے پاس تو کچھ موجود نہیں ہے، اتنے میں آپ ﷺ کے پاس دو گونیاں آئیں کھانے کو (یعنی غلہ یا کھجور کی) آپ ﷺ نے

اَنْ يَتَصَدَّقَ بِهِ . [بخاري: ١٩٣٥، ٦٨٢٢؛ ابوداود: ٢٣٩٤، ٢٣٩٥]

فرمایا: ''لے یہ صدقہ کر دے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: صدقہ دے یعنی وہی ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا جیسا اوپر مذکور ہوا۔ دوسری روایتوں میں اس صدقہ کی تفصیل آ چکی اور جو اس نے کہا کہ میں جل گیا اس سے استعمال مجاز کا روا ہوا۔

(٢٦٠٢) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا تَقُوْلُ: اَتٰى رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَلَيْسَ فِىْ اَوَّلِ الْحَدِيْثِ: ((تَصَدَّقْ تَصَدَّقْ)) وَلَا قَوْلُهُ: نَهَارًا. [راجع:٢٦٠١]

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اور اس حدیث کو ذکر کیا اخیر تک جیسے اوپر گزری مگر اس کے اول میں صدقہ دے صدقہ دے۔'' نہیں ہے اور نہ دن کا لفظ ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٦٠٣) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُوْلُ: اَتٰى رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِى الْمَسْجِدِ فِىْ رَمَضَانَ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! احْتَرَقْتُ فَسَأَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا شَأْنُهُ؟)) فَقَالَ: اَصَبْتُ اَهْلِىْ قَالَ: ((تَصَدَّقْ)) فَقَالَ: وَاللّٰهِ! يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! مَا لِىْ شَيْءٌ وَمَا اَقْدِرُ عَلَيْهِ قَالَ: ((اجْلِسْ)) فَجَلَسَ فَبَيْنَا هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ اَقْبَلَ رَجُلٌ يَسُوْقُ حِمَارًا عَلَيْهِ طَعَامٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَيْنَ الْمُحْتَرِقُ آنِفًا؟)) فَقَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَصَدَّقْ بِهٰذَا)) فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَغَيْرَنَا؟ فَوَاللّٰهِ! اِنَّا لَجِيَاعٌ مَالَنَا شَيْءٌ قَالَ: ((فَكُلُوْهُ)). [راجع:٢٦٠١]

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص آیا نبی ﷺ کے پاس مسجد میں رمضان میں اور عرض کی یا رسول اللہ! میں جل گیا میں جل گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا حال ہے اس کا۔'' اس نے عرض کی کہ میں نے اپنی بی بی سے صحبت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ دے۔'' اس نے عرض کی کہ قسم اللہ تعالیٰ کی! اے نبی اللہ کے! میرے پاس کچھ نہیں ہے اور نہ میں کچھ دے سکتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹھ۔'' وہ بیٹھ گیا اور وہ اسی حال میں تھا کہ آدمی آیا اور ایک گدھے کو ہانکتا ہوا لایا کہ اس پر کچھ غلہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جلنے والا کہاں ہے جو ابھی یہاں تھا؟'' اور وہ کھڑا ہوا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''لے اس کو صدقہ دے۔'' اس نے عرض کی کہ کیا میرے سوا اس کا مستحق کوئی اور ہے؟ اللہ کی قسم! ہم لوگ بھوکے ہیں اور ہمارے پاس کچھ نہیں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''لو اسے کھاؤ۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ جَوَازِ الصَّوْمِ وَالْفِطْرِ فِىْ شَهْرِ رَمَضَانَ لِلْمُسَافِرِ فِىْ غَيْرِ مَعْصِيَةٍ اِذَا كَانَ سَفَرُهُ مَرْحَلَتَيْنِ فَاَكْثَرَ.

باب: رمضان میں مسافر کو افطار کی رخصت ہے۔

(٢٦٠٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ فِىْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ الْكَدِيْدَ ثُمَّ اَفْطَرَ وَكَانَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نکلے جس سال مکہ فتح ہوا رمضان میں اور آپ ﷺ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ جب کدید میں پہنچے (نام مقام کا ہے کہ وہاں ایک نہر ہے اور مدینہ سے

صَحَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَتَّبِعُوْنَ الْاَحْدَثَ فَالْاَحْدَثَ مِنْ اَمْرِهٖ . [بخاري: ١٩٤٤، ٢٩٥٣، ٤٢٧٥، ٤٢٧٩؛ نسائي: ٢٣١٢]

سات منزل ہے اور وہاں سے مکہ دو منزل رہتا ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ کدید ایک نہر ہے بیالیس میل مکہ سے) تو افطار کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عادت تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی نئی سے نئی بات جو ہوتی اس کا اتباع کرتے۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: علما کا اختلاف ہے سفر میں روزہ رکھنے میں چنانچہ اہل ظاہر کا مذہب ہے کہ رمضان میں سفر میں روزہ رکھنا صحیح نہیں اور اگر کسی نے رکھا بھی تو درست نہیں ہوتا اور اس کی قضا واجب ہے دلیل ان کی ظاہر آیت وحدیث ہے اور حدیث یہ ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ)) اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ روزہ رکھنے والوں کو آپ ﷺ نے عصاۃ یعنی نافرمان فرمایا اور جماہیر علما اور جمیع اہل فتویٰ کا قول ہے کہ مسافر کو روزہ روا ہے اور اگر رکھے تو درست ہوتا ہے اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ روزہ افضل ہے یا افطار یا دونوں برابر ہیں پس امام مالک اور ابوحنیفہ اور شافعی رحمہم اللہ اور اکثر لوگوں کا قول ہے کہ روزہ افضل ہے اس کو جسے طاقت ہو اور بے ضرر رکھ سکے پھر اگر ضرر ہو تو افطار افضل ہے اور دلیل ان کی یہ ہے کہ روزہ رکھا رسول اللہ ﷺ نے اور عبداللہ بن رواحہ وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اور بہت سی روایتوں میں روزہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا مذکور ہے اور اس لیے بھی روزہ افضل ہے کہ اس سے براءت ذمہ فی الحال حاصل ہو جاتی ہے اور سعید بن مسیب اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق رحمہم اللہ وغیرہم کا قول ہے کہ افطار بہر حال افضل ہے اور بعض نے ایک قول امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی ایسا ہی نقل کیا ہے مگر وہ قول غریب ہے اور ان کی دلیلیں بھی وہی روایات ہیں جو اہل ظاہر کے دلائل ہیں اور دلیل حمزہ بن عمرو اسلمی کی حدیث ہے جو مسلم کے آخری باب میں آتی ہے اور بعض کا قول ہے کہ افطار اور صوم دونوں برابر ہیں اور صحیح قول اکثر لوگوں کا قول ہے۔

(٢٦٠٥) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ قَالَ يَحْيٰى: قَالَ سُفْيَانُ: لَا اَدْرِيْ مِنْ قَوْلِ مَنْ هُوَ؟ يَعْنِيْ يُؤْخَذُ بِالْاٰخِرِ مِنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ . [راجع:٢٦٠٤]

زہری سے اس اسناد سے مثل اسی کی مروی ہے یحییٰ نے کہا کہ سفیان نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ قول کس کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا آخر قول لیا جاتا ہے یعنی اول قول منسوخ ہوتا ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٦٠٦) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: وَكَانَ الْفِطْرُ اٰخِرَ الْاَمْرَيْنِ وَاِنَّمَا يُؤْخَذُ مِنْ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالْاٰخِرِ فَالْاٰخِرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَصَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَكَّةَ لِثَلَاثَ عَشْرَةَ: خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ . [راجع:٢٦٠٤]

زہری نے اس اسناد سے کہا کہ روزہ نہ رکھنا اور افطار کرنا نبی ﷺ کی اخیر کی بات ہے اور رسول اللہ ﷺ کی آخری بات پر ہی عمل ضروری ہے اور زہری نے کہا کہ صبح کی رسول اللہ ﷺ نے تیرھویں رمضان کی مکہ میں۔

○ ○ ○ ○

(٢٦٠٧) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيْثِ اللَّيْثِ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَكَانُوْا يَتَّبِعُوْنَ الْاَحْدَثَ فَالْاَحْدَثَ مِنْ اَمْرِهٖ وَيَرَوْنَهُ النَّاسِخَ الْمُحْكَمَ . [راجع: ٢٦٠٤]

زہری سے اس اسناد سے مروی ہے کہ انہوں نے مثل حدیث لیث کے روایت کی ہے اور ابن شہاب نے کہا کہ صحابہ نبی ﷺ کی نئی نئی بات اختیار کرتے تھے اور نئی بات کو ناسخ اور محکم جانتے (یعنی آپ ﷺ نے روزہ رکھا اور پھر افطار کیا اور افطار کو ناسخ جانتے ہیں اور روزہ رکھنے کو منسوخ)۔

(٢٦٠٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: سَافَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: سفر کیا رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں اور روزہ رکھا یہاں تک کہ عسفان میں پہنچے۔ پھر آپ ﷺ نے ایک

بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ فِيهِ شَرَابٌ فَشَرِبَهُ نَهَارًا لِيَرَاهُ النَّاسُ ثُمَّ أَفْطَرَ حَتّٰى دَخَلَ مَكَّةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: فَصَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ شَآءَ أَفْطَرَ. [بخاری: ١٩٤٨، ٤٢٧٩؛ نسائی: ٢٢٩٠، ٢٣١٣]

پیالہ منگایا کہ اس میں کوئی پینے کی چیز تھی اور اس کو پیا دن کو تا کہ سب لوگ آپ ﷺ کو دیکھیں۔ پھر افطار کرتے رہے یہاں تک کہ مکہ میں پہنچے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے روزہ بھی رکھا اور افطار بھی کیا سو جس کا جی چاہے روزہ رکھے جس کا جی چاہے افطار کرے۔

(٢٦٠٩) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: لَا تَعِبْ عَلٰى مَنْ صَامَ وَلَا عَلٰى مَنْ أَفْطَرَ قَدْ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي السَّفَرِ وَأَفْطَرَ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم برا نہیں کہتے اس کو جو روزہ رکھے۔ (یعنی سفر میں) اور نہ اس کو جو افطار کرے اور رسول اللہ ﷺ نے سفر میں روزہ بھی رکھا اور افطار بھی کیا۔

فائدہ۔ ان روایتوں میں دلیل ہے مذہب جمہور کی کہ روزہ اور افطار دونوں روا ہیں۔

(٢٦١٠) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ إِلٰى مَكَّةَ فِيْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ كُرَاعَ الْغَمِيْمِ فَصَامَ النَّاسُ ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِنْ مَآءٍ فَرَفَعَهُ حَتّٰى نَظَرَ النَّاسُ إِلَيْهِ ثُمَّ شَرِبَ فَقِيْلَ لَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ: إِنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْ صَامَ فَقَالَ: ((أُولٰٓئِكَ الْعُصَاةُ أُولٰٓئِكَ الْعُصَاةُ)). [ترمذی: ٧١٠؛ نسائی: ٢٢٦٢]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ نکلے جس سال مکہ فتح ہوا۔ رمضان میں مکہ کی طرف اور روزہ رکھا یہاں تک کہ جب کراع غمیم تک پہنچے (کراع غمیم مقام کا نام ہے کہ مدینہ سے سات منزل یا زیادہ ہے) اور لوگوں نے روزہ رکھا پھر آپ ﷺ نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا اس کو بلند کیا یہاں تک کہ لوگوں نے ان کی طرف دیکھا پھر آپ ﷺ نے پی لیا اور لوگوں نے اس کے بعد آپ ﷺ سے عرض کی کہ بعض لوگ روزہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہی نافرمان ہیں، وہی نافرمان ہیں۔“

فائدہ۔ شاید اس سے وہ لوگ مراد ہوں جن کو روزہ ضرر کرتا ہے۔

(٢٦١١) عَنْ جَعْفَرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فَقِيْلَ لَهُ: إِنَّ النَّاسَ قَدْ شَقَّ عَلَيْهِمُ الصِّيَامُ وَإِنَّمَا يَنْظُرُوْنَ فِيْمَا فَعَلْتَ فَدَعَا بِقَدَحٍ مِنْ مَآءٍ بَعْدَ الْعَصْرِ. [راجع: ٢٦١٠]

جعفر نے اس اسناد سے یہی روایت کی اور اس میں اتنی بات زیادہ کی کہ لوگوں نے آپ ﷺ سے عرض کی۔ لوگوں پر روزہ شاق ہے اور وہ منتظر ہیں کہ آپ ﷺ نے کیا کیا پھر آپ ﷺ نے ایک پیالہ پانی کا منگایا بعد عصر کے۔ آگے وہی مضمون ہے۔

(٢٦١٢) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَرَاٰى رَجُلًا قَدِ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ وَقَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((مَا لَهُ)) قَالُوْا: رَجُلٌ صَائِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ الْبِرُّ أَنْ تَصُوْمُوْا فِي السَّفَرِ)).

[بخاری: ١٩٤٦؛ ابوداود: ٢٤٠٧؛ نسائی: ٢٢٦١]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں تھے کہ ایک شخص پر لوگوں کی بھیڑ دیکھی اور وہ اس پر سایہ کیے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”اس کو کیا ہوا۔“ لوگوں نے عرض کی کہ ایک روزہ دار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سفر میں روزہ رکھنا خوب نہیں۔“

فائدہ۔ یعنی جب ضرر ہو اور ایسی نوبت پہنچے تو کیا لطف ہے۔

(٢٦١٣) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ. [راجع:٢٦١٢]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٦١٤) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ وَزَادَ قَالَ شُعْبَةُ: وَكَانَ يَبْلُغُنِيْ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ اَنَّهُ كَانَ يَزِيْدُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَفِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ اَنَّهُ قَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِرُخْصَةِ اللّٰهِ الَّذِيْ رَخَّصَ لَكُمْ)) قَالَ: فَلَمَّا سَاَلْتُهُ لَمْ يَحْفَظْهُ. [راجع:٢٦١٢]

شعبہ سے اسی اسناد سے مانند اسی کی مروی ہے اور زیادہ کہا شعبہ نے کہ مجھے خبر لگی ہے یحییٰ بن ابی کثیر سے کہ وہ زیادہ کرتے تھے اس حدیث میں اور اس اسناد میں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی رخصت قبول کرو جو تمہارے لیے دی ہے۔'' اور کہا راوی نے پھر جب میں نے ان سے پوچھا تو انہیں یاد نہیں رہا۔

○ ○ ○ ○

(٢٦١٥) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِسِتَّ عَشْرَةَ مَضَتْ مِنْ رَمَضَانَ فَمِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ اَفْطَرَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جہاد کیا ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سولھویں رمضان کو تو ہم میں سے کوئی روزے سے تھا اور کوئی افطار کیے تھا اور روزہ دار افطار کرنے والے پر عیب نہ کرتا تھا اور نہ افطار کرنے والا روزہ دار پر۔

○ ○ ○ ○

(٢٦١٦) عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ هَمَّامٍ غَيْرَ اَنَّ فِيْ حَدِيْثِ التَّيْمِيِّ وَعُمَرَ بْنِ عَامِرٍ وَهِشَامٍ: لِثَمَانَ عَشْرَةَ خَلَتْ وَفِيْ حَدِيْثِ سَعِيْدٍ: فِيْ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ وَشُعْبَةَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ اَوْتِسْعَ عَشْرَةَ.

قتادہ سے اس اسناد سے مانند روایت ہمام کے مروی ہے مگر تیمی اور عمر بن عامر اور ہشام کی روایت میں اٹھارہویں تاریخ اور سعید کی روایت میں بارہویں اور شعبہ کی روایت میں سترویں یا انیسویں مذکور ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: بارہویں سے شاید انیسویں تک وہ ممتد ہوا ہو پھر کسی نے اول تاریخ بیان کی کسی نے آخر۔

(٢٦١٧) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ رَمَضَانَ فَمَا يُعَابُ عَلَى الصَّائِمِ صَوْمُهُ وَلَا عَلَى الْمُفْطِرِ اِفْطَارُهُ. [ترمذی: ٧١٢؛ نسائی: ٢٣٠٩]

ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم سفر کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان المبارک میں تو نہ روزہ دار کے روزے پر کوئی عیب لگاتا نہ مفطر کے افطار پر۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس مسلک سے انصاف صحابہ رضی اللہ عنہم کا ظاہر ہے اور یہی سبیل مؤمنین ہے اور یہی مذہب اقرب بدلائل ہے کہ جو چاہے رخصت پر عمل کرے جو طاقت رکھے عزیمت پر اور دین میں حرج نہیں۔

(٢٦١٨) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ رَمَضَانَ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ فَلَا يَجِدُ الصَّائِمُ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم جہاد کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان میں اور کوئی ہم سے روزہ دار ہوتا اور کوئی صاحب افطار اور نہ صائم مفطر پر غصہ کرتا اور نہ مفطر صائم پر اور جانتے تھے کہ جس میں قوت

عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ يَرَوْنَ اَنَّ مَنْ وَجَدَ قُوَّةً فَصَامَ فَاِنَّ ذٰلِكَ حَسَنٌ وَيَرَوْنَ اَنَّ مَنْ وَّجَدَ ضَعْفًا فَاَفْطَرَ فَاِنَّ ذٰلِكَ حَسَنٌ. [ترمذی: ۷۱۳؛ نسائی: ۲۳۰۸]

ہو وہ روزہ رکھے یہ بھی خوب ہے اور جس میں ضعف ہو وہ افطار کرے یہ بھی خوب ہے۔

○ ○ ○ ○

(۲۶۱۹) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَا: سَافَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَیَصُوْمُ الصَّائِمُ وَیُفْطِرُ الْمُفْطِرُ فَلَا یَعِیْبُ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ. [نسائی: ۲۳۱۰، ۲۳۱۱]

ابو سعید رضی اللہ عنہ اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ دونوں نے کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا اور روزہ رکھنے والا روزہ رکھتا تھا اور افطار کرنے والا افطار اور کوئی کسی پر عیب نہ کرتا تھا۔

○ ○ ○ ○

(۲۶۲۰) عَنْ حُمَیْدٍ قَالَ: سُئِلَ اَنَسٌ عَنْ صَوْمِ رَمَضَانَ فِی السَّفَرِ فَقَالَ: سَافَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ یَعِبِ الصَّائِمُ عَلَی الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَی الصَّائِمِ.

حمید نے کہا: انس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا روزہ رمضان کا سفر میں تو کہا انہوں نے کہ سفر کیا ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان میں تو نہ برا کہا صائم نے مفطر کو نہ مفطر نے صائم کو۔

○ ○ ○ ○

(۲۶۲۱) عَنْ حُمَیْدٍ قَالَ: خَرَجْتُ فَصُمْتُ فَقَالُوْا لِیْ: اَعِدْ قَالَ: فَقُلْتُ: اِنَّ اَنَسًا رضی اللہ عنہ اَخْبَرَنِیْ اَنَّ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ کَانُوْا یُسَافِرُوْنَ فَلَا یَعِیْبُ الصَّائِمُ عَلَی الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَی الصَّائِمِ فَلَقِیْتُ ابْنَ اَبِیْ مُلَیْکَةَ فَاَخْبَرَنِیْ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا بِمِثْلِهٖ.

حمید نے کہا: نکلا میں سفر میں اور میں نے روزہ رکھا تو لوگوں نے کہا: تم دوبارہ روزہ رکھو (یعنی سفر کا روزہ صحیح نہیں ہوا) تو میں نے کہا: انس رضی اللہ عنہ نے مجھے خبر دی ہے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ سفر کرتے تھے اور صائم مفطر پر طعنہ نہ کرتا تھا نہ مفطر صائم پر اور پھر ملا میں ابن ابی ملیکہ سے اور خبر دی مجھے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مثل اس کی۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اَجْرِ الْمُفْطِرِ فِی السَّفَرِ اِذَا تَوَلَّی الْعَمَلَ.

باب: سفر میں مفطر کا اجر۔

(۲۶۲۲) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِی السَّفَرِ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ قَالَ: فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فِیْ یَوْمٍ حَارٍّ اَکْثَرُنَا ظِلًّا صَاحِبُ الْکِسَاءِ وَمِنَّا مَنْ یَّتَّقِی الشَّمْسَ بِیَدِهٖ قَالَ: فَسَقَطَ الصُّوَّامُ وَقَامَ الْمُفْطِرُوْنَ فَضَرَبُوا الْاَبْنِیَةَ وَسَقَوُا الرِّکَابَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے سفر میں سو کوئی ہم میں صائم تھا کوئی مفطر اور ایک منزل میں اترے گرمی کے دنوں میں اور سب سے زیادہ سائے میں وہ تھا جس کے پاس چادر تھی اور کتنے تو ایسے تھے کہ ہاتھ ہی سے دھوپ روکے ہوئے تھے اور روزہ دار جتنے تھے سب منزل پر جا کر پڑ رہے اور افطار والوں نے کھڑے ہو کر خیمے لگائے اور اونٹوں کو پانی پلایا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''افطار کرنے والے آج بہت سا

((ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ)).

[بخاری: ۲۸۹۰؛ نسائی: ۲۲۸۲]

ثواب لے گئے۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ معلوم ہوا سفر میں بھائیوں کی خدمت کرنا بھی بڑا ثواب ہے۔

(۲۶۲۳) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَصَامَ بَعْضٌ وَاَفْطَرَ بَعْضٌ فَتَحَزَّمَ الْمُفْطِرُوْنَ وَعَمِلُوْا وَضَعُفَ الصُّوَّامُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ قَالَ: فَقَالَ فِيْ ذٰلِكَ: ((ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْيَوْمَ بِالْاَجْرِ)).

[راجع: ۲۶۲۲]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ سفر میں تھے اور بعض صحابہ صائم تھے بعض مفطر پھر کمر خدمت چست باندھی مفطروں نے اور محنت کی اور ضعیف ہو گئے صائم لوگ بعض کاموں سے اس وقت فرمایا آپ ﷺ نے کہ "آج مفطر لوگ ثواب کما لے گئے۔"

○ ○ ○ ○

(۲۶۲٤) عَنْ قَزَعَةَ قَالَ: اَتَيْتُ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رضی اللہ عنہ وَهُوَ مَكْثُوْرٌ عَلَيْهِ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْهُ قُلْتُ: اِنِّيْ لَا اَسْئَلُكَ عَمَّا يَسْئَلُكَ هٰؤُلَاءِ عَنْهُ سَاَلْتُهُ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ: سَافَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى مَكَّةَ وَنَحْنُ صِيَامٌ قَالَ: فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّكُمْ قَدْ دَنَوْتُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَالْفِطْرُ اَقْوٰى لَكُمْ)) فَكَانَتْ رُخْصَةً فَمِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ اَفْطَرَ ثُمَّ نَزَلْنَا مَنْزِلًا اٰخَرَ فَقَالَ: ((اِنَّكُمْ مُصَبِّحُوْ عَدُوِّكُمْ وَالْفِطْرُ اَقْوٰى لَكُمْ فَاَفْطِرُوْا)) وَكَانَتْ عَزْمَةً فَاَفْطَرْنَا ثُمَّ قَالَ: لَقَدْ رَاَيْتُنَا نَصُوْمُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ. [ابوداود: ۲٤۰٦]

قزعہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان پر لوگوں کا ہجوم تھا پھر جب بھیڑ چھٹ گئی تو میں نے کہا: میں آپ رضی اللہ عنہ سے وہ نہیں پوچھتا جو یہ لوگ پوچھتے تھے اور میں نے ان سے سفر میں روزے کا پوچھا انہوں نے فرمایا: سفر کیا ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کو اور ہم روزہ دار تھے پھر ایک منزل میں اترے اور آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اب دشمن سے قریب ہو گئے اور افطار میں تمہاری قوت بہت زیادہ ہو گی۔" پس رخصت ہوئی افطار کی۔ تب بعض ہم میں سے روزہ دار تھے اور بعض مفطر۔ پھر ہم آگے کی منزل میں اترے اور آپ ﷺ نے فرمایا: "تم صبح کو اپنے غنیم سے ملنے والے ہو تو افطار تمہاری قوت بڑھا دے گا سو تم سب افطار کرو۔" اور یہ فرمانا آپ ﷺ کا حکم قطعی تھا پھر ہم سب لوگوں نے افطار کیا پھر اس کے (یعنی بعد فراغ مقابلہ غنیم) ہم نے اپنے لشکر کو دیکھا کہ ہم روزہ رکھتے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں۔

بَابُ التَّخْيِيْرِ فِي الصَّوْمِ وَالْفِطْرِ فِي السَّفَرِ.

باب: رمضان میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے میں اختیار کا بیان۔

(۲۶۲۵) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سَاَلَ حَمْزَةُ بْنُ عَمْرٍو الْاَسْلَمِيُّ رضی اللہ عنہ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ: ((اِنْ شِئْتَ

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا روزے کو سفر میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "چاہے روزہ رکھ چاہیے افطار کر۔"

فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ)).

○ ○ ○ ○

(٢٦٢٦) عَنْ عَائِشَةَ ﷺ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي رَجُلٌ أَسْرُدُ الصَّوْمَ أَفَأَصُوْمُ فِي السَّفَرِ؟ قَالَ: ((صُمْ إِنْ شِئْتَ وَأَفْطِرْ إِنْ شِئْتَ؟)). [ابوداود: ٢٤٠٢؛ نسائی: ٢٣٨٣]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے پوچھا نبی ﷺ سے کہ میں بہت درپے روزہ رکھتا ہوں تو کیا سفر میں بھی روزے رکھا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”چاہو رکھو چاہے نہ رکھو۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث میں بھی صاف دلالت ہے مذہب جمہور پر کہ خواہ سفر میں روزہ رکھے خواہ نہ رکھے۔

(٢٦٢٧) عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ: إِنِّي رَجُلٌ أَسْرُدُ الصَّوْمَ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٦٢٨) عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ: أَنَّ حَمْزَةَ قَالَ: إِنِّي رَجُلٌ أَصُوْمُ أَفَأَصُوْمُ فِي السَّفَرِ؟ [ابن ماجه: ١٦٦٢]

ہشام سے اس سند کے ساتھ روایت ہے کہ کہا حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں ایک روزے دار آدمی ہوں تو کیا میں سفر میں بھی روزہ رکھوں؟

○ ○ ○ ○

(٢٦٢٩) عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَجِدُبِيْ قُوَّةً عَلَى الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هِيَ رُخْصَةٌ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَمَنْ أَخَذَ بِهَا فَحَسَنٌ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّصُوْمَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ)) قَالَ هَارُوْنُ فِي حَدِيْثِهِ: ((هِيَ رُخْصَةٌ)) وَلَمْ يَذْكُرْ: مِنَ اللّٰهِ. [ابوداود: ٢٤٠٣؛ نسائی: ٢٢٩٣، ٢٢٩٤، ٢٢٩٥، ٢٢٩٦، ٢٢٩٧، ٢٢٩٨، ٢٢٩٩، ٢٣٠٠، ٢٣٠١، ٢٣٠٢، ٢٣٠٣، ٢٣٠٤]

حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں اپنے میں قوت پاتا ہوں روزہ کی سفر میں تو میں اگر روزہ رکھوں تو کیا کچھ گناہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ رخصت ہے اللہ کی طرف سے سو جس نے اس کو لیا خوب کیا اور جس نے چاہا روزہ رکھنا تو اس پر گناہ نہیں۔“ اور ہارون نے اپنی روایت میں اللہ کی طرف سے ذکر نہیں کیا۔

○ ○ ○ ○

(٢٦٣٠) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ فِيْ حَرٍّ شَدِيْدٍ حَتّٰى إِنْ كَانَ أَحَدُنَا لَيَضَعُ يَدَهُ عَلٰى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ وَمَا مِنَّا أَحَدٌ صَائِمٌ إِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ. [بخاری: ١٩٤٥؛ ابوداود: ٢٤٠٩]

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: نکلے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان میں سخت گرمی میں یہاں تک کہ کوئی ہم میں سے اپنا ہاتھ سر پر رکھے ہوئے تھا گرمی کی سختی سے اور کوئی ہم میں سے روزہ دار نہ تھا سوائے رسول اللہ ﷺ کے اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے۔

○ ○ ○ ○

(٢٦٣١) عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ: قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فِي يَوْمٍ شَدِيْدِ الْحَرِّ حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَضَعُ يَدَهُ عَلٰى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ وَمَا مِنَّا أَحَدٌ صَائِمٌ إِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ. [ابن ماجه:١٦٦٣]

حضرت امّ درداء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سخت گرمیوں کے دنوں میں دیکھا بعض سفروں میں کہ لوگ سخت گرمی کی وجہ سے اپنے ہاتھوں کو اپنے سروں پر رکھ لیتے ہیں اور ہم میں سے سوائے رسول اللہ ﷺ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے کوئی بھی روزہ دار نہیں تھا۔



بَابُ اسْتِحْبَابِ الْفِطْرِ لِلْحَاجِّ بِعَرَفَاتٍ يَوْمَ عَرَفَةَ.

باب: حاجی عرفات میں عرفہ کے دن روزہ نہ رکھے۔

(٢٦٣٢) عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَيْسَ بِصَائِمٍ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهِ بِعَرَفَةَ فَشَرِبَهُ. [بخاري: ١٦٦١، ١٦٥٨، ١٩٨٨ تعليقاً، ٥٦٠٤، ٥٦١٨، ٥٦٣٦؛ ابوداود: ٢٤٤١]

ام الفضل رضی اللہ عنہا حارث کی بیٹی کہتی ہیں کہ ان کے پاس چند لوگوں نے تکرار کی عرفہ کے دن (عرفات میں) رسول اللہ ﷺ کے روزے میں کسی نے کہا آپ ﷺ روزے سے ہیں۔ کسی نے کہا: نہیں تب انہوں نے ایک دودھ کا پیالہ آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور آپ ﷺ عرفات میں اپنے اونٹ پر وقوف کیے ہوئے تھے پھر آپ ﷺ نے پی لیا۔



فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: مذہب شافعی کا اور مالک اور ابوحنیفہ اور جمہور علمائے کا یہی ہے کہ افطار عرفہ میں مستحب ہے حاجی کو اور ابن منذر نے یہی حکایت کیا ہے کہ ابوبکر صدیق اور عمر اور عثمان اور ابن عمر رضی اللہ عنہم اور ثوری سے اور کہا ہے: ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا روزہ رکھتے تھے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے اور اسحاق رحمہ اللہ کا میلان بھی اسی طرف تھا اور عطاء جاڑے میں روزہ رکھتے تھے گرمی میں نہیں اور قتادہ رضی اللہ عنہ نے روزے میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھا اگر دعا میں ضعف نہ ہو اور جمہور نے احتجاج کیا ہے رسول اللہ ﷺ کے افطار سے اور اس سے استدلال کیا ہے جن میں مطلق مذکور ہے کہ عرفہ کا روزہ دو برس کا کفارہ ہے اور جمہور نے ان حدیثوں سے اس کو مراد لیا ہے جو عرفات میں نہ ہو۔

(٢٦٣٣) عَنْ أَبِي النَّضْرِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ: وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهِ وَقَالَ: عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى أُمِّ الْفَضْلِ. [راجع:٢٦٣٢]

ابوالنضر سے اس اسناد سے بھی روایت مروی ہے مگر اس میں یہ ذکر نہیں کہ آپ ﷺ اپنے اونٹ پر وقوف کیے ہوئے تھے اور سند میں یہ ہے کہ روایت ہے عمیر سے جو مولیٰ ہیں ام الفضل رضی اللہ عنہا کے۔

(٢٦٣٤) عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَقَالَ: عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى أُمِّ الْفَضْلِ.

سالم ابی النضر سے ان اسناد کے ساتھ ابن عیینہ کی حدیث کی مانند روایت کرتے ہیں اور کہا کہ اس عمیر سے جو ام الفضل کے مولیٰ ہیں۔



(٢٦٣٥) عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ الْفَضْلِ رضي الله عنها تَقُوْلُ: شَكَّ

عمیر، ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مولیٰ سے روایت ہے کہ انہوں نے ام الفضل رضی اللہ عنہا سے سنا لوگوں نے شک کیا اصحاب رسول میں سے دن عرفہ

نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ صِيَامِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَنَحْنُ بِهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِقَعْبٍ فِيْهِ لَبَنٌ وَهُوَ بِعَرَفَةَ فَشَرِبَهُ . [راجع:٢٦٣٢]

کے رسول اللہ ﷺ کے روزے میں، تب انہوں نے ایک پیالہ دودھ کا بھیج دیا اور آپ ﷺ عرفات میں تھے پھر آپ ﷺ نے پی لیا۔

○ ○ ○ ○

(٢٦٣٦) عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: إِنَّ النَّاسَ شَكُّوْا فِيْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ مَيْمُوْنَةُ بِحِلَابِ اللَّبَنِ وَهُوَ وَاقِفٌ فِي الْمَوْقِفِ فَشَرِبَ مِنْهُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ .

[بخاري:١٩٨٩]

ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی بی بی نے فرمایا کہ لوگوں نے شک کیا رسول اللہ ﷺ کے روزے میں عرفہ کے دن (میدان عرفات میں) سو بھیجا میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک لوٹا دودھ کا اور آپ ﷺ وقوف کیے ہوئے تھے موقف میں اور آپ ﷺ نے پی لیا اور سب لوگ دیکھتے تھے آپ ﷺ کو۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ ان روایتوں سے کئی امور ثابت ہوئے اول مستحب ہونا افطار کا عرفات میں۔ دوسرے مستحب ہونا وقوف کا سواری پر اور یہی صحیح ہے مذہب شافعی میں۔ تیسرے جواز کھڑے ہو کر پینے کا اور سوار ہو کر بھی۔ چوتھے مباح قبول ہدیہ کا آپ ﷺ کے واسطے۔

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ.

باب: عاشورے کے روزے کا بیان۔

(٢٦٣٧) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُهُ فَلَمَّا هَاجَرَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ شَهْرُ رَمَضَانَ قَالَ: ((مَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ)).

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: قریش عاشورے کے دن روزہ رکھتے تھے ایام جاہلیت میں اور رسول اللہ ﷺ بھی پھر جب آپ ﷺ نے مدینہ کو ہجرت کی روزہ رکھا اور اس دن روزے کا حکم فرمایا پھر جب رمضان فرض ہوا آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو چاہے اب عاشورے کو روزہ رکھے جو چاہے چھوڑ دے۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: علما نے اتفاق کیا ہے کہ اب عاشورے کا روزہ سنت ہے، واجب نہیں اور اول اسلام میں اس کا کیا حکم تھا اس میں اختلاف ہے یعنی رمضان فرض ہونے سے قبل سو ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ واجب تھا اور اصحاب شافعی میں اختلاف ہے مشہور قول یہ ہے کہ ہمیشہ سنت تھا کبھی واجب نہیں ہوا مگر استحباب اس کا مؤکد تھا پھر جب رمضان فرض ہوا مستحب رہ گیا مؤکد نہ رہا۔

(٢٦٣٨) عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْ أَوَّلِ الْحَدِيْثِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُهُ وَقَالَ فِيْ اٰخِرِ الْحَدِيْثِ: وَتَرَكَ عَاشُوْرَاءَ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ وَلَمْ يَجْعَلْهُ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ كَرِوَايَةِ جَرِيْرٍ.

ہشام نے اس اسناد سے یہی روایت کی اور اول حدیث میں یہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ عاشورے کا روزہ رکھتے تھے اور آخر میں یہ کہا کہ آپ ﷺ نے عاشورے کا روزہ چھوڑ دیا۔ پھر جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے چھوڑ دے اور اس بات کو رسول اللہ ﷺ کا قول نہیں ٹھہرایا جیسے جریر کی روایت میں تھا۔

(٢٦٣٩) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: عاشورے کا روزہ جاہلیت میں رکھا جاتا تھا

كَانَ يُصَامُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ مَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ.

[بخاري:٤٥٠٢]

پھر جب اسلام آیا تو اب چاہے کوئی رکھے چاہے چھوڑ دے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: جو چاہے رکھے جو چاہے چھوڑ دے اس سے حنفیہ استدلال کرتے ہیں واجب نہ ہونے پر اور شافعیہ استدلال کرتے ہیں مؤکد نہ ہونے پر اور بہر حال اب وہ سنت مستحبہ ہے غیر مؤکدہ۔

(٢٦٤٠) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُ بِصِيَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ رَمَضَانُ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَاءَ صَامَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ.

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حکم فرماتے تھے اس کے روزے کا (یعنی عاشورے کا) جب رمضان فرض نہیں ہوا تھا پھر جب رمضان فرض ہوا تو یہ حکم ہوا کہ جس کا جی چاہے وہ عاشورے کا روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

(٢٦٤١) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ قُرَيْشًا كَانَتْ تَصُوْمُ عَاشُوْرَاءَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِصِيَامِهِ حَتّٰى فُرِضَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُفْطِرْهُ)). [بخاري: ١٨٩٣]

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ قریش عاشورے کو روزہ رکھتے تھے جاہلیت میں پھر رسول اللہ ﷺ نے بھی حکم فرمایا اس کے روزے کا یہاں تک کہ جب رمضان فرض ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو چاہے اس میں روزہ رکھے جو چاہے افطار کرے۔“

○ ○ ○ ○

(٢٦٤٢) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا يَصُوْمُوْنَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَامَهُ وَالْمُسْلِمُوْنَ قَبْلَ أَنْ يُفْتَرَضَ رَمَضَانُ فَلَمَّا افْتُرِضَ رَمَضَانُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ عَاشُوْرَاءَ يَوْمٌ مِنْ أَيَّامِ اللّٰهِ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اہل جاہلیت عاشورے کو روزہ رکھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی رکھا اور مسلمان بھی رمضان فرض ہونے سے پہلے رکھتے تھے پھر جب رمضان فرض ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”عاشوراء اللہ تعالیٰ کے دنوں میں سے ایک دن ہے جو چاہے اس میں روزہ رکھے جو چاہے چھوڑ دے۔“

○ ○ ○ ○

(٢٦٤٣) عَنْ أَبِي أُسَامَةَ كِلَاهُمَا عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِمِثْلِهِ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ.

[بخاري: ٤٥٠١؛ ابوداود: ٢٤٤٣]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٦٤٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ يَوْمًا يَصُوْمُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَصُوْمَهُ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَرِهَ فَلْيَدَعْهُ)). [ابن ماجه: ١٧٣٧]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ذکر ہوا عاشورے کا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس دن میں اہل جاہلیت روزہ رکھتے تھے سو جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی نہ چاہے وہ چھوڑ دے۔“

○ ○ ○ ○

(٢٦٤٥) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما حَدَّثَهٗ أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ: ((إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ كَانَ يَصُوْمُهٗ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّصُوْمَهٗ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّتْرُكَهٗ فَلْيَتْرُكْهُ)) وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَصُوْمُهٗ إِلَّا أَنْ يُّوَافِقَ صِيَامَهٗ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ سنا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے: ''کہ عاشورے کا دن ایسا ہے کہ اس میں اہل جاہلیت روزہ رکھتے تھے سو جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے چھوڑ دے اور عبداللہ روزہ نہیں رکھتے تھے مگر جبکہ موافق پڑ جائے ان دنوں کے جس میں ان کی عادت تھی روزہ رکھنے کی۔

○ ○ ○ ○

(٢٦٤٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ صَوْمُ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ فَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيْثِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ سَوَاءً.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے وہی روایت برابر مذکور ہوئی جو اوپر آچکی ہے نبی ﷺ کے پاس ذکر ہوا عاشورے کا۔

○ ○ ○ ○

(٢٦٤٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ: ((ذَاكَ يَوْمٌ كَانَ يَصُوْمُهٗ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَمَنْ شَاءَ صَامَهٗ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهٗ)). [بخاري:٢٠٠٠]

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

(٢٦٤٨) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: دَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ وَهُوَ يَتَغَدّٰى فَقَالَ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! اُدْنُ إِلَى الْغَدَاءِ فَقَالَ: أَوَلَيْسَ الْيَوْمُ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ؟ قَالَ: وَهَلْ تَدْرِيْ مَا يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ؟ قَالَ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: إِنَّمَا هُوَ يَوْمٌ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُهٗ قَبْلَ أَنْ يَّنْزِلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فَلَمَّا نَزَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ تَرَكَ. وَقَالَ أَبُوْ كُرَيْبٍ: تَرَكَهٗ.

عبدالرحمٰن بن یزید نے کہا: اشعث بن قیس، عبداللہ کے پاس آئے اور وہ ناشتہ کرتے تھے صبح کو تو کہا انہوں نے کہ اے ابومحمد! آؤ ناشتہ کرو تو انہوں نے کہا کہ آج کیا عاشورے کا دن نہیں ہے؟ تو عبداللہ نے کہا کہ تم جانتے ہو عاشورے کا دن کیسا ہے؟ تو اشعث نے کہا: وہ کیسا دن ہے؟ تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ اس دن روزہ رکھتے قبل رمضان فرض ہونے کے پھر جب رمضان کی فرضیت اتری تو آپ ﷺ نے روزہ چھوڑ دیا اور ابوکریب کی روایت میں ہے کہ اس کو چھوڑ دیا۔

○ ○ ○ ○

(٢٦٤٩) عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا: فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تَرَكَهٗ.

مذکورہ بالا روایت اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٦٥٠) عَنْ قَيْسِ بْنِ سَكَنٍ أَنَّ الْأَشْعَثَ ابْنَ قَيْسٍ دَخَلَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَهُوَ يَأْكُلُ فَقَالَ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! اُدْنُ فَكُلْ قَالَ: إِنِّيْ صَائِمٌ قَالَ: كُنَّا نَصُوْمُهٗ ثُمَّ تُرِكَ.

قیس نے کہا: اشعث آئے عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس اور وہ کھانا کھا رہے تھے عاشورے کے دن۔ انہوں نے کہا: اے ابومحمد! آؤ ناشتہ کرو تو انہوں نے کہا: میں روزے سے ہوں۔ انہوں نے کہا: ہم روزہ رکھتے تھے اس میں پھر چھوڑ دیا گیا۔

(٢٦٥١) عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: دَخَلَ اَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ عَلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه وَهُوَ يَأْكُلُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ: يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! اِنَّ الْيَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ: قَدْ كَانَ يُصَامُ قَبْلَ اَنْ يَنْزِلَ رَمَضَانُ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تُرِكَ فَاِنْ كُنْتَ مُفْطِرًا فَاطْعَمْ. [بخاري:٤٥٠٣]

علقمہ نے کہا کہ اشعث، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ عاشوراء کے دن کھانا کھا رہے تھے تو انہوں نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! آج عاشورے کا دن ہے۔ انہوں نے کہا: اس کا روزہ رکھا جاتا تھا قبل رمضان کے پھر جب رمضان فرض ہوا وہ چھوڑ دیا گیا تو اگر تم روزے سے نہ ہو تو کھاؤ۔

○ ○ ○ ○

(٢٦٥٢) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاْمُرُنَا بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ وَيَحُثُّنَا عَلَيْهِ وَيَتَعَاهَدُنَا عِنْدَهُ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ لَمْ يَاْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَانَا عَنْهُ وَلَمْ يَتَعَاهَدْنَا عِنْدَهُ.

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ حکم فرماتے تھے عاشورے کے روزے کا اور اس کی ترغیب دیتے تھے اور اس کا خیال رکھتے تھے وہ ہمارے لیے پھر جب رمضان فرض ہوا نہ آپ ﷺ نے اس کا حکم فرمایا اور نہ اس سے منع کیا نہ اس کا خیال رکھا آپ ﷺ نے ہمارے لیے۔

(٢٦٥٣) عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ خَطِيْبًا بِالْمَدِيْنَةِ۔ يَعْنِيْ فِيْ قَدْمَةٍ قَدِمَهَا۔ خَطَبَهُمْ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ: اَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟ يَا اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ! سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِهٰذَا الْيَوْمِ: ((هٰذَا يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ وَلَمْ يَكْتُبِ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ وَاَنَا صَائِمٌ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يَّصُوْمَ فَلْيَصُمْ وَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يُّفْطِرَ فَلْيُفْطِرْ)). [بخاري: ٢٠٠٣]

حمید بن عبدالرحمٰن نے کہا: سنا میں نے معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے کہ انہوں نے خطبہ پڑھا مدینہ میں اپنی ایک آمد میں جب مدینہ آئے تھے اور دن عاشورے کے خطبہ میں کہا کہ تمہارے علما کہاں ہیں؟ اے اہل مدینہ! میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے کہ اس دن کو فرماتے تھے: ''یہ عاشورے کا دن ہے اللہ نے اس کا روزہ تم پر فرض نہیں کیا اور میں روزے سے ہوں پھر جو چاہے روزہ رکھے جو چاہے افطار کرے۔''

○ ○ ○ ○

(٢٦٥٤) حَدَّثَنِيْ اَبُو الطَّاهِرِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ وَهْبٍ: اَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِهِ. [راجع:٢٦٥٣]

ابن شہاب سے مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٦٥٥) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: فِيْ مِثْلِ هٰذَا الْيَوْمِ ((اِنِّيْ صَائِمٌ فَمَنْ شَاءَ اَنْ يَّصُوْمَ فَلْيَصُمْ)) وَلَمْ يَذْكُرْ بَاقِيَ حَدِيْثِ مَالِكٍ وَيُوْنُسَ.

زہری سے اس اسناد سے مروی ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ سنا رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے: ''آج کے دن کیلئے میں روزے سے ہوں پھر جو چاہے روزہ رکھے۔'' اور باقی حدیث مالک اور یونس کی انہوں نے بیان نہیں کی۔

[راجع:٢٦٥٣]

(٢٦٥٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ فَوَجَدَ الْيَهُوْدَ يَصُوْمُوْنَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَسُئِلُوْا عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالُوْا: هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ اَظْهَرَ اللّٰهُ فِيْهِ مُوسٰى وَبَنِيْ اِسْرَائِيْلَ عَلٰى فِرْعَوْنَ وَنَحْنُ نَصُوْمُهُ تَعْظِيْمًا لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((نَحْنُ اَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنكُمْ)) فَاَمَرَ بِصَوْمِهِ. [بخاري: ٤٦٨٠، ٤٧٣٧، ٣٩٤٣؛ ابوداود: ٢٤٤٤]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو یہود کو دیکھا کہ عاشوراء کے دن روزہ رکھتے ہیں اور لوگوں نے ان سے پوچھا کہ کیوں روزہ رکھتے ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ وہ دن ہے کہ اسی دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون پر غلبہ دیا، اس لیے آج ہم روزہ دار ہیں اس کی تعظیم کیلئے (یعنی اللہ پاک کی) تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہم تم سے زیادہ دوست ہیں اور قریب ہیں موسیٰ علیہ السلام کے۔'' پھر حکم دیا آپ ﷺ نے اس کے روزے کا۔

(٢٦٥٧) عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ: فَسَأَلَهُمْ عَنْ ذٰلِكَ. [راجع:٢٦٥٦]

ابو بشر سے اس اسناد سے وہی روایت مروی ہے مگر اس میں یوں ہے کہ آپ ﷺ نے پوچھا یہود سے سبب اس روزے کا۔

(٢٦٥٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَوَجَدَ الْيَهُوْدَ صِيَامًا يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ تَصُوْمُوْنَهُ؟)) فَقَالُوْا: هٰذَا يَوْمٌ عَظِيْمٌ اَنْجَى اللّٰهُ فِيْهِ مُوْسٰى وَقَوْمَهُ وَغَرَّقَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَهُ فَصَامَهُ مُوْسٰى شُكْرًا فَنَحْنُ نَصُوْمُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَنَحْنُ أَحَقُّ وَأَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنكُمْ)) فَصَامَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَمَرَ بِصِيَامِهِ. [بخاري: ٢٠٠٤، ٣٣٩٧]

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا، لیکن اس میں اتنا اضافہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس دن شکرانہ کا روزہ رکھا اور ہم بھی شکرانہ کا روزہ رکھتے ہیں۔

(٢٦٥٩) حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ: عَنِ ابْنِ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ لَمْ يُسَمِّهِ. [راجع:٦٢٥٨]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

(٢٦٦٠) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضي الله عنه قَالَ: كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ يَوْمًا تُعَظِّمُهُ الْيَهُوْدُ تَتَّخِذُهُ عِيْدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صُوْمُوْهُ اَنْتُمْ)). [بخاري: ٢٠٠٥، ٣٩٤٢]

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا عاشورے کے دن کی تعظیم یہود کرتے تھے اور اس کو عید ٹھہراتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس دن روزہ رکھو۔''

(٢٦٦١) عَنْ قَيْسٍ فَذَكَرَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَزَادَ قَالَ اَبُوْ اُسَامَةَ: فَحَدَّثَنِیْ صَدَقَةُ ابْنُ اَبِیْ عِمْرَانَ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی ﷺ قَالَ: كَانَ اَهْلُ خَيْبَرَ يَصُوْمُوْنَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ يَتَّخِذُوْنَهٗ عِيْدًا وَيُلْبِسُوْنَ نِسَاءَ هُمْ فِيْهِ حُلِيَّهُمْ وَشَارَتَهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَصُوْمُوْهُ اَنْتُمْ)). [راجع: ٢٦٦٠]

قیس سے اس اسناد سے مروی ہے کہ اس میں یہ مضمون زائد ہے کہ ابواسامہ نے کہا: روایت کی مجھ سے صدقہ بن ابوعمران نے قیس بن مسلم سے، انہوں نے طارق سے، انہوں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا ابوموسیٰ نے خیبر کے یہود روزہ رکھتے تھے عاشورے کے دن اور اس دن عید ٹھہراتے تھے اور اپنی عورتوں کو زیور پہناتے تھے اور ان کو سنوارتے تھے اور سنگارتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگ بھی روزہ رکھو۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اوپر کی روایتوں سے معلوم ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں بھی روزہ رکھتے عاشورے کا پھر جب مدینہ میں آئے تو یہود کو دیکھا اور رکھنے لگے شاید بیچ میں ترک کر دیا ہو یا یہود کے قول کے موافق وحی اتری ہو یا یہود میں سے جو مسلمان ہوئے ہوں ان کی تصدیق آپ ﷺ نے کی ہو یا متواتر اس کا علم آپ ﷺ کو ہوا یہود سے اور صرف اخبار آحاد سے آپ ﷺ نے روزہ نہیں رکھا۔

(٢٦٦٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ وَسُئِلَ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ: مَاعَلِمْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَامَ يَوْمًا يَطْلُبُ فَضْلَهٗ عَلَى الْاَيَّامِ اِلَّا هٰذَا الْيَوْمَ وَلَا شَهْرًا اِلَّا هٰذَاالشَّهْرَ يَعْنِیْ رَمَضَانَ.

[بخاري: ٢٠٠٦؛ نسائي: ٢٣٦٩]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا عاشورے کا تو انہوں نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھا ہو کسی دن کا اور دنوں میں سے اسی دن کی بزرگی ڈھونڈنے کو سوا اس دن کے اور کسی ماہ کا سوا ماہ رمضان کے (یعنی دنوں میں عاشورے اور مہینوں میں رمضان کو بزرگ جانتے ہیں)۔

○ ○ ○ ○

(٢٦٦٣) وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ: اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: اَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِیْ يَزِيْدَ فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِهٖ.

[راجع: ٢٦٦٢]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَاب اَيِّ يَوْمٍ يُصَامُ فِيْ عَاشُوْرَاءَ.

باب: عاشوراء کا روزہ کس دن رکھا جائے۔

(٢٦٦٤) عَنِ الْحَكَمِ بْنِ الْاَعْرَجِ قَالَ: انْتَهَيْتُ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ رِدَاءَهٗ فِیْ زَمْزَمَ فَقُلْتُ لَهٗ: اَخْبِرْنِیْ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ: اِذَا رَاَيْتَ هِلَالَ الْمُحَرَّمِ فَاعْدُدْ وَاَصْبِحْ يَوْمَ التَّاسِعِ صَائِمًا

حکم بن اعرج نے کہا: میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس پہنچا اور وہ تکیہ لگائے بیٹھے تھے اپنی چادر پر زمزم کے کنارے سو میں نے کہا: خبر دیجئے مجھ کو عاشورے کے روزے سے۔ انہوں نے فرمایا: جب تم چاند دیکھو محرم کا تو تاریخیں گنتے رہو۔ پھر جب نویں تاریخ ہو اس دن روزہ رکھو۔ میں نے کہا: محمد ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔

قُلْتُ هٰكَذَا كَانَ مُحَمَّدٌ ﷺ يَصُوْمُهُ؟ قَالَ: نَعَمْ. [ابوداود: ٢٤٤٦؛ ترمذی: ٧٥٤]

○ ○ ○ ○

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مذہب یہی ہے کہ عاشوراء نویں تاریخ ہے محرم کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشورے کے دن روزہ رکھا اور لوگوں نے عرض کی کہ اس دن کی تعظیم تو یہود و نصاریٰ کرتے ہیں اگر سال آئندہ آئے گا تو ہم ان شاء اللہ نویں تاریخ کا روزہ رکھیں گے پھر آپ ﷺ کا انتقال ہو گیا غرض ان کا مذہب یہی ہے کہ عاشورہ نویں کو ہے اور مشاہیر علمائے سلف و خلف کا مذہب یہ ہے کہ عاشورہ دسویں تاریخ ہے اور یہی قول ہے سعید بن مسیب اور حسن بصری اور احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا اور ظاہر احادیث سے اور یہی مقتضائے لفظ ہے اس لیے کہ عاشوراء عشر سے مشتق ہے اور عشر دس کو کہتے ہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ اور دوسرے علما کا قول ہے کہ نویں اور دسویں دونوں کا روزہ مستحب ہے اس لیے کہ آپ ﷺ نے دسویں کا روزہ رکھا تھا اور نویں تاریخ کو نیت کی تھی۔ اتنے میں وفات ہو گئی اور حدیث مسلم میں گزرا ہے کہ افضل صیام بعد رمضان کے صیام شہر اللہ محرم ہے اور علما نے کہا ہے کہ نویں تاریخ کا روزہ ملا لینے سے غرض یہ تھی کہ اکیلے دسویں کے روزے میں یہود کی مشابہت تھی۔

(٢٦٦٥) عَنِ الْحَكَمِ بْنِ الْأَعْرَجِ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ رِدَاءَهُ عِنْدَ زَمْزَمَ عَنْ صَوْمِ عَاشُوْرَاءَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ حَاجِبِ بْنِ عُمَرَ.

حکم بن اعرج نے کہا: پوچھا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور وہ تکیہ لگائے ہوئے تھے زمزم کے پاس عاشورے کے روزے کو پھر بیان کی روایت مثل روایت حاجب بن عمر کی۔

○ ○ ○ ○

(٢٦٦٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ: حِيْنَ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهُ يَوْمٌ تُعَظِّمُهُ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ ـ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ـ صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ)) قَالَ: فَلَمْ يَأْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ حَتّٰى تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.

[ابوداود: ٢٤٤٥]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے: جب روزہ رکھا رسول اللہ ﷺ نے عاشورے کے دن کا اور حکم کیا اس کے روزے کا تو لوگوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! کہ یہ دن تو ایسا ہے کہ اس کی تعظیم کرتے ہیں یہود و نصاریٰ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب اگلا سال آئے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہم نویں تاریخ کا روزہ رکھیں گے۔“ آخر اگلا سال نہ آنے پایا کہ آپ ﷺ نے وفات پائی۔

○ ○ ○ ○

(٢٦٦٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَئِنْ بَقِيْتُ إِلٰى قَابِلٍ لَأَصُوْمَنَّ التَّاسِعَ)) وَفِيْ رِوَايَةِ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَ: يَعْنِيْ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ. [ابن ماجہ: ١٧٣٦]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ”اگر میں باقی رہا سال آئندہ تک تو روزہ رکھوں گا میں نویں تاریخ کو۔“ اور ابوبکر کی روایت میں یہ ہے کہ انہوں نے کہا: مراد اس سے یوم عاشوراء ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ مَنْ أَكَلَ فِيْ عَاشُوْرَاءَ فَلْيَكُفَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ.

باب: عاشوراء کے دن اگر ابتدائے دن میں کچھ کھالیا ہو تو باقی دن کھانے پینے سے رک جانے کا بیان۔

(٢٦٦٨) عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلاً مِنْ اَسْلَمَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَاَمَرَهُ اَنْ يُؤَذِّنَ فِي النَّاسِ: ((مَنْ كَانَ لَمْ يَصُمْ فَلْيَصُمْ وَمَنْ كَانَ اَكَلَ فَلْيُتِمَّ صِيَامَهُ اِلَى اللَّيْلِ)). [بخاري: ١٩٢٤، ٢٠٠٧، ٧٢٦٥؛ نسائي: ٢٣٢٠]

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسلم قبیلہ سے ایک آدمی کو روانہ کیا عاشورے کے دن اور حکم کیا کہ لوگوں کو پکار دے کہ ”جس نے روزہ نہ رکھا ہو وہ رکھ لے اور جو کھا چکا ہو وہ اپنا امساک پورا کرے رات تک۔“

○ ○ ○ ○

(٢٦٦٩) عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: اَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَدَاةَ عَاشُوْرَاءَ اِلَى قُرَى الْاَنْصَارِ الَّتِيْ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ: ((مَنْ كَانَ اَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ وَمَنْ كَانَ اَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ)) فَكُنَّا بَعْدَ ذٰلِكَ نَصُوْمُهُ وَنُصَوِّمُهُ صِبْيَانَنَا الصِّغَارَ مِنْهُمْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَنَذْهَبُ اِلَى الْمَسْجِدِ فَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ فَاِذَابَكَى اَحَدُ هُمْ عَلَى الطَّعَامِ اَعْطَيْنَاهَا اِيَّاهُ عِنْدَالْاِفْطَارِ. [بخاري:١٩٦٠]

ربیع رضی اللہ عنہا معوذ کی بیٹی سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے عاشورے کی صبح کو حکم بھیجا انصار کے گاؤں میں مدینہ کے گرد کہ جس نے روزہ رکھا وہ اپنا روزہ پورا کرے اور جس نے صبح سے افطار کیا ہو وہ باقی دن پورا کرے (یعنی اب کچھ نہ کھائے) پھر اس کے بعد ہم روزہ رکھا کرتے تھے اور اپنے چھوٹے لڑکوں کو بھی روزہ رکھواتے تھے، اگر اللہ چاہتا تھا اور مسجد کو جاتے تھے اور لڑکوں کے لیے گڑیاں بناتے تھے اُون کی پھر جب کوئی رونے لگتا تھا تو اس کو وہی کھیلنے کو دے دیتے تھے یہاں تک کہ افطار کا وقت آجاتا تھا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: مراد ان دونوں روایتوں کی یہ ہے کہ جو روزہ دار ہو پورا کرے اور جس نے کھالیا ہو وہ اس دن کے آداب سے پھر افطار کے وقت تک کچھ نہ کھائے جیسے یوم الشک میں جو دن کے شروع میں کچھ کھا چکا ہو اور پھر معلوم ہو جائے کہ یہ دن رمضان کا ہے اس کو بھی شام تک کچھ نہ کھانا چاہیے اور چھوٹے لڑکوں کو اس لیے روزہ رکھوانا ہے کہ عادت پڑے عبادت کی اگرچہ وہ غیر مکلّف ہیں۔

(٢٦٧٠) عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ قَالَ: سَاَلْتُ الرُّبَيِّعَ بِنْتَ مُعَوِّذٍ رضی اللہ عنہا عَنْ صَوْمِ عَاشُوْرَاءَ؟ قَالَتْ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رُسُلَهُ فِيْ قُرَى الْاَنْصَارِ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ بِشْرٍ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ: وَنَصْنَعُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ فَنَذْهَبُ بِهٖ مَعَنَا فَاِذَا سَاَلُوْنَا الطَّعَامَ اَعْطَيْنَاهُمُ اللُّعْبَةَ تُلْهِيْهِمْ حَتّٰى يُتِمُّوْا صَوْمَهُمْ. [راجع:٢٦٦٩]

خالد بن ذکوان نے پوچھا ربیع، بنت معوذ بن عفراء سے عاشورے کے روزے کو تو انہوں نے کہا: کہلا بھیجا رسول اللہ ﷺ نے انصار کے گاؤں میں اور ذکر کی حدیث مانند بشر کی مگر اس میں اتنا کہا کہ بنا دیتے تھے ہم لڑکوں کیلئے کھلونا اون سے یعنی پشم سے اور ان کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے پھر جب وہ کھانا مانگتے تو ہم وہی کھانا ان کو دے دیتے تھے اور وہ ان کو غافل کر دیتا تھا یہاں تک وہ اپنا روزہ پورا کر لیتے تھے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ النَّهْيِ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ

باب: یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ کو روزہ رکھنا حرام ہے۔

وَيَوْمِ الْأَضْحٰى.

(۲۶۷۱) عَنْ اَبِیْ عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ اَزْهَرَ اَنَّهُ قَالَ: شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَجَآءَ فَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: اِنَّ هٰذَيْنِ يَوْمَانِ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ صِيَامِهِمَا يَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَالْاٰخَرُ يَوْمٌ تَاْكُلُوْنَ فِيْهِ مِنْ نُسُكِكُمْ.

[بخاری: ۱۹۹۰، ۵۵۷۱؛ ابوداود: ۲٤۱٦؛ ترمذی: ۷۷۱؛ ابن ماجه: ۱۷۲۲؛ وانظر فی مسلم: ۵۰۹۷، ۵۰۹۸، ۵۰۹۹]

ابوعبیدہ مولیٰ ابن ازہر نے کہا کہ حاضر ہوا میں عید میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور آپ رضی اللہ عنہ آئے اور نماز پڑھی پھر فارغ ہوئے اور خطبہ پڑھا لوگوں پر اور فرمایا: یہ دونوں دن ایسے ہیں کہ منع کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں روزہ رکھنے سے اور یہ دن آج کا تمہارے افطار کا ہے بعد رمضان کے اور دوسرا دن ایسا ہے کہ تم اس میں اپنی قربانیوں کا گوشت کھاتے ہو۔



فائدہ: روزہ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کا بالاجماع حرام ہے ہر حال میں خواہ روزہ نذر کا ہو یا نفل کا یا کفارہ وغیرہ کا اور اگر خاص ان ہی کی طرف تعیین کر کے نذر کرے قصداً تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کے نزدیک نذر اس کی منعقد نہیں ہوتی اور نہ اس کی قضا لازم ہوتی ہے اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نذر لازم ہوتی ہے اور قضا اس کی واجب ہے اور اگر اسی دن روزہ رکھ لے تو نذر پوری ہو جاتی ہے اور یہ تمام ائمہ کے خلاف ہے (کذا قال النووی رحمۃ اللہ علیہ)

(۲۶۷۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ: يَوْمِ الْاَضْحٰى وَيَوْمِ الْفِطْرِ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا دو دن کے روزوں سے ایک عیدالبقر اور دوسری عیدالفطر میں۔



(۲۶۷۳) عَنْ قَزَعَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ مِنْهُ حَدِيْثًا فَاَعْجَبَنِیْ فَقُلْتُ لَهٗ: آنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: فَاَقُوْلُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا لَمْ اَسْمَعْ؟ قَالَ: سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ: ((لَا يَصْلُحُ الصِّيَامُ فِیْ يَوْمَيْنِ يَوْمِ الْاَضْحٰى وَيَوْمِ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ)).

[بخاری: ۱۹۹۵؛ ابن ماجه: ۱۷۲۱]

قزعہ نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: سنا میں نے ان سے ایک حدیث کو کہ مجھے بہت پسند آئی اور میں نے کہا ان سے کہ کیا تم نے سنا ہے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے؟ تو انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر ایسی بات کہوں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی اور جو میں نے نہیں سنی کہا انہوں نے کہ سنا میں نے ان کو کہ فرماتے تھے: ”روزہ درست نہیں۔ ان دو دن میں ایک عیدالاضحیٰ میں اور دوسرے عیدالفطر میں رمضان کی۔“

(۲۶۷٤) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ: يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ النَّحْرِ.

[بخاری: ۱۹۹۱؛ ابوداود: ۲٤۱۷]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا دو دن کے روزوں سے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے۔



(۲۶۷۵) عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ

زیاد بن جبیر نے کہا: ایک شخص آیا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس اور کہا: میں نے

إِلَى ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَصُومَ يَوْمًا فَوَافَقَ يَوْمَ أَضْحٰى أَوْفِطْرٍ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ: أَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِوَفَاءِ النَّذْرِ وَنَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ هٰذَا الْيَوْمِ.

[بخاری: ١٩٩٤، ٦٧٠٦]

نذر کی ہے کہ ایک دن روزہ رکھوں اور وہ دن موافق ہوا عید الاضحیٰ یا فطر کے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ پاک نذر پورا کرنے کا حکم فرماتا ہے اور نبی ﷺ اس دن کے روزہ رکھنے سے منع فرماتے ہیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے جواب سے کنارہ کیا اور بیان فرمایا کہ اس میں دلیلیں معارض ہیں اور جو عید کے دن نذر معین کرے اس کی تحقیق اوپر ابھی بیان ہو چکی ہے۔

(٢٦٧٦) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَوْمَيْنِ: يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحٰى.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ منع فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روزے سے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ تَحْرِيمِ صَوْمِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ.

باب: ایام تشریق میں روزہ رکھنا حرام ہے۔

(٢٦٧٧) عَنْ نُبَيْشَةَ الْهُذَلِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ)).

نبیشہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایام تشریق کھانے پینے کے دن ہیں۔"

○ ○ ○ ○

(٢٦٧٨) عَنْ نُبَيْشَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ خَالِدٌ: فَلَقِيتُ أَبَا الْمَلِيحِ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِي بِهِ فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ هُشَيْمٍ [وَزَادَ فِيهِ]: ((وَذِكْرِ اللّٰهِ)).

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے لیکن اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کے ذکر کے دن ہیں۔"

○ ○ ○ ○

(٢٦٧٩) عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَهُ وَأَوْسَ ابْنَ الْحَدَثَانِ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ فَنَادٰى: ((أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَأَيَّامُ مِنًى أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ)).

مالک رضی اللہ عنہ کو اور اوس رضی اللہ عنہ بن حدثان کو رسول اللہ ﷺ نے ایام تشریق میں بھیجا کہ پکار دیں "جنت میں کوئی نہ جائے گا سوائے مومن کے اور منیٰ کے دن کھانے پینے کے ہیں۔"

○ ○ ○ ○

(٢٦٨٠) عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَنَادَيَا.

ابراہیم سے یہی مضمون مروی ہوا مگر اس میں یہ ہے کہ ان دونوں نے پکارا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ كَرَاهَةِ صَوْمِ الْجُمُعَةِ مُنْفَرِدًا.

باب: اکیلے جمعہ کو روزہ رکھنے کی کراہت۔

(٢٦٨١) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ

محمد بن عباد بن جعفر نے کہا: پوچھا میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور وہ طواف کرتے

قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ أَنَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ؟ فَقَالَ: نَعَمْ وَرَبِّ هٰذَا الْبَيْتِ.

[بخاري: ١٩٨٤؛ ابن ماجه: ١٧٢٤]

تھے بیت اللہ کا کہ منع فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے روزے سے؟ انہوں نے کہا: ہاں قسم ہے اس گھر کے رب کی۔

○ ○ ○ ○

(٢٦٨٢) عَنْ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُ سَأَلَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما بِمِثْلِهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ٢٦٨١]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٦٨٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَصُمْ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا أَنْ يَصُومَ قَبْلَهُ أَوْ يَصُومَ بَعْدَهُ)).

[بخاري: ١٩٨٥؛ ابوداود: ٢٤٢٠؛ ترمذي: ٧٤٣؛ ابن ماجه: ١٧٢٣]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ''کوئی روزہ نہ رکھے اکیلے جمعہ کا۔ مگر آگے اس کے بھی رکھے یا اس کے پیچھے بھی۔''

○ ○ ○ ○

(٢٦٨٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَخْتَصُّوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي وَلَا تَخُصُّوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي صَوْمٍ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی نبی ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی خاص نہ کرے جمعہ کی رات کو سب راتوں میں جاگنے اور نماز کے ساتھ اور نہ خاص کرے اس کے دن کو سب دنوں میں روزے کے ساتھ مگر یہ کہ روزہ رکھتا ہو وہ ہمیشہ اور اس میں جمعہ آ جائے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جمہور اصحاب شافعی کا یہی قول ہے کہ خاص جمعہ کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے مگر ایسا ہو کہ کسی تاریخ میں وہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور اس دن جمعہ آ گیا تو مضائقہ نہیں اور اسی طرح مثلاً اس نے نذر کی کہ جس دن بیمار اچھا ہوگا روزہ رکھوں گا اور شب جمعہ اچھا ہو گیا تو حرج نہیں یا ایک روزہ اس کے آگے یا ایک پیچھے ملا لیا تو بھی مکروہ نہیں اور امام مالک رحمہ اللہ نے جو مؤطا میں کہا ہے کہ میں نے کسی اہل علم سے نہیں سنا جو جمعہ کے روزے کو منع کرتا ہو۔ تو شاید ان کو یہ حدیثیں نہ پہنچی ہوں پس وہ معذور ہیں اور ہم کو اتباع حدیث ضروری ہے نہ اتباع کسی امام کا علی الخصوص جب حدیث کے خلاف ہو چنانچہ داؤدی نے جو امام مالک رحمہ اللہ کے شاگردوں میں ہیں انہوں نے تصریح کی ہے کہ یہ حدیث ان کو نہیں پہنچی، اگر پہنچی تو وہ اس کے خلاف کبھی نہ کرتے اور یہی گمان سب اماموں کے ساتھ جو مسائل ان کے حدیث کے خلاف ہیں ورنہ کوئی ان میں جان بوجھ کر مخالفت نہیں کرتا اور امت کو ضروری ہے کہ جب حدیث نبی معصوم مل جائے پھر کسی کی تقلید نہ کرے یہی سبیل مؤمنین ہے اور یہی طریق منصفین۔ اگرچہ برا مانیں متعصبین اور حکمت اس نہی میں شاید یہ ہو کہ یہ دن دعا اور ذکر و عبادت اور نہانے اور نہلانے کا ہے اور نماز کو سویرے جانے کا اس لیے افطار بہتر ہوا کہ یہ وظائف بخوبی ادا ہوں اور یہ دن گویا نظیر ہے عرفہ کے عرفات والوں کے لیے کہ اس دن بھی حاجیوں کو افطار اولیٰ ہے پس اس میں بھی افطار مستحب ہے اور جب ایک دن قبل یا بعد اس کے روزہ رکھ لیا تو یہ روزے گویا کفارہ ہو گئے ان وظیفوں کا جس میں بہ سبب روزے کے قصور ہوا۔ پس کراہت جاتی رہی اور اس حدیث میں تصریح ہے کہ تخصیص شب جمعہ کی بھی نہ کرے اس شب میں قیام کرے اور نماز پڑھے اور دوسرے دنوں میں نہ کرے اور معلوم ہوا اس سے صلوٰۃ الرغائب کا بدعت ہونا۔ اللہ تعالیٰ اس کی احداث کرنے والے کو برباد کرے اور معلوم ہوا کہ وہ نماز بدعت اور جہالت ہے اور سر سے پا تک ضلالت ہے اور اس میں بہت منکرات و محدثات ہیں اور ایک جماعت نے اماموں کی اس کی مذمت اور قباحت میں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) تصانیف نفیسہ کی ہیں اور اس کو سراپا فسق و گمراہی اور ضلالت و موجب روسیاہی لکھا ہے اور اس کے مرتکب کو سراپا گمراہ اور اہل ضلال لکھا ہے۔ انتهى مافي النووي بنوع تغير۔ مترجم کہتا ہے یہی حکم ہے ان اوراد اور وظائف کا جو لوگوں نے احداث کر لیے اور شارع علیہ السلام سے اس کی کوئی سند نہیں جیسے دعائے گنج العرش، درود تاج، درود لکھی اور دعائے سیفی اور درود اکبر اور دلائل الخیرات اور حزب البر اور حزب البحر وغیرہ کہ ان سب سے مؤمن متبع سنت کو اجتناب لازم اور اس کو مجملہ وظائف و اوراد سمجھنا اور عبادۃ ان کی قراءت کرنا اور اس پر امید وار ثواب ہونا، وغیرہ۔

بَابُ بَيَانِ نَسْخِ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ بِقَوْلِهٖ: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾.

باب: آیت ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ﴾ کے منسوخ ہونے کا بیان۔

(٢٦٨٥) عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ: ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ [٢/ البقرة: ١٨٤] كَانَ مَنْ اَرَادَاَنْ يُّفْطِرَ وَيَفْتَدِيَ حَتّٰى نَزَلَتِ الْاٰيَةُ الَّتِيْ بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا. [بخاري: ٤٥٠٧؛ ابو داود: ٢٣١٥؛ ترمذي: ٧٩٨؛ نسائي: ٢٣١٥]

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے کہا: جب یہ آیت اتری ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ یعنی "جن لوگوں کو طاقت ہے روزے کی۔ وہ فدیہ دیں ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا۔" تو جو چاہتا تھا افطار کرتا تھا رمضان میں اور فدیہ دے دیتا تھا اور یہی حکم رہا یہاں تک کہ اس کے بعد والی آیت اتری اور اس نے آیت کو منسوخ کر دیا یعنی اب روزہ ضروری رکھنا ہوا طاقت والے کو اور فدیہ دینا درست نہیں۔



(٢٦٨٦) عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ قَالَ: كُنَّا فِيْ رَمَضَانَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ شَآءَ اَفْطَرَ فَافْتَدٰى بِطَعَامِ مِسْكِيْنٍ حَتّٰى اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾. [٢/ البقرة: ١٨٥]

[راجع: ٢٦٨٥]

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رمضان میں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں یہ عادت رکھتے تھے کہ جس نے چاہا روزہ رکھا اور جس نے چاہا افطار کیا اور فدیہ دیا ایک مسکین کو کھانا کھلایا۔ یہاں تک کہ اس کے بعد کی آیت اتری ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾۔



فائدہ: یعنی اس بعد کی آیت سے وہ فدیہ والی آیت منسوخ ہو گئی اور جمہور کا یہی قول ہے جیسے سلمہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور جمہور کا یہی قول ہے کہ جو طاقت روزہ کی نہ رکھتا ہو بہ سبب بڑھاپے کے وہ فدیہ دے اور ایک جماعت کا سلف کے اور مالک اور ابوثور اور داؤد رحمہم اللہ کا قول ہے کہ فدیہ دینا مطلق منسوخ ہو گیا۔ خواہ بوڑھا ہو یا جوان اور بوڑھا ایسا ہو کہ روزہ کی طاقت نہیں رکھتا اس پر بھی کھانا دینا مسکین کو واجب نہیں اور مالک رحمہ اللہ نے اس کے لیے کھانا دینا مستحب کہا ہے اور قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: یہ رخصت تھی بوڑھے کے لیے جو قدرت روزہ کی رکھتا تھا پھر رخصت منسوخ ہو گئی اور اسی کے حق میں یہ رخصت باقی رہی جو طاقت نہیں رکھتا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ نے کہا ہے: نازل ہوئی ہے یہ آیت فدیہ کی بوڑھے اور بیمار کے لیے جو روزہ نہیں رکھ سکتے اور ان کو فدیہ دینا چاہیے اور اس صورت میں گویا لفظ لا یہاں محذوف ہوگا یعنی وَعَلَى الَّذِيْنَ لَا يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ اور اس صورت میں آیت تمام ہو گی منسوخ نہ ہو گی۔ مگر مریض جب اچھا ہو جائے تو قضا کرے مگر بوڑھے پر قضا واجب نہیں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) صرف فدیہ کافی ہے اور اکثر علما کا قول ہے کہ بیمار کا فدیہ دینا ضروری نہیں۔ صرف قضا اس پر واجب ہے کہ بعد صحت کے قضا کرے اور زید بن اسلم اور زہری اور مالک رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ آیت محکم ہے اور نازل ہوئی ہے مریض کے حق میں جو افطار کرے اور پھر اچھا ہو جائے اور قضا نہ کرے یہاں تک کہ دوسرا رمضان آجائے پھر دوسرے رمضان کے روزے رکھ لے اور بعد رمضان کے قضا بھی کرے اور فدیہ بھی دے اور فدیہ ہر روزے کے بدلے ایک مد گیہوں ہے جو قریب ایک سیر کے ہے مگر جو مریض ایسا ہو کہ ایک رمضان میں روزہ قضا کیا اور بیماری اس کی دوسرے رمضان تک برابر رہی تو وہ فدیہ نہ دے صرف قضائے روزہ ہی کافی ہے اور ان سب صورتوں میں یطیقونہ کی ضمیر صوم کی طرف راجع ہے۔ اور حسن بصری رحمہ اللہ وغیرہ نے کہا ہے کہ ضمیر اس کی راجع ہے اطعام کی طرف یعنی جو لوگ اطعام کی طاقت رکھتے ہیں وہ فدیہ دیں اور روزہ کی طرف راجع نہیں اور ان کے نزدیک یہ آیت منسوخ ہے اور عام اور جمیع علما کا قول ہے کہ اطعام ہر روزہ کا ایک مد ہے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے دو مد کہیں ہیں اور صاحبین کا بھی قول یہی ہے۔ اور اشہب مالکی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ایک مد اور ثلث مد کا ہے اہل مدینہ کے سوا اور جمہور علما کا قول ہے کہ وہ مرض جس میں افطار روا ہے۔ ایسا ہونا ضروری ہے کہ روزے سے اس میں مشقت ہو اور بعض نے کہا ہے: ہر مریض کو افطار روا ہے۔ كذاقال القاضي عياض على مانقله النووي۔

بَابُ جَوَازِ تَأْخِيرِ قَضَاءِ رَمَضَانَ مَالَمْ يَجِئْ رَمَضَانُ اٰخَرُ لِمَنْ اَفْطَرَ بِعُذْرٍ.

باب: ایک رمضان کی قضا میں دوسرے رمضان تک تاخیر روا ہونے کا بیان۔

(٢٦٨٧) عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا تَقُوْلُ: كَانَ يَكُوْنُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَقْضِيَهُ اِلَّا فِىْ شَعْبَانَ الشُّغْلُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَوْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ . [بخاري: ١٩٥٠؛ ابوداود: ٢٣٩٩؛ نسائي: ٢٣١٨؛ ابن ماجه: ١٦٦٩]

ابوسلمہ نے کہا: سنا میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی تھیں کہ مجھ پر جو رمضان کے روزے قضا ہوتے تھے تو میں ان کو قضا نہ کر سکتی تھی مگر شعبان میں اور وجہ اس کی یہ تھی کہ میں مشغول ہوتی تھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں (اور فرصت نہ پاتی تھی)۔

○ ○ ○ ○

(٢٦٨٨) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ: وَذٰلِكَ لِمَكَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ [راجع:٢٦٨٧]

یحییٰ سے بھی یہی روایت مذکور ہوئی اس سند سے مگر اس میں یہ ہے کہ یہ تاخیر قضائے رمضان کی شعبان تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت کے سبب سے ہے۔

(٢٦٨٩) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ: فَظَنَنْتُ اَنَّ ذٰلِكَ لِمَكَانِهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ يَحْيَى يَقُوْلُهُ . [راجع:٢٦٨٧]

یحییٰ سے اس اسناد سے یہی مروی ہوا اور اس میں یحییٰ نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ یہ تاخیر ان کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت کے سبب سے ہوتی ہوگی۔

(٢٦٩٠) عَنْ يَحْيَى بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرَا فِى الْحَدِيْثِ: الشُّغْلُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ . [راجع:٢٦٨٧]

یحییٰ سے بھی یہی روایت مروی ہوئی مگر اس میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اور مشغولیت کا ذکر نہیں۔

○ ○ ○ ○

(٢٦٩١) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا قَالَتْ: اِنْ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم سے ایک ایسی تھی کہ افطار کرتی تھی رسول

كَانَتْ إِحْدَانَا لَتُفْطِرُ فِي زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَا تَقْدِرُ اَنْ تَقْضِيَهُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى يَأْتِيَ شَعْبَانُ. [نسائی:۲۱۷۷]

اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں اور قضا نہ کر سکتی تھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہاں تک کہ شعبان آجاتا تھا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن ہمیشہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتی تھیں اور مترصد استمتاع رہا کرتی تھیں ہر وقت میں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت بجالائیں اور یہ معلوم نہ تھا کہ آپ کس وقت ان کا ارادہ فرماتے ہیں اور اجازت روزے کی اس لیے نہ لیتی تھی کہ شاید آپ ﷺ اجازت تو دے دیں مگر پھر آپ کو حاجت ہو اور آپ ﷺ کو اس سے تکلیف گزرے اور یہ کمال ادب تھا آپ ﷺ کا اور کمال رضا جوئی تھی رسول اللہ ﷺ کی اور علما کا اتفاق ہے کہ عورت کو نفل روزہ جائز نہیں جب اس کا شوہر گھر میں ہو۔ مگر اس کی اجازت سے اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا شعبان میں اس لیے فرصت پاتی تھیں کہ آپ ﷺ خود اس میں اکثر روزے رکھتے تھے اور تاخیر قضا کی مدت بھی قریب اختتام پہنچتی تھی اور مذہب امام مالک رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور احمد اور جماہیر سلف وخلف کا یہی ہے کہ قضا رمضان کا پورا کرنا تاخیر کے ساتھ جائز ہے یعنی یہ واجب نہیں کہ اول شوال ہی میں اسے پورا کرے بلکہ پورے سال میں جب چاہے ادا کرے اور اس فرض کو اپنے ذمہ پر سے جب چاہے اتار لے اور ان لوگوں کا قول ہے کہ تاخیر اس کی شعبان سے آگے روا نہیں اس لیے کہ اس کے بعد رمضان ایسا مہینہ ہے کہ اس میں قضا نہیں ہو سکتی اور داؤد ظاہری کا مذہب ہے کہ عید کے دوسرے ہی روز سے قضا کے روزے رکھنا ضروری ہے۔ اور روایت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی اللہ راضی ہو ان سے داؤد پر حجت ہے اور جمہور نے کہا ہے البتہ جلدی کرنا قضا میں مستحب ہے اور جس نے افطار کیا رمضان میں کسی عذر کے سبب اور وہ عذر اس کا مثلاً بیماری یا حیض یا نفاس وغیرہ۔ یہاں تک باقی رہا کہ وہ مر گیا یا مر گئی تو اس پر نہ روزہ ہے نہ فدیہ نہ اس کی طرف سے کوئی دوسرا روزہ رکھے نہ دوسرا فدیہ دے اور جو رمضان کی قضا رکھے تو مستحب ہے کہ پے در پے رکھے اور اگر الگ الگ بھی رکھا تو عند الجمہور جائز ہے اس لیے کہ روزے کا اطلاق اس پر بھی ہے۔

بَابُ قَضَاءِ الصَّوْمِ عَنِ الْمَيِّتِ.

باب: میت کی طرف سے روزے رکھنے کا بیان۔

(۲۶۹۲) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ)).

[بخاری: ۱۹۵۲؛ ابوداود: ۲۴۰۰]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مر جائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے۔''

(۲۶۹۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ امْرَأَةً اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: اِنَّ اُمِّيْ مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ فَقَالَ: ((اَرَاَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ اَكُنْتِ تَقْضِيْنَهُ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ قَالَ: ((فَدَيْنُ اللّٰهِ اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ)).

[بخاری: ۱۹۵۳؛ ابوداود: ۳۳۱۰؛ ترمذی: ۷۱۶، ۷۱۷؛ ابن ماجہ: ۱۷۵۸]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ایک عورت آئی رسول اللہ ﷺ کے پاس اور اس نے عرض کی: میری ماں مر گئی ہے اور اس پر ایک ماہ کے روزے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ بھلا دیکھ تو اگر اس کا کچھ قرض ہوتا تو تو ادا کرتی؟۔'' اس نے عرض کی کہ ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اللہ تعالیٰ کا قرض سب سے پہلے ادا کرنا ضروری ہے۔''

○ ○ ○ ○

(۲۶۹۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اُمِّيْ مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ اَفَاَقْضِيْهِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! میری ماں مر گئی ہے اور اس پر ایک ماہ کے روزے ہیں۔ کیا میں اس کی قضا رکھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر

عَنْهَا؟ فَقَالَ: ((اَرَاَيْتَ] لَوْ كَانَ عَلٰى اُمِّكَ دَيْنٌ اَكُنْتَ قَاضِيَةً عَنْهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((فَدَيْنُ اللّٰهِ اَحَقُّ اَنْ يُّقْضٰى)) قَالَ سُلَيْمَانُ: فَقَالَ الْحَكَمُ وَسَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ جَمِيْعًا وَنَحْنُ جُلُوْسٌ حِيْنَ حَدَّثَ مُسْلِمٌ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَا: سَمِعْنَا مُجَاهِدًا يَذْكُرُ هٰذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما. [راجع:۲۶۹۳]

تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو تم ادا کرتے یا نہیں؟'' اس نے کہا: ہاں ادا کرتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اللہ تعالیٰ کا قرض تو ضرور ادا کرنا چاہیے۔'' اور سلیمان نے کہا کہ حکم اور سلمہ بن کہیل دونوں نے کہا کہ ہم بیٹھے ہوئے تھے جب یہ حدیث بیان کی مسلم نے تو ان دونوں نے کہا: سنا ہم نے مجاہد سے کہ وہ بیان کرتے تھے یہی روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔



(۲٦۹۵) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَمُجَاهِدٍ وَعَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ. [راجع:۲۶۹۳]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔



(۲٦۹٦) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اُمِّيْ مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ نَذْرٍ اَفَاَصُوْمُ عَنْهَا؟ قَالَ: ((اَرَاَيْتِ لَوْكَانَ عَلٰى اُمِّكِ دَيْنٌ فَقَضَيْتِهِ اَكَانَ يُؤَدِّيْ ذٰلِكِ عَنْهَا؟)) قَالَتْ: نَعَمْ قَالَ: ((فَصُوْمِيْ عَنْ اُمِّكِ)). [راجع:۲٦۹۳]

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک عورت آئی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اور عرض کی: یا رسول اللہ! میری ماں مر گئی اور اس پر نذر کا روزہ تھا کیا میں اس کی طرف سے روزہ رکھوں؟ پھر آپ ﷺ نے وہی قرض والی بات بیان فرمائی جو اوپر گزری۔



(۲٦۹۷) عَنْ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: بَيْنَا اَنَا جَالِسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ اَتَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ: اِنِّيْ تَصَدَّقْتُ عَلٰى اُمِّيْ بِجَارِيَةٍ وَاِنَّهَا مَاتَتْ قَالَ: فَقَالَ: ((وَجَبَ اَجْرُكِ وَرَدَّهَا عَلَيْكِ الْمِيْرَاثُ)) قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّهُ كَانَ عَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ اَفَاَصُوْمُ عَنْهَا؟ قَالَ: ((صُوْمِيْ عَنْهَا)) قَالَتْ: اِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ اَفَاَحُجُّ عَنْهَا؟ قَالَ: ((حُجِّيْ عَنْهَا))

[ابوداود: ۱٦۵٦ ، ۲۸۷۷؛ ترمذی: ٦٦۷ ، ۹۲۹؛ ابن ماجہ: ۱۷۵۹ ، ۲۳۹٤]

بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ہم بیٹھے تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس کہ ایک عورت آئی اور اس نے عرض کی کہ میں نے ایک لونڈی خیرات میں دی تھی اپنی ماں کو اور میری ماں مر گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا ثواب ہو گیا اور پھر وہ لونڈی تیرے پاس آ گئی بہ سبب میراث کے۔'' اس نے عرض کی یا رسول اللہ! میری ماں پر ایک ماہ کے روزے تھے کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں روزے رکھوں اسکی طرف سے۔'' اس نے عرض کی کہ میری ماں نے حج نہیں کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی طرف سے حج بھی کرو۔''



فائدہ۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک قول یہ ہے کہ مستحب ہے ولی میت کے لیے میت کی طرف سے روزہ رکھنا اور جب ولی نے روزہ رکھ لیا تو اطعام مسکین کی کچھ ضرورت نہیں اور میت بری الذمہ ہو گئی اور یہی قول صحیح اور مختار ہے اور اسی قول کو ان اصحاب شافعی نے صحیح اور محقق کہا ہے جو فقہ اور حدیث دونوں کے جامع ہیں اور یہی قول موافق ہے ان حدیثوں کے جو صحیح ہیں اور صریح اس پر دلالت کرتی ہے اور جو حدیث میں آیا ہے کہ جو مر جائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کی طرف سے کھانا کھلایا جائے یہ حدیث ثابت نہیں اور اگر ثابت بھی ہو تو اس کی تطبیق اس طرح ہے کہ دونوں امر جائز ہوں اور ولی مختار ہو کہ چاہے اطعام کرے چاہے روزے رکھے اور ولی سے مراد قریب ہے خواہ عصبہ ہو خواہ وارث یا اور کوئی ہو اور ان روایتوں سے کئی امور معلوم ہوئے

اول: جواز صوم کا میت کی طرف سے۔

دوسری: اجنبیہ عورت کی بات سننی ضرورت شرعی میں۔

تیسری: صحت قیاس کی اس لیے کہ آپ ﷺ نے حقوق الٰہی کو حقوق عباد پر یعنی دین پر قیاس کیا اور اس میت کی طرف سے ادائے دین بھی ثابت ہوا اس پر اجماع امت ہے اور ادائے دین اگر غیر قرابت والے کی طرف سے ہو جب بھی روا ہے۔

چوتھی: یہ بھی معلوم ہوا کہ جو چیز کسی پر صدقہ کرے اور پھر وہ میراث کے سبب سے لوٹ آئے تو اس کا لینا روا ہے بلا کراہت کے بخلاف اس کے کہ چیز کو خریدے کہ یہ منع ہے۔

پانچویں: معلوم ہوا کہ نیابت میت کی حج میں جائز ہے اور اسی طرح نیابت اس کی جو ایسا بیمار ہو کہ امید صحت نہ رکھتا ہو۔

(٢٦٩٨) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ: صَوْمُ شَهْرَيْنِ.

[راجع:٢٦٩٧]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے لیکن اس میں دو ماہ کے روزوں کا ذکر ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٦٩٩) عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ تِ امْرَأَةٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ وَقَالَ: صَوْمُ شَهْرٍ. [راجع:٢٦٩٧]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اور اس میں ایک ماہ کے روزوں کا ذکر ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٧٠٠) عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ مُوسٰى عَنْ سُفْيَانَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ: صَوْمُ شَهْرَيْنِ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اور اس میں بھی دو ماہ کے روزوں کا ذکر ہے۔

(٢٧٠١) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَتَتِ امْرَأَةٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ وَقَالَ: صَوْمُ شَهْرٍ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اور اس میں ایک ماہ کے روزوں کا ذکر ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الصَّائِمِ يُدْعٰى لِطَعَامٍ فَلْيَقُلْ: ((اِنِّي صَائِمٌ)).

باب: صائم کو دعوت دی جائے اور وہ افطار کا ارادہ نہ رکھتا ہو یا اسے گالی دی جائے یا اس سے لڑا جائے تو اسے یہ کہہ دینا چاہیے کہ میں روزہ دار ہوں۔

(٢٧٠٢) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَبُوْ بَكْرِبْنُ اَبِي شَيْبَةَ رِوَايَةً وَقَالَ عَمْرٌو: يَبْلُغُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کو بلائیں کھانے کو اور وہ روزے سے ہو تو کہہ دے کہ میں روزے

بِهِ النَّبِیَّ ﷺ وَقَالَ زُهَيْرٌ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلٰى طَعَامٍ وَهُوَ صَآئِمٌ فَلْيَقُلْ اِنِّیْ صَآئِمٌ)). [ابوداود: ٢٤٦١؛ ترمذی: ٧٨١؛ ابن ماجه: ١٧٥٠]

سے ہوں۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ لِلصَّائِمِ.

باب: روزے دار کو زبان کی حفاظت کرنی چاہیے۔

(٢٧٠٣) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ رِوَايَةً قَالَ: ((اِذَا اَصْبَحَ اَحَدُكُمْ يَوْمًا صَآئِمًا فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ فَاِنِ امْرُؤٌ شَاتَمَهٗ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ: اِنِّیْ صَآئِمٌ اِنِّیْ صَآئِمٌ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ''جو شخص روزے سے ہو وہ فحش نہ بکے اور جہالت نہ کرے اور اگر کوئی اس کو برا کہے یا لڑے تو کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔ میں روزے سے ہوں۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی اس کو خبر دیدے کہ میں گالی گلوچ کے لائق نہیں ہوں اور اگر دعوت میں کوئی بلائے تو یہی عذر روزے کا بیان کر دے پھر اگر وہ نہ مانیں اور بلائے تو جانا لازم ہے اور کھانا نہ کھائے اور روزہ اس کے نہ کھانے کا عذر ہے اور جس کو روزہ نہ ہو اس کو کھانے میں کچھ عذر نہیں اور اس کو کھانا لازم ہے اور اصحاب شافعیہ کا یہ بھی قول ہے کہ اگر صاحب خانہ جبر کرے اور روزہ نفل ہو تو افطار کر ڈالنا مستحب ہے اور اگر صوم واجب ہو تو فطر حرام ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اظہار عبادات نافلہ کا خواہ صوم ہو یا صلوۃ وغیرہ وقت ضرورت کے جائز ہے اور ضرورت اظہار نہ ہو تو اخفا اس کا مستحب ہے اور اس میں حسن معاشرت اور اصلاح ذات البین اور دلی خوشی ہے دوستوں کی اور یہ جو فرمایا کہ ''جو لڑے اس سے بول دے کہ میں روزے سے ہوں۔'' اس میں اس کا باز رکھنا ہے زیادتی سے اور غالباً وہ چپ ہو جاتا ہے اور گالی گلوچ سے ہر شخص کو بچنا ضروری ہے مگر روزہ دار کو اور بھی زیادہ تاکید ہے اس سے دور رہنے کی۔

بَابُ فَضْلِ الصِّيَامِ.

باب: روزے کی فضیلت۔

(٢٧٠٤) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّيَامَ هُوَ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَخُلْفَةُ فَمِ الصَّآئِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ)). [نسائی: ٢٢١٧]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کہ ہر عمل آدمی کا اس کے لیے ہے۔ مگر روزہ کہ وہ خاص میرے واسطے ہے اور میں اس کا بدلہ دیتا ہوں اور قسم ہے اس اللہ کی کہ جان محمد کی اس کے ہاتھ میں ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ اچھی ہے۔''

○ ○ ○ ○

(٢٧٠٥) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الصِّيَامُ جُنَّةٌ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزہ سپر ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی بچاتا ہے شہوت و غضب کے فساد سے۔

(٢٧٠٦) عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ الزَّيَّاتِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

ابو صالح زیات سے روایت کہ انھوں نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ''فرماتا ہے اللہ تعالیٰ یوں تو ہر عمل بنی آدم کا اس

((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّيَامَ فَاِنَّهٗ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَسْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ: اِنِّيْ امْرُؤٌ صَائِمٌ اِنِّيْ صَائِمٌ. وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ بِفِطْرِهٖ وَاِذَا لَقِيَ رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ)). [بخاري: ١٩٠٤؛ نسائي: ٢٢١٥]

کے لیے ہے مگر روزہ کہ وہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ سپر ہے پھر جب کسی کو روزہ ہو تو اس دن گالیاں نہ بکے اور آواز بلند نہ کرے پھر اگر کوئی اسے گالی دے یا لڑنے کو آئے تو کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں اور قسم ہے اس پروردگار کی کہ محمد کی جان اس کے ہاتھ میں ہے کہ بیشک بو صائم کے منہ کی اللہ تعالیٰ کے آگے زیادہ پسندیدہ ہے قیامت کے دن مشک کی خوشبو سے اور صائم کو دو خوشیاں ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے۔ ایک تو خوش ہوتا ہے وہ اپنے افطار سے دوسرے خوش ہوگا وہ جب ملے گا اپنے پروردگار سے اپنے روزے کے سبب سے۔“



(٢٧٠٧) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ عَشْرَ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِيْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فِيْهِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ)). [ابن ماجه: ١٦٣٨]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ”ہر عمل آدمی کا دونا ہوتا ہے۔ اس طرح کہ ایک نیکی دس تک ہو جاتی ہے یہاں تک کہ سات سو تک بڑھتی ہے اور اللہ عزّ وجل نے فرمایا ہے کہ مگر روزہ سو وہ خاص میرے لیے ہے اور میں خود اس کا بدلہ دیتا ہوں اس لیے کہ بندہ میرا اپنی خواہشیں اور کھانا میرے لیے چھوڑ دیتا ہے اور روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں ایک خوشی اس کے افطار کے وقت، دوسری خوشی ملاقات پروردگار کے وقت اور البتہ بو روزہ دار کے منہ کی اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے بوئے مشک سے۔“

فائدہ: اللہ کے لیے روزہ خاص ہے یعنی اس میں چونکہ ظاہر میں کوئی صورت نہیں ایک امر عامی ہے اس لیے اس میں ریا وسمعہ کو دخل بہت کم ہے اور نفس کو اس میں مطلق حظ نہیں اور گویا تشبیہ ہے ملائکہ کے ساتھ بلکہ رب العالمین کے ساتھ کہ کھانے پینے سے بے پرواہ ہونا اسی کی شان ہے اور اس سے بڑی عظمت روزے کی معلوم ہوئی اور بو کو اس کی مشک سے زیادہ پسندیدہ فرمایا ہے۔ جیسے شہیدوں کے خون کو فرمایا کہ رنگ خون کا ہوگا اور بو مشک کی اور قسم فرمائی اللہ پاک کے ہاتھ کی۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہیں اور نافی اس کا منکر احادیث ہے اور جہنمی ہے اور اس کا ہاتھ ویسا ہی ہے جیسے اس کی ذات ہے یعنی کیفیت اس کی ذات کی معلوم نہیں اور تاویل اس کی قدرت وغیرہ سے باطل ہے اور قول ہے معتزلہ کا اور قدریہ کا جیسے وصیت کی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فقہ اکبر میں اور اس تاویل سے ابطال اس کی صفات کا لازم آتا ہے۔ غرض مؤمن کو ضروری ہے کہ ہاتھ اور قدم اور ساق وغیرہ جو قرآن وحدیث میں آئے ہیں ان سب کے ظاہر معنی پر ایمان رکھنا اور اس کی کیفیت اللہ کو سونپنا اور بلا تاویل و بلا تعطیل اس پر ایمان لانا یہی سلف کا طریقہ ہے اور نبی ﷺ اکثر قسم یونہی کھایا کرتے۔ پھر کسی روایت میں کسی صحابی سے یہ مروی نہیں کہ انہوں نے پوچھا یا تعجب کیا ہو ہاتھ پر اللہ پاک کے یا آپ ﷺ نے کوئی تاویل اصحاب کو بتلائی ہو یا کسی سلف یا صحابی و تابعین نے کوئی تاویل کی غرض صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ سے ایک حرف بھی اس کی تاویل میں مروی نہیں حالانکہ سب ان آیات واحادیث کو عوام وخواص میں بلا تکلف روایت کرتے چلے آئے ہیں۔ پس جو وہ لوگ معنی سمجھتے تھے وہی ٹھیک ہیں اور وہی مراد الٰہی اور مقصود رسالت پناہی ہے۔ ورنہ شارع علیہ السلام کو ضروری تھا کہ اگر کچھ اور مراد ہوتا تو اس کو بیان فرماتے۔ وَمَنِ ادَّعٰى خِلَافَ هٰذَا فَعَلَيْهِ الْبَيَانُ۔

(٢٧٠٨) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ ﷺ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ”اللہ

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ: اِنَّ الصَّوْمَ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ اِنَّ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَيْنِ اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ وَاِذَا لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَرِحَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ! لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ)).

[نسائی: ۲۲۱۲]

تعالیٰ فرماتا ہے: روزہ میرے لیے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ دار کو دو خوشیاں ہیں اول جب افطار کرتا ہے خوش ہوتا ہے دوسرے جب ملاقات کرتا ہے اللہ عزوجل سے جب خوش ہوتا ہے اور قسم ہے اس پروردگار کی کہ جان محمد کی اس کے ہاتھ میں ہے کہ بو روزہ دار کے منہ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: افطار کے وقت یہ خوشی ہے کہ پروردگار کی تائید اور توفیق سے ایسی عمدہ عبادت نے سرانجام پایا اور نعمائے دنیوی فی الحال حلال ہوئے اور لذائذ اخروی کا امیدوار بنایا اور پروردگار کی ملاقات کے وقت یہ خوشی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس عبادت کو قبول کیا اور جس اجر و ثواب کا وعدہ تھا وہ پورا ہوا۔

(۲۷۰۹) عَنْ ضِرَارِ بْنِ مُرَّةَ وَهُوَ اَبُوْسِنَانٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ: وَقَالَ: ((اِذَا لَقِيَ اللّٰهَ فَجَزَاهُ فَرِحَ)).

ضرار سے یہی روایت مروی ہوئی اور اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب ملاقات کرے گا اللہ پاک سے اور اللہ تعالیٰ اس کو بدلہ دے گا تو وہ خوش ہوگا۔"

(۲۷۱۰) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يَدْخُلُ مَعَهُمْ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ: اَيْنَ الصَّائِمُوْنَ؟ فَيَدْخُلُوْنَ مِنْهُ فَاِذَا دَخَلَ اٰخِرُهُمْ اُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ اَحَدٌ)). [بخاری: ۱۸۹۶]

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنت میں ایک دروازہ ہے اسے ریان کہتے ہیں (یعنی سیراب کرنے والا) اس میں سے جائیں گے روزہ دار قیامت کے دن اور کوئی ان کے سوا اس میں سے نہ جانے پائے گا اور پکارا جائے گا کہ روزے دار کہاں ہیں؟ پھر وہ سب اس میں داخل ہو جائیں گے پھر جب ان میں کا اخیر آدمی بھی داخل ہو جائے گا وہ بند ہو جائے گا پھر کوئی اس میں نہ جائے گا۔"

فائدہ: بعض روایتوں میں آیا ہے کہ جب ان میں کا اول آدمی داخل ہو جائے گا جب بند ہوگا اور یہ وہم ہے۔ چنانچہ تصریح کی ہے اس کی قاضی عیاض رحمہ اللہ نے (نووی) اور اس میں بڑی فضیلت اور کرامت روزہ کی مذکور ہوئی۔

بَابُ فَضْلِ الصِّيَامِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لِمَنْ يُطِيْقُهٗ بِلَا ضَرَرٍ وَلَا تَفْوِيْتِ حَقٍّ.

باب: مجاہد کے روزے کی فضیلت۔

(۲۷۱۱) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُوْمُ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا)).

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی شخص ایسا نہیں جو ایک دن روزہ رکھے۔ اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد میں) مگر دور کر دیتا ہے اللہ پاک اس دن کی برکت سے اس کے منہ کو ستر برس کی راہ دوزخ سے۔"

[بخاري: ٢٨٤٠؛ ترمذي: ١٦٢٣؛ نسائي: ٢٢٤٧، ٢٢٤٨، ٢٢٤٩، ٢٢٥٠، ٢٢٥١، ٢٢٥٢؛ ابن ماجه: ١٧١٧]

○ ○ ○ ○

(٢٧١٢) وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الإِسْنَادِ. [راجع: ٢٧١١]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٧١٣) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ باعَدَاللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا)). [راجع: ٢٧١١]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے: "جو روزہ رکھے ایک دن اللہ کی راہ میں، دور کرتا ہے اللہ اس کے منہ کو ستر برس کی راہ تک دوزخ سے۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: فی سبیل اللہ سے ہر جگہ جہاد مراد ہے اور وہ روزہ اسی کا افضل ہے جو طاقت رکھتا ہو باوجود روزے کے عزوجل کے کاروبار میں سست نہ ہو۔

بَابُ جَوَازِ صَوْمِ النَّافِلَةِ بِنِيَّةٍ مِنَ النَّهَارِ قَبْلَ الزَّوَالِ.

باب: نفلی روزہ کی نیت دن میں زوال سے قبل ہو سکتی ہے۔

(٢٧١٤) عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ: ((يَا عَائِشَةُ! هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ قَالَ: ((فَإِنِّيْ صَائِمٌ)) ثُمَّ قَالَتْ: فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ ـ أَوْ جَاءَ نَا زَوْرٌ ـ قَالَتْ: فَلَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ ـ أَوْ جَاءَ نَا زَوْرٌ ـ وَقَدْ خَبَأْتُ لَكَ شَيْئًا قَالَ: ((مَا هُوَ؟)) قُلْتُ: حَيْسٌ قَالَ: ((هَاتِيْهِ)) فَجِئْتُ بِهِ فَأَكَلَ ثُمَّ قَالَ: ((قَدْ كُنْتُ أَصْبَحْتُ صَائِمًا)) قَالَ طَلْحَةُ: فَحَدَّثْتُ مُجَاهِدًا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ: ذَاكَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ يُخْرِجُ الصَّدَقَةَ مِنْ مَّالِهِ فَإِنْ شَاءَ أَمْضَاهَا وَإِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا.

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مجھ سے ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے عائشہ! تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟" تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کچھ نہیں ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "میں روزے سے ہوں۔" پھر آپ ﷺ باہر تشریف لے گئے اور ہمارے پاس کچھ حصہ آیا ہدیہ کے طور پر یا آ گئے ہمارے پاس کچھ مہمان (کہ ان میں بڑا حصہ اس ہدیہ کا خرچ ہو گیا اور کچھ تھوڑا سا میں نے آپ ﷺ کے لیے چھپا رکھا) پھر آپ ﷺ نے پوچھا: "وہ کیا ہے؟" میں نے کہا: حیس ہے (حیس وہ کھانا ہے کہ کھجور اور گھی اور اقط یعنی سوکھا دہی ملا کر بناتے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: "لاؤ۔" پھر میں لائی اور آپ ﷺ نے کھایا پھر فرمایا: "میں روزے سے تھا صبح کو۔" کہا طلحہ نے میں نے یہ حدیث مجاہد سے بیان کی تو انہوں نے کہا: یہ ایسی بات ہے (یعنی نفل روزہ کھول ڈالنا) جیسے کوئی صدقہ نکالے اپنے مال سے تو اس کو اختیار ہے چاہے دے دے چاہے پھر رکھ لے۔

[ابوداود: ٢٤٥٥؛ ترمذی: ٧٣٣، ٧٣٤؛ نسائی: ٢٣٢٤، ٢٣٢٥، ٢٣٢٦]

○ ○ ○ ○

(٢٧١٥) عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ ؓ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: ((هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟)) قُلْنَا: لَا قَالَ: ((فَإِنِّيْ صَائِمٌ)) ثُمَّ أَتَانَا يَوْماً آخَرَ فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَقَالَ: ((أَرِيْنِيْهِ فَلَقَدْ أَصْبَحْتُ صَائِمًا)) فَأَكَلَ.

ام المومنین عائشہ ؓ نے فرمایا: کہ ایک دن نبی ﷺ میرے پاس آئے اور فرمایا: ''تمہارے پاس کچھ ہے؟'' ہم نے کہا: کچھ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تو روزے سے ہوں۔'' پھر آئے ہمارے پاس دوسرے دن پھر میں نے عرض کی: یارسول اللہ! حیس ہمارے پاس آیا ہے ہدیہ میں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے دکھاؤ اور میں صبح سے روزے سے تھا۔'' پھر آپ ﷺ نے کھایا۔

○ ○ ○ ○

[راجع: ٢٧١٤]

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نیت روزہ نفل کی دن کو بھی جائز ہے جب تک زوال شمس نہ ہو اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور ان میں یہ بھی تصریح ہے کہ نفل روزے کا توڑ ڈالنا بھی اور دن کو کھالینا بھی درست ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی ؒ کا اور جیسے اس کا شروع کرنا انسان کی خوشی سے تھا ویسے ہی اس کا تمام کرنا بھی اس کے اختیار پر ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ ؓ سے اور احمد ؒ اور اسحاق ؒ کا اور ان سب لوگوں کے نزدیک اس کا پورا کرنا مستحب ہے اور امام ابوحنیفہ ؒ اور مالک ؒ کے نزدیک توڑنا اس کا جائز نہیں اور توڑنے والا اس کا گناہ گار ہوتا ہے اور حسن بصری اور امام نخعی اور مکحول ؒ کا قول ہے کہ قضا اس کی واجب ہے اس پر جس نے بلا عذر افطار کر ڈالا اور ابن عبدالبر ؒ نے کہا ہے کہ اجماع ہے اس پر کہ جس نے عذر کے سبب کھول ڈالا مثلاً بیماری یا حیض وغیرہ اس پر قضا نہیں۔

بَابُ أَكْلِ النَّاسِيْ وَشُرْبُهُ وَجِمَاعُهُ لَا يُفْطِرُ.

باب: بھولے سے کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(٢٧١٦) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ)).

ابوہریرہ ؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بھول کر کھالے یا پی لے اور وہ روزہ دار ہو تو وہ اپنا روزہ پورا کرلے اس لیے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلا پلا دیا۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہی مذہب ہے اکثر لوگوں کا کہ روزہ دار جب بھولے سے کھالے یا پی لے یا جماع کرے تو اس کا روزہ نہیں جاتا اور یہی قول ہے امام شافعی اور امام ابوحنیفہ اور داؤد ؒ کا اور ربیعہ ؒ اور مالک ؒ نے کہا ہے کہ روزہ جاتا رہتا ہے اور اس پر قضا ہے اور کفارہ نہیں اور عطاء اور اوزاعی اور لیث ؒ نے کہا ہے کہ جماع میں تو قضا ہے اور کھانے میں قضا نہیں اور احمد ؒ کا قول ہے کہ جماع میں قضا اور کفارہ دونوں ہیں اور کھالینے میں کچھ حرج نہیں۔ (نووی ؒ) اور قوی وہی مذہب اول معلوم ہوتا ہے۔

بَابُ صِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ غَيْرِ رَمَضَانَ.

باب: نبی ﷺ کے نفلی روزوں کا بیان۔

(٢٧١٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ: قُلْتُ

عبداللہ بن شقیق نے کہا: میں نے سیدہ عائشہ ؓ سے پوچھا کہ

لِعَائِشَةَ رضي الله عنها: هَلْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُوْمُ شَهْرًا مَعْلُوْمًا سِوٰى رَمَضَانَ قَالَتْ: وَاللّٰهِ! إِنْ صَامَ شَهْرًا مَعْلُوْمًا سِوٰى رَمَضَانَ حَتّٰى مَضٰى لِوَجْهِهٖ وَلَا أَفْطَرَهٗ حَتّٰى يُصِيْبَ مِنْهُ. [نسائی:٢١٨٤]

نبی ﷺ کبھی کسی پورے مہینے کے روزے رکھتے تھے رمضان المبارک کے سوا تو انہوں نے فرمایا: کہ اللہ کی قسم! کسی ماہ کے پورے روزے آپ ﷺ نے نہیں رکھے سوائے رمضان شریف کے یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے اور نہ کسی پورے مہینہ پر افطار کیا تھا یہاں تک کہ کوئی دن اس سے روزہ نہ رکھا ہو۔

(٢٧١٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضي الله عنها: أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ شَهْرًا كُلَّهٗ؟ قَالَتْ: مَا عَلِمْتُهٗ صَامَ شَهْرًا كُلَّهٗ إِلَّا رَمَضَانَ وَلَا أَفْطَرَهٗ كُلَّهٗ حَتّٰى يَصُوْمَ مِنْهُ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهٖ ﷺ. [نسائی:٢١٨٣]

عبداللہ بن شقیق نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ نبی ﷺ روزے رکھتے تھے کسی ماہ کے پورے دنوں کے؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نہیں جانتی کہ آپ ﷺ نے سوا رمضان کے کسی ماہ کے پورے روزے رکھے ہوں اور نہ کوئی ماہ پورا افطار کیا جب تک کہ ایک دو روزہ نہ رکھا ہو اس میں یہاں تک کہ آپ ﷺ گلزار دنیا سے تشریف لے گئے (سلام ہو اللہ تعالیٰ کا اور رحمت ان پر)۔



(٢٧١٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضي الله عنها عَنْ صَوْمِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: كَانَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ: قَدْ صَامَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ: قَدْ أَفْطَرَ قَدْ أَفْطَرَ قَالَتْ: وَمَا رَأَيْتُهٗ صَامَ شَهْرًا كَامِلًا مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ رَمَضَانَ. [ترمذی:٧٦٨؛ نسائی:٢٣٤٨]

عبداللہ بن شقیق نے کہا کہ میں نے پوچھا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی ﷺ کے روزوں کو، تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: روزہ رکھتے تھے آپ ﷺ یہاں تک کہ ہم کہتے تھے آپ ﷺ نے خوب روزے رکھے خوب روزے رکھے اور افطار کرتے تھے ایسا کہ ہم کہتے تھے کہ آپ ﷺ نے بہت دن افطار کیا، بہت دن افطار کیا اور فرمایا: میں نے آپ ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ پورے ماہ روزہ رکھا ہو کبھی جب سے آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے مگر رمضان کا روزہ۔



(٢٧٢٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضي الله عنها بِمِثْلِهٖ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْإِسْنَادِ هِشَامًا وَلَا مُحَمَّدًا. [راجع:٢٧١٩]

عبداللہ بن شقیق سے وہی مضمون مروی ہوا اور اس سند میں ہشام اور محمد کا ذکر نہیں راویوں میں سے۔



(٢٧٢١) عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ: لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ: لَا يَصُوْمُ وَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ إِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهٗ فِيْ شَهْرٍ أَكْثَرَ مِنْهُ صِيَامًا فِيْ شَعْبَانَ. [بخاری:١٩٦٩؛ ابوداود:٢٤٣٤؛ نسائی:٢٣٥٠]

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ یہاں تک روزے رکھتے تھے کہ ہم کہتے تھے کہ اب افطار نہ کریں گے اور افطار یہاں تک کرتے تھے کہ ہم کہتے تھے کہ اب روزہ نہ رکھیں گے اور میں نے پورے مہینے کے روزے رکھتے ہوئے ان کو کبھی نہ دیکھا سوائے رمضان کے اور کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے رکھتے نہ دیکھا۔



(٢٧٢٢) عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضي الله عنها عَنْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: كَانَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ: قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ: قَدْ اَفْطَرَ وَلَمْ اَرَاهُ صَائِمًا مِنْ شَهْرٍ قَطُّ اَكْثَرَ مِنْ صِيَامِهِ مِنْ شَعْبَانَ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهُ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ اِلَّا قَلِيْلًا . [نسائی: ٢١٧٨؛ ابن ماجه: ١٧١٠]

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے پوچھا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ ﷺ روزے کیونکر رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: اتنے روزے رکھتے تھے کہ ہم کہتے تھے کہ آپ ﷺ نے بہت روزے رکھے اور اتنا افطار کرتے تھے کہ ہم کہتے تھے کہ آپ ﷺ نے بہت افطار کیا اور میں نے ان کو جتنا شعبان میں روزے رکھتے دیکھا اتنا اور کسی ماہ میں نہیں دیکھا گویا آپ ﷺ پورے شعبان روزے رکھتے تھے۔ پورے شعبان روزے رکھتے سوائے چند روز کے۔

(٢٧٢٣) عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الشَّهْرِ مِنَ السَّنَةِ اَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِيْ شَعْبَانَ وَكَانَ يَقُوْلُ: ((خُذُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَمَلَّ حَتّٰى تَمَلُّوْا)) وَكَانَ يَقُوْلُ: ((اَحَبُّ الْعَمَلِ اِلَى اللّٰهِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ وَاِنْ قَلَّ)).

[بخاری: ١٩٧٠؛ نسائی: ٢١٧٩]

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کسی ماہ میں سال بھر کے شعبان سے زیادہ روزے نہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے: ''اتنی ہی عبادت کرو جتنی تم کو طاقت ہے کہ اللہ پاک ثواب دینے سے نہیں تھکے گا اور تم عبادت کرتے کرتے تھک جاؤ گے اور فرماتے تھے: ''سب سے زیادہ پیارا کام اللہ پاک کے نزدیک وہ کام ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔''

○ ○ ○ ○

(٢٧٢٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: مَا صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَهْرًا كَامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ وَكَانَ يَصُوْمُ اِذَا صَامَ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ: لَا وَاللّٰهِ! لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ اِذَا اَفْطَرَ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ: لَا وَاللّٰهِ! لَا يَصُوْمُ . [بخاری: ١٩٧١؛ نسائی: ٢٣٤٥؛ ابن ماجه: ١٧١١]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی پورے مہینے کے روزے نہیں رکھے سوا رمضان کے اور آپ ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ کہنے والا کہتا کہ اللہ کی قسم! اب افطار نہ کریں گے اور افطار کرتے کہ کہنے والا کہتا کہ اللہ کی قسم اب روزہ نہ رکھیں گے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے بھی معلوم ہوا بارہ ماہ برابر روزے رکھنا خلاف سنت ہے اور اس کو محبوب جاننا بدعت ہے اور آنحضرت ﷺ کی ہدایت کے خلاف اور یہ قسم کھانا قائل کے بر سبیل عادت ہے اسی کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ﴾ یعنی اس میں مؤاخذہ نہیں۔

(٢٧٢٥) عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ: شَهْرًا مُتَتَابِعًا مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ.

[راجع: ٢٧٢٤]

شعبہ نے ابوبشر سے بھی روایت کی اس اسناد سے اور اس میں یہ ہے کہ پے در پے کسی ماہ کے روزے نہیں رکھے جب سے مدینہ تشریف لائے باقی مضمون وہی ہے۔

(٢٧٢٦) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيْمٍ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ صَوْمِ رَجَبٍ؟ وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ فِيْ رَجَبٍ فَقَالَ:

عثمان حکیم انصاری کے بیٹے سے روایت ہے کہ انہوں نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا رجب کے روزوں سے؟ اور یہ سوال ماہ رجب میں کیا تو سعید نے کہا: میں نے سنا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرماتے تھے کہ

سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ: لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ: لَا يَصُوْمُ. [ابوداود: ٢٤٣٠]

رسول اللہ ﷺ روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے تھے: اب افطار نہ کریں گے اور افطار کرتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے تھے: اب روزہ نہ رکھیں گے۔

(٢٧٢٧) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيْمٍ فِيْ هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ.

عثمان بن حکیم سے اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت نقل کی گئی ہے۔

(٢٧٢٨) عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَصُوْمُ حَتّٰى يُقَالَ: قَدْ صَامَ [قَدْ] صَامَ وَيُفْطِرُ حَتّٰى يُقَالَ: أَفْطَرَ [قَدْ] أَفْطَرَ.

[بخاري: ١٩٧٦، ٣٤١٨؛ ابوداود: ٢٤٢٧؛ نسائي: ٢٣٩١]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ یہاں تک روزہ رکھتے تھے کہ لوگ کہتے تھے: کہ خوب روزے رکھے، خوب روزے رکھے اور یہاں تک افطار کرتے تھے کہ لوگ کہتے تھے: خوب افطار کیا، خوب افطار کیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ ان حدیثوں سے کئی باتیں معلوم ہوئیں۔

اول یہ کہ مستحب ہے کہ کوئی مہینہ روزے سے خالی نہ رہے۔

دوسرے یہ کہ نفل روزے کا کوئی زمانہ معین نہیں ہے جب چاہے رکھ سکتا ہے سوائے رمضان کے اور عیدین و ایام تشریق کے جن میں منع ہے اور تیسرے یہ کہ شعبان میں آپ ﷺ بہ نسبت اور ایام کے زیادہ روزے رکھتے۔

چوتھے یہ کہ کوئی ماہ سوا رمضان کے پورے روزے سے نہیں سرفراز ہوتا تھا کہ کہیں امت کو وجوب کا شبہ ہو جائے اور مثل رمضان کے فرض ہو جائے یا مشابہت رمضان کی لازم نہ آئے اور صوم رجب کے نہ نہی ثابت ہوئی ہے رسول اللہ ﷺ سے نہ استحباب اور تخصیص اور جیسے نفل روزے مستحب ہیں سارے اوقات میں ویسے ہی رجب میں ہے اور سنن ابی داؤد میں اتنا آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مندوب ہیں میرے روزے حرام کے مہینوں کے۔'' اور رجب بھی ان میں داخل ہے۔ كذاقال النووي في شرح مسلم۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ صَوْمِ الدَّهْرِ لِمَنْ تَضَرَّرَ بِهٖ أَوْفَوَّتَ بِهٖ حَقًّا أَوْلَمْ يُفْطِرِ الْعِيْدَيْنِ وَالتَّشْرِيْقَ وَبَيَانِ تَفْضِيْلِ صَوْمِ يَوْمٍ وَإِفْطَارِ يَوْمٍ.

باب: صوم دہر کی ممانعت اور صوم داؤدی کی فضیلت۔

(٢٧٢٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما قَالَ: أُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهٗ يَقُوْلُ: لَأَقُوْمَنَّ اللَّيْلَ وَلَأَصُوْمَنَّ النَّهَارَ مَا عِشْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنْتَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ذٰلِكَ؟)) فَقُلْتُ لَهٗ: قَدْ قُلْتُهٗ يَارَسُوْلَ

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچی کہ میں کہتا ہوں کہ میں ساری رات جاگا کروں گا اور ہمیشہ دن کو روزہ رکھا کروں گا جب تک زندہ رہوں گا۔ (سبحان اللہ! کیا شوق تھا عبادت کا اور جوانی میں یہ شوق یہ تاثیر تھی نبی ﷺ کی صحبت و خدمت کی) پس فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ''تم نے ایسا کہا۔'' میں نے عرض کی: ہاں یا

اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَاِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ فَصُمْ وَاَفْطِرْ وَنَمْ وَقُمْ صُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَاِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ)) قَالَ: قُلْتُ: فَاِنِّيْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ: ((صُمْ يَوْمًا وَاَفْطِرْ يَوْمَيْنِ)) قَالَ قُلْتُ: فَاِنِّيْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((صُمْ يَوْمًا وَاَفْطِرْ يَوْمًا وَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ اَعْدَلُ الصِّيَامِ)) قَالَ قُلْتُ: فَاِنِّيْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو: لَاَنْ اَكُوْنَ قَبِلْتُ الثَّلَاثَةَ الْاَيَّامَ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَهْلِيْ وَمَالِيْ.

[بخاري: ١٩٧٦، ٣٤١٨؛ ابوداود: ٢٤٢٧؛ نسائي: ٢٣٩١]

رسول اللہ! میں نے ایسا ہی کہا ہے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اس کی طاقت نہیں رکھ سکتے اس لیے تم روزے بھی رکھو اور افطار بھی کرو اور رات کو نماز بھی پڑھو اور سوئے بھی رہو اور ہر ماہ میں تین دن روزے رکھ لیا کرو اس لیے کہ ہر نیکی دس گنا لکھی جاتی ہے تو یہ گویا ہمیشہ کے روزے ہوئے۔“ (اس لیے کہ تین دہائے تیس ہو گئے) تب میں نے عرض کی: کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ”اچھا ایک دن روزہ رکھو اور دو دن افطار کرو۔“ پھر میں نے عرض کی: کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں یا رسول اللہ! تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو اور یہ روزہ ہے حضرت داؤد علیہ السلام کا۔“ (یعنی ان کی عادت یہی تھی اور یہ سب روزوں سے عمدہ ہے اور معتدل) میں نے پھر عرض کی: کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان روزوں سے افضل کوئی روزہ نہیں ہے۔“ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ اگر میں یہ فرمان رسول اللہ ﷺ کا کہ تین روزے ہر ماہ میں رکھ لیا کرو قبول کر لیتا تو یہ مجھے اپنے گھر بار مال و متاع سے بھی زیادہ پیارا معلوم ہوتا (اور یہ فرمانا ان کا ایام پیری میں تھا کہ جب ضعف محسوس ہوا)۔



(٢٧٣٠) عَنْ يَحْيٰى قَالَ: انْطَلَقْتُ اَنَا وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ حَتّٰى نَأْتِيَ اَبَا سَلَمَةَ فَاَرْسَلْنَا اِلَيْهِ رَسُوْلًا فَخَرَجَ عَلَيْنَا وَاِذَا عِنْدَ بَابِ دَارِهٖ مَسْجِدٌ قَالَ: فَكُنَّا فِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى خَرَجَ اِلَيْنَا فَقَالَ: اِنْ تَشَآؤُوْا اَنْ تَدْخُلُوا وَاِنْ تَشَآؤُوْا اَنْ تَقْعُدُوْا هٰهُنَا قَالَ: فَقُلْنَا: لَابَلْ نَقْعُدُ هٰهُنَا فَحَدِّثْنَا قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ اَصُوْمُ الدَّهْرَ وَاَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ كُلَّ لَيْلَةٍ قَالَ: فَاِمَّا ذُكِرْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَاِمَّا اَرْسَلَ اِلَيَّ فَاَتَيْتُهٗ فَقَالَ لِيْ: ((اَلَمْ اُخْبَرْ؟ اَنَّكَ تَصُوْمُ الدَّهْرَ وَتَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ كُلَّ لَيْلَةٍ)) فَقُلْتُ: بَلٰى يَانَبِيَّ

یحییٰ سے روایت ہے کہ میں اور عبداللہ بن یزید دونوں ابوسلمہ کے پاس گئے اور ایک آدمی ان کے پاس بھیجا اور وہ گھر سے نکلے اور ان کے دروازہ پر ایک مسجد تھی کہ جب وہ نکلے تو ہم سب مسجد میں تھے اور انہوں نے کہا: چاہو گھر چلو چاہو یہاں بیٹھو ہم نے کہا: یہیں بیٹھیں گے اور آپ ہم سے حدیثیں بیان فرمائیے انہوں نے کہا: روایت کی مجھ سے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے رکھتا تھا اور ہر شب قرآن پڑھتا تھا (یعنی ساری رات) اور کہا: یا تو میرا ذکر آیا نبی ﷺ کے پاس یا آپ ﷺ نے مجھ کو بلا بھیجا غرض میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہم کو کیا خبر نہیں لگی ہے کہ تم ہمیشہ روزے رکھتے ہو اور ساری رات قرآن پڑھتے ہو۔“ میں نے کہا: ہاں یا رسول اللہ! اور میں اس سے بھلائی چاہتا ہوں (یعنی ریا و سمعہ مقصود نہیں) تب آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم کو اتنا کافی ہے کہ ہر ماہ میں تین دن روزے

اللّٰهِ! وَلَمْ أُرِدْ بِذٰلِكَ إِلَّا الْخَيْرَ قَالَ: ((فَإِنَّ بِحَسْبِكَ أَنْ تَصُوْمَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ)) قُلْتُ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! إِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ: ((فَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا)) قَالَ: ((فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَإِنَّهُ كَانَ أَعْبَدَ النَّاسِ)) قَالَ قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! وَمَا صَوْمُ دَاوُدَ؟ قَالَ: ((كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا)) قَالَ: ((وَاقْرَإِ الْقُرْاٰنَ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ)) قَالَ قُلْتُ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! إِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ: ((فَاقْرَأْهُ فِيْ كُلِّ عِشْرِيْنَ)) قَالَ قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ: ((فَاقْرَأْهُ فِيْ كُلِّ عَشْرٍ)) قَالَ قُلْتُ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! فَإِنِّيْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ: ((فَاقْرَأْهُ فِيْ كُلِّ سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلَيَّ ذٰلِكَ فَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا)) قَالَ: فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ قَالَ: وَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّكَ يَطُوْلُ بِكَ عُمْرٌ)) قَالَ: فَصِرْتُ إِلَى الَّذِيْ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا كَبِرْتُ وَدِدْتُ أَنِّيْ كُنْتُ قَبِلْتُ رُخْصَةَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ. [بخاري: ١٩٧٤، ١٩٧٥، ٦١٣٤، ٥١٩٩؛ نسائي: ٢٣٩٠]

رکھ لیا کرو۔'' میں نے عرض کیا کہ اے نبی اللہ کے! میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری بی بی کا حق ہے تم پر اور تمہارے ملاقاتیوں کا حق ہے تم پر اور تمہارے جسم کا بھی حق ہے تم پر تو اس لیے تم داؤد علیہ السلام کا روزہ اختیار کرو جو نبی تھے اللہ تعالیٰ کے اور سب لوگوں سے زیادہ اللہ کی عبادت کرنے والے تھے۔'' انہوں نے کہا: میں نے عرض کیا کہ اے نبی اللہ تعالیٰ کے! داؤد علیہ السلام کا روزہ کیا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔'' اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن ہر ماہ میں ایک بار ختم کیا کرو۔'' میں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ اے نبی اللہ تعالیٰ کے! تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیس روز میں ختم کیا کرو۔'' میں نے عرض کیا کہ اے نبی اللہ تعالیٰ کے! میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دس روز میں ختم کرو۔'' میں نے عرض کیا کہ اے نبی اللہ تعالیٰ کے! میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سات روز میں ختم کیا کرو اور اس سے زیادہ نہ پڑھو (اس لیے کہ اس سے کم میں تدبر اور تفکر قرآن میں ممکن نہیں) اس لیے کہ تمہاری بی بی کا حق بھی ہے تم پر اور تمہارے ملاقاتیوں کا حق ہے تم پر اور تمہارے بدن کا حق ہے تم پر۔'' کہا: پس میں نے تشدد کیا سو میرے اوپر تشدد ہوا اور نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''تم نہیں جانتے شاید تمہاری عمر دراز ہو۔'' (تو اتنا بار تم پر گراں ہوگا اور امور دین میں خلل آئے گا سبحان اللہ! یہ آپ ﷺ کی شفقت اور انجام بینی تھی اور آخر وہی ہوا) کہا عبداللہ نے پھر میں اسی حال کو پہنچا جس کا آپ ﷺ نے مجھ سے ذکر کیا تھا اور جب میں بوڑھا ہوا تو آرزو کی میں نے کہ کاش میں نبی ﷺ کی رخصت قبول کر لیتا۔

(٢٧٣١) عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِيْهِ بَعْدَ قَوْلِهِ: ((مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا فَذٰلِكَ الدَّهْرُ كُلُّهُ)) وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ قُلْتُ: وَمَا صَوْمُ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ؟ قَالَ: ((نِصْفُ

یحییٰ سے اس اسناد سے بھی روایت مروی ہوئی اور اس میں تین دن کے روزوں کے بعد یہ بات زیادہ ہے کہ ''ہر نیکی دس گنا ہوتی ہے اور یہ ثواب میں ہمیشہ کا روزہ ہے۔'' اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے عرض کی کہ داؤد علیہ السلام نبی اللہ کا روزہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''سب دنوں کا آدھا۔'' (یعنی وہی ایک دن روزہ ایک دن افطار)

الدَّهْرِ)) وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيْثِ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ شَيْئًا وَلَمْ يَقُلْ: ((وَاِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا)) وَلٰكِنْ قَالَ: ((وَاِنَّ لِوَلَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا)). [راجع:٢١٣٠]

اور اس روایت میں قراءت قرآن مجید کا مطلق ذکر نہیں اور ملاقاتیوں کا حق بھی مذکور نہیں اور یہ ہے کہ ”تمہارے بچہ کا تم پر حق ہے۔“

○ ○ ○ ○

(٢٧٣٢) عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اقْرَاِ الْقُرْاٰنَ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ)) قَالَ: قُلْتُ: اِنِّيْ اَجِدُ قُوَّةً قَالَ: ((فَاقْرَأْهُ فِيْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً)) قَالَ: قُلْتُ: اِنِّيْ اَجِدُ قُوَّةً قَالَ: ((فَاقْرَأْهُ فِيْ سَبْعٍ وَّلَا تَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ)).

[بخاري:٥٠٥٣، ٥٠٥٤]

ابوسلمہ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قرآن ختم کرو ہر ماہ میں ایک بار۔“ میں نے کہا: مجھ میں قوت اور ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ”ختم کرو بیس دن میں۔“ میں نے کہا اور قوت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ختم کرو سات دن میں اور اس سے زیادہ قراءت نہ کرو۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ ایک شنبہ ختم (شبینہ) جو رمضان شریف میں مروج ہے اور حافظوں کو اس پر ناز ہے یہ خلاف سنت اور حقیقت میں بدعت ہے اور اس پر ناز سراپا حماقت ہے۔

(٢٧٣٣) عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَبْدَاللّٰهِ! لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ)).

[بخاري: ١١٥٢؛ نسائي: ١٧٦٢، ١٧٦٣؛ ابن ماجه: ١٣٣١]

ابوسلمہ راوی ہیں کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے عبداللہ! ایسا نہ ہو کہ تم فلاں کے مثل ہو جاؤ کہ وہ شخص رات کو اٹھا کرتا تھا پھر اس نے اٹھنا چھوڑ دیا۔“ (یعنی بہت جاگنے سے کہیں دب نہ جاؤ)۔

○ ○ ○ ○

(٢٧٣٤) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: بَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ اَنِّيْ اَصُوْمُ اَسْرُدُ وَاُصَلِّي اللَّيْلَ فَاِمَّا اَرْسَلَ اِلَيَّ وَاِمَّا لَقِيْتُهُ فَقَالَ: ((اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ وَلَا تُفْطِرُ وَتُصَلِّي اللَّيْلَ فَلَا تَفْعَلْ فَاِنَّ لِعَيْنِكَ حَظًّا وَلِنَفْسِكَ حَظًّا وَلِاَهْلِكَ حَظًّا فَصُمْ وَاَفْطِرْ وَصَلِّ وَنَمْ وَصُمْ مِنْ كُلِّ عَشْرَةِ اَيَّامٍ يَوْمًا وَلَكَ اَجْرُ تِسْعَةٍ)) قَالَ: اِنِّيْ اَجِدُنِيْ اَقْوٰى مِنْ ذٰلِكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! قَالَ: ((صُمْ صِيَامَ دَاوُدَ ـ علیہ السلام ـ))

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ نبی ﷺ کو خبر پہنچی کہ میں برابر روزے رکھے جارہا ہوں اور ساری رات نماز پڑھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے کسی کو میرے پاس بھیجا یا میں آپ سے ملا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے خبر لگی ہے کہ تم برابر روزے رکھتے ہو اور بیچ میں افطار نہیں کرتے اور ساری رات نماز پڑھتے ہو تو ایسا مت کرو کہ اس لیے کہ تمہاری آنکھوں کا بھی کچھ حصہ ہے اور تمہاری ذات کا بھی حصہ ہے اور تمہاری بی بی کا بھی، سو تم روزہ رکھو اور افطار بھی کرو اور نماز بھی پڑھو سوئے بھی رہو اور ہر دس میں ایک روز روزہ رکھ لیا کرو کہ تم کو اس سے نو دن کا بھی ثواب ملے گا۔“ تو میں نے عرض کیا کہ میں اپنے میں اس سے زیادہ قوت پاتا ہوں اے

قَالَ: وَكَيْفَ كَانَ دَاوُدُ يَصُومُ؟ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! قَالَ: ((كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ اِذَا لَاقٰى)) قَالَ: مَنْ لِّيْ بِهٰذِهٖ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! قَالَ: عَطَاءٌ: فَلَا اَدْرِيْ كَيْفَ ذُكِرَ صِيَامُ الْاَبَدِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ)). [بخاري: ١٩٧٧، ١٩٧٩، ٣٤١٩، ١١٥٣؛ نسائي: ٢٣٧٦، ٢٣٧٧، ٢٣٩٦، ٢٣٩٨، ٢٣٩٩، ٢٤٠٠؛ ابن ماجه: ١٧٠٦]

نبی اللہ تعالیٰ کے! آپ ﷺ نے فرمایا: ”خیر داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھو۔“ میں نے کہا: ان کا روزہ کیا تھا؟ اے نبی اللہ تعالیٰ کے! آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور جب دشمن کے مقابل ہوتے تو کبھی نہ بھاگتے۔“ (یعنی جہاد سے) تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ دشمن سے نہ بھاگنا مجھے کہاں نصیب ہو سکتا ہے اے نبی اللہ تعالیٰ کے! (یعنی یہ بڑی قوت و شجاعت کی بات ہے) عطاء نے کہا: جو راوی حدیث ہیں کہ پھر میں نہیں جانتا کہ ہمیشہ روزوں کا ذکر کیوں آیا اور نبی ﷺ نے اس پر فرمایا کہ ”جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے روزہ ہی نہیں رکھا (یعنی مطلق ثواب نہ پایا) جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے روزہ ہی نہیں رکھا۔“



(٢٧٣٥) قَالَ مُسْلِمٌ: وَحَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ: اِنَّ اَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ اَخْبَرَهُ قَالَ مُسْلِمٌ: اَبُو الْعَبَّاسِ السَّائِبُ بْنُ فَرُّوْخَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ ثِقَةٌ عَدْلٌ.

[راجع: ٢٧٣٤]

مسلم رحمہ اللہ مؤلف کتاب فرماتے ہیں کہ روایت کی مجھ سے محمد بن حاتم نے، ان سے محمد بن بکر نے، ان سے ابن جریج نے اس اسناد سے اور کہا کہ ابوالعباس شاعر نے ان کو خبر دی۔ مسلم رحمہ اللہ نے فرمایا: کہ ابوالعباس سائب بن فروخ اہل مکہ سے ہیں اور ثقہ اور عادل ہیں۔ (مترجم کہتا ہے: ابوالعباس اوپر کے راوی تھے اس لیے مسلم رحمہ اللہ نے ان کی توثیق فرمائی)۔

(٢٧٣٦) عَنْ حَبِيْبٍ سَمِعَ اَبَا الْعَبَّاسِ سَمِعَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو! اِنَّكَ لَتَصُوْمُ الدَّهْرَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ وَاِنَّكَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ لَهُ الْعَيْنُ وَنَهِكَتْ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ صَوْمُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ صَوْمُ الشَّهْرِ كُلِّهٖ)) قُلْتُ: فَاِنِّيْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ: ((فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ اِذَا لَاقٰى)).

[راجع: ٢٧٣٤]

حبیب سے روایت ہے کہ انہوں نے ابوالعباس سے اور انہوں نے سنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے عبداللہ! تم ہمیشہ روزے رکھتے ہو اور ساری رات جاگتے ہو اور تم جب ایسا کرو گے تو آنکھیں بھر بھرا آئیں گی اور ضعیف ہو جائیں گی اور جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے تو روزہ ہی نہیں رکھا اور ہر ماہ تین دن روزہ رکھنا گویا پورے ماہ کا رکھنا ہے۔“ (یعنی ثواب کی راہ سے) تو میں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اچھا صوم داؤدی رکھا کرو اور وہ یہ ہے کہ داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے تھے، ایک دن افطار کرتے تھے اور پھر بھی جب دشمن کے آگے ہوتے تو کبھی نہ بھاگتے۔“ (یعنی اتنی قوت پر بھی ہمیشہ روزہ نہ رکھتے تھے جیسے تم نے اختیار کیا ہے)۔



(٢٧٣٧) وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْ كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے لیکن اس میں وَ نَهِكَتْ کے

بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ: حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِيْ ثَابِتٍ بِهٰذَا الإِسْنَادِ وَقَالَ: ((وَنَفِهَتِ النَّفْسُ)).

[راجع:٢٧٢٤]

بجائے وَنَفِهَتِ النَّفْسُ ہے۔یعنی کمزور پڑ جانا۔

○ ○ ○ ○

(٢٧٣٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ وَتَصُوْمُ النَّهَارَ)) قَالَ: إِنِّيْ أَفْعَلُ ذٰلِكَ قَالَ: ((فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ عَيْنَاكَ وَنَفِهَتْ نَفْسُكَ لِعَيْنِكَ حَقٌّ وَلِنَفْسِكَ حَقٌّ وَلِأَهْلِكَ حَقٌّ قُمْ وَنَمْ وَصُمْ وَأَفْطِرْ)).

[راجع:٢٧٢٤]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا مجھے خبر نہیں لگی کہ تم رات بھر جاگتے ہو اور ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے ہو؟'' میں نے عرض کیا کہ ہاں میں ایسا کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم ایسا کرو گے تو تمہاری آنکھیں بھر بھرا آئیں گی اور جان تھک جائے گی اور تمہاری آنکھ اور جان کا بھی آخر تم پر کچھ حق ہے اور تمہارے گھر والوں کا بھی۔ سو تم جاگو بھی، سوؤ بھی، روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو۔''

○ ○ ○ ○

(٢٧٣٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَحَبَّ الصِّيَامِ إِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ أَحَبَّ الصَّلٰوةِ إِلَى اللّٰهِ صَلٰوةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ وَكَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا)). [بخاري: ١١٣١، ٣٤٢٠؛ ابوداود: ٢٤٤٨؛ نسائي: ١٦٢٩، ٢٣٤٣؛ ابن ماجه: ١٧١٢]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ''سب قسم کے روزوں سے زیادہ پیارا روزہ اللہ تعالیٰ کو داؤد علیہ السلام کا ہے اور سب سے پیاری نماز اللہ کو داؤد علیہ السلام کی نماز ہے (یعنی رات کی) کہ وہ سوتے تھے آدھی رات تک اور جاگتے تھے تہائی حصہ اور پھر سو جاتے تھے (یعنی تہجد پڑھ کر، چھٹے حصہ میں رات کے اور ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔''

○ ○ ○ ○

(٢٧٤٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ وَكَانَ يَصُوْمُ نِصْفَ الدَّهْرِ وَأَحَبُّ الصَّلٰوةِ إِلَى اللّٰهِ صَلٰوةُ دَاوُدَ كَانَ يَرْقُدُ شَطْرَ اللَّيْلِ ثُمَّ يَقُوْمُ ثُمَّ يَرْقُدُ آخِرَهُ وَيَقُوْمُ ثُلُثَ اللَّيْلِ بَعْدَ شَطْرِهِ)) قُلْتُ لِعَمْرِو ابْنِ دِيْنَارٍ: أَعَمْرُو بْنُ أَوْسٍ كَانَ يَقُوْلُ: ((يَقُوْمُ ثُلُثَ اللَّيْلِ بَعْدَ شَطْرِهِ؟)) قَالَ: نَعَمْ.

[راجع:٢٧٣٩]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''روزہ میں پیارا روزہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے کہ وہ آدھے زمانہ میں روزہ رکھتے تھے اور سب میں پیاری نماز ان کی نماز ہے کہ وہ آدھی رات تک پہلے سو جاتے تھے اور پھر اٹھتے تھے اور اخیر میں پھر سو جاتے تھے اور آدھی رات کے بعد جو اٹھتے تو ثلث شب تک نماز پڑھتے۔'' ابن جریج راوی نے کہا کہ میں نے پوچھا عمرو بن دینار سے، یہ ان کے شیخ ہیں اس روایت میں کہ کیا عمرو بن اوس نے یہ کہا کہ ''پھر جاگتے تھے اور نماز پڑھتے تھے تہائی رات تک آدھی رات کے بعد؟'' تو انہوں نے کہا: کہ ہاں۔

○ ○ ○ ○

(٢٧٤١) عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُو الْمَلِيْحِ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِيْكَ عَلٰى

ابوقلابہ نے کہا: مجھے خبر دی ابوالملیح نے کہ میں داخل ہوا تمہارے باپ کے ساتھ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس اور انہوں نے بیان کیا کہ رسول

عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَحَدَّثَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذُكِرَ لَهٗ صَوْمِيْ فَدَخَلَ عَلَيَّ فَاَلْقَيْتُ لَهٗ وِسَادَةً مِنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ فَجَلَسَ عَلَى الْاَرْضِ وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ فَقَالَ لِيْ: ((اَمَا يَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ؟)) قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((خَمْسًا)) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((سَبْعًا)) قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((تِسْعًا)) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ اَحَدَ عَشَرَ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوٗدَ شَطْرِ الدَّهْرِ صِيَامُ يَوْمٍ وَاِفْطَارُ يَوْمٍ)). [بخاری: ۱۹۸۰، ۶۲۷۷؛ نسائی: ۲۴۰۱]

اللہ ﷺ کے آگے میرے روزوں کا ذکر ہوا کہ آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں نے آپ ﷺ کے لیے تکیہ ڈالا کہ وہ چمڑے کا تھا۔ اس میں کھجور کا کھوجرا بھرا ہوا تھا۔ پھر آپ ﷺ زمین پر بیٹھ گئے اور وہ تکیہ میرے اور آپ ﷺ کے بیچ میں ہو گیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم کو تین روزے ہر ماہ میں کافی نہیں؟'' میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! (یعنی میں ان سے زیادہ قوی ہوں) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ سہی۔'' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''سات۔'' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''نو۔'' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''گیارہ۔'' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''داؤد علیہ السلام کے روزے کے برابر کوئی روزہ نہیں کہ وہ آدھے ایام روزہ رکھتے تھے اس طرح کہ ایک دن روزہ ہوتا ایک دن افطار ہوتا۔''

(۲۷۴۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهٗ: ((صُمْ يَوْمًا وَلَكَ اَجْرُ مَا بَقِيَ)) قَالَ: اِنِّيْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ: ((صُمْ يَوْمَيْنِ وَلَكَ اَجْرُ مَا بَقِيَ)) قَالَ: اِنِّيْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ: ((صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَلَكَ اَجْرُ مَا بَقِيَ)) قَالَ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ: ((صُمْ اَرْبَعَةَ اَيَّامٍ وَلَكَ اَجْرُ مَا بَقِيَ)) قَالَ: اِنِّيْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ: ((صُمْ اَفْضَلَ الصِّيَامِ عِنْدَ اللّٰهِ صَوْمَ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا)). [نسائی: ۲۳۹۳، ۲۴۰۲]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''ایک دن روزہ رکھو اور تم کو دوسرے دنوں کا بھی ثواب ہے۔'' تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس سے زیادہ طاقت ور ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو دن روزہ رکھو اور تم کو باقی دنوں کا بھی ثواب ہے۔'' انہوں نے پھر کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تین دن روزہ رکھو اور تم کو باقی دنوں کا ثواب ہے۔'' اور انہوں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''چار دن روزہ رکھو اور تم کو باقی دنوں کا بھی ثواب ہے۔'' انہوں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سب روزوں سے افضل روزہ رکھو اور وہ اللہ کے نزدیک صوم داؤد علیہ السلام ہے کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔''

(۲۷۴۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو! بَلَغَنِيْ اَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ فَلَا تَفْعَلْ فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَظًّا وَلِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَظًّا وَاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَظًّا صُمْ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم ہمیشہ روزے رکھتے ہو دن کو اور ساری رات جاگتے ہو۔ سو ایسا نہ کرو اس لیے کہ تمہارے بدن کا تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھ کا بھی حصہ ہے اور تمہاری بیوی کا تم پر حصہ ہے تم روزہ رکھو اور افطار کرو اور روزہ رکھو تین دن ہر ماہ میں سو یہی ہمیشہ کا روزہ ہے۔'' (یعنی ثواب کی

وَافْطِرْ صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَذٰلِكَ صَوْمُ الدَّهْرِ)) قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ بِيْ قُوَّةً قَالَ: ((فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ. صُمْ يَوْمًا وَاَفْطِرْ يَوْمًا)) فَكَانَ يَقُوْلُ: يَا لَيْتَنِيْ اَخَذْتُ بِالرُّخْصَةِ.

رو سے) میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے قوت اس سے زیادہ ہے تو فرمایا: ''روزہ رکھو تم داؤد علیہ السلام کا ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو۔'' تو عبداللہ رضی اللہ عنہ آخر عمر میں کہتے تھے کہ کاش میں رخصت قبول کرتا تو خوب ہوتا۔



فائدہ: ان سب روایتوں سے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے کئی امور ثابت ہوئے اور رفق اور نرمی اور شفقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت مرحومہ پر اور ارشاد ان کی صلاح وخیر کا اور تعلیم وتلقین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کے آرام وراحت کے لیے اور کمال اہتمام جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا اس باب میں اور روکنا نہایت تعمق اور استغراق سے عبادات شاقہ میں کہ وہ مانع ہو جاتا ہے۔ ادائے حقوق آخرت سے اور سنت ہمیشہ متوسط ہے جیسے ایمان واسلام سب ادیان میں متوسط ہے اور یہ جو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ''فلاں شخص کے مثل نہ ہو کہ وہ رات جو جاگتا تھا پھر جاگنا چھوڑ دیا۔'' اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مذمت کی ہے ان لوگوں کی جو عبادات شاقہ کرتے ہیں اور پھر اس سے بیزار ہو کر چھوڑ دیتے ہیں جیسے فرمایا: ﴿وَرَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوْهَا﴾ الآیۃ۔ دوسری یہ کہ ان روایتوں میں صوم الدہر کی نہی وارد ہوئی۔ اور ظاہر یہ کا مذہب یہی ہے کہ صوم دہر ممنوع ہے بلحاظ ان ہی روایتوں کے اور جمہور کے نزدیک اگر ایام منہی عنہ میں یعنی عیدین میں اور ایام تشریق میں روزہ نہ رکھے تو روا ہے۔ اور مذہب شافعی رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ اگر سب دن روزے رکھے سوا ان پانچ دن کے تو کراہت نہیں بلکہ مستحب ہے مگر شرط یہ ہے کہ اور حقوق میں کمی نہ ہو اور اگر حقوق معاش وغیرہ میں کمی ہو تو مکروہ ہے اور ان کی دلیل حدیث حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ہے کہ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں برابر روزے رکھتا ہوں تو کیا سفر میں بھی رکھوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''چاہو تو رکھو۔'' اور اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ غرض یہ کہ اگر یہ مکروہ ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اجازت نہ دیتے علی الخصوص سفر میں۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے کہ وہ برابر روزے رکھتے تھے یعنی عمر بن خطاب کے صاحبزادے اور ایسے ہی ابوطلحہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور اکثر سلف سے مروی ہے اور یہ جو حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے روزہ ہی نہیں رکھا۔'' اس کے بہت جواب دیئے ہیں۔ اول یہ کہ مراد اس سے وہی شخص ہے جو ان پانچ دنوں میں بھی روزہ رکھے اور یہ جواب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ مراد اس سے وہ شخص ہے جس سے اور حقوق واجبہ میں خلل واقع ہوئے اور مسلم نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بھی آخر میں نادم ہوئے اور ضعف ان کو بھی لاحق ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانا تھا کہ ان کو ضعف ہو جائے گا۔ پس نہی ان کے ساتھ خاص ہے جس کو ضعف ہو جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھی کہ ''یہ تم سے نہیں ہو سکے گا۔'' اس میں اشارہ تھا ان کے عجز کی طرف۔ باقی رہا ساری رات نماز پڑھنا اس کو نووی رحمہ اللہ نے علی الاطلاق مکروہ لکھا ہے اور اس کو علی العموم علما نے مکروہ لکھا ہے۔ اس لیے کہ ساری رات جاگنے میں ضرر یقینی ہے بخلاف روزے کے اور جو رات بھر جاگے گا تو خواہ مخواہ دن کو سوئے گا اور اس میں اور حقوق کا اتلاف ضرور ہو گا اور اگر دن کو بھی مطلق نہ سویا تو موت یقینی ہے اور ان احادیث میں تصریح ہے کہ صوم داؤد علیہ السلام افضل صیام ہے اور یہی مذہب ہے متولی کا جو اصحاب شافعی میں سے ہیں کہ ان کے نزدیک دائما روزے سے صوم داؤدی افضل ہے اور بعض نے علی الدوام روزہ کو افضل کہا ہے اور کہا ہے کہ یہ روایتیں خاص ہیں عبداللہ بن عمرو بن عاص کے واسطے۔ مگر احادیث سے قول اول کو ترجیح معلوم ہوتی ہے یعنی صوم داؤدی افضل صیام ہے اور قرأت ختم قرآن میں صحابہ مختلف تھے بعض ایک ماہ میں ختم کرتے بعض بیس روز میں بعض دس روز میں بعض سات دن میں بعض تین دن میں بعض ایک رات ایک دن میں بعض ہر رات میں بعض ایک رات ایک دن میں تین ختم فرماتے۔ اور ان کے ناموں کی تفصیل تو نووی رحمہ اللہ نے بخوبی کی ہے اپنی کتاب آداب القراء میں اور مذہب مختار یہ ہے کہ جس پر دوام ہو سکے وہ اولیٰ ہے اور جس قدر میں نشاط باقی رہی اور دل بیزار نہ ہوا اور اگر اس کے ساتھ زیادہ قراءت بھی ہو تو نور علیٰ نور ہے اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے جو قبول کی آرزو رخصت کی اس سے معلوم ہوا کہ عمدہ عبادت وہی ہے جس پر ساری عمر قیام ہو سکے اور یہی منطوق ہے احادیث صحیحہ کا اور یہ جو فرمایا کہ ''تیری اولاد کا حق ہے تجھ پر۔'' اس سے معلوم ہوا کہ باپ کو تعلیم اولاد کی ضروری ہے۔ اگر باپ نہ ہو تو ماں کو تعلیم دینی ضروری ہے اور ان کو اس تعلیم میں اجر ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ صِيَامِ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَصَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ وَعَاشُوْرَاءَ وَالِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ .

باب: ہر ماہ میں تین روزوں کی اور یوم عرفہ کے روزے عاشوراء، سوموار اور جمعرات کے روزے کی فضیلت۔

(٢٧٤٤) عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ اَنَّهَا سَاَلَتْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ فَقُلْتُ لَهَا مِنْ اَيِّ اَيَّامِ الشَّهْرِ كَانَ يَصُوْمُ؟ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ يُبَالِيْ مِنْ اَيِّ اَيَّامِ الشَّهْرِ يَصُوْمُ . [ابوداود: ٢٤٥٣؛ ترمذی: ٧٦٣؛ ابن ماجه: ١٧٠٩]

معاذہ عدویہ نے پوچھا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کیا رسول اللہ ﷺ ہر ماہ میں تین روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں پھر پوچھا: کن دنوں میں؟ انہوں نے فرمایا: کچھ پروانہ کرتے تھے کسی بھی دن روزہ رکھ لیتے تھے۔



فائدہ: اس سے مستحب ہونا ہر ماہ میں تین روزوں کا ثابت ہوا۔

(٢٧٤٥) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ اَوْقَالَ لِرَجُلٍ وَهُوَ يَسْمَعُ : ((يَا فُلَانُ! اَصُمْتَ مِنْ سُرَّةِ هٰذَا الشَّهْرِ؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((فَاِذَا اَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ)). [بخاري:١٩٨٣]

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا یا اور کسی سے فرمایا اور یہ سنتے تھے غرض آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے فلاں! تم نے اس ماہ کے بیچ میں روزے رکھے؟“ انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر جب تم افطار کر دو تو دو روز اور روزہ رکھو۔“



(٢٧٤٦) عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَجُلٌ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: كَيْفَ تَصُوْمُ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ قَوْلِهِ فَلَمَّا رَاٰى عُمَرُ غَضَبَهُ قَالَ: رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهِ فَجَعَلَ عُمَرُ ؓ يُرَدِّدُ هٰذَا الْكَلَامَ حَتّٰى سَكَنَ غَضَبُهُ فَقَالَ عُمَرُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ بِمَنْ يَصُوْمُ الدَّهْرَ كُلَّهُ؟ قَالَ: ((لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ)) اَوْ قَالَ: ((لَمْ يَصُمْ وَلَمْ يُفْطِرْ)) قَالَ: كَيْفَ مَنْ يَصُوْمُ يَوْمَيْنِ وَيُفْطِرُ يَوْمًا؟ قَالَ: ((وَيُطِيْقُ ذٰلِكَ اَحَدٌ؟)) قَالَ: كَيْفَ مَنْ يَصُوْمُ يَوْمًا

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ایک شخص آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اور عرض کیا کہ آپ کیوں کر رکھتے ہیں روزہ؟ اس پر آپ ﷺ غصہ ہو گئے (یعنی اسی لیے کہ یہ سوال بے موقع تھا۔ اس کو لازم تھا کہ یوں پوچھتا کہ میں روزہ کیوں کر رکھوں) پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا غصہ دیکھا تو عرض کرنے لگے: ہم راضی ہوئے اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر اور پناہ مانگتے ہیں ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے غصہ سے۔ غرض حضرت عمر رضی اللہ عنہ بار بار ان کلمات کو کہتے تھے یہاں تک کہ غصہ آپ ﷺ کا تھم گیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! جو ہمیشہ روزہ رکھے وہ کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہ اس نے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا۔“ پھر کہا: جو دو دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے وہ کیسا؟

وَيُفْطِرُ يَوْمًا؟ قَالَ: ((ذَاكَ صَوْمُ دَاوُدَ -عَلَيْهِ السَّلَامُ-)) قَالَ: كَيْفَ مَنْ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمَيْنِ؟ قَالَ: ((وَدِدْتُ أَنِّي طُوِّقْتُ ذَالِكَ)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثٌ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَمَضَانُ إِلٰى رَمَضَانَ فَهٰذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ وَصِيَامُ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ)).

[ابوداود: ٢٤٢٥، ٢٤٢٦؛ ترمذی: ٧٤٩؛ نسائی: ٢٣٨٢؛ ابن ماجه: ١٧١٣، ١٧٣٠، ١٧٣٨]

آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسی طاقت کس کو ہے۔ یعنی اگر طاقت ہو تو خوب ہے پھر کہا: جو ایک دن روزہ رکھے ایک دن افطار کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ روزہ ہے داؤد علیہ السلام کا پھر کہا: جو ایک دن روزہ رکھے اور دو دن افطار کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں آرزو رکھتا ہوں کہ مجھے اتنی طاقت ہو۔'' یعنی یہ خوب ہے اگر طاقت ہو پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین روزے ہر ماہ میں اور رمضان کے روزے ایک رمضان کے بعد دوسرے رمضان تک یہ ہمیشہ کا روزہ ہے یعنی ثواب میں اور عرفہ کے دن کا روزہ ایسا ہے کہ میں امیدوار ہوں اللہ پاک سے کہ ایک سال اگلے اور ایک سال پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جائے اور عاشورے کے روزہ سے امید رکھتا ہوں ایک سال اگلے کا کفارہ ہو جائے۔



فائدہ: اس حدیث سے عرفہ اور عاشورے کے روزے کی فضیلت معلوم ہوئی اور ہر ماہ میں تین روزے رکھنے سے معلوم ہوا کہ سال بھر کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔

(٢٧٤٧) عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِهِ قَالَ: فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ: رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَبِبَيْعَتِنَا بَيْعَةً قَالَ: فَسُئِلَ عَنْ صِيَامِ الدَّهْرِ فَقَالَ: ((لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ- أَوْمَا صَامَ وَمَا أَفْطَرَ)). قَالَ: فَسُئِلَ عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ وَإِفْطَارِ يَوْمٍ قَالَ: ((وَمَنْ يُطِيْقُ ذٰلِكَ؟)) قَالَ: وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمٍ وَإِفْطَارِ يَوْمَيْنِ؟ قَالَ: ((لَيْتَ أَنَّ اللّٰهَ قَوَّانَا لِذٰلِكَ)) قَالَ: وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمٍ وَإِفْطَارِ يَوْمٍ؟ قَالَ: ((ذَاكَ صَوْمُ أَخِيْ دَاوُدَ -عَلَيْهِ السَّلَامُ-)) قَالَ: وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ الْإِثْنَيْنِ؟ قَالَ: ((ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيْهِ وَيَوْمٌ بُعِثْتُ -أَوْ أُنْزِلَ عَلَيَّ- فِيْهِ)) قَالَ: فَقَالَ: ((صَوْمُ ثَلٰثَةٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَمَضَانَ إِلٰى رَمَضَانَ

ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے وہی مضمون مروی ہوا کہ آپ ﷺ سے کسی نے آپ ﷺ کے روزوں کو پوچھا اور آپ ﷺ غصہ ہوئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہی عرض کیا جو اوپر مذکور ہوا اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ راضی ہوئے ہم اپنی بیعت سے کہ وہی بیعت ہے اور سوال ہوا صیام الدہر کا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہ اس نے روزہ رکھا نہ افطار کیا۔'' پھر سوال ہوا دو دن روزے اور ایک روز افطار سے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی طاقت کسے ہے۔'' پھر سوال ہوا ایک دن روزہ اور دو دن افطار سے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کاش! اللہ تعالیٰ ہم کو ایسی قوت دے۔'' اور سوال ہوا ایک دن افطار ایک دن روزہ سے، تو فرمایا: ''یہ میرے بھائی داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔'' اور سوال ہوا دوشنبہ کے روزہ کا تو فرمایا: ''میں اسی دن پیدا ہوا ہوں اور اسی دن نبی ہوا ہوں۔'' یا فرمایا: ''اسی دن مجھ پر وحی اتری ہے۔'' اور فرمایا: ''رمضان کے روزے اور ہر ماہ تین روزے یہ صوم الدہر ہے۔'' اور عرفہ کے روزہ کو پوچھا: تو فرمایا: ''ایک سال گزرا ہوا ایک سال آگے آنے والے کا کفارہ ہے۔'' اور عاشورے کے روزے کو پوچھا: تو فرمایا: ''ایک سال گزرے ہوئے کا کفارہ ہے۔'' مسلم نے

صَوْمُ الدَّهْرِ)) قَالَ: وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ؟ قَالَ: ((يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ)) قَالَ: وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ؟ فَقَالَ: ((يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ)) قَالَ مُسْلِمٌ: وَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مِنْ رِوَايَةِ شُعْبَةَ قَالَ: وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ؟ فَسَكَتْنَا عَنْ ذِكْرِ الْخَمِيْسِ لَمَّا نُرَاهُ وَهْمًا.

فرمایا: اسی حدیث میں شعبہ کی روایت میں ہے کہ پوچھا آپ سے دوشنبہ اور پنج شنبہ کے روزے کو تو ہم نے پنج شنبہ کا ذکر نہیں کیا اس لیے کہ اس میں وہم ہے۔

[راجع:٢٧٤٦]

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس روایت میں مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے پنج شنبہ کے ذکر کو وہم سمجھا اس لیے ذکر نہیں کیا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ دوشنبہ کے سوال میں اگر پنجشنبہ کا بھی ذکر ہو تو آگے جو مذکور ہوتا ہے کہ میں اسی دن پیدا ہوا، اسی دن نبی ہوا، اس کو ربط نہیں رہتا اس لیے کہ یہ سب دوشنبہ ہی کو ہوا ہے۔ اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ممکن ہے کہ روایت دوشنبہ کی صحیح ہو اور پنجشنبہ کا ذکر بھی اس میں ہو مگر ولادت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوشنبہ ہی سے متعلق ہو اور کفارہ گناہوں کا جو حدیث شریف میں مذکور ہے مراد اس سے گناہان صغیرہ ہیں۔ اور اگر گناہان صغیرہ نہیں ہیں تو کبیرہ میں بھی کچھ تخفیف ہوتی ہے۔ اور اگر کبیرہ، صغیرہ دونوں نہیں ہیں تو عبادات سے رفع درجات ہوتے ہیں اور تین روزے جو مذکور ہوئے ہر ماہ میں ان کو ایام بیض کہتے ہیں اور ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ سے مروی ہے کہ ایام بیض تیرھویں، چودھویں، پندرھویں ہیں کہ انہی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور بعض نے آخر ماہ کہے ہیں۔ اور بعض نے تین دن اول کے لیے ہیں ان میں حسن ہیں اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور بعض اور علما نے اختیار کیا ہے ایک ماہ میں ہفتہ اور یکشنبہ اور دوشنبہ کو روزہ رکھے اور دوسرے میں سہ شنبہ اور چہار شنبہ اور پنج شنبہ کو رکھے۔ غرض اسی طرح اور بھی اقوال ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک یہ تھی ان کیلئے کوئی دن مقرر نہ فرماتے تھے جیسا اوپر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہو چکا ہے۔

(٢٧٤٨) عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

[راجع:٢٧٤٦]

○ ○ ○ ○

(٢٧٤٩) عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيْرٍ فِيْ هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ شُعْبَةَ غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ فِيْهِ الِاثْنَيْنِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْخَمِيْسَ. [راجع: ٢٧٤٦]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے لیکن اس میں سوموار کا ذکر ہے جمعرات ذکر نہیں ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٧٥٠) عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ؟ فَقَالَ: ((فِيْهِ وُلِدْتُّ وَفِيْهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ)).

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا دوشنبہ کے روزہ کو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اسی دن پیدا ہوا ہوں اور اسی دن مجھ پر وحی اتری ہے۔''

بَابُ صَوْمِ سُرَرِ شَعْبَانَ.

باب: شعبان کے روزوں کا بیان۔

(٢٧٥١) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهٗ ـ اَوْلِاٰخَرَ ـ ((اَصُمْتَ مِنْ سُرَرِ شَعْبَانَ؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((فَاِذَا اَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ)) . [بخاری: ۱۹۸۳ تعليقاً؛ ابو داود: ۲۳۲۸]

فرمایا: ”تم نے شعبان کے اول میں کچھ روزے رکھے؟“ انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم افطار کے دن تمام کرلو تو دو دن روزے رکھو۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: سرر کے معنی اوزاعی اور ابوعبید اور جمہور علما رحمہم اللہ نے آخر ماہ کہے ہیں اس لیے کہ وہ استرار سے مشتق ہے اور استرار چھپانا ہے اور ان دنوں میں قمر چھپ جاتا ہے اور بعض کا قول ہے کہ مراد اس سے مہینے کا بیچ ہے اور ابوداؤد رحمہ اللہ نے اوزاعی رحمہ اللہ سے نقل کیا مراد اس سے اول ماہ ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جس کو عادت ہو آخر ماہ میں روزے رکھنے کی وہ رمضان کے قبل رکھ سکتا ہے اور جس کو عادت نہ ہو اس کو ایک دو روز پیشگی رمضان سے روزہ منع ہے۔

(۲۷۵۲) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ: ((هَلْ صُمْتَ مِنْ سُرَرِ هٰذَا الشَّهْرِ شَيْئًا؟)) قَالَ: لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَاِذَا اَفْطَرْتَ مِنْ رَمَضَانَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ مَكَانَهٗ)). [ابو داود:۲۳۲۸]

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا: ”تم نے اس مہینے کے آخر میں روزے رکھے؟“ (یعنی شعبان میں) اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم رمضان کے روزوں سے فارغ ہو تو دو روزے رکھ لو اس کے عوض میں۔“

○ ○ ○ ○

(۲۷۵۳) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ: ((هَلْ صُمْتَ مِنْ سُرَرِ هٰذَا الشَّهْرِ شَيْئًا؟)) يَعْنِيْ شَعْبَانَ قَالَ: لَا قَالَ: فَقَالَ لَهٗ: ((اِذَا اَفْطَرْتَ رَمَضَانَ فَصُمْ يَوْمًا اَوْيَوْمَيْنِ)) شُعْبَةُ الَّذِيْ شَكَّ فِيْهِ۔ قَالَ: وَاَظُنُّهٗ قَالَ: يَوْمَيْنِ.

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا ہے مگر اس روایت میں شک ہے کہ ایک دن یا دو دن۔ شعبہ کہتے ہیں کہ مجھے گمان ہے کہ دو دن کہا۔

○ ○ ○ ○

(۲۷۵۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هَانِئٍ ابْنِ اَخِيْ مُطَرِّفٍ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِهٖ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ فَضْلِ صَوْمِ الْمُحَرَّمِ.

باب: محرم کے روزے کی فضیلت۔

(۲۷۵۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ صَلٰوةُ اللَّيْلِ)) . [ابو داود: ۲۴۲۹؛ ترمذی: ۴۳۸؛ نسائی: ۱۶۱۲، ۱۶۱۳؛ ابن ماجه: ۱۷۴۲]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ”افضل سب روزوں میں رمضان کے بعد محرم کے روزے ہیں جو اللہ کا مہینہ ہے اور بعد نماز فرض کے تہجد کی نماز ہے۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے محرم کے روزوں کی اور تہجد کی فضیلت ثابت ہوئی، اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رات کے نفل دن کے نفل سے افضل ہیں اور اسی پر اتفاق ہے علما کا۔

(٢٧٥٦) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَرْفَعُهُ قَالَ: سُئِلَ اَیُّ الصَّلَاةِ اَفْضَلُ بَعْدَ الْمَكْتُوْبَةِ؟ وَاَیُّ الصِّيَامِ اَفْضَلُ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ؟ فَقَالَ: ((اَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ الصَّلَاةُ فِیْ جَوْفِ اللَّيْلِ وَاَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ صِيَامُ شَهْرِ اللّٰهِ الْمُحَرَّمِ)). [راجع:٢٧٥٥]

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ بعد فرض نماز کے کون سی نماز افضل ہے اور ماہ رمضان کے بعد کون سے روزے افضل ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نماز رات کی (تہجد) اور روزے محرم کے۔"

○ ○ ○ ○

(٢٧٥٧) عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ فِیْ ذِكْرِ الصِّيَامِ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِهٖ. [راجع:٢٧٥٥]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ سِتَّةِ اَيَّامٍ مِنْ شَوَّالٍ اتِّبَاعًا لِرَمَضَانَ.

باب: شش عید کے روزوں کی فضیلت۔

(٢٧٥٨) عَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهٗ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ)). [ابوداود: ٢٤٣٣؛ ترمذی: ٧٥٩؛ ابن ماجه: ١٧١٢]

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو روزے رکھے رمضان کے اور اس کے ساتھ لگائے چھ روزے شوال کے تو اس کو ہمیشہ کے روزوں کا ثواب ہوگا۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس روایت سے استحباب ان روزوں کا ثابت ہوا۔ اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور احمد اور داؤد رحمہم اللہ اور ان کے موافقین کا۔ اور امام مالک رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ مکروہ ہیں۔ اور مالک رحمہ اللہ نے موطا میں کہا ہے کہ میں نے کسی اہل علم کو نہیں دیکھا کہ وہ یہ روزے رکھتا ہو۔ اور یہ روایتیں ان پر حجت ہیں اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کسی کا قول نہیں سنا جاتا اور شمس کے آگے چراغ جلانا حماقت ہے۔

(٢٧٥٩) وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِیْ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيْدٍ أَخُو يَحْيَی بْنِ سَعِيْدٍ: أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ ثَابِتٍ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِیُّ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ بِمِثْلِهٖ. [راجع:٢٧٥٨]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٧٦٠) وَحَدَّثَنَاهُ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِیْ شَيْبَةَ:

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَبْنَ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أَيُّوْبَ ﷺ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِمِثْلِهِ. [راجع:٢٧٥٨]

○ ○ ○ ○

بَابُ فَضْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِهَا وَبَيَانِ مَحَلِّهَا وَأَرْجَى أَوْقَاتِ طَلَبِهَا.

باب: شب قدر کی فضیلت اور اس کے تعین کا ذکر۔

(٢٧٦١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ أَنَّ رِجَالًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أُرُوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((أَرٰى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيَهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ)). [بخاري:٢٠١٥]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ چند اصحاب رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دکھلایا شب قدر ہفتہ آخر میں (یعنی رمضان کے) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمہارا خواب میں دیکھتا ہوں کہ موافق و مطابق ہوا آخر رمضان کی سات تاریخوں کے پھر جو اس شب کا تلاش کرنے والا ہو وہ ان ہی تاریخوں میں تلاش کرے۔"

○ ○ ○ ○

(٢٧٦٢) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ)). [ابو داود:١٣٨٥]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تلاش کرو شب قدر سات راتوں میں آخر کی۔"

○ ○ ○ ○

(٢٧٦٣) عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ ﷺ قَالَ: رَأٰى رَجُلٌ أَنَّ لَيْلَةَ الْقَدْرِ لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَرٰى رُؤْيَاكُمْ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فَاطْلُبُوْهَا فِي الْوِتْرِ مِنْهَا)).

سالم نے اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے شب قدر کو ستائیسویں شب کو دیکھا تو نبی ﷺ نے فرمایا: "میں دیکھتا ہوں کہ خواب تمہارا اخیر دہے میں واقع ہوا ہے تو اس کی طاق راتوں میں آخر دہے کی تلاش کرو۔"

(٢٧٦٤) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ لِلَيْلَةِ الْقَدْرِ: ((إِنَّ نَاسًا مِّنْكُمْ قَدْ أُرُوْا أَنَّهَا فِي السَّبْعِ الْأُوَلِ وَأُرِيَ نَاسٌ مِّنْكُمْ أَنَّهَا فِي السَّبْعِ الْغَوَابِرِ فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ)).

سالم نے اپنے باپ سے سنا کہ انہوں نے کہا: سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے: "چند لوگوں نے تم میں سے شب قدر کو سات تاریخوں میں اول کی دیکھا ہے یعنی خواب میں اور چند لوگوں نے سات تاریخوں میں آخر کی دیکھا ہے۔ سو تم آخر کی دس تاریخوں میں تلاش کرو۔"

(٢٧٦٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((اِلْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ڈھونڈھو شب قدر کو آخر کے دہے میں پھر اگر کوئی بودا پن کرے یا عاجز

يَعْنِي لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَإِنْ ضَعُفَ أَحَدُكُمْ أَوْ عَجَزَ فَلَا يُغْلَبَنَّ عَلَى السَّبْعِ الْبَوَاقِي)).

ہو جائے۔ تو سات راتوں میں آخر کی سستی نہ کرے۔"

○ ○ ○ ○

(۲۷۶٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ كَانَ مُلْتَمِسَهَا فَلْيَلْتَمِسْهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ)).

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے "لیلۃ القدر کے ڈھونڈھنے والے کو آخر کی دس تاریخوں میں ڈھونڈھنا چاہیے۔"

○ ○ ○ ○

(۲۷٦۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((تَحَيَّنُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ)) أَوْ قَالَ: ((فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ڈھونڈھو شب قدر کو آخر دہے میں یا فرمایا: آخر ہفتہ میں۔"

○ ○ ○ ○

(۲۷٦۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ثُمَّ أَيْقَظَنِي بَعْضُ أَهْلِي فَنُسِّيتُهَا فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ)) وَقَالَ حَرْمَلَةُ: ((فَنَسِيتُهَا)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے خواب میں شب قدر دکھائی دی پھر کسی میرے گھر والے نے جگا دیا سو میں اس کو بھلا دیا گیا پس تم ڈھونڈو اس کو آخر کے دہے میں۔" اور حرملہ کی روایت میں ہے کہ "میں اس کو بھول گیا۔"

(۲۷٦۹) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الَّتِي فِي وَسَطِ الشَّهْرِ فَإِذَا كَانَ مِنْ حِينَ تَمْضِي عِشْرُونَ لَيْلَةً وَيَسْتَقْبِلُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ يَرْجِعُ إِلَى مَسْكَنِهِ وَرَجَعَ مَنْ كَانَ يُجَاوِرُ مَعَهُ ثُمَّ إِنَّهُ أَقَامَ فِي شَهْرٍ جَاوَرَ فِيهِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ الَّتِي كَانَ يَرْجِعُ فِيهَا فَخَطَبَ النَّاسَ فَأَمَرَهُمْ بِمَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ: ((إِنِّي كُنْتُ أُجَاوِرُ هَذِهِ الْعَشْرَةَ ثُمَّ بَدَا لِي أَنْ أُجَاوِرَ هَذِهِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِي فَلْيَبِتْ فِي مُعْتَكَفِهِ وَقَدْ رَأَيْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ فَأُنْسِيتُهَا فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي كُلِّ وِتْرٍ وَقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ)) قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ: مُطِرْنَا لَيْلَةَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فِي مُصَلَّى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ وَقَدِ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَوَجْهُهُ مُبْتَلٌّ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ اعتکاف کرتے تھے۔ مہینے کے بیچ کے دہے میں (یعنی رمضان کے) پھر جب بیس راتیں گزر جاتی تھیں رمضان کی اور اکیسویں آنے کو ہوتی تھی تو اپنے گھر لوٹ آتے تھے۔ اور جو آپ ﷺ کے ساتھ معتکف ہوتے تھے وہ بھی لوٹ آتے تھے پھر ایک ماہ میں اسی طرح اعتکاف کیا اور جس رات میں گھر آنے کو تھے خطبہ پڑھا اور لوگوں کو حکم کیا جو منظور الٰہی تھا پھر فرمایا: "میں اس عشرہ میں اعتکاف کرتا تھا پھر مجھے مناسب معلوم ہوا کہ میں اس عشرہ اخیر میں بھی اعتکاف کروں سو جو میرے ساتھ اعتکاف کرنے والا ہو وہ رات کو اپنے معتکف ہی میں رہے (اور گھر نہ جائے) اور میں نے خواب میں اس شب قدر کو دیکھا مگر بھلا دیا گیا سو اسے آخر کی دس راتوں میں ڈھونڈو ہر طاق رات میں اور میں اپنے کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ سجدہ کر رہا ہوں پانی اور کیچڑ میں۔" (یعنی اس رات کے آخر میں ایسا ہوگا یہ بات خواب کی آپ ﷺ کو یاد رہی) پھر ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اکیسویں شب کہ ہم پر مینہ برسا اور مسجد رسول اللہ ﷺ کے مصلّٰی پر ٹپکی اور میں نے آپ ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ نے صبح کی نماز سے سلام پھیرا کہ آپ ﷺ کے مبارک چہرے میں کیچڑ اور پانی بھرا ہوا تھا۔

طِينًا وَمَاءً. [بخاري: ٦٦٩، ٨١٣، ٨٣٦، ٢٠١٦، ٢٠١٨، ٢٠٢٧، ٢٠٣٦، ٢٠٤٠؛ ابوداود: ٨٩٤، ٩١١، ١٣٨٢؛ نسائي: ١٠٩٤، ١٣٥٥؛ ابن ماجه: ١٧٦٦]

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازی اپنی پیشانی نماز کے اندر نہ پونچھے۔

○ ○ ○ ○

(٢٧٧٠) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي رَمَضَانَ الْعَشْرَ الَّتِي فِي وَسَطِ الشَّهْرِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ: ((فَلْيَثْبُتْ فِي مُعْتَكِفِهِ)) قَالَ: وَجَبِيْنُهُ مُمْتَلِئًا طِيْنًا وَمَاءً. [راجع: ٢٧٦٩]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اس سند سے وہی روایت مروی ہوئی مگر اس میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے ہمارے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ ثابت رہے اپنے معتکف میں۔“ اور آخر میں کہا کہ پیشانی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیچڑ اور پانی بھرا ہوا تھا۔

○ ○ ○ ○

(٢٧٧١) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ فِي قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ عَلٰى سُدَّتِهَا حَصِيْرٌ قَالَ: فَاَخَذَ الْحَصِيْرَ بِيَدِهِ فَنَحَّاهَا فِي نَاحِيَةِ الْقُبَّةِ ثُمَّ اَطْلَعَ رَاْسَهُ فَكَلَّمَ النَّاسَ فَدَنَوْا مِنْهُ فَقَالَ: ((اِنِّي اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ اَلْتَمِسُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ ثُمَّ اُتِيْتُ فَقِيْلَ لِي: اِنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يَّعْتَكِفَ فَلْيَعْتَكِفْ)) فَاعْتَكَفَ النَّاسُ مَعَهُ قَالَ: ((وَاِنِّي اُرِيْتُهَا لَيْلَةَ وِتْرٍ وَاَنِّي اَسْجُدُ صَبِيْحَتَهَا فِي طِيْنٍ وَمَاءٍ)) فَاَصْبَحَ مِنْ لَيْلَةِ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ وَقَدْ قَامَ اِلَى الصُّبْحِ فَمَطَرَتِ السَّمَاءُ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فَاَبْصَرْتُ الطِّيْنَ وَالْمَاءَ فَخَرَجَ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَجَبِيْنُهُ وَرَوْثَةُ اَنْفِهِ فِيْهِمَا الطِّيْنُ وَالْمَاءُ وَاِذَا هِيَ لَيْلَةُ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ. [راجع: ٢٧٦٩]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف فرمایا عشرہ اول میں رمضان کے پھر اعتکاف فرمایا عشرہ اوسط میں ایک ترکی قبہ میں (اس سے کفار کی چیزوں کا استعمال روا ہوا) کہ اس کے دروازے پر ایک حصیر لٹکا ہوا تھا (پردہ کیلئے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ حصیر اپنے ہاتھ سے ہٹایا اور ایک کونے میں قبہ کے کر دیا پھر اپنا سر نکالا اور لوگوں سے باتیں کیں اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آ گئے۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں عشرہ اول کا اعتکاف کرتا ہوں اور اس رات کو ڈھونڈھتا تھا پھر میں نے عشرہ اوسط کا اعتکاف کیا پھر میرے پاس کوئی آیا (یعنی فرشتہ) اور مجھ سے کہا گیا کہ وہ عشرہ اخیر میں ہے پھر جو چاہے تم میں سے وہ پھر اعتکاف کرے۔“ یعنی عشرہ اخیر میں بھی معتکف رہے پھر لوگ معتکف رہے اور فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ”مجھے دکھایا گیا کہ وہ طاق راتوں میں ہے اور میں اس کی صبح کو پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں۔“ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اکیسویں شب کی صبح ہوئی اور اس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح تک نماز پڑھتے رہے اور رات کو مینہ برسا اور مسجد ٹپکی اور میں نے دیکھا مٹی اور پانی کو پھر جب صبح کی نماز پڑھ کر نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی اور ناک کے بانسے پر مٹی اور پانی کا نشان تھا اور وہ رات اکیسویں تھی اور عشرہ اخیر کی رات تھی۔

○ ○ ○ ○

(٢٧٧٢) عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ: تَذَاكَرْنَا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَاَتَيْتُ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ وَكَانَ لِيْ صَدِيْقاً فَقُلْتُ: اَلَا تَخْرُجُ بِنَا اِلَى النَّخْلِ؟ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ خَمِيْصَةٌ فَقُلْتُ لَهُ: سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ: نَعَمْ اعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعَشْرَ الْوُسْطٰى مِنْ رَمَضَانَ فَخَرَجْنَا صَبِيْحَةَ عِشْرِيْنَ فَخَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اِنِّيْ اُرِيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَاِنِّيْ نَسِيْتُهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ كُلِّ وِتْرٍ وَاِنِّيْ رَاَيْتُ اَنِّيْ اَسْجُدُ فِيْ مَاءٍ وَطِيْنٍ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلْيَرْجِعْ)) قَالَ: فَرَجَعْنَا وَمَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً قَالَ: وَجَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمُطِرْنَا حَتّٰى سَالَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ وَكَانَ مِنْ جَرِيْدِ النَّخْلِ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَسْجُدُ فِي الْمَاءِ وَالطِّيْنِ قَالَ: حَتّٰى رَاَيْتُ اَثَرَ الطِّيْنِ فِيْ جَبْهَتِهِ.

[راجع:٢٧٦٩]

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ہم نے آپس میں ذکر کیا شب قدر کا تو میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ میرے دوست تھے اور میں نے ان سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ کھجور کے باغ میں نہیں چلتے تو وہ ایک چادر اوڑھے ہوئے نکلے اور میں نے کہا کہ آپ نے کچھ سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے کہ ذکر کرتے ہوں شب قدر کا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے اعتکاف کیا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیچ کے عشرہ میں رمضان کے اور ہم بیسویں کی صبح کو نکلے (یعنی اعتکاف سے) پھر خطبہ پڑھا ہم پر رسول اللہ ﷺ نے اور فرمایا: ''مجھے دکھائی دی شب قدر اور میں بھول گیا اسے۔'' یا فرمایا: ''بھلا دیا گیا سو تم اس کو اخیر کی دس تاریخوں میں طاق راتوں میں ڈھونڈو۔'' اور فرمایا: ''میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں۔ پھر جس نے اعتکاف کیا ہو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تو وہ پھر جائے۔'' یعنی اپنے معتکف میں اور ہم لوگ پھر معتکف میں آ گئے اور ہم آسمان میں کوئی بدلی کا ٹکڑا تک نہیں دیکھتے تھے کہ اتنے میں ابر آیا اور ہم پر مینہ برسا یہاں تک کہ مسجد کی چھت بہنے لگی اور کھجور کی ڈالیوں سے پٹی ہوئی تھی اور نماز صبح کی تکبیر ہوئی اور میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ سجدہ کرتے ہیں پانی اور کیچڑ میں (یعنی جو خواب میں نے دیکھا تھا وہ صحیح ہوا) یہاں تک کہ دیکھا میں نے اثر کیچڑ کا آپ ﷺ کی پیشانی میں۔

(٢٧٧٣) عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ وَفِيْ حَدِيْثِهِمَا وَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ انْصَرَفَ وَعَلٰى جَبْهَتِهِ وَاَرْنَبَتِهِ اَثَرُ الطِّيْنِ . [راجع:٢٧٦٩]

یحییٰ بن ابوکثیر سے اس اسناد سے یہی روایت مروی ہوئی اور اس میں یہ ہے کہ دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو جب لوٹے یعنی صبح کی نماز سے تو آپ ﷺ کی پیشانی اور ناک کی نوک پر کیچڑ کا اثر تھا۔



(٢٧٧٤) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: اعْتَكَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ يَلْتَمِسُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ قَبْلَ اَنْ تُبَانَ لَهُ قَالَ: فَلَمَّا انْقَضَيْنَ اَمَرَ بِالْبِنَاءِ فَقُوِّضَ ثُمَّ اُبِيْنَتْ لَهُ اَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَاَمَرَ بِالْبِنَاءِ فَاُعِيْدَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: ((يَا اَيُّهَا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اعتکاف کیا رسول اللہ ﷺ نے بیچ کے عشرہ میں رمضان کے، ڈھونڈتے تھے آپ ﷺ شب قدر کو قبل اس کے کہ ظاہر ہو شب قدر آپ ﷺ پر پھر جب عشرہ اوسط کی راتیں گزر گئیں تو آپ ﷺ نے خیمہ کھول ڈالنے کا حکم فرمایا: پھر آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ وہ اخیر عشرہ میں ہے اور حکم کیا آپ ﷺ نے خیمہ کا کہ پھر لگایا گیا پھر آپ نکلے اور فرمایا: ''اے لوگو! مجھے شب قدر معلوم ہوئی تھی اور میں

النَّاسُ! إِنَّهَا كَانَتْ أُبِينَتْ لِي لَيْلَةُ الْقَدْرِ وَإِنِّي خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِهَا فَجَاءَ رَجُلَانِ يَحْتَقَّانِ مَعَهُمَا الشَّيْطَانُ فَنُسِّيتُهَا فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ الْتَمِسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ)) قَالَ قُلْتُ: يَا أَبَا سَعِيدٍ! إِنَّكُمْ أَعْلَمُ بِالْعَدَدِ مِنَّا قَالَ: أَجَلْ نَحْنُ أَحَقُّ بِذَلِكَ مِنْكُمْ قَالَ: قُلْتُ مَا التَّاسِعَةُ وَالسَّابِعَةُ وَالْخَامِسَةُ؟ قَالَ: إِذَا مَضَتْ وَاحِدَةٌ وَعِشْرِينَ فَالَّتِي تَلِيهَا ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِينَ وَهِيَ التَّاسِعَةُ فَإِذَا مَضَتْ ثَلَاثٌ وَعِشْرُونَ فَالَّتِي تَلِيهَا السَّابِعَةُ فَإِذَا مَضَى خَمْسٌ وَعِشْرُونَ فَالَّتِي تَلِيهَا الْخَامِسَةُ وَقَالَ ابْنُ خَلَّادٍ مَكَانَ يَحْتَقَّانِ: يَخْتَصِمَانِ.

نکلا تھا کہ تم کو خبر دوں پھر دو شخص آپس میں جھگڑتے ہوئے آئے اور ان کے ساتھ شیطان بھی تھا پھر میں بھول گیا تو اس کو تلاش کرو تم عشرہ اخیر میں رمضان کے اور ڈھونڈو اس کو نویں اور ساتویں اور پانچویں راتوں میں۔'' راوی نے کہا کہ میں نے ابوسعید سے کہا کہ تم گنتی زیادہ جانتے ہو ہم لوگوں سے تو انہوں نے کہا کہ ہاں ہم اس کے زیادہ مستحق ہیں بہ نسبت تمہارے پھر میں نے پوچھا: نویں ساتویں پانچویں سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا: جب اکیسویں گزر جائے تو اس کے بعد جو آئے بائیسویں وہی بائیسویں رات مراد ہے نویں سے اور جب تیئیسویں گزر جائے تو اس کے بعد جو رات آئے یعنی چوبیسویں وہی ساتویں سے مراد ہے اور جب پچیسویں گزر جائے تو اس کے بعد جو رات آئے یعنی چھبیسویں وہی مراد ہے پانچویں سے اور خلاد نے یحتقان کی جگہ یختصمان کہا۔



(٢٧٧٥) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُنَيْسٍ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ثُمَّ أُنْسِيتُهَا وَأَرَانِي صُبْحَهَا أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ)) قَالَ: فَمُطِرْنَا لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ فَصَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَانْصَرَفَ وَإِنَّ أَثَرَ الْمَاءِ وَالطِّينِ عَلَى جَبْهَتِهِ وَأَنْفِهِ۔ قَالَ: وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُنَيْسٍ ﷺ يَقُولُ: ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ.

عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ مجھے دکھائی گئی شب قدر پھر میں بھول گیا اور میں نے دیکھا کہ اس کی صبح کو میں پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔'' اور راوی نے کہا کہ مینہ برسا ہمارے اوپر تیئیسویں شب کو اور نماز پڑھی ہمارے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے اور جب پھرے آپ ﷺ نماز پڑھ کر (یعنی صبح کی) تو آپ ﷺ کی پیشانی اور ناک پر اثر پانی اور کیچڑ کا تھا اور عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ تیئیسویں رات کو شب قدر کہا کرتے تھے۔

(٢٧٧٦) عَنْ عَائِشَةَ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ۔ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: ((الْتَمِسُوا)) وَقَالَ وَكِيعٌ:۔ ((تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ)).

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ڈھونڈو شب قدر کو عشرہ اخیر میں رمضان کے۔''



(٢٧٧٧) عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ يَقُولُ: سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ ﷺ فَقُلْتُ: إِنَّ أَخَاكَ ابْنَ مَسْعُودٍ ﷺ يَقُولُ: مَنْ يَقُمِ الْحَوْلَ يُصِبْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ: رَحِمَهُ اللَّهُ أَرَادَ أَنْ لَا يَتَّكِلَ

زر بن حبیش کہتے تھے کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تمہارے بھائی ابن مسعود رضی اللہ عنہ تو کہتے ہیں جو سال بھر برابر جاگے وہ شب قدر پائے تو انہوں نے کہا: اللہ رحمت کرے ان پر اس کہنے سے ان کی غرض یہ تھی کہ لوگ ایک ہی رات پر بھروسہ نہ کر رہیں (بلکہ ہمیشہ عبادت میں

النَّاسُ اَمَا اِنَّهٗ قَدْ عَلِمَ اَنَّهَا فِیْ رَمَضَانَ وَاَنَّهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَاَنَّهَا لَیْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِیْنَ ثُمَّ حَلَفَ لَا یَسْتَثْنِیْ اَنَّهَا لَیْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِیْنَ فَقُلْتُ: بِاَیِّ شَیْءٍ تَقُوْلُ ذٰلِكَ؟ یَا اَبَا الْمُنْذِرِ! قَالَ: بِالْعَلَامَةِ اَوْبِالْاٰیَةِ الَّتِیْ اَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَنَّهَا تَطْلُعُ یَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا)).

مشغول رہیں) اور وہ خوب جانتے تھے کہ وہ رمضان میں ہے اور وہ عشرہ اخیر میں ہے اور وہ ستائیسویں شب ہے پھر وہ اس پر قسم کھاتے تھے اور انشاء اللہ بھی نہ کہتے تھے (یعنی ایسا اپنی قسم پر یقین تھا) اور کہتے تھے کہ وہ ستائیسویں شب ہے تو عبدہ نے ان سے کہا کہ تم اے ابومنذر! کیوں یہ دعویٰ کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ایک نشانی یا علامت کی وجہ سے جس کی خبر دی ہے ہم کو رسول اللہ ﷺ نے اور وہ یہ ہے کہ ”اس کی صبح کو آفتاب جو نکلتا ہے تو اس میں شعاع نہیں ہوتی۔“ (مگر یہ علامت بعد زوال شب کے ظاہر ہوتی ہے)۔



(۲۷۷۸) عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَیْشٍ عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ ؓ قَالَ: قَالَ اُبَیٌّ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ: وَاللّٰهِ! اِنِّیْ لَاَعْلَمُهَا۔ قَالَ شُعْبَةُ: وَاَکْثَرُ عِلْمِیْ هِیَ اللَّیْلَةُ الَّتِیْ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقِیَامِهَا هِیَ لَیْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِیْنَ وَاِنَّمَا شَكَّ شُعْبَةُ فِیْ هٰذَا الْحَرْفِ: هِیَ اللَّیْلَةُ الَّتِیْ اَمَرَنَا بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَحَدَّثَنِیْ بِهَا صَاحِبٌ لِّیْ عَنْهُ. [راجع:۲۷۷۷]

زر بن حبیش نے ابی بن کعب ؓ سے روایت کی کہ ابی ؓ نے کہا: شب قدر کے باب میں کہ قسم ہے اللہ کی! میں اسے خوب جانتا ہوں۔ شعبہ نے کہا کہ اکثر روایتیں مجھے ایسی پہنچی ہیں کہ وہ وہی رات تھی جس میں حکم فرمایا ہم کو رسول اللہ ﷺ نے جاگنے کا اور وہ ستائیسویں شب ہے اور شک کیا شعبہ نے اس بیان میں کہ حکم کیا ہم کو رسول اللہ ﷺ نے جاگنے کا اس شب میں اور کہا کہ یہ عبارت مجھ سے ایک میرے رفیق نے بیان کی عبدہ سے جو ان کے شیخ ہیں۔



(۲۷۷۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ: تَذَاکَرْنَا لَیْلَةَ الْقَدْرِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَیُّکُمْ یَذْکُرُ حِیْنَ طَلَعَ الْقَمَرُ وَهُوَ مِثْلُ شِقِّ جَفْنَةٍ؟)).

ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک بار ذکر کیا ہم نے رسول اللہ ﷺ کے آگے شب قدر کا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کون تم میں سے یاد رکھتا ہے شب قدر اس رات میں ہے کہ طلوع ہوتا ہے چاند اور وہ ایسا ہوتا ہے جیسے ایک ٹکڑا طشت کا۔



فائدہ: شب قدر کو شب قدر اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں اقدار رزقوں کے اور اندازے عمروں کے ملائکہ کو لکھ دیئے جاتے ہیں جو سال میں ہونے والے ہیں اور فرشتوں کو معلوم ہو جاتا ہے جو اس سال میں ہونے والا ہے اور اجماع ہے معتبر لوگوں کا کہ وہ شب قیامت تک باقی ہے اس امت میں اور اس کے محل میں البتہ اختلاف ہے بعض نے کہا کہ وہ ہر سال میں بدلتی رہتی ہے اور اس صورت میں سب حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور جس حدیث میں جو تاریخ مذکور ہے جائز ہے کہ اس سال میں اسی تاریخ میں واقع ہوئی ہو پس روایتوں میں تعارض نہ رہا اور اسی کے مانند ہے قول امام مالک اور ثوری اور احمد اور اسحق رحمہم اللہ کا اور ابوثور رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم کا کہ ان سب نے کہا ہے کہ عشرہ اخیرہ میں رمضان کے ادلتی بدلتی رہتی ہے اور ایک قول ضعیف یہ ہے کہ سال بھر میں راتوں میں بدلتی رہتی ہے مگر یہ قول احادیث کی رو سے بہت بعید معلوم ہوتا ہے اور بعض کا قول ہے کہ وہ ایک شب معین ہے کہ منتقل نہیں ہوتی اور اس میں کئی قول ہیں: ایک یہ کہ وہ سال بھر میں ایک رات ہے اور یہ قول ہے ابن مسعود ؓ اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین کا، اور دوسرا یہ ہے کہ وہ سارے رمضان میں ہے اور یہ قول ابن عمر ؓ کا ہے اور ایک جماعت صحابہ کا، اور تیسرا یہ ہے کہ وہ عشرہ اخیر میں ہے اور چوتھا یہ قول ہے کہ وہ عشرہ اخیرہ کی راتوں کی طاق راتوں میں ہے اور ایک قول ضعیف یہ ہے کہ جفت راتوں میں ہے مگر یہ احادیث صحیحہ کے خلاف ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) کو حدیث ابو سعید کی اس کی مشعر ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ تیسویں ہے اور ایک یہ کہ وہ ستائیسویں اور یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے اور بعض نے سترھویں اور بعض نے اکیسویں اور تیئسویں میں ڈھونڈنے کو کہا ہے اور یہ قول حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہوا ہے اور بعض نے تیئسویں کہا ہے اور یہ قول ہے اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم وغیرہم کا اور ایک قول ضعیف چوبیسویں کا بھی ہے اور یہ بلال اور ابن عباس اور حسن رضی اللہ عنہم اور قتادہ کی طرف منسوب ہے اور ایک قول ستائیسویں کا ہے اور یہ قول ایک جماعت صحابہ کا ہے اور بعض نے سترھویں کہا ہے اور وہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے اور بعض نے انیسویں کہا ہے کہ وہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اور بعض نے کہا: اخیر رات رمضان کی ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ ایک قول شاذ یہ ہے کہ وہ مرفوع ہو گئی اب باقی نہیں ہے اور یہ قول خطا ہے اور شعاع سے مراد وہ دھاریاں نورانی ہیں جو آفتاب سے دیکھنے والے کی آنکھ میں ممتد نظر آتی ہیں اور وہ آفتاب میں شب قدر کی صبح کو نہیں ہوتیں یہ ایک نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دی ہے اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے جو کہا ہے کہ رؤیت شب قدر کی حقیقت ممکن نہیں یہ غلط ہے اس لیے کہ رؤیت اس کی اخبار صالحین سے ثابت ہے جو بکثرت مروی ہیں اور معتبر ترین ان سب اقوال میں فقیر کے نزدیک ستائیسویں رات ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک نکتہ بھی اس بارے میں مروی ہے کہ لَيْلَةُ الْقَدْرِ کا لفظ قرآن میں تین جگہ وارد ہوا ہے سورہ ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ﴾ میں اور اس میں نو حرف ہیں پھر نو کو تین بار کہو تو ستائیس ہوتے ہیں اور اس میں اشارہ ہے کہ شب قدر ستائیسویں شب ہے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اس پر قسم کھاتے تھے۔

چنانچہ روایت ان کی اوپر گزر چکی ہے اور اس کی علامت بھی وہ بیان کر چکے ہیں۔ واللہ اعلم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْاِعْتِكَافِ

اعتکاف کے مسائل

بَابُ اعْتِكَافِ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.

باب: رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا۔

فائدہ: لغت میں اعتکاف کے معنی حبس اور مکث اور لزوم کے ہیں اور شرع میں مکث مسلم کا مسجد میں بصفت مخصوصہ اور اعتکاف کو جوار بھی کہتے ہیں۔

(۲۷۸۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ. ...

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ عشرہ اخیر میں رمضان کے اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے استحباب اعتکاف کا ثابت ہوا اور اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا اور یہ کہ واجب نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عشرہ اخیر میں رمضان کے متاکد ہے اور مذہب امام شافعی رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب کا یہ ہے کہ اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں بلکہ افطار کی حالت میں اعتکاف روا ہے اور ایک ساعت کا بھی ہو سکتا ہے بلکہ یک لحظہ کا اور ان کے نزدیک ضابطہ اس کا یہ ہے کہ اتنا ٹھہرنا ہو جتنا رکوع میں طمانیت کے لئے ٹھہرنا ہوتا ہے اور اس سے کچھ زیادہ ہو پس وہ اعتکاف ہے اور ان کا صحیح مذہب یہی ہے اور یہی قول مشہور ہے پس مسجد میں آنے والے کو لازم ہے کہ جب آئے اور نماز کا انتظار ہو نیت اعتکاف کی کرے تاکہ ثواب پائے پس اگر باہر نکلے تو پھر جب داخل ہو دوبارہ نیت کرے اور نیت سے یہ مراد نہیں کہ زبان سے کچھ کہے کہ یہ تو بدعت ہے اور اگر دنیا کی کوئی بات کرے یا کوئی کام کرے مثلاً سلائی، کڑھائی، کتابت وغیرہ کرے تو اعتکاف فاسد نہیں ہوتا اور مالک رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اعتکاف میں روزہ شرط ہے اور اعتکاف مفطر کا صحیح نہیں اور ان لوگوں نے ان ہی روایتوں سے استدلال کیا ہے جن میں آنحضرت ﷺ کا اعتکاف رمضان میں مذکور ہے اور شافعی رحمہ اللہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں حضور ﷺ کے اول شوال کا اعتکاف مذکور ہے چنانچہ وہ روایت آگے آتی ہے اور اس کو بخاری اور مسلم دونوں نے ذکر کیا ہے اور استدلال کیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے ایام جہالت میں نذر کی تھی اعتکاف کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی نذر پوری کرو۔'' اور اس میں روزہ کا ذکر نہیں ہے۔ غرض ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ روزہ شرط صحت اعتکاف نہیں مگر مسجد میں ہونا شرط ہے اس لیے کہ اصحاب و ازواج مطہرات سب مساجد میں اعتکاف کرتے رہے حالانکہ اس میں حرج اور مشقت ظاہر ہے اور یہی مذہب ہے امام مالک اور شافعی اور احمد اور ابوداؤد رحمہم اللہ اور جمہور کا کہ سوائے مسجد کے جائز نہیں اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ عورت نے جو جگہ نماز کی اپنے گھر میں مقرر کر لی ہے اس میں اعتکاف روا ہے اور مرد کو اپنے گھر میں اس جگہ میں روا نہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک قول قدیم بھی یہی ہے پھر اس میں اختلاف ہے کہ مسجد عام شرط ہے یا جامع کہ جہاں جمعہ ہوتا ہو۔ امام شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور جمہور کا یہ قول ہے کہ ہر مسجد میں جائز ہے اور امام احمد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ مسجد جامع ضروری ہے کہ جس میں جمعہ ہوتا ہو اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ایسی مسجد ہو کہ سب نمازیں اس میں ہوتی ہوں اور زہری اور دوسرے لوگوں کا قول ہے کہ جس میں جمعہ ہوتا ہو۔ اور حذیفہ بن الیمان صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین مسجدوں کے سوائے اعتکاف کہیں درست ہی نہیں ایک مدینہ طیبہ کی مسجد نبوی ﷺ۔ دوسری مسجد اقصیٰ۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) تیسری مسجد الحرام۔ مگر یہ قول شاذ ہے اور اجماع ہے اس پر کہ اعتکاف کی زیادت مدت کی کچھ حد نہیں۔
مترجم کہتا ہے کہ باجماع امت یہ امر ثابت ہے کہ اعتکاف عبادت ہے اور عبادت خاص ہے حق تعالیٰ کے لیے اور جب مسجد عام میں جائز ہونا اس کا مختلف فیہ ہے حالانکہ وہ اللہ کا گھر ہے پھر قبر پر مشائخوں کے تو بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوگا اور چونکہ عبادت ہے اس لیے قبور پر تعظیم میت کے لیے محض شرک ہے اگرچہ نام اس کا بدل ڈالیں اور یہ بھی معلوم ہو چکا کہ اعتکاف کو جوار بھی بولتے ہیں تو مجاور کے اور معتکف کے معنی ایک ہوئے اور مجاور قبور البتہ معتکف قبور ہوا اور یہ شرک ہے معاذ اللہ من ذلك اور اس کو عبادت اور موجب قربت سمجھنے والا اجہل خلق اللہ ہے اور ابعد عبادات، شرائع انبیاء ﷺ سے اور یہ اس زمانہ میں ایسی بلاءعام ہے کہ عوام کالانعام کا تو کیا ذکر ہے خاصان نام بھی اس سے غافل ہیں و ذلك لجهلهم بالشريعة و حقيقة العبادة۔

(٢٧٨١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ قَالَ نَافِعٌ: وَقَدْ اَرَانِيْ عَبْدُ اللّٰهِ الْمَكَانَ الَّذِيْ يَعْتَكِفُ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمَسْجِدِ. [بخاري: ٢٠٢٥؛ ابو داود: ٢٤٦٥؛ ابن ماجه: ١٧٧٣]

عبداللہ بن عمر ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ عشرہ اخیر رمضان میں اعتکاف فرماتے تھے۔ نافع نے کہا: مجھے مسجد میں وہ جگہ دکھائی عبداللہ ؓ نے جہاں رسول اللہ ﷺ اعتکاف کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(٢٧٨٢) عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ.

سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(٢٧٨٣) عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ. [بخاري: ٢٠٢٦؛ ابو داود: ٢٤٦٢]

سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(٢٧٨٤) عَنْ عَائِشَةَ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ اَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ.

ام المؤمنین عائشہ ؓ نے فرمایا کہ نبی ﷺ ہمیشہ اخیر عشرہ میں رمضان کے اعتکاف فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے وفات پائی پھر آپ ﷺ کے بعد آپ کی بی بی صاحبوں ؓ نے اعتکاف فرمایا۔

❖ ❖ ❖ ❖

بَابُ مَتٰى يَدْخُلُ مَنْ اَرَادَ الْاِعْتِكَافَ فِيْ مُعْتَكَفِهٖ.

باب: اعتکاف کا ارادہ رکھنے والا اپنے معتکف میں کب داخل ہو۔

(٢٧٨٥) عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّعْتَكِفَ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ مُعْتَكَفَهٗ وَاِنَّهٗ اَمَرَ بِخِبَائِهٖ فَضُرِبَ ـ لَمَّا اَرَادَ الْاِعْتِكَافَ فِي الْعَشْرِ

سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ارادہ کرتے اعتکاف کا تو صبح کی نماز پڑھ کر اعتکاف کی جگہ میں داخل ہو جاتے اور ایک بار آپ ﷺ نے حکم فرمایا اپنا خیمہ لگانے کا یعنی مسجد میں اور وہ لگا دیا گیا اور آپ ﷺ نے عشرہ اخیر میں ارادہ کیا رمضان کے۔ پھر زینب ؓ نے

الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ. فَأَمَرَتْ زَيْنَبُ بِخِبَائِهَا فَضُرِبَ وَأَمَرَ غَيْرُهَا مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ بِخِبَائِهَا فَضُرِبَ فَلَمَّا صَلَّى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْفَجْرَ نَظَرَ فَإِذَا الْأَخْبِيَةُ فَقَالَ: ((آلْبِرَّ يُرِدْنَ؟)) فَأَمَرَ بِخِبَائِهِ فَقُوِّضَ وَتَرَكَ الْاِعْتِكَافَ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ حَتّٰى اعْتَكَفَ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ مِنْ شَوَّالٍ. [بخاري: ۲۰۳۳، ۲۰۳٤، ۲۰٤۱، ۲۰٤٥؛ ابوداود: ۲٤٦٤؛ ترمذي: ۷۹۱؛ نسائي: ۷۰۸؛ ابن ماجه: ۱۷۷۱]

نے کہا ان کا بھی خیمہ لگا دیا اور بیبیوں رضی اللہ عنہن نے کہا: ان کے بھی خیمے لگا دیئے پھر جب رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز پڑھ چکے تو سب خیموں کو دیکھا اور فرمایا: ”ان لوگوں نے کیا نیکی کا ارادہ کیا ہے؟“ (اس میں یعنی بوئے ریا پائی جاتی ہے) اور آپ ﷺ نے اپنے خیمہ کا حکم دیا کہ کھول ڈالا جائے اور اعتکاف ترک کیا رمضان میں یہاں تک کہ پھر عشرہ اول میں شوال کے اعتکاف کیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے امام شافعی رحمہ اللہ نے استدلال کیا ہے کہ روزہ اعتکاف میں شرط نہیں۔ نووی رحمہ اللہ نے لفظ یُرِدْنَ کو نُرِدْنَ لکھا ہے جس کے معنی مخاطب کے ہوں گے۔ آپ ﷺ نے اپنے خیمہ کو اٹھانے کا حکم دیا۔

(۲۷۸٦) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ أَبِيْ مُعَاوِيَةَ وَفِيْ حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَعَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ وَابْنِ إِسْحَاقَ ذِكْرُ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَزَيْنَبَ رضی اللہ عنہن أَنَّهُنَّ ضَرَبْنَ الْأَخْبِيَةَ لِلْاِعْتِكَافِ. [راجع: ۲۷۸۷]

یحییٰ نے عمرہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے وہی حدیث جو اوپر گزری اور ابن عیینہ اور عمرو بن حارث اور ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ وہ خیمے سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہن کے لگائے گئے تھے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الْاِجْتِهَادِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.

باب: رمضان کے آخری عشرہ میں زیادہ عبادت کرنی چاہیے۔

(۲۷۸۷) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ أَحْيَ اللَّيْلَ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ. [بخاري: ۲۰۲٤؛ ابوداود: ۱۳۷٦؛ نسائي: ۱٦۳۸؛ ابن ماجه: ۱۷٦۸]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ جہاں عشرہ اخیر رمضان آیا اور آپ ﷺ نے رات بھر جاگنا اور اپنے گھر والوں کو جگانا اور نہایت کوشش کرنا عبادت میں اور کمر ہمت باندھنا شروع کیا۔

فائدہ: یعنی اور معمولی عبادتوں سے زیادہ کوشش فرمانے لگے اور ساری رات جاگنے لگے۔ اس حدیث سے زیادتی عبادات عشرہ اخیرہ میں ثابت ہوئی اور ساری رات جاگنے کی جو کراہت مذکور ہے مراد اس سے دوام جاگنے کا ہے نہ کہ خاص اس عشرہ میں۔

(۲۷۸۸) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَا لَا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اتنی کوشش کرتے عبادت میں جو اور دنوں میں نہ کرتے۔

يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِهٖ. [ترمذی: ۷۹۶؛ ابن ماجہ: ۱۷۶۷]

○ ○ ○ ○

بَابُ صَوْمِ عَشْرِ ذِي الْحَجَّةِ.

باب: عشرہ ذی الحجہ کے روزوں کا بیان۔

(۲۷۸۹) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَائِمًا فِي الْعَشْرِ قَطُّ.

[ابوداود: ۲٤۳۹؛ ترمذی: ۷۵٦]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو کبھی عشرہ ذی الحجہ میں روزے سے نہیں دیکھا۔

○ ○ ○ ○

(۲۷۹۰) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَصُمِ الْعَشْرَ. [راجع: ۲۷۸۹]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی عشرہ میں روزہ نہیں رکھا۔

فائدہ: عشرہ سے یہاں نو دن ذی الحجہ کے مراد ہیں اور علما نے کہا ہے کہ اس حدیث سے ان دنوں کے روزوں کی کراہت معلوم ہوتی ہے حالانکہ وہ مکروہ نہیں ہیں بلکہ مستحب ہیں چنانچہ نویں تاریخ اس کی عرفہ ہے اور اس کے روزے کی فضیلت میں احادیث اوپر گزر چکی ہیں اور بخاری شریف میں مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”جیسے اعمال صالحہ عشرہ اول میں ذی الحجہ کے افضل ہیں ایسے اور ایام میں نہیں۔“ غرض یہ جو فرمودہ ہے سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا کہ اس عشرہ میں آپ ﷺ نے روزہ نہیں رکھا اس کی تاویل ضروری ہے کہ شاید کسی عارضے یا مرض کی وجہ سے نہیں رکھا یا بطریق وجوب کے نہیں رکھا یا رکھا ہو مگر آپ کو خبر نہیں ہوئی اور اس تاویل پر ایک روایت بھی دلالت کرتی ہے ہنیدہ بن خالد کی کہ وہ اپنی عورت سے اور بعض ازواج نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزہ رکھتے تھے نویں ذی الحجہ کو اور عاشورہ کے دن کو اور تین دن میں ہر ماہ کے آخر حدیث تک اور روایت کی یہ ابوداؤد نے اور یہ لفظ ابوداؤد کے ہیں اور احمد اور نسائی میں یہ مضمون مروی ہوا ہے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْحَجِّ

حج کے مسائل

بَابُ مَا يُبَاحُ لِلْمُحْرِمِ بِحَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ وَمَا لَا يُبَاحُ وَبَيَانِ تَحْرِيمِ الطِّيبِ عَلَيْهِ.

باب: اس بات کے بیان میں کہ حج یا عمرہ کا احرام باندھنے والے کے لیے کونسا لباس پہننا جائز اور کونسا ناجائز ہے؟

فائدہ: حج بفتح حاء مصدر ہے اور فتحہ اور کسرہ دونوں سے اسم ہے اور اصل لغت میں بمعنی قصد ہے اور عمل پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اور عمرہ کے اصل معنی زیارت ہیں۔ اور حج فرض عین ہے ہر مکلف و مسلم پر جو طاقت رکھتا ہو اس طرف زاد و راحلہ کی۔ اور عمرہ کے وجوب میں علما کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ واجب ہے اور بعض نے کہا: مستحب ہے۔ اور شافعی رحمہ اللہ کے اس بارہ میں دو قول ہیں۔ اصح یہ ہے کہ واجب ہے اور اجماع ہے اس پر کہ حج و عمرہ انسان کی عمر میں ایک ہی بار واجب ہوتا ہے مگر یہ کہ کوئی نذر کرے کہ اس کی وفا بھی واجب ہو جاتی ہے مگر جب مکہ میں داخل ہو یا حد حرم میں کسی کام کے لیے کہ وہ بار بار نہیں ہوتا تجارت ہو یا زیارت ہو تو وجوب احرام میں حج کے اور عمرہ کے اختلاف ہے۔ اور صحیح قول امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ مستحب ہے کہ جب داخل ہو احرام باندھ کر جائے عمرہ کا بشرطیکہ قتال کے لیے نہ جاتا ہو یا چھپ کر نہ جاتا ہو۔ اور اس میں اختلاف ہے وجوب حج کا مع التراخی ہے یا علی الفور۔ پس امام شافعی رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ اور ایک گروہ کا قول ہے کہ وجوب اس کا مع التراخی ہے مگر جب ایسی حالت پر پہنچ جائے کہ گمان اس کے فوت کا ہو جائے اگر تاخیر کرے تو اس وقت علی الفور واجب ہو جاتا ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور دوسرے فقہا کا مذہب ہے کہ علی الفور واجب ہوتا ہے۔

(٢٧٩١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ)). [بخاري: ١٥٤٢، ٥٨٠٣؛ ابوداود: ١٨٢٤؛ نسائي: ٢٦٧٣، ٢٦٦٨؛ ابن ماجه: ٢٩٢٩، ٢٩٣٢]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ سے پوچھا کہ محرم کیا پہنے کپڑوں کی قسم سے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کرتے نہ پہنو، نہ عمامے باندھو، نہ پاجامے پہنو، نہ باران کوٹ اوڑھو، نہ موزے پہنو، مگر جو چپل نہ پائے وہ موزہ پہنے مگر ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ ڈالے۔ اور نہ پہنو وہ کپڑے جو زعفران لگی ہو یا ورس میں رنگا ہوا ہو۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اجماع ہے تمام علما کا کہ ان کپڑوں میں سے کوئی حالت احرام میں پہننا روا نہیں بلکہ حرام ہے۔ اور غرض یہ ہے کہ جو کپڑا سیا ہوا اور سارے بدن کا یا ایک عضو کا جیسے موزہ اور بنیان اور دستانہ یا عمامہ وغیرہ میں اس کو منع فرمایا اور باران کوٹ میں شامل ہو گیا اور وہ کپڑا جو سر کو ڈھانپے جیسے پگڑی وغیرہ یا ٹوپی یا پٹی اور خفاف میں یعنی موزوں میں آ گیا وہ کپڑا جو پیروں کو ڈھانپے جیسے پائتابہ یہاں تک کہ سر میں پٹی باندھنا بھی حرام ہے۔ اور اگر ضرورت ہے مثلاً زخم ہے یا درد سر ہے باندھ لے اور فدیہ دے اور یہ سب حکم مردوں کے واسطے ہے بخلاف عورتوں کے کہ ان کو سیا ہوا کپڑا پہننا اور سارا بدن ڈھانپنا مباح ہے سوا منہ کے کہ اس کا ڈھانپنا حرام ہے، خواہ کسی ڈھانپنے والی چیز سے ہو اور ہاتھوں کے چھپانے میں دستانوں سے اختلاف ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے بھی اس میں دو قول ہیں۔ اصح یہ ہے کہ حرام ہے اور ورس اور زعفران کو جو منع فرمایا تو اس میں سب خوشبوئیں داخل ہو گئیں اور ورس ایک گھاس ہے خوشبودار یمن میں ہوتی ہے غرض خوشبوئیں سب قسم کی عورت اور مرد دونوں کو منع ہیں اور مراد اس سے وہ چیزیں جو خاص خوشبو کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔ باقی رہے فواکہ اور میوے جیسے ترنج و سیب اور پھول اور شگوفہ ہیں ان کا استعمال حرام نہیں، اس لیے کہ ان سے خوشبو ہی مقصود نہیں ہوتی اور حکمت ان چیزوں سے منع کرنے میں یہ ہے کہ ترفہ اور امارت اور انانیت اور تزک اور تکلف کی بو جاتی رہے اور خشوع اور خضوع اور تذلل اور عجز و نیاز و عبدیت کی خو آ جائے اور یہ امر معین ہوئے مراقبہ اور مشاہدہ پر اور بچائے منکرات و محظورات سے اور مذکر ہو موت کا اور کفن پوشی کا اور بعث و قیامت کا کہ اس دن لوگ ننگے سر اور پیر اور ننگے بدن ہوں گے۔ اور اس روایت میں مذکور ہوا کہ جو نعلین نہ پائے وہ موزہ پہن لے اور کاٹ لے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت جو آگے آتی ہے اس میں کاٹنے کا ذکر نہیں اور علما نے اس میں اختلاف کیا ہے چنانچہ امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ نعلین نہ پائے تو موزہ ویسا ہی پہننا جائز ہے کاٹنا ضروری نہیں اس لیے کہ اس میں اضاعت مال کی ہے اور انہوں نے کہا کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جس میں کاٹنے کا حکم ہے منسوخ ہے ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ ان میں کاٹنے کا حکم نہیں۔ اور امام مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی رحمہ اللہ کا اور جماہیر علما کا قول ہے کہ پہننا موزے کا بغیر کاٹے درست نہیں اور حدیث ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہما کی مطلق ہے اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مقید ہے اور حمل مطلق کا مقید پر ضروری ہے اور زیادت ثقہ کی مقبول ہے اور اضاعت مال جب ہو کہ حکم شارع نہ ہو۔ اور جب حکم شارع ہوا تو اب ادا اس کا واجب ہوا پھر یہ بھی مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ جو موزے پہنے اور نعلین نہ پائے اس پر فدیہ ہے یا نہیں۔ سو امام مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس پر کچھ واجب نہیں۔ اگر واجب ہوتا تو آنحضرت ﷺ فرما دیتے۔ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب نے کہا ہے کہ اس پر فدیہ ہے جیسے بعذر ورت سر منڈانے میں فدیہ ہے اور ورس اور زعفران میں سب خوشبوئیں آ گئیں کہ باجماع امت حرام ہیں اس لیے کہ خوشبو جماع کی رغبت دلانے والی ہے کہ اس کے حرام ہونے میں عورت اور مرد دونوں برابر ہیں۔ غرض محرمات احرام سات ہیں۔ لباس سلا ہوا جس کی تفصیل گزر گئی۔ اور خوشبو اور بالوں اور ناخن کا دور کرنا اور سر میں اور داڑھی میں تیل لگانا اور عقد نکاح اور جماع اور ہر طرح کا استمتاع اور منی نکالنا کسی طرح سے ہو۔ اور ساتویں تلف کرنا شکار کا۔

(۲۷۹۲) عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ مَايَلْبَسُ الْمُحْرِمُ؟ قَالَ: ((لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيْصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا السَّرَاوِيْلَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرْسٌ وَلَا زَعْفَرَانٌ وَلَا الْخُفَّيْنِ اِلَّا اَنْ لَّا يَجِدَ نَعْلَيْنِ فَلْيَقْطَعْهُمَا حَتّٰى يَكُوْنَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ)).

سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ محرم کیا پہنے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کرتا اور عمامہ اور باران کوٹ اور پاجامہ نہ پہنے۔ نہ وہ کپڑا جس میں ورس اور زعفران لگی ہو نہ موزے اور اگر جوتے نہ ہوں تو موزے پہنے اور اس کو ٹخنوں تک کاٹ دے۔" (کہ جوتی کی طرح ہو جائے)

[بخاری: ۵۸۰۶؛ ابوداود: ۱۸۲۳؛ نسائی: ۲۶۶۶]

○ ○ ○ ○

فائدہ: سائل نے پوچھا تھا کہ کیا پہنے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ نہ پہنے۔ اس کے سوا جو چاہے پہنے۔" اس میں امت کو آسانی ہے اور دائرہ اباحت کا وسیع رہتا ہے۔

(۲۷۹۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّهُ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا محرم کو کہ زعفران اور ورس کا رنگا ہوا کپڑا پہنے اور فرمایا: "جو نعلین نہ پائے وہ

مَصْبُوْغًا بِزَعْفَرَانٍ اَوْوَرْسٍ وَقَالَ: ((مَنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ)). [بخاری: ٥٨٥٢؛ نسائی: ٢٦٦٥؛ ابن ماجه: ٢٩٣٢]

موزے پہن لے ٹخنوں سے نیچے سے کاٹ کر۔"

○ ○ ○ ○

(٢٧٩٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ يَقُوْلُ: ((السَّرَاوِيْلُ لِمَنْ لَّمْ يَجِدِ الْإِزَارَ وَالْخُفَّانِ لِمَنْ لَّمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ)) يَعْنِي الْمُحْرِمَ. [بخاری: ١٨٤١، ١٨٤٣، ٥٨٠٤، ٥٨٥٣؛ ترمذی: ٨٣٤؛ نسائی: ٢٦٧٠، ٢٦٧١، ٢٦٧٨، ٥٣٤٠؛ ابن ماجه: ٢٩٣١]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: "پاجامہ اس کے لیے ہے جو تہبند نہ پائے اور موزہ اس کے لیے جو نعلین نہ پائے۔" یعنی محرم ہو۔

○ ○ ○ ○

(٢٧٩٥) عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ فَذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيْثَ. [راجع: ٢٧٩٤]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٧٩٦) عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ اَحَدٌ مِنْهُمْ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ غَيْرُ شُعْبَةَ وَحْدَهُ. [راجع: ٢٧٩٤]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے لیکن اس میں یہ ذکر نہیں کہ آپ ﷺ عرفات میں خطبہ دے رہے تھے۔

○ ○ ○ ○

(٢٧٩٧) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيْلَ)).

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو نعلین نہ پائے موزے پہنے اور جو ازار یعنی تہبند نہ پائے وہ سراویل یعنی پاجامہ پہنے۔"

فائدہ۔ یہی روایت سند ہے امام احمد رحمہ اللہ کی موزہ بغیر کاٹنے کے پہن لے۔

(٢٧٩٨) عَنْ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ عَلَيْهِ جُبَّةٌ وَعَلَيْهَا خَلُوْقٌ -اَوْقَالَ اَثَرُ صُفْرَةٍ- فَقَالَ: كَيْفَ تَأْمُرُنِيْ اَنْ اَصْنَعَ فِيْ عُمْرَتِي؟ قَالَ: وَاُنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ الْوَحْيُ فَسُتِرَ بِثَوْبٍ وَكَانَ يَعْلَى يَقُوْلُ: وَدِدْتُ اَنِّيْ اَرَى النَّبِيَّ ﷺ وَقَدْ نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ قَالَ فَقَالَ: اَيَسُرُّكَ اَنْ تَنْظُرَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ اُنْزِلَ

یعلیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ جعرانہ میں تھے اور وہ ایک جبہ پہنے ہوئے تھا اور اس پر کچھ خوشبو لگی ہوئی تھی یا کہا کہ کچھ اثر زردی کا تھا اور اس نے عرض کیا کہ آپ ﷺ مجھے عمرے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ اور اتنے میں آپ ﷺ پر وحی اترنے لگی اور آپ ﷺ نے کپڑا اوڑھ لیا اور یعلیٰ کہتے تھے کہ مجھے آرزو تھی کہ میں نبی ﷺ کو دیکھوں جس وقت آپ ﷺ پر وحی اترتی ہو پھر کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ کیا تم چاہتے ہو کہ دیکھو نبی ﷺ کو اور آپ ﷺ پر وحی اترتی ہو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کپڑے کا کونہ اٹھا دیا

عَلَيْهِ الْوَحْيُ؟ قَالَ: فَرَفَعَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ طَرَفَ الثَّوْبِ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ لَهُ غَطِيْطٌ قَالَ وَاَحْسِبُهُ [قَالَ]:۔ كَغَطِيْطِ الْبَكْرِ۔ قَالَ: فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ: ((اَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْعُمْرَةِ؟ اغْسِلْ عَنْكَ اَثَرَ الصُّفْرَةِ۔ اَوْ قَالَ: اَثَرَ الْخَلُوْقِ۔ وَاخْلَعْ عَنْكَ جُبَّتَكَ وَاصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ مَا اَنْتَ صَانِعٌ فِيْ حَجِّكَ))۔ [بخاری: ۱۵۳٦، ۱۷۸۹، ٤٣٢٩، ٤٩٨٥، ۱۸٤۷؛ ابوداود: ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲؛ ترمذی: ۸۳٦؛ نسائی: ۲٦٦۷، ۲۷۰۹، ۲۷۰۸]

اور میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ ہانپتے اور خراٹے لیتے تھے۔ راوی نے کہا: میں گمان کرتا ہوں کہ انہوں نے کہا: جیسے جوان اونٹ ہانپتا ہو پھر جب آپ ﷺ سے وحی تمام ہو چکی تو فرمایا: ”کہاں ہے وہ سائل عمرہ کا۔“ اور فرمایا: ”دھو ڈالو اثر زردی کا اپنے کپڑے وغیرہ سے۔ یا فرمایا: ”اثر خوشبو وغیرہ کا اور اتار ڈالو اپنا کرتہ اور عمرہ میں وہی کرو جو حج میں کرتے ہو۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خوشبو محرم کو حرام ہے خواہ حالت احرام میں لگا دے یا پہلے کی لگی ہو اور یہ بھی ثابت ہوا کہ کپڑا محرم کو منع ہے اور یہ بھی کہ اگر کوئی خوشبو بھولے سے یا چوک سے لگا لے تو جلد اس کا چھڑانا چاہیے اور جس کے بھول چوک سے خوشبو لگ جائے اس پر کچھ کفارہ نہیں ہے اور یہ مذہب ہے شافعی رحمہ اللہ کا اور یہی قول ہے عطاء اور ثوری اور اسحاق اور داؤد رحمہ اللہ کا اور امام مالک اور ابوحنیفہ اور مزنی اور احمد رحمہ اللہ کی ایک روایت صحیح میں ہے کہ فدیہ اس پر واجب ہے اور صحیح قول مالک رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ فدیہ جب واجب ہوتا ہے بھولنے والے پر یا انجان بن کر خوشبو لگانے والے پر کہ جب بہت دیر تک لگی رہے۔

(۲۷۹۹) عَنْ يَعْلٰى قَالَ: اَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ وَاَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَعَلَيْهِ مُقَطَّعَاتٌ يَعْنِيْ جُبَّةً وَهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِالْخَلُوْقِ فَقَالَ: اِنِّيْ اَحْرَمْتُ بِالْعُمْرَةِ وَعَلَيَّ هٰذَا وَاَنَا مُتَضَمِّخٌ بِالْخَلُوْقِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا كُنْتَ صَانِعًا فِيْ حَجِّكَ)) قَالَ: اَنْزِعُ عَنِّيْ هٰذِهِ الثِّيَابَ وَاَغْسِلُ عَنِّيْ هٰذَا الْخَلُوْقَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا كُنْتَ صَانِعًا فِيْ حَجِّكَ فَاصْنَعْهُ فِيْ عُمْرَتِكَ))۔ [راجع: ۲۸۰۰]

یعلیٰ نے کہا: نبی ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور آپ ﷺ جعرانہ میں تھے اور یعلیٰ کہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پاس تھا اور وہ سائل جو آیا تھا کرتا پہنے ہوئے تھا اور اس میں خوشبو لگی ہوئی تھی یا درس، اس نے عرض کیا کہ میں نے احرام باندھا ہے عمرہ کا اور اس پر بھی میں خوشبو لگائے ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم حج میں کیا کرتے ہو؟“ تو اس نے کہا کہ میں یہ کپڑے اتار ڈالتا ہوں اور یہ خوشبو دھو ڈالتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو تم حج میں کرتے ہو وہی عمرہ میں کرو۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ معلوم ہوا کہ وہ شخص حج کے ارکان سے واقف تھا تو اس کو اتنا ہی فرما دینا کافی ہوا۔

(۲۸۰۰) عَنْ يَعْلٰى كَانَ يَقُوْلُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ: لَيْتَنِيْ اَرٰى نَبِيَّ اللّٰهِ حِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ فَلَمَّا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْجِعْرَانَةِ

یعلیٰ رضی اللہ عنہ ہمیشہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کرتے تھے کہ کبھی میں دیکھتا رسول اللہ ﷺ کو جب آپ ﷺ کے اوپر وحی اترتی ہے پھر جب آپ ﷺ جعرانہ میں تھے اور آپ ﷺ کے اوپر ایک کپڑے کا سایہ کیا گیا تھا اور

وَعَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ بِهِ عَلَيْهِ مَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فِيهِمْ عُمَرُ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مُتَضَمِّخٌ بِطِيبٍ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ فِي جُبَّةٍ بَعْدَ مَا تَضَمَّخَ بِطِيبٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ سَاعَةً ثُمَّ سَكَتَ فَجَاءَهُ الْوَحْيُ فَأَشَارَ عُمَرُ رضي الله عنه بِيَدِهِ إِلَى يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ تَعَالَ فَجَاءَ يَعْلَى فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ سَاعَةً ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ: ((أَيْنَ الَّذِي سَأَلَنِي عَنِ الْعُمْرَةِ آنِفًا؟)) فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ فَجِيءَ بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَّا الطِّيبُ الَّذِي بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَأَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ مَا تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ)).

[راجع:۲۷۹۸]

آپ ﷺ کے ساتھ چند صحابہ تھے کہ ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے کہ ایک شخص آیا ایک کرتا پہنے ہوئے کہ اس میں خوشبو لگی ہوئی تھی اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ ﷺ کا حکم کیا ہے؟ اس کے لیے جو احرام باندھے عمرہ کا ایک کرتے میں کہ اس میں خوشبو لگی ہو، اور آپ ﷺ نے اس کی طرف نظر کی تھوڑی دیر اور چپ ہو رہے پھر آپ ﷺ پر وحی آئی اور اشارہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے یعلی رضی اللہ عنہ کو کہ آؤ اور یعلی آئے اور اپنا سر اندر کپڑے کے ڈالا اور نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو رہا ہے اور آپ لمبے لمبے سانس لے رہے ہیں پھر وہ کیفیت کھل گئی آپ ﷺ سے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہاں ہے وہ سائل جو مجھ سے عمرہ کا حکم ابھی پوچھتا تھا۔“ پھر وہ ڈھونڈا گیا اور اس کو لائے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”خوشبو تو دھو ڈالو تین بار (کہ اثر نہ رہے) اور جبہ اتار دے اور باقی وہی کر اپنے عمرہ میں جو حج میں کرتا ہے۔“



(۲۸۰۱) عَنْ يَعْلَى أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ قَدْ أَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ وَهُوَ مُصَفِّرٌ لِحْيَتَهُ وَرَأْسَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَحْرَمْتُ بِعُمْرَةٍ وَأَنَا كَمَا تَرَى فَقَالَ: ((انْزِعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاغْسِلْ عَنْكَ الصُّفْرَةَ وَمَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجِّكَ فَاصْنَعْهُ فِي عُمْرَتِكَ)). [راجع:۲۷۹۸]

یعلی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جعرانہ میں تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے اہلال کیا تھا ساتھ عمرہ کے اور اس کی داڑھی اور سر میں زردی لگی تھی یعنی خوشبو کی اور اس پر ایک کرتا تھا پھر اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے احرام باندھا ہے عمرہ کا اور میں اس حال میں ہوں جس میں آپ ﷺ مجھے دیکھتے ہیں پھر آپ ﷺ نے وہی حکم دیا جو پہلے مذکور ہوا۔



(۲۸۰۲) عَنْ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ رضي الله عنه قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَتَاهُ رَجُلٌ عَلَيْهِ جُبَّةٌ بِهَا أَثَرٌ مِنْ خَلُوقٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَحْرَمْتُ بِعُمْرَةٍ فَكَيْفَ أَفْعَلُ؟ فَسَكَتَ عَنْهُ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ وَكَانَ عُمَرُ يَسْتُرُهُ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ يُظِلُّهُ فَقُلْتُ لِعُمَرَ رضي الله عنه: إِنِّي

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

أُحِبُّ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ أَنْ أُدْخِلَ رَأْسِي مَعَهُ فِي الثَّوْبِ فَلَمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ خَمَّرَهُ عُمَرُ ﷺ بِالثَّوْبِ فَجِئْتُهُ فَأَدْخَلْتُ رَأْسِي مَعَهُ فِي الثَّوْبِ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ: ((أَيْنَ السَّائِلُ آنِفًا عَنِ الْعُمْرَةِ؟)) فَقَامَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَقَالَ: ((انْزِعْ عَنْكَ جُبَّتَكَ وَاغْسِلْ أَثَرَ الْخَلُوقِ الَّذِي بِكَ وَافْعَلْ فِي عُمْرَتِكَ مَا كُنْتَ فَاعِلًا فِي حَجِّكَ)).

[راجع:٢٧٩٨]

O O O O

بَابُ مَوَاقِيتِ الْحَجِّ.

باب: میقات حج کا بیان۔

(٢٨٠٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: وَقَّتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ قَالَ: ((فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُونَهُنَّ فَمِنْ أَهْلِهِ وَكَذَا فَكَذَالِكَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّونَ مِنْهَا)) . [بخاري: ١٥٢٦، ١٥٢٩؛ ابوداود: ١٧٣٨؛ نسائي: ٢٦٥٧]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میقات مقرر کی رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کیلئے ذوالحلیفہ اور اہل شام کیلئے جحفہ اور اہل نجد کیلئے قرن اور اہل یمن کیلئے یلملم فرمایا: ”یہ سب میقاتیں ان لوگوں کیلئے بھی ہیں جو ان ملکوں میں رہتے ہیں اور ان کے لئے بھی ہیں جو اور ملکوں سے وہاں آئیں جو حج کا ارادہ رکھتے ہوں یا عمرہ کا پھر جو ان میقاتوں کے اندر رہنے والے ہوں یعنی مکہ سے قریب تو وہ وہیں سے احرام باندھیں یہاں تک کہ اہل مکہ، مکہ سے اہلال پکاریں۔“

O O O O

فائدہ: ذوالحلیفہ جو مدینہ والوں کی میقات ہے مکہ سے بہ نسبت اور میقاتوں کے بہت دور ہے اور یہ میقاتیں حد حرم ہیں کہ ان کے اندر شکار کرنا، درختوں کے پتے توڑنا وغیرہ امور منع ہیں اور ذوالحلیفہ مکہ سے نو دس منزل ہے اور مدینہ سے کچھ میل پر واقع ہے اور جحفہ اہل شام اور اہل مصر دونوں کی میقات ہے اور اس کو مہیعہ بھی کہتے ہیں اور وہ مکہ سے تین منزل ہے اور یلملم ایک پہاڑ ہے تہامہ کے پہاڑوں سے اور اہل ہند کا میقات وہی ہے کہ جہاز میں احرام باندھ لیتے ہیں جب اس کے مقابل پہنچتے ہیں اور اہل نجد کا میقات قرن منازل ہے اور وہ مکہ سے دو منزل ہے اور یہ سب میقاتوں سے نزدیک ہے مکہ کی طرف اور ذات عرق میقات ہے اہل عراق کی اور وہ آگے آئے گی اور علما کا اس میں اختلاف ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمائی ہے یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اجتہاد سے مقرر ہوئی ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ”ام“ میں جو ان کی کتاب ہے تصریح کی ہے توقیت عمر رضی اللہ عنہ کی اور بخاری میں بھی اسی کی تصریح ہے اور جنہوں نے توقیت نبی ﷺ کا زعم کیا ان کی دلیل روایت جابر رضی اللہ عنہ ہے مگر اس کے مرفوع ہونے میں کلام ہے اور دار قطنی نے اس کی تضعیف بھی کی ہے، اس لیے کہ عراق آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں فتح نہیں ہوا تھا مگر یہ تعلیل دار قطنی کی معقول نہیں، اس لیے کہ شام بھی آپ کے وقت میں فتح نہیں ہوا تھا اور اجماع ہے علما کا کہ یہ مواقیت شرعی ہیں اور امام مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد رحمہم اللہ اور جمہور کا قول ہے کہ اگر کوئی ان سے آگے بڑھ گیا اور آگے بڑھ کر احرام باندھا تو گنہگار ہوا اور اس پر دم لازم آیا اور حج اس کا صحیح ہو گیا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) اور عطاء اور نخعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس پر کچھ واجب نہیں اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا: اس کا حج صحیح نہیں ہوتا اور غرض مواقیت کے مقرر کرنے سے یہی ہے جو حج اور عمرہ کا ارادہ کرے اس کو مواقیت سے آگے بڑھنا حرام ہے بغیر احرام کے اور اگر بڑھا تو دم لازم آئے گا اور اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ اگر پھر میقات تک لوٹ آئے قبل مناسک حج بجالانے کے تو اس سے دم ساقط ہو جاتا ہے اور جو حج اور عمرہ کا ارادہ نہ رکھتا ہو اس پر احرام واجب نہیں دخول مکہ کیلئے صحیح قول شافعیہ کا یہی ہے خواہ وہ ایسی حاجت کیلئے جائے جو مکرر ہوتی ہے جیسے لکڑیاں لے جانا یا گھاس لانا یا ایسے ہو جو مکرر نہ ہو جیسے اور تجارتیں ہیں اور جو میقات سے بغیر احرام کے تجاوز کر گیا اور ارادہ مکہ جانے کا نہ رکھتا تھا پھر اس کے دل میں آیا کہ احرام باندھ لے تو وہیں سے احرام باندھ لے جہاں پہنچا ہے پھر اگر وہاں احرام نہ باندھا اور آگے بڑھ گیا تو گنہگار ہوا اور اس پر دم لازم آیا اور اگر وہیں سے احرام باندھا جہاں سے دخول مکہ کا ارادہ کیا تھا تو اس پر دم نہیں ہے اور اس کو میقات تک لوٹنا بھی ضروری نہیں یہی مذہب ہے شافعیہ کا اور جمہور کا اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس کو ضروری ہے کہ میقات تک لوٹ کر جائے اور وہاں سے احرام باندھ کر آئے۔

(۲۸۰٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَّتَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ وَقَالَ: ((هُنَّ لَهُمْ وَلِكُلِّ آتٍ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ مِمَّنْ اَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَمَنْ كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ اَنْشَاَ حَتّٰى اَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ)).

[بخاری: ١٥٢٤، ١٥٣٠، ١٨٤٥؛ نسائی: ٢٦٥٣، ٢٦٥٦]

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

(۲۸۰۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يُهِلُّ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَاَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَاَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: وَبَلَغَنِي اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ)).

[بخاری: ١٥٢٥؛ ابوداود: ١٧٣٧؛ نسائی: ٢٦٥٠؛ ابن ماجہ: ٢٩١٤]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے تین میقاتوں کا بیان ویسا ہی کیا اور کہا کہ مجھے پہنچا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ اہل یمن یلملم سے اہلال کریں۔''

○ ○ ○ ○

(۲۸۰٦) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مُهَلُّ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذُوالْحُلَيْفَةِ وَمُهَلُّ اَهْلِ الشَّامِ مَهْيَعَةُ۔ وَهِيَ الْجُحْفَةُ۔ وَمُهَلُّ اَهْلِ نَجْدٍ قَرْنٌ)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما: وَزَعَمُوْا اَنَّ رَسُوْلَ

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ اور شام اور نجد والوں کی میقات ویسی ہی روایت کی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لوگوں نے ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میقات اہل یمن کی یلملم ہے۔'' مگر میں نے خود ان سے نہیں سنا۔

اللهِ ﷺ قَالَ وَلَمْ اَسْمَعْ ذٰلِكَ مِنْهُ. قَالَ: ((وَمُهَلُّ اَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمُ)). [راجع:١٥٢٨]

(٢٨٠٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: اَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَنْ يُهِلُّوْا مِنْ ذِى الْحُلَيْفَةِ وَاَهْلَ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَاَهْلَ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ)) وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ ؓ وَاُخْبِرْتُ اَنَّهُ قَالَ: ((وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مدینہ والے ذی الحلیفہ سے اور شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن سے احرام باندھیں۔“ اور کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ مجھے خبر لگی کہ ”یمن والے یلملم سے۔“

(٢٨٠٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ؓ يُسْأَلُ عَنِ الْمُهَلِّ؟ سَمِعْتُهُ فَقَالَ: ثُمَّ انْتَهٰى فَقَالَ: اُرَاهُ يَعْنِى النَّبِىَّ ﷺ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے سوال کیا گیا احرام باندھنے والے کے بارے میں تو آپ نے کہا: میں نے ان سے سنا۔ پھر راوی ابو زبیر خاموش ہو گئے اور کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ انہوں نے نبی مکرم ﷺ سے سنا تھا۔



(٢٨٠٩) عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((يُهِلُّ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِى الْحُلَيْفَةِ وَيُهِلُّ اَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَيُهِلُّ اَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ)) قَالَ ابْنُ عُمَرَ ؓ وَذُكِرَ لِىْ. وَلَمْ اَسْمَعْ. اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ)) [بخاری: ١٥٢٧؛ نسائی: ٢٦٥٤]

سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مدینہ والے ذوالحلیفہ سے اور شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن سے اہلال کریں۔“ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے پہنچا ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اہلال کریں یمن والے یلملم سے۔“

(٢٨١٠) عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللهِ ؓ يُسْأَلُ عَنِ الْمُهَلِّ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ اَحْسِبُهُ رَفَعَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((مُهَلُّ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِى الْحُلَيْفَةِ وَالطَّرِيْقُ الْاٰخَرُ الْجُحْفَةُ وَمُهَلُّ اَهْلِ الْعِرَاقِ مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ وَمُهَلُّ اَهْلِ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ وَمُهَلُّ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ)).

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے وہی مواقیت مرفوعاً بیان کیے اور مدینہ کی ایک میقات ذوالحلیفہ کہی۔ دوسری راہ سے۔ جحفہ کہی باقی وہی ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں۔

بَابُ التَّلْبِيَةِ وَصِفَتِهَا وَوَقْتِهَا.

باب: لبیک کا بیان۔

(٢٨١١) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ؓ اَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ: ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ! لَبَّيْكَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لبیک پکارنا رسول اللہ ﷺ کا یہ تھا لبیک سے لا شریك لك تک ”یعنی حاضر ہوں میں تیری خدمت میں، یا اللہ!

لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ)) قَالَ: وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَزِيْدُ فِيْهَا: لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ. [بخاري: ۱۵۴۹؛ ابوداود: ۱۸۱۲؛ نسائي: ۲۷۴۸]

حاضر ہوں میں تیری خدمت میں، حاضر ہوں میں، کوئی شریک نہیں تیرا، حاضر ہوں میں، بیشک سب تعریف اور نعمت تیرے لیے ہے اور ملک تیرا ہی ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں۔'' اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان میں یہ کلمات زیادہ پڑھتے تھے لبیك سے آخر تک یعنی میں حاضر ہوں تیری خدمت میں اور حاضر ہوں تیری خدمت میں اور سعادت سب تیری ہی طرف سے ہے اور خیر تیرے ہی دونوں ہاتھوں میں ہے حاضر ہوں میں تیرے آگے اور رغبت کرتا ہوں میں تیری ہی طرف اور عمل تیرے ہی لیے ہے۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۲۸۱۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَااسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَائِمَةً عِنْدَ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ اَهَلَّ فَقَالَ: ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ! لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ)) قَالُوْا: وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ: هٰذِهٖ تَلْبِيَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ نَافِعٌ: كَانَ عَبْدُاللّٰهِ رضی اللہ عنہ يَزِيْدُ مَعَ هٰذَا لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ.

[بخاري: ۱۵۴۹؛ ابوداود: ۱۸۱۲؛ ترمذي: ۸۲۵؛ نسائي: ۲۷۵۶]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سوار ہوئے اونٹنی پر اور وہ آپ ﷺ کو لے کر مسجد ذوالحلیفہ کے نزدیک سیدھی کھڑی ہوگئی تب آپ ﷺ نے لبیک پکار دی پھر وہی لبیک ذکر کی جو اوپر ہو چکی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ یہ لبیک تو رسول اللہ ﷺ کی ہے اور اس میں وہی الفاظ بڑھاتے تھے جو اوپر ہو چکے مگر اس میں لبیک کا لفظ ابتدا میں دو بار تھا اور اس میں تین بار ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس صیغہ تلبیہ سے صاف معلوم ہوا کہ پروردگار تعالیٰ شانہ کے ہاتھ ہیں اور اس کے تثنیہ سے معلوم ہوا کہ مراد ہونا قدرت کا باطل ہے اور جن لوگوں نے دعویٰ کیا ہے کہ تثنیہ اس کا تاکید کے لیے ہے یہ قول ان کا جمیع اہل لغت اور تمام اہل ادب کے خلاف ہے اس لیے کہ تاکید کیلئے لفظ کو مکرر لاتے ہیں یا حروف تاکید بڑھاتے ہیں نہ یہ کہ واحد کو تثنیہ کر دیں غرض ان صفات میں جیسے ہاتھ اور قدم اور ساق اور جنت ہے۔ محدثین رحمہم اللہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ اور اسلاف صالحین سب کا مذہب یہی ہے کہ ان پر ایمان لانا اور ان کو ظاہر معنی پر محمول کرنا اور نفی کرنا ان سے تشبیہ و تمثیل کے اور نہ جانا تاویل و تعطیل کی طرف۔

(۲۸۱۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: تَلَقَّفْتُ التَّلْبِيَةَ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِهِمْ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ سے تلبیہ سیکھا ہے۔ پھر اسی طرح حدیث ذکر فرمائی۔

○ ○ ○ ○

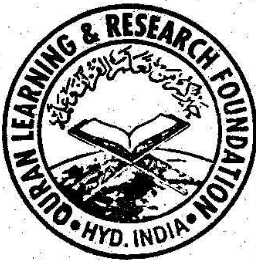
(۲۸۱۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سنا رسول اللہ ﷺ سے کہ لبیک پکارتے تھے تلبید

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُهِلُّ مُلَبِّدًا يَقُوْلُ: ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ! لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ)) لَا يَزِيْدُ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ كَانَ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْكَعُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اِذَا اسْتَوَتْ بِهِ النَّاقَةُ قَائِمَةً عِنْدَ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ اَهَلَّ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُهِلُّ بِاِهْلَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَيَقُوْلُ: لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ! لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ.

[بخاري: ١٥٤٠، ٥٩١٥؛ ابوداود: ١٧٤٧؛ نسائي: ٢٦٨٢، ٢٧٤٦؛ ابن ماجه: ٣٠٤٧]

کئے ہوئے سر میں اور کہتے تھے لبیک سے آخر تک اور عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھیں پھر جب ان کی اونٹنی ان کو لے کر سیدھی کھڑی ہوئی مسجد ذوالحلیفہ کے پاس تو انہی کلمات سے آپ ﷺ نے لبیک پکاری اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے کلمات لبیک پکارتے تھے اور اس کے بعد یہ کلمات زیادہ کرتے تھے لبیک سے آخر تک اور معنی ان سب کے اوپر گزر گئے۔



○ ○ ○ ○

رسول اللہ ﷺ کے حج کی کیفیت

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے جب ارادہ حج کا کیا تو مدینہ میں ظہر کے بعد خطبہ پڑھا اور احکام حج تعلیم کیے اور ظاہر یہ ہے کہ وہ دن ہفتہ کا تھا اور ابن حزم رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ پنجشنبہ تھا اور اس میں ایک بحث طویل ہے کہ ذکر کی ہے ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں، پھر آپ نے کنگھی کی اور تیل ڈالا اور تہبند پہنی اور چادر اوڑھی اور ظہر اور عصر کے بیچ میں مدینہ سے روانہ ہوئے اور ذی الحلیفہ میں اتر کر عصر کی دو رکعت پڑھیں اور شب کو وہاں رہے اور مغرب اور عشاء اور صبح اور ظہر غرض پانچ نمازیں وہاں ادا کیں اور سب بیویاں رضی اللہ عنہن آپ کے ساتھ تھیں اور اس رات آپ ﷺ نے سب سے صحبت کی اور آخر میں ایک غسل جنابت کیا اور جب ارادہ احرام کا کیا تو دوسرا غسل کیا اور ابن حزم رحمہ اللہ نے اس کو ذکر نہیں کیا اور لوگوں سے بھی سہواً ترک ہوا اور خطمی سے آپ ﷺ نے سر دھویا اور پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھ سے خوشبو لگائی ذریرہ اور وہ ایک خوشبو ہوتی ہے جس میں مشک ہوتا ہے یہاں تک کہ چمک مشک کی آپ ﷺ کی مانگ میں نظر آتی تھی اور داڑھی میں۔ اور اس کو آپ ﷺ نے رہنے دیا اور دھویا نہیں پھر آپ ﷺ نے ازار پہنی اور چادر اوڑھی اور ظہر دو رکعت ادا کی اور لبیک پکاری حج اور عمرہ دونوں کی اپنے مصلے ہی پر اور یہیں سے لبیک شروع ہوئی اور چونکہ بار بار آپ ﷺ پکارتے تھے، اس لیے جس نے جہاں سے سنا وہیں سے روایت کی مگر ابتدا یہیں سے ہے اور دو رکعت احرام کی آپ ﷺ سے منقول نہیں سوائے ظہر کی دو رکعت کے اور احرام سے پہلے اپنے بدنہ کے گلے میں ہار ڈال دیا اور داہنی طرف سے کوہان چیر دیا جسے اشعار کہتے ہیں اور خون اس سے بہہ چلا اور احرام آپ ﷺ کا قران کا تھا اور یہی صحیح ہے چنانچہ بیس سے اوپر روایتیں اس پر بصراحت دلالت کرتی ہیں (كذا في زاد المعاد)

(٢٨١٥) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَقُوْلُوْنَ: لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَيْلَكُمْ قَدْ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مشرکین مکہ کہتے تھے لبیک لا شریك لك تو رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ”خرابی ہو تمہاری یہیں تک رہنے دو۔“ (یعنی آگے نہ کہو) اور وہ اس کے آگے کہتے تھے کہ مگر ایک شریک

قَدْ)) فَيَقُوْلُوْنَ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا وَهُمْ يَطُوْفُوْنَ بِالْبَيْتِ .

ہے تیرا کہ یا اللہ! تو اس کا مالک ہے اور وہ کسی شے کا مالک نہیں۔ غرض یہی کہتے جاتے تھے اور بیت اللہ کا طواف کرتے جاتے تھے۔



فائدہ: غرض اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ بھی اپنے شریکوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کو ہر شے کا مالک جانتے تھے اور ان کو کسی شے کا مالک نہ جانتے تھے تاہم ان کو پکارنا اور اپنا سفارشی اور وکیل قرار دینا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے مشرک کرنے کو اور ابدالآباد دوزخ میں جھونکنے کو کافی تھا۔ پس معلوم ہوا کہ جو اپنا حاجتی اور وکیل اور سفارشی سمجھ کر بھی کسی کی عبادت کرے اور اس کو دور دور سے پکارے تو وہ بھی مشرک ہو جاتا ہے گو اس کو اللہ کے برابر نہ جانے اور اسی لیے آنحضرت ﷺ لبیك لا شریك لك پر فرماتے تھے ''کہ یہیں تک رہنے دو اور شریک نہ ٹھہراؤ۔'' مگر وہ ملاعنین کب سنتے تھے اور ان حدیثوں سے مشروعیت لبیک کی ثابت ہوئی اور وہ حج اور عمرہ کے لیے ایسا ہے جیسے تکبیر اولیٰ نماز کے لیے اور اس کے وجوب میں اختلاف ہے امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کا قول ہے کہ یہ سنت ہے اور صحت حج کی شرط نہیں اور اگر اس کو ترک کیا تو حج صحیح ہے اور اس پر دم واجب نہیں مگر فضیلت ترک ہو گئی اور بعض اصحاب شافعیہ کا قول ہے کہ واجب ہے اور اگر کوئی چھوڑ دے تو دم واجب ہے اور حج صحیح ہو جاتا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ شرط ہے صحت احرام کی اور حج اور احرام بغیر اس کے صحیح نہیں ہوتا اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ واجب تو نہیں مگر اسکے تارک پر دم لازم آتا ہے اور حج صحیح ہو جاتا ہے اور بہر حال بلند آواز سے لبیک پکارنا مستحب ہے اور مستحب ہے کہ جب پکارے تین بار پکارے اور بیچ میں کچھ کلام نہ کرے اور عورت کو بلند آواز کرنا ضروری نہیں اور تغیر احوال کے وقت لبیک کہنا ضروری ہے جیسے صبح و شام، اٹھنا بیٹھنا، لیٹنا سوار ہونا اترنے کے وقت اور حاجی تلبیہ کہتا رہے جب تک کہ یوم النحر یعنی دسویں تاریخ میں رمی جمرہ عقبہ شروع نہ کرے یا طواف افاضہ اگر طواف کو رمی پر مقدم کیا ہو یا حلق تک پکارے۔ جن لوگوں کے نزدیک حلق بھی نسک میں داخل ہے اور عمرہ میں جب تک طواف شروع نہیں کیا اور ہر حالت میں عورت و مرد کو مستحب ہے خواہ حائض ہو یا جنب یا محدث۔

بَابُ اَمْرِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ بِالْاِحْرَامِ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِی الْحُلَيْفَةِ.

باب: اہل مدینہ ذوالحلیفہ کی مسجد سے احرام باندھیں۔

(۲۸۱۶) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ: بَيْدَاؤُكُمْ هٰذِهِ الَّتِیْ تَكْذِبُوْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْهَا مَا اَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ يَعْنِیْ ذَاالْحُلَيْفَةِ .

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ یہ بیداء تمہارا وہی مقام ہے جہاں جھوٹ باندھتے ہو تم لوگ رسول اللہ ﷺ پر اور آپ ﷺ نے لبیک نہیں پکاری مگر مسجد ذوالحلیفہ کے نزدیک سے۔

[راجع:۲۸۱۲]



فائدہ: بیداء ایک ٹیلہ ہے ذی الحلیفہ کے آگے مسجد سے قریب مکہ کی راہ میں اور بیداء اس کو کہتے ہیں جس میں کچھ اثر بیابانیت کا ہو اور ہر ریگستانی زمین کو بیداء کہتے ہیں مگر یہاں وہی مقام خاص مراد ہے غرض عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم لوگ جانتے ہو کہ احرام یہاں سے باندھا حالانکہ آپ ﷺ نے لبیک مسجد کے پاس سے پکاری بلکہ اپنے مصلے میں سے پکارنا شروع کیا جیسا ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

(۲۸۱۷) عَنْ سَالِمٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اِذَا قِيْلَ لَهُ: الْاِحْرَامُ مِنَ الْبَيْدَاءِ قَالَ: الْبَيْدَاءُ الَّتِیْ تَكْذِبُوْنَ فِيْهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا اَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا مِنْ عِنْدِ الشَّجَرَةِ

سالم نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جب کہا جاتا کہ احرام بیداء سے ہے تو وہ فرماتے کہ وہی بیداء جس پر تم جھوٹ باندھتے ہو رسول اللہ ﷺ پر آپ ﷺ نے تو لبیک پکاری ہے اس درخت کے پاس جہاں رسول اللہ ﷺ کا اونٹ آپ ﷺ کو لے کر سیدھا کھڑا ہوا ہے۔

حِيْنَ قَامَ بِهِ بَعِيْرُهُ. [راجع:٢٨١٢]

○ ○ ○ ○

بَابُ الْإِهْلَالِ مِنْ حَيْثُ تَنْبَعِثُ بِهِ الرَّاحِلَةُ.

باب: جب اونٹ مکہ کی طرف متوجہ ہو کر اٹھے اس وقت احرام باندھنے کا بیان۔

(٢٨١٨) عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ: مَا هُنَّ؟ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ! قَالَ: رَأَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهِلَّ أَنْتَ حَتّٰى يَكُوْنَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما: أَمَّا الْأَرْكَانُ فَإِنِّيْ لَمْ أَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَمَسُّ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَإِنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيْهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا وَأَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَصْبُغُ بِهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا وَأَمَّا الْإِهْلَالُ فَإِنِّيْ لَمْ أَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُهِلُّ حَتّٰى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ . [بخاري: ١٦٦ ، ٥٨٥١؛ ابوداود: ١٧٧٢؛ نسائي: ١١٧ ، ٢٧٥٩ ، ٢٩٥٠ ، ٥٢٥٨؛ ابن ماجه: ٣٦٢٦]

عبید بن جریج نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! میں نے تم کو چار باتیں کرتے دیکھا ہے کہ تمہارے اور یاروں میں سے کسی کو کرتے نہیں دیکھا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''وہ کیا ہیں؟ اے بیٹے جریج کے! انہوں نے کہا: اول تو میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم کعبہ کے کونوں میں سے طواف کے وقت ہاتھ نہیں لگاتے ہو مگر دو کونوں میں جو یمن کی طرف ہیں دوسرے تم نعال سبتی پہنتے ہو۔ تیسرے داڑھی رنگتے ہو زردی سے (یعنی زعفران و ورس وغیرہ سے) چوتھے جب تم مکہ میں ہوتے ہو تو لوگ چاند دیکھ کر لبیک پکارتے ہیں اور تم یوم الترویہ یعنی آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کی لبیک پکارتے ہو۔ پس عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ سنو ارکان کو تو میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ چھوتے ہوں سوا ان کے جو یمن کی طرف ہیں اور نعال سبتی تو میں نے دیکھا ہے رسول اللہ ﷺ کو کہ ایسی نعل پہنتے تھے جس میں بال نہ ہوں اور اسی میں وضو کرتے تھے (یعنی وضو کر کے گیلے پیر میں اسی کو پہن لیتے تھے) سو میں بھی دوست رکھتا ہوں کہ اس کو پہنوں، رہی زردی تو میں نے دیکھا ہے رسول اللہ ﷺ کو کہ اس سے رنگتے تھے (یعنی بالوں کو یا کپڑوں کو) تو میں دوست رکھتا ہوں کہ اس سے رنگوں اور لبیک سو میں نے نہیں دیکھا رسول اللہ ﷺ کو کہ آپ ﷺ نے لبیک پکاری ہو مگر جب کہ اونٹنی آپ کو سوار کر کے اٹھی (یعنی مسجد ذوالحلیفہ کے پاس)۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: امام مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ افضل ہے لبیک پکارنا جب سواری اپنی کھڑی ہو متوجہ ہو کر مکہ کی طرف اور ابوحنیفہ کا مذہب ہے کہ نماز کے بعد لبیک پکارے یعنی قبل سوار ہونے کے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے مصلے ہی سے لبیک شروع کی ہے چنانچہ تصریح اس کی زاد المعاد سے اوپر گزری اور رکنین یمانیین سے ایک رکن یمانی مراد ہے اور وہ کونا جس میں حجر اسود نصب کیا ہوا ہے اور تغلیباً ان دونوں کو رکن یمانی بولتے ہیں اور دو رکن اس کے مقابل کے جو حطیم کی جانب ہیں ان کو شامیین بولتے ہیں چنانچہ نقشہ مندرجہ حاشیہ سے بخوبی ظاہر ہے اور رکن یمانیین دونوں بنائے ابراہیم علیہ السلام پر باقی ہیں یعنی اسی بنیاد پر بنے ہوئے ہیں جو ابراہیم علیہ السلام نے ڈالی تھی بخلاف شامیین کے کہ ادھر سے کعبہ شریفہ چھوٹا کر دیا گیا ہے اور اسی لیے حضور ﷺ نے اس کو نہیں چھوا اور اب اتفاق ہو گیا ہے فقہا کا رکن شامیین کے نہ چھونے پر اور نعل سبتی وہ ہے جس کا چمڑا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) دباغت کیا گیا ہو اور بال اس کے دور کر دیئے گئے ہوں اور ابن عمر رضی اللہ عنہ زرد رنگ سے اپنی داڑھی دھویا کرتے تھے اور ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی داڑھی زعفران اور ورس سے دھوتے تھے جو ایک زرد رنگ کی گھاس ہوتی ہے یمن کی اور چونکہ رسول اللہ ﷺ نے جب سفر حج شروع کیا، جب احرام باندھا اس لیے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے قیاس کیا کہ آٹھویں تاریخ لوگ منیٰ کو جاتے ہیں اسی دن سے ابتدائے حج ہوتی ہے تو ابتدائے احرام بھی اسی دن سے چاہیے نہ کہ اس کے قبل سے اور امام شافعی رحمہ اللہ اور اصحاب ان کے اور بعض اصحاب امام مالک کے اس بارہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کے موافق ہیں اور دوسرے لوگوں نے کہا ہے کہ افضل اول ذی الحجہ سے لبیک پکارنا ہے اور باجماع امت دونوں طرح جائز ہے۔

ان دونوں کونوں کو رکن شامی کہتے ہیں

حجر اسود | رکن یمانی

ان دونوں کونوں کو رکن یمانی کہتے ہیں

(۲۸۱۹) عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: حَجَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ بَيْنَ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ مَرَّةً فَقُلْتُ: يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! لَقَدْ رَاَيْتُ مِنْكَ اَرْبَعَ خِصَالٍ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِهٰذَا الْمَعْنٰى اِلَّا فِي قِصَّةِ الْاِهْلَالِ فَاِنَّهُ خَالَفَ رِوَايَةَ الْمَقْبُرِيِّ فَذَكَرَهُ بِمَعْنًى سِوٰى ذِكْرِهِ اِيَّاهُ. [راجع:۲۸۱۸]

عبید بن جریج نے کہا: میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ساتھ دیا حج میں قریب بارہ حج و عمرے کے اور میں نے ان سے اسی چار باتوں کا ذکر کیا اور وہی مضمون روایت کیا جو اوپر گزرا مگر اہلال کے بارے میں انہوں نے مقبری کے خلاف روایت کی اور مضمون روایت کیا سوا اس مضمون کے جو اوپر گزر اتھا۔

○ ○ ○ ○

(۲۸۲۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ وَانْبَعَثَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَائِمَةً اَهَلَّ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب رکاب میں پیر رکھا اور آپ کی اونٹنی اٹھی ذوالحلیفہ میں تب لبیک پکارا۔

○ ○ ○ ○

(۲۸۲۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَهَلَّ حِيْنَ اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ قَائِمَةً. [بخاري: ۱۵۵۲؛ نسائي: ۲۷۵۸]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خبر دیتے تھے کہ نبی ﷺ نے لبیک پکاری جب آپ ﷺ کی اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوئی۔

○ ○ ○ ○

(۲۸۲۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ يُهِلُّ حِيْنَ تَسْتَوِي بِهِ قَائِمَةً.

[بخاري: ۱۵۱٤؛ نسائي: ۲۷۵۷]

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الصَّلَاةِ فِيْ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ.

باب: ذوالحلیفہ کی مسجد میں نماز پڑھنے کا بیان۔

(٢٨٢٣) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّهُ قَالَ: بَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِذِى الْحُلَيْفَةِ مَبْدَأَهُ وَصَلَّى فِيْ مَسْجِدِهَا. [نسائی:٢٦٥٨]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ شب کو ذوالحلیفہ میں رہے حج کے ابتدا میں اور نماز پڑھی اس کی مسجد میں۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الطِّيْبِ لِلْمُحْرِمِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ

باب: احرام کے قبل بدن میں خوشبو لگانا جائز ہے۔

(٢٨٢٤) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِحُرْمِهِ حِيْنَ اَحْرَمَ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ. [نسائی: ٢٦٨٩]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے خوشبو لگائی رسول اللہ ﷺ کو ان کے احرام کے لیے جب احرام باندھا اور اس کے حلال کیلئے قبل طواف افاضہ کے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا مستحب ہونا خوشبو کے استعمال کا قبل احرام کے اور جائز ہوا باقی رہنا اس کی خوشبو اور اثر کا بعد احرام باندھنے کے اور یہ حرام ہے کہ حالت احرام میں ابتدا کرے خوشبو کی یہی مذہب ہے شافعیہ کا اور خلائق کثیر کا صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ میں سے اور جماہیر محدثین کا اور فقہا کا جیسے سعد اور ابن عباس اور ابن زبیر اور معاویہ اور سیدہ عائشہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہم اور ابوحنیفہ اور ثوری اور ابویوسف اور احمد اور ابوداؤد رحمہم اللہ وغیرہم ہیں اور بعضوں نے اس کا خلاف کیا ہے مگر قوی مذہب یہی ہے اور جو تاویلات کی ہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کی وہ قوی نہیں اور یہ جو فرمایا کہ ان کے احلال کے لیے قبل طواف کے اس سے معلوم ہوا کہ بعد رمی جمرہ عقبہ کے خوشبو کا استعمال مباح ہے اور حلق بھی روا ہے اگرچہ ابھی طواف افاضہ نہ کیا ہو اور یہ مذہب ہے شافعی رحمہ اللہ اور تمام علما کا مگر امام مالک رحمہ اللہ نے اس کو مکروہ کہا ہے قبل طواف افاضہ کے اور یہ حدیث ان پر حجت ہے۔

(٢٨٢٥) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِي لِحُرْمِهِ حِيْنَ اَحْرَمَ وَلِحِلِّهِ حِيْنَ حَلَّ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ.

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

(٢٨٢٦) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِاِحْرَامِهِ قَبْلَ اَنْ يُّحْرِمَ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ.

[بخاری: ١٥٣٩؛ ابوداود: ١٧٤٥؛ نسائی: ٢٦٨٤]

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

(٢٨٢٧) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِحِلِّهِ وَلِحُرْمِهِ.

[ابن ماجه: ٣٠٤٢]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ خوشبو لگائی میں نے رسول اللہ ﷺ کو احرام کھولنے کے لیے بھی اور باندھنے کے لیے بھی۔

○ ○ ○ ○

(٢٨٢٨) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِىْ بِذَرِيْرَةٍ فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلْحِلِّ وَالْاِحْرَامِ. [بخاری: ٥٩٣٠]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاتھوں سے خوشبو لگائی ذریرہ سے (اور وہ ایک قسم کی خوشبو ہے نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ہند سے آتی ہے) حجۃ الوداع میں احرام اور حل کے لیے۔

(٢٨٢٩) عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: سَاَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا

عروہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ تم نے کون سی خوشبو لگائی

بِأَيِّ شَيْءٍ طَيَّبَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ حِرْمِهِ؟ قَالَتْ: بِأَطْيَبِ الطِّيْبِ. [بخاري: ٥٩٢٨؛ نسائي: ٢٦٨٨، ٢٦٨٩]

رسول اللہ ﷺ کے احرام کے وقت؟ تو انہوں نے فرمایا: سب سے عمدہ خوشبو (یعنی مسک جیسے آگے آتا ہے)

○ ○ ○ ○

(٢٨٣٠) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَتْ أُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِأَطْيَبِ مَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ ثُمَّ يُحْرِمُ. [راجع: ٢٨٢٩]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں جس قدر اچھی خوشبو ممکن ہو سکتی تھی لگاتی تھی رسول اللہ ﷺ کو قبل احرام کے پھر احرام باندھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(٢٨٣١) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِحُرْمِهِ حِيْنَ أَحْرَمَ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يُفِيْضَ بِأَطْيَبِ مَا وَجَدْتُ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''میں نے خوشبو لگائی رسول اللہ ﷺ کو احرام کے قبل اور ان کے احرام کھولنے کے وقت قبل اس کے کہ وہ طواف افاضہ کریں عمدہ خوشبو جو پائی۔

(٢٨٣٢) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفْرِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَلَمْ يَقُلْ خَلَفٌ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَلٰكِنَّهُ قَالَ: وَذَاكَ طِيْبُ إِحْرَامِهِ.

[بخاري: ١٥٣٨؛ نسائي: ٢٦٩٣، ٢٦٩٤، ٢٦٩٥]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: گویا میں ابھی دیکھ رہی ہوں رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں چمک خوشبو کی اور وہ احرام باندھے ہوئے تھے اور خلف جو راوی ہیں انہوں نے یہ نہیں کہا کہ وہ احرام باندھے ہوئے تھے مگر یہ کہا کہ وہ خوشبو تھی ان کے احرام کی (یعنی جو احرام کے قبل لگائی تھی)۔

○ ○ ○ ○

(٢٨٣٣) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ لَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُهِلُّ. [نسائي: ٢٦٩٧، ٢٦٩٨]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں گویا دیکھ رہی ہوں رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں چمک خوشبو کی اور آپ ﷺ لبیک پکار رہے تھے۔

○ ○ ○ ○

(٢٨٣٤) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُلَبِّيْ. [ابن ماجه: ٢٩٢٧]

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

(٢٨٣٥) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ بِمِثْلِ حَدِيْثِ وَكِيْعٍ. [راجع: ٢٨٣٣]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ گویا کہ میں دیکھ رہی ہوں۔ آگے حدیث اسی طرح ہے۔

(٢٨٣٦) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ. [بخاري: ٢٧١، ٥٩١٨؛ نسائي: ٢٦٩٦]

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اس میں لبیک پکارنے کے بجائے ہے کہ آپ ﷺ حالت احرام میں تھے۔

○ ○ ○ ○

(٢٨٣٧) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: إِنْ كُنْتُ لَأَنْظُرُ إِلَى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفَارِقِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ گویا میں دیکھتی ہوں چمک مشک کی آپ ﷺ کی مانگ میں اور آپ ﷺ احرام میں ہیں۔

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

[بخاری: ۵۹۲۳؛ نسائی: ۲۷۰۰]

(۲۸۳۸) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُّحْرِمَ يَتَطَيَّبُ بِاَطْيَبِ مَا اَجِدُ ثُمَّ اَرٰى وَبِيْصَ الدُّهْنِ فِيْ رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ بَعْدَ ذٰلِكَ. [راجع: ۲۸۳۷]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ جب ارادہ کرتے احرام کا تو عمدہ سے عمدہ خوشبو لگاتے جو پاتے پھر میں دیکھتی تھی چمک تیل کی آپ ﷺ کے سر اور داڑھی میں احرام باندھنے کے بعد۔

○ ○ ○ ○

(۲۸۳۹) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ الْمِسْكِ فِيْ مَفْرِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ. [ابوداود: ۱۷۴٦؛ نسائی: ۲٦۹۲]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ گویا میں دیکھتی ہوں چمک مشک کی آپ ﷺ کی مانگ میں اور آپ ﷺ احرام میں ہیں۔

○ ○ ○ ○

(۲۸٤۰) عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ. [راجع: ۲۸۳۹]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۲۸٤۱) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُنْتُ اُطَيِّبُ النَّبِيَّ ﷺ قَبْلَ اَنْ يُّحْرِمَ وَيَوْمَ النَّحْرِ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ بِطِيْبٍ فِيْهِ مِسْكٌ.

[ترمذی: ۹۱۷؛ نسائی: ۲٦۹۱]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں خوشبو لگاتی تھی نبی ﷺ کو قبل احرام کے اور نحر کے دن (یعنی بعد رمی جمرہ عقبہ کے) قبل اس کے کہ آپ ﷺ طواف افاضہ کریں بیت اللہ کا اور اس خوشبو میں مسک ہوتا تھا۔

○ ○ ○ ○

(۲۸٤۲) عَنْ مُحَمَّدِبْنِ مُنْتَشِرٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ الرَّجُلِ يَتَطَيَّبُ ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا فَقَالَ: مَا اُحِبُّ اَنْ اَنْضَخَ طِيْبًا لَاَنْ اَطَّلِيَ بِقَطِرَانٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَفْعَلَ ذٰلِكَ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَاَخْبَرْتُهَا اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: مَا اُحِبُّ اَنْ اُصْبِحَ مُحْرِمًا اَنْضَخُ طِيْبًا لَاَنْ اُطَّلِيَ بِقَطِرَانٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَفْعَلَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: اَنَا طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ اِحْرَامِهٖ ثُمَّ طَافَ فِيْ نِسَائِهٖ ثُمَّ اَصْبَحَ مُحْرِمًا. [بخاری: ۲٦۷، ۲۷۰؛ نسائی: ٤۱۵، ٤۲۹، ۲۷۰۳، ۲۷۰٤]

محمد منتشر کے بیٹے نے کہا: میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ جو شخص خوشبو لگائے اور صبح کو احرام باندھے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ میں خوب نہیں جانتا کہ صبح کو احرام باندھوں ایسے حال میں کہ خوشبو جھاڑتا ہوں اور اگر میں ڈانبرا اپنے اوپر مل لوں تو مجھے اس سے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ میں خوشبو لگاؤں پھر میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان سے یہ سب کہا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''میں نے خوشبو لگائی رسول اللہ ﷺ کو ان کے احرام کے قریب اور آپ ﷺ نے اپنی سب بیبیوں سے صحبت کی پھر صبح کو احرام باندھا۔

○ ○ ○ ○

(۲۸٤۳) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ يَطُوْفُ عَلٰى

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں خوشبو لگاتی تھی رسول اللہ ﷺ کے اور آپ ﷺ اپنی بیویوں رضی اللہ عنہن پر طواف کرتے تھے (یعنی سب سے صحبت

نِسَائِهِ ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا يَنْضَخُ طِيبًا. [راجع:٢٨٤٢]

کرتے تھے) پھر صبح کو احرام باندھتے اور خوشبو جھڑتی تھی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اور قطران ایک کالا روغن ہے جو کشتیوں پر پھیرا جاتا ہے اور اب اسے ڈانبر بولتے ہیں غرض ان سب روایتوں سے بخوبی معلوم ہوا کہ بقاء اس خوشبو کی جو قبل احرام لگائی ہو مضر نہیں اور ابتداءً خوشبو نہ لگائے۔ وذالك المقصود۔

(٢٨٤٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَقُولُ: لَأَنْ أُصْبِحَ مُطَّلِيًا بِقَطِرَانٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَخُ طِيبًا قَالَ: فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَطَافَ فِي نِسَائِهِ ثُمَّ أَصْبَحَ مُحْرِمًا. [راجع:٢٨٤٢]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں ڈانبر لگانے کو زیادہ پسند کرتا ہوں اس بات سے کہ میں خوشبو جھاڑوں صبح کو محرم ہونے کی حالت میں۔ آپ نے کہا: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان سے یہ بات پوچھی تو انہوں نے فرمایا: میں خوشبو لگاتی تھی رسول اللہ ﷺ کو اور آپ ﷺ اپنی بیویوں کے پاس جاتے اور آپ صبح کرتے محرم ہونے کی حالت میں۔

○ ○ ○ ○

بَابُ تَحْرِيمِ الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ.

باب: محرم کیلئے جنگلی شکار کی حرمت۔

(٢٨٤٥) عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللهِ ﷺ حِمَارًا وَحْشِيًّا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ -أَوْ بِوَدَّانَ- فَرَدَّهُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ: قَالَ فَلَمَّا أَنْ رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا فِي وَجْهِي قَالَ: ((إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ.)) [بخاري: ١٨٢٥، ٢٥٧٣، ٢٥٩٦؛ ترمذي: ٨٤٩؛ نسائي: ٢٨١٨، ٢٨١٩؛ ابن ماجه: ٣٠٩٠]

صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو ایک جنگلی گدھا ہدیہ دیا اور آپ ﷺ ابواء یا ودّان میں تھے (کہ مقام کا نام ہے) اور آپ ﷺ نے پھیر دیا جب آپ ﷺ نے دیکھا ان کے چہرے کا ملال تو فرمایا: "ہم نے کسی اور وجہ سے نہیں پھیرا اتنا ہے کہ ہم لوگ احرام باندھے ہوئے تھے۔"

○ ○ ○ ○

(٢٨٤٦) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَهْدَيْتُ لَهُ حِمَارَ وَحْشٍ كَمَا قَالَ مَالِكٌ وَفِي حَدِيثِ اللَّيْثِ وَصَالِحٍ أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ أَخْبَرَهُ. [راجع:٢٨٤٥]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٨٤٧) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: أَهْدَيْتُ لَهُ مِنْ لَحْمِ حِمَارِ وَحْشٍ. [راجع:٢٨٤٥]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٨٤٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: أَهْدَى الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ حِمَارَ

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا ہے۔ مگر اس میں ہے کہ "اگر ہم احرام باندھے ہوئے نہ ہوتے تو آپ کا ہدیہ قبول کرتے۔"

وَحْشٍ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ وَقَالَ: ((لَوْ لَا أَنَّا مُحْرِمُوْنَ لَقَبِلْنَاهُ مِنْكَ)). [نسائی:۲۸۲۲]

○ ○ ○ ○

(۲۸۴۹) عَنِ الْحَكَمِ أَهْدَى الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ رضی اللہ عنہ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ رِجْلَ حِمَارِ [وَحْشٍ] وَفِي رِوَايَةِ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَجُزَ حِمَارِ وَحْشٍ يَقْطُرُ دَمًا وَفِي رِوَايَةِ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيْبٍ: أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ ﷺ شِقُّ حِمَارِ وَحْشٍ فَرَدَّهُ. [راجع:۲۸۴۸]

حکم نے کہا: صعب رضی اللہ عنہ نے حمار وحشی کا پیر ہدیہ دیا اور شعبہ نے حکم سے روایت کیا کہ سرین حمار وحش کی، اس میں خون ٹپکتا تھا اور شعبہ کی روایت حبیب سے یوں ہے کہ ایک ٹکڑا حمار وحش کا ہدیہ دیا پھر آپ ﷺ نے پھیر دیا۔

○ ○ ○ ○

(۲۸۵۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَدِمَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يَسْتَذْكِرُهُ: كَيْفَ أَخْبَرْتَنِيْ عَنْ لَحْمِ صَيْدٍ أُهْدِيَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ حَرَامٌ؟ قَالَ: أُهْدِيَ لَهُ عُضْوٌ مِنْ لَحْمِ صَيْدٍ فَرَدَّهُ فَقَالَ: ((إِنَّا لَا نَأْكُلُهُ إِنَّا حُرُمٌ)).

[نسائی:۲۸۲۱]

عبداللہ عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: زید بن ارقم رضی اللہ عنہ آئے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان کو یاد دلا کر کہا کہ تم نے کیونکر خبر دی تھی لحم صید کی جو نبی ﷺ کو ہدیہ دیا گیا تھا اور آپ ﷺ احرام باندھے ہوئے تھے؟ انہوں نے کہا: ہدیہ دیا گیا ایک عضو شکار کے گوشت کا اور آپ ﷺ نے پھیر دیا اور فرمایا: ''ہم لوگ احرام باندھے ہوئے ہیں۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اتفاق ہے علما کا اس پر کہ محرم کو جنگل کا شکار کرنا حرام ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ نے کہا ہے کہ شکار کا مالک ہونا خرید کر بھی حرام ہے اور اسی طرح ہبہ سے اور میراث کی وجہ سے مالک ہونے میں اختلاف ہے باقی رہا گوشت شکار کا اگر محرم نے خود شکار کیا ہے یا اس کیلئے دوسرے نے شکار کیا ہے تو حرام ہے برابر ہے خواہ اس کے حکم سے شکار کیا ہو یا بغیر حکم کے پھر اگر کسی حلال نے اپنے لیے شکار کیا ہے اور محرم کو دینے کا ارادہ نہیں کیا پھر محرم کو بھی اس کے گوشت میں سے ہدیہ دے دیا یا بیچ ڈالا تو اس کو حرام نہیں اور یہ مذہب ہے شافعیہ کا اور مالک اور احمد اور داؤد رحمہم اللہ کا اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے جو بے اعانت محرم کے محرم کیلئے شکار کیا جائے وہ حلال ہے اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ شکار کا گوشت مطلقاً حرام ہے محرم پر کسی طرح حلال نہیں برابر ہے کہ اس نے خود شکار کیا ہو یا دوسرے نے اس کے لیے خواہ اپنے لیے کیا ہو غرض بہر صورت حرام ہے اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے یہ قول حضرت علی اور ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے اور انہوں نے استدلال کیا ہے اس آیت کے ظاہر سے ﴿وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا﴾ کہ انہوں نے کہا ہے کہ مراد صید سے وہ جانور ہے جو بذریعہ شکار ہاتھ آیا ہے غرض وہ بہر حال حرام ہے اور ظاہر حدیث صعب بن جثامہ بھی اسی پر دال ہے کہ آپ نے ان کا ہدیہ واپس فرمایا اور بیان فرمایا کہ ہم لوگ محرم ہیں اور یہ نہیں فرمایا کہ تم نے ہمارے لیے شکار کیا اس لیے ہم واپس کرتے ہیں اور احتجاج کیا ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور ان کے موافقین نے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے جو مسلم میں آگے آتی ہے اس لیے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے جو شکار کیا تھا اور وہ حلال تھے اس کو رسول اللہ ﷺ نے اور محرمین سے بھی فرمایا: ''کہ کھاؤ یہ حلال ہے۔'' اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے پوچھا: ''تمہارے پاس اس میں کا بچا ہوا کچھ ہے؟'' انہوں نے عرض کی کہ ہاں اس کا پیر ہے آپ ﷺ نے اسے لیا اور کھایا اور سنن ابی داؤد اور ترمذی اور نسائی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''شکار جنگل کا تم کو حلال ہے جب تک تم نے خود شکار نہ کیا ہو یا تمہارے واسطے شکار نہ کیا گیا ہو۔'' اور توفیق صعب رضی اللہ عنہ اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یوں ہے کہ صعب رضی اللہ عنہ کی روایت اس پر محمول کی جائے کہ اس نے محرموں کیلئے شکار کیا اور ابو قتادہ نے اپنے لیے اور اس صورت میں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) مذہب شافعی بہت صحیح اور قوی ہو گیا اور سب روایتوں میں توفیق بھی ہو گئی اور آیت قرآنی کو حمل کریں خود شکار کرنے پر اور اس پر جو محرم کیلئے شکار کیا گیا ہو اور یہ فرمانا آپ ﷺ کا صعب رضی اللہ عنہ سے کہ "ہم محرم ہیں۔" اس کے منافی نہیں کہ احتمال ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کے لیے شکار کیا ہو۔ (النووی رحمہ اللہ)

(٢٨٥١) عَنْ اَبِىْ مُحَمَّدٍ مَوْلٰى اَبِىْ قَتَادَةَ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ اَبَا قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اِذَاكُنَّا بِالْقَاحَةِ فَمِنَّا الْمُحْرِمُ وَمِنَّا غَيْرُ الْمُحْرِمِ اِذْ بَصُرْتُ بِاَصْحَابِىْ يَتَرَاءَ وْنَ شَيْئًا فَنَظَرْتُ فَاِذَا حِمَارُ وَحْشٍ فَاَسْرَجْتُ فَرَسِىْ وَاَخَذْتُ رُمْحِىْ ثُمَّ رَكِبْتُ فَسَقَطَ مِنِّىْ سَوْطِىْ فَقُلْتُ لِاَصْحَابِىْ وَكَانُوْا مُحْرِمِيْنَ: نَاوِلُوْنِى السَّوْطَ فَقَالُوْا: وَاللّٰهِ! لَانُعِيْنُكَ عَلَيْهِ بِشَىْءٍ فَنَزَلْتُ فَتَنَاوَلْتُهٗ ثُمَّ رَكِبْتُ فَاَدْرَكْتُ الْحِمَارَ مِنْ خَلْفِهٖ وَهُوَ وَرَآءَ اَكَمَةٍ فَطَعَنْتُهٗ بِرُمْحِيْ فَعَقَرْتُهٗ فَاَتَيْتُ بِهٖ اَصْحَابِىْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: كُلُوْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا تَأْكُلُوْهُ وَكَانَ النَّبِىُّ ﷺ اَمَامَنَا فَحَرَّكْتُ فَرَسِىْ فَاَدْرَكْتُهٗ فَقَالَ: ((هُوَ حِلَالٌ فَكُلُوْهُ)).

[بخاری: ١٨٢٣، ٢٩١٤، ٥٤٩١، ٥٤٩٢؛ ابوداود: ١٨٥٢؛ ترمذی: ٨٤٧؛ نسائی: ٢٨١٥]

ابومحمد ابوقتادہ کے آزاد کردہ غلام کہتے ہیں کہ میں نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ نکلے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہاں تک کہ جب پہنچے ہم قاحہ میں (اور وہ ایک میدان ہے سقیا سے ایک منزل پر اور مدینہ سے تین منزل پر) اور بعض لوگ ہم میں سے محرم تھے اور بعض غیر محرم کہ اتنے میں میں نے اپنے یاروں کو دیکھا کہ وہ کسی چیز کو دیکھ رہے ہیں، جب میں نے نظر کی تو ایک گدھا وحشی تھا اور میں نے اپنے گھوڑے پر زین رکھا اور اپنا نیزہ لیا اور سوار ہوا اور میرا کوڑا گر پڑا اور میں نے اپنے یاروں سے کہا اور وہ محرم تھے کہ میرا کوڑا اٹھا دو۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم تمہاری کچھ مدد نہ کریں گے پھر میں نے اتر کر کوڑا لیا اور سوار ہوا اور اس گدھے تک اس کے پیچھے سے پہنچا اور وہ ٹیلے کے پیچھے تھا پھر اس کو نیزہ مارا اور اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور اپنے یاروں کے پاس لایا اور کسی نے کہا: کھاؤ اور کسی نے کہا: مت کھاؤ اور نبی ﷺ ہمارے آگے تھے، سو میں نے اپنا گھوڑا بڑھایا اور آپ ﷺ تک پہنچا اور آپ ﷺ سے عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ حلال ہے پس کھاؤ۔"

○ ○ ○ ○

(٢٨٥٢) عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيْقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ اَصْحَابٍ لَهٗ مُحْرِمِيْنَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَاٰى حِمَارًا وَحْشِيًّا فَاسْتَوٰى عَلٰى فَرَسِهٖ فَسَاَلَ اَصْحَابَهٗ اَنْ يُنَاوِلُوْهُ سَوْطَهٗ فَاَبَوْا عَلَيْهِ فَسَاَلَهُمْ رُمْحَهٗ فَاَبَوْا عَلَيْهِ فَاَخَذَهٗ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهٗ فَاَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِىِّ ﷺ وَاَبٰى بَعْضُهُمْ فَاَدْرَكُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلُوْهُ عَنْ ذٰلِكَ

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کسی راہ میں مکہ کے اور وہ چند یاروں کے ساتھ آپ ﷺ سے پیچھے رہ گئے اور وہ غیر محرم تھے اور یاران کے محرم پھر ایک وحشی گدھا دیکھا اور اپنے گھوڑے پر چڑھے اور یاروں سے کوڑا مانگا کسی نے نہ دیا، نیزہ مانگا کسی نے نہ دیا پھر انہوں نے آپ لے لیا اور گھوڑے کو دوڑایا اور گدھے کو مار لیا اور اصحاب میں سے کسی نے کھایا کسی نے نہیں پھر جب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ تو ایک خوراک ہے کہ اللہ عزوجل نے تم کو دی۔"

فَقَالَ: ((اِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ اَطْعَمَكُمُوْهَا اللّٰهُ)).

[راجع: ۲۸۵۱]

○ ○ ○ ○

(۲۸۵۳) عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ فِيْ حِمَارِ الْوَحْشِ مِثْلَ حَدِيْثِ اَبِي النَّضْرِ غَيْرَ اَنَّ فِيْ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ))؟

[بخاري: ۵٤۹۱، ۲۹۱٤، ۵٤۰۷، ۲۵۷۰؛ ترمذي: ۸٤۸]

عطاء نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے جنگلی گدھے کے بارہ میں وہی مضمون روایت کیا جو ابوالنضر سے اس کے اوپر گزرا مگر زید بن اسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کہ اس کے گوشت میں سے کچھ ہے تمہارے پاس؟''

○ ○ ○ ○

(۲۸۵٤) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ رضي الله عنه قَالَ: انْطَلَقَ اَبِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ فَاَحْرَمَ اَصْحَابُهُ وَلَمْ يُحْرِمْ وَحُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ عَدُوًّا بِغَيْقَةَ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَبَيْنَمَا اَنَا مَعَ اَصْحَابِهِ يَضْحَكُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ اِذْ نَظَرْتُ فَاِذَا اَنَا بِحِمَارِ وَحْشٍ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ فَطَعَنْتُهُ فَاَثْبَتُّهُ فَاسْتَعَنْتُهُمْ فَاَبَوْا اَنْ يُعِيْنُوْنِيْ فَاَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهِ وَخَشِيْنَا اَنْ نُقْتَطَعَ فَانْطَلَقْتُ اَطْلُبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُرَفِّعُ فَرَسِيْ شَاْوًا وَاَسِيْرُ شَاْوًا فَلَقِيْتُ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ غِفَارٍ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَقُلْتُ: اَيْنَ لَقِيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: تَرَكْتُهُ بِتَعْهِنَ وَهُوَ قَائِلٌ السُّقْيَا. فَلَحِقْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اَصْحَابَكَ يَقْرَؤُوْنَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللّٰهِ وَاِنَّهُمْ قَدْ خَشُوْا اَنْ يُقْتَطَعُوْا دُوْنَكَ انْتَظِرْهُمْ فَانْتَظَرَهُمْ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّيْ اصْطَدْتُ وَمَعِيَ مِنْهُ فَاضِلَةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْقَوْمِ: ((كُلُوْا)) وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ. [بخاري: ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۴۱٤۹؛ نسائي: ۲۸۲٤، ۲۸۲۵؛ ابن ماجه: ۳۰۹۳؛ وانظر في مسلم: ۲۸۵۷]

عبداللہ بن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے باپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے حدیبیہ کے سال اور اصحاب نے احرام باندھا تھا اور انہوں نے نہیں اور رسول اللہ ﷺ کو خبر لگی کہ دشمن غیقہ میں ہے اور آپ چلے اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنے یاروں کے ساتھ تھا کہ بعض لوگ میری طرف دیکھ کر ہنسنے لگے اور میں نے جو نظر کی تو میرے آگے ایک وحشی گدھا تھا اور میں نے اس پر حملہ کیا اور اس کو نیزہ مار کر روک دیا اور اپنے لوگوں سے مدد چاہی اور کسی نے (بسبب احرام کے) میری مدد نہ کی پھر ہم نے اس کا گوشت کھایا اور خوف ہوا کہ ہم راہ میں رسول اللہ ﷺ سے چھوٹ نہ جائیں اس لیے میں آپ ﷺ کو ڈھونڈتا چلا اور کبھی اپنے گھوڑے کو دوڑاتا اور کبھی قدم قدم چلاتا کہ ایک آدمی بنی غفار کا ملا اندھیری رات میں اور میں نے اس سے پوچھا کہ تم کو رسول اللہ ﷺ کہاں ملے؟ اس نے کہا کہ میں نے آپ کو تعہن میں چھوڑا ہے (نام ہے ایک مقام کا اور وہ پانی کی ایک نہر ہے سقیا سے تین میل پر اور سقیا ایک گاؤں ہے مدینہ سے تین منزل مکہ کی راہ میں) اور وہ سقیا میں دوپہر کو ٹھہرنا چاہتے تھے غرض میں آپ سے ملا اور میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ کے اصحاب آپ پر سلام اور رحمت بھیجتے ہیں اور ان کو خوف ہے کہ دشمن ان کو آپ ﷺ سے دور کر کے کاٹ نہ ڈالے تو آپ ﷺ ان کا انتظار کیجیے سو آپ ﷺ نے ان کا انتظار کیا پھر میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں نے شکار کیا ہے اور اس میں سے کچھ میرے پاس بچا ہوا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھاؤ'' اور وہ سب احرام

❖ ❖ ❖ ❖

باندھے ہوئے تھے۔

(٢٨٥٥) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ ﷺ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَاجًّا وَخَرَجْنَا مَعَهُ قَالَ: فَصَرَفَ مِنْ اَصْحَابِهِ فِيْهِمْ اَبُوْقَتَادَةَ فَقَالَ: ((خُذُوْا سَاحِلَ الْبَحْرِ حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ)) قَالَ: فَاَخَذُوْا سَاحِلَ الْبَحْرِ فَلَمَّا انْصَرَفُوْا قِبَلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَحْرَمُوْا كُلُّهُمْ اِلَّا اَبَا قَتَادَةَ فَاِنَّهُ لَمْ يُحْرِمْ فَبَيْنَمَا هُمْ يَسِيْرُوْنَ اِذْ رَاَوْحُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ عَلَيْهَا اَبُوْ قَتَادَةَ فَعَقَرَ مِنْهَا اَتَانًا فَنَزَلُوْا فَاَكَلُوْا مِنْ لَحْمِهَا قَالَ فَقَالُوْا: اَكَلْنَا لَحْمًا وَنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ قَالَ: فَحَمَلُوا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِ الْاَتَانِ فَلَمَّا اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّا كُنَّا اَحْرَمْنَا وَكَانَ اَبُوْ قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَرَاَيْنَا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ عَلَيْهَا اَبُوْ قَتَادَةَ فَعَقَرَمِنْهَا اَتَا نًا فَنَزَلْنَا فَاَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهَا فَقُلْنَا نَاْكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ فَحَمَلْنَا مَابَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا فَقَالَ: ((هَلْ مِنكُمْ اَحَدٌ اَمَرَهٗ اَوْ اَشَارَ اِلَيْهِ بِشَيْءٍ؟)) قَالُوْا: لَا قَالَ: ((فَكُلُوْا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا)).

[بخاري: ١٨٢٤؛ نسائي: ٢٨٢٦]

عبداللہ بن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی اپنے باپ سے کہ انہوں نے کہا کہ نکلے رسول اللہ ﷺ حج کو اور ہم نکلے آپ ﷺ کے ساتھ اور کہا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ آپ ﷺ نے اور راہ لی اور اپنے بعض اصحاب سے فرمایا: اور انہیں میں ابوقتادہ بھی تھے: ”تم ساحل بحر کی راہ لو یہاں تک کہ ملو مجھ سے۔“ اور ان لوگوں نے ساحل بحر کی راہ لی پھر جب پھرے وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف تو ان تمام لوگوں نے احرام باندھ لیا سوائے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے کہ انہوں نے احرام نہیں باندھا، غرض وہ راہ میں چلے جاتے تھے کہ انہوں نے چند وحشی گدھوں کو دیکھا اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کیا اور ایک گدھے کی ان میں سے کونچیں کاٹیں اور سب یاران کے اترے اور اس کا گوشت کھایا اور پھر کہا انہوں نے کہ ہم نے گوشت کھایا اور ہم محرم تھے اور باقی گوشت اس کا ساتھ لے لیا پھر جب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم نے احرام باندھ لیا تھا اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے احرام نہیں باندھا تھا پھر ہم نے چند وحشی گدھے دیکھے اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کر کے ایک کی کونچیں کاٹیں پھر ہم اترے اور ہم سب نے اس کا گوشت کھایا اور پھر کہا: ہم شکار کا گوشت کھا رہے ہیں اور احرام باندھے ہوئے ہیں اور باقی گوشت اس کا ہم لیتے آئے ہیں تب آپ ﷺ نے فرمایا: ”کسی نے تم میں سے اس کا حکم کیا تھا یا اس کی طرف اشارہ کیا تھا۔“ تو انہوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو کھاؤ جو گوشت اس کا باقی ہے۔“

○ ○ ○ ○

(٢٨٥٦) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ. فِيْ رِوَايَةِ شَيْبَانَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَمِنْكُمْ اَحَدٌ اَمَرَهٗ اَنْ يَّحْمِلَ عَلَيْهَا اَوْ اَشَارَ اِلَيْهَا)) وَفِيْ رِوَايَةِ شُعْبَةَ قَالَ: ((اَشَرْتُمْ اَوْ اَعَنْتُمْ اَوْ اَصَدْتُمْ؟)) قَالَ شُعْبَةُ: وَلَا اَدْرِيْ قَالَ: ((اَعَنْتُمْ۔اَوْ۔اَصَدْتُمْ)).

[راجع: ٢٨٥٥]

عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اسی اسناد سے یہی مضمون مروی ہوا اور شیبان کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کسی نے اس کے شکار کا حکم کیا کہ اس پر حملہ کیا جائے یا اس کی طرف اشارہ کیا۔“ اور شعبہ کی روایت میں یہ ہے کہ ”تم نے اشارہ کیا یا مدد کی یا تم نے شکار کیا؟“ شعبہ نے کہا: میں نہیں جانتا کہ ”مدد کی فرمایا یا شکار کیا۔“ باقی مضمون وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

○ ○ ○ ○

(٢٨٥٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ اَبَاهُ رضی اللہ عنہ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ: فَاَهَلُّوْا بِعُمْرَةٍ غَيْرِیْ قَالَ: فَاصْطَدْتُ حِمَارَ وَحْشٍ فَاَطْعَمْتُ اَصْحَابِیْ وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ ثُمَّ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَنْبَاْتُهُ اَنَّ عِنْدَنَا مِنْ لَحْمِهٖ فَاضِلَةً فَقَالَ: ((كُلُوْهُ)) وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ.

[راجع: ٢٨٥٤]

عبداللہ بن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کے باپ نے خبر دی کہ انہوں نے جہاد کیا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ حدیبیہ میں تو اور لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھ لیا سوا میرے اور میں نے ایک وحشی گدھا شکار کیا اور اپنے یاروں کو کھلایا اور وہ احرام باندھے ہوئے تھے پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور ان کو خبر دی کہ ہمارے پاس اس کا گوشت بچا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھاؤ۔'' اور وہ لوگ احرام باندھے ہوئے تھے۔



(٢٨٥٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُمْ خَرَجُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ وَاَبُوْ قَتَادَةَ مُحِلٌّ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ فَقَالَ: ((هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَیْءٌ؟)) قَالُوْا: مَعَنَا رِجْلُهُ قَالَ: فَاَخَذَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَكَلَهَا. [بخاری: ٢٥٧٠، ٢٨٥٤، ٥٤٠٦، ٥٤٠٧؛ نسائی: ٤٣٥٦]

عبداللہ بن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ وہ نکلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور وہ سب لوگ محرم تھے اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ غیر محرم اور بیان کی حدیث اور اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پاس اس میں سے کچھ ہے؟'' انہوں نے کہا: ہمارے پاس اس کا پیر ہے پھر لیا اس کو آپ ﷺ نے اور کھایا۔



(٢٨٥٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ: كَانَ اَبُوْ قَتَادَةَ فِیْ نَفَرٍ مُحْرِمِيْنَ وَاَبُوْقَتَادَةَ مُحِلٌّ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ قَالَ: ((هَلْ اَشَارَ اِلَيْهِ اِنْسَانٌ مِّنْكُمْ اَوْ اَمَرَهُ بِشَیْءٍ؟)) قَالُوْا: لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَكُلُوْهُ)).

عبداللہ بن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوقتادہ چند محرم لوگوں میں تھے اور وہ احرام باندھے ہوئے نہ تھے اور وہ حدیث بیان کی اور اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آیا اشارہ کیا تم میں سے کسی نے اس کی طرف یا حکم کیا کسی طرح کا؟'' انہوں نے عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو کھاؤ اس کو۔''

فائدہ: غرض ان سب روایتوں سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی غیر محرم اپنے واسطے شکار کرے اور محرم کا اس میں حکم و اشارہ اور تائید و نصرت نہ ہو تو اس کا کھانا محرم کو بھی روا (جائز) ہے جب اس کا گوشت محرم کو ہدیہ دیا جائے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا جیسا ہم اوپر بیان کر چکے اور یہی صحیح ہے۔

(٢٨٦٠) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِیِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَنَحْنُ حُرُمٌ فَاُهْدِیَ لَهُ طَيْرٌ وَطَلْحَةُ رَاقِدٌ فَمِنَّا مَنْ اَكَلَ وَمِنَّا مَنْ تَوَرَّعَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ طَلْحَةُ وَفَّقَ مَنْ اَكَلَهُ وَقَالَ: اَكَلْنَاهُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. [نسائی: ٢٨١٦]

عبدالرحمٰن نے کہا کہ ہم طلحہ کے ساتھ تھے احرام باندھے ہوئے اور ایک پرندہ شکار کا ان کو ہدیہ دیا گیا (یعنی پکا ہوا) سو بعضوں نے ہم میں سے کھایا اور بعض نے پرہیز کیا پھر جب طلحہ سو رہے تھے جاگے تو ان لوگوں کے موافق ہوئے جنہوں نے کھایا تھا اور کہا انہوں نے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسا گوشت کھایا ہے۔



بَابُ مَا يُنْدَبُ لِلْمُحْرِمِ وَغَيْرِهٖ قَتْلُهٗ مِنَ الدَّوَابِّ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ.

باب: حل وحرم میں محرم کون سے جانور مار سکتا ہے۔

(۲۸۶۱) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَرْبَعٌ كُلُّهُنَّ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ: الْحِدَاَةُ وَالْغُرَابُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ)) قَالَ: فَقُلْتُ لِلْقَاسِمِ: اَفَرَاَيْتَ الْحَيَّةَ؟ قَالَ: تُقْتَلُ بِصُغْرٍ لَهَا.

نبی ﷺ کی بی بی صاحبہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے: ''چار چیزیں شریر ہیں کہ قتل کی جاتی ہیں حل وحرم میں چیل اور کوا اور چوہا اور کٹ کھنا کتا۔'' (راوی نے) کہا: میں نے اپنے شیخ قاسم سے پوچھا کہ بھلا فرمائیے سانپ کو، تو انہوں نے کہا: مارا جائے ذلت سے۔



فائدہ: اور بچھو میں بھی حکم آیا ہے غرض یہ چھ چیزیں منصوص ہیں اور جماہیر علما کا اتفاق ہے ان کے قتل پر حل وحرم واحرام میں اور اتفاق ہے اس پر کہ جو ان کے مثل ہیں معنی میں وہ بھی ان میں داخل ہیں اور اختلاف ہے اس میں کہ وہ معنی کیا ہے؟ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جو چیزیں نہ کھائی جاتی ہوں اور نہ وہ متولد ہیں ماکولات وغیرہ سے تو قتل ان کا جائز ہے اور جو موذی نہ ہو اس کا قتل روا نہیں اور کلب میں اختلاف ہے بعض نے کہا: اس سے بھی کتا مراد ہے بعض نے کہا: ہر درندہ مراد ہے حملہ کرنے والا۔ چنانچہ لغت میں ہر درندہ کو کلب عقور کہتے ہیں۔ غرض اوزاعی اور ابوحنیفہ اور حسن بن صالح رحمہم اللہ نے کہا کہ اس سے بھی کتا مراد ہے اور بھیڑیے کو اسی میں داخل کیا ہے اور امام زفر رحمہ اللہ نے صرف بھیڑیا ہی مراد لیا ہے اور جمہور کا قول ہے کہ ہر حملہ کرنے والا درندہ مراد ہے جیسے چیتا اور شیر اور شرزہ وغیرہ ہے اور یہ قول ہے زید بن اسلم اور سفیان ثوری اور ابن عیینہ اور شافعی اور احمد رحمہم اللہ وغیرہم کا۔

(۲۸۶۲) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: ((خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ: الْحَيَّةُ وَالْغُرَابُ الْاَبْقَعُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْحُدَيَّا)) . [نسائی: ۲۸۲۹، ۲۸۸۲؛ ابن ماجہ: ۳۰۸۷]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''پانچ جانور ایذاء دینے والے ہیں انہیں حرم اور غیر حرم میں قتل کیا جا سکتا ہے: سانپ، سیاہ وسفید کوا، چوہا، کٹ کھنا کتا اور چیل۔''



(۲۸۶۳) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْحُدَيَّا وَالْغُرَابُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ)). [نسائی: ۲۸۹۱]

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا ہے۔



(۲۸۶۴) حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

(۲۸۶۵) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْفَأْرَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحُدَيَّا وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ)) . [بخاری: ۳۳۱۴؛ ترمذی: ۸۳۷؛

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

نسائی: ۲۸۹۰]

(۲۸٦٦) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَتْ: اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِ خَمْسٍ فَوَاسِقَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يَزِيْدَ ابْنِ زُرَيْعٍ. [راجع:۲۸٦٥]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے لیکن اس میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ان کو قتل کرنے کا۔

O O O O

(۲۸٦۷) عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ كُلُّهَا فَوَاسِقُ تُقْتَلُ فِي الْحَرَمِ: الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ)).

[بخاری: ۱۸۲۹؛ نسائی: ۲۸۸۸]

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

O O O O

(۲۸٦۸) عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَمْسٌ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي الْحَرَمِ وَالْإِحْرَامِ: الْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ)).

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فِي رِوَايَتِهٖ: ((فِي الْحُرُمِ وَالْإِحْرَامِ)) [ابوداود: ۱۸٤٦؛ نسائی: ۲۸۳۵؛ وانظر فی مسلم: ۲۸۷۲]

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

O O O O

(۲۸٦۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ؓ قَالَتْ حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ كُلُّهَا فَاسِقٌ لَا حَرَجَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ: الْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ)).

[بخاری: ۱۸۲۸؛ نسائی: ۲۸۸۹]

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

O O O O

(۲۸۷۰) عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ ابْنَ عُمَرَ ؓ: مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ؟ فَقَالَ: اَخْبَرَتْنِيْ اِحْدٰى نِسْوَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ اَمَرَ ۔اَوْ اُمِرَ۔ اَنْ تُقْتَلَ: الْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْحِدَأَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْغُرَابُ.

عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ کسی نے پوچھا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی ایک بی بی صاحبہ ؓ سے یہی مضمون بیان کیا۔

[بخاری:۱۸۲۷]

(۲۸۷۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما سَأَلَهُ رَجُلٌ: مَا يَقْتُلُ الرَّجُلُ مِنَ الدَّوَابِّ وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ: حَدَّثَتْنِي إِحْدَى نِسْوَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِقَتْلِ الْكَلْبِ الْعَقُورِ وَالْفَارَةِ وَالْعَقْرَبِ وَالْحُدَيَّا وَالْغُرَابِ وَالْحَيَّةِ قَالَ: وَفِي الصَّلوٰةِ أَيْضًا.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی آدمی نے پوچھا کہ محرم کون کون سے جانور قتل کرسکتا ہے؟ تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھ سے رسول اللہ ﷺ کی ایک بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ کٹ کھنا کتا اور چوہا اور بچھو اور کوا اور سانپ کے مارنے کیلئے ارشاد فرماتے تھے اور کہا کہ نماز میں بھی (مارے جائیں)۔

[راجع: ۲۸۷۰]

(۲۸۷۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ: الْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ)).

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

[بخاری: ۱۸۲٦؛ نسائی: ۲۸۲۸؛ وراجع ۲۸٦۸]

(۲۸۷۳) عَنْ نَافِعٍ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي قَتْلِهِنَّ: الْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ)).

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

(۲۸۷٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ وَابْنِ جُرَيْجٍ وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ إِلَّا ابْنُ جُرَيْجٍ وَحْدَهُ وَقَدْ تَابَعَ ابْنَ جُرَيْجٍ۔ عَلَى ذٰلِكَ ابْنُ إِسْحَاقَ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے وہی مضمون مثل حدیث مالک اور ابن جریج کے روایت کیا اور ان راویوں میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ روایت ہے نافع سے وہ راوی ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے، سنا میں نے نبی ﷺ سے، مگر ابن جریج نے اکیلے اور ابن جریج کی اتباع کی ہے اس بیان میں ابن اسحاق نے۔

[نسائی: ۲۸۲۸، ۲۸۳۳، ۲۸۳٤؛ ابن ماجه: ۳۰۸۸]

(۲۸۷۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((خَمْسٌ لَا جُنَاحَ فِي قَتْلِ مَا قُتِلَ مِنْهُنَّ فِي الْحَرَمِ)) فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے: ''کچھ حرج نہیں پانچ جانوروں کے قتل میں پھر مثل اسی کے بیان کیا۔

(۲۸۷٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَقُولُ: قَالَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے ارشاد ہوا کہ ''پانچ

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَمْسٌ مَنْ قَتَلَهُنَّ وَهُوَ حَرَامٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ فِيْهِنَّ الْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْغُرَابُ وَالْحُدَيَّا)) وَاللَّفْظُ لِيَحْيٰى بْنِ يَحْيٰى.

جانور ہیں کہ ان کو جس نے حالت احرام میں مارا اس پر کچھ گناہ نہیں ان کے قتل میں بچھو اور چوہا اور کٹ کھنا کتا اور کوا اور چیل۔"

○ ○ ○ ○

بَابُ جَوَازِ حَلْقِ الرَّأْسِ لِلْمُحْرِمِ إِذَا كَانَ بِهِ أَذًى وَوُجُوْبِ الْفِدْيَةِ لِحَلْقِهِ وَبَيَان قَدْرِهَا.

باب: عذر کی وجہ سے محرم سر منڈا سکتا ہے۔

(٢٨٧٧) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: أَتٰى عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَأَنَا أُوْقِدُ تَحْتَ. قَالَ الْقَوَارِيْرِيُّ: قِدْرٍ لِّيْ وَقَالَ أَبُو الرَّبِيْعِ: بُرْمَةٍ لِيْ. وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلٰى وَجْهِيْ قَالَ: ((أَتُوْذِيْكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ؟)) قَالَ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: ((فَاحْلِقْ وَصُمْ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ أَوِ انْسُكْ نَسِيْكَةً)) قَالَ أَيُّوْبُ: فَلَا أَدْرِيْ بِأَيِّ ذٰلِكَ بَدَأَ.

[بخاري: ١٨١٤، ١٨١٥، ١٨١٧، ١٨١٨، ٤١٥٩، ٤١٩٠، ٤١٩١، ٥٦٦٥، ٥٧٠٣، ٦٧٠٨؛ ابوداود: ١٨٥٦، ١٨٥٧، ١٨٥٨، ١٨٥٩، ١٨٦٠، ١٨٦١؛ ترمذي: ٩٥٣، ٢٩٧٤؛ نسائي: ٢٨٥١]

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے پاس آئے رسول اللہ ﷺ سال حدیبیہ میں اور میں اپنی ہانڈی کے نیچے آگ پھونک رہا تھا اور جوئیں میرے منہ پر چلی آتی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہارے سر کے کیڑوں نے بہت ستایا ہے۔" میں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم سر منڈوا دو اور تین روزے رکھو، یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ یا ایک قربانی کرو۔" ایوب نے کہا: مجھے یاد نہیں کہ پہلے کیا چیز فرمائی۔

○ ○ ○ ○

(٢٨٧٨) عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوْبَ فِيْ هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ. [راجع: ٢٨٧٧]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٨٧٩) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: فِيَّ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّنْ رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾ [٢/ البقرة:١٩٦] قَالَ: فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ: ((ادْنُهْ)) فَدَنَوْتُ فَقَالَ: ((ادْنُهْ)) فَدَنَوْتُ

کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّنْ رَّأْسِهِ﴾ میرے ہی حق میں اتری اور میں آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اور آپ ﷺ نے فرمایا: "نزدیک آؤ" میں نزدیک آیا۔ پھر فرمایا: "تم کو تمہاری جوئیں بہت ستاتی ہیں۔" ابن عون نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ انہوں نے کہا: ہاں۔ پھر مجھے حکم فرمایا فدیہ کا روزہ ہو، خواہ صدقہ

فَقَالَ ﷺ: ((أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ؟)) قَالَ ابْنُ عَوْنٍ: وَأَظُنُّهُ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَأَمَرَنِي بِفِدْيَةٍ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ مَا تَيَسَّرَ.

[راجع:۲۸۷۷]

ہو خواہ قربانی ہو۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہ آیت پارہ سیقول میں ہے معنی یہ ہیں کہ جو بیمار ہو تم میں سے یا تکلیف ہو اس کے سر میں (اور وہ سر منڈا لے) تو فدیہ اس کا روزے ہیں یا صدقہ یا قربانی اور تفصیل اس کی آگے آئے گی۔ (ان شاء اللہ)

(۲۸۸۰) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَقَفَ عَلَيْهِمْ وَرَأْسُهُ يَتَهَافَتُ قَمْلًا فَقَالَ: ((أَتُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: ((فَاحْلِقْ رَأْسَكَ)) قَالَ: فَفِيَّ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ تَصَدَّقْ بِفَرَقٍ بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِينَ أَوِ انْسُكْ مَا تَيَسَّرَ)). [راجع:۲۸۷۷]

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس کھڑے تھے اور میرے سر میں سے جوئیں گر رہی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم کو جوئیں ستاتی ہیں؟ میں نے کہا: ہاں آپ ﷺ نے فرمایا: ”سر منڈا ڈالو۔“ اور یہ آیت میرے حق میں اتری پھر مجھ سے آپ ﷺ نے فرمایا: ”تین روزے رکھو یا ایک ٹوکرا خیرات دو یعنی غلہ بھر کر چھ مساکین کو یا قربانی کرو جو میسر ہو۔“

○ ○ ○ ○

(۲۸۸۱) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَهُوَ يُوقِدُ تَحْتَ قِدْرٍ وَالْقَمْلُ يَتَهَافَتُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ: ((أَتُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ هَذِهِ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((فَاحْلِقْ رَأْسَكَ وَأَطْعِمْ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِينَ ـ وَالْفَرَقُ ثَلَاثَةُ آصُعٍ ـ أَوْ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوِ انْسُكْ نَسِيكَةً)) قَالَ ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ: ((أَوِ اذْبَحْ شَاةً)). [راجع:۲۸۷۷]

کعب رضی اللہ عنہ نے وہی مضمون اوپر کا بیان کر کے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سر منڈا ڈالو اور ایک ٹوکرا غلہ چھ مسکینوں کو بانٹ دو (اور ٹوکرا تین صاع ہے اور صاع کی تحقیق کتاب الزکوٰۃ میں گزری) یا تین دن روزے رکھو یا ایک قربانی کرو ابن ابی نجیح کی روایت میں ہے کہ ”ایک بکری ذبح کرو۔“

○ ○ ○ ○

(۲۸۸۲) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِهِ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فَقَالَ [لَهُ]: ((آذَاكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ؟)) قَالَ: نَعَمْ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((احْلِقْ رَأْسَكَ ثُمَّ اذْبَحْ شَاةً نُسُكًا أَوْ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ ثَلَاثَةَ آصُعٍ

کعب رضی اللہ عنہ نے وہی مضمون اوپر کا بیان کر کے کہا کہ آپ نے فرمایا: ”سر منڈا ڈالو اور ایک ٹوکرا غلہ چھ مسکینوں کو بانٹ دو اور ٹوکرا تین صاع کا ہے (اور صاع کی تحقیق کتاب الزکوٰۃ میں گزری ہے) یا تین روزے رکھو یا ایک قربانی کرو (ابن ابی نجیح کی روایت میں ہے کہ ایک بکری ذبح کرو)۔

مِنْ تَمْرٍ عَلٰى سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ)). [راجع:٢٨٧٧]

○ ○ ○ ○

(٢٨٨٣) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ: قَعَدْتُ اِلٰى كَعْبٍ ﷺ وَهُوَ فِى الْمَسْجِدِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ: ﴿فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ﴾ فَقَالَ كَعْبٌ نَزَلَتْ فِىَّ كَانَ بِىْ اَذًى مِّنْ رَّأْسِىْ فَحُمِلْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلٰى وَجْهِىْ فَقَالَ: ((مَا كُنْتُ اَرٰى اَنَّ الْجَهْدَ بَلَغَ مِنْكَ مَا اَرٰى اَتَجِدُ شَاةً؟)) فَقُلْتُ: لَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ: ﴿فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْنُسُكٍ﴾ قَالَ: صَوْمُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ اَوْ اِطْعَامُ سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ نِصْفَ صَاعٍ طَعَامًا لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ قَالَ: فَنَزَلَتْ وَفِىَّ خَاصَّةً وَهِىَ لَكُمْ عَامَّةً . [بخاري: ١٨١٦، ٤٥١٧؛ ترمذي: ٢٩٧٣؛ ابن ماجه:٣٠٧٩]

کعب کے پاس عبداللہ بن معقل بیٹھے اور کعب مسجد میں تھے اور یہ آیت بیان کی ﴿فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ﴾ تو کہا: یہ میرے لیے اتری ہے پھر سارا قصہ بیان کیا جو کئی بار گزرا آخر میں حضور ﷺ نے فرمایا: روزے تین دن کے یا کھانا چھ مسکینوں کا ہر مسکین کو نصف صاع۔'' پھر کہا کعب نے یہ آیت اتری ہے خاص میرے لیے اور (باعتبار لفظ کے) عام ہے تم سب کیلئے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: قربان ان کے خلوص اور حسن ایمان کے کہ باوجود اس مسکنت اور سادگی کے اللہ پاک جل جلالہ نے ان کی طرف التفات فرمایا اور ان کے لیے بالائے عرش سے فرمان عمیم الاحسان اتارا غرض ان کی جوؤں کا سب کے سر پر احسان ہے۔

(٢٨٨٤) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ اَنَّهٗ خَرَجَ مَعَ النَّبِىِّ ﷺ مُحْرِمًا فَقَمِلَ رَأْسُهٗ وَلِحْيَتُهٗ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِىَّ ﷺ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَدَعَا الْحَلَّاقَ فَحَلَقَ رَاسَهٗ ثُمَّ قَالَ [لَهٗ]: ((هَلْ عِنْدَكَ نُسُكٌ؟)) قَالَ: مَا اَقْدِرُ عَلَيْهِ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَصُوْمَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَوْ يُطْعِمَ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنَيْنِ صَاعٌ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْهِ خَاصَّةً ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ﴾ ثُمَّ كَانَتْ لِلْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةً. [راجع:٢٨٨٣]

اس حدیث کا ترجمہ ومفہوم کچھ کمی وبیشی کے ساتھ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ جَوَازِ الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ.

باب: محرم کیلئے پچھنے لگانے کا جواز۔

(٢٨٨٥) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ. [بخاري: ١٨٣٥، ٥٦٩٥؛ ابوداود: ١٨٣٥؛ ترمذي: ٨٣٩؛ نسائي: ٢٨٤٥، ٢٨٤٦، ٢٨٤٧]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے مکہ کی راہ میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھے ہوئے تھے۔

O O O O

(٢٨٨٦) عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم احْتَجَمَ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَسَطَ رَأْسِهِ. [بخاري: ١٨٣٦، ٥٦٩٨؛ نسائي: ٢٨٥٠؛ ابن ماجه: ٣٤٨١]

ابن بحینہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے مکہ کی راہ میں اپنے سر کے بیچ میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم احرام سے تھے۔

O O O O

فائدہ۔ ان روایتوں کے سبب سے اجماع کیا ہے علما نے پچھنے لگانے کے جواز پر خواہ سر میں لگائے یا اور کہیں جب ضرورت ہو اگرچہ بال ٹوٹ جائیں اور بال ٹوٹنے میں فدیہ ہے اور اگر بال نہ ٹوٹے تو کچھ فدیہ نہیں غرض بغیر ضرورت کے حرام ہے اگر بال ٹوٹنے کا خیال ہے اگر بالوں کی جگہ نہیں تو بغیر ضرورت کے بھی ہو تو روا ہے یہی مذہب ہے شافعیہ اور جمہور کا اور اس میں فدیہ نہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہ اور مالک رحمہ اللہ سے اس صورت میں کراہت منقول ہے اور یہ حدیث محمول ہے اس پر کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرورت ہوگی اور اس حدیث میں ایک قاعدہ ہے مسائل احرام کا کہ سر منڈانا اور کپڑے پہننا اور قتل صید وغیرہ محرمات احرام مباح ہیں بحسب ضرورت و وقت حاجت اور ان سب میں فدیہ واجب ہے۔

بَابُ جَوَازِ مُدَاوَاةِ الْمُحْرِمِ عَيْنَيْهِ.

باب: محرم کو آنکھوں کا علاج کرانا جائز ہے۔

(٢٨٨٧) عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِمَلَلٍ اشْتَكٰى عُمَرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَيْنَيْهِ فَلَمَّا كُنَّا بِالرَّوْحَاءِ اشْتَدَّ وَجَعُهُ فَاَرْسَلَ اِلٰى اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ يَسْاَلُهُ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ اَنِ اضْمِدْهُمَا بِالصَّبْرِ فَاِنَّ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ حَدَّثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الرَّجُلِ وَهُوَ مُحْرِمٌ ضَمَّدَهُمَا بِالصَّبْرِ. [ابوداود: ١٨٣٨، ١٨٣٩؛ ترمذي: ٩٥٢؛ نسائي: ٢٧١٠]

وہب کے بیٹے نبیہ نے کہا کہ ہم نکلے ابان بن عثمان کے ساتھ اور جب ملل میں پہنچے (نام ہے ایک موضع کا کہ مدینہ سے اٹھائیس میل ہے مکہ کی راہ میں) تو عمر بن عبیداللہ کی آنکھیں دکھنے لگیں پھر جب روحاء میں آئے بہت درد ہوا تو ابان بن عثمان سے کہلا بھیجا انہوں نے کہا کہ ایلوے کا لیپ کرو اس لیے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب مرد کی آنکھیں دکھنے لگیں اور وہ احرام باندھے ہوئے ہو تو آپ نے فرمایا کہ ان پر ایلوے کا لیپ کر لے۔

O O O O

فائدہ۔ اتفاق علما کا ہے کہ موافق اس حدیث کے لیپ کرنا ایلوے وغیرہ کا جس میں خوشبو نہیں ہے دوا کے لیے روا ہے اور اس میں فدیہ نہیں اور ضرورت ہو خوشبودار دوا کی تو لگائے اور فدیہ دے اور سرمہ لگانا زینت کے لیے مکروہ ہے شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اور احمد رحمہ اللہ اور اسحق رحمہ اللہ اور ایک جماعت نے بالکل منع کیا ہے اور مالک کے اس میں دو قول ہیں اور فدیہ کے واجب ہونے میں بھی ان کے دو قول ہیں۔

(٢٨٨٨) عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْمَرٍ رَمِدَتْ عَيْنُهُ فَاَرَادَ اَنْ يَكْحُلَهَا فَنَهَاهُ اَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ وَاَمَرَهُ اَنْ

نبیہ نے کہا: عمر بن عبیداللہ کی آنکھیں دکھیں اور سرمہ لگانا چاہا تو ابان نے منع کیا اور صبر کے لگانے کو بتایا اور روایت کی عثمان رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔

يُضَمِّدَهَا بِالصَّبِرِ وَحَدَّثَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ فَعَلَ ذٰلِكَ.

[راجع: ٢٨٨٧]

○ ○ ○ ○

بَابُ جَوَازِ غَسْلِ الْمُحْرِمِ بَدَنَهُ وَرَأْسَهُ.

باب :محرم کیلئے بدن اور سر دھونا روا (جائز) ہے۔

(٢٨٨٩) عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرِ ابْنِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہم أَنَّهُمَا اخْتَلَفَا بِالْأَبْوَاءِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ وَقَالَ الْمِسْوَرُ: لَا يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ فَأَرْسَلَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ إِلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَسْأَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ وَهُوَ يَسْتَتِرُ بِثَوْبٍ قَالَ: فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ فَقُلْتُ: أَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ حُنَيْنٍ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ أَسْأَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ؟ فَوَضَعَ أَبُو أَيُّوبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فَطَأْطَأَهُ حَتّٰى بَدَالِيْ رَأْسُهُ ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَصُبُّ: [اصْبُبْ] فَصَبَّ عَلَى رَأْسِهِ ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُهُ ﷺ يَفْعَلُ. [بخاري: ١٨٤٠؛ ابوداود: ١٨٤٠؛ نسائي: ٢٦٦٤؛ ابن ماجه: ٢٩٣٤]

ابراہیم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ دونوں میں تکرار ہوئی ابواء میں۔ ابن عباس نے کہا: محرم سر دھوئے اور مسور نے کہا: نہیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ابوایوب رضی اللہ عنہ کے پاس مجھے بھیجا کہ ان سے پوچھیں تو میں نے ان کو پایا کہ وہ کنوئیں کی دو لکڑیوں کے بیچ میں نہا رہے تھے اور وہ ایک کپڑے کی آڑ میں تھے اور میں نے ان سے سلام علیک کی اور انہوں نے پوچھا کہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں عبداللہ بن حنین ہوں اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے کہ میں پوچھوں کہ رسول اللہ ﷺ احرام میں کیسے سر دھوتے تھے؟ پس ابوایوب رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ کپڑے پر رکھے اور سر جھکایا یہاں تک کہ مجھے نظر آیا اور اس آدمی سے کہا جو ان پر پانی ڈالتا تھا کہ ڈالو پھر وہ اپنے سر کو ہلاتے تھے اور اپنے ہاتھ سے ملتے تھے آگے اور پیچھے پھر کہا میں نے ایسے ہی دیکھا ہے رسول اللہ ﷺ کو۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث میں کئی فوائد ہیں: اول محرم کو نہانا جائز ہے' دوسرے سر دھونا اس کو روا ہے اس طرح کہ بال نہ ٹوٹیں' تیسرے خبر واحد کا قبول کرنا کہ یہ صحابہ میں مشہور و معروف صحابی تھے' چوتھا رجوع کرنا سنت کی طرف جب اختلاف واقع ہو اور ترک کرنا اجتہاد اور قیاس کا خواہ اپنا قیاس ہو خواہ دوسرے کا اور یہی لازم ہے ساری امت کو اور یہی سبیل مؤمنین ہے صحابہ و تابعین و اسلاف صالحین کی ولو کرہ المقلدون والمتعصبون۔ پانچویں سلام کا جائز ہونا متوضی اور مغتسل پر بخلاف اس کے جو پاخانہ یا پیشاب کرتا ہو۔ چھٹے جائز ہونا استعانت کا وضو و غسل وغیرہ میں' ساتویں معلوم ہوا اس سے طریقہ مسئلہ پوچھنے کا کہ جب کسی عالم سے پوچھیں کہ کیا ہے اس میں حکم اللہ تعالیٰ کا؟ کیا ہے سنت رسول اللہ ﷺ کی؟ یا کیا ہے قول آنحضرت ﷺ کا؟ اور نہ سوال کریں کسی کے قیاس سے اور نہ کسی کی رائے اور اجتہاد سے کہ یہ طریقہ نہیں سلف کا بلکہ شناعت اور ملامت کی ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) اس پر بہت سے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ میں سے اور جمہور کا ہے اور زجر کیا ہے سائلین کو جب پوچھی گئی ان سے رائے ان کی یا قیاس ان کا اور اتفاق کیا ہے علمانے اس پر کہ محرم کو اپنا سر دھونا واجب ہے جنابت کے وقت اور باقی رہا غسل صرف آرام اور راحت اور تبرید اور استراحت کیلئے اس میں مذہب شافعیہ کا اور جمہور کا جواز ہے بلا کراہت اور جائز ہے شافعیہ کے نزدیک سر دھونا بیری کے پتوں سے یا خطمی سے اس طرح کہ بال نہ ٹوٹیں اور جب تک بال نہ ٹوٹیں فدیہ نہیں اور مالک رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ وہ حرام ہے اور موجب فدیہ ہے مگر یہ روایتیں ان پر حجت ہیں۔

(٢٨٩٠) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: فَأَمَرَّ أَبُو أَيُّوبَ بِيَدَيْهِ عَلٰى رَأْسِهِ جَمِيعًا عَلٰى جَمِيعِ رَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ فَقَالَ الْمِسْوَرُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: لَا أُمَارِيكَ أَبَدًا

[راجع:٢٨٨٩]

زید بن اسلم نے اس اسناد سے یہی روایت کی اور کہا کہ ابوایوب رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیرے اپنے سارے سر پر آگے اور پیچھے اور مسور رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں آج سے آپ سے تکرار نہ کروں گا۔

فائدہ معلوم ہو جانے پر فوراً رجوع الی الحق صالحین کا شیوہ اور طرہ امتیاز تھا نہ کہ قیل وقال اور بحث تکرار جیسا کہ مذکورہ حدیث سے واضح ہو رہا ہے۔

بَابُ مَا يُفْعَلُ بِالْمُحْرِمِ إِذَا مَاتَ.

باب: محرم مرجائے تو کیا کریں؟

(٢٨٩١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ خَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَعِيرِهِ فَوُقِصَ فَمَاتَ فَقَالَ: ((اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا)). [بخاری: ١٢٦٨، ١٢٤٩؛ ابو داود: ٣٢٣٨، ٣٢٣٩؛ ترمذی: ٩٥١؛ نسائی: ١٩٠٣، ٢٨٥٨؛ ابن ماجہ: ٣٠٨٤]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی اونٹ سے گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی اور مر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو غسل دو پانی اور بیری کے پتوں سے اور کفن دو اس کو دو کپڑوں میں اسی کے اور سر نہ ڈھانپو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اٹھائے گا لبیک پکارتا ہوا۔“

(٢٨٩٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ مِنْ رَاحِلَتِهِ قَالَ أَيُّوبُ فَأَوْقَصَتْهُ. أَوْ قَالَ فَأَقْعَصَتْهُ. وَقَالَ عَمْرٌو: فَوَقَصَتْهُ: فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوهُ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ قَالَ أَيُّوبُ: فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا وَقَالَ عَمْرٌو: فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُلَبِّي)). [بخاری: ١٢٦٥، ١٢٦٦، ١٢٦٨،

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ”ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفات میں کھڑا تھا کہ اپنی اونٹنی سے گر پڑا۔ ایوب نے کہا کہ گردن ٹوٹ گئی اس کی اور نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”غسل دو اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے اور کفن دو اس کو دو کپڑوں میں اور خوشبو نہ لگاؤ اور نہ سر ڈھانپو اس کا۔“ ایوب نے کہا: کہ اللہ تعالیٰ اس کو اٹھائے گا قیامت کے دن لبیک پکارنے والا اور عمرو نے کہا: پکارتا ہوا۔“

١٨٥٠؛ابو داود: ٣٢٣٩، ٣٢٤٠؛ نسائی: ٢٨٥٥]

(٢٨٩٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا كَانَ وَاقِفًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَذَكَرَ نَحْوَ مَا ذَكَرَ حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٨٩٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَقْبَلَ رَجُلٌ حَرَامًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَخَرَّ مِنْ بَعِيْرِهٖ فَوُقِصَ وَقْصًا فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اغْسِلُوْهُ بِمَآءٍ وَسِدْرٍ وَالْبِسُوْهُ ثَوْبَيْهِ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهٗ فَإِنَّهٗ يَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلَبِّيْ)).

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

[راجع: ٢٨٩١]

○ ○ ○ ○

(٢٨٩٥) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَقْبَلَ رَجُلٌ حَرَامٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ: ((فَإِنَّهٗ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا)) وَزَادَ لَمْ يُسَمِّ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ حَيْثُ خَرَّ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہی مضمون مروی ہوا صرف اتنا فرق ہے کہ انہوں نے کہا: ''اٹھایا جائے گا قیامت کے دن لبیک پکارتا ہوا۔'' اور سعید بن جبیر نے اس جگہ کا نام نہیں لیا جہاں وہ گرا تھا۔

[راجع: ٢٨٩١]

○ ○ ○ ○

(٢٨٩٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا اَوْقَصَتْهُ رَاحِلَتُهٗ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اغْسِلُوْهُ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْهِ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهٗ وَلَا وَجْهَهٗ فَإِنَّهٗ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا)). [راجع: ٢٨٩١]

وہی مضمون ہے مگر اتنا فرق ہے کہ اس کی اونٹنی نے اس کی گردن توڑ ڈالی اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا منہ بھی نہ ڈھانپو۔''

(٢٨٩٧) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُحْرِمًا فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهٗ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اغْسِلُوْهُ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْهِ وَلَا تَمَسُّوْهُ بِطِيْبٍ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهٗ فَإِنَّهٗ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّدًا)). [بخاری: ١٢٦٧، ١٨٥١؛ نسائی: ٢٧١٢، ٢٨٥٣، ٢٨٥٤، ٢٨٥٧؛ ابن ماجہ: ٣٠٨٤]

وہی مضمون ہے صرف اتنا فرق ہے کہ ''اس کو خوشبو نہ لگاؤ وہ قیامت کے دن سر میں تلبید کیے ہوئے اٹھے گا۔'' (تلبید کسی چیز سے بال جمانے کو کہتے ہیں اس سے تلبید کا استحباب ثابت ہوا)

○ ○ ○ ○

(٢٨٩٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ اَنَّ رَجُلًا وَقَصَهُ بَعِيْرُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَاَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَنْ يُغْسَلَ بِمَآءٍ وَسِدْرٍ وَلَا يَمَسَّ طِيْبًا وَلَا يُخَمَّرَ رَأْسُهُ فَاِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّدًا. [راجع:٢٨٩٧]

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

(٢٨٩٩) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ يُحَدِّثُ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوَقَعَ مِنْ نَاقَتِهٖ فَاَقْعَصَتْهُ. فَاَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يُّغْسَلَ بِمَآءٍ وَسِدْرٍ وَاَنْ يُّكَفَّنَ فِيْ ثَوْبَيْنِ وَلَا يَمَسَّ طِيْبًا خَارِجٌ رَأْسُهُ. قَالَ شُعْبَةُ: ثُمَّ حَدَّثَنِيْ بِهٖ بَعْدَ ذٰلِكَ خَارِجٌ رَأْسُهُ وَوَجْهُهُ فَاِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّدًا. [راجع:٢٨٩٧]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وہی مضمون بیان کیا اور اس میں یہ ہے کہ ”کفن دو اس کے تیئں دو کپڑوں میں کہ سر باہر نکلا رہے اور خوشبو نہ لگاؤ۔“ اور شعبہ نے کہا: پھر مجھ سے میرے شیخ نے یوں روایت کی کہ سر اور منہ دونوں باہر نکلے رہیں باقی مضمون وہی ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان سب روایتوں سے مذہب امام شافعی اور احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کی تائید ہوتی ہے کہ محرم جب مر جائے اس کو سیا ہوا کپڑا نہ پہنائیں اور نہ سر ڈھانپیں نہ خوشبو لگائیں اور مالک اور اوزاعی نے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ وغیرہم نے کہا ہے کہ اس کا حکم مثل غیر محرم کے ہے اور یہ احادیث ان پر حجت ہیں اور ان کے مذہب کی راد ہیں اور بیری کے پتوں سے غسل دینے کا استحباب بھی ثابت ہوا اور محرم و غیر محرم اس میں دونوں برابر ہیں اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور طاؤس اور عطاء اور مجاہد اور ابن منذر اور دوسرے فقہاء رحمہم اللہ کا اور منع کیا ہے مالک رحمہ اللہ اور دوسرے لوگوں نے اور یہ روایتیں ان کی راد ہیں۔

(٢٩٠٠) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ وَقَصَتْ رَجُلًا رَاحِلَتُهُ وَهُوَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَنْ يَّغْسِلُوْهُ بِمَآءٍ وَسِدْرٍ وَاَنْ يَّكْشِفُوْا وَجْهَهُ. حَسِبْتُهُ قَالَ: وَرَأْسَهُ فَاِنَّهُ يُبْعَثُ [يَوْمَ الْقِيَامَةِ] وَهُوَ يُهِلُّ.

مضمون وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کا چہرہ کھلا رکھو لیکن سر کے بارے میں شک ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٩٠١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ رَجُلٌ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ فَمَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اغْسِلُوْهُ وَلَا تُقَرِّبُوْهُ طِيْبًا وَلَا تُغَطُّوْا وَجْهَهُ فَاِنَّهُ يُبْعَثُ يُلَبِّيْ)).

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ جَوَازِ اشْتِرَاطِ الْمُحْرِمِ التَّحَلُّلَ بِعُذْرِ الْمَرَضِ وَنَحْوِهٖ.

باب: محرم کی شروط۔

(٢٩٠٢) عَنْ عَائِشَةَ ﷺ قَالَتْ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهَا: ((اَرَدْتِ الْحَجَّ؟)) قَالَتْ: وَاللّٰهِ! مَا اَجِدُنِیْ اِلَّا وَجِعَةً فَقَالَ لَهَا: ((حُجِّیْ وَاشْتَرِطِیْ وَقُوْلِیْ: اَللّٰهُمَّ! مَحِلِّیْ حَیْثُ حَبَسْتَنِیْ)) وَكَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ. [بخاری:٥٠٨٩]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ضباعہ بنت زبیر کے پاس اور فرمایا: ''کہ تم نے ارادہ کیا ہے حج کا؟'' انہوں نے کہا کہ ہاں قسم ہے اللہ کی اور میں اکثر بیمار ہو جاتی ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہ حج کرو اور شرط کرو اور یوں کہو کہ اے اللہ! احرام کھولنا میرا وہیں ہے جہاں تو مجھے روک دے۔'' اور وہ مقداد کے نکاح میں تھیں۔



(٢٩٠٣) عَنْ عَائِشَةَ ﷺ قَالَتْ: دَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ اُرِيْدُ الْحَجَّ وَاَنَا شَاكِيَةٌ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((حُجِّیْ وَاشْتَرِطِیْ اَنَّ مَحِلِّیْ حَیْثُ حَبَسْتَنِیْ)). [نسائی:٢٧٦٧]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہی مضمون مروی ہوا اس میں ضباعہ نے عرض کی کہ میں حج کا ارادہ کرتی ہوں۔



(٢٩٠٤) عَنْ عَائِشَةَ ﷺ مِثْلَهُ. [راجع:٢٩٠٣]

وہی مضمون ہے جو اوپر گزرا۔



(٢٩٠٥) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ اَنَّ ضُبَاعَةَ بِنْتَ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: اِنِّیْ امْرَاَةٌ ثَقِيْلَةٌ وَاِنِّیْ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَمَا تَاْمُرُنِیْ؟ قَالَ: ((اَهِلِّیْ بِالْحَجِّ وَاشْتَرِطِیْ اَنَّ مَحِلِّیْ حَیْثُ تَحْبِسُنِیْ)) قَالَ: فَاَدْرَكَتْ. [نسائی: ٢٧٦٦؛ ابن ماجه: ٢٩٣٨]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وہی مضمون روایت کیا اس میں ہے کہ میں بھاری بوجھل ہوں اور آخر میں یہ ہے کہ انہوں نے حج پا لیا احرام کھولنے کی ضرورت نہیں پڑی۔



(٢٩٠٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ اَنَّ ضُبَاعَةَ اَرَادَتِ الْحَجَّ فَاَمَرَهَا النَّبِیُّ ﷺ اَنْ تَشْتَرِطَ فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ عَنْ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. [نسائی: ٢٧٦٤]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ضباعہ رضی اللہ عنہا نے حج کا ارادہ کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ان کو کہ اپنے احرام میں شرط کر لیں اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ویسا ہی کیا۔



فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کو کسی مرض کا دورہ ہوتا ہو اور اس کا خوف ہو جیسے دمہ اور بخار امراض ہیں اس کو جائز ہے کہ احرام کے وقت شرط کر لے کہ اگر میں بیمار ہوا تو احرام کھول ڈالوں گا۔ پھر بیماری کے وقت احرام کھول ڈالے اور یہی قول ہے عمر بن خطاب، علی اور ابن مسعود اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اور تابعین میں سے ایک جماعت کا اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق اور ابو ثور رحمہ اللہ علیہم کا اور یہی صحیح روایت ہے شافعی رحمہ اللہ سے اور حجت ان سب لوگوں کی یہی حدیث ہے ضباعہ رضی اللہ عنہا کی اور ابو حنیفہ اور مالک اور بعض تابعین رحمہم اللہ کا قول ہے کہ اشتراط روا نہیں اور انہوں نے اس حدیث کو ایک قضیہ خاصہ میں محمول کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ ان کے لیے خاص تھا اور قاضی عیاض رحمہ اللہ وغیرہ بعض لوگوں نے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) اس حدیث کو ضعیف کہا ہے اور اصیلی نے کہا ہے کہ اشتراط کے بارے میں کوئی اسناد حدیث صحیح نہیں ہوئی اور نسائی نے کہا ہے کہ کسی نے اس روایت کو مرفوع نہیں کیا سوائے معمر کے زہری سے حالانکہ یہ قول قاضی عیاض اور اصیلی کا غلط فاحش ہے اور نووی رحمہ اللہ نے اس کی تغلیط پر تصریح کی ہے اور یہ حدیث مشہور ہے صحیح بخاری میں، مسلم، ترمذی، ابوداؤد اور نسائی اور تمام کتب حدیث میں جن پر اعتماد اور اعتبار کیا جاتا ہے اور طرق متعددہ سے باسانید کثیرہ متنوعہ مروی ہوئی صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور صرف مسلم ہی نے جن طرق سے بیان کیا ہے وہی اس کی تصحیح و اثبات کو کافی ہیں اور جب حدیث صحیح ہوئی اشتراط روا ہوا اور دعویٰ تخصیص کا بلا دلیل ہے۔

(۲۹۰۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِضُبَاعَةَ رضی اللہ عنہا: ((حُجِّي وَاشْتَرِطِي أَنَّ مَحِلِّي حَيْثُ تَحْبِسُنِي)) وَفِي رِوَايَةِ إِسْحٰقَ: أَمَرَ ضُبَاعَةَ.

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن اسحاق کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ضباعہ کو حکم دیا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ صِحَّةِ إِحْرَامِ النُّفَسَاءِ وَاسْتِحْبَابِ اغْتِسَالِهَا لِلْإِحْرَامِ وَكَذَا الْحَائِضُ.

باب: حائضہ اور نفاس والی کے احرام اور غسل کا بیان۔

(۲۹۰۸) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: نُفِسَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ بِمُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بِالشَّجَرَةِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ يَأْمُرُهَا أَنْ تَغْتَسِلَ وَتُهِلَّ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نفاس ہوا، اسماء رضی اللہ عنہا بیٹی عمیس کو محمد بن ابوبکر کے پیدا ہونے کا ذوالحلیفہ کے سفر میں، سو حکم کیا رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر کو کہ ان سے کہیں کہ نہائیں اور لبیک پکاریں۔

[ابوداود: ۱۷۴۳؛ ابن ماجه: ۲۹۱۱]

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احرام نفساء اور حائضہ کا صحیح ہے اور احرام کیلئے انہیں غسل کرنا مستحب ہے اور مذہب شافعیہ اور مذہب مالک اور ابوحنیفہ اور جمہور کے نزدیک یہ غسل مستحب ہے اور حسن رحمہ اللہ اور اہل ظاہر کے نزدیک واجب، حائض اور نفساء جمیع افعال بجالائیں سوائے طواف اور دو رکعت طواف کے، اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دو رکعتیں احرام کی واجب نہیں اور نہ مروی ہوئی ہیں رسول اللہ ﷺ سے۔ تصریح کی ہے اس کی ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں۔

رسول اللہ ﷺ کے حج کی بقیہ کیفیت

اور تلبید کی رسول اللہ ﷺ نے غسل کے ساتھ اور غسل بکسر غین، وہ چیز ہے جس سے سر دھویا جائے جیسے خطمی وغیرہ اور بالوں کا جمانا ہے کسی لیسدار چیز سے کہ بال پریشان نہ ہوں اور آپ ﷺ نے مصلے ہی پر لبیک پکاری بعد ظہر کے پھر اونٹنی پر سوار ہوئے اور پھر لبیک پکاری پھر جب بیداء پہنچے لبیک پکاری۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ کی قسم ہے آپ ﷺ نے واجب کیا حج کو اپنے مصلے میں اور اہلال کیا اور جب اونٹنی آپ ﷺ کو لے کر سیدھی ہوئی جب بھی اہلال کیا جب بیداء کے ٹیلے پر چڑھے جب بھی اہلال کیا اور کبھی آپ ﷺ حج اور عمرے کے ساتھ اہلال فرماتے اور کبھی صرف حج کے ساتھ کہ عمرہ اس کا ایک جز ہے اور اسی وجہ سے یہ قول ثابت ہوا کہ آپ ﷺ قارن تھے اور اسی سبب سے شبہ ہوا کہ آپ ﷺ متمتع تھے اور شبہ ہوا کہ آپ ﷺ نے افراد کیا تھا اور ابن حزم رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ سب قبل ظہر کے تھا حالانکہ یہ وہم ہے اور صحیح یہی ہے کہ آپ ﷺ قارن تھے اور یہ سب بعد ظہر ہوا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) اور آپ ﷺ نے اہلال ظہر کے بعد کیا اور اس کا کوئی قائل نہیں ہے کہ احرام آپ ﷺ کا ظہر کے قبل تھا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ شجرہ کے پاس سے آپ ﷺ نے اہلال شروع کیا جب اونٹ آپ ﷺ کا کھڑا ہوا اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نماز ظہر آپ ﷺ نے پڑھی اور سوار ہوئے اور دونوں حدیثیں صحیح بخاری میں ہیں اور دونوں روایتوں کے ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے بعد ظہر کے (اہلال کیا اور پھر لبیک سے آواز بلند کی اور آپ ﷺ کی آواز اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے سنی اور حکم کیا ان کو بامر اللہ تعالیٰ کہ اپنی آوازیں بلند فرمائیں تلبیہ کے ساتھ اور آپ ﷺ کی سواری حج میں شتر تھا پالان کے ساتھ نہ محمل تھا نہ ہودج، نہ عماری اور زنبیل توشہ کے نیچے بندھی تھی اور محرم کے محمل اور ہودج اور عماری پر سوار ہونے میں اختلاف ہے اور اس کے جواز میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے دو قول ہیں ایک یہ کہ جائز ہے اور یہی مذہب ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور دوسرے یہ کہ منع ہے اور یہ مذہب ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ کا پھر رسول اللہ ﷺ نے مخیر کیا اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو نسک ثلاثہ یعنی افراد و تمتع و قران میں پھر ترغیب دی جب کہ مکہ کے قریب پہنچے کہ حج کو اور قران کو فسخ کر ڈالیں اور عمرہ بجالا کر احرام کھول ڈالیں جن لوگوں کے پاس ہدی (قربانی) نہیں ہے پھر مروہ کے قریب اس کا حکم حتمی فرمایا اور ذی الحلیفہ میں اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس زوجہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو وضع حمل ہوا اور محمد بن ابوبکر پیدا ہوئے تو حکم فرمایا ان کو جو اس باب میں گزرا (زاد المعاد)

اور ان کے قصہ سے تین مسئلے معلوم ہوئے: اول غسل محرم کا۔ ثانی یہ کہ حائضہ اپنے احرام کے لیے غسل کرے۔ ثالث یہ کہ احرام صحیح ہے حائضہ کا پھر جب نبی ﷺ چلے اور لبیک پکارتے تھے اور صحابہ لبیک میں جو چاہتے بڑھاتے گھٹاتے تھے اور نبی ﷺ منع نہیں کرتے تھے اور پسند فرماتے تھے پھر جب روحاء میں پہنچے وہاں ایک گدھا کونچے کٹا ہوا ملا آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے چھوڑ دو کہ اس کے مارنے والا آئے گا۔“ یہاں تک کہ وہ آیا اور اس نے کہا: یارسول اللہ! یہ گدھا آپ ﷺ کے اختیار میں ہے آپ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ اس کو بانٹ دو۔ اس سے ثابت ہوا کہ محرم کو اس شکار کا کھانا حلال ہے جو اس کے واسطے نہ مارا گیا ہو اور صاحب اس کا جس نے اس کو شکار کیا تھا شاید وہ ذی الحلیفہ پر سے نہیں گزرا جیسے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ غیر محرم تھے (اور حال ان کا اوپر گزر چکا) اور اس قصہ سے معلوم ہوا کہ ہبہ میں وہ بات کہنا ضروری نہیں بلکہ کوئی بھی لفظ ہو ہبہ صحیح ہو جاتا ہے اور معلوم ہوا کہ تقسیم گوشت کی ہڈیوں سمیت انداز سے جائز ہے اور معلوم ہوا کہ شکار شکاری کی ملک ہو جاتا ہے جب اس کو بھاگنے سے روک دے اور اسی کی ملک ہو جاتا ہے جس نے روکا ہے زخمی وغیرہ کر کے نہ کہ اس کی ملک جو پائے اور معلوم ہوا کہ گوشت جنگلی گدھے کا حلال ہے اور معلوم ہوا کہ وکیل کرنا تقسیم میں روا ہے اور معلوم ہوا کہ قاسم ایک ہونا چاہیے۔ (زاد المعاد)

(۲۹۰۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ فِیْ حَدِیْثِ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ حِیْنَ نُفِسَتْ بِذِی الْحُلَیْفَةِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَأَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ وَتُهِلَّ.

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

[نسائی: ۲۱۴، ۳۹۰، ۲۷۶۰، ۲۷۶۱؛ ابن ماجہ: ۲۹۱۳]

○ ○ ○ ○

بَابُ بَيَانِ وُجُوْهِ الْإِحْرَامِ.

باب: احرام کی قسموں کا بیان۔

(۲۹۱۰) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلَّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا)) قَالَتْ: فَقَدِمْتُ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نکلے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے سال میں اور لبیک پکاری ہم نے عمرہ کی۔ پھر فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ”جس کے پاس ہدی ہے وہ حج اور عمرہ دونوں کا لبیک پکارے اور بیچ میں احرام نہ کھولے یہاں تک کہ دونوں سے فارغ ہو کر حلال ہو۔“ فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ پھر جب میں مکہ کو آئی تو حائضہ تھی اور نہ

مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ لَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ)) قَالَتْ: فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ: ((هٰذِهِ مَكَانُ عُمْرَتِكِ)) فَطَافَ الَّذِيْنَ أَهَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوْا ثُمَّ طَافُوْا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوْا مِنْ مِنًى لِحَجِّهِمْ وَأَمَّا الَّذِيْنَ كَانُوْا جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَاحِدًا . [بخاري: ١٥٥٦، ١٦٣٨؛ ابو داود: ١٧٨١؛ نسائي: ٢٤٢، ٢٧٦٣]

طواف کیا بیت اللہ کا نہ صفا مروہ پھری اور اس کی شکایت کی میں نے رسول اللہ ﷺ سے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے سر کے بال کھول ڈالو اور کنگھی کر و اور حج کا احرام باندھ لو اور عمرہ چھوڑ دو۔'' فرماتی ہیں کہ پھر میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب ہم حج سے فارغ ہوئے بھیجا مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تنعیم کی طرف او۔ میں نے وہاں سے عمرہ کیا اور فرمایا: ''یہ تمہارے عمرہ کی جگہ ہے۔'' پھر طواف کیا ان لوگوں نے کہ اہلال کیا تھا عمرہ کا بیت اللہ کے گرد اور پھرے صفا اور مروہ پر پھر احرام کھول ڈالا پھر طواف کیا دوبارہ۔ اس کے بعد کہ لوٹ کر آئیں منٰی سے حج کر کے اور جن لوگوں نے کہ حج اور عمرہ کو جمع کیا تھا (یعنی قارن تھے) انہوں نے ایک ہی طواف کیا (عمرہ و حج دونوں کی طرف سے)۔

○ ○ ○ ○ .

فائدہ: یہ احادیث سب جواز تمتع و افراد و قران پر دال ہیں اور اجماع ہے اس پر کہ تینوں قسمیں حج کی روا ہیں اور وہ نہیں جو سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اس کی توضیح آگے آئے گی۔

☆ افراد یہ ہے کہ احرام باندھے صرف حج کا اور اس سے فارغ ہو جائے۔

☆ تمتع یہ ہے کہ احرام باندھے عمرہ کا اشہر حج میں اور اس سے فارغ ہو کر پھر اسی سال حج کرے۔

☆ قران یہ ہے کہ ان دونوں کا احرام ایک ساتھ ہی باندھے۔

اور اسی طرح اگر ایک شخص نے احرام باندھا عمرہ کا اور پھر حج کا احرام باندھ لیا عمرہ کے طواف سے پہلے تو بھی قارن ہو گیا پھر اگر احرام حج کا باندھا اور پھر احرام عمرہ کا باندھا تو اس کے لیے شافعی رحمہ اللہ کے دو قول ہیں: اصح قول ان کا یہ ہے کہ احرام عمرہ کا صحیح نہیں اس کو اور دوسرا قول یہ ہے کہ صحیح ہے اور وہ قارن ہو جاتا ہے بشرطیکہ احرام عمرہ کا احرام حج کھولنے کے قبل باندھے اور ایک قول ہے کہ قبل وقوف عرفات کے باندھے اور ایک قول ہے کہ قبل فعل فرض کے باندھے اور ایک قول ہے کہ قبل طواف قدوم کے باندھے اور اختلاف کیا ہے علما نے کہ ان تینوں میں افضل کون ہے؟ سو شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ کا اور اکثر لوگوں کا قول ہے کہ افضل افراد ہے پھر تمتع پھر قران اور امام احمد رحمہ اللہ اور دوسرے فقہا کا قول ہے کہ افضل تمتع ہے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور دوسروں کا قول ہے کہ افضل قران ہے اور یہ دونوں مذہب آخر کے دوسرا قول ہے شافعی رحمہ اللہ کا اور نووی رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح تفصیل افراد کی ہے پھر تمتع کی پھر قران کی اور رسول اللہ ﷺ کے حج میں بھی علما کا اختلاف ہے کہ آپ مفرد تھے یا متمتع یا قارن۔

مترجم کہتا ہے کہ ابن قیم رحمہ اللہ نے یہی قول اختیار کیا ہے کہ آپ قارن تھے اور قران افضل ہے اور زاد المعاد میں اس کو خوب دلائل قویہ سے ثابت کیا ہے انتہی۔ پھر فرمایا نووی رحمہ اللہ نے اور ہر فرقہ اپنے مذہب کے موافق حضور ﷺ کے حج کو ٹھہراتا ہے اور صحیح یہ ہے کہ پہلے آپ ﷺ مفرد تھے پھر احرام عمرہ کا بھی باندھ لیا، پیچھے اس کے اور داخل کیا اس کو حج پر اور قارن ہو گئے اس کے بعد۔ نووی رحمہ اللہ نے دلائل تینوں مذہبوں کے ذکر کیے ہیں اور ترجیح دی ہے قول شافعی رحمہ اللہ کو کہ افراد افضل ہے پھر اس کے بعد وجہ اختلاف صحابہ رضی اللہ عنہم بیان کی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے حج میں واقع ہوا کہ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ اول احرام آپ ﷺ نے افراد کا کیا، اس لیے مفرد کہلائے پھر حکم تمتع کا دیا اس لیے متمتع ہوئے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞۞)

(گزشتہ سے پیوستہ) اور اکیلے حج کے احرام کے بعد عمرہ کے تئیں بھی اس میں منضم کیا اس لیے قارن کہلائے۔ غرض حالت ثانیہ آپ ﷺ کی قران ہی تھی اور اس میں اخبار ہے اس وقت کا کہ آپ ﷺ نے حکم دیا اپنے یاروں کو کہ عمرہ کر کے احرام کھول ڈالیں جن کے پاس ہدی نہ ہو اور جن کے پاس ہدی تھی وہ قارن رہے اس معنی سے کہ انہوں نے عمرہ کو حج میں ملا لیا اور وہ احرام نہ کھول سکے، اس لیے کہ ان کے ساتھ ہدی تھی اور آپ ﷺ نے اس لیے عمرہ کو حج میں داخل کر دیا کہ اس میں دلجوئی اور تسکین تھی صحابہ ﷺ کی اور اطمینان کا موجب تھا ان کے واسطے اس لیے کہ ان کے نزدیک مدت سے اشہر حج میں عمرہ بجالانا بہت برا تھا اور بہ سبب ساتھ ہونے ہدی کے آپ ﷺ کے یاروں کے ساتھ احرام نہیں کھول سکے اور اس عذر کو بیان فرما دیا۔ غرض آپ ﷺ آخر حج میں قارن ہو چکے اور متفق ہو چکے ہیں اس پر علما کہ جائز ہے ملانا حج کا عمرہ پر اور بعض لوگوں نے بطور شذوذ کے اس میں خلاف کیا ہے اور اس کے مانع ہوئے ہیں اور کہا ہے کہ ایک احرام دوسرے احرام پر داخل نہیں ہو سکتا جیسے ایک نماز دوسری نماز میں نہیں مل سکتی اور اختلاف کیا ہے عمرہ کو حج پر ملانے میں اور اس کو اصحاب الرائے نے جائز کہا ہے (یعنی دین میں رائے کو دخل دینے والوں نے اور یہ شرف خاص ہے اہل کوفہ کیلئے) اور یہی قول ہے شافعی ؒ کا ان روایتوں کی رو سے اور بعض لوگوں نے اس کو منع کیا ہے اور نبی ﷺ کے ساتھ خاص کیا ہے اس لیے کہ اس وقت عمرہ کی ضرورت تھی اشہر حج میں (مگر نووی ؒ نے اس ضرورت کو بیان نہیں کیا) اور جن لوگوں نے کہا ہے کہ آپ ﷺ متمتع تھے مطلب ان کا یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اشہر حج میں عمرہ سے تمتع یعنی برخورداری پائی اور اس صورت میں تمام حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور سیدہ عائشہ ؓ نے پہلے تو حج کا احرام باندھا تھا جیسے اکثر روایات سے مروی ہے بعد اس کے نبی ﷺ نے ان کو حکم کیا کہ حج کو فسخ کر کے عمرہ کر لو جیسے اور یاروں کو حکم فرمایا جن کے ساتھ ہدی نہ تھی اسی لیے سیدہ عائشہ ؓ کے احرام میں رواۃ نے اختلاف کیا ہے کسی نے عمرہ کا کہا کسی نے حج کا اور اس روایت میں تصریح ہے اس کی کہ جب آپ حائضہ ہو گئیں تو حضور ﷺ نے فرمایا: ”اپنا عمرہ چھوڑ دو اور حج کا احرام باندھ لو۔“ اور اس صورت میں سب روایتوں میں تطبیق ہو جاتی ہے کہ جس نے حج کے احرام کا کہا اس نے باعتبار اول احرام کے کہا اور جس نے عمرہ کا کہا اس نے باعتبار آخر حال کے اور یہ جو فرمایا: ”کہ اپنا عمرہ چھوڑ دو۔“ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ اسے باطل کر دو بلکہ مطلب یہ ہے کہ ابھی اس کے افعال میں دیر کرو یہاں تک کہ پاک ہو جاؤ اور افعال حج بجالانا شروع کر دو اس لیے کہ افعال حج جیسے وقوف عرفات ہے یا رمی جمار ہے یہ حیض کی حالت میں بھی ہو سکتی ہیں بخلاف طواف کے کہ عمرہ کا بڑا فعل ہے اور وہ مسجد کے اندر ہوتا ہے پھر وہ حائضہ سے کیونکر ہو سکتا ہے چنانچہ مؤید ہے اس تاویل کی وہ روایت جو مروی ہے ابن طاؤس سے، وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے، وہ سیدہ عائشہ ؓ سے کہ انہوں نے احرام باندھا عمرہ کا اور جب آئیں مکہ میں تو قبل طواف کے حائضہ ہو گئیں اور حج کا احرام باندھ لیا اور مناسک حج ادا کیے اور آپ ﷺ نے منیٰ سے لوٹنے کے دن ان سے فرما دیا کہ ”تم جو اب طواف و سعی کرو گی اس میں حج و عمرہ دونوں کے طواف و سعی ادا ہو جائے گی۔“ غرض اس سے بخوبی واضح ہو گیا کہ عمرہ باقی ہے اور باطل و لغو نہیں ہوا اور دوسری روایت میں جو یہ آیا ہے کہ آپ ﷺ نے جب ان کو عبدالرحمن ؓ کے ساتھ بھیجا تنعیم کو تو فرمایا: ”یہ تمہارے عمرہ کی جگہ ہے۔“ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سیدہ عائشہ ؓ نے ارادہ کیا کہ عمرہ ان کا حج سے جدا ہو جائے جیسے اور امہات المومنین ؓ کا ہوا یا جیسے ان اصحاب کا ہوا جو اپنے ساتھ ہدی نہ لائے تھے اور انہوں نے حج کو عمرہ کر کے فسخ کر دیا تھا اور پھر احرام کو کھول ڈالا اور حج کا احرام دوبارہ یوم الترویہ میں باندھا۔ غرض ان کا عمرہ الگ ہوا اور حج الگ ہوا تو انہوں نے بھی ارادہ کیا کہ میرا عمرہ بھی الگ ہو جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تنعیم سے ایک عمرہ لے لو اور یہ اسی عمرہ کی جگہ ہے جو تم نے کیا تھا۔“ اور یہ جو کہا کہ جن لوگوں نے حج و عمرہ کو جمع کیا الخ اس سے معلوم ہوا کہ قارن کو ایک ہی طواف کافی ہے حج و عمرہ دونوں کی طرف سے اور عمرہ اس کا حج میں مندرج ہو جاتا ہے اور امام شافعی ؒ اسی کے قائل ہیں اور یہی منقول ہے ابن عمر اور جابر ؓ اور سیدہ عائشہ ؓ اور مالک اور احمد اور اسحٰق اور داؤد ؒ سے اور ابو حنیفہ ؒ نے کہا کہ لازم ہے اس کو دو طواف اور دو سعی اور وہ منقول ہے علی بن ابی طالب اور ابن مسعود ؓ اور شعبی ؒ سے اور نخعی ؒ سے (کلہ من النووی بالاختصار)

(٢٩١١) عَنْ عَائِشَةَ ؓ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ [عَامَ] حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ حَتّٰى قَدِمْنَا مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ

سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ نکلے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں اور کسی نے عمرہ کا، کسی نے حج کا اہلال کیا جب مکہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے عمرہ کا اہلال کیا اور قربانی نہیں لایا وہ احرام کھول ڈالے اور جس نے عمرہ کا احرام کیا اور قربانی لایا وہ نہ

اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ يُهْدِ فَلْيَحْلِلْ وَمَنْ اَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَاَهْدٰى فَلَا يَحِلَّ حَتّٰى يَنْحَرَ هَدْيَهُ، وَمَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ فَلْيُتِمَّ حَجَّهُ)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَحِضْتُ فَلَمْ اَزَلْ حَائِضًا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ وَلَمْ اُهْلِلْ اِلَّا بِعُمْرَةٍ فَاَمَرَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اَنْقُضَ رَأْسِىْ وَاَمْتَشِطَ وَاُهِلَّ بِحَجٍّ وَاَتْرُكَ الْعُمْرَةَ قَالَتْ: فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا قَضَيْتُ حَجَّتِىْ بَعَثَ مَعِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِىْ بَكْرٍ وَاَمَرَنِىْ اَنْ اَعْتَمِرَ مِنَ التَّنْعِيْمِ مَكَانَ عُمْرَتِى الَّتِىْ اَدْرَكَنِىَ الْحَجُّ وَلَمْ اَحْلِلْ مِنْهَا. [بخاری: ۳۱۹]

کھولے جب تک قربانی نحر نہ کر لے اور جس نے حج کا اہلال کیا وہ حج پورا کرے۔" عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے حیض ہو گیا اور میں عرفہ کے دن تک حائضہ رہی اور میں نے عمرہ کا اہلال کیا تھا پھر مجھے آپ ﷺ نے حکم دیا: "چوٹی کھول ڈالو، کنگھی کرو اور حج کا اہلال کرو عمرہ چھوڑ دو۔ میں نے ایسا ہی کیا جب حج کر چکے تو میرے ساتھ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ میں تنعیم سے عمرہ لاؤں وہ عمرہ جس کو میں نے پورا نہیں کیا تھا اور حج کا احرام باندھ لیا تھا اس کا احرام کھولنے کے قبل۔

فائدہ: مطلب اس کا بہت تفصیل کے ساتھ اوپر گزر گیا ہے۔



(۲۹۱۲) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِىِّ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ اَكُنْ سُقْتُ الْهَدْىَ فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ: ((مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْىٌ فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ عُمْرَتِهِ ثُمَّ لَا يَحِلَّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا)) قَالَتْ: فَحِضْتُ فَلَمَّا دَخَلَتْ لَيْلَةُ عَرَفَةَ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّىْ كُنْتُ اَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَكَيْفَ اَصْنَعُ بِحَجَّتِىْ؟ قَالَ: ((انْقُضِىْ رَأْسَكِ وَامْتَشِطِىْ وَاَمْسِكِىْ عَنِ الْعُمْرَةِ وَاَهِلِّىْ بِالْحَجِّ)) قَالَتْ: فَلَمَّا قَضَيْتُ حَجَّتِىْ اَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِىْ بَكْرٍ فَاَرْدَفَنِىْ فَاَعْمَرَنِىْ مِنَ التَّنْعِيْمِ مَكَانَ عُمْرَتِى الَّتِىْ اَمْسَكْتُ عَنْهَا.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: نکلے ہم حجۃ الوداع میں اور میں نے عمرہ کا اہلال کیا اور ہدی نہیں لائی اور آپ ﷺ نے فرمایا: "جس کے ساتھ ہدی ہو وہ حج و عمرہ دونوں کا اہلال کرے اور احرام نہ کھولے جب تک دونوں سے فارغ نہ ہو۔" اور میں حائضہ ہو گئی پھر جب شب عرفہ ہوئی تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے عمرہ کا اہلال کیا تھا تو اب حج کیوں کر کروں؟ فرمایا: "سر کھول ڈالو، کنگھی کرو عمرہ کے افعال سے باز رہو حج کا اہلال کرو۔" پھر جب میں حج کر چکی، عبدالرحمٰن کو حکم فرمایا وہ مجھے پیچھے بٹھا لے گئے یعنی اونٹ پر اور عمرہ کروا لائے اس عمرہ کی جگہ جس کی بجا آوری افعال سے میں باز رہی تھی۔



(۲۹۱۳) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ اَرَادَ مِنْكُمْ اَنْ يُهِلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اَرَادَ اَنْ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم نکلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور آپ ﷺ نے فرمایا: "جو چاہے حج و عمرہ دونوں کا اہلال کرے جو چاہے حج کا جو چاہے عمرہ کا۔" اور رسول اللہ ﷺ نے حج کا اہلال کیا اور آپ

يُهِلَّ بِحَجٍّ فَلْيُهِلَّ)) قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: فَاَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِحَجٍّ وَاَهَلَّ بِهٖ نَاسٌ مَعَهُ وَاَهَلَّ نَاسٌ بِالْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ وَاَهَلَّ نَاسٌ بِعُمْرَةٍ وَكُنْتُ فِيْمَنْ اَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ.

ﷺ کیساتھ اور لوگوں نے بھی اور بعض نے حج وعمرہ دونوں کا اور بعض نے فقط عمرہ کا اور میں انہی میں تھی۔

○ ○ ○ ○

(۲۹۱۴) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مُوَافِيْنَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ قَالَتْ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَرَادَ مِنْكُمْ اَنْ يُّهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ فَلَوْ لَا اَنِّيْ اَهْدَيْتُ لَاَ هْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ)) قَالَتْ: فَكَانَ مِنَ الْقَوْمِ مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنْهُمْ مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ قَالَتْ: فَكُنْتُ اَنَا مِمَّنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَخَرَجْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا مَكَّةَ فَاَدْرَكَنِيْ يَوْمُ عَرَفَةَ وَاَنَا حَائِضٌ لَمْ اَحِلَّ مِنْ عُمْرَتِيْ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((دَعِيْ عُمْرَتَكِ وَانْقُضِيْ رَأْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَاَهِلِّيْ بِالْحَجِّ)) قَالَتْ: فَفَعَلْتُ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ وَقَدْ قَضَى اللّٰهُ حَجَّنَا اَرْسَلَ مَعِيْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ فَاَرْدَفَنِيْ وَخَرَجَ بِيْ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَقَضَى اللّٰهُ حَجَّنَا وَعُمْرَتَنَا وَلَمْ يَكُنْ فِيْ ذٰلِكَ هَدْيٌ وَلَا صَدَقَةٌ وَلَا صَوْمٌ. [بخاري: ۱۷۸۳؛ ابن ماجه: ۳۰۰۰]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نکلے ہم حجۃ الوداع میں ہلال ذی الحجہ کے قریب اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو ارادہ کرے عمرہ کا اہلال کرے اور اگر میں ہدی نہ کرتا تو عمرہ ہی کا اہلال کرتا۔“ اور کسی نے عمرہ کا، کسی نے حج کا اہلال کیا اور میں انہی میں تھی جنہوں نے عمرہ کا اہلال کیا تھا پھر جب مکہ آئے اور عرفہ کا دن ہوا میں حائضہ ہوگئی اور ابھی میں نے عمرہ سے احرام نہیں کھولا تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”عمرہ چھوڑ دو اور حج کا اہلال کرو۔“ پھر میں نے ایسا ہی کیا پھر جب شب محصب ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ہمارا حج پورا کیا۔ میرے ساتھ آپ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو بھیجا انہوں نے مجھے اپنے پیچھے بٹھالیا اور وہ مجھے تنعیم لے گئے اور میں نے اہلال عمرہ کا کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے حج اور عمرہ دونوں پورے کیے اور نہ اس میں قربانی واجب ہوئی نہ صدقہ نہ روزہ۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ جانور پر دو آدمی کا بیٹھنا روا ہے اگر جانور کو طاقت ہو۔ اور معلوم ہوا کہ تینوں قسم مناسک کے روا ہیں افراد و تمتع و قران اور اس پر اجماع ہے تمام اہل اسلام کا اور شب محصب بعد ایام تشریق کے ہے جس رات محصب میں آپ نے شب کاٹی اور منیٰ سے کوچ کیا اور تاریخ مدینہ سے چلنے کی اوپر بیان ہو چکی ہے اور یہ جو فرمایا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نہ اس میں قربانی ہوئی نہ صدقہ نہ روزہ یہ مشکل ہے اس لیے کہ قارن اور متمتع دونوں پر قربانی ہے اور تاویل اس کی یہ ہے کہ اس کی قربانی سے مراد وہ قربانی ہے جو بسبب ارتکاب محظورات کے لازم آتی ہے جیسے خوشبو لگا لینی حالت احرام میں یا منہ ڈھانپ لینا یا شکار کرنا یا بال اکھاڑنا یا ناخن لینا وغیرہ ہے غرض مطلب یہ ہے کہ ان وجوہ سے کوئی قربانی لازم نہیں آتی اور یہ تاویل مختار ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے اسی پر تصریح کی ہے۔

(٢٩١٥) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: خَرَجْنَا مُوَافِينَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ: لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ لَا نُرَى إِلَّا الْحَجَّ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ أَحَبَّ مِنكُمْ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ بِعُمْرَةٍ)) وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَبْدَةَ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٩١٦) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُوَافِينَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ مِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمَا وَقَالَ فِيهِ: قَالَ عُرْوَةُ فِي ذٰلِكَ إِنَّهُ قَضَى اللهُ حَجَّهَا وَعُمْرَتَهَا قَالَ هِشَامٌ: وَلَمْ يَكُنْ فِي ذٰلِكَ هَدْيٌ وَلَا صِيَامٌ وَلَا صَدَقَةٌ.

اس حدیث کا مضمون وہی ہے جو اوپر گزرا۔ عروہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا حج پورا کیا اور ہشام کی روایت میں ہے کہ اس میں کوئی قربانی، روزہ یا صدقہ واجب نہیں ہوا۔

○ ○ ○ ○

(٢٩١٧) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَأَهَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْحَجِّ فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَحَلَّ وَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يَحِلُّوا حَتَّى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ.

[بخاري: ١٥٦٠، ٤٤٠٨؛ ابوداود: ١٧٧٩، ١٧٨٠؛ نسائي: ٢٧١٥؛ ابن ماجه: ٢٩٦٥]

وہی مضمون ہے آخر میں یہ ہے کہ جس نے حج کا احرام باندھا تھا یا حج و عمرہ دونوں کا انہوں نے احرام نہیں کھولا مگر نحر کا دن ہوا (یعنی دسویں تاریخ ذوالحجہ کی)۔

○ ○ ○ ○

(٢٩١٨) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا نَرَى إِلَّا الْحَجَّ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِسَرِفَ أَوْ قَرِيبًا مِنْهَا حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ: ((أَنَفِسْتِ)) -يَعْنِي الْحَيْضَةَ قَالَتْ- قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: ((إِنَّ هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَغْتَسِلِي)) قَالَتْ: وَضَحَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہم نکلے نبی ﷺ کے ساتھ اور خیال نہیں کرتے تھے مگر حج کا (اس لیے کہ عمرہ، ایام حج میں برا جانتے تھے جہالت کے دنوں میں کہ نبی ﷺ نے اس خیال کو مٹایا) جب سرف میں آئی میں حائضہ ہو گئی اور رونے لگی نبی ﷺ نے آ کر پوچھا: "کیا تم کو حیض ہوا ہے؟" میں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ تو آدم کی بیٹیوں کیلئے اللہ نے لکھ دیا ہے سو اب تم حج کے کام کرو سوائے طواف کے کہ وہ غسل کے بعد کرنا۔" اور آپ ﷺ نے اپنی بیبیوں کی طرف سے قربانی کی گائے کی۔

عَنْ نِسَائِهِ بِالْبَقَرِ . [بخاری: ۲۹۴، ۵۵۴۸، ۵۵۵۹؛ نسائی: ۲۸۹، ۳۴۷، ۲۷٤۰، ۲۹۹۰؛ ابن ماجہ: ۲۹۶۳]

O O O O

فائدہ: اس سے معلوم ہو گیا کہ حائضہ اور نفساء کو جمیع افعال حج سوا طواف کے روا ہیں جیسا اوپر گزر گیا اور سرف ایک مقام ہے مکہ سے قریب کئی میل پر اور اس حدیث سے استدلال کیا ہے بخاری نے کہ حیض جمیع عورتوں پر آتا ہے بخلاف اس کے جو قائل ہے کہ یہ بلا بنی اسرائیل سے شروع ہوئی اور بخاری نے اس قائل پر انکار کیا ہے اور استدلال بخاری کا صحیح ہے اور معلوم ہوا کہ حائضہ کو غسل مسنون جیسے احرام کا غسل کرنا چاہیے اور معلوم ہوا کہ طواف حائضہ کا صحیح نہیں اور یہ بالاتفاق مسلم ہے مگر اس کی علت میں اختلاف ہے بہ سبب اختلاف دراشتراط طہارت اور طواف۔ سو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ طہارت شرط طواف ہے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: شرط نہیں ہے اور یہی مذہب ہے داؤد کا، غرض جس نے طہارت کو شرط کہا ہے اس کے نزدیک عدم طہارت کے سبب سے طواف حائضہ باطل ہے اور جنہوں نے اسے شرط نہیں کیا انہوں نے کہا کہ طواف سے حائضہ اس لیے روکی گئی ہے کہ اسے مسجد میں ٹھہرنا پڑتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی بیبیوں کی طرف سے اس میں احتمال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھ لیا ہو اس لیے کہ قربانی غیر کی طرف سے بغیر اس کے پوچھے صحیح نہیں ہوتی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ قربانی گائے کی اونٹ سے افضل ہے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اونٹ افضل ہے اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو جمعہ کے دن اول ساعت میں آئے وہ ایسا ہے جیسے اونٹ کی قربانی کرنے والا اور اس حدیث سے شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال کیا ہے اور ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ حج عورت پر واجب ہے جب استطاعت راہ کی ہو اور محرم کا ساتھ ہونا یہ بھی استطاعت میں داخل ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور اسی پر اجماع ہے کہ زوج، حج نفل سے زوجہ کو روک سکتا ہے رہا حج فرض تو جمہور کا قول ہے کہ نہیں روک سکتا۔ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دو قول ہیں: ایک جمہور کے موافق اور اصح قول ان کا یہ ہے کہ وہ علی الفور واجب نہیں اور اصحاب شافعیہ نے تصریح کی ہے کہ عورت کو مستحب تو یہی امر ہے کہ شوہر کے ساتھ حج کرے جیسا احادیث صحیحہ میں وارد ہو چکا ہے اور اب چونکہ زمانہ فتنہ کا ہے لہٰذا اگر اس کے وجوب پر فتویٰ دیا جائے تو بھی شاید بنظر مصلحت بعید نہ ہو۔

(۲۹۱۹) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا نَذْكُرُ اِلَّا الْحَجَّ حَتّٰى جِئْنَا سَرِفَ فَطَمِثْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا اَبْكِيْ فَقَالَ: ((مَا يُبْكِيْكِ؟)) فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! لَوَدِدْتُ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ خَرَجْتُ الْعَامَ قَالَ: ((مَالَكِ؟ لَعَلَّكِ نَفِسْتِ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: ((هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ ـ عَلَيْهِ السَّلَامُ ـ افْعَلِيْ مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَّا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِيْ)) قَالَتْ: فَلَمَّا قَدِمْتُ مَكَّةَ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَصْحَابِهٖ: ((اجْعَلُوْهَا عُمْرَةً)) فَاَحَلَّ النَّاسُ اِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ قَالَتْ: فَكَانَ الْهَدْيُ

ام المؤمنین مبراۃ من فوق السماء عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں خیال کرتے تھے ہم مگر حج کا پھر جب سرف میں آئی میں حائضہ ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور میں رو رہی تھی آپ نے پوچھا: ”تم کیوں رو رہی ہو۔“ میں نے عرض کیا کہ کاش اس سال نہ آتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”شاید تم کو حیض ہوا۔“ میں نے عرض کیا: ”ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ بلا تو اللہ پاک نے آدم کی سب لڑکیوں کیلئے لکھی ہے۔ اب تم وہی کرو جو حاجی کرتا ہے بجز اس کے کہ طواف نہ کرو بیت اللہ کا جب تک پاک نہ ہو جاؤ۔“ فرماتی ہیں کہ پھر جب ہم مکہ میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: ”کہ اس احرام کو عمرہ کر ڈالو“ سو لوگوں نے احرام کھول ڈالا (یعنی عمرہ کر کے) مگر جس کے ساتھ ہدی تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہدی تھی اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اور مالداروں کے ساتھ بھی پھر احرام باندھا انہوں نے

مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَذَوِي الْيَسَارَةِ ثُمَّ أَهَلُّوا حِينَ رَاحُوا قَالَتْ: فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ طَهَرْتُ فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَفَضْتُ قَالَتْ: فَأُتِيَنَا بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ فَقَالُوا: أَهْدٰى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ الْبَقَرَ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ قُلْتُ: يَارَسُولَ اللَّهِ! يَرْجِعُ النَّاسُ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ وَأَرْجِعُ بِحَجَّةٍ؟ قَالَتْ: فَأَمَرَ عَبْدَالرَّحْمٰنِ ابْنَ أَبِي بَكْرٍ فَأَرْدَفَنِي عَلٰى جَمَلِهِ قَالَتْ: فَإِنِّي لَأَذْكُرُ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ أَنْعَسُ فَيُصِيبُ وَجْهِي مُؤْخِرَةُ الرَّحْلِ حَتّٰى جِئْنَا إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهْلَلْتُ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ جَزَاءً بِعُمْرَةِ النَّاسِ الَّتِي اعْتَمَرُوا. [بخاري: ٣٠٥]

(یعنی جنہوں نے کھول ڈالا تھا) جب چلے یعنی حج کو فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جب دن ہوا نحر کا تو میں پاک ہوئی اور مجھے آپ ﷺ نے حکم فرمایا سو میں نے طواف افاضہ کیا اور ہمارے پاس گائے کا گوشت آیا میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیبیوں رضی اللہ عنہن کی طرف سے گائے کی ہے پھر جب شب محصب ہوئی میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! لوگ حج اور عمرہ کر کے لوٹتے ہیں اور میں صرف حج کر کے تب آپ ﷺ نے حکم فرمایا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو انہوں نے مجھے اپنے اونٹ پر پیچھے بٹھا لیا اور فرماتی ہیں کہ مجھے خوب یاد ہے اور میں ان دنوں کم سن لڑکی تھی اور اونگھ جاتی تھی اور میرے منہ میں کجاوہ کے پیچھے کی لکڑی لگ جاتی تھی یہاں تک کہ تنعیم پہنچے اور وہاں سے میں نے عمرہ کا احرام باندھا اس عمرہ کے بدلے میں جو اور لوگوں نے کیا تھا۔



فائدہ: امام ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں فرمایا ہے کہ فقہا نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے جس کی بنا قصہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہے اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ عورت جب احرام باندھے عمرہ کا اور حائضہ ہو جائے اور طواف نہ کر سکے قبل وقوف عرفات کے تو احرام عمرہ کا توڑ دے اور حج مفرد کا اہلال کرے یا حج کو عمرہ میں ملائے اور قارن ہو جائے سو فقہائے کوفہ نے جیسے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب ہیں انہوں نے کہا ہے کہ عمرہ توڑ دے اور حج کو عمرہ میں ملا دے یہ مذہب ہے اہلحدیث کا جیسے امام احمد رحمہ اللہ اور ان کے اتباع ہیں اور کوفیوں نے عروہ کی روایت سے استدلال کیا ہے جس میں مذکور ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ "تم اپنے عمرہ کو چھوڑ دو اور چوٹی کھول ڈالو" اور اخیر میں فرمایا کہ "یہ تمہارے عمرہ کا بدلہ ہے۔" اور یہ روایت مع ترجمہ کے اوپر گزر چکی ہے۔ غرض یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ وہ متمتع تھیں اور دلالت کرتی ہے کہ انہوں نے عمرہ چھوڑ دیا اور احرام حج کا باندھ لیا اور اگر وہ اپنے احرام پر باقی رہتیں تو کنگھی کرنا ان کو روا نہ ہوتا اور اسی لیے جب وہ عمرہ تنعیم سے لائیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: "یہ تمہارے عمرہ کا بدلہ ہے۔" پھر اگر عمرہ اول باقی رہتا تو آپ ﷺ یہ کیوں فرماتے کہ یہ اس کا بدلہ ہے بلکہ عمرہ تنعیم ایک عمرہ مستقلہ ہوتا اور اہلحدیث نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اگر تم تامل کرو اس روایت میں اور سب الفاظ و عبارات کو جو اس میں بطریق مختلفہ مروی ہوئے ہیں اس میں غور کرو تو بخوبی واضح ہو جائے کہ وہ قارن تھیں اور انہوں نے عمرہ کو نہیں چھوڑا تھا۔

چنانچہ مسلم کی روایتوں میں اس بات کی تصریح ہے کہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کا طواف کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "یہ طواف تمہارے حج اور عمرے دونوں کو کافی ہے۔" اور انہوں نے عرض کیا کہ میرے دل میں خلجان ہے کہ میں نے جب تک حج نہیں کیا طواف نہیں کیا۔ اس پر آپ ﷺ نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ "ان کو تنعیم لے جاؤ" اور طاؤس کی روایت میں بھی یہی ہے کہ آپ ﷺ نے منیٰ سے کوچ کے دن فرمایا کہ "تمہارے یہ طواف (یعنی طواف افاضہ) حج اور عمرہ دونوں کو کافی ہوگا۔" غرض یہ نصوص صریحہ دال ہیں کہ وہ قارن تھیں اور حج و عمرہ دونوں کو انہوں نے ادا کیا چنانچہ اوپر تصریح کی ہے اور ہم ذکر کر چکے ہیں اور دال ہیں یہ نصوص کہ قارن کو ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے اور بصراحت دال ہیں کہ انہوں نے عمرہ ترک نہیں کیا اور احرام اس کا باقی ہے مگر اس کے افعال بجا لانے میں دیر کی اور یہ جو فرمایا کہ "اپنا سر کھول ڈالو اور کنگھی کرو۔" اس میں البتہ اشکال ہے اور اس کے حل میں فقہا کے چار مسلک ہیں۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) مسلک اول: یہ ہے کہ یہ قول دلیل ہے عمرہ کے ترک کی جیسے حنفیہ کا قول ہے۔
مسلک ثانی: یہ ہے کہ یہ قول دلیل ہے اس کی کہ محرم کو اپنی کنگھی کرنا روا ہے اور کنگھی کے منع ہونے پر نہ کوئی دلیل کتاب سے ہے نہ سنت سے نہ اجماع امت سے اور یہ قول ابن حزم وغیرہ کا ہے۔ مسلک ثالث: یہ ہے کہ اس لفظ کو رد کرنا اور کہنا کہ یہ لفظ فقط عروہ نے بیان کیا ہے اور تمام راویوں کے خلاف کہا ہے اور طاؤس وقاسم واسود وغیرہم نے یہ روایت بیان کی ہے مگر کسی نے یہ لفظ نہیں کہا کہ آپ ﷺ نے سر کھولنے اور کنگھی کرنے کو فرمایا ہو اور اس گروہ نے کہا ہے کہ حماد نے زید سے، اس نے ہشام سے، اس نے اپنے باپ عروہ سے روایت کی کہ عروہ نے کہا: مجھ سے کئی شخصوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''تم اپنا عمرہ چھوڑ دو اور سر کھول ڈالو اور کنگھی کرو۔'' غرض اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سر کھولنے کی بات عروہ نے خود سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہیں سنی۔ مسلک رابع: یہ ہے کہ عمرہ چھوڑ دینے سے مراد یہ ہے کہ اس کو اپنے حال پر رہنے دو اور یہ مراد نہیں ہے کہ بالکل ترک کر دو اور اس کی دو دلیلیں بڑی پکی ہیں۔ اول یہ فرمانا آپ ﷺ کا طواف افاضہ کے وقت کہ یہ طواف تمہارا تمہارے حج اور عمرہ دونوں کو کافی ہے اس سے معلوم ہوا کہ عمرہ بالکل باطل نہیں ہوا۔ دوسرے یہ فرمانا آپ کا کافی ہے ((كُوْنِيْ فِيْ عُمْرَتِكِ)) یعنی ''اپنے عمرہ میں رہو۔'' اور یہ جو آپ ﷺ نے فرمایا عمرہ تنعیم کو کہ ''یہ تمہارے عمرہ کی جگہ ہے۔'' اس سے مراد یہ ہے کہ سیدہ ام المؤمنین محبوبہ سید المرسلین نے چاہا کہ ایک عمرہ مفرد بجالائیں اور آنحضرت ﷺ نے ان کو خبر دی کہ طواف تمہارا تمہارے حج وعمرہ دونوں کو کافی ہو گیا اور عمرہ حج میں داخل ہو گیا تو انہوں نے اصرار کیا جیسے اور امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا عمرہ ہوا یا ان لوگوں کا جو ہدی نہ لائے تھے کہ ان کے عمرہ کا احرام الگ اور حج کا احرام الگ تھا ایسا ہی میرا بھی ایک عمرہ احرام کے ساتھ ہو جائے پھر جب تنعیم سے عمرہ لائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ویسا ہی عمرہ ہے جیسا تم نے چاہا تھا۔'' اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پہلے پہل احرام کس کا باندھا تھا اور اس میں دو قول ہیں: اول یہ کہ عمرہ مفردہ کا احرام تھا اور یہی صواب ہے اس لیے حدیث صحیح میں آ چکا ہے کہ نبی ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تینوں نسک کی اجازت دی اور فرمایا کہ ''اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں بھی عمرہ ہی کا احرام باندھتا۔'' اور یہ جو نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''عمرہ رہنے دو اور حج کا احرام باندھو۔'' یہ بھی اسی پر دال ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ انہوں نے اول احرام حج کا باندھا تھا اور مفردہ تھیں چنانچہ ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ یہ روایت کی قاسم بن محمد اور اسود بن یزید اور عروہ، ان سب لوگوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ بات جو دلالت کرتی ہے کہ انہوں نے احرام حج کا باندھا تھا نہ عمرہ کا پھر دلائل ان کے بیان کیے اور مذہب اول کو ثابت کیا اور آخر میں کہا کہ محرم کو اگرچہ بال اکھاڑنا منع ہے مگر کنگھی کرنا کس نے منع کیا ہے اور کنگھی میں نزاع ہے اور وہ البتہ محل اجتہاد ہے۔ (زاد المعاد)

(٢٩٢٠) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: لَبَّيْنَا بِالْحَجِّ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِيْ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ الْمَاجِشُوْنِ غَيْرَ أَنَّ حَمَّادًا لَيْسَ فِيْ حَدِيْثِهِ فَكَانَ الْهَدْيُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَذَوِي الْيَسَارَةِ ثُمَّ أَهَلُّوْا حِيْنَ رَاحُوْا وَلَا قَوْلُهَا: وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ أَنْعَسُ فَيُصِيْبُ وَجْهِيْ مُؤْخِرَةُ الرَّحْلِ.

[أبو داود: ١٧٨٢]

اس سند سے وہی مضمون مروی ہوا مگر اس میں یہ نہیں ہے کہ ہدی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور مالداروں کے ساتھ بھی پھر ان لوگوں نے اہلال کیا جب چلے اور نہ یہ ذکر ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہو کہ میں کم سن لڑکی تھی اونگھتی تھی اور میرے منہ میں کجاوے کی لکڑی لگ جاتی تھی۔

○ ○ ○ ○

(٢٩٢١) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَفْرَدَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے افراد کیا حج کا۔

الْحَجَّ . [ابوداود: ١٧٧٧؛ ترمذی: ٨٢٠؛
نسائی: ٢٧١٤؛ ابن ماجہ: ٢٩٦٤]

○ ○ ○ ○

فائدہ: سیدہ عائشہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جو یہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے افراد کیا حج کا اس کے تین معنی ہو سکتے ہیں۔ اول یہ کہ صرف حج کا اہلال کیا ہو۔ دوسرے یہ کہ عمل میں افراد کیا ہو یعنی حج و عمرہ دونوں کے واسطے ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی بجالائے ہوں تیسرے یہ کہ ایک ہی حج کیا بعد ہجرت کے اور دوسرا حج نہیں کیا بخلاف عمرہ کے کہ وہ چار بار کیا اور صحیح معنی افراد حج کے وہی دوسرے معنی ہیں اور یہاں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول میں وہی معنی مراد ہیں کہ افعال دونوں کے ایک ہی بار بجالائے اور اس میں سب روایتوں میں توفیق بھی ہو جاتی ہے اور نبی ﷺ کی شان کے لائق بھی ہے اس نظر سے کہ آپ ﷺ اپنی امت پر رفق اور آسانی چاہتے تھے اور اسی آسانی کی راہ سے آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی فرمایا تھا کہ تمہارا یہ طواف (یعنی طواف افاضہ) حج و عمرہ دونوں کو کافی ہے اور اس صورت میں ان روایتوں کی تاویل نہیں کرنی پڑتی جن میں قران و تمتع کی تصریح آئی ہے۔ (زاد المعاد)

(٢٩٢٢) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ وَفِيْ حُرُمِ الْحَجِّ وَلَيَالِي الْحَجِّ حَتّٰى نَزَلْنَا بِسَرِفَ فَخَرَجَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ: ((مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهٗ مِنْكُمْ هَدْيٌ فَاَحَبَّ اَنْ يَّجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهٗ هَدْيٌ فَلَا)) فَمِنْهُمُ الْاٰخِذُ بِهَا وَالتَّارِكُ لَهَا مِمَّنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهٗ هَدْيٌ فَاَمَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ وَمَعَ رِجَالٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ لَهُمْ قُوَّةٌ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا اَبْكِيْ فَقَالَ: ((مَا يُبْكِيْكِ؟)) قُلْتُ: سَمِعْتُ كَلَامَكَ مَعَ اَصْحَابِكَ فَسَمِعْتُ بِالْعُمْرَةِ [فَمُنِعْتُ الْعُمْرَةَ] قَالَ: ((وَمَا لَكِ؟)) قُلْتُ: لَا اُصَلِّيْ قَالَ: ((فَلَا يَضُرُّكِ فَكُوْنِيْ فِيْ حَجِّكِ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّرْزُقَكِيْهَا وَاِنَّمَا اَنْتِ مِنْ بَنَاتِ اٰدَمَ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْكِ مَا كَتَبَ عَلَيْهِنَّ)) قَالَتْ: فَخَرَجْتُ فِيْ حَجَّتِيْ حَتّٰى نَزَلْنَا مِنًى فَتَطَهَّرْتُ ثُمَّ طُفْنَا بِالْبَيْتِ وَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُحَصَّبَ فَدَعَا عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ: ((اُخْرُجْ بِاُخْتِكَ مِنَ الْحَرَمِ فَلْتُهِلَّ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نکلے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لبیک پکارتے ہوئے حج کی حج کے مہینوں میں اوقات و مواضع حج میں (یا ممنوعات شرعیہ حج سے بچتے ہوئے) اور حج کی راتوں میں (مراد اس سے یہ قول ہے اللہ تعالیٰ کا ﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ﴾ اور امام شافعی اور جماہیر علماء رحمہم اللہ کے نزدیک صحابہ و تابعین سے اور اسلاف صالحین سے حج کے مہینے شوال اور ذیقعدہ اور دس راتیں ہیں ذی الحجہ کی کہ تمام ہوتی ہیں نحر کی رات کی صبح تک یعنی دسویں تاریخ کی صبح تک اور امام مالک رحمہ اللہ سے بھی یہی مروی ہے اور مشہور روایت مالک رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ وہ شوال اور ذیقعدہ اور ذی الحجہ کا سارا مہینہ ہے اور یہی مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور مشہور روایت ان دونوں کی وہی ہے جو ہم نے اوپر جماہیر سے نقل کی) یہاں تک کہ سرف میں اترے اور آپ ﷺ اصحاب کی طرف نکلے اور فرمایا کہ ''جس کے پاس ہدی نہ ہو تو میرے نزدیک بہتر ہے کہ وہ اس احرام کو عمرہ کر لے اور جس کے ساتھ ہدی ہو وہ نہ کرے۔'' سو بعض لوگوں نے اس پر عمل کیا اور بعضوں نے نہیں (اس لیے کہ امر وجوب کے طور پر نہ تھا بلکہ استحباب کے طور پر تھا) حالانکہ ان کے ساتھ ہدی نہ تھی (مگر تا ہم وہ احرام حج ہی کا باندھے رہے اور نیت حج ہی کی رہی) اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تو ہدی تھی اور ان لوگوں کے ساتھ بھی جن کو طاقت تھی ہدی کی اور رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں رو رہی تھی آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم روتی کیوں ہو؟'' میں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے جو یاروں سے فرمایا میں نے سنا کہ آپ ﷺ نے عمرہ کا

بِعُمْرَةٍ ثُمَّ لِتَطُفْ بِالْبَيْتِ فَإِنِّي أَنْتَظِرُ كُمَا هٰهُنَا)) قَالَتْ: فَخَرَجْنَا فَأَهْلَلْتُ ثُمَّ طُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَجِئْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِيْ مَنْزِلِهِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَقَالَ: ((هَلْ فَرَغْتِ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ فَآذَنَ فِيْ أَصْحَابِهِ بِالرَّحِيْلِ فَخَرَجَ فَمَرَّ بِالْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ.

[بخاري: ١٥٦٠، ١٧٨٨]

حکم دیا (اور میں اس کی بجا آوری سے بہ سبب حیض کے مجبور ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں؟'' میں نے عرض کی کہ میں نماز نہیں پڑھتی۔ (یہاں سے معلوم ہوا کہ حائضہ کو بے نمازی آ گئی بولنا مستحب ہے کہ اس میں حیا اور تہذیب ہے اور یہ اصطلاح گویا اسی حدیث سے نکلی ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں کیا نقصان ہے؟ تم حج میں مشغول رہو (یعنی ابھی افعال عمرہ میں تاخیر کرو اگرچہ احرام عمرہ کا ہے) تو اللہ سے امید ہے کہ تم کو وہ بھی عنایت فرمادے اور بات تو یہ ہے کہ آخر تم آدم کی اولاد ہو اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر بھی لکھا ہے جو ان سب پر لکھا ہے۔'' (اس سے معلوم ہوا کہ تخصیص حیض اور ابتدا اس کی بنی اسرائیل سے باطل ہے) پھر فرماتی ہیں کہ میں حج میں نکلی اور ہم منیٰ میں اترے اور میں پاک ہوئی اور طواف کیا بیت اللہ کا اور رسول اللہ ﷺ محصب میں اترے اور آپ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''کہ اپنی ہمشیرہ کو حرم سے باہر لے جاؤ اور وہ عمرہ کا احرام باندھے۔ (اس سے استدلال کیا ہے ان لوگوں نے جو قائل ہیں کہ مکہ والا جب عمرہ کرے تو حل میں یعنی حرم سے باہر جا کر احرام باندھے اور روا نہیں ہے کہ حرم ہی سے احرام باندھ لے اور اگر اس نے حرم ہی میں احرام باندھا اور پھر حل میں گیا طواف سے پہلے تو بھی کافی ہے اور اس پر دم واجب نہیں اور اگر حرم میں احرام باندھ کر بھی حل میں نہ نکلا اور طواف وسعی اور حلق کیا تو اس میں دو قول ہیں: ایک یہ کہ عمرہ اس کا صحیح نہیں جب تک کہ حل کی طرف نہ نکلے پھر طواف وسعی کرے اور حلق اور دوسرا یہ ہے کہ عمرہ صحیح ہے مگر اس کا دم لازم آتا ہے یعنی ایک بکری۔ اس لیے کہ اس نے میقات کو ترک کیا اور علما نے کہا ہے کہ واجب ہے حل کی طرف نکلنا تاکہ نسک اس کا حل و حرم دونوں میں ہو جائے جیسے حاجی دونوں میں جاتا ہے اور عرفات میں وقوف کرتا ہے اور وہ حل میں ہے پھر مکہ میں داخل ہوتا ہے طواف وغیرہ کے لیے یہ تفصیل ہے مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اور یہی کہا ہے جمہور علما نے کہ واجب ہے نکلنا حل کی طرف عمرہ کے احرام کیلئے جدھر سے حل قریب ہو اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہی کا مذہب ہے کہ احرام عمرہ کا تنعیم سے ہے اور معتمرین کی میقات وہی ہے مگر یہ قول شاذ و مردود ہے اور جماہیر کا وہی

قول ہے کہ تمام جوانب حل کے برابر ہیں خواہ تنعیم ہو یا اور کوئی) (نووی رحمۃ اللہ علیہ) اور طواف کرے بیت اللہ کا اور فرمایا آپ نے کہ میں تم دونوں کا منتظر ہوں یہیں۔" عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر دونوں نکلے اور میں نے لبیک پکاری اور بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کی سعی کی اور ہم آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی منزل میں تھے رات میں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تم فارغ ہو گئیں۔" میں نے عرض کی کہ ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں کوچ پکار دی اور نکلے اور بیت اللہ پر سے گزرے اور طواف کیا (یہ طواف وداع کیا) نماز صبح سے پہلے پھر مدینہ کو چلے۔



فائدہ: قولہ اور آپ اصحاب کی طرف نکلے اور فرمایا: "جس کے ساتھ ہدی نہ ہو۔" الخ زاد المعاد میں ہے کہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اختیار دیا نسک ثلاثہ میں پھر جب مکہ کے قریب پہنچے تو حکم دیا کہ جو لوگ حج اور قران کا احرام باندھے ہیں اور ہدی نہیں لائے وہ اس کو فسخ کر دیں عمرہ کے ساتھ پھر مروہ پہنچ کر بطریق وجوب کے ان کو حکم دیا۔

قولہ اور فرمایا کہ "اپنی بہن کو حرم سے باہر لے جائے۔" الخ زاد المعاد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمروں میں ایک بھی ایسا عمرہ نہیں ہے کہ آپ نے مکہ سے باہر نکل کر حل سے عمرہ کا احرام باندھا ہو جیسے آج کل لوگ کیا کرتے ہیں اور آپ کے تمام عمرے وہی تھے جو مکہ میں باہر سے آنے والے کے ہوتے ہیں (یعنی ان پر قیاس کرنا مکہ والوں کے عمرہ کا جو ساکنان مکہ ہیں اور ان کو حکم دینا کہ حل میں جا کر احرام باندھیں قیاس مع الفارق ہے) اور حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد وحی کے تیرہ برس مکہ میں مقیم رہے مگر ہرگز ان سے یہ مروی نہیں ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مدت میں کبھی مکہ سے حل میں جا کر عمرہ کا احرام باندھا اور آپ نے جو عمرہ کیا ہے اور اس کو مشروع ٹھہرایا ہے وہ اس شخص کا عمرہ ہے جو باہر سے مکہ میں آئے نہ اس کا جو کہ مکہ ہی میں رہتا ہو کہ وہ باہر نکل کر احرام باندھے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی نے بھی نہیں کیا سوا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حالانکہ ہزاروں صحابہ رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور وجہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فعل کی یہ تھی کہ وہ عمرہ کا احرام باندھ کر حائضہ ہو گئیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا عمرہ پر حج کو ملا لو اور وہ قارنہ ہو گئیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تمہارا طواف حج اور عمرہ دونوں کو کافی ہو جائے گا۔" تو انہیں یہ ملال ہوا کہ اور بیبیاں رضی اللہ عنہن تو حج اور عمرہ دونوں مستقل (یعنی الگ الگ احرام سے) ادا کر کے جاتی ہیں اس لیے کہ وہ متمتعات تھیں اور ان کو حیض بھی نہیں آیا اور انہوں نے قران بھی نہیں کیا اور میں ایسے عمرہ کے ساتھ جاتی ہوں جو حج کے ضمن میں ہوا ہے اس سے ان کو ملال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بھائی کو حکم دیا کہ تنعیم سے عمرہ کرا لاؤ کہ ان کا دل خوش ہو جائے اور حالانکہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے عمرہ کیا اس حج میں نہ اور کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ (انتہی)

غرض اس کلام سے یہ ہے کہ آج کل جو مکہ کے لوگ احرام عمرہ کیلئے حل میں جانا واجب جانتے ہیں اور احرام اس کا مکہ کے اندر نہیں جانتے یہ خلاف ہے اور قصہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے استدلال ان کا باطل ہے اس لیے کہ فعل کو عموم نہیں علی الخصوص جب اس فعل کی ایک علت خاص پائی جائے اور وہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور کلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمارے لیے علی العموم موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو ارادہ رکھتا ہو حج اور عمرہ کا اور میقات کے اندر ہو وہ وہیں سے جہاں رہتا ہے لبیک پکارے یہاں تک کہ اہل مکہ، مکہ سے۔" اور یہ لفظ حدیث با سانید متعددہ باب المواقیت میں مسلم کے اوپر گزر چکا پس مکی کو احرام عمرہ کیلئے حل میں جانا ضروری نہیں و ذلک المقصود۔

اور مسک الختام میں ہے کہ صاحب سبل نے کہا ہے کہ اہل مکہ عام ہیں خواہ ساکنان مکہ ہوں یا مجاوران مکہ یا واردان مکہ اور احرام حج کیلئے باندھا ہو یا عمرہ کیلئے اور اس سے معلوم ہوا کہ میقات عمرہ کی اہل مکہ کیلئے مکہ ہی ہے جیسے حج کی مکہ ہی ہے اور اسی طرح میقات قارن کی بھی مکہ ہی ہے مگر محب طبری نے کہا ہے کہ میں نہیں جانتا کسی کو کہ اس نے مکہ کو عمرہ کی میقات کہا ہو اور جواب اس کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) خود میقات عمرہ کی بھی مکہ ٹھہرایا ہے اسی حدیث کی رو سے (جس کا ٹکڑا امام مسلم سے ابھی لکھ چکے ہیں) اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اے اہل مکہ! جو کوئی تم میں سے چاہے کہ عمرہ بجالائے تو اس کو چاہیے کہ اپنے اور اسکے درمیان میں بطن محسر کو کر لے اور یہ بھی کہا کہ جو ارادہ کرے اہل مکہ سے عمرہ کا وہ تنعیم کو جائے اور حرم سے باہر ہو جائے۔ پس یہ آثار موقوفہ ہیں اور حدیث مرفوع صحیح کے مقابل نہیں ہو سکتے اس کے بعد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی تنعیم جانے کی وہی وجہ بیان کی ہے جو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ پھر کہا: اس حدیث میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ عمرہ بغیر حل کے جائے صحیح نہیں اس شخص کیلئے جو مکہ میں رہتا ہے اور جب اس میں یہ احتمال نکل آیا تو وہ اور بھی حدیث مسلم مذکور کے مقابل اور برابر نہیں ہو سکتی اور طاؤس نے کہا ہے: میں نہیں جانتا کہ جو لوگ تنعیم سے عمرہ لاتے ہیں وہ ثواب پاتے ہیں یا عذاب؟ لوگوں نے کہا: عذاب کیوں پانے لگے؟ انہوں نے کہا: بیت اللہ اور اس کا طواف چھوڑ کر چار میل جاتے ہیں اور اس مدت میں دو سو طواف کر سکتے ہیں اور ہر طواف ان کا اس آمد و رفت بے معنی سے افضل و بہتر ہے۔ اگر چہ یہ کلام ان کا عمرہ پر طواف کی فضیلت میں ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ تاہم دلالت کرتا ہے اس آمد و رفت کے بے معنی ہونے اور بلا وجہ لاشے ہونے پر انتھی ما قال المترجم۔ اور امام احمد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ بعض لوگوں نے عمرہ کو مکہ میں طواف سے افضل کہا ہے بعض نے مکہ میں رہنا اور طواف کو افضل کہا ہے اور اصحاب احمد کے نزدیک عمرہ کے کا جب مکہ سے احرام باندھے تو صحیح ہے مگر اس پر دم لازم آتا ہے اس لیے کہ اس نے میقات سے احرام کو ترک کیا اور صاحب مسک الختام نے کہا کہ واجب کہنا دم کو اس پر بے دلیل ہے انتھی ماقال فی المسك الختام۔
غرض مترجم حقیر کے نزدیک مختار یہی ہے کہ مکی کو احرام عمرہ مکہ سے باندھنا بقول رسول معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کے جائز ہے اور اس کے وجوب پر کوئی دلیل نہیں کہ وہ حل میں نکلے اور قضیہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مثبت وجوب نہیں ہو سکتا اور اگر چہ بڑے بڑے لوگوں نے اس کا خلاف کیا ہے مگر الحق اکبر من هؤلآء۔

(۲۹۲۳) عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: مِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا وَمِنَّا مَنْ قَرَنَ وَمِنَّا مَنْ تَمَتَّعَ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بعض لوگوں نے ہم میں سے اہلال کیا تھا حج مفرد کا اور بعض نے قران کیا تھا اور بعض نے تمتع۔

○ ○ ○ ○

(۲۹۲۴) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: جَاءَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا حَاجَّةً.

قاسم نے کہا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حج کا احرام باندھ کر آئی تھیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی پہلے عمرہ کا اہلال کیا تھا پھر بوجہ حیض کے عمرہ کو چھوڑ دیا اور حج کا اہلال کیا مکہ سے اور یہ کہنا صحیح ہو گیا کہ وہ حج کو آئی تھیں، اس لیے کہ اگر حیض نہ بھی ہوتا تو عمرہ کے بعد ضرور حج ادا کرتیں جیسے متمتع کو کہہ سکتے ہیں کہ حج کو آیا ہے اگر چہ اول احرام اس کا عمرہ ہی کا ہوتا ہے۔

(۲۹۲۵) عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا تَقُوْلُ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِى الْقَعْدَةِ لَا نَرٰى اِلَّا اَنَّهُ الْحَجُّ حَتّٰى اِذَا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهُ هَدْىٌ اِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اَنْ يَّحِلَّ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ فَقِيْلَ: ذَبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ اَزْوَاجِهٖ قَالَ يَحْيٰى: فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ: اَتَتْكَ وَاللّٰهِ بِالْحَدِيْثِ

عمرہ نے کہا: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ فرماتی تھیں ہم نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جب پانچ تاریخیں ذی قعدہ کی باقی رہ گئیں اور ہم خیال حج ہی کا کرتے تھے یہاں تک کہ جب مکہ کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جس کے ساتھ ہدی نہ ہو وہ طواف وسعی کے بعد احرام کھول ڈالے۔ (یعنی حج کو عمرہ کر دے) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر ہمارے پاس نحر کے دن (یعنی دسویں تاریخ) گائے کا گوشت آیا میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کی طرف سے ذبح کیا ہے۔ پھر میں نے یہ حدیث قاسم بن محمد سے ذکر کی (یہ قول یحییٰ کا ہے) انہوں نے کہا: تم نے خوب برابر جیسے تھی ویسے ہی روایت کی۔

عَلٰى وَجْهِهِ. [بخاري: ١٧٠٩، ١٧٢٠، ٢٩٥٢؛ نسائي: ٢٦٤٩، ٢٨٠٣]

(٢٩٢٦) عَنْ عَمْرَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ رضي الله عنها وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيٰى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ٢٩٢٥]

یحییٰ سے بھی اس کی مثل حدیث موجود ہے۔

(٢٩٢٧) عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! يَصْدُرُ النَّاسُ بِنُسُكَيْنِ وَأَصْدُرُ بِنُسُكٍ وَاحِدٍ؟ قَالَ: ((انْتَظِرِيْ! فَإِذَا طَهُرْتِ فَاخْرُجِيْ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَأَهِلِّيْ مِنْهُ ثُمَّ الْقَيْنَا عِنْدَ كَذَا وَكَذَا۔ قَالَ: أَظُنُّهُ قَالَ غَدًا۔ وَلٰكِنَّهَا عَلٰى قَدْرِ نَصَبِكِ أَوْ۔ قَالَ نَفَقَتِكِ)). [بخاري: ١٧٨٧]

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! لوگ مکہ سے لوٹتے ہیں دو عبادتوں کے ساتھ (یعنی حج اور عمرہ جداگانہ کے ساتھ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم ٹھہرو جب تم پاک ہو گئی تو تنعیم کو جانا اور لبیک پکارنا اور پھر ہم سے فلاں فلاں مقام میں ملنا' گمان کرتا ہوں میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل کے روز اور ثواب تمہارے اس عمرہ کا تمہاری تکلیف اور خرچ کے موافق ہے۔“

فائدہ: یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہاں سے لوٹتے وقت فلاں مقام پر ہم سے ملنا اور اس سے معلوم ہوا کہ عبادت کے ثواب تکلیف اور مشقت اور نفقہ کے موافق گھٹتے بڑھتے ہیں مگر نفقہ سے وہی نفقہ مراد ہے جو شرع میں منع نہ ہو اور تکلیف وہ جو حد رہبانیت اور بدعت کو نہ پہنچے۔

(٢٩٢٨) عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رضي الله عنها قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! يَصْدُرُ النَّاسُ بِنُسُكَيْنِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ. [راجع: ٢٩٢٧]

ابن عون سے روایت ہے کہ ان دونوں کی حدیث مجھ پر خلط ملط ہو گئی حدیث یہ ہے کہ بے شک ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! لوگ لوٹتے ہیں دو عبادتوں کے ساتھ آگے وہی حدیث ہے۔

(٢٩٢٩) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَلَا نُرٰى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا قَدِمْنَا [مَكَّةَ] تَطَوَّفْنَا بِالْبَيْتِ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَنْ لَّمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ أَنْ يَّحِلَّ قَالَتْ: فَحَلَّ مَنْ لَّمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ وَنِسَاؤُهُ لَمْ يَسُقْنَ [الْهَدْيَ] فَأَحْلَلْنَ قَالَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها: فَحِضْتُ فَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! يَرْجِعُ النَّاسُ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ وَأَرْجِعُ أَنَا بِحَجَّةٍ؟ قَالَ: ((أَوَمَا كُنْتِ طُفْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا مَكَّةَ؟)) قَالَتْ:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں اور سب لوگ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ہمارا حج کے سوا اور کچھ ارادہ نہ تھا پھر جب سب لوگ مکہ میں آئے طواف کیا بیت اللہ کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جس کے ساتھ ہدی نہ ہو وہ احرام کھول ڈالے غرض ان لوگوں نے کھول ڈالا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں ہدی نہیں لائی تھیں سو انہوں نے بھی احرام کھول ڈالا۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے حیض ہوا اور میں نے طواف نہیں کیا پھر جب شب حصبہ ہوئی تو میں نے عرض کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ لوگ تو حج و عمرہ کر کے لوٹتے ہیں اور میں صرف حج کر کے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا جن راتوں کو ہم مکہ میں آئے تھے تم نے طواف نہیں کیا تھا؟“ میں نے عرض کی کہ نہیں۔ فرمایا: ”اچھا تم اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم جاؤ اور عمرہ کا احرام باندھو اور پھر ہمارے تمہارے ملنے کی

قُلْتُ: لَا قَالَ: ((فَاذْهَبِيْ مَعَ اَخِيْكِ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاَهِلِّيْ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ مَوْعِدُكِ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا)) قَالَتْ صَفِيَّةُ: مَا اُرَانِيْ اِلَّا حَابِسَتَكُمْ قَالَ: ((عَقْرٰى حَلْقٰى اَوَمَا كُنْتِ طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ؟)) قَالَتْ: بَلٰى قَالَ: ((لَا بَاْسَ انْفِرِيْ)) قَالَتْ عَائِشَةُ ؓ: فَلَقِيَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُصْعِدٌ مِّنْ مَّكَّةَ وَاَنَا مُنْهَبِطَةٌ عَلَيْهَا۔ اَوْ اَنَا مُصْعِدَةٌ وَهُوَ مُنْهَبِطٌ مِّنْهَا۔ وَقَالَ اِسْحٰقُ: مُتَهَبِّطَةٌ وَمُتَهَبِّطٌ۔

[بخاري: ١٥٦١، ١٧٦٢؛ ابوداود: ١٧٨٣؛ نسائي: ٢٨٠٢]

فلاں جگہ ہے۔“ اتنے میں صفیہ ؓ نے کہا کہ میں خیال کرتی ہوں کہ شاید میں تم سب کو روکوں (یعنی مجھے بھی حیض عارض ہو) اور طواف وداع کے انتظار میں میرے لئے سب کو ٹھہرنا پڑے) نبی ﷺ نے فرمایا: نگوڑی سر منڈی کیا تو نے نحر کے دن طواف نہیں کیا؟ (یعنی طواف افاضہ) انہوں نے عرض کی کیوں نہیں (اور یہ فرمانا آپ ﷺ کا بطور روز مرہ عرب کے اور بول چال کے تھا جیسے زبان میں مستعمل ہے نہ بطریق بددعا کے اور نہ اس راہ سے کہ معنی اصلی اس کے مراد ہوں جیسے تربت یداك اور قاتله الله مستعمل ہے اور براہ بے تکلفی اور اختلاط کے تھا اور بی بی صاحبہ ؓ نے یہ خیال فرمایا کہ شاید طواف وداع کیلئے ہم کو انتظار کرنا پڑے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اب کچھ مضائقہ نہیں کوچ کرو۔“ سیدہ صدیقہ محبوبہ رسول اللہ ﷺ فرماتی ہیں: پھر ملے مجھے رسول اللہ ﷺ بلندی پر چڑھتے ہوئے مکہ سے اور میں اترتی تھی اس پر سے یا میں چڑھتی تھی اور آپ ﷺ اترتے تھے۔



فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طواف وداع حائضہ پر واجب نہیں اور نہ انتظار طہر اس کے لیے ضروری ہے اور نہ اس کا اس کی وجہ سے دم لازم ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے شافعیہ کا اور تمام علما کا مگر جو نقل کیا ہے قاضی عیاض ؒ نے خلاف بعض سلف کا؟ وہ قول شاذ و مردود ہے انتہٰی زاد المعاد میں ہمارے شیخ ابن القیم ؒ فرماتے ہیں کہ یہ عمرہ جو سیدہ صدیقہ محبوبہ محبوب خدا ؓ تنعیم سے لائی ہیں اس میں فقہائے امت کے چار مسلک ہیں۔

اول یہ کہ عمرہ صرف ان کا دل خوش کرنے کیلئے تھا اور انہیں تو طواف اور سعی ان کے عمرہ اور حج دونوں کو کافی ہو گئی تھی۔

دوسرے یہ کہ جب وہ حائضہ ہوئیں تو آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ ”عمرہ چھوڑ دیں اور حج مفرد بجالائیں۔“ پھر حج کے بعد اس کی قضا کا حکم دیا اور عمرہ تنعیم قضا تھی عمرہ سابقہ کی اور یہ مسلک ہے ابوحنیفہ اور ان کے پیروکاروں کا اور اس قول کے موافق یہ عمرہ انؓ پر واجب تھا اور قول اول کی رو سے جائز اور جو متمتعہ حائضہ ہو جائے اس کا انہیں دونوں قول کے موافق حال ہے کہ یا تو حج کو عمرہ پر ملا کر قارنہ ہو جائے یا عمرہ کو چھوڑ کر مفردہ ہو جائے اور پھر اس کی قضا کرے۔

تیسرے یہ کہ جب وہ قارنہ ہو گئیں تو ایک عمرہ مفردہ الگ بجالانا ضروری ہوا اس لیے کہ عمرہ قارن کا عمرہ اسلام کو کافی نہیں اور ایک روایت ہے احمد ؒ کی دونوں روایتوں میں سے۔

چوتھے یہ کہ وہ مفردہ تھیں اور طواف قدوم سے بہ سبب حیض کے باز رہیں اور افراد ہی بجالائیں یہاں تک کہ پاک ہوئیں اور حج پورا کیا اور یہ عمرہ تنعیم عمرہ اسلام تھا اور یہ مسلک ہے قاضی اسمٰعیل بن اسحٰق وغیرہ کا مالکیہ میں سے اور یہ مسلک مترجم کے نزدیک نہایت ہی ضعیف ہے بہ نسبت اور مسلک کے تنصیص کی ہے اس کے ضعف پر ابن قیم ؒ وغیرہ نے انتہٰی۔

بہر حال اس عمرہ سے اور اس روایت سے سیدہ صدیقہ ؓ کے بڑے بڑے اصول مناسک معلوم ہوئے کہ جزائے خیر دے اللہ تعالیٰ ہماری ماں کو اور بلند کرے درجہ ان کا اعلیٰ علیین میں۔

اول یہ معلوم ہوا کہ قارن کو ایک طواف اور ایک سعی کافی ہے عمرہ اور حج دونوں کیلئے۔

دوسرے یہ کہ طواف قدوم و وداع ساقط ہو جاتا ہے حائضہ سے اور حال صفیہ ؓ کا جو سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ نے بیان کیا وہ اصل اصیل ہے اس مسئلہ کی۔

تیسرے یہ کہ داخل و شامل کر دینا حج کا عمرہ پر حائضہ کو جائز ہے جیسے طاہر کو جائز ہے اور کیوں نہ ہو کہ وہ زیادہ تر اس کی محتاج ہے اس لیے کہ معذور ہے۔

چوتھے یہ کہ حائضہ سب افعال حج بجالائے سوائے طواف کے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) پانچویں یہ کہ تنعیم حل میں ہے۔
چھٹے یہ کہ دو عمروں کا ایک سال میں بلکہ ایک ماہ میں بجالا ناروا ہے۔
ساتویں یہ کہ متمتع جب فوت حج کا خوف رکھتا ہو تو اس کو روا ہے کہ حج کو عمرہ پر داخل کرے اور یہ روایت اس مسئلہ کی اصل ہے۔
آٹھویں یہ کہ مکہ کے عمرہ کیلئے یہ روایت اصل ہے اور جو اس کو مستحب جانتا ہے اس کے ہاتھ میں اس روایت کے سوا اور کوئی دلیل نہیں، اس لیے کہ نبی ﷺ نے کبھی مکہ سے باہر نکل کر عمرہ نہیں کیا، نہ کسی اور صحابی نے جو آپ ﷺ کے ساتھ تھے سوا سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اور عمرہ مکیہ والوں نے اسی روایت کو اپنے اس قول کی دلیل ٹھہرایا ہے کہ مکی کو حل میں جانا ضروری ہے احرام عمرہ کے لیے حالانکہ اس میں کوئی باہر جانے کے وجوب پر ہرگز دلالت نہیں اس لیے کہ عمرہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یا تو عمرہ قضا تھا اس عمرہ کے عوض میں جو انہوں نے ترک کیا تھا ان لوگوں کے قول کے موافق جو اس کو واجب کہتے ہیں جیسے ہم نے اوپر تصریح کر دی ہے یا زیارت محض تھی صرف ان کی دلجوئی کیلئے اس کے قول کے موافق جو ان کو قارنہ کہتا ہے حالانکہ طواف اور سعی ان کے دونوں کو کافی ہو چکی تھی۔ (صرح بذلك كلها ابن القيم في زاد المعاد)

(٢٩٣٠) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نُلَبِّیْ لَا نَذْكُرُ حَجًّا وَلَا عُمْرَةً وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ . [نسائی: ٢٧١٧]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نکلے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لبیک پکارتے ہوئے، نہ ارادہ خاص حج کا رکھتے تھے نہ خاص عمرہ کا اور بیان کی راوی نے باقی حدیث مثل روایت منصور کے جو اوپر گزری۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: کہا ہمارے محقق زمان شیخ ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں کہ مطلق احرام باندھنا رسول اللہ ﷺ کا بلا تعین نسک کے یہ ایک قول ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا ان کے دو قولوں میں سے کہ تصریح کی انہوں نے اس کی کتاب اختلاف حدیث میں اس کے بعد مفصل قول شافعی رحمہ اللہ کا نقل کیا اور تصریح کی ہے شیخ مذکور نے اس کتاب میں جا بجا اس پر کہ رسول اللہ ﷺ قارن تھے اور یہی صحیح ہے محدثین کے نزدیک اور جو قائل ہیں کہ آپ کا احرام مطلق تھا بغیر تعین نسک کے ان کے اعذار میں سے یہ روایت بھی ہے سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جس کے ذیل میں ہم لکھ رہے ہیں کہ یہی روایت بخاری میں بھی مروی ہوئی ہے اور طاؤس نے بھی اس مضمون کو روایت کیا ہے کہ ہم نکلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور آپ ﷺ نہ حج کا نام لیتے نہ عمرہ کا اور حکم الٰہی کے منتظر تھے کہ حکم الٰہی صفا اور مروہ کے بیچ میں اترا اور جابر رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کی ہے کہ ہم نے عمل کیا جو آپ ﷺ نے کیا اور آپ ﷺ نے لبیک پکاری توحید کے ساتھ پھر ذکر کیا تلبیہ کا اور کہا کہ لوگوں نے بھی تلبیہ کہا جو آپ نے کہا غرض ان روایتوں میں کسی نسک کی تعیین نہیں ہے پھر اس کا جواب دیا ہے کہ ان روایتوں میں کوئی ایسی بات مروی نہیں جو ان روایتوں کے مخالف ہو جن میں تعیین آپ ﷺ کے نسک کی مذکور ہے۔ اب سنو کہ روایت طاؤس کی تو مرسل ہے اور وہ معارض نہیں ہو سکتی ان روایات صحیحہ متصل الاسناد کے جو ثبوت تعیین کے باب میں مروی ہو چکی ہیں اور طاؤس کی روایت کا اتصال سند نہ کسی طریق صحیح سے معلوم ہوتا ہے نہ حسن سے اور اگر صحیح بھی ہو تو جس حکم الٰہی کے آپ منتظر تھے وہ میقات سے پیشتر آپ ﷺ کو پہنچا اور آپ ﷺ کے پاس ایک فرشتہ پروردگار عالم کی طرف سے آیا اور اس نے کہا کہ اس وادی مبارک میں نماز ادا کرو اور کہو عمرہ ہے حج میں ملا ہوا غرض یہ حکم الٰہی آپ ﷺ کو قبل احرام کے پہنچ چکا اور آپ ﷺ قران کا احرام باندھ چکے اور طاؤس اپنی روایت میں کہتے ہیں کہ حکم الٰہی آپ ﷺ پر صفا اور مروہ کے بیچ میں اترا اور یہ حکم اور ہے اس حکم اول کے سوا جو آپ کو وادی عقیق میں اترا تھا (یعنی قبل احرام) اور یہ حکم جو صفا اور مروہ پر اترا یہ فسخ حج کا حکم ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ حج کو عمرہ بجالا کر فسخ کر دیں جن کے ساتھ ہدی نہ ہو اور یہیں پر۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''اگر پہلے سے میں جانتا اپنے کام کو جس کو میں نے آخر میں جانا تو ہدی ساتھ نہ لاتا۔'' (یعنی آرزو کی احرام کے کھول ڈالنے کی مگر بہ سبب ہدی لانے کے مجبور تھے اور یہ آرزو اس لیے تھی کہ اس میں امت کی آسانی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی دلجوئی اور ان کی موافقت تھی اور یہاں آپ ﷺ نے فسخ حج کا حکم وجوب کے طور پر دیا اور جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے تامل کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہی کرو جو میں تمہیں حکم دیتا ہوں۔'' باقی رہا یہ فرمانا ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نہ خیال رکھتے تھے ہم حج کا نہ عمرہ کا یہ اگر محفوظ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بات احرام سے پہلے تھی اور نہیں تو آپ ﷺ کے کلام میں مخالف ہو گی کہ اور روایات صحیحہ میں آ چکا ہے کہ کچھ لوگوں نے ہم میں سے حج کا کچھ لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) اور آپ ﷺ نے بھی خود احرام عمرہ کا باندھا تھا اور یہ جو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم لبیک پکارتے تھے، نہ حج کا خیال تھا، نہ عمرہ کا، یہ بھی احرام سے پہلے تھا اور یہ ان سے کہیں مروی نہیں کہ مکہ تک ہمارا یہی حال تھا کہ یہ محض باطل ہے۔ یقیناً اور جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کا لبیک سنا ہے اور حج اور عمرہ کا بیان کیا ہے ان کی روایتیں کیوں کر رد کی جائیں گی اور یہ روایت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے صحیح بھی ہو تو انتہا درجہ اس کا یہ ہوگا کہ ان کو صحابہ رضی اللہ عنہم کا لبیک جو میقات پر ہوا یاد نہ رہا اور مرد بہ نسبت عورتوں کے اس سے زیادہ واقف ہیں (مگر اس کہنے کی ضرورت نہیں اس لیے کہ ہماری ماں رضی اللہ عنہا نے خود تصریح کر دی ہے کہ بعض ہم سے عمرہ کا احرام باندھے تھے اور بعض حج کا) اور جابر رضی اللہ عنہ سے جو مروی ہے کہ آپ ﷺ نے توحید کا لبیک پکارا تو اس میں نہ الفاظ لبیک کے مروی ہیں نہ عدم تعیین نسک کے اور روایات اثبات تعیین میں ایک زیادت ہے اور زیادت ثقات کی مقبول ہے۔ انتہیٰ۔

(۲۹۳۱) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا قَالَتْ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَرْبَعٍ مَّضَيْنَ مِنْ ذِي الْحَجَّةِ اَوْ خَمْسٍ فَدَخَلَ عَلَيَّ وَهُوَ غَضْبَانُ فَقُلْتُ: مَنْ اَغْضَبَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ قَالَ: ((اَوَمَا شَعَرْتِ اَنِّيْ اَمَرْتُ النَّاسَ بِاَمْرٍ فَاِذَا هُمْ يَتَرَدَّدُوْنَ. قَالَ الْحَكَمُ: كَاَنَّهُمْ يَتَرَدَّدُوْنَ اَحْسِبُ. وَلَوْ اَنِّيْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا سُقْتُ الْهَدْيَ مَعِيَ حَتّٰى اَشْتَرِيَهُ ثُمَّ اَحِلُّ كَمَا حَلُّوْا))

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ کی چوتھی یا پانچویں کو آئے اور میرے پاس تشریف لائے غصہ میں بھرے ہوئے میں نے عرض کی کہ آپ کو کس نے غصہ دلایا؟ اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کو اللہ تعالیٰ دوزخ میں ڈالے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نہیں جانتی ہو کہ میں نے لوگوں کو ایک کام کا حکم دیا ہے اور وہ اس میں تردد کرتے ہیں۔ حَکَمْ (راوی) نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ آپ ﷺ نے فرمایا گویا وہ تامل کرتے ہیں اور فرمایا: اگر میں پہلے سے جانتا ہوتا اپنے کام کو جو میں نے بعد میں جانا تو ہدی کو اپنے ساتھ نہ لاتا (اس قول سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں) اور یہاں مکہ میں خرید لیتا اور ان لوگوں نے جیسا احرام کھول ڈالا ہے ویسا ہی میں بھی کھول ڈالتا۔''



فائدہ: رسول اللہ ﷺ کا غصہ اس نظر سے تھا کہ آپ ﷺ کے حکم میں تردد کرنا شیوہ ایمان نہیں اور ایمان داری کی بات یہی ہے کہ امر دین میں آپ ﷺ کا حکم معلوم ہو جائے تو ہر امتی کو اس کو دل سے ماننا اور اسی کو بہتر و افضل جاننا ضروری ہے اور اسی پر عمل کرنا اولیٰ اور انسب ہے اور یہی مضمون ہے اس آیت کا ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ اور یہ حکم عام ہے تمام اہل اسلام کو قیامت تک اور تامل اور تردد کی جگہ مجتہدوں اور مولویوں اور درویشوں کی باتیں ہیں جن میں احتمال خطا کا موجود ہے نہ قول و عمل رسول معصوم ﷺ میں جن کا دامن احتمال خطا کی آلائشوں سے پاک ہے اور رسول کی بات کو محل تردد و تامل جاننا نقص ایمان ہے اور زوال ایقان اور شریعت کی بے ادبی ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو رسول اللہ ﷺ کے حکم میں ذرا بھی تردد کرے اس کیلئے بددعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ اسے جہنمی کرے دوزخ میں ڈالے روسیاہ کرے روا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بددعا کی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو منع نہیں فرمایا یہاں سے مقلدانِ متعصبین کو کوسنا روا ہوا اور ان کا حال بدمآل کھل گیا (نووی) اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ افسوس کرنا کسی امر دین کے فوت ہونے پر روا ہے اور ﴿وَلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ﴾ میں داخل نہیں اور نہ اس حدیث میں جو نبی ﷺ نے فرمائی کہ ''اگر کا لفظ کہنا شیطان کا دروازہ کھولنا ہے۔'' اور معلوم ہوا کہ آیت اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی نعمتیں فوت ہونے پر افسوس نہ کرے کہ اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہوتا اور اس تقریر سے حدیثوں میں اور آیت میں مطابقت ہوگئی۔

(۲۹۳۲) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ لِاَرْبَعٍ اَوْ خَمْسٍ مَّضَيْنَ مِنْ ذِي

وہی مضمون ہے مگر اس میں حکم راوی کا شک مذکور نہیں تامل کے ذکر میں۔

الْحِجَّةِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ غُنْدَرٍ وَلَمْ يَذْكُرِ الشَّكَّ مِنَ الْحَكَمِ فِيْ قَوْلِهِ: يَتَرَدَّدُوْنَ .

○ ○ ○ ○

فائدہ: غرض ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ چوتھی تاریخ ذوالحجہ کی مکہ میں داخل ہوئے اور نو یا دس دن میں پہنچے اور نکلنا آپ ﷺ کا' ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں فلانعیدہ اور ذی طوٰی میں جس کو آباء الزہرا کہتے ہیں اتوار کی شب کو اترے اور صبح کی نماز وہیں ادا کی پھر اتوار کے دن غسل کیا اور مکہ کو چلے اور دن میں اعلائے مکہ سے ثنیۃ العلیا سے جو حجون کے قریب ہے داخل مکہ ہوئے (ثنیہ ٹیلا علیا بلند اور حجون میں پہلے جائے ہطی ہے پھر جیم ایک مقام کا نام ہے) اور عمروں میں مکہ کی نیچے کی جانب داخل ہوتے تھے اور حج میں اوپر کی جانب سے داخل ہوئے اور نکلے نیچے کی جانب سے پھر مسجد میں چاشت کے وقت داخل ہوئے اور طبرانی نے کہا کہ جب آپ ﷺ کی نظر بیت اللہ کی طرف پڑتی تھی دعا کرتے تھے: ((اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ تَشْرِيْفًا وَتَعْظِيْمًا وَتَكْرِيْمًا وَمَهَابَةً)) پھر جب مسجد میں آئے تحیۃ المسجد نہیں پڑھی اس واسطے کہ المسجد الحرام کی تحیہ طواف ہے اور جب حجر اسود کے سامنے آئے اسے استلام کیا۔ (استلام ہاتھ سے یا لکڑی سے چھونا یا بوسہ دینا ہاتھ سے چھو کر ہاتھ کو یا لکڑی سے چھو کر لکڑی کو بوسہ دینا) اور حجر اسود سے رکن یمانی کی طرف نہیں بلکہ باب کعبہ کی طرف گئے اور طواف شروع کیا اور ہاتھ نہیں اٹھائے اور نہ زبان سے طواف کی نیت کی اور نہ تکبیر کہی جیسے نماز کیلئے کہتے ہیں جیسے عوام الناس سنت کے نہ جاننے والے کرتے ہیں اور یہ امور سب بدعات و منکرات میں سے ہیں۔ (زاد المعاد)

(٢٩٣٣) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا اَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ فَقَدِمَتْ وَلَمْ تَطُفْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى حَاضَتْ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا وَقَدْ اَهَلَّتْ بِالْحَجِّ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: ((يَوْمَ النَّفْرِ يَسَعُكِ طَوَافُكِ لِحَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ)) فَاَبَتْ فَبَعَثَ بِهَا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے احرام باندھا عمرہ کا اور آئیں اور طواف نہیں کیا تھا کہ حائضہ ہو گئیں۔ پھر سب مناسک حج ادا کیے حج کا احرام باندھا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منیٰ سے کوچ کے دن کہ ''تمہارا طواف حج اور عمرہ دونوں کو کافی ہو جائے گا۔'' انہوں نے اس بات سے اپنی خوشی ظاہر نہ کی تو آپ ﷺ نے عبدالرحمٰن کے ساتھ بھیج دیا تنعیم کو کہ بعد حج کے عمرہ لائیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس روایت میں تصریح ہو گئی کہ انہوں نے عمرہ چھوڑا نہیں صرف اس کے اعمال میں بہ سبب حیض کے دیر کی اور معلوم ہوا کہ قارن کو ایک ہی طواف وسعی عمرہ و حج دونوں کیلئے کافی ہو جاتی ہے اور معلوم ہوا کہ عمرہ پر حج کو داخل کرنا جائز ہے اور معلوم ہوا کہ عمرہ تنعیم صرف ان کی دلی خوشی کیلئے تھا ورنہ طواف دونوں کو کافی تھا۔

(٢٩٣٤) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا حَاضَتْ بِسَرِفَ فَتَطَهَّرَتْ بِعَرَفَةَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُجْزِئُ عَنْكِ طَوَافُكِ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَنْ حَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ)).

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض ہوا سرف (مقام کا نام ہے) میں اور طہارت کی انہوں نے (یعنی غسل کیا وقوف کیلئے) عرفہ میں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم کو طواف تمہارا صفا اور مروہ کا حج اور عمرہ دونوں کو کافی ہے۔'' (طواف سے سعی مراد ہے)

(٢٩٣٥) عَنْ صَفِيَّةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! يَرْجِعُ النَّاسُ بِاَجْرَيْنِ وَاَرْجِعُ بِاَجْرٍ فَاَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ اَنْ يَّنْطَلِقَ بِهَا اِلَى التَّنْعِيْمِ قَالَتْ: فَاَرْدَفَنِيْ خَلْفَهُ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی رسول اللہ ﷺ سے کہ یا رسول اللہ! کہ لوگ دو ثواب لے کر لوٹتے ہیں اور میں ایک لے کر تو آپ ﷺ نے حکم دیا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو کہ ان کو لے جاؤ تنعیم تک اور وہ مجھے لے گئے اور اپنے اونٹ پر لے گئے اور مجھے اپنے پیچھے بٹھا لیا اور میں

عَلٰى جَمَلٍ لَهُ قَالَتْ: فَجَعَلْتُ اَرْفَعُ خِمَارِيْ اَحْسُرُهُ عَنْ عُنُقِيْ فَيَضْرِبُ رِجْلِيْ بِعِلَّةِ الرَّاحِلَةِ قُلْتُ لَهُ: وَهَلْ تَرٰى مِنْ اَحَدٍ؟ قَالَتْ: فَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ اَقْبَلْنَا حَتّٰى انْتَهَيْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِالْحَصْبَةِ. [نسائی:۲۹۱۱]

اپنی اوڑھنی سے اپنی گردن کھول دیتی تھی اور عبدالرحمٰن (اس خیال سے کہ بے پردگی کیوں کرتی ہے) میرے پیر پر مارتے تھے، اس ڈھب سے کہ کوئی جانے اونٹ کو مارتے ہیں اور میں ان سے کہتی تھی کہ یہاں تم کسی کو دیکھتے بھی ہو (یعنی یہاں کوئی نہیں ہے اس لیے میں نے اپنا سر کھول دیا ہے) پھر فرماتی ہیں کہ میں نے احرام باندھا عمرے کا اور پھر ہم لوٹ کر آئے اور رسول اللہ ﷺ تک پہنچے اور آپ ﷺ حصبہ میں تھے۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: ان روایتوں میں ایک طرح کا اختلاف معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا لوٹ کر آنا ایک روایت میں تو یوں مذکور ہوا کہ جب وہ آئیں تو حضرت بلندی پر چڑھتے تھے اور یہ اترتی تھیں۔ دوسرے وہ اترتے تھے اور یہ چڑھتی تھیں اور ایک میں یوں ہے کہ جب وہ آئیں تو آپ ﷺ اپنی منزل میں تھے محصب میں اور آپ ﷺ نے اس کے بعد کوچ کا حکم دیا اور پھر طواف کیا بیت اللہ کا اور ایک میں یہ ہے کہ جب وہ آئیں تو ان کو حصبہ میں پایا (یعنی رسول اللہ ﷺ کو جیسے ابھی مذکور ہوا) اور تطبیق اس میں یہ ہے کہ اصل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ایام تشریق کی اخیر راتوں میں ایک شب ان کو عمرہ کی طرف رخصت کیا اور فرمایا کہ ''ہم یہیں ملیں گے محصب میں۔'' اور بعد ان کی روانگی کے آپ ﷺ نے قصد کیا کہ طواف افاضہ سے فارغ ہو جائیں اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا آپ سے جب ملیں کہ آپ فارغ ہو کر محصب میں آچکی تھیں اور یہ جو فرمایا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہ پھر آپ ﷺ نے کوچ کا حکم دیا اس بیان میں تقدیم و تاخیر ہو گئی ہے غرض طواف رسول اللہ ﷺ کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روانگی کے بعد تھا اور آپ ﷺ فارغ ہو چکے تھے طواف سے قبل ان کے آنے کے اور اس میں بھی تصریح ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا دل خوش کرنے کو تنعیم بھیجنا تھا ورنہ طواف ان کا حج و عمرہ دونوں کو کافی تھا۔

(۲۹۳۶) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَمَرَهُ اَنْ يُّرْدِفَ عَائِشَةَ فَيُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ. [بخاری: ۱۷۸٤، ۲۹۸۵؛ ترمذی: ۹۳٤؛ ابن ماجہ: ۲۹۹۹]

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حکم دیا ان کو کہ اپنے پیچھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بٹھا کر لے جائیں اور تنعیم سے عمرہ لے آئیں۔

○ ○ ○ ○

(۲۹۳۷) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ قَالَ: اَقْبَلْنَا مُهِلِّيْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِحَجٍّ مُفْرَدٍ وَاَقْبَلَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا بِعُمْرَةٍ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِسَرِفَ عَرَكَتْ عَائِشَةُ حَتّٰى اِذَا قَدِمْنَا طُفْنَا بِالْكَعْبَةِ وَالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّحِلَّ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهُ هَدْيٌ قَالَ: فَقُلْنَا: حِلُّ مَا ذَا؟ قَالَ: ((الْحِلُّ كُلُّهُ)) فَوَاقَعْنَا النِّسَاءَ وَتَطَيَّبْنَا بِالطِّيْبِ وَلَبِسْنَا ثِيَابَنَا وَلَيْسَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ اِلَّا اَرْبَعُ لَيَالٍ ثُمَّ اَهْلَلْنَا يَوْمَ التَّرْوِيَةِ ثُمَّ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى عَائِشَةَ فَوَجَدَهَا تَبْكِيْ فَقَالَ: ((مَا

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آئے ہم احرام باندھے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج مفرد میں (شاید ان کا اور بعض صحابہ کا احرام ایسا ہی ہو اور نبی ﷺ تو قارن تھے) اور آئیں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عمرہ کے احرام کے ساتھ یہاں تک کہ جب سرف میں پہنچے تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہو گئیں۔ پھر جب ہم مکہ میں آئے طواف کیا کعبہ کا اور صفا اور مروہ کا اور حکم کیا ہم کو رسول اللہ ﷺ نے کہ جس کے ساتھ ہدی (قربانی) نہ ہو وہ احرام کھول ڈالے ہم نے کہا: کیسا حلال ہونا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بالکل حلال ہو جانا۔'' تو پھر ہم نے احرام بالکل کھول دیا۔ کہا راوی نے کہ پھر ہم پڑ گئے عورتوں کے پاس (یعنی دھڑلے سے جماع کرنے لگے) اور خوشبو لگائی اور کپڑے پہنے اور ہمارے اور عرفہ میں چار شب کا فرق باقی تھا، پھر ترویہ کے دن (یعنی آٹھویں تاریخ کو ذوالحجہ کی احرام

شَأْنُكِ؟)) قَالَتْ: شَأْنِي أَنِّي قَدْ حِضْتُ وَقَدْ حَلَّ النَّاسُ وَلَمْ أَحْلِلْ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَالنَّاسُ يَذْهَبُونَ إِلَى الْحَجِّ الْآنَ فَقَالَ: ((إِنَّ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَاغْتَسِلِي ثُمَّ أَهِلِّي بِالْحَجِّ)) فَفَعَلَتْ وَوَقَفَتِ الْمَوَاقِفَ حَتّٰى إِذَا طَهَرَتْ طَافَتْ بِالْكَعْبَةِ وَالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ قَالَ: ((قَدْ حَلَلْتِ مِنْ حَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ جَمِيعًا)) فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي أَجِدُ فِي نَفْسِي أَنِّي لَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى حَجَجْتُ قَالَ: ((فَاذْهَبْ بِهَا يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ! فَأَعْمِرْهَا مِنَ التَّنْعِيمِ)) وَذٰلِكَ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ.



باندھا یعنی حج کا) پھر رسول اللہ ﷺ آئے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور ان کو روتے ہوئے پایا۔ پوچھا: ''کیوں کیا حال ہے تمہارا؟'' انہوں نے عرض کی کہ میں حائضہ ہو گئی اور لوگ احرام کھول چکے اور میں نے نہ کھولا نہ طواف کیا بیت اللہ کا اور لوگ اب حج کو چلے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو ایک چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی سب لڑکیوں پر لکھ دی ہے سو تم غسل کرو (یعنی احرام کیلئے) اور احرام باندھو حج کا اور انہوں نے وہی کیا اور وقوف کیا وقوف کی جگہوں میں یہاں تک کہ جب طاہرہ ہوئیں تو طواف کیا بیت اللہ کا صفا اور مروہ کا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا احرام پورا ہو گیا حج اور عمرہ دونوں کا۔'' تو انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے دل میں ایک بات پاتی ہوں کہ میں نے طواف نہیں کیا جب تک حج سے فارغ نہ ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عبدالرحمٰن! ان کو تنعیم میں لے جا کر عمرہ کرا لاؤ۔'' اور یہ معاملہ اس شب ہوا جب محصب میں ٹھہرے تھے۔

فائدہ: ان سب روایتوں میں یہ تصریح بخوبی ہو چکی کہ حیض سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا سرف میں تھا مگر یہ نہیں آیا کہ طہر کہاں ہوا۔ سو مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ وہ عرفات میں پاک ہوئیں اور عروہ نے ان سے روایت کی کہ عرفہ کا دن آ پہنچا اور وہ حائضہ تھیں اور ابن حزم نے کہا ہے کہ عرفہ میں پاک ہونے سے یہ مراد ہے کہ عرفات میں وقوف کے لئے غسل کیا اور ابھی تک حیض باقی تھا پس ان دونوں روایتوں میں تطبیق ہو گئی پھر عروہ نے ان سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں حائضہ تھی عرفہ کے دن اور مجاہد نے بھی اسی انتہا کو بیان کیا غرض قول محقق یہی ٹھہرا کہ عرفہ تک حیض تھا اور عرفات کے وقوف کیلئے غسل کیا اور یوم النحر میں حیض تمام ہوا اسی کی تصریح کی ہے ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے زاد المعاد میں اور یہی صحیح ہے۔

قولہ پھر ترویہ کے دن احرام باندھا۔ یہی مذہب ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ جو مکہ میں ہو اور ارادہ حج کرے اسے مستحب ہے کہ ترویہ کے دن احرام باندھے نہ اس کے آگے سے۔

قولہ سو تم غسل کرو الخ یعنی غسل احرام کا کرو۔ معلوم ہوا کہ مستحب ہے غسل احرام کے لیے خواہ عورت حائضہ ہو یا پاک اور یہ حکم ہے ہر مرد و عورت کو۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''تمہارا احرام پورا ہو گیا۔'' (حج اور عمرہ دونوں کا)۔

فائدہ: (ب) اس سے تین مسئلے نکلے۔ اول یہ کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا قارنہ تھیں عمرہ کو بالکل چھوڑا نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ قارن کو ایک ہی طواف و سعی کافی ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کا اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اور ایک گروہ نے جن کا تمسک محض رائے ہے اور مخالفت احادیث صحیحہ سے کچھ باک نہیں رکھتے انہوں نے اس کے خلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کو دو طواف اور دو سعی لازم ہے تیسرے یہ کہ سعی صفا اور مروہ کے طواف صحیح کے بعد چاہیے اور طواف سے پہلے نہیں ہو سکتی اس لیے آپ ﷺ نے ام المومنین رضی اللہ عنہا کو جیسا طواف سے بہ سبب حیض کے روکا ویسا ہی سعی سے بھی روکا اور ابتدائے حیض سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہفتہ کا دن تھا سرف میں اور انتہا بھی اس کی ہفتہ کے دن ہوئی یوم النحر میں اس لیے کہ عرفہ کے دن حجۃ الوداع میں جمعہ تھا اور تیسری تاریخ ذوالحجہ کو ابتدائے حیض تھی اور دسویں سال میں ہجرت کے یہ حج ہوا یہی ذکر کیا ہے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب حجۃ الوداع میں۔

(۲۹۳۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ يَقُولُ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا وَهِيَ تَبْكِي

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اسی مضمون کی جو اوپر بیان ہوا لیکن اس میں دخل النبی ﷺ علی عائشة سے اوپر کے الفاظ نہیں ہیں۔

فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اللَّيْثِ اِلَى آخِرِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا قَبْلَ هٰذَا مِنْ حَدِيْثِ اللَّيْثِ.

[ابو داود:۱۷۸۶]

○ ○ ○ ○

(۲۹۳۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ عَائِشَةَ ﷺ فِيْ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ اَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ اللَّيْثِ وَزَادَ فِي الْحَدِيْثِ قَالَ: وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا سَهْلًا اِذَا هَوِيَتِ الشَّيْءَ تَابَعَهَا عَلَيْهِ فَاَرْسَلَهَا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ فَاَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ مِنَ التَّنْعِيْمِ۔ قَالَ مَطَرٌ: قَالَ اَبُو الزُّبَيْرِ: فَكَانَتْ عَائِشَةُ اِذَا حَجَّتْ صَنَعَتْ كَمَا صَنَعَتْ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ.

جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ کے حج میں احرام عمرہ کا باندھا تھا اور حدیث روایت ہے مانند حدیث لیث کے اور اتنا زائد بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نرم دل تھے، جب ان سے سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کچھ فرمائش کرتی تھیں تو آپ ﷺ مان لیتے تھے (یہ کمال اخلاق تھا رسول اللہ ﷺ کا کہ اپنی بیبیوں کی خاطرداری فرماتے تھے اور ان کی فرمائشیں پوری کر دیتے تھے جب تک اللہ پاک کی نافرمانی نہ ہو اور سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خاطر تو سب سے زیادہ تھی اللہ پاک ان کا درجہ بلند کرے اعلیٰ علیین میں اور ان سے راضی ہو اور ہم کو ان کی کفش برداری میں قبول فرمائے آمین یا رب العالمین) غرض بھیج دیا ان کو عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور وہ تنعیم سے عمرہ لائیں مطر جو راوی ہیں انہوں نے ابوالزبیر سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حج کرتی تھیں تو ویسا ہی کرتی تھیں جیسا اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ حج میں کیا تھا۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۲۹۴۰) عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ مَعَنَا النِّسَاءُ وَالْوِلْدَانُ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ طُفْنَا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ)) قَالَ قُلْنَا: اَيُّ الْحِلِّ؟ قَالَ: ((الْحِلُّ كُلُّهُ)) قَالَ: فَاَتَيْنَا النِّسَاءَ وَلَبِسْنَا الثِّيَابَ وَمَسِسْنَا الطِّيْبَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ اَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ وَكَفَانَا الطَّوَافُ الْاَوَّلُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نَّشْتَرِكَ فِي الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ: كُلُّ سَبْعَةٍ مِّنَّا فِيْ بَدَنَةٍ.

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نکلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کا لبیک پکارتے ہوئے ہمارے ساتھ عورتیں اور بچے بھی تھے، پھر جب مکہ آئے طواف کیا بیت اللہ کا اور سعی کی صفا اور مروہ کی اور رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''جس کے ساتھ ہدی نہ ہو وہ احرام کھول ڈالے اور حلال ہو جائے۔'' ہم نے کہا: کیسا حلال ہونا؟ انہوں نے کہا: پورا۔'' پھر ہم عورتوں کے پاس آئے (یعنی جماع کیا) اور کپڑے پہنے اور خوشبو لگائی پھر جب آٹھویں تاریخ ہوئی۔ حج کی لبیک پکاری اور کفایت کر گئی ہم کو سعی صفا اور مروہ کی جو کہ پہلے کی تھی اور حکم کیا ہم کو رسول اللہ ﷺ نے کہ شریک ہو جائیں اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج چھوٹے نابالغ لڑکے کا بھی درست ہے اور یہی مذہب ہے امام مالک اور شافعی اور احمد رحمہم اللہ اور تمام علما کا صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سے اور جو لوگ ان کے بعد ہیں سب قائل ہیں کہ حج اس کا صحیح ہے اور وہ بھی ثواب پاتا ہے اور حج بالغ کے احکام اس پر جاری ہوتے ہیں مگر اتنا ہے کہ فرض اسلام سے وہ حج کافی نہیں ہوتا اور جب بالغ ہو تو اس کو حج پھر فرض ہوتا ہے۔ بشرطیکہ زادراہ کی طاقت ہو جیسے اور دوں پر فرض ہوتا ہے اور ابوحنیفہ نے اس مسئلہ میں صریح جمہور علما کا سلف سے خلف تک خلاف کیا اور صراحۃً خلاف حدیث کہا ہے اور قائل ہوئے ہیں کہ نہ اس کا احرام صحیح ہے نہ حج اور نہ اس میں ثواب ہے اور نہ اس پر احکام حج مرتب ہوتے ہیں اور کہا ہے کہ حج اس کا صرف اس واسطے ہے کہ اسے مشق ہو اور احکام سیکھے اور اس کے محظورات سے بچے حالانکہ یہ قول ایک ادنیٰ بچے کے نزدیک بھی صریح نادانی ہے، اس لیے کہ ہم کہتے ہیں کہ اس مشق کرنے اور احکام شرعیہ سیکھنے میں بھی اس کو ثواب ہے یا نہیں۔ اگر ثواب ہے تو ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول باطل ہو گیا جو اوپر کہا تھا کہ اس میں ثواب نہیں۔ اور اگر فرض کرو کہ ثواب نہیں ہے تو فعل عبث لغو ہے حالانکہ لغو و عبث سے شارع علیہ السلام نے منع کیا ہے اور مومنوں کی شان لغو سے بچنا ہے ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾ یعنی مومن وہ ہیں کہ لغو سے کنارہ کرتے ہیں پھر کیوں لائے صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بچوں کو اور کیوں کیا وہ فعل جو شریعت میں لغو تھا غرض معلوم ہوا اس قول سے اور اکثر مسائل ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے کم مائیگی ان کی علم حدیث ورنہ مخالفت حدیث کی ایسے اکابر سے باوجود علم کے ممکن نہیں اور اسی طرح قائل ہوئے ہیں ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہ بچے کی نماز بھی صحیح نہیں اور اس کو حکم نماز کا صرف تعلیم کے لیے ہے اور اس میں بھی ہماری وہی تقریر ہے جو حج میں ہوئی۔ اور یہی حال ہے ان کے نزدیک تمام عبادتوں کا۔ اور نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ صواب اور صحیح مذہب اس میں جمہور کا ہے چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ ایک عورت نے ایک بچے کو اٹھایا اور عرض کی کہ یارسول اللہ! اس کا حج ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں۔'' پھر مخالفت حدیث کے جو مذہب یا قول یا فعل ہو مردود و مطرود، دور از مقصود و سراسر نابہبود، خلاف مرضی معبود ہے۔

اور یہ جو فرمایا کہ کفایت کر گیا ہم کو سعی کرنا صفا اور مروہ کا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قارن جب پہلے سعی کر چکا تو طواف افاضہ کے بعد اس کو سعی کرنا ضروری نہیں بخلاف متمتع کے کہ اس کو طواف افاضہ کے بعد پھر دوبارہ سعی ضروری ہے۔

اور یہ جو فرمایا کہ اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی شریک ہو گئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گائے اور اونٹ سات آدمیوں کو کافی ہے۔ اور گویا ایک گائے اور ایک اونٹ سات بکریوں کے برابر ہے اور معلوم ہوا کہ شریک ہونا قربانی میں اور ہدی میں روا ہے اور یہی قول ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور ان کے موافقین محدثین کا کہ ان کے نزدیک اونٹ میں شریک ہو سکتے ہیں خواہ وہ الگ الگ رہتے ہوں خواہ ایک گھر میں ہوں اور خواہ وہ سب مفترض ہوں خواہ متنفل اور خواہ وہ سب تقرب کی نیت سے کرتے ہوں خواہ بعض ان میں کے گوشت کھانے کی نیت سے کرتے ہوں یہی مذہب مروی ہے ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہما سے اور یہی قول ہے احمد رحمہ اللہ کا۔ اور مالک رحمہ اللہ نے کہا: اگر وہ ذبح و نحر بطور فرض کے ہو تو سب پر شراکت روا ہے اور بطور نفل کے ہو تو روا نہیں۔ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اگر قربت الٰہی کی نیت ہے تو شرکت روا ہے۔ برابر ہے کہ قربت کی نوع میں اختلاف ہو یا اتفاق مگر بہر حال سب قربت چاہتے ہوں۔ اور اگر بعض ان میں کا گوشت کا ارادہ رکھتے ہوں تو شراکت روا نہیں مگر ان سب سے مذہب امام شافعی رحمہ اللہ کا صحیح معلوم ہوتا ہے جب تک عدم جواز پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور براءت اصلیہ ان کے مذہب کے ساتھ لگی ہوئی ہے جب تک کوئی دلیل معارض نہ پائی جائے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی یہی منقول ہے۔

(۲۹٤۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَمَرَنَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا اَحْلَلْنَا اَنْ نُحْرِمَ اِذَا تَوَجَّهْنَا اِلٰى مِنًى قَالَ: فَاَهْلَلْنَا مِنَ الْاَبْطَحِ.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا: حکم کیا ہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہم نے احرام کھول ڈالا کہ جب ہم منیٰ کو چلیں (یعنی آٹھویں تاریخ) تو احرام باندھ لیں تو لبیک پکاری ہم نے حج کی ابطح سے۔

فائدہ: ابطح کنکریلی زمین کو بھی کہتے ہیں اور یہاں ابطح سے ایک خاص میدان مراد ہے جو محصب سے قریب ہے اور اس روایت سے امام شافعی رحمہ اللہ نے استدلال کیا ہے کہ متمتع کو مستحب یہی ہے کہ احرام حج کا آٹھویں تاریخ کو باندھے۔ اور یہی حکم ہے اس کا جو مکہ سے حج کو چلے۔ اور مالک رحمہ اللہ وغیرہ نے کہا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ اول ذی الحجہ سے احرام باندھ لے۔

(۲۹٤۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ طواف نہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ

لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ ﷺ وَلَا اَصْحَابُهُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اِلَّا طَوَافًا وَاحِدًا زَادَ فِيْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ: طَوَافَهُ الْاَوَّلَ.

آپ ﷺ کے اصحاب نے صفا اور مروہ میں مگر ایک بار۔ زیادہ کیا محمد بن بکر کی روایت میں کہ وہی طواف اول۔

[ابو داود: ۱۸۹۵؛ نسائی: ۲۹۸۶]

○ ○ ○ ○

فائدہ یعنی رسول اللہ ﷺ قارن تھے اور قارن کو ایک ہی بار سعی کافی ہے صفا اور مروہ کی اور جو متمتع ہو اس کو دو سعی ضروری ہیں اور اس میں صاف صراحۃً مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ جو قارن ہو اس کو ایک طواف اور ایک سعی کافی ہے وہی طواف افاضہ کے وقت۔ اور یہی مذہب ہے ابن عمر اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور طاؤس اور عطاء اور حسن بصری اور مجاہد اور مالک اور ابن ماجشون اور احمد اور اسحاق اور داؤد اور ابن منذر رحمۃ اللہ علیہم کا۔ اور اسی طرف گئے ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اور یہی قوی ہے کہ بہت سی احادیث اس پر دال ہیں۔ اور ایک گروہ نے ان کا خلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کو دو طواف اور دو سعی کرنا ضروری ہیں اور قائل ہیں اس کے شعبی اور نخعی۔ اور جابر بن زید اور عبدالرحمٰن بن اسود اور ثوری اور حسن بن صالح اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور محکی ہوا ہے یہ قول علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اور ابن منذر نے کہا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ قول ثابت نہیں اور یہ مذہب نصوص صریحہ نبی معصوم کے مخالف ہے اور اسی لیے غربائے احناف کی قسمت میں بھی آیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

(۲۹۴۳) عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ نَاسٍ مَعِيَ قَالَ: اَهْلَلْنَا اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ بِالْحَجِّ خَالِصًا وَحْدَهُ قَالَ عَطَاءٌ: قَالَ جَابِرٌ: فَقَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَاَمَرَنَا اَنْ نَحِلَّ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ: ((حِلُّوْا وَاَصِيْبُوا النِّسَاءَ)) قَالَ عَطَاءٌ: وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلٰكِنْ اَحَلَّهُنَّ لَهُمْ فَقُلْنَا لَمَّا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ اِلَّا خَمْسٌ اَمَرَنَا اَنْ نُفْضِيَ اِلَى نِسَآئِنَا فَنَاْتِيْ عَرَفَةَ تَقْطُرُ مَذَا كِيْرُنَا الْمَنِيَّ قَالَ يَقُوْلُ جَابِرٌ ﷺ بِيَدِهٖ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى قَوْلِهٖ بِيَدِهٖ: يُحَرِّكُهَا قَالَ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْنَا فَقَالَ: ((قَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّيْ اَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَصْدَقُكُمْ وَاَبَرُّكُمْ وَلَوْ لَا هَدْيِيْ لَحَلَلْتُ كَمَا تَحِلُّوْنَ وَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ اَسُقِ الْهَدْيَ فَحِلُّوْا)) فَحَلَلْنَا وَسَمِعْنَا وَاَطَعْنَا قَالَ عَطَاءٌ: قَالَ جَابِرٌ: فَقَدِمَ عَلِيٌّ مِنْ سِعَايَتِهٖ فَقَالَ: ((بِمَ اَهْلَلْتَ؟)) قَالَ: بِمَا اَهَلَّ بِهٖ

عطاء نے کہا: سنا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے اور میرے ساتھ کئی شخص تھے کہ انہوں نے کہا کہ لبیک پکاری ہم سب اصحاب محمد ﷺ نے فقط حج کی اور کہا عطاء نے کہ کہا جابر رضی اللہ عنہ نے پھر آئے نبی ﷺ چوتھی ذو الحجہ کی صبح کو اور ہم کو حکم فرمایا کہ ہم احرام کھول ڈالیں۔ عطاء نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "کہ احرام کھول ڈالو اور عورتوں کے پاس جاؤ۔" اور عطاء نے کہا: یہ حکم ان کو وجوب کے طور پر نہیں دیا بلکہ احرام کھولنا ان کو جائز کر دیا پھر ہم نے کہا کہ اب عرفہ میں پانچ ہی دن باقی ہیں کہ حکم کیا ہم کو کہ ہم صحبت کریں اپنی عورتوں سے اور عرفات میں جائیں اس طرح سے کہ ہمارے آلتوں سے منی ٹپکتی ہو، کہا عطاء نے کہ جابر رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے اور میں گویا کہ اب دیکھ رہا ہوں ان کے ہاتھ جیسے وہ ہلاتے تھے (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس عذر کی راہ سے احرام کھولنے میں تامل کیا) تو نبی ﷺ ہمارے بیچ میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: "تم بخوبی جان چکے ہو کہ میں تم سب سے زیادہ نیک ہوں (پھر میرے حکم بجالانے میں کیا تامل ہے؟) اور اگر میرے ساتھ میری ہدی نہ ہوتی تو میں بھی احرام کھول ڈالتا جیسے تم کھول رہے ہو اور اگر مجھے پہلے سے یہ بات معلوم ہوتی جو بعد کو معلوم ہوئی تو میں ہدی ساتھ نہ لاتا۔" غرض پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے احرام کھول ڈالا اور ہم سب نے آپ ﷺ کی بات سنی اور دل سے مان لی۔ عطاء نے کہا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر آئے سیدنا

النَّبِيُّ ﷺ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَاهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا)) قَالَ: وَاَهْدٰى لَهُ عَلِيٌّ هَدْيًا فَقَالَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلِعَامِنَا هٰذَا اَمْ لِاَبَدٍ؟ قَالَ: ((لِاَبَدٍ)).

[بخاری: ۲۵۰۵؛ نسائی: ۲۸۷۲]

علی رضی اللہ عنہ (اموال صدقات کی تحصیل لے کر جس کے لیے نبی ﷺ نے ان کو بھیجا تھا یمن کی طرف اور حقیقت میں یہ وہاں امیر ہو کر گئے تھے، نہ صدقات کی تحصیل کے لیے اور شاید عاملوں نے ان کے سپرد کر دیے ہوں کہ نبی ﷺ تک پہنچا دیں ورنہ اموال صدقات بنی ہاشم کو لینا روا نہیں) پھر نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم نے کیا احرام باندھا؟'' انہوں نے عرض کی کہ جو اہلال ہو نبی ﷺ کا (یعنی میں نے لبیک میں یہی کہا کہ جو لبیک حضور ﷺ کی ہو وہی میری ہے) کہا نبی ﷺ نے کہ ''قربانی کرو اور محرم رہو۔'' اور نبی ﷺ کے لیے ہدی لائے حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ اور سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! کیا یہ حکم (یعنی حج کو فسخ کر دینا عمرہ کر کے) ہمارے اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے یہ امر جائز ہو گیا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ ہمیشہ کے لیے ہے۔''

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: دوسری روایت میں آیا ہے کہ سراقہ بن جعشم اٹھے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! کیا یہ ہمارے اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے واسطے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالیں اور فرمایا: ''داخل ہو گیا عمرہ حج میں۔'' دوبارہ یہی فرمایا۔ اور فرمایا کہ ''بلکہ یہ ہمیشہ کے لیے ہے۔'' اور نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ علما نے اس میں اختلاف کیا ہے اور اس کے چار معنی کیے ہیں۔ اول اور اصح معنی یہ ہیں اور جمہور بھی اسی کے قائل ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ عمرہ بجالانا حج کے ایام میں جائز ہے قیامت تک (حالانکہ ایام جاہلیت میں ایام حج میں عمرہ کرنے کو بہت برا جانتے تھے) غرض آپ ﷺ کو جاہلیت کی عادت کا باطل کرنا منظور تھا کہ وہ حج کے مہینوں میں عمرے کو ممنوع جانتے تھے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ قران روا ہے اور تقدیر اس کلام کی یہ ہے کہ داخل ہو گئے افعال عمرے کے افعال حج میں قیامت تک۔

تیسری تاویل بعض لوگوں کی یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ عمرہ واجب نہیں اور معنی اس کے یہ ہیں کہ عمرہ ساقط ہو گیا اور حج کی فرضیت نے اس کے وجوب کو ساقط کر دیا۔ اور یہ ضعیف بلکہ باطل ہے اور سیاق صاف دلالت کرتا ہے کہ یہ تاویل غلط ہے۔

چوتھے یہ ہے کہ تاویل کی ہے بعض اہل ظاہر نے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ فسخ حج کا عمرہ کر کے جائز ہو گیا قیامت تک، اور اس کو نووی رحمہ اللہ نے ضعیف کہا ہے تمام ہوا کلام نووی رحمہ اللہ کا، اور شیخ ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں اسی قول کو (یعنی چوتھے کو) باحسن وجوہ ثابت کیا ہے اور خلاصہ ان کی تقریر کا یہ ہے کہ روایت کیا ہے اس فسخ کو رسول اللہ ﷺ سے چودہ صحابیوں رضی اللہ عنہم نے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ اور علی اور فاطمہ بنت رسول اللہ اور اسماء بنت ابی بکر صدیق اور عبداللہ اور ابوسعید خدری اور براء بن عازب اور عبداللہ بن عمر اور انس بن مالک اور ابوموسیٰ اشعری اور عبداللہ بن عباس اور سترہ بنت سعید مدلجی جہنی اور سراقہ بن مالک مدلجی رضی اللہ عنہم ہیں۔ پھر ان کی روایات صحیحہ حسنہ نقل کیے ہیں اور سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ کی روایت جس میں مذکور ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یہ ہمارے اسی سال کے لیے ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ ہمیشہ کے لیے ہے۔'' نقل کر کے کہا کہ اس لفظ اخیر میں صراحت ہو گئی کہ جو لوگ قائل ہیں کہ یہ خاصہ تھا صحابہ رضی اللہ عنہم کا۔ ان کا قول باطل ہے اس لیے کہ حضور ﷺ نے صاف فرما دیا کہ ''یہ ہمیشہ کے لیے ہے۔'' اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں پر غصہ بھی فرمایا جو احرام کھولنے میں تامل کرتے تھے اور اس کے بعد کہا کہ یہی مذہب ہے اہل بیت کا اور حبر امت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اور ان کے یاروں کا اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا اور عبداللہ بن حسن عنبری قاضی بصرہ کا اور اہل ظاہر کا۔ اور سلمہ بن شبیب نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے کہا کہ آپ کی سب باتیں اچھی ہیں مگر ایک بات۔ انہوں نے کہا: وہ کیا؟ سلمہ نے کہا کہ آپ فسخ حج بعمرہ کے قائل ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اے سلمہ! میں تم کو عقل والا جانتا تھا میرے پاس گیارہ حدیثیں صحیح رسول اللہ ﷺ سے موجود ہیں اس بارہ میں میں ان کو تمہارے قول کے سبب سے کیوں کر چھوڑوں۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❀❀)

(گزشتہ سے پیوستہ) پھر ابن قیم رحمہ اللہ نے تین عذر بیان کیے ہیں جو لوگ اس میں پیش کرتے ہیں۔ اول یہ کہ یہ منسوخ ہے۔ دوسرے مخصوص بصحابہ رضی اللہ عنہم ہے۔ تیسرے بعض روایتیں اس کے معارض ہیں۔ پھر ان تینوں کے جوابات تو دیئے ہیں اور بخوبی معنی چہارم کو یعنی جواز فسخ حج بعمرہ کو ثابت کیا ہے اور حق انہیں کے ساتھ ہے اور اہل ظاہر ہی کا مذہب صحیح و موافق روایات ہے۔ (فمن شاء فليرجع اليه ولينظر بعين الانصاف الى زاد المعاد)

(٢٩٤٤) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَهْلَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالْحَجِّ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ اَمَرَنَا اَنْ نَّحِلَّ وَنَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَكَبُرَ ذٰلِكَ عَلَيْنَا وَضَاقَتْ بِهٖ صُدُوْرُنَا فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَمَا نَدْرِيْ اَشَيْءٌ بَلَغَهٗ مِنَ السَّمَآءِ اَمْ شَيْءٌ مِنْ قِبَلِ النَّاسِ فَقَالَ: ((اَيُّهَا النَّاسُ! اَحِلُّوْا فَلَوْلَا الْهَدْيُ الَّذِيْ مَعِيَ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلْتُمْ)) قَالَ فَاَحْلَلْنَا حَتّٰى وَطِئْنَا النِّسَآءَ وَفَعَلْنَا مَا يَفْعَلُ الْحَلَالُ حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَجَعَلْنَا مَكَّةَ بِظَهْرٍ اَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لبیک پکاری ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کی پھر جب ہم مکہ میں آئے تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ احرام کھول ڈالیں اور اس احرام کو عمرہ کر ڈالیں (یعنی حج کو عمرہ کر کے فسخ کر دیں) اور یہ بات ہم پر گراں گزری اور ہمارے سینے اس سے تنگ ہوئے اور یہ بات نبی ﷺ کو پہنچی پھر ہم نہیں جانتے کہ آیا ان کو کوئی حکم آسمان سے آیا یا کوئی بات لوگوں سے پہنچی۔ غرض آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! احرام کھول ڈالو اور اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں بھی وہی کرتا جو تم نے کیا ہے۔'' (یعنی عمرہ کر کے حج کو فسخ کرتا اور احرام کھول ڈالتا) تب تو ہم نے احرام کھول ڈالا یہاں تک کہ صحبت کی ہم نے عورتوں سے اور سب کام کیے جو بغیر احرام والے کرتے ہیں۔ (یعنی خوشبو لگائی، سیئے ہوئے کپڑے پہنے، جماع کیا) پھر جب آٹھویں تاریخ ہوئی اور مکہ سے ہم نے پیٹھ موڑی (یعنی منیٰ کو چلے) حج کا لبیک پکارا۔

❖ ❖ ❖ ❖

(٢٩٤٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ ﷺ اَنَّهٗ حَجَّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ سَاقَ الْهَدْيَ مَعَهٗ وَقَدْ اَهَلُّوْا بِالْحَجِّ مُفْرَدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَحِلُّوْا مِنْ اِحْرَامِكُمْ فَطُوْفُوْا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَصِّرُوْا وَاَقِيْمُوْا حَلَالًا حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَاَهِلُّوْا بِالْحَجِّ وَاجْعَلُوا الَّتِيْ قَدِمْتُمْ بِهَا مُتْعَةً)) قَالُوْا: كَيْفَ نَجْعَلُهَا مُتْعَةً وَقَدْ سَمَّيْنَا الْحَجَّ؟ قَالَ: ((افْعَلُوْا مَا اٰمُرُكُمْ بِهٖ فَاِنِّيْ لَوْ لَا اَنِّيْ سُقْتُ الْهَدْيَ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِيْ اَمَرْتُكُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ لَّا يَحِلُّ مِنِّيْ حَرَامٌ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ)) فَفَعَلُوْا . [بخاري:١٥٦٨]

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے حج کیا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جس سال کہ آپ ﷺ کے ساتھ ہدی تھی (یعنی حجۃ الوداع میں اس لیے کہ ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے ایک ہی حج کیا ہے) اور بعض لوگوں نے صرف حج مفرد کا احرام باندھا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم احرام کھول ڈالو اور طواف کرو بیت اللہ کا اور سعی کرو صفا اور مروہ کی اور بال کم کرا لو اور حلال رہو پھر جب ترویہ کا دن ہو (یعنی آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کی) تو لبیک پکارو حج کی اور تم جو احرام لے کر آئے ہو اس کو متعہ کر ڈالو'' (یعنی اگرچہ وہ احرام حج کا ہے مگر عمرہ کر کے کھول لو اور پھر حج کر لینا تو یہ متعہ ہو جائے گا) لوگوں نے عرض کی کہ ہم کیونکر اسے متعہ کریں۔ حالانکہ ہم نے نام لیا ہے حج کا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہی کرو جس کا میں تمہیں حکم دیتا ہوں اس لیے کہ میں اگر ہدی کو ساتھ نہ لاتا تو میں بھی ویسا ہی کرتا جیسا تم کو حکم دیتا ہوں مگر یہ کہ میرا احرام کھل نہیں سکتا جب تک کہ قربانی اپنے محل تک نہ پہنچ لے۔'' (یعنی ذبح نہ

ہو لے) پھر لوگوں نے کیا۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ۔ اس بیان میں مضمون آگے پیچھے ہوگیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ یہ سب گفتگو جو عمرہ کرنے اور احرام کھولنے میں اصحاب رضی اللہ عنہم سے ہوئی وہ عمرے سے پہلے ہی ہوئی جیسا اور روایتوں میں آیا ہے اگر چہ اس کو راوی نے یہاں بعد بیان کیا ہے مگر اصل بات وہی ہے کہ یہ گفتگو ابتدا میں ہوئی غرض اس روایت میں تصریح ہے کہ پہلے لوگوں نے حج مفرد کا احرام باندھا تھا پھر عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا اور یہی فسخ حج بعمرہ ہے۔ اور اس کی تفصیل اوپر خوب گزری کہ قیامت تک یہ فسخ روا ہے اور صحیح مذہب بقول ابن قیم رحمہ اللہ یہی ہے اور نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے بعض نے کہا کہ یہ فسخ خاص تھا صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اور ان کے بعد کسی کو روا نہیں اور ان کو بھی اس سال کے سوا اور برسوں میں روا نہ رہا۔ اور یہ قول ہے مالک اور شافعی کا اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور جماہیر سلف و خلف کا اور بعض نے کہا ہے کہ قیامت تک اس کا جواز باقی ہے کہ جو احرام حج کا باندھ کر آئے اور ہدی ساتھ نہ لائے وہ عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے پھر یوم الترویہ میں حج کا احرام باندھ لے اور یہ قول ہے امام احمد بن حنبل امیر المحدثین اور ایک گروہ کا اہل ظاہر میں سے۔ اور اسی کو اختیار کیا ہے ابن قیم رحمہ اللہ نے اور یہی مروی ہے چودہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فسخ دیا اور سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اسی سال کے لیے یہ حکم ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں قیامت تک کے لیے ہے۔“ اور اسی کی آرزو کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر بہ سبب سوق ہدی کے لاچار تھے۔

(٢٩٤٦) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ قَدِمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نَّجْعَلَهَا عُمْرَةً وَنَحِلَّ قَالَ: وَكَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَّجْعَلَهَا عُمْرَةً.

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آئے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کی لبیک پکارتے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہم کو کہ ہم اس کو عمرہ کر ڈالیں اور احرام کھول لیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی تھی اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ نہ کر سکے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ فِي الْمُتْعَةِ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ.

باب: حج اور عمرہ میں تمتع کے بارے میں۔

(٢٩٤٧) عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ قَالَ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يَأْمُرُ بِالْمُتْعَةِ وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْهٰى عَنْهَا قَالَ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما فَقَالَ عَلٰى يَدَيَّ دَارَ الْحَدِيْثُ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا قَامَ عُمَرُ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ كَانَ يُحِلُّ لِرَسُوْلِهٖ ﷺ مَاشَآءَ بِمَاشَآءَ وَاِنَّ الْقُرْاٰنَ قَدْ نَزَلَ مَنَازِلَهٗ فَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ [لِلّٰهِ] كَمَا اَمَرَكُمُ اللّٰهُ وَاَبِتُّوْا نِكَاحَ هٰذِهِ النِّسَآءِ فَلَنْ اُوْتٰى بِرَجُلٍ نَكَحَ امْرَاَةً اِلٰى اَجَلٍ اِلَّا رَجَمْتُهٗ بِالْحِجَارَةِ.

ابو نضرہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما تو ہم کو حکم کرتے تھے متعہ کا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ اس سے منع کرتے تھے اور میں نے اس کا ذکر کیا جابر رضی اللہ عنہ سے تو انہوں نے کہا: یہ حدیث تو میرے ہاتھ سے لوگوں میں پھیلی ہے اور ہم نے تمتع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلافت پر قائم ہوئے تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جو چاہتا تھا حلال کر دیتا تھا جس سبب سے کہ وہ چاہتا تھا اور قرآن کا ہر ایک حکم اپنی اپنی جگہ میں اترا ہے تو پورا کرو تم حج اور عمرہ کو اللہ کے واسطے جیسا کہ تم کو اللہ پاک نے حکم دیا ہے اور قطعی اور دائمی ٹھہرا دو ہمیشہ کے لیے نکاح ان عورتوں کا (یعنی جن سے متعہ کیا گیا ہے یعنی ایک مدت معین کی شرط سے نکاح کیا گیا ہے) اور میرے پاس جو آئے گا ایسا کوئی شخص کہ اس نے نکاح کیا ہو گا ایک مدت معین تک تو میں اس کو ضرور پتھر سے ماروں گا۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(۲۹۴۸) عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ: فَافْصِلُوا حَجَّكُمْ مِنْ عُمْرَتِكُمْ فَإِنَّهُ أَتَمُّ لِحَجِّكُمْ وَأَتَمُّ لِعُمْرَتِكُمْ.

قتادہ سے اسی اسناد سے یہی حدیث مروی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جدا کرو حج کو اپنے عمرے سے اس لیے کہ اس میں حج بھی پورا ہوا اور تمہارا عمرہ بھی پورا ہوا۔ (یعنی ہر ایک کو سفر میں الگ الگ بجالاؤ)۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(۲۹۴۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَقُولُ: لَبَّيْكَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً. [بخاري: ۱۵۷۰]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آئے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور ہم لبیک پکارتے تھے حج کی اور حکم کیا ہم کو رسول اللہ ﷺ نے کہ ہم اس احرام حج کو عمرہ کر ڈالیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: مازری سے منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس متعہ سے منع کیا ہے وہ کیا ہے؟ بعضوں نے کہا: مراد اس سے فسخ کرنا حج کا ہے عمرہ کی طرف اور کسی نے کہا: اشہر حج میں مطلق عمرہ بجالانا ہے اور پھر اس سال میں حج بھی کرنا۔ اور یہ اس لیے منع فرمایا کہ ترغیب دی آپ نے افراد کی کہ وہ افضل ہے۔ اور چونکہ اب امن ہو گیا ہے راہوں میں تو اولیٰ ہے کہ لوگ ایک ہی سفر میں دونوں نسک نہ بجالائیں۔ نہ کہ اس نظر سے آپ نے منع فرمایا کہ تمتع حج کو باطل جانتے تھے یا اس کی حرمت کے قائل تھے۔ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ظاہر حدیث جابر اور عمران اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم کی اس پر دال ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حج کو فسخ کرنا عمرہ کر کے اسی سے منع فرمایا اور اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پر مارتے تھے اور صرف تمتع پر نہیں مارتے تھے اور نہ اس پر کہ کوئی اشہر حج میں عمرہ بجالائے۔ اور مارنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اس خیال سے تھا کہ وہ اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم یہ خیال کرتے تھے کہ فسخ حج بعمرہ یہ خاص تھا اسی سال کے ساتھ جس میں حضور ﷺ نے حج کیا ہے۔ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس میں اختلاف نہیں کہ جو تمتع اس آیت میں مذکور ہے: ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾ اس سے یہی مراد ہے کہ اشہر حج میں عمرہ کرے حج کے قبل اور پھر اس سال حج بھی کرے اور تمتع میں قران بھی داخل ہے اس لیے کہ اس میں بھی ایک قسم کی برخورداری ہے کہ ایک ہی سفر میں جو اپنے وطن سے نکلا تو دونوں نسک بجالایا اور تمتع میں یہ بھی داخل ہے کہ حج کے احرام کو عمرہ کر کے کھول ڈالے جس کو فسخ حج بعمرہ کہتے ہیں (یعنی یہ تینوں معنی اس آیت میں ہو سکتے ہیں) تمام ہوا کلام قاضی عیاض رحمہ اللہ کا۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما وغیرہما نے جو منع فرمایا متعہ سے اس سے مراد یہی ہے کہ عمرہ کرے اشہر حج میں اور پھر اسی سال حج بھی کرے۔ اور اس نہی سے نہی تحریم اور بطلان مراد نہیں بلکہ نہی اولویت ہے کہ انہوں نے کہا: اولیٰ یہ ہے کہ دونوں کو الگ الگ کرو اور غرض ترغیب دینا تھی افراد کی اور اب اجماع ہو گیا ہے علما کا افراد اور تمتع اور قران بغیر کراہت کے بلا تامل روا ہیں اور اختلاف اس کے افضل میں ہے کہ اولیٰ کون ہے؟ اور اوپر اس کی بحث ہو چکی ہے باقی رہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا متعہ نکاح کو منع فرمانا جو اس میں مذکور ہے تو وہ ایک مدت معین پر نکاح کرنا ہے اور وہ ابتدائے اسلام میں مباح تھا۔ پھر منسوخ ہوا خیبر کے دن، پھر مباح ہوا، فتح مکہ میں، پھر منسوخ ہوا ایام فتح میں اور اس کی حرمت اب تک چلی آتی ہے اور قیامت تک چلی جائے گی۔ اور زمانہ اول میں اس میں کچھ اختلاف تھا (اس لیے کہ روایات حرمت بعض لوگوں کو نہ پہنچی تھیں پھر وہ اختلاف مرتفع ہو گیا اور سب نے اس کی تحریم پر اجماع کیا اور تفصیل اس کی کتاب النکاح میں آئے گی۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ) اور علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں کہا ہے کہ روایت کی اعمش نے فضیل بن عمرو سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ تمتع کیا رسول اللہ ﷺ نے تو عروہ نے کہا کہ منع کیا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے متعہ سے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ اب یہ لوگ ہلاک ہوں گے میں تو کہتا ہوں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اور یہ کہتے ہیں کہ کہا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے اور عروہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تم ڈرتے نہیں ہو کہ رخصت دیتے ہو متعہ کی۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جا اپنی ماں سے پوچھ اے چھوٹے عروہ! تو عروہ نے کہا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے تو کبھی متعہ نہیں کیا (یعنی تمتع حج کا) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تم لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ تم باز نہ آؤ گے جب تک اللہ تعالیٰ تم کو عذاب نہ کرے گا میں تو تم سے حدیث بیان کرتا ہوں رسول اللہ ﷺ کی اور تم کہتے ہو کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے یوں کہا۔ تب کہا کہ وہ لوگ سنت رسول اللہ ﷺ کو تم سے زیادہ جانتے تھے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞۞)

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) اور تم سے زیادہ پیرو سنت تھے اور جواب دیا ہے ابو محمد بن حزم نے عروہ کی بات کا اس طور سے کہ ہم کہتے ہیں عروہ سے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ہم سے زیادہ جانتے تھے اور اسی طرح ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے حال سے بھی تم سے زیادہ واقف تھے اور تم سے بہر حال بہتر تھے اور ان تینوں کے نزدیک تم سے اول تھے اور یہ تینوں ان سے زیادہ قریب تھے بہ نسبت تمہارے کہ اس میں کوئی مسلمان ذرا بھی شک نہیں کر سکتا اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بھی تم سے زیادہ علم والی تھیں اور تم سے زیادہ سچی تھیں۔ پھر ثوری کی سند سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت بیان کی کہ انہوں نے کہا: کون امیر موسم ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہما تو انہوں نے فرمایا کہ وہ سب لوگوں سے زیادہ جاننے والے ہیں حج کے احکام کو اور کہا ابو محمد بن حزم نے کہ اور راویوں نے جو افضل اور اعلم اور اصدق اور اوثق ہیں عروہ سے انہوں نے عروہ کے خلاف بیان کیا ہے۔ پھر بزار کے طریق سے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ تمتع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے۔ اور پہلے جس نے اس سے منع کیا وہ معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور روایت کی عبد الرزاق کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ تمتع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہاں تک کہ وفات پائی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا اور پہلے جس نے اس سے منع کیا وہ معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی جو روایت کی جس میں معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے اخراج کیا ہے اس کو احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مسند میں اور ترمذی نے اور حسن کہا اس کو۔ پھر ذکر کی گئیں روایتیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جس میں مذکور ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں عمرہ کرتا تو حج کرتا اور تمتع کرتا اور ثابت کیا ان کو باسانید معتبرہ متعددہ۔ پھر ذکر کیا جواب ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا کہ فرمایا انہوں نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے البتہ کبھی منع نہیں کیا متعہ سے بلکہ یوں فرمایا کہ پورا حج تمہارا اور پورا عمرہ یہ ہے کہ دونوں کو الگ الگ بجا لاؤ، اور اختیار کیا انہوں نے افضل امور کو اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک کو عمرہ اور حج میں سے جدا جدا سفر کے ساتھ ادا کرے کہ اپنے شہر سے چل کر مکہ تک آئے اور یہ قران اور تمتع خاص ہے کہ جو ایک ہی سفر میں دونوں کی ادائی ہو جائے یعنی حج اور عمرہ کی افضل ہے اور تنصیص کی ہے اس کی احمد اور ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی رحمۃ اللہ علیہم نے اور فقہاء نے بھی اور یہ وہی افراد ہے جو بجالائے ہیں ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی کو پسند کرتے تھے لوگوں کے لیے اور ایسا ہی کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چنانچہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما یہی تفسیر کرتے تھے اس آیت کی ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ﴾ کہ تمام ان کا یہ ہے کہ احرام باندھے ہر ایک کے لیے اپنے گھر سے اور الگ سفر میں بجالائے ہر ایک کو اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ ثواب تمہارا بقدر تمہاری تکلیف کے ہے۔ غرض جب عمرہ کر کے حاجی لوٹ گیا اپنے گھر کو اور پھر وہاں سے احرام باندھ کر آیا اور حج کیا اور وہ عمرہ حج کے مہینوں سے پیشتر ہوا تو یہ دونوں نسک پورے ہوئے۔ یا عمرہ کیا اس نے قبل اشہر حج کے اور مکہ میں ٹھہرا رہا اور حج کیا تو یہ پورا حج و عمرہ ہوا۔ غرض یہ مذہب مختار ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اور اس میں لوگوں نے غلطیاں کیں کہ انہوں نے متعہ سے منع کیا ہے اور کسی نے سمجھا کہ متعہ فسخ کو منع کرتے ہیں اور کسی نے جانا کہ ترک اولیٰ کی نظر سے منع کرتے ہیں (جیسا نووی رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں اوپر گزرا) اور یہ اس نے خیال کیا جس کے نزدیک افراد افضل ہے اور کسی نے معارضہ کیا روایات نہی کو روایات استحباب پر چنانچہ روایات دونوں قسم کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اوپر گزر چکیں۔ اور کسی نے سمجھا کہ اس مسئلہ میں ان کے دو قول ہیں جیسے اور مسائل میں ان کے دو قول ہیں۔ اور کسی نے نہی کو قول قدیم جانا اور پھر روایات جواز کو رجوع سمجھا جیسے ابن حزم کا مسلک ہے اور کسی نے ان کے منع کو ان کی رائے خیال کیا جیسے مروی ہے اسود بن یزید سے کہ میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ وقوف میں تھے عرفات کے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا خوب بالوں میں کنگھی کیے ہوئے اور خوشبو آتی ہوئی اس سے تو فرمایا کہ تو محرم ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ محرم کی یہی شکل ہوتی ہے؟ اس کے بال پریشان خاک آلود چہرہ ہوتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں متمتع تھا اور میری بیوی میرے ساتھ ہے اور میں نے آج ہی احرام باندھا ہے یہیں سے۔ تو حکم فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ کوئی تمتع نہ کرے (الحدیث) اور اس سے واضح ہوا کہ یہ ایک رائے تھی ان کی۔ ابن حزم نے کہا کہ کیا خوب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب کو اپنی سب بیبیوں سے جماع کیا اور پھر صبح کو احرام باندھا اور اس میں تو کسی کا اختلاف نہیں کہ جماع حلال ہے احرام کے ایک لحظہ پیشتر بھی۔ غرض یہ رائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مخالف ہدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کلام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا ایسا ہی ہے بنوع اختصار و بزیادہ قلیلہ۔

بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم .

باب: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کا بیان۔

(٢٩٥٠) عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضي الله عنه

جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ہم جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے گھر گئے اور انہوں نے سب لوگوں کو پوچھا یہاں تک

فَسَأَلَ عَنِ الْقَوْمِ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيَّ فَقُلْتُ: اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ فَاَهْوٰى بِيَدِهٖ اِلٰى رَأْسِيْ فَنَزَعَ زِرِّيَ الْاَعْلٰى ثُمَّ نَزَعَ زِرِّيَ الْاَسْفَلَ ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ ثَدْيَيَّ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ شَابٌّ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ اَخِيْ! سَلْ عَمَّا شِئْتَ فَسَأَلْتُهٗ وَهُوَ اَعْمٰى وَحَضَرَ وَقْتُ الصَّلٰوةِ فَقَامَ فِيْ نِسَاجَةٍ مُلْتَحِفًا بِهَا كُلَّمَا وَضَعَهَا عَلٰى مَنْكِبِهٖ رَجَعَ طَرْفَاهَا اِلَيْهِ مِنْ صِغَرِهَا وَرِدَاؤُهٗ اِلٰى جَنْبِهٖ عَلَى الْمِشْجَبِ فَصَلّٰى بِنَا فَقُلْتُ: اَخْبِرْنِيْ عَنْ حَجَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ بِيَدِهٖ فَعَقَدَ تِسْعًا فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَكَثَ تِسْعَ سِنِيْنَ لَمْ يَحُجَّ ثُمَّ اَذَّنَ فِي النَّاسِ فِي الْعَاشِرَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَاجٌّ فَقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ بَشَرٌ كَثِيْرٌ كُلُّهُمْ يَلْتَمِسُ اَنْ يَأْتَمَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَيَعْمَلُ مِثْلَ عَمَلِهٖ فَخَرَجْنَا مَعَهٗ حَتّٰى اَتَيْنَا ذَاالْحُلَيْفَةِ فَوَلَدَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَاَرْسَلَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ اَصْنَعُ؟ قَالَ: ((اغْتَسِلِيْ وَاسْتَثْفِرِيْ بِثَوْبٍ وَاَحْرِمِيْ)) فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتّٰى اِذَا اسْتَوَتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ عَلَى الْبَيْدَاءِ نَظَرْتُ اِلٰى مَدِّ بَصَرِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ رَاكِبٍ وَمَاشٍ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ مِثْلُ ذٰلِكَ وَعَنْ يَسَارِهٖ مِثْلُ ذٰلِكَ وَمِنْ خَلْفِهٖ مِثْلُ ذٰلِكَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَظْهُرِنَا وَعَلَيْهِ يَنْزِلُ الْقُرْاٰنُ وَهُوَ يَعْرِفُ تَأْوِيْلَهٗ وَمَا عَمِلَ مِنْ شَيْءٍ عَمِلْنَا بِهٖ فَاَهَلَّ بِالتَّوْحِيْدِ: ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ! لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ

کہ جب میری باری آئی تو میں نے کہا کہ میں محمد بن علی ہوں۔ حسین رضی اللہ عنہ کا پوتا۔ سوانہوں نے میری طرف (شفقت سے) ہاتھ بڑھایا اور میرے سر پر ہاتھ رکھا اور میرے اوپر کی گھنڈی کھولی پھر نیچے کی گھنڈی کھولی (یعنی شلوکے وغیرہ کی) اور پھر اپنی ہتھیلی رکھی میرے سینے پر دونوں چھاتیوں کے بیچ میں اور میں ان دنوں جوان لڑکا تھا پھر کہا: شاباش خوش رہو۔ اے میرے بھتیجے اور پوچھو مجھ سے جو چاہو۔ پھر میں نے ان سے پوچھا اور وہ نابینا تھے اور اتنے میں نماز کا وقت آ گیا اور وہ کھڑے ہوئے ایک چادر اوڑھ کر کہ جب اس کے دونوں کناروں کو دونوں کندھوں پر رکھتے تھے تو وہ نیچے گر جاتے تھے اس چادر کے چھوٹے ہونے کے سبب سے اور ان کی چادر بڑی تپائی پر رکھی تھی۔ پھر نماز پڑھائی انہوں نے ہم کو (یعنی امامت کی) اور میں نے کہا کہ خبر دیجئے مجھے رسول اللہ ﷺ کے حج سے (یعنی حجۃ الوداع سے) تو جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا نو کا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نو برس تک مدینہ منورہ میں رہے اور حج نہیں کیا، پھر لوگوں میں پکارا گیا دسویں سال کہ رسول اللہ ﷺ حج کو جانے والے ہیں، پھر جمع ہو گئے مدینہ میں بہت سے لوگ اور سب چاہتے تھے کہ پیروی کریں رسول اللہ ﷺ کی اور ویسا ہی کام کریں (حج کرنے میں) جیسے آپ ﷺ کریں غرض ہم لوگ سب آپ ﷺ کے ساتھ نکلے، یہاں تک کہ ذوالحلیفہ پہنچے اور وہاں اسماء بنت عمیس جنیں اور محمد، ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے پیدا ہوئے اور انہوں نے نبی ﷺ سے کہلا بھیجا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”غسل کر لو اور لنگوٹ باندھ لو ایک کپڑے کا اور احرام باندھ لو۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے دو رکعت پڑھیں مسجد میں اور سوار ہوئے قصواء اونٹنی پر یہاں تک کہ جب آپ ﷺ کو لے کر وہ سیدھی ہوئی بیداء پر (وہ ایک مقام ہے مثل ٹیلہ کے) تو میں نے دیکھا آگے کی طرف جہاں تک کی میری نظر گئی کہ سوار اور پیادے ہی نظر آتے تھے اور اپنے داہنی طرف بھی ایسی ہی بھیڑ تھی اور بائیں طرف بھی ایسی ہی بھیڑ تھی اور پیچھے بھی ایسی ہی اور رسول اللہ ﷺ ہمارے بیچ میں تھے اور آپ ﷺ پر قرآن شریف اترتا جاتا تھا اور آپ ﷺ اس حقیقت کو خوب جانتے تھے اور جو کام آپ ﷺ نے کیا وہی ہم نے بھی کیا، پھر

لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ)) وَاَهَلَّ النَّاسُ بِهٰذَا الَّذِیْ یُهِلُّوْنَ بِهٖ فَلَمْ یَرُدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَیْهِمْ شَیْئًا مِّنْهُ وَلَزِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَلْبِیَتَهٗ قَالَ جَابِرٌ رضی اللہ عنہ: لَسْنَا نَنْوِیْ اِلَّا الْحَجَّ لَسْنَا نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ حَتّٰی اِذَا اَتَیْنَا الْبَیْتَ مَعَهٗ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشٰی اَرْبَعًا ثُمَّ تَقَدَّمَ اِلٰی مَقَامِ اِبْرَاهِیْمَ [عَلَیْهِ السَّلَامُ] فَقَرَأَ ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی﴾ [٢/ البقرة: ١٢٥] فَجَعَلَ الْمَقَامَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْبَیْتِ فَكَانَ اَبِیْ یَقُوْلُ: وَلَا اَعْلَمُهٗ ذَكَرَهٗ اِلَّا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ كَانَ یَقْرَأُ فِی الرَّكْعَتَیْنِ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۝﴾ وَ﴿قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۝﴾ ثُمَّ رَجَعَ اِلَی الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهٗ ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْبَابِ اِلَی الصَّفَا فَلَمَّا دَنَا مِنَ الصَّفَا قَرَأَ: ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾ ((اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ)) فَبَدَأَ بِالصَّفَا فَرَقِیَ عَلَیْهِ حَتّٰی رَأَی الْبَیْتَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَوَحَّدَ اللّٰهَ وَكَبَّرَهٗ وَقَالَ: ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ)) ثُمَّ دَعَا بَیْنَ ذٰلِكَ قَالَ مِثْلَ هٰذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ نَزَلَ اِلَی الْمَرْوَةِ حَتّٰی اِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِیْ بَطْنِ الْوَادِیْ سَعٰی حَتّٰی اِذَا صَعِدَتَا مَشٰی حَتّٰی اَتَی الْمَرْوَةَ فَفَعَلَ عَلَی الْمَرْوَةِ كَمَا فَعَلَ عَلَی الصَّفَا حَتّٰی اِذَا كَانَ اٰخِرُ طَوَافِهٖ عَلَی الْمَرْوَةِ فَقَالَ: ((لَوْ اَنِّیْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ

آپ ﷺ نے توحید کے ساتھ لبیک پکاری اور کہا: لبیك سے لا شریك لك تک (اور معنی اس کے اوپر ہو چکے ہیں) اور لوگوں نے بھی یہی لبیک پکاری جو اب لوگ پکارتے ہیں (یعنی نبی ﷺ کی لبیک میں کچھ لفظ بڑھا کر پکارے اور آپ ﷺ نے ان کو روکا نہیں) اور آپ ﷺ لبیک ہی پکارتے رہے اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حج کے سوا اور کچھ ارادہ نہیں رکھتے تھے اور عمرہ کو پہچانتے ہی نہ تھے (بلکہ ایام حج میں عمرہ بجالانا ایام جاہلیت سے برا جانتے تھے) یہاں تک کہ جب ہم بیت اللہ میں آئے آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ نے چھوا رکن کو (یعنی حجر اسود کو) اور طواف میں تین بار اچھل اچھل کر چھوٹے چھوٹے ڈگ رکھ کے شانے اچھال اچھال کر چلے اور چار بار عادت کے موافق چلے پھر مقام ابراہیم پر آئے اور یہ آیت پڑھی ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی﴾ یعنی (مقرر کرو مقام ابراہیم علیہ السلام کو نماز کی جگہ) اور مقام کو اپنے اور بیت اللہ کے بیچ میں کیا پھر میرے باپ کہتے تھے اور میں نہیں جانتا کہ انہوں نے ذکر کیا ہو مگر نبی ﷺ ہی سے ذکر کیا ہوگا کہ آپ ﷺ نے پڑھیں دو رکعتیں اور ان میں ﴿قل هو الله احد﴾ اور ﴿قل يا ايها الكفرون﴾ پڑھا۔ پھر لوٹ کر گئے، آپ ﷺ حجر اسود کے پاس اور اس کو بوسہ دیا اور نکلے اس دروازہ سے جو صفا کی طرف ہے پھر جب صفا کے قریب پہنچے (وہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو کعبہ کے دروازے سے بیس پچیس قدم پر ہے) تو یہ آیت پڑھی ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾ (یعنی صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں) اور فرمایا آپ ﷺ نے کہ "ہم شروع کرتے ہیں جس سے شروع کیا اللہ تعالیٰ نے اور آپ ﷺ صفا پر چڑھے یہاں تک کہ بیت اللہ کو دیکھا اور قبلہ کی طرف دیکھا اور اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی اور اس کی بڑائی کی (یعنی لا اله الا الله اور الله اكبر کہا اور کہا لا اله الا الله سے هزم الاحزاب وحده، تک) یعنی کوئی معبود لائق عبادت کے نہیں سوا اللہ تعالیٰ کے اکیلا ہے وہ پورا کیا اس نے اپنا وعدہ (یعنی دین کے پھیلانے کا اور اپنے نبی ﷺ کی مدد کا) اور مدد کی اس نے اپنے غلام کی (یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کی) اور شکست دی اس نے اکیلے سب لشکروں کو۔" پھر اس کے بعد دعا کی، پھر ایسا ہی کہا پھر

اَمْرِىْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ اَسُقِ الْهَدْىَ وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً فَمَنْ كَانَ مِنكُمْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْىٌ فَلْيُحِلَّ وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً)) فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ جُعْشُمٍ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلِعَامِنَا هٰذَا اَمْ لِأَبَدٍ فَشَبَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَصَابِعَهُ وَاحِدَةً فِى الْاُخْرٰى وَقَالَ: ((دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِى الْحَجِّ)) مَرَّتَيْنِ: ((لَابَلْ لِاَبَدِ اَبَدٍ)) وَقَدِمَ عَلِىٌّ مِنَ الْيَمَنِ بِبُدْنِ النَّبِىِّ ﷺ فَوَجَدَ فَاطِمَةَ مِمَّنْ حَلَّ وَلَبِسَتْ ثِيَابًا صَبِيْغًا وَاكْتَحَلَتْ فَاَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ: اِنَّ اَبِىْ اَمَرَنِىْ بِهٰذَا قَالَ: فَكَانَ عَلِىٌّ يَقُوْلُ بِالْعِرَاقِ فَذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُحَرِّشًا عَلٰى فَاطِمَةَ لِلَّذِىْ صَنَعَتْ مُسْتَفْتِيًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَا ذَكَرَتْ عَنْهُ فَاَخْبَرْتُهُ اَنِّىْ اَنْكَرْتُ ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَ: ((صَدَقَتْ صَدَقَتْ مَاذَا قُلْتَ حِيْنَ فَرَضْتَ الْحَجَّ؟)) قَالَ قُلْتُ: اَللّٰهُمَّ! اِنِّىْ اُهِلُّ بِمَآ اَهَلَّ بِهٖ رَسُوْلُكَ ﷺ قَالَ: ((فَاِنَّ مَعِىَ الْهَدْىَ فَلَا تَحِلُّ)) قَالَ: فَكَانَ جَمَاعَةُ الْهَدْىِ الَّذِىْ قَدِمَ بِهٖ عَلِىٌّ ؓ مِنَ الْيَمَنِ وَالَّذِىْ اَتٰى بِهِ النَّبِىُّ ﷺ مِائَةً قَالَ: فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصَّرُوا اِلَّا النَّبِىَّ ﷺ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْىٌ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ تَوَجَّهُوْا اِلٰى مِنًى فَاَهَلُّوْا بِالْحَجِّ وَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى بِهَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ ثُمَّ مَكَثَ قَلِيْلًا حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَاَمَرَ بِقُبَّةٍ مِنْ شَعَرٍ تُضْرَبُ لَهُ بِنَمِرَةَ فَسَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَا تَشُكُّ قُرَيْشٌ اِلَّا اَنَّهُ وَاقِفٌ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ كَمَا كَانَتْ

دعا کی غرض تین بار ایسا ہی کیا پھر اترے اور مروہ کی طرف چلے یہاں تک کہ جب آپ ﷺ کے قدم میدان کے بیچ میں اترے تو دوڑے یہاں تک کہ مروہ پر پہنچے پھر مروہ پر بھی ویسا ہی کیا جیسے کہ صفا پر کیا تھا یعنی وہ کلمات کہے اور دعا کی قبلہ رخ کھڑے ہو کر یہاں تک کہ جب طواف تمام ہوا مروہ پر (یعنی سات شوط ہو چکے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اگر پہلے سے معلوم ہوتا اپنا کام جو بعد معلوم ہوا تو میں ہدی ساتھ نہ لاتا (اور مکہ ہی میں خرید لیتا) اور اپنے اس احرام حج کو عمرہ کر ڈالتا تو اب تم میں سے جس کے ساتھ ہدی نہ ہو وہ احرام کھول ڈالے (یعنی طواف و سعی تو ہو چکی اور عمرہ کے افعال پورے ہو گئے) اور اس کو عمرہ کر لے۔“ پھر سراقہ بن مالک بن جعشم کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ یارسول اللہ! یہ حج کو عمرہ کر ڈالنا ہمارے اسی سال کے لیے خاص ہے یا ہمیشہ کے لیے اس کی اجازت ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہمیشہ کے لیے اجازت ہے اور ہمیشہ کیلئے ہے۔“ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے نبی ﷺ کے اونٹ لے کر آئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ ان میں ہیں جنہوں نے احرام کھول ڈالا اور رنگین کپڑے پہنے ہوئی ہیں اور سرمہ لگائے ہوئی ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے برا مانا تو انہوں نے فرمایا کہ میرے باپ نے حکم فرمایا اس کا۔ پھر راوی نے کہا کہ حضرت علی کرم اللّٰہ وجھہ عراق میں فرماتے تھے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا غصہ کرتا ہوا حضرت فاطمہ پر اس کے احرام کے کھولنے کے سبب سے جو انہوں نے کیا تھا پوچھنے کو رسول اللہ ﷺ سے اسی بات کو جو اس نے ذکر کی اور آپ ﷺ کو خبر دی میں نے کہ میں نے برا جانا اس کو تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”فاطمہ نے سچ کہا سچ کہا۔“ (یعنی میں نے ہی ان کو احرام کھولنے کا حکم دیا ہے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے کیا کہا جب حج کا قصد کیا؟“ تو میں نے عرض کی کہ میں نے کہا: یا اللہ! میں اہلال کرتا ہوں اس کا جس کا اہلال کیا ہے تیرے رسول ﷺ نے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے ساتھ ہدی ہے (اس لیے میں نے احرام نہیں کھولا) اب تم بھی احرام نہ کھولو۔“ کہا جابر رضی اللہ عنہ نے کہ پھر وہ اونٹ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے لائے تھے اور جو نبی ﷺ اپنے ساتھ لائے سب مل کر ۱۰۰ اونٹ ہو گئے

قُرَيْشٌ تَصْنَعُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَجَازَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى أَتَى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةَ فَنَزَلَ بِهَا حَتَّى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهُ فَأَتَى بَطْنَ الْوَادِي فَخَطَبَ النَّاسَ وَقَالَ: ((إِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٌ وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ فَاتَّقُوا اللَّهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللَّهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللَّهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ فَإِنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابَ اللَّهِ وَأَنْتُمْ تُسْأَلُونَ عَنِّي فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ؟)) قَالُوا: نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَأَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ فَقَالَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ: ((اللَّهُمَّ! اشْهَدْ اللَّهُمَّ! اشْهَدْ)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَذَّنَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى أَتَى الْمَوْقِفَ فَجَعَلَ بَطْنَ

کہا جابر رضی اللہ عنہ نے کہ پھر سب لوگوں نے احرام کھول ڈالا اور بال کترائے مگر نبی ﷺ نے اور جن کے ساتھ قربانی تھی (کہ وہ محرم ہی رہے) پھر جب ترویہ کا دن ہوا (یعنی آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کی) تو سب لوگ منیٰ کو چلے اور حج کی لبیک پکاری اور رسول اللہ ﷺ بھی سوار ہوئے اور منیٰ میں ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء اور فجر (پانچ نمازیں) پڑھیں۔ پھر تھوڑی دیر ٹھہرے یہاں تک کہ آفتاب نکل آیا اور حکم فرمایا آپ ﷺ نے اس خیمہ کا جو بالوں کا بنا ہوا تھا کہ لگایا جائے نمرہ میں (کہ نام ہے ایک مقام کا) اور رسول اللہ ﷺ چلے اور قریش یقین کرتے تھے کہ آپ ﷺ المشعر الحرام میں وقوف کریں گے جیسے سب قریش کے لوگوں کی عادت تھی ایام جاہلیت میں اور آپ وہاں سے آگے بڑھ گئے یہاں تک عرفات پہنچے اور آپ ﷺ نے خیمہ اپنا نمرہ میں لگایا اور اس میں اترے یہاں تک کہ جب آفتاب ڈھل گیا۔ آپ ﷺ نے حکم فرمایا قصواء اونٹنی کسی گئی اور آپ ﷺ وادی کے بیچ میں پہنچے اور آپ ﷺ نے خطبہ پڑھا لوگوں پر اور فرمایا: ”تمہارے خون اور اموال ایک دوسرے پر حرام ہیں جیسے آج کے دن کی حرمت ہے، اس مہینے کے اندر اس شہر کے اندر اور ہر چیز زمانہ جاہلیت کی میرے دونوں پیروں کے نیچے رکھ دی گئی (یعنی ان چیزوں کا اعتبار نہ رہا) اور جاہلیت کے خون بے اعتبار ہو گئے اور پہلا وہ خون جو میں اپنے خونوں میں سے معاف کیے دیتا ہوں۔ ابن ربیعہ کا خون ہے کہ وہ دودھ پیتا تھا بنی سعد میں اور اس کو ہذیل نے قتل کر ڈالا (غرض میں اس کا بدلہ نہیں لیتا) اور اسی طرح زمانہ جاہلیت کا سود سب چھوڑ دیا گیا۔ (یعنی کوئی اس وقت کا چڑھا سود نہ لے) اور پہلے جو سود کہ ہم اپنے یہاں کے سود میں سے چھوڑ دیتے (اور طلب نہیں کرتے) عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے اس لیے کہ وہ سب معاف کر دیا گیا اور تم لوگ اب ڈرو اللہ سے کہ عورتوں پر زیادتی نہ کرو اس لیے کہ ان کو تم نے اللہ پاک کی امان سے لیا ہے اور حلال کیا ہے تم نے ان کے ستر کو اللہ تعالیٰ کے کلمہ سے اور تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ تمہارے بچھونے پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں (یعنی تمہارے گھر میں) جس کا آنا تم کو ناگوار ہو۔ پھر اگر وہ ایسا کریں تو ان کو ایسا مارو کہ ان کو سخت چوٹ

نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ إِلَى الصَّخَرَاتِ وَجَعَلَ حَبْلَ الْمُشَاةِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ قَلِيْلًا حَتَّى غَابَ الْقُرْصُ وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ خَلْفَهُ وَدَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ شَنَقَ لِلْقَصْوَاءِ الزِّمَامَ حَتَّى إِنَّ رَأْسَهَا لَيُصِيبُ مَوْرِكَ رَحْلِهِ وَيَقُوْلُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى: ((أَيُّهَا النَّاسُ! السَّكِيْنَةَ السَّكِيْنَةَ)) كُلَّمَا أَتٰى حَبْلًا مِنَ الْحِبَالِ أَرْخٰى لَهَا قَلِيْلًا حَتّٰى تَصْعَدَ حَتّٰى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَّاحِدٍ وَّإِقَامَتَيْنِ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ اضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَصَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتّٰى أَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَاهُ وَكَبَّرَهُ وَهَلَّلَهُ وَوَحَّدَهُ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى أَسْفَرَ جِدًّا فَدَفَعَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَأَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما وَكَانَ رَجُلًا حَسَنَ الشَّعْرِ أَبْيَضَ وَسِيْمًا فَلَمَّا دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرَّتْ بِهِ ظُعُنٌ يَجْرِيْنَ فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهِنَّ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ عَلٰى وَجْهِ الْفَضْلِ فَحَوَّلَ الْفَضْلُ وَجْهَهُ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ يَنْظُرُ فَحَوَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ عَلٰى وَجْهِ الْفَضْلِ فَصَرَفَ وَجْهَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ يَنْظُرُ حَتّٰى أَتٰى بَطْنَ مُحَسِّرٍ فَحَرَّكَ قَلِيْلًا ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيْقَ الْوُسْطٰى الَّتِيْ تَخْرُجُ عَلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى حَتّٰى أَتَى الْجَمْرَةَ الَّتِيْ عِنْدَ الشَّجَرَةِ

نہ لگے (یعنی ہڈی وغیرہ نہ ٹوٹے کوئی عضو ضائع نہ ہو۔ حسن صورت میں فرق نہ آئے کہ تمہاری کھیتی اجڑ جائے) اوران کا حق تمہارے اوپر اتنا ہے کہ روٹی ان کی اور کپڑا ان کا دستور کے موافق تمہارے ذمہ ہے اور تمہارے درمیان چھوڑے جاتا ہوں میں ایسی چیز کہ اگر تم اسے مضبوط پکڑے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو اللہ کی کتاب اور تم سے سوال ہوگا (قیامت میں) اور میرا حال پوچھا جائے گا پھر تم کیا کہو گے؟'' تو ان سب نے عرض کی کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ ﷺ نے اللہ کا پیغام پہنچایا اور رسالت کا حق ادا کیا اور امت کی خیر خواہی کی پھر آپ ﷺ نے اشارہ کیا اپنی انگشت شہادت (کلمہ کی انگلی) سے کہ آپ ﷺ اسے آسمان کی طرف اٹھاتے تھے اور لوگوں کی طرف جھکاتے تھے اور فرماتے تھے: ''یا اللہ! گواہ رہو۔ یا اللہ! گواہ رہو۔ یا اللہ! گواہ رہو۔'' تین بار یہی فرمایا اور یونہی اشارہ کیا پھر اذان اور تکبیر ہوئی اور ظہر کی نماز پڑھی اور پھر اقامت کہی اور عصر پڑھی اور ان دونوں کے بیچ میں کچھ نہیں پڑھا۔ (یعنی سنت وغیرہ) پھر سوار ہوئے رسول اللہ ﷺ یہاں تک کہ آئے کھڑے ہونے کی جگہ میں۔ پھر اونٹنی کا پیٹ کر دیا پتھروں کی طرف اور پگڈنڈی کو اپنے آگے کر لیا اور قبلہ کی طرف منہ کیا اور کھڑے رہے یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا اور زردی تھوڑی تھوڑی جاتی رہی اور سورج کی ٹکیا ڈوب گئی اور اسامہ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا اور لوٹے اور مہار قصواء کی اس قدر کھینچی ہوئی تھی کہ سر اس کا کجاوہ کے آگے مورک میں لگ گیا تھا (مورک وہ جگہ ہے جہاں سوار بعض وقت تھک کر اپنا پیر جو لٹکا ہوا رہتا ہے اس جگہ رکھتا ہے) اور آپ ﷺ سیدھے ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے کہ ''اے لوگو! رساں رساں چلو آرام سے۔'' اور جب کسی ریت کی ڈھیری پر آجاتے (جہاں بھیڑ کم پاتے) تو ذرا مہار ڈھیلی کر دیتے یہاں تک کہ اونٹنی چڑھ جاتی آخر مزدلفہ پہنچ گئے اور وہاں مغرب اور عشاء پڑھی ایک اذان سے (جو مغرب سے پہلے کہی) اور دو تکبیروں سے اور ان دونوں فرضوں کے بیچ میں نفل کچھ نہیں پڑھے (یعنی سنت وغیرہ نہیں پڑھی) پھر آپ ﷺ لیٹ رہے یہاں تک کہ صبح برآمد ہوئی پھر فجر کی نماز ادا کی (سبحان اللہ! کیسے کیسے خادم ہیں رسول اللہ ﷺ کے کہ رات دن،

فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا مِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ رَمٰى مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْمَنْحَرِ فَنَحَرَ ثَلَاثًا وَسِتِّيْنَ بِيَدِهٖ ثُمَّ اَعْطٰى عَلِيًّا رضی اللہ عنہ فَنَحَرَ مَا غَبَرَ وَاَشْرَكَهٗ فِيْ هَدْيِهٖ ثُمَّ اَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ فَجُعِلَتْ فِيْ قِدْرٍ فَطُبِخَتْ فَاَ كَلَا مِنْ لَحْمِهَا وَشَرِبَا مِنْ مَّرَقِهَا ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَ فَاضَ اِلَى الْبَيْتِ فَصَلّٰى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ فَاَتٰى بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَسْقُوْنَ عَلٰى زَمْزَمَ فَقَالَ: ((اِنْزِعُوْا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَوْ لَا اَنْ يَّغْلِبَكُمُ النَّاسُ عَلٰى سِقَايَتِكُمْ لَنَزَعْتُ مَعَكُمْ)) فَنَاوَلُوْهُ دَلْوًا فَشَرِبَ مِنْهُ . [ابوداود: ١٩٠٥، ١٩٠٦؛ ابن ماجه: ٣٠٧٤]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے بیٹھنے، اٹھنے جاگنے کھانے پینے پر نظر ہے اور ہر فعل مبارک کی یادداشت وحفاظت ہے اللہ تعالیٰ رحمت کرے ان پر) جب فجر خوب ظاہر ہوگئی اذان اور تکبیر کے ساتھ نماز پڑھی پھر قصواء اونٹنی پر سوار ہوئے یہاں تک کہ المشعر الحرام میں آئے اور وہاں قبلہ کی طرف منہ کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ اکبر کہا اور لا الہ الا اللہ کہا اور اس کی توحید پکاری اور وہاں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ روشنی ہوگئی بخوبی اور لوٹے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے قبل طلوع آفتاب کے اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا اور فضل ایک نوجوان اچھے بالوں والا گورا چٹا خوبصورت جوان تھا۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے تو ایک گروہ عورتوں کا ایسا چلا جاتا تھا کہ ایک ایک اونٹ پر ایک عورت سوار تھی اور سب چلی جاتی تھیں اور فضل ان کی طرف دیکھنے لگے سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا (اور زبان سے کچھ نہ فرمایا سبحان اللہ! یہ اخلاق کی بات تھی اور نہی عن المنکر کس خوبی سے ادا کیا) اور فضل نے منہ اپنا دوسری طرف پھیر لیا اور دیکھنے لگے (یہ ان کے کمال اطمینان کی وجہ تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق پر) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اپنا ہاتھ ادھر پھیر کر ان کے منہ پر رکھ دیا تو فضل پھر دوسری طرف منہ پھیر کر پھر دیکھنے لگے یہاں تک کہ بطن محسر میں پہنچے تب اونٹنی کو ذرا چلایا اور بیچ کی راہ لی جو جمرہ کبریٰ پر جانکلی ہے یہاں تک کہ اس جمرہ کے پاس آئے جو درخت کے پاس ہے (اور اسی کو جمرہ عقبہ کہتے ہیں) اور سات کنکریاں اس کو ماریں ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے ایسی کنکریاں جو چٹکی سے ماری جاتی ہیں (اور دانہ باقلا کے برابر ہوں) اور وادی کے بیچ میں کھڑے ہو کر ماریں (کہ منٰی اور عرفات اور مزدلفہ داہنی طرف اور مکہ بائیں طرف رہا) پھر نحر کی جگہ آئے اور تریسٹھ اونٹ اپنے دست مبارک سے نحر کیے (قربان دست وبازو دیت شوم) باقی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیئے کہ انہوں نے نحر کیے اور شریک کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی ہدی میں پھر حکم فرمایا کہ ہر اونٹ میں سے ایک ٹکڑا لیں اور ایک ہانڈی میں ڈالا اور پکایا گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں نے اس میں سے گوشت کھایا اور اس کا شوربا پیا پھر سوار ہوئے اور بیت اللہ کی طرف آئے اور طواف افاضہ

کیا اور ظہر مکہ میں پڑھی اور بنی عبدالمطلب کے پاس آئے کہ وہ لوگ زمزم پر پانی پلا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پانی بھرو اے اولاد عبدالمطلب کی اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ لوگ بھیڑ کر کے تمہیں پانی نہ بھرنے دیں گے تو میں بھی تمہارا شریک ہو کر پانی بھرتا۔“ (یعنی جب آپ ﷺ بھرتے سنت ہو جاتا تو پھر ساری امت بھرنے لگتی) اور ان کی سقایت جاتی رہتی، پھر ان لوگوں نے ایک ڈول آپ ﷺ کو دیا اور آپ ﷺ نے اس میں سے پیا۔



فائدہ: اس حدیث میں بڑے بڑے فائدے ہیں اور بہت قواعد اسلام ہیں اور یہ حدیث مسلم کی اکیلی حدیثوں سے ہے کہ بخاری میں نہیں ہے۔ اور ابو داؤد نے مثل مسلم کے روایت کی ہے اور ابوبکر بن منذر نے ایک کتاب تصنیف کی ہے فقط اس کے فائدوں میں اور اس سے ڈیڑھ سو سے اوپر مسئلے نکالے ہیں۔ اور اگر کوئی غور کرے تو اس سے بھی زیادہ پائے اور اب اتنے ٹکڑے میں جو فوائد ہیں جن پر تنبیہ کی احتیاج ہے۔ ہم ان کو ذکر کرتے ہیں۔

اول یہ کہ (جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ہم جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے سب لوگوں کو پوچھا) جب لوگ ملاقات کو آئیں تو ہر ایک کی خاطر کی جائے اس کے مرتبے کے موافق جیسا سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ”خیال رکھو لوگوں کے مرتبے کا۔“

دوسرے (میں نے کہا: میں محمد بن علی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا پوتا ہوں سو انہوں نے میری طرف شفقت سے ہاتھ بڑھایا) اس میں تعظیم اور خاطر داری ہے اہل بیت کی جیسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے دلجوئی کی محمد بن علی کی جو پوتے ہیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے۔

تیسرے جابر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: مرحبا خوش رہو اور شاباش۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو آئے اس کی دلی خوشی کی کچھ بات کہنا۔

چوتھے نرمی اور اخلاق اور انس دینا اپنے ملاقاتیوں کو اور ان کو محبت سے جرأت دینا کہ کچھ پوچھیں اور خوف نہ کریں، اسی لیے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ان کے سینے پر ہاتھ رکھا پھر فرمایا کہ پوچھو۔

پانچویں صاحب زادہ صاحب محمد نے جو یہ کہا کہ میں ان دنوں جوان تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وجہ ان سے زیادہ محبت کرنے کی اور دلجوئی کی یہی تھی کہ وہ صغیر السن اور چھوٹے تھے اور بوڑھوں کے ساتھ یہ بات کہ سینہ پر ہاتھ رکھنا ضروری نہیں اور یہ خاطر داری سبب ہوگی ان کو حدیث کا مطلب یاد رکھنے کا۔

چھٹے وہ یعنی جابر رضی اللہ عنہ نابینا تھے اتنے میں نماز کا وقت آ گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ امامت اندھے کی روا ہے اور اس کے جائز ہونے میں اختلاف نہیں مگر افضل ہونے میں تین قول ہیں شافعیہ کے ایک یہ کہ امام ہونا اندھے کا آنکھ والے سے افضل ہے اسے لیے کہ اس کی نگاہ کہیں نہیں پڑتی اور خیال نہیں بٹتا۔

دوسرے یہ کہ آنکھ والا افضل ہے اس لیے وہ ناپاکیوں سے خوب بچ سکتا ہے۔

تیسرے یہ کہ دونوں برابر ہیں اور یہی قول صحیح تر ہے اور یہی منصوص ہے امام شافعی رحمہ اللہ سے۔

ساتویں یہ کہ گھر والے کا امام ہونا افضل ہے گو نابینا بھی ہو۔

آٹھویں یہ کہ (وہ کھڑے ہوئے ایک چادر اوڑھ کر) نماز جائز ہے ایک کپڑے سے اگرچہ اور کپڑے بھی موجود ہوں جیسے ان کی بڑی چادر دھری تھی۔

نویں تپائی وغیرہ کا گھر میں رہنا جائز ہے۔ پھر نماز پڑھائی۔ پکار دیا تا کہ لوگ تیاری کریں حج کی اور مناسک اور احکام حج خوب سیکھ لیں اور آپ ﷺ کی باتیں اور وصیتیں خوب یاد کریں اور لوگوں کو پہنچائیں اور دعوت اسلام کی اور شوکت ایمان کی خوب ظاہر ہو جائے۔

دسویں اس سے معلوم ہوا کہ امام کو مستحب ہے کہ جب بڑے کام پر چلے تو لوگوں کو آگاہ کر دے کہ اس کی سواری کے لیے تیار ہو جائیں۔

گیارہویں معلوم ہوا کہ سب لوگوں نے احرام حج کا باندھا۔ اسی لیے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہر شخص نے وہی کیا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۞ گزشتہ سے پیوستہ) جو رسول اللہ ﷺ نے کیا۔ پھر جب آپ ﷺ نے جو لوگ ہدی نہیں لائے تھے ان کو فسخ حج بعمرہ کا حکم فرمایا تو لوگوں نے تامل کیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کو غصہ کرنا پڑا اور آپ ﷺ نے عذر کیا کہ میرے ساتھ ہدی ہے ورنہ میں بھی احرام کھول ڈالتا۔ اور معلوم ہوا کہ علی اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما نے بھی احرام حج ہی کا باندھا تھا جو رسول اللہ ﷺ کا احرام تھا۔ انتھی۔

غرض ''ہم لوگ'' سے ''سوار ہوئے قصواء اونٹنی پر'' تک اس سے کئی مسئلے معلوم ہوئے۔ چنانچہ

بارہویں بات یہ ہے کہ مستحب ہے غسل احرام کا اس عورت کو بھی جو حائضہ ہو یا نفاس والی۔

تیرھویں نفاس والی عورت کو مستحب ہے لنگوٹ باندھنا کچھ کپڑا اندام نہانی پر رکھ کے اور اس میں اختلاف نہیں۔

چودھویں معلوم ہوا کہ وقت احرام کے آپ ﷺ نے دو رکعت پڑھی اور نووی نے ان کو مستحب کہا ہے اور کہا ہے کہ یہ مذہب ہے کافہ علما کا کہ احرام کے وقت دو رکعت مستحب ہے سوا حسن بصری رحمہ اللہ وغیرہ کے اور جو لوگ استحباب کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی نہ پڑھے تو اس پر کچھ دم وغیرہ لازم نہیں آتا نہ وہ گنہ گار ہوتا ہے مگر ایک فضیلت فوت ہوگئی۔ اور جن وقتوں میں نماز منع ہے اگر اس وقت احرام باندھے تو مشہور یہی ہے کہ نہ پڑھے اور بعض اصحاب شافعیہ کا قول ہے کہ پڑھ لے۔ اور حسن بصری رحمہ اللہ وغیرہ نے کہا ہے کہ ان دو رکعتوں کا پڑھنا کسی نماز فرض کے بعد مستحب ہے، کہ نہیں تو نہیں۔ اور ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں فرمایا ہے جو بڑے محقق اور حافظ حدیث ہیں کہ نبی ﷺ نے ذوالحلیفہ میں ظہر کی دو رکعت پڑھیں اور لبیک پکاری حج اور عمرہ دونوں کی اور یہ نماز ظہر کی فرض تھی۔ اور احرام کی دو رکعتیں پڑھنا آپ ﷺ سے کہیں ثابت نہیں۔ سو فرض ظہر کے اور جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ ﷺ نے دو رکعت پڑھیں۔ پس غالب ہے کہ یہ ظہر ہی کی دو رکعتیں ہوں اور احرام کی نہ ہوں چنانچہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور ذی الحلیفہ میں دو۔ پس یہ رکعتیں ظہر ہی کی تھیں اور قول ابن قیم رحمہ اللہ کا قوی معلوم ہوتا ہے غرض جنہوں نے سب روایتوں میں غور نہیں کیا انہوں نے سمجھا کہ یہ احرام کی تھیں اور قصواء آپ ﷺ کی اونٹنی کا نام تھا۔

(یہاں تک کہ جب آپ ﷺ کو نے کرسے وہی ہم نے بھی کیا تک) قولہ سوار اور پیادے اس سے۔

پندرھواں مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ حج میں سوار اور پیادہ دونوں طرح جانا روا ہے اور یہ مسئلہ ایسا ہے کہ سب کا اس پر اتفاق ہے اور دلائل کتاب وسنت اس میں موجود ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے ﴿وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ﴾ [۲۲/الحج:۲۷] اور اختلاف ہے علما کا اس میں کہ افضل کیا ہے۔؟ سو امام شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور جمہور کا قول ہے کہ سواری پر جانا افضل ہے اس لیے کہ اس میں پیروی ہے رسول اللہ ﷺ کی۔ اور اس لیے بھی کہ اس میں مناسک کا ادا کرنا آسان ہے اور اس لیے بھی کہ اس میں خرچ زیادہ ہوتا ہے اور جتنا خرچ زیادہ ہوا تنا ہی ثواب زیادہ ہے اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے۔ اور داؤد کا قول ہے کہ پیدل جانا افضل ہے کہ اس میں مشقت زیادہ ہے اور یہ قول ٹھیک نہیں اس لیے کہ مشقت مطلوب نہیں بلکہ پیروی رسول اللہ ﷺ کی مطلوب ہے۔

سولھواں یہ مسئلہ ہے کہ یہ جو کہا کہ ان پر قرآن اترتا تھا، اس لیے ثابت ہوگیا کہ جو عمل ان کی طرف سے روایت ہوا سی کو اختیار کرنا ضروری ہے اور وہی دین ہے نہ وہ قول وفعل جو رائے سے نکالا گیا ہو کہ وہ ہرگز قابل اخذ نہیں نہ وہ دین ہوسکتا ہے۔

یعنی جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی لبیک پر کچھ زیادہ کیے تو آپ ﷺ نے منع نہیں کیا اس سے۔

سترھواں مسئلہ معلوم ہوگیا کہ لبیک میں زیادتی آپ ﷺ نے منظور کی اور یہ جو کہا کہ توحید کے ساتھ اس سے معلوم ہوا کہ مشرک لوگ جو شرک کی باتیں بڑھاتے تھے ان کو حضور نے نکال دیا اور اکثر علما نے کہا ہے کہ فقط اتنا ہی لبیک کہنا جتنا نبی کرم ﷺ سے ثابت ہے مستحب ہے اور یہی قول ہے امام مالک رحمہ اللہ وشافعی رحمہ اللہ کا۔

(یہاں تک کہ جب ہم بیت اللہ سے جو صفا کی طرف ہے تک) اس سے کئی مسئلے معلوم ہوئے۔ چنانچہ

اٹھارھواں یہ ہے کہ طواف قدوم میں آپ ﷺ نے تین بار رمل کیا اور چار بار بدستور متعارف چلے اس سے ثابت ہوا کہ طواف قدوم سنت ہے اور اس پر ساری امت کا اتفاق ہے۔

انیسواں یہ کہ طواف سات پھیرے ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞۞)

(ﷺ گزشتہ سے پیوستہ) بیسواں یہ کہ رمل اول کے تین پھیروں میں سنت ہے اور رمل اچھل کر چلنے کو کہتے ہیں اور ہر پھیرے کو شوط کہتے ہیں اور اصحاب شافعیہ کا قول ہے کہ ایک طواف میں خواہ حج کا ہو یا عمرہ کا رمل سنت ہے اور سوا حج اور عمرہ کے جو طواف ہو اس میں رمل سنت نہیں اور جلدی چلنا بھی ایک میں سنت ہے دوسرے طواف میں نہیں۔ اور اس میں شافعی رحمہ اللہ کے دو قول مشہور ہیں اصح قول یہ ہے کہ جلدی چلنا اس طواف میں سنت ہے جس کے بعد سعی ہے ورنہ نہیں۔ اور یہ صورت طواف قدوم اور طواف افاضہ میں ہو سکتی ہے کہ ان دونوں کے بعد سعی ہو سکتی ہے اور طواف وداع میں نہیں ہو سکتی اور دوسرا قول یہ ہے کہ جلدی نہ چلے مگر طواف قدوم میں خواہ اس کے بعد سعی کا ارادہ ہو یا نہ ہو۔ اور اسی طرح طواف عمرہ میں جلدی اس لیے کہ عمرہ میں اس کے بعد کوئی طواف نہیں اور اسی طرح سنت ہے اضطباع۔

اکیسواں مسئلہ اضطباع یہ ہے کہ چادر بیچ داہنی بغل کے نیچے ڈال دے اور دونوں سرے ایک آگے سے ایک پیچھے سے لے کر بائیں کندھے پر ڈال دے اور دایاں کندھا کھلا رہے کہ اس میں ایک بہادری پائی جاتی ہے اور یہ اضطباع بھی اسی طواف میں سنت ہے جس میں رمل سنت ہے اور اصل رمل کی یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ عمرہ قضا میں مکہ کو تشریف لائے تو مشرکین مکہ نے کہا کہ ان کو مدینہ کے تپ نے دبلا کر دیا اور یہ سست ہو گئے۔ سو آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ اس طرح طواف کریں کہ کافروں پر رعب ہو جائے اور بہادری اور قوت مسلمانوں کی ان پر ظاہر ہو اور بعد اس علت دور ہو جانے کے بھی یہ حکم حجۃ الوداع میں باقی رہا اب وہ قیامت تک سنت ہو گیا بخلاف حصہ مؤلفۃ القلوب کے کہ وہ نبی ﷺ کے وقت تھا اب نہ رہا۔

بائیسواں مسئلہ یہ ہے کہ جب طواف سے فارغ ہو تو مقام ابراہیم کے پیچھے آ کر دو رکعت طواف کی ادا کرے۔ اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ واجب ہے یا سنت۔ اور شافعیہ کے اس میں تین قول ہیں۔ اول اور سب سے صحیح اور پکا یہ ہے کہ یہ سنت ہے۔

دوسرا یہ کہ واجب ہیں۔ تیسرا یہ کہ اگر طواف واجب ہے تو یہ رکعتیں بھی واجب ہیں اور اگر طواف سنت ہے تو یہ بھی سنت ہیں۔ اور بہر حال اگر کسی نے ان کو نہ پڑھا تو طواف اس کا باطل نہیں ہوتا اور مسنون یہی ہے کہ ان کو مقام ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے پڑھے اور اگر وہاں جگہ نہ ملے تو حجر میں (یعنی حطیم میں پڑھے) اور نہیں تو مسجد میں، نہیں تو حرم میں اور اگر اپنے وطن میں جا کر پڑھے جب بھی روا ہے اور اگر کئی بار پورا طواف (یعنی سات سات شوط) کر کے پھر ہر طواف کے لیے دو دو رکعت ادا کرے تو بھی اصحاب شافعیہ کے نزدیک جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے اور مکروہ نہیں۔ اور اسی کے قائل ہیں مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور طاؤس اور عطاء اور سعید بن جبیر اور احمد اور اسحاق اور ابو یوسف رحمہ اللہ اور مکروہ کہا ہے اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حسن بصری رحمہ اللہ اور زہری اور مالک اور ثوری اور ابو حنیفہ اور ابو ثور اور محمد بن حسن اور ابن منذر رحمہ اللہ نے اور نقل کیا ہے اس کو قاضی عیاض رحمہ اللہ نے جمہور فقہا سے۔

تیئسواں مسئلہ یہ ہے کہ طواف کی رکعتوں میں پہلی رکعت میں ﴿قل یا ایها الكافرون﴾ اور دوسری میں ﴿قل هو الله احد﴾ پڑھنا سنت ہے۔

چوبیسواں مسئلہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ طواف قدوم کے بعد سنت ہے کہ جب دو رکعتوں سے فارغ ہو تو پھر حجر اسود کو چھوئے اور باب الصفا سے نکلے اور اسی پر اتفاق ہے کہ یہ چھونا واجب نہیں اور اگر نہ چھوئے تو کچھ دم لازم نہیں آتا اور یہی قول ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا۔

پچیسواں مسئلہ یہ ہے کہ اس روایت میں ﴿قل هو الله﴾ پہلے مذکور ہے اور ﴿قل يا ايها الكافرون﴾ بعد میں تو معلوم ہوا کہ پہلی رکعت میں ﴿قل هو الله﴾ پڑھے اور دوسری میں ﴿قل يا ايها الكافرون﴾ اور اس سے ثابت ہوا کہ مقدم مؤخر سورتیں پڑھنا روا ہے اگرچہ بعض جہال اس میں تعجب کریں اور بعض روایتوں میں اس کے برعکس بھی آیا ہے جیسے ہم نے تیئسویں مسئلہ میں لکھا ہے۔ ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں فرمایا کہ طواف قدوم میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پیدل کیا یا سواری پر اور جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ طواف قدوم پیدل کیا اور جن روایتوں میں حجۃ الوداع میں اونٹ پر طواف کرنا آیا ہے مراد اس سے شاید طواف افاضہ ہو اور ابن حزم نے جو صفا اور مروہ کے طواف میں کہا ہے کہ نبی ﷺ سوار تھے اونٹ پر اور تین بار دوڑایا اور چار بار آہستہ چلے یہ ان کی غلطی ہے حقیقت میں یہ دوڑنا تین بار اور چار بار آہستہ چلنا یہ طواف بیت اللہ میں واقع ہوا ہے نہ سعی بین الصفا والمروہ میں پھر کہا ہے کہ صفا اور مروہ میں ہر بار بطن وادی (یعنی بیچ کے نشیب کی جگہ میں جہاں اب دو سبز کھمبے کھڑے کر دیے ہیں) میں دوڑنا مسنون ہے اور باقی راہ میں آہستہ چلنا اور کہا ہے کہ میں نے اپنے استاد شیخ ابن تیمیہ قدس اللہ روحہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ ابن حزم رحمہ اللہ کی بھول ہے اور یہ بھول ایسی ہے جیسے کسی نے کہا ہے کہ حضور چودہ بار پھرے صفا اور مروہ کے بیچ میں اور وہ یہ سمجھا کہ شاید آنے اور جانے دونوں کو ملا کر ایک سعی کہتے ہیں اور ایسے ہی سات مرتبہ کرنا چاہیے حالانکہ یہ صریح غلط ہے اس لیے کہ اگر ایسا ہوتا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ﷺ)

(گزشتہ سے پیوستہ) تو سعی صفا پر تمام ہوتی جہاں سے شروع ہوتی تھی اور یہ بخوبی ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے سعی مروہ پر ختم کی اور صفا سے شروع کی۔

(پھر جب صفا کے قریب پہنچنے سے طواف تمام ہوا مروہ پر تک) اس سے بہت مناسک معلوم ہوئے۔ چنانچہ

چھبیسواں مسئلہ یہ ہے کہ سعی صفا سے شروع کرنی چاہیے اور یہی قول ہے شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور جمہور کا نسائی میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا کہ شروع کرو وہیں سے جہاں سے شروع کیا ہے اللہ نے اور سند اس کی صحیح ہے۔

ستائیسواں مسئلہ یہ ہے کہ صفا اور مروہ پر چڑھنا چاہیے اور اس چڑھنے میں اختلاف ہے۔ جمہور شافعیہ نے کہا ہے کہ چڑھنا سنت ہے نہ شرط ہے نہ واجب ہے اور اگر کوئی اس پر نہ چڑھا تو سعی صحیح ہو گئی مگر فضیلت فوت ہوئی اور ابو حفص بن وکیل شافعی کا قول ہے کہ سعی صحیح نہیں ہوئی اور صواب وہی قول اول ہے مگر ضروری ہے کہ صفا کی دوڑ میں ایڑیاں لگا کر سعی شروع کرے اور مروہ کی دوڑ میں پیر کی انگلیاں لگا کر تمام کرے کہ سعی ناقص نہ ہو۔

اٹھائیسواں مسئلہ یہ ہے کہ مستحب ہے کہ اتنا چڑھے کہ کعبہ دکھائی دے اگر ممکن ہو ورنہ خیر۔

انتیسواں یہ ہے کہ مستحب ہے بلکہ مسنون ہے کہ صفا پر کھڑا ہو اور وہی ادعیات پڑھے اور دعا کرے قبلہ رخ ہو کر اور تین بار ذکر اور تین بار دعا کرے اور بعض نے کہا تین بار ذکر اور دو بار دعا کرے مگر قول اول صحیح ہے اور اس دعا میں اشارہ ہے کہ جنگ احزاب میں تمام قبائل عرب مدینہ پر چڑھ آئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو بھگا دیا اور یہ جنگ جس کو خندق کہتے ہیں چوتھے سال ہجرت کے یا پانچویں سال میں ماہ شوال میں واقع ہوئی۔

تیسواں یہ کہ وادی کے بیچ میں دوڑنا مستحب ہے باقی چلنا حسب عادت اور اس دوڑنے کو سعی کہتے ہیں، اور ہر بار میں جب وادی کے بیچ میں پہنچے دوڑ کر چلے اور اگر کسی نے اس کو ترک کیا تو فضیلت فوت ہوئی یہ مذہب ہے شافعی رحمہ اللہ کا اور ان کے موافقین کا اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جو خوب نہ دوڑا اس پر دوبارہ اعادہ واجب ہے اور ایک دوسری روایت بھی ان سے آئی ہے۔

اکتیسواں مسئلہ یہ ہے کہ مروہ پر پہنچ کر بھی وہی ذکر اور دعا کرے جو صفا پر کی ہے اور یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔

بتیسواں مسئلہ یہ کہ معلوم ہوا کہ سعی آپ کی مروہ پر تمام ہوئی تو صفا سے مروہ پر پہنچا یہ ایک پھیرا ہوا۔ اور وہاں سے پھر صفا پر آنا دوسرا پھیرا ہے۔ ایسے ہی سات پھیرے چاہئیں اور یہی مذہب ہے جمہور سلف و خلف کا صرف دو شخصوں نے غلطی اور خطا سے ہمارا اخلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ صفا سے جانا اور پھر صفا پر آ جانا یہ ایک پھیرا ہوا غرض ایسے ہی سات پھیرے کہ جمہور کے حساب سے چودہ پھیرے ہوتے ہیں ضروری ہے اور یہ قول ان کا حدیث سے مردود ہو گیا ہے اس لیے کہ اس صورت میں سعی صفا پر تمام ہوتی اور اس میں مذکور ہے کہ مروہ پر تمام ہوئی اور وہ دو شخص ابن برنت شافعی اور ابو بکر صیرفی ہیں اصحاب شافعیہ سے اور اب عمل ساری امت کا جمہور کے موافق ہے اور ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں ان صاحبوں کے قول کو خطا کہا ہے۔

قولہ مجھے اگر پہلے سے معلوم ہوتا الخ جن کے ساتھ قربانی تھی اس سے معلوم ہو گیا کہ انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں ہوتا جب تک اللہ پاک کسی بات کی خبر بذریعہ وحی یا الہام صحیح کے نہ دے جب تک بات معلوم کر لینا ان کا کام نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے آرزو کی کہ اگر ہدی ساتھ نہ ہوتی تو احرام حج کا عمرہ کر کے فسخ کر ڈالتا کہ اس میں آسانی اور سہولت ہے امت کیلئے اور آپ ﷺ کی عادت تھی کہ جب اختیار دیا جاتا آپ کو دو باتوں میں تو اسے اختیار کرتے جو آسان یا آسان تر ہوتی اب اس سے باطل ہو گیا قول ان لوگوں کا جو حج کے فسخ کے قائل نہیں عمرہ کر کے اور بڑی تائید ہوئی مذہب ظاہریہ کی جو فسخ حج بعمرہ کے قائل ہیں اور اس کے مانعین دو عذر بڑے پیش کرتے ہیں۔

اول یہ کہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف ہوا اس کے جواز و عدم جواز میں تو احتیاط یہی ہے کہ فسخ نہ کرے اور اس کا جواب تو اتنا ہی کافی ہے کہ احتیاط جب ہوتی ترک فسخ میں کہ سنت رسول الثقلین ہم پر ظاہر نہ ہوتی اور جب آپ ﷺ کی سنت ظاہر ہو گئی اور آپ ﷺ نے قیامت تک کے لیے فرما دیا سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ کے جواب میں تو اب احتیاط اتباع سنت میں ہے نہ ترک سنت میں۔ اور

دوسرا عذر یہ کیا ہے کہ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو فسخ حج کا حکم اس لیے دیا کہ معلوم ہو جائے ان لوگوں کو کہ عمرہ حج کے مہینوں میں جائز ہے اس لیے کہ جاہلیت کے زمانہ میں عمرہ حج کے مہینوں میں ممنوع جانتے تھے اور یہ عذر اس سے بھی زیادہ لغو ہے اور اس کا جواب اول یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اس سے پہلے تین عمرے کر چکے تھے اور وہ تینوں ذیقعدہ کے مہینے میں ہوئے تھے اور ذیقعدہ حج کے مہینوں میں سے ہے تو اب امر ممنوع کے بجالانے کی جس کو منع کرتے ہو کیا ضرورت رہی۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(❁❁ گزشتہ سے پیوستہ) دوسرے یہ ہے کہ صحیحین میں روایات متعددہ میں یہ امر مذکور ہو چکا ہے کہ آپ ﷺ نے میقات پر اجازت دی کہ جو چاہے عمرہ کا احرام کرے جو چاہے حج کا جو چاہے حج وعمرہ دونوں کا پھر اسی سے معلوم ہو گیا کہ عمرہ حج کے مہینوں میں جائز ہو گیا اب فسخ کی کیا ضرورت رہی۔
تیسرے یہ کہ آپ ﷺ نے بخوبی تصریح کر دی اور صاف فرما دیا کہ جس کے پاس ہدی نہیں ہے وہ احرام کھول ڈالے اور جس کے پاس ہدی ہے وہ محرم رہے اور آپ ﷺ نے یہی آرزو کی اگر میں ہدی نہ لاتا تو احرام کھول ڈالتا غرض دونوں قسم کے محرموں میں آپ ﷺ نے فرق کیا تو بخوبی ثابت ہو گیا کہ احرام ہرگز مانع فسخ نہیں بلکہ ہدی کا ساتھ لانا مانع فسخ ہے اور تم جو علت فسخ کی بیان کرتے ہو (یعنی تا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو معلوم ہو جائے کہ ایام حج میں عمرہ درست ہے) یہ ہر محرم میں پائی جاتی ہے اور ایسی نہیں ہے کہ ایک محرم میں پائی جائے اور دوسری میں نہ پائی جائے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے ہدی کو فارق ٹھہرایا کہ جو لایا ہے وہ فسخ نہ کرے اور جو نہیں لایا ہے وہ فسخ کر دے اور اگر وہ علت ہوتی جو تم نے کہی ہے تو سب کو فسخ کا حکم دیا جاتا غرض اسی طرح کے گیارہ جواب مانعین فسخ کو علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے زاد المعاد میں دیئے ہیں (فمن اراد الزیادة فلیرجع الیہ) اور یہ جو مذکور ہوا یعنی علم غیب نہ ہونا۔
تینتیسواں مسئلہ ہے اس حدیث کا اور جواز فسخ حج۔
چونتیسواں اور یہ جو ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے برا مانا الخ اس سے معلوم ہوا کہ خاوند اپنی بیوی کو خلاف شرع کام پر ڈانٹ پلا سکتا ہے اگر چہ وہ پیغمبر زادی ہو پھر اوروں کا تو کیا ذکر ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تو یہی خیال ہوا پھر جب حضور کی اجازت معلوم ہوگئی چپ ہو گئے۔
پینتیسواں مسئلہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی لبیک سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی یوں احرام باندھے کہ یا اللہ! میرا احرام وہی ہے جو فلاں شخص کا احرام ہو تو یہ روا ہے۔
چھتیسواں مسئلہ یہ ہے کہ راوی نے جو کہا کہ انہوں نے بال کترائے اور اس سے معلوم ہوا کہ کتروانا بھی روا ہے گو منڈانا سر کا افضل ہے مردوں کو مگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہاں افضل پر اس لیے عمل نہ کیا کہ اگر منڈاتے تو حج کے وقت مطلق بال نہ رہتے اس لیے یہاں تقصیر پر کفایت کی اور حلق نہ کیا۔
"پھر جب ترویہ کا دن ہوا" سے لے کر" دونوں (ظہر وعصر) کے بیچ میں کچھ نہیں پڑھا" اس سے کئی مسائل معلوم ہوئے چنانچہ مع مسائل سابقہ۔
سینتیسواں مسئلہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے حج کیلئے آٹھویں تاریخ منیٰ کا ارادہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ جو مکہ میں ہو وہ آٹھویں تاریخ احرام باندھے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے موافقین کا کہ ان کے نزدیک افضل یہی ہے اسی حدیث کی رو سے۔
اڑتیسواں یہ کہ سنت یہی ہے کہ آٹھویں تاریخ سے پہلے منیٰ نہ جائے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پہلے جانے کو مکروہ کہا ہے اور بعض سلف نے کہا ہے کچھ مضائقہ نہیں اگر پہلے جائے۔
انتالیسواں اور یہ جو فرمایا کہ آپ ﷺ بھی سوار ہوئے اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اس جگہ میں سوار ہونا افضل ہے پیدل چلنے سے جیسے اور راہوں میں حج کے سوار ہونا افضل ہے پیدل چلنے سے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو صحیح کہا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول ضعیف یہ بھی ہے کہ پیدل چلنا افضل ہے۔
چالیسواں یہ کہ منیٰ میں یہ پانچ نمازیں پڑھنا مسنون ہیں جیسے حضور ﷺ نے پڑھیں۔
اکتالیسواں یہ کہ منیٰ میں اس شب یعنی نویں رات کو رہنا سنت ہے اور یہ رہنا مسنون ہے کچھ رکن نہیں نہ واجب ہے اور اگر کسی نے اس کو چھوڑ دیا تو اس پر دم واجب نہیں ہوتا اور اس پر اجماع ہے۔
بیالیسواں یہ کہ جو کہا: جب آفتاب نکل آیا اس سے ثابت ہوا کہ منیٰ سے نہ نکلے جب تک آفتاب طلوع نہ ہو اور یہ سنت ہے باتفاق۔
تینتالیسواں یہ کہ نمرہ میں اترنا مستحب ہے کہ سنت یہ ہے کہ عرفات میں داخل نہ ہوں جب تک آفتاب ڈھل نہ جائے پھر جب آفتاب ڈھل جائے ظہر اور عصر ملا کر پڑھیں پھر عرفات میں داخل ہوں اس لیے نمرہ میں اترنا مسنون ہوا پھر جس کا خیمہ ہو لگایا جائے اور زوال سے قبل غسل کریں وقوف عرفات کے لیے پھر جب زوال ہو جائے امام لوگوں کے ساتھ مسجد ابراہیم میں جائے اور وہاں دو چھوٹے چھوٹے خطبے پڑھے اور دوسرا خطبہ بہت چھوٹا ہو۔ پھر اس کے بعد ظہر اور عصر دونوں کو جمع کر کے ادا کرے پھر نماز سے فارغ ہو کر موقف میں جائے۔
چوالیسواں مسئلہ یہ ہے کہ معلوم ہو کہ محرم کو خیمہ میں یا اور سایہ کے نیچے رہنا درست ہے۔
پینتالیسواں خیموں کا رکھنا روا ہے بالوں کے ہوں خواہ اور کسی چیز کے اور نمرہ ایک موضع ہے عرفات کی بغل میں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❁❁)

(۞ گزشتہ سے پیوستہ) اور عرفات میں داخل نہیں قولہ ،قریش یقین کرتے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ قریش تمام عرب کے خلاف کرتے تھے کہ عرب لوگ عرفات میں جا کر وقوف کرتے اور قریش مزدلفہ میں کھڑے رہتے اور کہتے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے گھر والے ہیں ہم حرم سے باہر نہ جائیں گے اور مزدلفہ، حرم میں ہے پس رسول اللہ ﷺ نے بفرمان واجب الاذعان قرآن کے عرفات میں جا کر وقوف کیا جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ﴾ یعنی پھر لوٹو وہاں سے جہاں سے سب لوگ لوٹتے ہیں یعنی عرفات سے۔

چھیالیسواں قولہ: یہاں تک کہ جب آفتاب ڈھل گیا اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ عرفات میں داخل ہونا قبل صلوٰۃ ظہر وعصر کے خلاف سنت ہے۔

قولہ آپ ﷺ وادی کے بیچ میں پہنچے الخ یہ وادی عرنہ ہے، جس میں عین کو پیش را کو زبر اس کے بعد نون ہے اور عرنہ عرفات میں داخل نہیں امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اور تمام علما کا یہی قول ہے مگر امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عرفات میں ہے۔

سینتالیسواں قولہ: پھر خطبہ پڑھا الخ اس سے مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ خطبہ یہاں مستحب ہے امام کو عرفہ کے دن اور یہ باتفاق امت مسنون ہے اور جمہور کا یہی قول ہے اور خلاف کیا ہے اس میں مالکیہ نے اور مذہب شافعی رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ حج میں چار خطبے سنت ہیں۔

ایک تو ساتویں تاریخ ذی الحجہ کی کعبہ کے پاس بعد ظہر کے۔

دوسرے یہی جو مذکور ہوا عرنہ میں عرفات کے دن۔

تیسرے یوم النحر میں یعنی دسویں تاریخ۔

چوتھے کوچ کے دن منیٰ سے۔ جس کو یوم نحر اول کہتے ہیں اور وہ ایام تشریق کا دوسرا دن ہے یعنی بارہویں تاریخ اور اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ یہ سب جگہ ایک ہی ایک خطبہ ہے مگر عرفات کے دن کہ اس میں دو ہیں اور اسی طرح یہ سب خطبے بعد نماز ظہر کے ہیں مگر خطبہ عرفات کہ وہ قبل ظہر کے ہے اور ہر خطبہ میں احکام ضرور یہ کی تعلیم کرنا ضروری ہے۔

قولہ: اور تمہارے خون اور اموال الخ اس میں بڑی تاکید فرمائی کہ جیسے عرب کو اس دن کی حرمت اور اس ماہ کی حرمت اور اس شہر مکہ کی حرمت بخوبی معلوم تھی ویسے ہی ایک دوسرے کو مارنا، مال لوٹنا، ایذا دینا اس کو آپ ﷺ نے حرام فرمایا اور اس سے ثابت ہوا۔

اڑتالیسواں مسئلہ یہ کہ نظیر دینا اور مثال بیان کرنا اور تشبیہ دینا درست ہے جیسے آپ ﷺ نے یہاں مال وجان کی حرمت کی تشبیہ دی۔

قولہ: ہر چیز ایام جاہلیت کی میرے پیروں کے نیچے ہے الخ اس سے مقصود یہ ہے کہ بیع وشراء اور معاملات ایسے کہ جن میں ابھی قبضہ نہیں اور خون ایسے جن کا قصاص نہیں لیا گیا اور سود جو وصول نہیں کیا گیا اس کا مطالبہ اب نہ کرنا چاہیے اور یہ سب باطل اور لغو ہو گیا اور ابن ربیعہ کا نام محققوں نے لکھا ہے کہ ایاس تھا بیٹا ربیعہ کا وہ بیٹا حارث کا وہ بیٹا عبدالمطلب کا اور بعض نے اس کا نام حارثہ کہا ہے اور یہ لڑکا چھوٹا تھا اور گھروں میں گھٹنوں کے بل چلتا تھا اور بنی سعد اور بنی لیث کے بیچ میں لڑائی ہوئی اور اس کے ایک پتھر لگا اور مر گیا یہ قول ہے زبیر بن بکار کا۔

انچاسواں اور یہ جو فرمایا ڈرو اللہ سے عورتوں پر الخ اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک اور اخلاق اور محبت اور نرمی سے بسر کرنا ضروری ہے اور اس بارہ میں بہت احادیث آئی ہیں اور بہت ڈرایا ہے آپ ﷺ نے ان کی حق تلفی سے اور فرمایا ہے کہ ''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح رہتا ہے۔'' اور امام نووی رحمہ اللہ کی اس بارہ میں ایک کتاب ہے ریاض الصالحین اور یہ جو فرمایا حلال کیا ہے تم نے ان کے ستر کو الخ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾ اس حکم الٰہی سے ان کی فروج تم پر حلال ہوئی ہیں تو اس کا خیال رکھو کہ انہیں تکلیف نہ دو اور ان کے حقوق تلف نہ کرو یا اس سے مراد کلمہ توحید لا اله الا الله محمد رسول الله ہے کیونکہ مسلمان عورت غیر مسلمان مرد کو جائز نہیں یا مراد اس سے آیت ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ یا مراد کلمہ سے ایجاب وقبول ہے اور یہ کلمہ اللہ ہی نے بتایا ہے اور یہ جو فرمایا تمہارے بچھونے پر الخ اس سے زنا مراد نہیں اس لیے کہ اس میں تو رجم ہے یعنی پتھراؤ کر کے مار ڈالنا بلکہ مراد یہ ہے کہ کسی غیر کیساتھ تخلیہ نہ کریں یا کسی کو گھر میں نہ آنے دیں جب تک کہ اجازت نہ ہو خواہ مرد ہو خواہ عورت خواہ اجنبی ہو خواہ بی بی کے محارم میں سے ہو غرض بغیر اجازت شوہر کے کسی کو گھر میں آنے نہ دینا چاہیے پھر خواہ اجازت زبان سے پائی جائے خواہ عرف وعادت سے۔

پچاسواں یہ مسئلہ ہے کہ عورت کو مارنا تنبیہ اور تادیب کیلئے جائز ہے مگر ایسی ہی ضرب ہو کہ جس سے ضرر شدید نہ پہنچ جائے اور اگر ایسی مار ماری جو درست ہے یعنی اس میں ضرر شدید نہ تھا اور اتفاق سے وہ مر گئی تو اس پر (یعنی زوج پر) دیت ہے اور زوج کے عاقلہ پر اس کی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞)

(گزشتہ سے پیوستہ) ادا واجب ہے اور زوج اپنے مال سے کفارہ دے۔

اکیاون قولہ: روٹی ان کی الخ معلوم ہوا کہ خرچ عورت کا اور کھلانا پلانا اور کپڑا دستور کے موافق زوج پر واجب ہے اور یہ مسئلہ اجماعی ہے کسی کا اس میں اختلاف نہیں۔

باون وصیت کی آپ ﷺ نے قرآن کے تمسک پر اور فرمایا کہ جب تک اس کو پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے اور حدیبان کی اس کے تمسک تک۔ معلوم ہوا کہ جس نے قرآن چھوڑ دیا یعنی اس کے اوامر پر عمل نہ کیا نواہی سے نہ بچا، قصص سے عبرت نہ پکڑی، خبروں کی تصدیق نہ کی، وعدوں کی امید نہ رکھی، وعیدوں سے خوف نہ کیا، صفات باری پر یقین نہ لایا وہ گمراہ ہوا۔ یہ اس کا حال ہے جو قرآن کے معانی اور مطالب کو جانتا ہے اور عمل نہیں کرتا ہے پھر اس کا حال پوچھتے ہو جو کم بخت قل ہو اللہ کے معنی بھی نہیں جانتا اور اس بد بخت شقی ازلی کا کیا ذکر ہے جو مردود و ملعون یہ خیال رکھتا ہے کہ قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے یا کہتا ہے کہ بے فقہ کے قرآن پڑھنے سے گمراہ ہو جاتا ہے یا خیال کرتا ہے کہ بے فقہ جانے حدیث پر چلنے سے گمراہ ہو جاتا ہے غرض یہ سب شعبے ہیں ضلالت و گمراہی کے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ہر مسلمان کو بچائے۔

ترپن مسئلے یوں پورے ہوئے کہ آپ ﷺ نے خبر دی کہ تم سے سوال ہو گا میرے حال سے یہ خبر دی آپ ﷺ نے قیامت کے سوال سے کہ ہر امت سے ہو گا اور ہر نبی سے اور روبکاری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قرآن شریف اور روبکاری حضرت نوح علیہ السلام کی حدیث میں اسی جنس سے ہے۔

چون مسئلے یوں پورے ہوئے کہ آپ ﷺ نے اشارہ کیا آسمان کی طرف اور کہا: یا اللہ! الخ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پاک جل جلالہ و جل شانہ اپنی ذات مقدس سے عالم کے اوپر ہے اور یہی عقیدہ تھا رسول اللہ ﷺ کا اور اسی لیے آپ ﷺ نے اشارہ حسی کیا اس کی طرف اور باطل ہوا مذہب خبیثان امت گرفتاران جہمیت کا جو قائل ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ سب جگہ ہے یا زعم کرتے ہیں کہ جیسے عرش پر ہے ویسے ہی فرش پر ہے یا مدعی ہیں کہ جیسے عالم کے اوپر ہے ویسے ہی نیچے ہے اور معلوم ہوا کہ یہی عقیدہ تھا صحابہ رضی اللہ عنہم کا جو سرور انبیا ﷺ کا تھا اس لیے کہ اگر ایک صحابی کا خیال بھی اس کے موافق نہ ہوتا تو وہ برق کی طرح چمک کر نبی ﷺ سے سوال کرتا اور آپ ﷺ کے جواب باصواب میں اپنی صلاح دین و دنیا جانتا اور آپ ﷺ کے قول کے ذی شان کو جان جہاں اور نور ایمان تصور کرتا اور ظاہر ہے کہ ایسا اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کا جیسے عرفات میں تھا کبھی کاہے کو ہوا ہے غرض اس حدیث نے اطفال جہمیہ کو یتیم کر دیا اور افراخ فلاسفہ کو بے مادر و پدر کیا اور معتزلہ اور منکرین صفات کو جن کے اقوال شذر و مذر واقع ہوئے ہیں ملک ایمان سے شہر بدر کر دیا۔ غرض جب ثابت ہوا کہ ایک اعرابی بھی اس پر متعجب نہ ہوا اور کسی بدوی نے اس پر کچھ سوال نہ کیا تو اب جو ذی علم و ذی فہم اس کے خلاف عقیدہ رکھے وہ پرلے سرے کا گنوار اور حد درجہ کا کندہ ناتراش کج فہم و بدقماش بدعقیدہ و بدمعاش ہے۔

پچپن مسئلے یوں پورے ہوئے کہ آپ ﷺ نے ظہر اور عصر ملا کر پڑھی اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ جمع یہاں جائز ہے اور مشروع ہے مگر اس کے سبب میں اختلاف ہے کسی نے کہا: سبب اس کا بجا آوری نسک ہے اور یہ مذہب ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور بعض اصحاب شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور اکثر شافعیہ نے کہا: سبب اس کا سفر ہے اور ان لوگوں کا قول ہے کہ جو وہیں رہتا ہو یا مکہ میں ہو کہ وہ دو منزل سے کم ہے تو اس کا جمع روا نہیں جیسے قصر روا نہیں۔

چھپن مسئلے یوں پورے ہوئے کہ جو شخص جمع کرے دو نمازوں کو تو اس کو لازم ہے کہ ترتیب سے پڑھے یعنی ظہر و عصر اور پہلی نماز کیلئے اذان اور اقامت اور دوسری کیلئے فقط اقامت کہے اور ان کے بیچ میں کچھ نہ پڑھے اور اس میں شافعیہ کا اتفاق ہے اور یہی صحیح ہے۔

پھر سوار ہوئے رسول اللہ ﷺ الی آخر الحدیث اب مسائل سنو۔

ستاون قولہ: پھر آئے کھڑے ہونے کی جگہ۔ ستاون مسئلے یوں پورے ہوئے کہ مستحب ہے جب نماز سے فارغ ہو تو جلد موقف میں آ جائے۔

اٹھاون یوں ہوئے کہ وقوف سواری پر افضل ہے اور اس حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس میں شوافع کے تین قول ہیں اصح ان میں یہی ہے کہ سواری پر افضل ہے اور دوسرا یہ کہ بے سواری کے افضل ہے تیسرا یہ کہ دونوں برابر ہیں مگر سواری پر فعل نبی ﷺ ہے اور بے سواری کے تقریر اور فعل تقریر سے افضل ہے پس قول اوّل بہتر ہے۔

انسٹھ یوں ہوئے کہ ان پتھروں کے پاس افضل ہے وقوف کرنا اور وہ پتھر بچھے ہوئے ہیں جبل رحمت کے دامن میں اور جبل رحمت زمین عرفات کے بیچ میں واقع ہے غرض موقف مستحب وہی ہے اور یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ جبل رحمت پر چڑھنا موجب قربت ہے اور بعض نادان سمجھتے ہیں کہ بے اس کے چڑھے وقوف صحیح نہیں وہ بے وقوف ہیں اور جبل رحمت پر چڑھنے کو اولیٰ جاننا مفت کی زحمت ہے بلکہ تمام عرفات کا میدان موقف ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) اور مستحب اور افضل وہی موقف نبی ﷺ ہے۔

ساٹھ مسئلے یوں پورے ہوئے کہ معلوم ہوا کہ قبلہ کی طرف منہ کرنا وقوف کے وقت مستحب ہے۔ اکسٹھ یوں پورے ہوئے کہ وقوف مغرب تک چاہیے کہ آفتاب بخوبی ڈوب جائے اور اس کے ڈوبنے کے بعد مزدلفہ کو چلے پھر اگر کوئی قبل غروب کے بھی چلا گیا تو وقوف اور حج تو اس کا پورا ہو گیا مگر اس پر دم آتا ہے وجوب کی راہ سے یا استحباب کے طور پر اور اس میں شافعی رحمہ اللہ کے دو قول ہیں صحیح قول یہ ہے کہ سنت ہے اور دوسرا یہ ہے کہ دم واجب ہے اور بنا اس کی اس پر ہے کہ آیا وقوف کرنے والے پر رات اور دن دونوں کو جمع کرنا واجب ہے اور بنا اس کی صحیح تر قول یہی ہے کہ سنت ہے رہا وقت کا تو وہ عرفہ کے دن زوال شمس سے دوسرے دن کے طلوع فجر تک ہے یعنی یوم النحر کی فجر تک غرض جو اس وقت میں وہاں ٹھہر گیا تھوڑی دیر بھی اس کا وقوف ہو گیا اور حج اس کو مل گیا اور نہ فوت ہو گیا یہ مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور جماہیر علما کا اور امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ صرف دن میں وقوف صحیح نہیں بلکہ کچھ رات بھی شامل ہونا ضروری ہے اور اگر فقط رات پر اکتفا کی تو صحیح ہو گیا اور اگر فقط دن پر اکتفا کی تو وقوف صحیح نہیں ہوا اور امام احمد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ وقوف کا وقت عرفہ کی فجر سے شروع ہوتا ہے اور اس پر تمام امت کا اجماع ہے کہ اصل وقوف بہت بڑا رکن ہے حج کا وہ اگر فوت ہو گیا تو حج فوت ہو گیا اور بغیر اس کے حج صحیح نہیں ہوتا۔

باسٹھ قولہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ کو پیچھے بٹھایا اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ ایک جانور پر دو آدمی کا بیٹھنا درست ہے اگر جانور طاقت رکھتا ہو اور اس باب میں بہت روایتیں آئی ہیں۔

قولہ سر اس کا کجاوہ کے آگے مورک میں لگ گیا مورک وہ جگہ ہے جو کجاوہ کے آگے ہوتی ہے اور کبھی سوار جب تھک جاتا ہے اور پیر لٹکے لٹکے سن ہو جاتے ہیں تو اٹھا کر وہاں رکھ لیتا ہے اور وہاں ایک چمڑا لگا ہوتا ہے اور اس سے ثابت ہو گیا ایک اور مسئلہ کہ پورے ہوئے اس سے۔

تریسٹھ مسئلہ کہ سوار کو ضروری ہوا کہ پیدلوں کے ساتھ نرمی کرے اور ان کے بیچ میں سواری دوڑائے نہیں کہ ان میں بھاگڑ پڑے اور کھڑ بڑ ہو یا ہل چل مچے اس لیے آپ ﷺ مہار کھینچے رہے۔

چونسٹھ پورے ہوئے کہ ثابت ہوا کہ جب عرفات سے لوٹے تو آہستہ آہستہ رساں رساں چلے جلدی چلنے کی حاجت نہیں کہ خلاف سنت ہے۔

قولہ آخر مزدلفہ پہنچ گئے اور مزدلفہ مشہور جگہ ہے حد اس کی مشہور ہے اور عرفات سے تین کوس ہے اور مزدلفہ سے منیٰ تین کوس ہے اور منیٰ سے مکہ تین کوس ہے اور وہ حرم میں داخل ہے اور اس سے ثابت ہوئے مسائل کہ۔

پینسٹھ یوں پورے ہوئے کہ شب کو آپ ﷺ وہاں رہے اور شب کو وہاں رہنا حنفیہ کے نزدیک واجب ہے اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک بھی اور بعض شافعیہ کا بھی یہی قول ہے اور بعض شافعیہ کے نزدیک فرض ہے۔

چھیاسٹھ یوں پورے ہوئے کہ آپ ﷺ نے مغرب اور عشاء ایک اذان اور دو اقامت سے پڑھیں جیسے ظہر اور عصر عرفات میں پڑھی تھیں اور یہ مذہب ہے شافعی رحمہ اللہ اور زفر رحمہ اللہ کا اور دوسرے اماموں کا اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ عشاء میں اقامت ضروری نہیں اس لیے کہ وہ اپنے وقت پر ہے بخلاف عصر عرفات کے کہ وہ غیر وقت میں تھی مگر سنت اس علت پر مقدم ہے۔ اور

سرسٹھ مسئلے یوں پورے ہوئے کہ سنت یہی ہے کہ عرفات سے جب لوٹے تو مغرب میں دیر کرے اور عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھے اور یہ جمع تاخیر ہے اور اس پر اجماع ہے تمام امت کا کہ یہاں جمع تاخیر ضروری ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ سبب اس کا کیا ہے ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ایک گروہ کا قول ہے کہ یہ سبب نسک کے ہے اور جائز ہے یہ جمع اہل مکہ اور اہل مزدلفہ کو بھی اور اہل منیٰ کو بھی اور لوگوں کو بھی اور صحیح یہ ہے کہ یہ جمع بہ سبب سفر کے ہے اور اسی مسافر کو روا ہے جو مسافت قصر کا ارادہ رکھتا ہو اور وہ دو منزل ہیں اور ایک قول شافعی رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ جائز ہے جمع ہر سفر میں گو چھوٹا ہی سفر ہو یہ مضمون ہے نووی رحمہ اللہ کا شرح مسلم میں اور عالمگیر میں ہے کہ جمع مزدلفہ کیلئے خطبہ اور سلطان اور جماعت اور احرام شرط نہیں بخلاف جمع عرفہ کے کذا فی المصفی اور نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اگر کسی نے ارض عرفات میں یا راہ میں مزدلفہ کے مغرب پڑھ لی اور جمع نہ کی ساتھ عشاء کے تو روا ہے مگر خلاف افضل ہے اور بات یہ ہے کہ یہ ثابت نہیں ہوا رسول اللہ ﷺ سے اور بہر طور اطاعت ان کی واجب ہے امت پر اور یہی مذہب ہے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کا اور اوزاعی اور ابو یوسف اور اشہب رحمہم اللہ کا بھی قول یہی ہے اور اصحاب حدیث کا بھی کہ اگر الگ الگ اپنے اپنے وقت میں ادا کی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞۞)

(گزشتہ سے پیوستہ) تو بھی روا ہے۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کوفیوں نے کہا ہے کہ ضروری ہے کہ مزدلفہ میں جمع کرے اور اس سے پہلے کہیں روا نہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہا ہے کہ قبل مزدلفہ کے روا نہیں مگر جس کو یا جس کی سواری کو کچھ عذر ہو جائے مگر اس کو بھی ضروری ہے کہ مغرب بعد غروب شفق ادا کرے۔ اور

اڑسٹھ مسئلے یوں پورے ہوئے کہ ان دونوں کے بیچ میں ثابت ہوا کہ سنت نہ پڑھے مگر اس میں اختلاف ہے کہ یہ نہ پڑھنا سنت کا شرط ہے جمع کی یا نہیں اصحاب شافعیہ کے نزدیک صحیح یہی ہے کہ شرط نہیں بلکہ سنت مستحبہ ہے اور بعض اصحاب شافعیہ نے کہا ہے شرط ہے۔ قولہ اس کے بعد جو مذکور ہے کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ رہے۔ اور

انہتر مسئلے یوں پورے ہوئے کہ رات کو وہاں رہنا واجب ہے یا سنت ہے صحیح قول شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ اگر کوئی شب کو وہاں نہ رہا تو حج اس کا صحیح ہو گیا اور گناہ گار ہوا مگر اس پر دم واجب ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس کے ترک میں گناہ نہیں اور نہ دم واجب ہوتا ہے مگر وہاں ٹھہرنا رات کو مستحب ہے اور ایک جماعت کا قول ہے کہ وہ رکن ہے اور بغیر اس کے حج صحیح ہی نہیں ہوتا جیسے بغیر وقوف عرفات کے حج صحیح نہیں ہوتا اور یہ قول ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے کا اور ابوبکر بن محمد بن اسحاق بن خزیمہ کا اور علقمہ اور اسود اور شعبی اور نخعی اور حسن بصری کا۔ اور

ستر یوں ہوئے کہ مزدلفہ میں نماز سویرے پڑھنی چاہیے صبح کی اس لیے کہ آج مناسک بہت ہیں۔

اکہتر یوں ہوئے کہ صبح کی نماز میں اذان اور اقامت دونوں مسنون ہیں اور اسی طرح نمازوں میں مسافر کی اور اس میں بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں بھی اذان دلوائی جیسے حضر میں دلواتے تھے قولہ پھر چلے یہاں تک کہ المشعر الحرام میں آئے اور اس سے

بہتر مسئلے یوں پورے ہوئے کہ معلوم ہوا کہ یہاں وقوف بھی سواری پر افضل ہے پیدل سے جیسا اوپر بھی گزرا اور اس سے معلوم ہوا کہ المشعر الحرام وہی قزح ہے اور جماہیر مفسرین اور اہل سیر نے کہا ہے کہ المشعر الحرام تمام مزدلفہ ہے۔ اور

تہتر یوں پورے ہوئے کہ معلوم ہوا یہاں بھی وقوف کرنا مناسک حج میں داخل ہے اور اس میں کچھ اختلاف نہیں مگر اختلاف اس میں ہے کہ یہاں سے کب چلے سو ابن مسعود اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جماہیر علما کا قول ہے کہ یہاں کھڑا دعا کرتا رہے اور ذکر میں مشغول رہے یہاں تک کہ صبح روشن ہو جائے جیسے اس حدیث میں ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہاں سے روشنی ہونے سے قبل چل دے۔

چوہتر قولہ: فضل کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اس سے معلوم ہوا کہ اجنبی عورتوں سے آنکھ بند کرنا چاہیے۔ پچھتر مسئلہ کہ معلوم ہوا جو قدرت رکھے گناہ سے روکنے کی اپنے ہاتھ سے تو روک دے اپنے ہاتھ سے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ رکھ دیا۔

قولہ بطن محسر میں پہنچے محسر اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ فیل، اصحاب فیل کا وہاں رک گیا تھا اور روکنے کو عربی میں حسر کہتے ہیں۔

چھہتر قولہ: تب اونٹنی کو ذرا چلایا اس سے پورے ہوئے چھہتر مسئلے کہ اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ بطن محسر سے جلدی گزرنا چاہیے اور یہ سب سنت ہے اس مقام کی سنتوں میں سے اور وہ ایک تیر کے پٹہ تک ہے یا ڈھیلا پہنچنے کی مسافت تک۔

ستتر قولہ: بیچ کی راہ لی اس سے پورے ستتر مسئلے ہوئے کہ معلوم ہوا لوٹتے وقت عرفات سے اس راہ سے منیٰ میں داخل ہونا سنت ہے اور یہ اس راہ کے سوا ہے جس راہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات کو گئے تھے اور یہ ایسی بات ہے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ جاتے وقت ثنیۃ العلیا کی راہ لی اور نکلتے وقت ثنیۃ السفلیٰ کی اور عیدین میں بھی آپ ایک راہ سے جاتے دوسرے سے آتے یا استسقاء میں چادر الٹتے غرض یہ سب گویا بطور تفاول کے ہوا۔

اٹھتر قولہ: جمرہ عقبہ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ سنت یہی ہے کہ جب مزدلفہ سے آئے تو منیٰ میں پہنچ کر پہلے جمرہ عقبہ کی رمی کر لے اور اس سے پہلے کچھ نہ کرے اور یہ رمی اس کی منی میں اترنے سے پہلے ہو غرض اس رمی سے فارغ ہو کر پھر اترے۔

اناسی قولہ: اور سات کنکریاں الخ اس سے معلوم ہوا کہ سات کنکریاں ماریں دانہ باقلا کے برابر اس سے بڑے نہ چھوٹے اور اگر اس سے بڑے چھوٹے ہوں تب بھی کافی ہیں مگر پتھر ہوں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کے نزدیک سرمہ اور ہڑتال اور سونے اور چاندی وغیرہ سے رمی درست نہیں۔ اسی طرح جن چیزوں کو حجر نہیں کہتے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اجزائے ارض میں جو چیز ہو درست ہے اور پورے ہوئے اس سے۔

اسی مسئلے یعنی معلوم ہوا کہ ہر کنکری پر تکبیر کہے یعنی اللہ اکبر اور معلوم ہوا کہ ایک ایک کنکری الگ الگ مارے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) اور یہی ثابت ہے احادیث سے اور بطن وادی میں کھڑا ہو جیسے ہم اوپر تصریح کر چکے ہیں اور بعض نے کہا کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور یوم النحر میں یہی رمی جمرہ عقبہ مشروع ہے اور کچھ نہیں اور اس پر اجماع ہے تمام مسلمانوں کا اور یہ رمی نسک میں داخل ہے باجماع مسلمین اور مذہب شافعیہ کا ہے کہ یہ واجب ہے رکن نہیں پھر اگر کسی نے چھوڑ دی یہاں تک کہ ایام رمی نکل گئے تو گنہگار ہوا اور اس پر دم لازم آیا اور حج صحیح ہو گیا اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے حج فاسد ہو گیا اور واجب ہیں سات کنکریاں کہ اگر ایک بھی کم ہو گئی تو کچھ کافی نہیں ہوتیں۔

قولہ: پھر نحر کی جگہ میں آئے اس سے معلوم ہوا کہ ہدی بہت لانا مستحب ہے کہ آپ ﷺ کے سو اونٹ ہدی تھے اور پورے ہوئے۔

اکیاسی مسئلے یعنی ثابت ہوا کہ مستحب ہے ذبح کرنا ہدی کا اپنے ہاتھ سے اور نیابت بھی جائز ہے بالا جماع جب نائب مسلمان ہو اور پورے ہوئے اس سے۔

بیاسی مسئلہ یعنی معلوم ہوا کہ مستحب ہے جلدی ذبح کرنا ہدایا کا اگرچہ بہت ہوں اور ذبح سب کا یوم النحر میں مستحب ہے اور رسول اللہ ﷺ نے تریسٹھ اونٹ جو آپ ﷺ کے ساتھ آئے وہ تو آپ ﷺ نے ذبح کیے اور باقی حضرت علی رضی اللہ عنہ لائے تھے وہ ان کو ذبح کیلئے دیئے جو وہ یمن سے لائے تھے غرض یہ سب پورے سو ہو گئے۔

تراسی مسئلہ پھر فرمایا کہ ہر اونٹ میں سے ایک ٹکڑا الخ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ ہر قربانی میں سے کچھ کھانا سنت ہے اور چونکہ ہر ایک میں سے کھانا مشکل تھا تو آپ نے یہ ترکیب کی اور اس کے سنت ہونے پر سب علما کا اتفاق ہے۔

چوراسی مسئلہ قولہ اور طواف افاضہ کیا الخ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ طواف افاضہ رکن ہے اور یہ بہت بڑا رکن ہے حج کا باجماع مسلمین اور اول اس کا شب نحر کے نصف سے ہے شافعیہ کے نزدیک اور افضل وقت رمی جمرہ عقبہ کے بعد ہے اور ذبح ہدی اور حلق کے پیچھے اور اس میں دن چڑھ جاتا ہے یوم النحر کا اور سارے دن میں نحر کے جب چاہے بجالائے بلا کراہت اور یوم النحر سے زیادہ تاخیر کرنا مکروہ ہے اور تاخیر کرنا یوم تشریق سے زیادہ تر مکروہ ہے اور آخر وقت اس کا جب تک آدمی زندہ ہے مگر شرط یہ ہے کہ بعد وقوف عرفات کے ہو اور اگر وقوف عرفات سے پہلے کرے تو روا نہیں اور تمام علما کا اتفاق ہے کہ طواف افاضہ میں نہ رمل ہے نہ اضطباع ہے اور اگر کسی نے طواف وداع کی نیت سے طواف کیا اور طواف افاضہ اس کے ذمہ تھا تو یہ طواف افاضہ کی جگہ ہو گیا اور اس میں نص ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا جیسے کسی پر حج اسلام ہو اور وہ بہ نیت قضایا بارادہ حج بجالائے تو وہ حج اسلام کی جگہ ہو جاتا ہے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اکثر علما نے کہا ہے کہ طواف افاضہ کسی اور طواف کی نیت سے صحیح نہیں ہوتا اور اس طواف افاضہ کو طواف الزیارت اور طواف الصدر اور طواف الفرض اور طواف الرکن بھی کہتے ہیں اور اس سے پورے ہوئے۔

پچاسی مسئلے یعنی معلوم ہوا کہ پانی بھرنا اور پلانا بڑی فضیلت ہے کہ آرزو کی آپ ﷺ نے اس کی مگر اس خوف سے کہ بنی عبدالمطلب کی خدمت چھن جائے بجا نہ لائے اور معلوم ہوا اس سے کہ بعض مستحبات کا ترک کسی مصلحت سے روا ہے اور پورے ہوئے اس سے۔

چھیاسی مسئلے کہ ثابت ہوئی فضیلت زمزم کے پینے کی اور بہت روایتیں اس بارے میں آئی ہیں اور یہ ایک مشہور کنواں ہے بیت اللہ شریف سے اڑتیس ہاتھ پر اور ماء زمزم سے مشتق ہے کہ آب کثیر کو کہتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ زمین کے تمام کنوؤں سے بہتر زمزم ہے اور سب سے بدتر برہوت۔ تمام ہوئی شرح اس حدیث کی اور ہم نے اختصار کیا اس کی شرح میں ورنہ بہت فوائد ہیں اس کے و نحمد اللّٰہ علیٰ اتمامہ.

(٢٩٥١) عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: أَتَيْتُ جَابِرَبْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ فَسَأَلْتُهُ عَنْ حَجَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ حَاتِمِ بْنِ إِسْمٰعِيْلَ وَزَادَفِي الْحَدِيْثِ وَكَانَتِ الْعَرَبُ يَدْفَعُ بِهِمْ أَبُوْ سَيَّارَةَ عَلٰى حِمَارٍ عُرْيٍ فَلَمَّا أَجَازَ رَسُوْلُ

جعفر بن محمد نے کہا: میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں جابر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے رسول اللہ ﷺ کے حج کا حال پوچھا اور انہوں نے بیان کی حدیث جیسے حاتم بن اسماعیل نے بیان کی تھی اور اس میں اتنا زیادہ کیا کہ عرب کا قاعدہ تھا (یعنی ایام جاہلیت میں) کہ ابو سیارہ (ایک شخص کی کنیت ہے) ان کو مزدلفہ سے لوٹا لاتا تھا (اور عرفات کو لے جاتا تھا) پھر جب رسول اللہ ﷺ مزدلفہ سے آگے بڑھے تو قریش نے یقین

اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ بِالْمَشْعَرِ الْحَرَامِ لَمْ تَشُكَّ قُرَيْشٌ أَنَّهُ سَيَقْتَصِرُ عَلَيْهِ وَيَكُونُ مَنْزِلَهُ ثَمَّ فَأَجَازَ وَلَمْ يَعْرِضْ لَهُ حَتَّى أَتَى عَرَفَاتٍ فَنَزَلَ. [راجع: ٢٩٥٠]

کیا کہ آپ ﷺ المشعر الحرام میں ٹھہریں گے اور وہیں آپ ﷺ کی منزل ہوگی اور آپ ﷺ وہاں سے بھی آگے بڑھ گئے اور اس سے کچھ تعرض نہ کیا یہاں تک کہ عرفات پہنچے (یعنی قریب عرفات) اور وہاں اترے۔

فائدہ: یعنی قریش نے خیال کیا کہ آپ ﷺ مزدلفہ میں وقوف کریں گے جیسے وہ بے وقوف ایام جاہلیت میں کیا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ اس سے بڑھ کر عرفات کے قریب اترے اور بعد زوال عرفات میں وقوف کیا جیسے اوپر گزرا۔

بَابُ مَاجَاءَ اَنَّ عَرَفَةَ كُلَّهَا مَوْقِفٌ.

باب: اس بیان میں کہ عرفات سارا ہی ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

(٢٩٥٢) عَنْ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ فِي حَدِيثِهِ ذٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((نَحَرْتُ هٰهُنَا وَمِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ فَانْحَرُوا فِي رِحَالِكُمْ وَوَقَفْتُ هٰهُنَا وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ وَوَقَفْتُ هٰهُنَا وَجَمْعٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ)).

[ابو داود: ٢٩٠٧، ١٩٠٨؛ نسائی: ٣٠١٥، ٣٠٤٥]

جابر رضی اللہ عنہ سے اسی حدیث میں یہ زیادہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے یہاں نحر کیا اور منیٰ ساری نحر کی جگہ ہے تو تم اپنے اترنے کی جگہ میں نحر کرو اور میں نے یہاں وقوف کیا اور عرفہ سارا وقوف کی جگہ ہے اور المشعر الحرام اور مزدلفہ سب وقوف کی جگہ ہے اور میں نے یہاں وقوف کیا۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہ کمال نرمی اور امت کی آسانی کیلئے فرمادیا ورنہ ہر شخص کو تکلیف ہوتی اور آپ ﷺ کے موقف اور منحر میں وہ بھیڑ بھاڑ ہوتی کہ اونٹ کے عوض میں آدمی قربان ہو جاتے۔

(٢٩٥٣) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ أَتَى الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ مَشٰى عَلٰى يَمِينِهِ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشٰى أَرْبَعًا. [ترمذی: ٨٥٦؛ نسائی: ٢٩٣٩]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی میں حدیث یوں مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں آئے حجر اسود کو چوما اور تین پھیروں میں رمل کیا اور چار میں عادت کے موافق چلے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: بیان ان سب کا مفصل اوپر گزرا۔

بَابٌ فِي الْوُقُوفِ وَقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿ثُمَّ اَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ﴾.

باب: وقوف کے بارے میں اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں کہ ”جہاں سے دوسرے لوگ لوٹتے ہیں تم بھی لوٹو۔“

(٢٩٥٤) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ قُرَيْشٌ وَمَنْ دَانَ دِينَهَا يَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَكَانُوا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ قریش اور جو لوگ ان کی چال پر تھے مزدلفہ میں وقوف کرتے تھے اور اپنے کو حمس نام رکھتے تھے (ابوالہیثم نے

يُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ وَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُوْنَ بِعَرَفَةَ فَلَمَّا جَآءَ الْإِسْلَامُ اَمَرَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ ﷺ اَنْ يَّأْتِيَ عَرَفَاتٍ فَيَقِفَ بِهَاثُمَّ يُفِيْضَ مِنْهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ﴾. [بخاري: ٤٥٢٠؛ ابوداود: ١٩١٠؛ نسائي: ٣٠١٢]

کہا ہے کہ یہ نام ہے قریش کا اور ان کی اولاد کا اور کنانہ اور جدیلہ قیس کا اس لیے کہ حمس رکھتے تھے اپنے دین میں یعنی تشدد اور سختی کرتے تھے) اور باقی عرب کے لوگ عرفہ میں وقوف کرتے تھے پھر جب اسلام آیا اللہ پاک نے اپنے نبی ﷺ کو حکم فرمایا کہ عرفات میں آئیں اور وقوف فرمائیں اور وہیں سے لوٹیں اور یہی مطلب ہے اس آیت کا ﴿ثُمَّ اَفِيْضُوْا﴾ یعنی "لوٹو وہیں سے جہاں سے اور لوگ لوٹتے ہیں۔"

(٢٩٥٥) عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: كَانَتِ الْعَرَبُ تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرَاةً اِلَّا الْحُمْسَ وَالْحُمْسُ قُرَيْشٌ وَمَا وَلَدَتْ. كَانُوْا يَطُوْفُوْنَ عُرَاةً اِلَّا اَنْ تُعْطِيَهُمُ الْحُمْسُ ثِيَابًا فَيُعْطِي الرِّجَالُ الرِّجَالَ وَالنِّسَآءُ النِّسَآءَ وَكَانَتِ الْحُمْسُ لَا يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ وَكَانَ النَّاسُ كُلُّهُمْ يَبْلُغُوْنَ عَرَفَاتٍ قَالَ هِشَامٌ: فَحَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتِ: الْحُمْسُ هُمُ الَّذِيْنَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهِمْ: ﴿ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ﴾ قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ يُفِيْضُوْنَ مِنْ عَرَفَاتٍ وَكَانَتِ الْحُمْسُ يُفِيْضُوْنَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ يَقُوْلُوْنَ: لَانُفِيْضُ اِلَّا مِنَ الْحَرَمِ فَلَمَّا نَزَلَتْ: ﴿اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ﴾ رَجَعُوْا اِلٰى عَرَفَاتٍ.

ہشام نے اپنے باپ سے روایت کی کہ عرب طواف کرتے تھے بیت اللہ کا ننگے مگر حمس اور حمس قریش ہیں اور ان کی اولاد غرض لوگ ننگے طواف کرتے تھے مگر جب کہ قریش ان کو کپڑے دے دیتے تھے سو مرد مردوں کو اور عورتیں عورتوں کو کپڑے دیا کرتی تھیں اور حمس مزدلفہ سے باہر نہ جاتے اور سب لوگ عرفات تک جاتے۔ ہشام نے کہا: میرے باپ نے مجھے خبر دی کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے وہی مضمون فرمایا جو ابھی اوپر گزرا اتنی بات زیادہ ہے کہ جب آیت مذکورہ اتری تو سب عرفات جانے لگے۔



(٢٩٥٦) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: اَضْلَلْتُ بَعِيْرًا لِيْ فَذَهَبْتُ اَطْلُبُهُ يَوْمَ عَرَفَةَ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاقِفًا مَعَ النَّاسِ بِعَرَفَةَ فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! اِنَّ هٰذَا لَمِنَ الْحُمْسِ فَمَا شَاْنُهُ هٰهُنَا؟ وَكَانَتْ قُرَيْشٌ تُعَدُّ مِنَ الْحُمْسِ.

[بخاري: ١٦٦٤؛ نسائي: ٣٠١٣]

جبیر بن مطعم نے کہا کہ میرا ایک اونٹ کھو گیا اور اس کی تلاش کو نکلا عرفہ کے دن تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں عرفات میں تو میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! یہ تو حمس کے لوگ ہیں ان کو کیا ہوا جو یہاں تک آ گئے (یعنی قریش تو مزدلفہ سے آگے نہیں آتے تھے) اور قریش حمس میں شمار کیے جاتے تھے (جو لوگ مزدلفہ سے باہر نہ جاتے تھے)۔



بَابٌ فِي نَسْخِ التَّحَلُّلِ مِنَ الْإِحْرَامِ وَالْأَمْرِ بِالتَّمَامِ.

باب: ایک شخص اپنے احرام میں کہے کہ جو فلاں شخص کا احرام ہے وہی میرا بھی ہے اس کے جائز ہونے کا بیان۔

فائدہ: جیسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ جو احرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو وہی میرا بھی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جائز رکھا۔

(۲۹۵۷) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ: قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ مُنِيْخٌ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ لِيْ: ((اَحَجَجْتَ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ فَقَالَ: ((بِمَ اَهْلَلْتَ؟)) قَالَ قُلْتُ: لَبَّيْكَ بِاِهْلَالٍ كَاِهْلَالِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((فَقَدْ اَحْسَنْتَ طُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَاَحِلَّ)) قَالَ: طُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ اَتَيْتُ امْرَاَةً مِنْ بَنِيْ قَيْسٍ فَفَلَتْ رَاْسِيْ ثُمَّ اَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ قَالَ: فَكُنْتُ اُفْتِيْ بِهِ النَّاسَ حَتّٰى كَانَ فِيْ خِلَافَةِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا اَبَا مُوْسٰى! اَوْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ! رُوَيْدَكَ بَعْضَ فُتْيَاكَ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي النُّسُكِ بَعْدَكَ فَقَالَ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ! مَنْ كُنَّا اَفْتَيْنَاهُ فُتْيَا فَلْيَتَّئِدْ فَاِنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَادِمٌ عَلَيْكُمْ فَبِهِ فَائْتَمُّوا قَالَ: فَقَدِمَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: اِنْ نَاْخُذْ بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنَّ كِتَابَ اللّٰهِ يَاْمُرُ بِالتَّمَامِ وَاِنْ نَاْخُذْ بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى بَلَغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ.

[بخاري: ۱۵۵۹، ۱۵٦٥، ۱۷۲٤، ٤٣٤٦، ٤٣٩٧؛ نسائي: ۲۷۳۷، ۲۷٤۱]

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ بٹھائے ہوئے بطحائے مکہ میں تھے اور مجھ سے فرمایا: ”تم نے حج کی نیت کی؟“ میں نے کہا: ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا احرام باندھا؟“ میں نے عرض کی کہ میں نے کہا: لبیک مانند لبیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا خوب کیا، اب بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا اور مروہ کا اور احرام کھول ڈالو۔“ اس لیے کہ ان کے ساتھ ہدی تو تھی ہی نہیں پھر میں نے طواف کیا بیت اللہ اور صفا اور مروہ کا اور قبیلہ بنی قیس کی ایک عورت کے پاس آیا اس نے میرے سر کی جوئیں دیکھ دیں، پھر میں نے حج کی لبیک پکاری اور میں لوگوں کو بھی فتویٰ دیتا تھا (کہ جو حج کو آئے بے ہدی کے وہ عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے پھر یوم الترویہ میں حج کا احرام باندھ لے) یہاں تک کہ جب خلافت ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تو ایک شخص نے مجھ سے کہا: اے ابوموسیٰ! یا کہا اے عبداللہ بن قیس! تم اپنے بعض فتوے کو روک رکھو اس لیے کہ تم کو معلوم نہیں کہ امیر المؤمنین نے کون سی نئی بات نکالی نسک میں تمہارے پیچھے (معلوم ہوا کہ صحابہ کا عقیدہ تھا کہ خلفا کی بات کو بھی احداث جانتے تھے اور نو پیدا خیال کرتے تھے اور سنت میں داخل نہ جانتے تھے اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی جماعت تراویح جس کو آپ نے مقرر فرمایا تھا نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ فرمایا اور یہ نہ کہا نِعْمَتِ السُّنَّةُ هٰذِهٖ حالانکہ اصل تراویح کی سنت سے ثابت تھی بلکہ اصل جماعت کی بھی ثابت تھی مگر صرف دوام اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا تھا اور دوام کا حکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیا اتنے سے تغیر کو جوان کی جانب سے تھا آپ کو پسند نہ آیا کہ اس کو سنت میں داخل کریں۔ سبحان اللہ! کیا ادب تھا صحابہ کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اسی سے معلوم ہوا کہ قول صحابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں، حجت نہیں ورنہ خلفا کی بات کو احداث نہ کہتے) تب ابوموسیٰ نے کہا:

اے لوگو! جن کو میں نے فتویٰ دیا ہے (یعنی احرام کھولنے کا) تو وہ تامل کریں اس لیے کہ امیر المؤمنین آنے والے ہیں سو تم ان کی پیروی کرو کہا راوی نے پھر آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور میں نے ان سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا: اگر ہم اللہ کی کتاب پر چلیں تو وہ حکم فرماتی ہے پورا حج وعمرہ بجا لانے کا اور اگر رسول اللہ ﷺ کی سنت پر چلیں تو رسول اللہ ﷺ نے احرام نہیں کھولا جب تک قربانی نہ پہنچ گئی اپنی جگہ پر۔



فائدہ: اور جس کے پاس قربانی ہی نہ ہو غرض حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہاں رسول اللہ ﷺ کے فعل کا خیال کیا اور قول کا خیال کیا کہ آپ ﷺ نے تمام صحابہ میں حکم دیا کہ جس کے پاس ہدی نہ ہو احرام کھول ڈالے اور بعض شارحانِ حدیث نے اس کی تاویل کی ہے یہ کہ منع کرنا آپ کا اخذ بالاولیٰ کے طریق سے تھا کہ خواہش آپ رضی اللہ عنہ کی یہ تھی کہ لوگ حج کو الگ سفر میں اور عمرہ کو الگ سفر میں بجا لائیں اور اسی کو وہ پورا خیال فرماتے تھے گو وہ خیال کیسا ہی ہو۔

مسلم رحمہ اللہ نے کہا اور بیان کی ہم سے یہی روایت عبیداللہ بن معاذ نے، ان سے معاذ ان کے باپ نے، ان سے شعبہ نے اس اسناد سے مانند اس کے۔

(٢٩٥٨) حَدَّثَنَا شُعْبَةَ فِیْ هٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهٗ.

[راجع:٢٩٤٨]

شعبہ سے اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح مروی ہے۔



(٢٠٩٥٩) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ: قَدِمْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُنِیْخٌ بِالْبَطْحَآءِ فَقَالَ: ((بِمَ اَهْلَلْتَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: اَهْلَلْتُ بِاِهْلَالِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((هَلْ سُقْتَ مِنْ هَدْیٍ؟)) قُلْتُ: لَا قَالَ: ((فَطُفْ بِالْبَیْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حِلَّ)) فَطُفْتُ بِالْبَیْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ اَتَیْتُ امْرَاَةً مِنْ قَوْمِیْ فَمَشَطَتْنِیْ وَغَسَلَتْ رَاْسِیْ فَكُنْتُ اُفْتِی النَّاسَ بِذٰلِكَ فِیْ اِمَارَةِ اَبِیْ بَكْرٍ وَاِمَارَةِ عُمَرَ فَاِنِّیْ لَقَائِمٌ بِالْمَوْسِمِ اِذْ جَآءَنِیْ رَجُلٌ فَقَالَ: اِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ شَاْنِ النُّسُكِ فَقُلْتُ: اَیُّهَا النَّاسُ! مَنْ كُنَّا اَفْتَیْنَاهُ بِشَیْءٍ فَلْیَتَّئِدْ فَهٰذَا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ قَادِمٌ عَلَیْكُمْ فَبِهٖ فَاْتَمُّوْا فَلَمَّا قَدِمَ قُلْتُ: یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! مَا هٰذَا الَّذِیْ اَحْدَثْتَ فِیْ شَاْنِ النُّسُكِ؟

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ مکہ کی کنکریلی زمین میں اونٹ بٹھائے ہوئے تھے (یعنی وہاں منزل کی ہوئی تھی) اور آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ''کیا اہلال کیا تم نے؟'' میں نے عرض کی جو اہلال نبی ﷺ کا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم قربانی ساتھ لائے ہو؟'' میں نے کہا: نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کر کے احرام کھول ڈالو۔'' اور میں نے طواف کیا ویسا ہی پھر میں ایک عورت کے پاس آیا اپنی قوم کی اس نے میرے سر میں کنگھی کر دی اور میرا سر دھویا غرض میں لوگوں کو یہی فتویٰ دینے لگا آگے وہی مضمون ہے جو اوپر گزرا۔

قَالَ: اِنْ نَأْخُذْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ قَالَ: ﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ [۲/ البقرة: ۱۹۶] وَاِنْ نَأْخُذْ بِسُنَّةِ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَاِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى نَحَرَ الْهَدْيَ.

[راجع: ۲۹۵۷]

○ ○ ○ ○

فائدہ: غرض یہ ہے کہ منع کرنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بطور حرمت کے نہیں تھا کہ فسخ احرام کو جانتے ہوں یا تمتع کو باطل خیال کرتے ہوں بلکہ اس منع کرنے کی علت خود آگے کی روایت میں آتی ہے۔

(۲۹۶۰) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَنِيْ اِلَى الْيَمَنِ قَالَ فَوَافَقْتُهُ فِي الْعَامِ الَّذِيْ حَجَّ فِيْهِ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا اَبَا مُوْسٰى! كَيْفَ قُلْتَ حِيْنَ اَحْرَمْتَ؟)) قَالَ قُلْتُ: لَبَّيْكَ اِهْلَالًا كَاِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((هَلْ سُقْتَ هَدْيًا؟)) فَقُلْتُ لَا قَالَ: ((فَانْطَلِقْ فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ اَحِلَّ)) ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ. [راجع: ۲۹۵۹]

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے وہی مضمون مروی ہوا اتنی بات زیادہ ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن کو بھیجا تھا اور میں اس سال آیا جس سال آپ ﷺ نے حج کیا۔ آگے وہی مطلب ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

○ ○ ○ ○

(۲۹۶۱) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ اَنَّهُ كَانَ يُفْتِيْ بِالْمُتْعَةِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: رُوَيْدَكَ بِبَعْضِ فُتْيَاكَ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي النُّسُكِ بَعْدُ حَتّٰى لَقِيَهُ بَعْدُ فَسَاَلَهُ فَقَالَ عُمَرُ: قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ فَعَلَهُ وَاَصْحَابُهُ وَلٰكِنْ كَرِهْتُ اَنْ يَظَلُّوْا مُعْرِسِيْنَ بِهِنَّ فِي الْاَرَاكِ ثُمَّ يَرُوْحُوْنَ فِي الْحَجِّ تَقْطُرُ رُؤُوْسُهُمْ. [نسائي: ۲۷۳۴؛ ابن ماجه: ۲۹۷۹]

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فتویٰ دیتے تھے متعہ کا (جیسا اوپر گزرا کہ حج کو عمرہ کر کے فسخ کر ڈالنا اور پھر یوم الترویہ میں حج کا احرام باندھنا) تو ایک شخص نے کہا: تم اپنے بعض فتوے کو روک رکھو اس لیے کہ تم کو معلوم نہیں کہ امیر المومنین نے کونسی نئی بات نکالی نسک میں۔ پھر وہ ملے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور ان سے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ نبی ﷺ نے متعہ کیا ہے اور ان کے اصحاب نے ایام حج میں مطلق عمرہ بجالانے کو اور پھر اس سال حج کرنے کو بھی متعہ کہتے ہیں۔ مگر میں جو منع کرتا ہوں تو اس لیے کہ مجھے برا معلوم ہوتا ہے کہ ہم لوگ عورتوں کے ساتھ شب باشی پیلو کے درختوں میں کریں پھر حج کو جائیں کہ ان کے سر میں سے پانی ٹپکتا ہو (اور اس حال میں عرفات کو جائیں)۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: یہ عذر بیان کر دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ آپ کو پسند آیا کہ لوگ عرفات میں مانند اور حاجیوں کے گرد آلود ہوں۔ اور حجاج کی خوبی گویا یہی ہے کہ سر پریشان اور خشوع ان میں ظاہر ہو اور مسکنت کے سامان ان پر نمود ہوں، نہ کہ راحت و آرام کی علامتیں ان پر ظاہر ہوں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞۞)

(گزشتہ سے پیوستہ) اور امر ظاہر ہے کہ یہ علت حدیث مرفوع منصوص کے مقابلہ میں کچھ نہیں اس لیے کہ احرام سے ایک لحظہ پیشتر بھی سب طرح کی زینت حلال ہے اور عورتوں سے جماع وغیرہ درست ہے اور خوشبو لگانا روا ہے۔ غرض حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول معارض حدیث مرفوع کے نہیں ہو سکتا نہ آپ رضی اللہ عنہ کو معارضہ منظور تھا صرف اپنی ایک رائے کی بات کہی اور جس کا جی چاہے اس کو قبول کرے چاہے نہ کرے۔

بَابُ جَوَازِ التَّمَتُّعِ.

باب: تمتع کے جائز ہونے کا بیان۔

(٢٩٦٢) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ: كَانَ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ يَنْهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَكَانَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ يَأْمُرُ بِهَا فَقَالَ عُثْمَانُ لِعَلِيٍّ كَلِمَةً ثُمَّ قَالَ: عَلِيٌّ: لَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّا قَدْ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَجَلْ وَلٰكِنَّا كُنَّا خَائِفِيْنَ.

عبداللہ بن شقیق نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منع کیا تمتع سے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کا حکم کرتے تھے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کچھ کہا تب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ جانتے ہیں کہ ہم نے متعہ کیا ہے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (یعنی تمتع حج کا) تو انہوں نے کہا کہ ہاں مگر ہم اس وقت ڈرتے تھے۔

فائدہ- یعنی صرف منع کرنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بھی تنزیہا تھا نہ تحریما اور یہ فرمانا ان کا کہ "ہم ڈرتے تھے" مراد اس سے عمرہ قضا ہے جو قبل فتح ہوا ہے اور چونکہ وہ عمرہ بھی ذیقعدہ میں تھا لہٰذا اس پر بھی تمتع کا اطلاق صحیح ہے۔ مسلم نے کہا: اور بیان کی مجھ سے یہی روایت یحییٰ بن حارثی نے، ان سے خالد نے یعنی ابن الحارث نے، ان سے شعبہ نے اسی اسناد سے مثل اسی کے۔

(٢٩٦٣) حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

شعبہ سے ان اسناد کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح روایت ہے۔

(٢٩٦٤) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: اجْتَمَعَ عَلِيٌّ وَعُثْمَانُ رضی اللہ عنہما بِعُسْفَانَ فَكَانَ عُثْمَانُ يَنْهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ أَوِ الْعُمْرَةِ فَقَالَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ: مَا تُرِيْدُ إِلٰى أَمْرٍ فَعَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَنْهٰى عَنْهُ؟ فَقَالَ عُثْمَانُ: دَعْنَا مِنْكَ فَقَالَ: إِنِّيْ لَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَدَعَكَ فَلَمَّا أَنْ رَأٰى عَلِيٌّ ذٰلِكَ أَهَلَّ بِهِمَا جَمِيْعًا.

سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما دونوں عسفان (کہ نام ہے ایک مقام کا) میں جمع ہوئے اور عثمان رضی اللہ عنہ متعہ سے منع کرتے تھے (یعنی ایام حج میں کہ وہ تمتع ہے) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا ارادہ ہے تمہارا اس کام کے ساتھ جو خود نبی ﷺ نے کیا ہے اور تم اس سے منع کرتے ہو؟ تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: تم ہمیں چھوڑ دو ہمارے حال پر۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں نہیں چھوڑ سکتا۔ پھر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ حال دیکھا تو حج اور عمرہ دونوں کا لبیک پکارا۔

[بخاري: ١٥٦٩؛ نسائي: ٢٧٣٢]

○ ○ ○ ○

(٢٩٦٥) عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَتِ الْمُتْعَةُ فِي الْحَجِّ لِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ خَاصَّةً.

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: تمتع حج کا خاص تھا نبی ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے لیے۔

[نسائي: ٢٨٠٨، ٢٨٠٩، ٢٨١٠، ٢٨١١؛ ابن ماجه: ٢٩٨٥]

○ ○ ○ ○

فائدہ- یہ اثر معارض نہیں ہو سکتا رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے کہ آپ ﷺ نے سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ سے فرمادیا کہ تمتع ہمیشہ کے لیے جائز ہے۔

(٢٩٦٦) عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَتْ لَنَا رُخْصَةً يَعْنِي الْمُتْعَةَ فِي الْحَجِّ.

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: تمتع حج میں ہمارے ہی لیے خاص تھا۔

[راجع: ٢٩٦٥]

(٢٩٦٧) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَا تَصْلُحُ الْمُتْعَتَانِ اِلَّا لَنَا خَاصَّةً يَعْنِیْ مُتْعَةَ النِّسَآءِ وَمُتْعَةَ الْحَجِّ . [راجع: ٢٩٦٥]

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: دو حصے ایسے ہیں کہ ہمارے لیے خاص تھے۔ یعنی متعہ عورتوں کا یعنی نکاح کرنا ایک وقت مقرر تک اور متعہ حج کا۔

فائدہ۔ یعنی ایام حج میں عمرہ بجالانا یا احرام حج کو عمرہ کر کے فسخ کر دینا اور پھر حج کرنا اور متعۂ حج کی خصوصیت محض ان کی رائے ہے مخالف نصوص محمدیہ۔ پس حجت نہیں ہو سکتا۔

(٢٩٦٨) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِی الشَّعْثَآءِ قَالَ: اَتَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِیَّ وَاِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِیَّ فَقُلْتُ: اِنِّیْ اَهُمُّ اَنْ اَجْمَعَ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ الْعَامَ فَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِیُّ: لٰكِنْ اَبُوْكَ لَمْ يَكُنْ لِيَهُمَّ بِذٰلِكَ قَالَ قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِیِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ مَرَّ بِاَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ بِالرَّبَذَةِ فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ: اِنَّمَا كَانَتْ لَنَا خَاصَّةً دُوْنَكُمْ .

[راجع: ٢٩٦٥]

عبدالرحمٰن بن ابی الشعثاء نے کہا کہ آیا میں ابراہیم نخعی اور ابراہیم تیمی کے پاس اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جمع کروں حج اور عمرہ دونوں کو اس سال میں سو ابراہیم نخعی نے کہا کہ تمہارے والد تو کبھی ایسا ارادہ نہ کرتے تھے۔ اور قتیبہ نے کہا کہ روایت کی ہم سے جریر رضی اللہ عنہ نے، ان سے بیان نے، ان سے ابراہیم تیمی نے، ان سے ان کے باپ نے کہ وہ ابوذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ربذہ کو گئے اور ان سے حج و عمرہ جمع کرنے کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں کے لیے خاص تھا اور تمہارے واسطے نہیں ہے یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کے سوا اوروں کو روا نہیں۔

فائدہ۔ یہ ابوذر رضی اللہ عنہ کی رائے اور تجویز ہے اور راوی کی روایت حجت ہے اور رائے حجت نہیں اور دلائل جواز فسخ حج بعمرہ ہم اوپر چوتھیویں مسئلہ کے ذیل میں بیان کر آئے ہیں۔

(٢٩٦٩) عَنِ الْفَزَارِیِّ قَالَ سَعِيْدٌ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ: قَالَ اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِیُّ عَنْ غُنَيْمِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: سَاَلْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ عَنِ الْمُتْعَةِ فَقَالَ: فَعَلْنَاهَا وَهٰذَا يَوْمَئِذٍ كَافِرٌ بِالْعُرُشِ يَعْنِیْ بُيُوْتَ مَكَّةَ.

فزاری نے روایت کی کہ سعید نے کہا کہ روایت کی مجھ سے مروان نے جو فرزند ہیں معاویہ کے کہ خبر دی ہم کو سلیمان تیمی نے غنیم بن قیس سے کہ انہوں نے کہا: میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا متعہ کے بارے میں تو انہوں نے فرمایا کہ ہم نے متعہ کیا ہے اور معاویہ اس دن کافر تھے مکہ کے گھروں میں۔

فائدہ۔ کافر ہونے کے دو معنی ہیں اول یہ کہ عرب کہتا ہے اکتفر الرجل کوئی شخص گاؤں میں رہے اس لیے کہ کفور گاؤں کو کہتے ہیں۔ غرض اس صورت میں مطلب یہ ہوا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ مکہ میں تھے اور ہم نے متعہ کیا۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ وہ ابھی ایمان نہ لائے تھے اور دین جاہلیت پر تھے اور یہی معنی صحیح ہیں کہ قاضی عیاض رحمہ اللہ وغیرہ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور مراد متعہ سے عمرۃ القضاء ہے جو ساتویں سال ہجرت کے ہوا اور معاویہ رضی اللہ عنہ آٹھویں سال میں جب مکہ فتح ہوا ہے تب ایمان لائے ہیں اور ایک قول ضعیف یہ ہے کہ بعد عمرہ قضاء کے ساتویں ہی سال میں ایمان لائے مگر قول اول ان کے اسلام کے باب میں صحیح ہے اور باقی عمرے جو عمرۃ القضاء کے بعد ہوئے اس میں تو معاویہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور دولت اسلام سے مشرف ہو چکے تھے۔ (نووی رحمہ اللہ)

کہا مسلم نے اور بیان کی ہم سے یہی روایت ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان سے یحییٰ بن سعید نے، (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) ان سے سلیمان تیمی نے اسی اسناد سے اور ان کی روایت میں ہے یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ اور کہا: روایت کی ہم سے عمرو ناقد نے، ان سے ابواحمد زبیری نے، ان سے سفیان نے اور کہا: روایت کی ہم سے محمد نے، ان سے روح بن عبادہ نے، ان سے شعبہ نے ان سب نے سلیمان سے، اسی اسناد سے مثل ان دونوں روایتوں کے۔ سفیان کی روایت میں المتعۃ فی الحج زیادہ ہے یعنی یہ سوال مذکور حج کے متعہ کا تھا۔

(٢٩٧٠) عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِيْ رِوَايَتِهِ: يَعْنِيْ مُعَاوِيَةَ.

مندرجہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٩٧١) عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيْثِهِمَا وَفِيْ حَدِيْثِ سُفْيَانَ: الْمُتْعَةُ فِي الْحَجِّ.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے اور سفیان کی روایت میں حج تمتع کے الفاظ ہیں۔

○ ○ ○ ○

(٢٩٧٢) عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ: قَالَ لِيْ عِمْرَانُ ابْنُ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ: اِنِّيْ لَاُحَدِّثُكَ بِالْحَدِيْثِ الْيَوْمَ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهِ بَعْدَ الْيَوْمِ وَاعْلَمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَعْمَرَ طَائِفَةً مِنْ اَهْلِهِ فِي الْعَشْرِ فَلَمْ تَنْزِلْ اٰيَةٌ تَنْسَخُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهُ حَتّٰى مَضٰى لِوَجْهِهِ ارْتَاٰى كُلُّ امْرِیءٍ بَعْدَ مَاشَاءَ اَنْ يَرْتَئِيَ. [ابن ماجه:٢٩٧٨]

مطرف نے کہا کہ مجھ سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تم سے آج ایک حدیث بیان کروں کہ اللہ تعالیٰ تم کو آج کے بعد اس کا نفع دے اور جان لو کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر والوں سے ایک گروہ کو عمرہ کروایا عشرہ ذی الحجہ میں اور پھر اس پر کوئی آیت نہ اتری کہ اس کو منسوخ کرتی اور نہ ان دونوں میں عمرہ سے منع فرمایا یہاں تک کہ دنیا سے چلے گئے پھر آپ ﷺ کے بعد جس کا جو جی چاہے، اپنی رائے سے کہا کرے۔

(٢٩٧٣) عَنِ الْجُرَيْرِيِّ فِيْ هٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ابْنُ حَاتِمٍ فِيْ رِوَايَتِهِ ارْتَاٰى رَجُلٌ بِرَاْيِهِ مَاشَاءَ يَعْنِيْ عُمَرَ. [راجع: ٢٩٧٢]

جریری سے اسی سند سے یہی حدیث مروی ہے اور ابن حاتم کی روایت میں یہ ہے کہ پھر ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا یعنی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے۔

فائدہ: ان روایتوں سے عمران رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ ہے کہ عمرہ لانا ایام حج میں اور اسی کو تمتع کہتے ہیں جائز اور روا ہے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر انہوں نے انکار کیا کہ وہ اپنی رائے سے منع کرتے تھے حالانکہ قرآن شریف سے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے اس کا جواز معلوم ہوا اس مقام میں غور کرنا چاہیے کہ عمر رضی اللہ عنہ باوجود یہ کہ خلیفہ خاص ہیں رسول اللہ ﷺ کے اور مسند خلافت راشدہ کے زینت بخش ہیں مگر ان کی رائے بھی جب حدیث رسول معصوم ﷺ کے خلاف ہوئی تو سلف نے ان پر انکار کیا پھر اماموں کی بات جب رسول معصوم کی حدیث کے خلاف ہو تو کیوں نہ قابل انکار و مردود ہوگی اور منع کرنا عمر رضی اللہ عنہ کا متعہ سے اس نظر سے نہ تھا کہ متعہ روا ہی نہیں بلکہ صرف اس خیال سے کہ افراد کو متعہ پر ترجیح ہے پھر بھی ان کی رائے پر انکار کیا اور یہاں برادرانِ احناف اعدائے انصاف کا یہ قاعدہ ہو رہا ہے کہ حدیث کے مقابل میں اماموں کی حلت و حرمت در پیش کی جاتی ہے اور حدیث شریف کے خلاف ہوتے ہوئے انہی کی بات لی جاتی ہے افسوس صد افسوس۔

(٢٩٧٤) عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ: قَالَ لِيْ عِمْرَانُ ابْنُ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ اُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّنْفَعَكَ بِهِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ ثُمَّ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ حَتّٰى مَاتَ وَلَمْ

مطرف نے کہا کہ مجھ سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تم سے ایک حدیث بیان کروں شاید اللہ عزوجل تم کو فائدہ بخشے اور وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ جمع کیا اور پھر اس سے منع نہ فرمایا یہاں تک کہ آپ فوت ہو گئے اور نہ اس میں کوئی قرآن کی آیت اتری جس سے ان کا

يَنْزِلْ فِيهِ قُرْآنٌ يُحَرِّمُهُ وَقَدْ كَانَ يُسَلَّمُ عَلَيَّ حَتَّى اكْتَوَيْتُ فَتُرِكْتُ ثُمَّ تَرَكْتُ الْكَيَّ فَعَادَ. [نسائی: ٢٧٢٥]

جمع کرنا حرام ہوتا اور ہمیشہ میرے لیے سلام فرمایا جاتا تھا جب تک میں نے داغ نہیں لیا تھا پھر جب داغ لیا تو سلام موقوف ہو گیا پھر میں نے داغ لینا چھوڑ دیا تو پھر سلام ہونے لگا مجھ سے۔

فائدہ: یعنی مطلب یہ ہے کہ عمران بن حصین صحابی رضی اللہ عنہ کو مرض بواسیر تھا اور فرشتے اس پر سلام کیا کرتے تھے، جب تک انہوں نے داغ نہیں لیا اور نہایت تکلیف بیماری سے اٹھاتے تھے۔ اخیر میں جب داغ لیا تو فرشتوں نے سلام موقوف کر دیا جب چھوڑ دیا اور داغ لینے سے باز آئے پھر فرشتے سلام کرنے لگے (نووی رحمہ اللہ شرح مسلم)

(٢٩٧٥) عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُطَرِّفًا قَالَ: قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُعَاذٍ. [راجع: ٢٩٧٥]

مندرجہ بالا حدیث اس سند سے بھی روایت کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٩٧٦) عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ: بَعَثَ إِلَيَّ عِمْرَانُ ابْنُ حُصَيْنٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ مُحَدِّثُكَ بِأَحَادِيثَ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهَا بَعْدِي فَإِنْ عِشْتُ فَاكْتُمْ عَنِّي وَإِنْ مُتُّ فَحَدِّثْ بِهَا إِنْ شِئْتَ إِنَّهُ قَدْ سُلِّمَ عَلَيَّ وَاعْلَمْ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَدْ جَمَعَ بَيْنَ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ فِيهَا كِتَابُ اللَّهِ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهِ فِيهَا مَا شَاءَ. [نسائی: ٢٧٢٦]

مطرف نے کہا: مجھے پیغام بھیج کر عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بلا بھیجا اس بیماری میں جس میں ان کی وفات ہوئی تھی اور کہا: میں تم سے کئی حدیثیں بیان کرتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ میرے بعد تم کو اس سے نفع دے پھر اگر میں جیتا رہا (یعنی اس مرض سے اچھا ہو کر) تو تم اس کو میرے نام سے بیان نہ کرنا اور پوشیدہ رکھنا اور اگر میں مر گیا تو چاہنا تو بیان کرنا۔ اول بات یہ ہے کہ مجھ پر سلام کیا گیا (یعنی فرشتوں کا) دوسرے یہ کہ میں خوب جانتا ہوں کہ نبی ﷺ نے حج اور عمرہ دونوں کو جمع کیا (یعنی ایام حج میں) اور پھر اس میں نہ تو قرآن اترا اور نہ آپ ﷺ نے اس جمع سے منع فرمایا اور اس شخص نے جو چاہا سو اپنی رائے سے کہہ دیا (یعنی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے)

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ رائے کسی کی نبی ﷺ کی حدیث سے مقدم نہیں ہو سکتی اور معلوم ہوا کہ کلام فرشتوں کا غیر نبی بھی سن سکتا ہے۔

(٢٩٧٧) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ فِيهَا كِتَابُ اللَّهِ وَلَمْ يَنْهَنَا عَنْهُمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِيهَا رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ. [راجع: ٢٩٧٦]

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جان لو نبی اکرم ﷺ نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کیا پھر نہ تو اس بارے میں قرآن اترا اور نہ ہی نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا اور ایک شخص نے اس بارے میں اپنی رائے سے جو جی چاہا کہہ دیا۔

○ ○ ○ ○

(٢٩٧٨) عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ يَنْزِلْ فِيهِ الْقُرْآنُ قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ.

[بخاری: ١٥٧١]

مطرف سے مروی ہے کہ عمران نے ان سے کہا کہ متعہ کیا ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور نہ اترا اس میں قرآن (یعنی اس سے نہی میں) پھر فلاں شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا۔

○ ○ ○ ○

(٢٩٧٩) وَحَدَّثَنِیْ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ: حَدَّثَنَا عُبَیْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِیْدِ: حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ وَاسِعٍ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الشِّخِّیْرِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ رضی اللہ عنہ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ قَالَ: تَمَتَّعَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ وَتَمَتَّعْنَا مَعَهٗ.

[نسائی: ٢٧٢٧، ٢٧٣٨]

اور کہا امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ روایت کی مجھ سے حجاج بن شاعر نے ان سے عبیداللہ بن عبدالمجید نے، ان سے اسمٰعیل بن مسلم نے، ان سے محمد بن واسع نے، ان سے مطرف بن عبداللہ بن شخیر نے، ان سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے یہی حدیث کہ متعہ کیا نبی ﷺ نے اور متعہ کیا ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ۔



(٢٩٨٠) عَنْ اَبِیْ رَجَآءٍ قَالَ: عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ رضی اللہ عنہ نَزَلَتْ اٰیَةُ الْمُتْعَةِ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ یَعْنِیْ مُتْعَةَ الْحَجِّ وَاَمَرَنَا بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ لَمْ یَنْزِلْ اٰیَةٌ تَنْسَخُ اٰیَةَ مُتْعَةِ الْحَجِّ وَلَمْ یَنْهَ عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی مَاتَ قَالَ رَجُلٌ بِرَاْیِهٖ بَعْدُ مَا شَآءَ.

[بخاری: ٤٥١٨]

وہی مضمون ہے جو اوپر مذکور ہوا کہا مسلم نے کہ روایت کی کہ مجھ سے محمد بن حاتم نے، ان سے یحییٰ نے، ان سے عمران قصیر نے، ان سے ابورجاء نے، ان سے عمران بن حصین نے مثل اسی روایت کے مگر اتنا فرق ہے کہ انہوں نے کہا کہ کیا ہم نے یہ (یعنی متعہ حج کا) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور یہ نہیں کہا کہ حکم کیا ہم کو رسول اللہ ﷺ نے اس کا یعنی جیسے اوپر کی روایت میں حکم کا ذکر تھا ویسا اس میں نہیں۔



(٢٩٨١) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ بِمِثْلِهٖ غَیْرَ اَنَّهٗ قَالَ: وَفَعَلْنَاهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ یَقُلْ: وَاَمَرَنَا بِهَا. [راجع: ٢٩٨٠]

ابورجاء عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اسی طرح سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اسی طرح کیا اور "اَمَرَنَا" کے الفاظ نہیں بولے۔

بَابُ وُجُوْبِ الدَّمِ عَلَی الْمُتَمَتِّعِ.

باب: متمتع پر قربانی واجب ہے۔

(٢٩٨٢) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: تَمَتَّعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ اِلَی الْحَجِّ وَاَهْدٰی فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْیَ مِنْ ذِی الْحُلَیْفَةِ وَبَدَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ اَهَلَّ بِالْحَجِّ وَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالْعُمْرَةِ اِلَی الْحَجِّ فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ اَهْدٰی فَسَاقَ الْهَدْیَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ یُهْدِ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ: ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ اَهْدٰی فَاِنَّهٗ لَا یَحِلُّ مِنْ شَیْءٍ

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ متعہ کیا رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں عمرہ کے ساتھ حج میں ملا کر اور قربانی کی اور قربانی کے جانور اپنے ساتھ لے گئے ذی الحلیفہ سے اور شروع میں آپ نے لبیک پکاری عمرہ کی پھر لبیک پکاری حج کی اور اسی طرح لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ لبیک پکاری عمرہ اور حج کے ساتھ اور لوگوں میں کسی کے پاس قربانی تھی کہ وہ قربانی کا جانور اپنے ساتھ لایا تھا اور کسی کے پاس قربانی نہ تھی۔ پھر جب آپ ﷺ مکہ میں پہنچے لوگوں سے فرمایا: "جو قربانی لایا ہو وہ کسی چیز سے حلال نہ ہو جس سے حالت احرام میں دور رہا ہے جب تک اپنے حج سے فارغ نہ ہو اور جو قربانی نہ لایا ہو تو وہ بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا اور مروہ میں سعی کر کے اپنے

حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى يَقْضِيَ حَجَّهُ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ مِّنْكُمْ اَهْدٰى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لْيُهِلَّ بِالْحَجِّ وَلْيُهْدِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً اِذَا رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهِ)) وَطَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ قَدِمَ مَكَّةَ فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ اَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ وَمَشٰى اَرْبَعَةَ اَطْوَافٍ ثُمَّ رَكَعَ حِيْنَ قَضٰى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَانْصَرَفَ فَاَتَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ اَطْوَافٍ ثُمَّ لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى قَضٰى حَجَّهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ وَاَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ وَفَعَلَ مِثْلَ مَافَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَهْدٰى وَسَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ. [بخاری: ۱۶۹۱؛ ابوداود: ۱۸۰۵؛ نسائی: ۲۷۳۱]

بال کتر ڈالے اور احرام کھول ڈالے پھر حج کی لبیک پکارے یعنی آٹھویں تاریخ اور چاہیے کہ بعد حج کے قربانی کرے پھر جس کو قربانی میسر نہ ہو تو وہ تین روزے رکھے حج میں اور سات روزے رکھے جب اپنے گھر پہنچے۔" اور جناب رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں آئے تو پہلے پہل حجر اسود کو بوسہ دیا پھر تین بار کود کود کر شانہ اچھال کر طواف بیت اللہ کیا (یعنی جسے رمل کہتے ہیں) اور چار بار چل کر طواف کیا (جیسے عادت کے موافق چلتے ہیں) پھر دو رکعت پڑھیں جب طواف سے فارغ ہو چکے اور دو رکعت مقام ابراہیم کے پاس ادا کیں پھر سلام پھیرا اور صفا پر تشریف فرما ہوئے اور صفا اور مروہ کے بیچ میں سات بار طواف کیا اور پھر کسی چیز کو اپنے اوپر حلال نہیں کیا ان چیزوں میں سے جن کو بہ سبب احرام کے اپنے اوپر حرام کیا تھا یہاں تک کہ حج سے بالکل فارغ ہو گئے اور قربانی اپنی ذبح کی یوم النحر یعنی دسویں تاریخ میں اور پھر مکہ کو لوٹ آئے اور طواف افاضہ کیا بیت اللہ کا پھر ہر چیز کو اپنے اوپر حلال کر لیا جن کو احرام سے حرام کیا تھا اور جو لوگ قربانی اپنے ساتھ لائے تھے انہوں نے بھی ویسا ہی کیا جیسا رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: قولہ متعہ کیا رسول اللہ ﷺ نے۔ مراد اس سے یہ ہے کہ پہلے حج کا احرام باندھا پھر عمرہ کا اور قاضی عیاض رحمہ اللہ کا یہی قول ہے اور لغت کی رُو سے یہ بھی تمتع ہوا اور یہی لوگوں کے متعہ سے بھی مراد ہے کہ پہلے انہوں نے احرام حج کا باندھا پھر عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا پھر حج کیا مکہ سے احرام باندھ کر یہی لغت کی رُو سے متعہ اور تمتع ہوا۔ قولہ اپنے بال کتروائے الخ اس سے معلوم ہوا کہ بال کترانا یا منڈانا بھی مناسک حج میں داخل ہے اور یہی مذہب ہے جماہیر علما کا اور صحیح مذہب شافعیہ کا اور ان کو مناسک حج نہ جاننا ضعیف مذہب ہے اور اگرچہ حلق یعنی منڈانا بالوں کا افضل ہے مگر یہاں آپ ﷺ نے کترانے کا حکم اس لیے دیا کہ حج کے بعد منڈانا ہو ورنہ بال نہ رہتے اور چاہیے کہ بعد حج کے قربانی کرے الخ مراد اس سے قربانی تمتع کی ہے کہ متمتع پر واجب ہے اور اس کے وجوب کے شروط کتب فقہ میں مذکور ہیں قولہ جس کو قربانی میسر نہ ہو تین روزے رکھے یہ تین روزے اولیٰ ہیں کہ عرفہ سے بیشتر رکھ لے اور حج کا احرام باندھنے کے بعد جب عمرہ سے فارغ ہو جائے اور اگر عمرہ کے اور احرام حج کے قبل رکھے تو یہی کافی ہیں مذہب صحیح کی رو سے اور اگر احرام عمرہ کے بعد قبل فراغ عمرہ کے رکھے تو صحیح مذہب شافعیہ کا یہ ہے کہ وہ کافی نہیں اور اصحاب مالک کا قول بھی ایسا ہی ہے اور ثوری اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کافی ہے اور اگر عید اور ایام تشریق سب گزر گئے تو ان کی قضا شافعیہ کے نزدیک واجب ہے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اب وہ روزے تین رکھ سکتا ہے بلکہ اس کو قربانی دینا ضروری ہے اگر طاقت ہو باقی رہے سات روزے وہ وطن میں جا کر رکھے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طواف قدوم مستحب ہے اور اس میں رمل بھی تین بار کرنا مستحب ہے اور رمل کے معنی اس حدیث میں اوپر گزر چکے اور معلوم ہوا کہ طواف کی دو رکعتیں مقام ابراہیم کے پیچھے ادا کرنا مستحب ہے (نووی شرح مسلم) اور کہا مسلم رحمہ اللہ نے کہ روایت کی مجھ سے عبدالملک بن شعیب نے، ان سے ان کے باپ نے، ان سے ان کے دادا نے، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی ان کو رسول اللہ ﷺ کے تمتع سے (یعنی باعتبار تمتع لغوی کے) جو حج میں عمرہ ملا کر کیا اور لوگوں کے تمتع سے جیسی خبر دی مجھے سالم نے رسول اللہ ﷺ کے تمتع سے۔

(٢٩٨٣) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِي تَمَتُّعِهِ بِالْحَجِّ إِلَى الْعُمْرَةِ وَتَمَتُّعِ النَّاسِ مَعَهُ بِمِثْلِ الَّذِي أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ. [بخاري: ١٦٩١]

یہ حدیث چند الفاظ کے اختلاف سے اس سند کے ساتھ بھی آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ بَيَانِ أَنَّ الْقَارِنَ لَا يَتَحَلَّلُ إِلَّا فِي وَقْتِ تَحَلُّلِ الْحَاجِّ الْمُفْرِدِ.

باب: قارن، مفرد کے احرام کے وقت اپنا احرام کھولے۔

(٢٩٨٤) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ﷺ أَنَّ حَفْصَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوْا وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ؟ قَالَ: ((إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ)).

[بخاري: ١٥٦٦، ١٦٩٧، ١٧٢٥، ٤٣٩٨، ٥٩١٦؛ ابوداود: ١٨٠٦؛ نسائي: ٢٧٨٠، ٢٦٨١؛ ابن ماجه: ٣٠٤٦]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے رسول! لوگوں نے اپنا احرام کھول ڈالا اور آپ ﷺ نے عمرہ کر کے احرام کیوں نہیں کھولا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے اپنے سر کے بالوں کو خطمی وغیرہ سے جمایا ہے اور اپنی قربانی کے گلوں میں ہار ڈالے ہیں سو میں احرام نہ کھولوں گا جب تک کہ قربانی ذبح نہ کرلوں۔“

○ ○ ○ ○

(٢٩٨٥) عَنْ خَالِدِ بْنِ مَخْلَدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! مَالَكَ لَمْ تَحِلَّ؟ بِنَحْوِهِ.

[راجع: ٢٩٨٤]

(٢٩٨٦) عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوْا وَلَمْ تَحِلَّ مِنْ عُمْرَتِكَ؟ قَالَ: ((إِنِّي قَلَّدْتُ هَدْيِي وَلَبَّدْتُ رَأْسِي فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَحِلَّ مِنَ الْحَجِّ)).

[راجع: ٢٩٨٤]

کہا مسلم نے اور روایت کی ہم سے یہی حدیث ابن نمیر نے، ان سے خالد بن مخلد نے، ان سے مالک نے، ان سے نافع نے، ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہ انہوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! کیا سبب ہے کہ آپ ﷺ نے احرام نہ کھولا مانند اوپر کی روایت کے۔

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے وہی مضمون مروی ہے مگر اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں احرام نہ کھولوں گا جب تک حج کا احرام نہ کھولوں۔“ اور کہا مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ روایت کی ہم سے ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان سے ابو اسامہ نے، ان سے عبیداللہ نے، ان سے نافع نے، ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ یارسول اللہ! اور روایت کی مثل حدیث مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اور اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں احرام نہ کھولوں گا جب تک کہ قربانی ذبح نہ کرلوں۔“

❖ ❖ ❖ ❖

(٢٩٨٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مَالِكٍ ((فَلَا اَحِلُّ حَتّٰى اَنْحَرَ)).

مذکورہ بالا حدیث ایک اور سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٩٨٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَمَرَ اَزْوَاجَهٗ اَنْ يَّحْلِلْنَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَتْ حَفْصَةُ رضی اللہ عنہا فَقُلْتُ: مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَحِلَّ؟ قَالَ: ((اِنِّيْ لَبَّدْتُ رَاْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَا اَحِلُّ حَتّٰى اَنْحَرَ هَدْيِيْ)). [راجع:٢٩٨٤]

عبد اللہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لخت جگر نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی ﷺ نے حکم فرمایا اپنی بیبیوں کو کہ احرام کھول ڈالیں حجۃ الوداع کے سال میں تو بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ آپ ﷺ کو کون روکتا ہے احرام کھولنے سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہ میں نے اپنے سر کے بالوں کو خطمی وغیرہ سے جمایا ہے اور اپنی قربانی کے گلے میں ہار ڈالا ہے سو میں احرام نہ کھولوں گا۔ جب تک اپنی قربانی ذبح نہ کرلوں۔“

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان سب روایتوں سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ قارن تھے اور قارن جب تک کہ وقوف اور رمی سے فارغ نہ ہو جب تک احرام نہیں کھول سکتا اور ان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تلبید کرنا یعنی بالوں کو کسی لیس دار چیز سے جیسے گوند یا السی وغیرہ سے جمالینا مستحب ہے اور قربانی کے گلے میں ہار ڈالنا بھی مستحب ہے اور یہ دونوں باتفاق مسنون ہیں۔

بَابُ جَوَازِ التَّحَلُّلِ بِالْاِحْصَارِ وَجَوَازِ الْقِرَانِ.

باب: حاجی بوقت احصار احرام کھول سکتا ہے۔

(٢٩٨٩) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما خَرَجَ فِي الْفِتْنَةِ مُعْتَمِرًا وَقَالَ: اِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ فَاَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَسَارَ حَتّٰى اِذَا ظَهَرَ عَلَى الْبَيْدَآءِ الْتَفَتَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ: مَا اَمْرُهُمَا اِلَّا وَاحِدٌ اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ اَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ فَخَرَجَ حَتّٰى اِذَا جَآءَ الْبَيْتَ طَافَ بِهٖ سَبْعًا وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا لَّمْ يَزِدْ عَلَيْهِ وَرَاٰى اَنَّهٗ مُجْزِئٌ عَنْهُ وَاَهْدٰى. [بخاري: ١٨٠٦، ٤١٨٣]

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نکلے ایام فتنہ میں عمرے کو اور کہا: اگر میں روکا گیا بیت اللہ سے تو ویسا ہی کریں گے جیسا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں کیا تھا پھر نکلے عمرہ کا احرام کر کے یہاں تک کہ بیداء پہنچے (جہاں سے رسول اللہ ﷺ کی لبیک اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے سنی تھی حجۃ الوداع میں) اپنے یاروں سے کہا کہ حج اور عمرہ کا حکم ایک ہی ہے کہ دونوں سے احلال کر سکتے ہیں تو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر حج بھی عمرہ کے ساتھ واجب کر لیا اور چلے یہاں تک کہ بیت اللہ پہنچے اور وہاں سات بار طواف کیا اور سات بار صفا اور مروہ کے بیچ میں سعی کی اور اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا۔ اور اسی کو کافی سمجھا اور قربانی کی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: قولہ: ”جیسا ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا“ الخ یعنی جب رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے سال میں کافروں کی شرارت سے روکے گئے تو آپ ﷺ نے احرام کھول ڈالا ویسے ہی اگر ہم روکے جائیں تو راہ میں احرام کھول ڈالیں گے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قارن کو ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی حج و عمرہ دونوں کے لیے کافی ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا اور جمہور کا اور خلاف کیا ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❁❁)

(گزشتہ سے پیوستہ) اس حدیث کا اور جمہور کا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اور ایک گروہ نے اور کہا ہے دو طواف اور دو سعی ضروری ہیں۔

کہا مسلم رحمہ اللہ نے اور روایت کی ہم سے ابو الربیع زہرانی اور ابو کامل نے دونوں نے کہا: روایت کی ہم سے حماد نے اور کہا مسلم نے روایت کی مجھ سے زہیر نے جو فرزند ہیں حرب کے، انہوں نے کہا: روایت کی مجھ سے اسمٰعیل نے اور حماد اور اسمٰعیل ان دونوں نے روایت کی ایوب سے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سارا یہی قصہ جو مذکور ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فقط حدیث کے شروع میں کیا جب لوگوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ کہیں لوگ آپ کو روکیں نہیں تو انہوں نے جواب میں کہا کہ اگر روکیں تو میں وہی کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے جیسے لیث کی روایت میں اوپر گزر چکا۔

(۲۹۹۰) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كَلَّمَا عَبْدَ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ حِيْنَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ لِقِتَالِ ابْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَا يَضُرُّكَ اَنْ لَّا تَحُجَّ الْعَامَ فَاِنَّا نَخْشٰى اَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَ النَّاسِ قِتَالٌ وَيُحَالُ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْبَيْتِ قَالَ اِنْ حِيْلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَنَا مَعَهٗ حِيْنَ حَالَتْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْبَيْتِ اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ اَوْجَبْتُ عُمْرَةً فَانْطَلَقَ حَتّٰى اَتٰى ذَاالْحُلَيْفَةِ فَلَبّٰى بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ قَالَ: اِنْ خُلِّيَ سَبِيْلِيْ قَضَيْتُ عُمْرَتِيْ وَاِنْ حِيْلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَنَا مَعَهٗ ثُمَّ تَلَا: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [۳۳/ الأحزاب: ۲۱] ثُمَّ سَارَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِظَهْرِ الْبَيْدَاءِ قَالَ: مَا اَمْرُهُمَا اِلَّا وَاحِدٌ اِنْ حِيْلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الْعُمْرَةِ حِيْلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الْحَجِّ اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ اَوْجَبْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَةٍ فَانْطَلَقَ حَتّٰى ابْتَاعَ بِقُدَيْدٍ هَدْيًا ثُمَّ طَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ لَمْ يَحِلَّ مِنْهُمَا حَتّٰى اَحَلَّ مِنْهُمَا بِحَجَّةٍ يَوْمَ النَّحْرِ.

[بخاري: ٤١٨٤]

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عبداللہ اور سالم بن عبداللہ ان دونوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا جن دنوں حجاج بن یوسف، ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑنے آیا تھا کہ اگر آپ اس سال حج نہ کریں تو کیا ضرر ہے اس لیے کہ ہم کو خوف ہے کہ ایسا نہ ہو کہ لوگوں میں لڑائی ہو اور آپ بیت اللہ نہ جا سکیں تو انہوں نے کہا: اگر میں نہ جا سکوں تو ویسا ہی کروں گا جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے جب کفار قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روک لیا تھا بیت اللہ سے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ گواہ رہو میں نے عمرہ اپنے اوپر واجب کیا اور چلے یہاں تک کہ ذوالحلیفہ پہنچے اور عمرہ کی لبیک پکاری پھر کہا: اگر میری راہ کھل گئی تو میں عمرہ بجا لاؤں گا اور اگر میرے اور بیت اللہ میں کوئی حائل ہو گیا تو ویسا ہی کروں گا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا پھر یہ آیت پڑھی کہ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ یعنی ”تم کو اچھی پیروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں۔“ پھر چلے یہاں تک کہ جب بیداء کی پیٹھ پر پہنچے تو کہا کہ حج اور عمرہ دونوں کا ایک ہی حکم ہے کہ اگر میں اپنے عمرہ سے روکا گیا تو حج سے بھی روکا جاؤں گا میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے حج بھی اپنے عمرہ کے ساتھ واجب کیا پھر چلے یہاں تک کہ قدید سے قربانی خریدی اور حج اور عمرہ دونوں کے لیے ایک طواف اور ایک سعی کی بیت اللہ اور صفا مروہ کی اور احرام نہ کھولا یہاں تک کہ حج سے فارغ ہوئے اور قربانی کے دن دونوں سے احرام کھولا۔

○ ○ ○ ○

(۲۹۹۱) عَنْ نَّافِعٍ قَالَ: اَرَادَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ

نافع سے وہی قصہ مذکور ہے مگر اخیر میں یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے

الْحَجَّ حِيْنَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ هٰذِهِ الْقِصَّةِ وَقَالَ فِيْ اٰخِرِ الْحَدِيْثِ وَكَانَ يَقُوْلُ: مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ كَفَاهُ طَوَافٌ وَّاحِدٌ وَلَمْ يَحِلَّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا.

تھے کہ جو حج و عمرہ جمع کرے اس کو ایک طواف کافی ہے اور احرام نہ کھولے یہاں تک کہ دونوں سے فارغ ہو کر احرام کھولے۔



(٢٩٩٢) عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَرَادَ الْحَجَّ عَامَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ فَقِيْلَ لَهٗ: اِنَّ النَّاسَ كَائِنٌ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ وَّاِنَّا نَخَافُ اَنْ يَّصُدُّوْكَ فَقَالَ: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ اَصْنَعُ كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ اَوْجَبْتُ عُمْرَةً ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِظَاهِرِ الْبَيْدَآءِ قَالَ: مَا شَأْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ اِلَّا وَاحِدٌ اشْهَدُوْا قَالَ ابْنُ رُمْحٍ: اُشْهِدُكُمْ۔ اَنِّيْ قَدْ اَوْجَبْتُ حَجًّا مَعَ عُمْرَتِيْ وَاَهْدٰى هَدْيًا اشْتَرَاهُ بِقُدَيْدٍ ثُمَّ انْطَلَقَ يُهِلُّ بِهِمَا جَمِيْعًا حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يَنْحَرْ وَلَمْ يَحْلِقْ وَلَمْ يُقَصِّرْ وَلَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ فَنَحَرَ وَحَلَقَ وَرَاٰى اَنْ قَدْ قَضٰى طَوَافَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِهِ الْاَوَّلِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ: كَذٰلِكَ فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.

[بخاري: ١٦٤٠؛ نسائي: ٢٧٤٥]

نافع سے وہی مضمون مروی ہوا جو کئی بار اوپر گزرا اتنی بات زیادہ ہے کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہ مکہ میں آئے تو حج اور عمرہ دونوں کی لبیک پکارتے تھے اور بیت اللہ اور صفا مروہ کا ایک ہی بار طواف کیا۔ اور نہ قربانی کی اور نہ سر منڈایا نہ بال کترائے اور نہ کسی چیز کو حلال کیا جن کو احرام کے سبب سے حرام کیا تھا۔ یہاں تک کہ نحر کا دن ہوا (یعنی دسویں تاریخ ذی الحجہ کی) اور قربانی کی اور سر منڈایا۔ اور خیال کیا کہ حج اور عمرہ کو وہی طواف اول کافی ہو گیا۔ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایسا ہی کیا رسول اللہ ﷺ نے۔



(٢٩٩٣) عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِهٰذَا الْقِصَّةِ وَلَمْ يَذْكُرِ النَّبِيَّ ﷺ اِلَّا فِيْ اَوَّلِ الْحَدِيْثِ حِيْنَ قِيْلَ لَهٗ: يَصُدُّوْكَ عَنِ الْبَيْتِ قَالَ: اِذَنْ اَفْعَلُ كَمَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْ آخِرِ الْحَدِيْثِ: هٰكَذَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قصہ اسی طرح بیان کیا گیا ہے آپ نے سوائے حدیث کے آغاز کے نبی اکرم ﷺ کا ذکر نہیں کیا۔ جب ان سے کہا گیا کہ لوگ آپ کو بیت اللہ سے روک دیں گے تو آپ نے فرمایا کہ تب میں وہی کروں گا جو نبی اکرم ﷺ نے کیا اور حدیث کے آخر میں یہ نہیں کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے اسی طرح کیا۔

كَمَا ذَكَرَهُ اللَّيْثُ. [بخاري: ١٦٣٩، ١٦٩٣]

بَابٌ فِي الْإِفْرَادِ وَالْقِرَانِ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ.

باب: افراد اور قران کا بیان۔

(٢٩٩٤) عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه فِي رِوَايَةِ يَحْيَى. قَالَ: اَهْلَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عَوْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَهَلَّ بِالْحَجِّ مُفْرَدًا.

عبداللہ، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے فرزند سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا لبیک پکاری ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اکیلے حج کی اور ابن عون کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اکیلے حج کی لبیک پکاری۔

(٢٩٩٥) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُلَبِّيْ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَمِيْعًا قَالَ بَكْرٌ: فَحَدَّثْتُ بِذٰلِكَ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ: لَبّٰى بِالْحَجِّ وَحْدَهُ فَلَقِيْتُ اَنَسًا فَحَدَّثْتُهُ بِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ اَنَسٌ: مَا تَعُدُّوْنَا اِلَّا صِبْيَانًا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا)).

[بخاري: ٤٣٥٣، ٤٣٥٤؛ نسائي: ٢٧٣٠]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: سنا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہ لبیک پکارتے تھے حج اور عمرہ دونوں کی۔ بکر نے کہا کہ میں نے یہی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کی تو انہوں نے کہا: فقط حج کی لبیک پکاری۔ سو میں انس رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ تو یوں کہتے ہیں۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ ہم کو بچہ جانتے ہو۔ میں نے بخوبی سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: "لبیک ہے عمرہ کی اور حج کی۔"

(٢٩٩٦) عَنْ اَنَسٍ رضي الله عنه اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ ﷺ جَمَعَ بَيْنَهُمَا. بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ. قَالَ: فَسَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ: اَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ فَرَجَعْتُ اِلَى اَنَسٍ فَاَخْبَرْتُهُ مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ: كَاَنَّمَا كُنَّا صِبْيَانًا. [راجع: ٢٩٩٥]

مضمون وہی ہے صرف الفاظ میں یہ فرق ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا گویا ہم بچے تھے (یعنی سمجھے نہیں)

فائدہ: تطبیق ان سب روایتوں میں یہی ہے کہ اول آپ ﷺ نے احرام حج مفرد کا باندھا تھا پھر عمرہ بھی ملا لیا اور آپ ﷺ قارن ہو گئے اور یہی مذہب صحیح اور مختار ہے محدثین محققین کا کہ آپ ﷺ اول مفرد تھے پھر قارن ہوئے اور روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ میں ابتدائے احرام کا بیان ہے کہ جب مفرد تھے اور روایت انس رضی اللہ عنہ میں آخر کا کہ آپ ﷺ قارن تھے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ طَوَافِ الْقُدُوْمِ لِلْحَاجِّ وَالسَّعْيِ بَعْدَهُ

باب: طواف قدوم اور اس کے بعد سعی مستحب ہے۔

(٢٩٩٧) عَنْ وَبَرَةَ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: اَيَصْلُحُ لِيْ اَنْ اَطُوْفَ بِالْبَيْتِ قَبْلَ اَنْ اٰتِيَ الْمَوْقِفَ

وبرہ نے کہا کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ مجھے طواف کرنا قبل عرفات میں جانے کے درست ہے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں۔ اس نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہ تو کہتے ہیں کہ

فَقَالَ: نَعَمْ فَقَالَ: فَإِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ ؓ يَقُولُ: لَا تَطُفْ بِالْبَيْتِ حَتَّى تَأْتِيَ الْمَوْقِفَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ ؓ: فَقَدْ حَجَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَطَافَ بِالْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ الْمَوْقِفَ فَبِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحَقُّ أَنْ تَأْخُذَ أَوْ بِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا؟.

[نسائی: ۲۹۲۹]

جب تک عرفات میں نہ جائے تب تک طواف نہ کرے۔ ابن عمر ؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حج کیا اور بیت اللہ کا طواف کیا عرفات میں جانے سے پہلے تو رسول اللہ ﷺ کا قول لینا بہتر ہے یا ابن عباس ؓ کا اگر سچا ہے تو۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ ابن عمر ؓ کے قول سے طواف قدوم حاجی کیلئے ثابت ہوا اور قبل عرفات میں وقوف کرنے کے مشروع ہے اور یہی قول ہے تمام علما کا سوائے ابن عباس ؓ کے اور سب علما نے کہا ہے کہ یہ طواف قدوم سنت ہے اور واجب نہیں مگر بعض اصحاب شافعیہ اس کے وجوب کے قائل ہیں کہ اگر کوئی چھوڑ دے تو قربانی دے اور مشہور یہی ہے کہ وہ سنت ہے اور اس کے چھوڑنے سے قربانی لازم نہیں اور وقوف عرفات تک کسی نے نہ کیا تو فوت ہو گیا اور بعد وقوف کے اگر اس نیت سے بھی کیا تو طواف قدوم نہ ہوا اور قدوم کے معنی آنے کے ہیں حاجی آتے ہی یہ طواف کرتا ہے اس لیے اسے طواف قدوم کہتے ہیں اور جس نے کہ بعد وقوف عرفات کے طواف قدوم کی نیت سے طواف کیا تو طواف افاضہ ادا ہو گیا اور نیت لغو ہوئی اور طواف افاضہ کے بعد اگر کیا تو طواف نفل ہو گیا نیت جب بھی لغو ٹھہری اور طواف قدوم کے بہت نام ہیں طواف قادم اور طواف ورود اور طواف وارد اور طواف تحیہ اور عمرہ میں طواف قدوم نہیں بلکہ عمرہ میں جو طواف کرے گا وہ اس کا رکن ہے اگرچہ قدوم کی نیت سے بھی کرے بلکہ نیت اس کی لغو ہو جائے گی اور رکن ادا ہو جائے گا جیسے کسی پر حج واجب ہوا اور نفل کی نیت سے حج کرے تو واجب ادا ہو جائے گا نیت بے کار ہو جائے گی اور یہ جو فرمایا ابن عمر ؓ نے کہ اگر تو سچا ہو یعنی اگر تو ایمان میں سچا ہے اور نبی ﷺ کا یقین سچے طور سے رکھتا ہے تو رسول اللہ ﷺ کا قول شریف ہوتے ہوئے کسی کے قول کی طرف التفات بھی نہ کر ابن عباس ؓ ہوں یا ان کے باپ عباس ؓ کیوں نہ ہوں اس سے معلوم ہوا کہ رسول معصوم کا قول ہوتے ہوئے کسی کے قول پر چلنا خواہ امام ہو یا مجتہد یا اور کوئی پیر و مرشد یہ بچوں کا کام نہیں ہے بلکہ جھوٹے بے ایمانوں کا کام ہے جن کو رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا سچے طور سے یقین نہیں ہے۔ (نووی ؒ)

(۲۹۹۸) عَنْ وَبَرَةَ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ ؓ أَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَقَدْ أَحْرَمْتُ بِالْحَجِّ فَقَالَ: وَمَا يَمْنَعُكَ؟ قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ ابْنَ فُلَانٍ يَكْرَهُهُ وَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْهُ رَأَيْنَاهُ قَدْ فَتَنَتْهُ الدُّنْيَا فَقَالَ: وَأَيُّنَا. أَوْ أَيُّكُمْ. لَمْ تَفْتِنْهُ الدُّنْيَا؟ ثُمَّ قَالَ: رَأَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَطَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سُنَّةُ اللَّهِ فَسُنَّةُ رَسُولِهِ ﷺ أَحَقُّ أَنْ تُتَّبَعَ مِنْ سُنَّةِ فُلَانٍ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا؟.

[راجع: ۲۹۹۷]

وبرہ نے کہا کہ ایک شخص نے ابن عمر ؓ سے پوچھا کہ میں طواف کروں بیت اللہ کا اور میں نے حج کا احرام باندھا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ طواف سے تم کو کون روک سکتا ہے انہوں نے کہا کہ میں نے فلانے کے فرزند کو دیکھا (یعنی ابن عباس کو) کہ وہ اس کو مکروہ جانتے ہیں اور آپ ان سے زیادہ ہمارے پیارے ہیں اور میں ان کو دیکھتا ہوں کہ دنیا نے ان کو غافل کر دیا ہے تو ابن عمر ؓ نے فرمایا کہ ہم میں اور تم میں کون ایسا ہے جس کو دنیا نے غافل نہیں کیا۔ پھر کہا ابن عمر ؓ نے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ انہوں نے حج کا احرام باندھا اور بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ میں سعی کی اور سنت اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی بہتر ہے تابعداری کیلئے فلانے کی سنت سے اگر تو سچا ایمان دار ہے۔

فائدہ۔ ابن عمر ؓ نے یہ جو کہا کہ کون ایسا ہے جسے دنیا نے غافل نہیں کیا یہ ان کا زہد اور تقویٰ تھا اور کسر نفس کی راہ سے فرمایا۔

بَابُ بَيَانِ اَنَّ الْمُحْرِمَ بِعُمْرَةٍ لَا يَتَحَلَّلُ بِالطَّوَافِ قَبْلَ السَّعْيِ وَأَنَّ الْمُحْرِمَ بِحَجٍّ لَا يَتَحَلَّلُ بِطَوَافِ الْقُدُوْمِ وَكَذٰلِكَ الْقَارِنَ .

باب: معتمر کا احرام سعی کے قبل اور حاجی اور قارن کا طواف قدوم سے نہیں کھلتا۔

(٢٩٩٩) عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ : سَاَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ قَدِمَ بِعُمْرَةٍ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اَيَاْتِي امْرَاَتَهُ؟ فَقَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ الصَّفَاوَالْمَرْوَةِ سَبْعًا وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ . [بخاري: ٣٩٥، ١٦٢٣، ١٦٢٧، ١٦٤٥، ١٦٤٧، ١٧٩٣؛ نسائي: ٢٩٣٠، ٢٩٦٠، ٢٩٦٦؛ ابن ماجه: ٢٩٥٩]

عمرو بن دینار نے کہا کہ ہم نے پوچھا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص عمرہ لایا اور بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے بیچ میں نہیں پھرا۔ کیا وہ اپنی بی بی سے صحبت کرے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں آئے اور بیت اللہ کا طواف کیا سات بار اور مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھی دو رکعت اور صفا اور مروہ کے بیچ میں سعی کی سات بار اور تم کو رسول اللہ ﷺ کی پیروی خوب ہے۔



فائدہ: مراد اس سے یہ ہے کہ احرام آپ ﷺ کا نہیں کھلا، جب تک کہ آپ ﷺ عمرہ میں سعی سے بھی فارغ نہ ہوئے اور تم کو یہی متابعت ان کی ضروری ہے غرض جب تک عمرہ میں صفا اور مروہ کی سعی نہ کرے تب تک احرام نہیں کھل سکتا اور وہ شخص اپنی بی بی سے صحبت وغیرہ نہیں کر سکتا اور جتنے امور احرام میں حرام ہوئے ہیں کوئی اس کو حلال نہیں اور یہ قول جیسا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ہے یہی مذہب ہے تمام علما کا مگر قاضی عیاض رحمہ اللہ نے جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اسحق بن راہویہ رحمہ اللہ سے کہ ان دونوں نے کہا کہ بعد طواف کے احرام کھل جاتا ہے اور یہ مذہب ضعیف اور مخالف سنت ہے کہا امام مسلم رحمہ اللہ نے کہ اور روایت کی ہم سے یحییٰ بن یحییٰ نے اور ابو الربیع نے حماد سے اور کہا مسلم نے کہ روایت کی ہم سے عبد بن حمید نے، ان کو خبر دی محمد بن بکر نے، ان کو ابن جریج نے، ان سب کو روایت پہنچی ہے عمرو بن دینار سے، ان کو ابن عمر رضی اللہ عنہ سے، ان کو نبی ﷺ سے مثل ابن عیینہ کی روایت کے (یعنی جو اوپر گزری)

(٣٠٠٠) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ. [راجع:٢٩٩٩]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے ابن عیینہ کی طرح روایت کی۔

(٣٠٠١) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ لَهُ: سَلْ لِيْ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ عَنْ رَجُلٍ يُهِلُّ بِالْحَجِّ فَاِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ اَيَحِلُّ اَمْ لَا ؟ فَاِنْ قَالَ

محمد سے جو فرزند ہیں عبدالرحمٰن کے روایت ہے کہ ایک شخص نے عراق والوں سے ان سے کہا کہ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے میرے لیے یہ پوچھ دو کہ جو شخص لبیک پکارے حج کی اور طواف کر چکے بیت اللہ کا تو وہ حلال ہو چکا یا نہیں؟ (یعنی احرام اس کا کھل گیا یا نہیں؟) پھر اگر وہ تم سے کہیں کہ

لَكَ: لَا يَحِلُّ فَقُلْ لَهُ: إِنَّ رَجُلًا يَقُوْلُ ذٰلِكَ قَالَ: فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: لَا يَحِلُّ مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ اِلَّا بِالْحَجِّ قُلْتُ: فَإِنَّ رَجُلًا كَانَ يَقُوْلُ ذَالِكَ قَالَ: بِئْسَ مَا قَالَ فَتَصَدَّانِي الرَّجُلُ فَسَأَلَنِيْ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ فَقُلْ لَهُ: فَإِنَّ رَجُلًا كَانَ يُخْبِرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ وَمَاشَأْنُ اَسْمَآءَ وَالزُّبَيْرِ قَدْ فَعَلَا ذٰلِكَ قَالَ: فَجِئْتُهُ فَذَكَرْتُ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ فَقُلْتُ: لَا اَدْرِيْ قَالَ: فَمَا بَالُهُ لَا يَأْتِيْنِيْ بِنَفْسِهٖ يَسْأَلُنِيْ؟ اَظُنُّهُ عِرَاقِيًّا قُلْتُ: لَا اَدْرِيْ قَالَ: فَإِنَّهُ قَدْ كَذَبَ قَدْ حَجَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا اَنَّ اَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهٖ حِيْنَ قَدِمَ مَكَّةَ اَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَجَّ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَكَانَ اَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ عُمَرُ رضی اللہ عنہ مِثْلُ ذٰلِكَ ثُمَّ حَجَّ عُثْمَانُ فَرَاَيْتُهُ اَوَّلُ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ مُعَاوِيَةُ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما ثُمَّ حَجَجْتُ مَعَ اَبِي الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رضی اللہ عنہ فَكَانَ اَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَبِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ رَاَيْتُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارَ يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ ثُمَّ لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ثُمَّ اٰخِرُ مَنْ رَاَيْتُ فَعَلَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما. ثُمَّ لَمْ يَنْقُضْهَا بِعُمْرَةٍ وَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ عِنْدَهُمْ اَفَلَا يَسْئَلُوْنَهُ؟ وَلَا اَحَدٌ مِمَّنْ مَضٰى مَا كَانُوا يَبْدَءُوْنَ بِشَيْءٍ حِيْنَ يَضَعُوْنَ اَقْدَامَهُمْ اَوَّلَ مِنَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَا يَحِلُّوْنَ وَقَدْ رَاَيْتُ اُمِّيْ وَخَالَتِيْ حِيْنَ تَقْدَمَانِ لَا تَبْدَاٰنِ بِشَيْءٍ اَوَّلَ مِنَ الْبَيْتِ

نہیں حلال ہوا تو ان سے کہو کہ ایک شخص کہتا ہے کہ وہ حلال ہو گیا۔ محمد نے کہا کہ پھر میں نے عروہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں حلال ہوا وہ شخص جس نے لبیک حج کی پکاری ہے جب تک کہ حج پورا نہ کرے۔ میں نے کہا کہ ایک شخص کہتا ہے حلال ہو گیا تو انہوں نے فرمایا: بہت برا کہتا ہے پھر وہ عراقی مجھے ملا اور مجھ سے پوچھا تو میں نے اس سے بیان کر دیا (یعنی جواب عروہ کا) تو اس نے کہا کہ ان سے کہو وہ یہ کہتا ہے کہ ایک شخص نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا اور اسماء اور زبیر نے بھی دونوں نے ایسا کیوں کیا؟ محمد نے کہا: میں پھر عروہ کے پاس گیا اور ان سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ کون شخص ہے؟ میں نے کہا: میں اس کا حال نہیں جانتا۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ میرے پاس آ کر کیوں نہیں پوچھ لیتا میں اس کو عراق والا جانتا ہوں میں نے کہا میں نہیں جانتا (اس وقت تک شاید ان کو بھی معلوم نہ ہو کہ یہ عراقی ہے بعد میں معلوم ہوا ہو) تب عروہ نے کہا کہ اس نے جھوٹ کہا رسول اللہ ﷺ نے جو حج کیا تو اس کی خبر دی مجھ کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ پہلے پہل جو آپ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو وضو کیا اور بیت اللہ کا طواف کیا (اس سے ثابت ہوا وضو کرنا اور امت کا اجماع ہے کہ وضو طواف کیلئے مشروع ہے مگر اس میں اختلاف ہے کہ واجب ہے یا شرط صحت طواف کی۔ امام مالک اور شافعی اور جمہور اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے کہ شرط ہے یعنی بغیر وضو طواف صحیح نہیں اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مستحب ہے اور شرط نہیں اور جمہور کی دلیل یہی حدیث ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول یہی اس کی دلیل ہے جو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے روایت کی ہے نبی ﷺ نے فرمایا کہ طواف بیت اللہ کا نماز ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس میں کلام روا کر دیا اور اگرچہ صحیح یہی ہے کہ یہ روایت موقوف ہے اور قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہی ہے مگر جب قول صحابی مشہور ہو جائے اور کوئی اس پر انکار نہ کرے تو حجت ہے علی الخصوص جب فعل نبی ﷺ بھی اس پر دال ہو پھر اس کی حجت ہونے میں کیا مقال ہے) پھر حج کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور انہوں نے بھی پہلے طواف کیا۔ بیت اللہ کا اور نہ تھا کچھ سوا اس کے (یہاں پر جو متن میں لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ ہے اور آگے بھی کئی جگہ یہی لفظ آیا

تَطُوْفَانِ بِهٖ ثُمَّ لَا تَحِلَّانِ وَقَدْ اَخْبَرَتْنِیْ اُمِّیْ اَنَّهَا اَقْبَلَتْ هِیَ وَاُخْتُهَا وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ رضی اللہ عنہم بِعُمْرَةٍ قَطُّ فَلَمَّا مَسَحُوا الرُّكْنَ حَلُّوا وَقَدْ كَذَبَ فِيْمَا ذَكَرَ مِنْ ذٰلِكَ.

[بخاری: ١٦١٤، ٢٦١٥، ١٦٤١]

ہے اس کو قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ کاتب کی غلطی ہے صحیح یہ ہے کہ لَمْ يَكُنْ عُمْرَةً یعنی پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے طواف کر کے اپنے حج کو عمرہ نہیں کر ڈالا کہ عمرہ کر کے احرام کھول دیتے ہوں اور حج کا احرام پھر دوبارہ مکہ سے باندھے ہوں جیسا مذہب ہے بعض کا اور یہی قول ہے ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا اور دلائل اس کے ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور اس سائل کا بھی مذہب یہی تھا اور نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ غیرہ کا لفظ غلط نہیں ہے بلکہ لفظ اور معنی دونوں صحیح ہیں یعنی لم یکن غیرہ تشدید یاء ہے یعنی پھر طواف کر کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو بدل نہیں ڈالا کہ حج کو عمرہ کر دیا ہو یا قران کر دیا ہو) پھر عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس کی مثل کیا پھر حج کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے اور ان کو بھی میں نے دیکھا کہ پہلے طواف بیت اللہ کیا اور اس کو بدلا نہیں پھر معاویہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی، پھر حج کیا میں نے اپنے باپ زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سو انہوں نے بھی پہلے طواف کیا بیت اللہ کا اور پھر اس کو بدلا نہیں پھر میں نے مہاجرین اور انصار کو بھی یہی کرتے دیکھا پھر میں نے سب کے اخیر میں جس کو ایسا کرتے دیکھا وہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ہیں کہ انہوں نے بھی حج کو عمرہ کر کے توڑ نہیں ڈالا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ تو ان کے پاس موجود ہیں یہ لوگ ان سے کیوں نہیں پوچھ لیتے اور اسی طرح جتنے لوگ گزر چکے ہیں سب لوگ جب مکہ میں قدم رکھتے تھے تو پہلے طواف کرتے تھے بیت اللہ کا اور پھر احرام نہیں کھولتے تھے (اس سے معلوم ہوا کہ طواف قدوم سے احرام نہیں کھلتا اور معلوم ہوا کہ باہر کا آدمی جب حرم میں داخل ہو تو پہلے طواف کرے۔ تحیۃ المسجد نہ پڑھے اور یہ سب باتیں متفق علیہ ہیں) اور میں نے اپنی والدہ اور خالہ کو دیکھا کہ جب یہ تشریف لاتیں۔ (یعنی جب تک حج اور عمرہ سے فارغ نہ ہو لیتیں) اور میری ماں نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ آئیں اور ان کی بہن (یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) اور زبیر رضی اللہ عنہ اور فلانے فلانے عمرہ لے کر پھر جب حجر اسود کو چھوا حلال ہو گئیں (یعنی بعد اتمام طواف اور سعی کے) اور اس عراقی نے جو کہا جھوٹ کہا (اس مسئلہ میں)۔



فائدہ: یہ جو کہا کہ مجھے میری ماں نے خبر دی ہے وہ آئیں اور ان کی بہن وغیرہ اور حجر اسود کو چھوا اور حلال ہوئیں اور مراد ان چھونے والوں سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا اور لوگ ہیں اس لیے کہ یہ ان دنوں حائضہ تھیں اور انہوں نے طواف تو بعد وقوف عرفات کے کیا ہے حجۃ الوداع میں اور اسی طرح جو قول اسماء کا آگے کی روایت میں آئے گا اور اس سے بھی ان کے سوا اور لوگ ہیں اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) اور مقصود اس سے یہی ہے کہ نبی ﷺ کے حجۃ الوداع سے خبر دی اور ظاہر ہے کہ یہ ان لوگوں کا عمرہ تھا جو حج سے فسخ کر کے عمرہ کر دیا اور حضور کے حال کا استثناء اس لیے نہیں کیا کہ قصہ ان کا مشہور تھا اور پھر یہی احتمال ہے کہ شاید یہ حال اس عمرہ کا ہو جو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تنعیم سے لائیں تھیں اور جس نے یہ خیال کیا کہ یہ قصہ حجۃ الوداع کے سوا اور وقت کا تھا اس نے خطا کی اس لیے کہ حدیث میں تصریح ہے کہ یہ بیان حجۃ الوداع کا ہے اور جو یہ فرمایا کہ جب حجر اسود کو چھوا حلال ہو گئیں اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ قبل سعی کے حلال ہو گئیں بلکہ مراد یہی ہے کہ جب حجر اسود کو چھوا اور طواف اور سعی تمام کی اور حلق اور قصر سے فارغ ہوئے حلال ہوئے اور یہ مضمون اس عبارت میں مقدر ہے اس لیے کہ اجماع ہے مسلمانوں کا اس پر کہ قبل طواف تمام ہونے کے حلال نہیں ہوتا اور جمہور کا مذہب ہے کہ طواف کے بعد سعی بھی ضروری ہے اور راوی نے اس تفسیر کو بہ سبب شہرت کے چھوڑ دیا اگرچہ بعض سلف سے منقول ہے کہ سعی واجب نہیں اور اس کے قائلین کو اس حدیث سے حجت نہیں ہو سکتی اس لیے کہ یہ حدیث بالا اجماع مؤول ہے۔ (نووی)

(۳۰۰۲) عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہما قَالَتْ: خَرَجْنَا مُحْرِمِيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ مَعَهٗ هَدْیٌ فَلْيَقُمْ عَلٰی اِحْرَامِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهٗ هَدْیٌ فَلْيَحْلِلْ)) فَلَمْ يَكُنْ مَعِیَ هَدْیٌ فَحَلَلْتُ وَكَانَ مَعَ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ هَدْیٌ فَلَمْ يَحْلِلْ قَالَتْ: فَلَبِسْتُ ثِيَابِیْ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَلَسْتُ اِلَی الزُّبَيْرِ فَقَالَ: قُوْمِیْ عَنِّیْ فَقُلْتُ: اَتَخْشٰی اَنْ اَثِبَ عَلَيْكَ؟

[نسائی: ۲۹۹۲؛ ابن ماجہ: ۲۹۸۳]

اسماء رضی اللہ عنہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم احرام باندھ کر نکلے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے ساتھ ہدی ہو وہ تو اپنے احرام پر قائم رہے اور جس کے ساتھ نہ ہو وہ احرام کھول ڈالے۔'' اور میرے ساتھ ہدی نہ تھی سو میں نے احرام کھول ڈالا اور زبیر کے ساتھ ہدی تھی (یہ ان کے شوہر تھے) سو انہوں نے احرام نہ کھولا اسماء کہتی ہیں کہ پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور نکلی اور زبیر کے پاس جا بیٹھی تو انہوں نے کہا کہ تم میرے پاس سے اٹھ جاؤ (اس لیے میں احرام میں ہوں اور یہ احتیاط اور تقویٰ کی بات ہے کہ شاید بی بی کی طرف مائل ہوں اور شہوت سے چھیڑ چھاڑ ہو) تو میں نے ان سے کہا کہ کیا تم ڈرتے ہو کہ میں تمہارے اوپر کود پڑوں گی؟ (یہ انہوں نے ظرافت سے کہا کہ مرد ہو کر عورتوں سے کیا ڈرتے ہو)۔



(۳۰۰۳) عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہما قَالَتْ: قَدِمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ جُرَيْجٍ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ فَقَالَ: اسْتَرْخِیْ عَنِّیْ اسْتَرْخِیْ عَنِّیْ فَقُلْتُ: اَتَخْشٰی اَنْ اَثِبَ عَلَيْكَ؟

[راجع: ۳۰۰۲]

اسماء رضی اللہ عنہا سے وہی مضمون مروی ہے اور اس میں یہ ہے کہ جب اسماء کپڑے بدل کر زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں تو انہوں نے فرمایا: تم مجھ سے دور ہو جاؤ، تم مجھ سے دور ہو جاؤ، تو انہوں نے کہا کہ کیا تم ڈرتے ہو کہ میں تم پر کود پڑوں گی؟



(۳۰۰۴) عَنْ اَبِی الْاَسْوَدِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ مَوْلٰی اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہما حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ كَانَ يَسْمَعُ اَسْمَآءَ رضی اللہ عنہا كُلَّمَا مَرَّتْ بِالْحَجُوْنِ تَقُوْلُ: صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ [وَسَلَّمَ] لَقَدْ نَزَلْنَا مَعَهٗ هٰهُنَا وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ خِفَافُ الْحَقَائِبِ

ابوالاسود سے روایت ہے کہ عبداللہ نے جو کہ مولیٰ ہیں اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے ان سے بیان کیا کہ اسماء ہمیشہ جب حجون کے اوپر گزرتیں (حجون بفتح قریب مکہ کی بلندی کی طرف اور جب جانے والا محصب پر چڑھتا ہے تو وہ داہنی طرف پڑتا ہے) فرماتیں کہ اللہ تعالیٰ رحمت کرے اپنے رسول ﷺ پر کہ ہم ان کے ساتھ یہاں اترے ہیں اور ہمارے

قَلِيلٌ ظَهْرُنَا قَلِيلَةٌ أَزْوَادُنَا فَاعْتَمَرْتُ أَنَا وَأُخْتِيْ عَائِشَةُ وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ ﷺ فَلَمَّا مَسَحْنَا الْبَيْتَ أَحْلَلْنَا ثُمَّ أَهْلَلْنَا مِنَ الْعَشِيِّ بِالْحَجِّ قَالَ هَارُوْنُ فِيْ رِوَايَتِهِ: أَنَّ مَوْلَى أَسْمَاءَ وَلَمْ يُسَمِّ: عَبْدَ اللّٰهِ.

[بخاري: ۱۷۹۲]

پاس ان دنوں بوجھے کم تھے اور سواریاں تھوڑی تھیں اور توشہ قلیل تھا (یعنی عرب کی سادگی اور دنیا سے آزادگی تھی) اور میں نے اور میری بہن سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اور زبیر رضی اللہ عنہ نے اور فلا نے فلانے شخصوں نے عمرہ کیا تھا پھر جب ہم نے بیت اللہ کو چھوا (یعنی طواف اور سعی پوری کی) تو حلال ہوگئی پھر تیسرے پہر کو حج کا احرام باندھا اور ہارون نے اپنی روایت میں کہا کہ روایت کی اسماء رضی اللہ عنہا کے مولیٰ نے اور ان کا نام عبداللہ نہیں لیا۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

بَابٌ فِيْ مُتْعَةِ الْحَجِّ.

باب: حج تمتع کے بارے میں۔

(۳۰۰۵) عَنْ مُسْلِمِ الْقُرِّيِّ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ﷺ عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ؟ فَرَخَّصَ فِيْهَا وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ ﷺ يَنْهٰى عَنْهَا فَقَالَ: هٰذِهِ أُمُّ ابْنِ الزُّبَيْرِ ﷺ تُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ فِيْهَا فَادْخُلُوْا عَلَيْهَا فَاسْأَلُوْهَا قَالَ: فَدَخَلْنَا عَلَيْهَا فَإِذَا امْرَأَةٌ ضَخْمَةٌ عَمْيَاءُ فَقَالَتْ: قَدْ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْهَا.

مسلم قری نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حج کے تمتع کو پوچھا تو انہوں نے اجازت دی اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ اس سے منع کرتے تھے تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی ماں موجود ہیں روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی اجازت دی ہے سو تم لوگ ان کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کہا انہوں نے کہ پھر ہم ان کے پاس گئے اور ان کو دیکھا کہ وہ ایک فربہ عورت ہیں اور نابینا۔ سو انہوں نے کہا کہ بے شک اجازت دی ہے تمتع کی رسول اللہ ﷺ نے۔

(۳۰۰۶) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ فَأَمَّا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَفِيْ حَدِيْثِهِ الْمُتْعَةُ وَلَمْ يَقُلْ: مُتْعَةُ الْحَجِّ وَأَمَّا ابْنُ جَعْفَرٍ فَقَالَ: قَالَ شُعْبَةُ: قَالَ مُسْلِمٌ: لَا أَدْرِيْ مُتْعَةُ الْحَجِّ أَوْ مُتْعَةُ النِّسَاءِ.

شعبہ نے اسی اسناد سے یہی مضمون روایت کیا اور عبدالرحمٰن کی روایت میں صرف متعہ کا لفظ ہے اور متعہ حج مذکور نہیں اور ابن جعفر کی روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ شعبہ نے کہا کہ مسلم نے کہا: میں نہیں جانتا کہ یہ متعہ حج کا ہے یا متعہ عورتوں کا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: مگر اوپر کی روایت میں صاف تصریح آچکی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے متعہ حج کا پوچھا تھا اور آگے روایت میں بھی متعہ حج کا ہی بیان ہے۔ مسلم رحمہ اللہ نے کہا کہ روایت کی ہم سے یہی حدیث ابراہیم بن دینار نے، ان سے روح نے، کہا مسلم رحمہ اللہ نے کہ روایت کی ہم سے ابوداؤد مبارکی نے، ان سے ابوشہاب نے، اور کہا مسلم نے روایت کی ہم سے محمد بن مثنیٰ نے، ان سے یحییٰ بن کثیر نے، ان سب نے روایت کی شعبہ سے اسی اسناد سے مگر روح اور یحییٰ بن کثیر دونوں نے مجھ سے کہا جیسا کہ نضر نے کہا تھا (یعنی اوپر کی روایت میں کہ اہلال کیا رسول اللہ ﷺ نے حج کا) اور ابوشہاب کی روایت میں یہ ہے کہ نکلے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کی لبیک پکارتے ہوئے اور ان سب راویوں کی روایت میں یہ مضمون ہے کہ آپ ﷺ نے نماز صبح کی بطحاء میں پڑھی۔ سوا جہضمی کی روایت کے اس میں اس کا ذکر نہیں۔

(۳۰۰۷) عَنْ مُسْلِمِ الْقُرِّيِّ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ ﷺ يَقُوْلُ: أَهَلَّ النَّبِيُّ ﷺ بِعُمْرَةٍ

مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ کہتے تھے کہ لبیک پکاری نبی ﷺ نے عمرہ کے بعد احرام نہیں کھولا اور نہ ان لوگوں نے جو قربانی لائے تھے

وَاَهَلَّ اَصْحَابُهُ بِحَجٍّ فَلَمْ يَحِلَّ النَّبِيُّ ﷺ وَلَامَنْ سَاقَ الْهَدْيَ مِنْ اَصْحَابِهِ وَحَلَّ بَقِيَّتُهُمْ فَكَانَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ فِيمَنْ سَاقَ الْهَدْيَ فَلَمْ يَحِلَّ.

[ابو داود: ١٨٠٤؛ نسائی: ٢٨١٣]

- اور باقی لوگوں نے عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا اور طلحہ بن عبید اللہ ان میں تھے جو قربانی لائے تھے سوانہوں نے احرام نہیں کھولا۔ مسلم نے کہا کہ روایت کی ہم سے یہی حدیث محمد بن بشار نے، ان سے محمد نے یعنی ابن جعفر نے، ان سے شعبہ نے اسی اسناد سے مگر اس میں یہ ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ ان لوگوں میں تھے جو قربانی نہیں لائے تھے اور ایک اور شخص بھی انہی میں تھے سو ان دونوں نے احرام کھول ڈالا۔

❖ ❖ ❖ ❖

(٣٠٠٨) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ: وَكَانَ مِمَّنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ طَلْحَةُ ابْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ آخَرُ فَاَحَلَّا.

[راجع: ٣٠٠٧]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے لیکن اس میں ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ اور ایک شخص جن کے پاس قربانی نہیں تھی وہ دونوں حلال ہو گئے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ جَوَازِ الْعُمْرَةِ فِي اَشْهُرِ الْحَجِّ.

باب: حج کے مہینوں میں عمرہ کے جائز ہونے کا بیان۔

(٣٠٠٩) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانُوْا يَرَوْنَ اَنَّ الْعُمْرَةَ فِي اَشْهُرِ الْحَجِّ مِنْ اَفْجَرِ الْفُجُوْرِ فِي الْاَرْضِ وَيَجْعَلُوْنَ الْمُحَرَّمَ صَفَرًا وَيَقُوْلُوْنَ: اِذَا بَرَاَ الدَّبَرْ وَعَفَا الْاَثَرْ وَانْسَلَخَ صَفَرْ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرْ [فَـ] قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَاَصْحَابُهُ صَبِيْحَةَ رَابِعَةٍ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَجْعَلُوْهَا عُمْرَةً فَتَعَاظَمَ ذٰلِكَ عِنْدَهُمْ فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّ الْحِلِّ؟ قَالَ: ((الْحِلُّ كُلُّهُ)).

[بخاری: ١٥٦٤، ٣٨٣٢؛ نسائی: ٢٨١٢]

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ لوگ جاہلیت میں (یعنی اسلام کے زمانہ سے پہلے) حج کے دنوں میں عمرہ لانے کو زمین کے اوپر بڑا گناہ جانتے تھے اور محرم کے مہینہ کو صفر کر دیا کرتے تھے (یعنی اس لیے کہ تین مہینے برابر ماہ حرام کے جو آتے ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم تو وہ گھبرا جاتے اور لوٹ پوٹ نہ کر سکتے اس لیے یہ شرارت نکالی کہ محرم کی جگہ صفر کو لکھ دیا اور خوب لوٹ پاٹ کی اور جب صفر کا مہینہ آیا تو محرم کی طرح اس کا ادب کیا اور یہی نسئی تھی جس کو قرآن میں اللہ تعالیٰ مشرکوں کی عادت فرماتا ہے) کہتے تھے: جب اونٹوں کی پیٹھیں اچھی ہو جائیں (یعنی جو سفر حج کے سبب سے لگ گئی ہیں اور زخمی ہو گئیں ہیں) اور راستوں سے حاجیوں کے اونٹوں کے نشان قدم مٹ جائیں اور صفر کا مہینہ تمام ہو جائے تب عمرہ جائز ہے عمرہ کرنے والے کو پھر جب رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ چوتھی ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کو حکم فرمایا کہ اس حج کے احرام کو عمرہ بنا دیں (جیسے مذہب ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا ہے کہ اوپر بدلائل گزر چکا) سو یہ لوگوں کو بڑی انوکھی بات لگی اور عرض کی: یا رسول اللہ! ہم کیسے حلال ہوں! (یعنی پورے یا ادھورے کہ بعض چیز سے بچتے رہیں) تو آپ ﷺ

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

نے فرمایا: ”پورے حلال ہو۔“ یعنی کسی چیز سے پرہیز کی ضرورت نہیں۔

(٣٠١٠) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يَقُولُ: اَهَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْحَجِّ فَقَدِمَ لِاَرْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَصَلَّى الصُّبْحَ وَقَالَ: لَمَّا صَلَّى الصُّبْحَ: ((مَنْ شَآءَ اَنْ يَّجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً)).

[بخاري: ١٠٨٥؛ نسائي: ٢٨٧١]

عبداللہ عباس رضی اللہ عنہما کے فرزند فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لبیک پکاری حج کی پھر جب چار تاریخیں گزریں ذی الحجہ کی اور آپ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھی پھر جب نماز صبح سے فارغ ہوئے فرمایا: ”جس کا جی چاہے اس احرام حج کو عمرہ کر ڈالے۔“

○ ○ ○ ○

(٣٠١١) عَنْ شُعْبَةَ فِي هٰذَا الْاِسْنَادِ اَمَّا رَوْحٌ وَيَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ فَقَالَا كَمَا قَالَ نَصْرٌ: اَهَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْحَجِّ وَاَمَّا اَبُو شِهَابٍ فَفِي رِوَايَتِهِ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ نُهِلُّ بِالْحَجِّ وَفِي حَدِيثِهِمْ جَمِيعًا: فَصَلَّى الصُّبْحَ بِالْبَطْحَاءِ خَلَا الْجَهْضَمِيِّ فَاِنَّهُ لَمْ يَقُلْهُ.

[راجع: ٣٠١٠]

چند الفاظ کے فرق کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی روایت کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٠١٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَاَصْحَابُهُ لِاَرْبَعٍ خَلَوْنَ مِنَ الْعَشْرِ وَهُمْ يُلَبُّونَ بِالْحَجِّ فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّجْعَلُوهَا عُمْرَةً. [راجع: ٣٠١٠]

عبداللہ، عباس رضی اللہ عنہ کے فرزند سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب چوتھی تاریخ ذی الحجہ کی مکہ میں آئے لبیک پکارتے ہوئے حج کی سو آپ ﷺ نے ان کو حکم فرمایا: ”اس کو عمرہ کر ڈالو۔“

○ ○ ○ ○

(٣٠١٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ الصُّبْحَ بِذِي طُوًى وَقَدِمَ لِاَرْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَاَمَرَ اَصْحَابَهُ اَنْ يُحَوِّلُوا اِحْرَامَهُمْ بِعُمْرَةٍ اِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ. [راجع: ٣٠١٠]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ نے صبح کی ذی طویٰ میں (وہ ایک وادی ہے مکہ کے قریب) اور مکہ میں صبح آئے آپ ﷺ جب تاریخ چوتھی گزر چکی ذی الحجہ کی اور اپنے یاروں کو حکم فرمایا کہ اپنے حج کے احرام کو عمرہ کر ڈالیں۔ مگر جن کے پاس قربانی ہو۔

(٣٠١٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((هٰذِهِ عُمْرَةٌ اسْتَمْتَعْنَا بِهَا فَمَنْ لَّمْ يَكُنْ عِنْدَهُ الْهَدْيُ فَلْيَحِلَّ الْحِلَّ كُلَّهُ فَاِنَّ الْعُمْرَةَ قَدْ دَخَلَتْ فِي الْحَجِّ اِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ)). [ابوداود: ١٧٩٠؛ نسائي: ٢٨١٤]

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ عمرہ جس سے ہم نے نفع لیا سو جس کے پاس قربانی نہ ہو وہ اسی طرح حج کا احرام عمرہ کر کے کھول ڈالے اس لیے کہ عمرہ حج کے دنوں میں روا ہو گیا قیامت تک۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: رد ہو گیا اس سے اہل جاہلیت کا قول جو حج کے دنوں میں عمرہ کو برا جانتے تھے۔

(٣٠١٥) عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا جَمْرَةَ الضُّبَعِيَّ قَالَ: تَمَتَّعْتُ فَنَهَانِيْ نَاسٌ عَنْ ذٰلِكَ فَاَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ﷺ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَاَمَرَنِيْ بِهَا۔ قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقْتُ اِلَى الْبَيْتِ فَنِمْتُ فَاَتَانِي اٰتٍ فِيْ مَنَامِيْ فَقَالَ: عُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ وَحَجٌّ مَبْرُوْرٌ قَالَ: فَاَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ﷺ فَاَخْبَرْتُهُ بِالَّذِيْ رَاَيْتُ فَقَالَ: اللّٰهُ اَكْبَرُ! اللّٰهُ اَكْبَرُ! سُنَّةُ اَبِي الْقَاسِمِ ﷺ.

[بخاري: ١٥٦٧، ١٦٨٨]

شعبہ نے ابو جمرہ ضبعی سے سنا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے تمتع کیا اور لوگوں نے مجھے منع کیا۔ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے پوچھا سو انہوں نے مجھے حکم دیا اور پھر میں بیت اللہ کے پاس جا کر سو رہا اور خواب میں دیکھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ عمرہ بھی مقبول ہے اور حج بھی مقبول ہے۔ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خواب بیان کیا کہا: سب بزرگی اللہ کو ہے۔ سب بزرگی اللہ کو ہے، یہ سنت ہے ابوالقاسم ﷺ کی۔ (یعنی پھر کیوں نہ قبول ہو)

○ ○ ○ ○

بَابُ تَقْلِيْدِ الْهَدْيِ وَاِشْعَارِهٖ عِنْدَ الْاِحْرَامِ

باب: قربانی کی کوہان چیرنے اور اس کے گلے میں ہار ڈالنے کا بیان۔

(٣٠١٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ دَعَا بِنَاقَتِهٖ فَاَشْعَرَهَا فِيْ صَفْحَةِ سَنَامِهَا الْاَيْمَنِ وَسَلَتَ الدَّمَ وَقَلَّدَهَا نَعْلَيْنِ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهٖ عَلَى الْبَيْدَاءِ اَهَلَّ بِالْحَجِّ ۔ [ابوداود: ١٧٥٢، ١٧٥٣؛ ترمذي: ٩٠٦؛ نسائي: ٢٧٧٢، ٢٧٧٣، ٢٧٨١؛ ابن ماجه: ٣٠٩٧]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی ذوالحلیفہ میں اور اپنی اونٹنی کو منگایا (یعنی قربانی کی) اور اس کی کوہان کے اوپر داہنی طرف اشعار کیا (یعنی ایک زخم لگا دیا) اور خون کو صاف کر دیا اور اس کے گلے میں دو جوتوں کا ہار لٹکا دیا (یہ تقلید ہوئی) پھر اپنی سواری پر سوار ہوئے اور جب اونٹنی آپ ﷺ کو لے کر بیداء پر سیدھی کھڑی ہوئی تو آپ ﷺ نے لبیک پکاری (یعنی اگرچہ نماز کے بعد بھی لبیک کہہ چکے مگر یہاں بھی پکاری)۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہ کونچا دے دینا قربانی کے جانور کو اس لیے ہے کہ پہچانا جائے کہ یہ جانور قربانی کا ہے تاکہ کوئی اس کو ایذا نہ دے اور لوٹے نہیں اور یہ مستحب ہے انہی روایتوں کی رو سے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس کو جو بدعت کہا ہے یہ قول ان کا مردود ہے اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہے شاید ان کو یہ احادیث نہیں پہنچیں اور اسی کو اشعار کہتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے جو اس کو مثلہ کہا ہے وہ قول بھی لغو ہے اس لیے کہ یہ مثلہ نہیں بلکہ مانند فصد و حجامت کے ہے یا مانند ختان اور داغ کے۔ اس اشعار کی جگہ تمام علمائے سلف و خلف کے نزدیک داہنی جانب ہے کوہان شتر کی اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ بائیں جانب ہے اور اس روایت میں ان کا رد ہے اور بکریوں کے گلے میں ہار ڈالنا مسنون ہے نزدیک شافعیہ کے اور نزدیک تمام علمائے سلف و خلف کے سوا امام مالک رحمہ اللہ کے کہ وہ اس کے قائل نہیں ہیں اور شاید ان کو یہ احادیث صحیحہ نہیں پہنچیں حالانکہ احادیث صحیحہ اس باب میں بہت ہیں اور وہ حجت ہیں اور حدیث صحیح کے آگے کسی کا قول حجت نہیں اور اس پر اتفاق ہے کہ بکری کو یا دنبہ کو اشعار ضروری نہیں اس لیے کہ ضعیف ہے اور گائے کے لیے مستحب ہے امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اور اسی طرح ہار ڈالنا بھی اور دونوں چیزوں کو جمع کرنا جیسے اونٹ کیلئے ہوتا ہے ویسے ہی گائے کیلئے بھی ہے شافعیہ کے نزدیک اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اونٹ کے گلے میں ہار ڈالنا دو جوتوں کا بھی مستحب ہے اور یہی مذہب ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) تمام علما کا اور اگر دھاگہ چمڑا کچھ اور ڈال دیا تو بھی روا ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ سوار ہوئے اپنی اونٹنی پر اور یہ اونٹنی اس کے سوا تھی جسے اشعار کیا تھا اور سوار ہونا حج میں افضل ہے پیدل چلنے سے۔ کہا مسلم رحمہ اللہ نے اور روایت کی ہم سے یہی حدیث محمد بن مثنیٰ نے، ان سے معاذ نے، ان سے ہشام ان کے باپ نے، ان سے قتادہ نے، اس سند سے یہی مضمون جو شعبہ کی روایت میں ہے مگر اس میں یہ ہے کہ نبی ﷺ جب ذی الحلیفہ میں آئے اور نماز ظہر کا ذکر نہیں کیا۔

(۳۰۱۷) عَنْ قَتَادَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ شُعْبَةَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا أَتٰى ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلَمْ يَقُلْ: صَلّٰى بِهَا الظُّهْرَ.

[راجع: ۳۰۱٦]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ ذوالحلیفہ آئے۔ اس میں ظہر کی نماز کا ذکر نہیں ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۰۱۸) عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَسَّانَ الْأَعْرَجَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي الْهُجَيْمِ لِابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: مَا هٰذِهِ الْفُتْيَا الَّتِيْ قَدْ تَشَغَّفَتْ أَوْ تَشَغَّبَتْ بِالنَّاسِ أَنَّ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ؟ فَقَالَ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ ﷺ وَإِنْ رَغِمْتُمْ.

قتادہ نے کہا: میں نے ابوحسان اعرج سے سنا ہے کہ ایک شخص نے بنی ہجیم کے قبیلہ میں سے کہا کہ اے ابن عباس رضی اللہ عنہما! یہ کیا فتویٰ آپ دیتے ہیں جس میں لوگ مشغول ہو رہے ہیں یا جس میں لوگ گڑ بڑ کر رہے ہیں کہ جس نے طواف کیا بیت اللہ کا (یعنی حاجیوں میں سے اور اس طواف سے طواف قدوم مراد ہے) سو وہ حلال ہو گیا تو انہوں نے فرمایا: یہ سنت ہے تمہارے نبی ﷺ کی اگرچہ تمہاری ناک میں خاک بھر جائے۔ (یعنی تمہارے خلاف ہو تو ہوا کرے)۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۳۰۱۹) عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْ حَسَّانَ قَالَ: قِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ قَدْ تَفَشَّغَ بِالنَّاسِ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ ' الطَّوَافُ عُمْرَةٌ فَقَالَ: سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ ﷺ وَإِنْ رَغِمْتُمْ.

قتادہ سے روایت ہے کہ ابوحسان نے کہا کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ یہ مسئلہ ایسا ہے کہ لوگوں میں بہت پھیل گیا ہے کہ جو طواف کرے بیت اللہ کا وہ حلال ہو گیا اور اس کو عمرہ کر ڈالے (یعنی اگرچہ احرام حج کا ہو۔) تو انہوں نے فرمایا کہ یہ سنت تمہارے نبی ﷺ کی ہے اگرچہ تمہاری ناک میں خاک بھرے۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۳۰۲۰) عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ: لَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ حَاجٌّ وَلَا غَيْرُ حَاجٍّ إِلَّا حَلَّ قُلْتُ لِعَطَاءٍ مِنْ أَيْنَ يَقُوْلُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: مِنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ۝﴾ قَالَ قُلْتُ: فَإِنَّ ذٰلِكَ بَعْدَ الْمُعَرَّفِ فَقَالَ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ: هُوَ بَعْدَ الْمُعَرَّفِ وَقَبْلَهُ وَكَانَ يَأْخُذُ ذٰلِكَ مِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَحِلُّوْا فِيْ حَجَّةِ

عطاء نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فتویٰ دیتے تھے کہ جس نے طواف کیا بیت اللہ کا (یعنی پہلے پہل مکہ کے آتے ہی) وہ حلال ہو گیا خواہ حاجی ہو یا غیر حاجی (یعنی معتمر ہو) میں نے عطاء سے کہا کہ وہ یہ بات کہاں سے کہتے تھے؟ انہوں نے کہا: اس آیت سے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ''پھر جگہ اس قربانی کے پہنچنے کی بیت اللہ تک ہے۔'' تو میں نے کہا: یہ تو عرفات سے آنے کے بعد ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول یہ ہے کہ محل اس کا بیت اللہ ہے خواہ بعد عرفات کے ہو یا قبل اس کے اور وہ یہ بات نبی ﷺ کے فعل مبارک سے نکالتے تھے آپ ﷺ نے خود حکم

الْوَدَاعِ . [بخاري:٤٣٩٦]

فرمایا کہ لوگ احرام کھول ڈالیں حجۃ الوداع میں۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مذہب بھی یہی ہے کہ حاجی بھی جب طواف کرے بیت اللہ کا تو اس کو عمرہ کر کے احرام کھول ڈالنا چاہیے اور یہ مذہب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مذہب جمہور کے خلاف ہے، سلف ہوں خواہ خلف اس لیے کہ تمام علما کا قول یہ ہے کہ حاجی صرف طواف سے حلال نہیں ہوتا بلکہ جب تک وقوف عرفات اور رمی جمار اور حلق اور طواف زیارت سے فارغ نہ ہو وہ محرم ہے اور تین چیزوں کے بجالانے سے دونوں طرح کا حل حاصل ہوتا ہے یعنی پورا کہ سب چیز حلال ہو جائے وہ تینوں یہ ہیں رمی جمرہ عقبہ اور حلق اور طواف اور اس طواف سے طواف زیارت مراد ہے جو وقوف عرفات کے بعد ہوتا ہے اور رمی جمرہ اور حلق اگر کر چکا ہے اور طواف زیارت نہیں کیا تو سب اس کو حلال ہوئی سوائے عورت کے اور اس آیت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کی کچھ دلیل نہیں اس لیے کہ آیت کا مضمون صرف اتنا ہی ہے کہ قربانی کا محل بیت العتیق ہے یعنی وہاں ذبح کی جائے یعنی حرم میں اور اس میں احرام کھولنے نہ کھولنے کا مطلق ذکر نہیں اور استدلال ان کا نبی ﷺ کے حکم کرنے سے حجۃ الوداع میں اپنے یاروں کو کہ احرام کھول ڈالیں سو یہ بھی ایسا ہے کہ ان کے مذہب پر اس کو دلالت نہیں اس لیے کہ آپ نے حج کے فسخ کا جو حکم دیا وہ اسی سال کیلئے تھا یہ خلاصہ تقریر ہے نووی رحمہ اللہ کی اور ابن قیم رحمہ اللہ کا مختار یہی ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مذہب ہے کہ ہر حاجی کو فسخ کی اجازت ہے مگر جو ہدی لایا ہو جیسا حدیث میں مذکور ہے اور یہ فرمانا نووی رحمہ اللہ کا کہ اجازت فسخ کی خاص تھی حجۃ الوداع کے سال کیلئے تو صریح خلاف حدیث ہے بلکہ اوپر گزر چکا ہے کہ سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ حکم فسخ جو آپ ﷺ دیتے ہیں یہ اسی سال کیلئے ہے کہ ہمیشہ کیلئے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''ابدالآباد کیلئے ہے۔'' اور یہ روایت صحیح بخاری وغیرہ میں آچکی ہے غرض خاص کرنا فسخ اسی سال کے ساتھ جیسا نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے عجیب بات ہے پس حدیث کی رو سے مذہب ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ہے کہ وہ بھی ساری امت کیلئے فسخ حج بعمرہ کو جائز جانتے ہیں اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فتویٰ دیتے تھے اس فسخ کا تمام مدت میں خلافت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اور کچھ ابتدا میں خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے مانع ہوئے پھر نہیں بدل سکتا حکم رسول معصوم ﷺ کا عمر رضی اللہ عنہ کے منع سے اور زاد المعاد میں ہے کہ رجوع بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اس منع سے ثابت ہوا ہے۔ فمن شاء زيادة الاطلاع فليرجع اليه.

بَابُ التَّقْصِيرِ فِي الْعُمْرَةِ.

باب: معتمر اپنے بال کتر بھی سکتا ہے مونڈنا واجب نہیں۔

(٣٠٢١) عَنْ طَاوُسٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما: قَالَ لِي مُعَاوِيَةُ: اَعَلِمْتَ اَنِّي قَصَّرْتُ مِنْ رَأْسِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ عِنْدَ الْمَرْوَةِ بِمِشْقَصٍ؟ قُلْتُ لَهُ: لَا اَعْلَمُ هٰذِهِ اِلَّا حُجَّةً عَلَيْكَ .

[بخاري: ١٧٣٠؛ ابوداود: ١٨٠٢، ١٨٠٣؛ نسائي: ٢٧٣٦]

طاؤس رحمہ اللہ نے کہا کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا، مجھ سے معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تو تمہیں خبر دے چکا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک کے بال کترے ہیں مروہ کے نزدیک تیر کی پیکان سے سو میں نے ان کو جواب دیا کہ یہ تو تمہارے اوپر حجت ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٠٢٢) عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما اَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ رضي الله عنه اَخْبَرَهُ قَالَ: قَصَّرْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بِمِشْقَصٍ وَهُوَ عَلَى الْمَرْوَةِ اَوْ رَاَيْتُهُ يُقَصِّرُ عَنْهُ بِمِشْقَصٍ وَهُوَ عَلَى الْمَرْوَةِ . [راجع:٣٠٢١]

طاؤس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ میں نے بال کترے رسول اللہ ﷺ کے مروہ کے اوپر تیر کی بھال سے یا میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ بال کتر وا رہے ہیں تیر کی بھال سے مروہ پر۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بال کتروانا بھی روا ہے حج و عمرہ میں اگرچہ منڈانا افضل ہے اور تمتع میں افضل یہ ہے کہ عمرہ کے بعد کتروائے۔ حج کے بعد منڈائے کہ دونوں کا حق بخوبی ادا ہو جائے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قصر، حلق مروہ کے پاس ہو عمرہ میں کہ مروہ ہی جگہ ہے عمرہ کے حلال ہونے کی جیسے حاجی کو مستحب ہے کہ حلق و قصر منیٰ میں کرے اور اگر حرم میں کہیں اور بھی ہو تو روا ہے اور یہ روایت معاویہ رضی اللہ عنہ کی کہ انہوں نے نبی ﷺ کے بال کترے یا کترتے دیکھا عمرہ جعرانہ میں ہے اس لیے کہ حجۃ الوداع میں تو آپ ﷺ قارن تھے اور ثابت ہوا ہے کہ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ نے منیٰ میں حلق کیا اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے مبارک بال تقسیم کیے اور حدیث معاویہ رضی اللہ عنہ عمرہ قضا پر بھی محمول نہیں ہو سکتی اس لیے کہ عمرہ قضا سن سات میں ہوا ہے ہجرت کے اور اس وقت تک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایمان نہیں لائے تھے اس لیے کہ وہ آٹھویں سال ہجرت کے ایمان لائے تھے۔ یہی قول صحیح ہے اور جس نے اس روایت کو حجۃ الوداع میں سمجھا ہے بڑی غلطی کی ہے اور دوسری غلطی یہ ہوئی ان لوگوں سے کہ نبی ﷺ کے حج کو تمتع سمجھا حالانکہ آپ ﷺ قارن تھے جیسا روایات متعددہ میں اوپر مذکور ہوا کہ آپ ﷺ کے ساتھ ہدی تھی اس لیے آپ ﷺ نے احرام نہیں کھولا مگر بعد وقوف عرفات کے اور بعد فراغ حج کے۔

بَابُ جَوَازِ التَّمَتُّعِ فِي الْحَجِّ وَالْقِرَانِ.

باب: حج میں تمتع اور قران جائز ہے۔

(٣٠٢٣) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضي الله عنه قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَصْرُخُ بِالْحَجِّ صُرَاخًا فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ أَمَرَنَا أَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً إِلَّا مَنْ سَاقَ الْهَدْيَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَرُحْنَا إِلَى مِنًى أَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ.

ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نکلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کو پکارتے ہوئے پھر جب مکہ میں آئے تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم اس احرام حج کو عمرہ کر ڈالیں مگر وہ لوگ جن کے ساتھ قربانی ہے پھر جب آٹھویں تاریخ ہوئی ذوالحجہ کی اور سب منیٰ کو چلے تو پھر لبیک پکاری حج کی یعنی بیچ میں عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لبیک پکار کر کہنا اور چیخنا مستحب ہے اور یہ حکم ہے مردوں کو اور عورتیں اس آواز سے کہیں کہ آپ سنیں اور مردوں کا پکارنا سب علما کے نزدیک مستحب ہے۔

(٣٠٢٤) عَنْ جَابِرٍ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنهما قَالَ: قَدِمْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ نَصْرُخُ بِالْحَجِّ صُرَاخًا.

جابر اور ابوسعید رضی اللہ عنہما دونوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کو آئے حج پکارتے ہوئے۔



(٣٠٢٥) عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضي الله عنه فَأَتَاهُ آتٍ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَابْنَ الزُّبَيْرِ رضي الله عنهم اخْتَلَفَا فِي الْمُتْعَتَيْنِ فَقَالَ جَابِرٌ: فَعَلْنَاهُمَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ نَهَانَا عَنْهُمَا عُمَرُ رضي الله عنه فَلَمْ نَعُدْ لَهُمَا.

[انظر فی مسلم:٣٤١٧]

ابونضرہ نے کہا کہ میں جابر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ ایک شخص نے آکر کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ دونوں متعوں میں اختلاف کر رہے ہیں (یعنی ایک متعہ نساء میں اور ایک متعہ حج میں،) تو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے دونوں متعے رسول اللہ ﷺ کے آگے کیے ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو منع فرمایا تو ہم نے نہیں کیا۔



فائدہ: منع فرمانا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا متعہ حج کو اس راہ سے تھا کہ آپ کی غرض تھی کہ افضل یہ ہے کہ حج اور عمرہ کو الگ سفر میں بجا لائیں تو یہ منع اس نظر سے تھا کہ افضل کو کیوں ترک کرتے ہیں اگرچہ تمتع کو بھی جائز جانتے تھے اور متعہ نساء کا منع فرمانا اس نظر سے تھا کہ وہ قیامت تک حرام ہو چکا ہے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے مگر اس کی حرمت سے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم آگاہ نہ تھے اس لیے آپ نے اس کی حرمت کو مشہور کر دیا ہے۔

بَابُ إِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ وَهَدْيِهِ.

باب: نبی اکرم ﷺ کے احرام اور ھدی کے بیان میں۔

(٣٠٢٦) عَنْ أَنَسٍ ﷺ أَنَّ عَلِيًّا ﷺ قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((بِمَ أَهْلَلْتَ)) قَالَ: أَهْلَلْتُ بِإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ لَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ)).

[بخاری: ١٥٥٨؛ ترمذی: ٩٥٦]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے اور نبی ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم نے کیا احرام باندھا؟'' انہوں نے کہا: میں نے یوں لبیک پکاری کہ جو نبی ﷺ کی ہو وہی میری لبیک ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے ساتھ اگر قربانی نہ ہوتی تو میں عمرہ کر کے احرام کھول ڈالتا۔'' (یعنی اب تم بھی احرام نہ کھولنا جیسے میں نہ کھولوں گا)۔

(٣٠٢٧) عَنْ سَلِيمِ بْنِ حَيَّانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي رِوَايَةِ بَهْزٍ ((لَحَلَلْتُ)).

[راجع: ٣٠٢٦]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٠٢٨) عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحٰقَ وَعَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ وَحُمَيْدٍ أَنَّهُمْ سَمِعُوا أَنَسًا ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَهَلَّ بِهِمَا جَمِيعًا ((لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا)). [ابو داود: ١٧٩٥؛ نسائی: ٢٧٢٨]

یحییٰ وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے کہا: سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے لبیک پکاری حج اور عمرہ دونوں کی۔

○ ○ ○ ○

(٣٠٢٩) عَنْ أَنَسٍ ﷺ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا)) وَقَالَ حُمَيْدٌ: قَالَ أَنَسٌ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجٍّ)).

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث بیان کی گئی ہے ایک روایت میں ((لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَحَجًّا)) کے الفاظ ہیں اور دوسری روایت میں ((لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجٍّ)) کے الفاظ ہیں۔

○ ○ ○ ○

(٣٠٣٠) عَنْ حَنْظَلَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ﷺ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُهِلَّنَّ ابْنُ مَرْيَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ لَيَثْنِيَنَّهُمَا)).

حنظلہ جو قبیلہ بنی اسلم سے ہیں انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی ﷺ فرماتے تھے: ''کہ قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے کہ البتہ بلاشک وشبہ عیسیٰ علیہ السلام فرزند مریم کے روحاء کی گھاٹی میں جو کہ مکہ مدینہ کے بیچ میں ہے لبیک پکاریں گے حج کی یا عمرہ کی یا قران کریں گے اور دونوں کی لبیک پکاریں گے، ایک ہی ساتھ۔''

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: یہ قیامت کے قریب ہوگا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے اس سے معلوم ہوا کہ قران کا حکم قیامت تک رہے گا۔ اور منسوخ نہیں ہوا اور معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ضرور نازل ہوں گے اور معلوم ہوا کہ اسی شریعت پر عمل کریں گے اور وہ صاحب وحی ہیں نہ کہ متمذہب بہ مذاہب اہل تقلید، جیسا کہ مقلدوں کا وہم باطل ہے کہ اس میں لازم آتی ہے تفضیل غیر نبی کی نبی پر۔ وذالك باطل۔

(٣٠٣١) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ)).

وہی مضمون ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

○ ○ ○ ○

(٣٠٣٢) عَنْ حَرْمَلَةَ بْنِ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيِّ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ ﷛ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ)) بِمِثْلِ حَدِيْثِهِمَا.

کہا مسلم نے روایت کی مجھ سے حرملہ نے، ان سے ابن وہب نے، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے حنظلہ بن علی اسلمی نے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ”اس پروردگار کی قسم ہے کہ میری جان جس کے ہاتھ میں ہے۔“ آگے وہی مضمون ہے جو اوپر کی روایت میں دونوں راویوں نے بیان کیا ہے۔

بَابُ بَيَانِ عَدَدِ عُمَرِ النَّبِيِّ ﷺ وَزَمَانِهِنَّ.

نبی ﷺ کے عمروں اور ان کے اوقات کا بیان۔

(٣٠٣٣) عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا ﷛ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ كُلُّهُنَّ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ إِلَّا الَّتِيْ مَعَ حَجَّتِهِ عُمْرَةً مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ أَوْزَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِنْ جِعْرَانَةَ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهِ.

[بخاری: ١٧٧٨، ١٧٧٩، ١٧٨٠، ٣٠٦٦، ٤١٤٨؛ ابوداود: ١٩٩٤؛ ترمذی: ٨١٥]

قتادہ نے انس رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے اور سب ذی قعدہ میں مگر جو حج کے ساتھ ہوا کہ ایک عمرہ حدیبیہ ذی قعدہ میں، دوسرا اس کے بعد سال میں ذی قعدہ میں، تیسرا عمرہ جو جعرانہ سے لائے جہاں حنین کی لوٹ کی تقسیم کی ذیقعدہ میں اور چوتھا وہ جو حج کے ساتھ ہوا۔

○ ○ ○ ○

(٣٠٣٤) عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا ﷛ كَمْ حَجَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: حَجَّةً وَاحِدَةً وَّاعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ هَدَّابٍ.

قتادہ نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنے حج کیے؟ انہوں نے فرمایا کہ ایک حج کیا اور چار عمرے کیے۔ باقی مضمون وہی ہے جو اوپر کی روایت میں گزرا۔

○ ○ ○ ○

(٣٠٣٥) عَنْ أَبِيْ إِسْحٰقَ قَالَ: سَأَلْتُ زَيْدَ ابْنَ أَرْقَمَ: كَمْ غَزَوْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: سَبْعَ عَشْرَةَ قَالَ: وَحَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَزَا تِسْعَ عَشْرَةَ وَأَنَّهُ حَجَّ بَعْدَ مَا هَاجَرَ حَجَّةً وَاحِدَةً حَجَّةَ

ابواسحٰق نے کہا کہ میں نے زید بن ارقم سے پوچھا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کتنے جہادوں میں رہے؟ انہوں نے کہا: سترہ میں اور انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انیس جہاد کیے اور ہجرت کے بعد ایک حج کیا جسے حجۃ الوداع کہتے ہیں اور ابواسحاق نے کہا: دوسرا جب حج کیا کہ مکہ میں تھے یعنی قبل ہجرت کے۔

الْوَدَاعِ قَالَ اَبُوْاِسْحَاقَ: وَبِمَكَّةَ أُخْرٰى.

[بخاري: ٣٩٤٩، ٤٤٠٤، ٤٤٧١؛ ترمذی: ١٦٧٦؛ وانظر فی مسلم: ٤٦٩٢، ٤٦٩٣]



(٣٠٣٦) عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ ﷺ قَالَ: كُنْتُ اَنَا وَابْنُ عُمَرَ مُسْتَنْدَيْنِ اِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ ﷺ وَاِنَّا لَنَسْمَعُ ضَرْبَهَا بِالسِّوَاكِ تَسْتَنُّ قَالَ فَقُلْتُ: يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! أَعْتَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ رَجَبٍ؟ قَالَ: نَعَمْ فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ ﷺ: اَیْ اُمَّتَاهُ! اَلَا تَسْمَعِيْنَ مَا يَقُوْلُ اَبُوْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ؟ قَالَتْ: وَمَا يَقُوْلُ؟ قُلْتُ يَقُوْلُ: اعْتَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ رَجَبٍ فَقَالَ: يَغْفِرُ اللّٰهُ لِاَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ لَعَمْرِیْ! مَا اعْتَمَرَ فِیْ رَجَبٍ وَمَا اعْتَمَرَ مِنْ عُمْرَةٍ اِلَّا وَاِنَّهُ لَمَعَهُ قَالَ: وَابْنُ عُمَرَ يَسْمَعُ فَمَا قَالَ: لَا وَلَا نَعَمْ سَكَتَ.

عطاء ﷫ نے کہا: خبر دی مجھے عروہ نے کہا: میں اور ابن عمر ﷠ دونوں سیدہ عائشہ ﷞ کے حجرے سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ اور سیدہ عائشہ صدیقہ ﷞ مسواک کر رہی تھیں اور ہم ان کے مسواک کی آواز سن رہے تھے۔ سو میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! یہ کنیت ہے عبداللہ بن عمر ﷠ کی، کیا نبی ﷺ نے رجب میں عمرہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ ﷞ سے عرض کی کہ اے میری ماں آپ سنتی ہیں کہ ابوعبدالرحمٰن ﷠ کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا: وہ کہتے ہیں کہ عمرہ کیا نبی ﷺ نے رجب میں تو سیدہ عائشہ ﷞ نے فرمایا: کہ اللہ بخشے ابوعبدالرحمٰن ﷠ کو قسم ہے میری جان کی کہ نبی ﷺ نے کبھی رجب میں عمرہ نہیں کیا اور جب آپ ﷺ نے عمرہ کیا تو ابوعبدالرحمٰن ﷠ آپ کے ساتھ تھے اور ابن عمر ﷠ نے یہ بات سنی اور نہ ہاں کہا نہ نا، اور چپ ہو رہے۔

(٣٠٣٧) عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: دَخَلْتُ اَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ ﷺ الْمَسْجِدَ فَاِذَا عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ ﷺ جَالِسٌ اِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ ﷺ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ الضُّحٰى فِی الْمَسْجِدِ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ صَلٰوتِهِمْ؟ فَقَالَ: بِدْعَةٌ فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ: يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! كَمِ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: اَرْبَعَ عُمَرٍ اِحْدَاهُنَّ فِیْ رَجَبٍ فَكَرِهْنَا اَنْ نُكَذِّبَهُ وَنَرُدَّ عَلَيْهِ وَسَمِعْنَا اسْتِنَانَ عَائِشَةَ ﷺ فِی الْحُجْرَةِ فَقَالَ عُرْوَةُ: اَلَا تَسْمَعِيْنَ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰى مَا يَقُوْلُ اَبُوْعَبْدِالرَّحْمٰنِ؟ فَقَالَتْ: وَمَا يَقُوْلُ؟ قَالَ يَقُوْلُ: اعْتَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ اَرْبَعَ عُمَرٍ اِحْدٰهُنَّ فِیْ رَجَبٍ فَقَالَتْ: يَرْحَمُ اللّٰهُ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ!

مجاہد سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں اور عروہ دونوں مسجد نبوی ﷺ میں گئے اور عبداللہ بن عمر ﷠ سیدہ عائشہ ﷞ کے حجرہ کے پاس بیٹھے تھے اور لوگ مسجد میں نماز چاشت پڑھ رہے تھے، سو میں نے عبداللہ ﷠ سے پوچھا کہ یہ نماز کیسی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ بدعت ہے (یعنی مسجد میں ادا کرنا اس کا اور اہتمام کرنا مثل صلوٰۃ مفروضہ کے بدعت ہے) پھر ان سے کہا عروہ نے اے ابوعبدالرحمٰن! رسول اللہ ﷺ نے کتنے عمرے کیے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ چار کہ ایک ان میں سے رجب میں ہے سو ہم کو برا معلوم ہوا کہ ہم ان کی تکذیب کریں یا ان کو رد کر دیں اور مسواک کرنے کی آواز سنی سیدہ عائشہ صدیقہ ﷞ کی کہ وہ حجرے میں تھیں۔ سو عروہ نے کہا کہ آپ سنتی ہیں اے مومنوں کی ماں! جو ابوعبدالرحمٰن ﷠ کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے پوچھا کہ کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا: وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے ہیں ایک رجب میں تو سیدہ عائشہ صدیقہ ﷞ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رحمت کرے

مَااعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا وَهُوَ مَعَهٗ وَمَا اعْتَمَرَ فِيْ رَجَبٍ قَطُّ.

ابوعبدالرحمٰن پر، رسول اللہ ﷺ نے کوئی عمرہ ایسا نہیں کیا جو یہ ان کے ساتھ نہ ہوں اور رجب میں آپ ﷺ نے کوئی عمرہ نہیں کیا۔

[بخاري: ۱۷۷۵، ۴۲۵۳، ۵۲۵۴؛ ابوداود: ۱۹۹۲؛ ترمذي: ۹۳۳]



فائدہ۔ حاصل ان سب روایتوں کا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے ایک ذی قعدہ میں سال حدیبیہ میں چھٹے سال میں ہجرت کے اور اس عمرے سے کافروں نے روکا اور سب نے احرام کھول ڈالا بغیر اس کے کہ طواف وسعی فرمائیں اور یہ بھی عمروں میں شمار کیا گیا اور دوسرا ماہ مذکور میں سن سات ہجری میں اور یہ عمرہ پہلے عمرہ کی قضا تھا اور تیسرا ماہ مذکور میں سن آٹھ ہجری میں اور اسی سال مکہ فتح ہوا تھا۔ اور چوتھا جو حجۃ الوداع کے ساتھ ہوا اور احرام اس کا ماہ ذی قعدہ میں ہوا اور اعمال اس کے ذی الحجہ میں ہوئے اور ماہ رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔ علما نے کہا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھول گئے یا شک ہو گیا اسی لیے جب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کی بات رد فرمائی تو وہ چپ ہو رہے اور آپ نے یہ سب عمرے ذی قعدہ میں اس لیے کیے کہ کفار کی رسم ٹوٹ جائے کہ وہ ایام حج میں عمرہ کو برا جانتے تھے چنانچہ اوپر گزر چکا ہے اور بعد ہجرت کے تو آپ ﷺ نے ایک ہی حج کیا اور قبل ہجرت کے مسلم میں ایک حج ہی مروی ہے اور کتب میں دو بھی آئے ہیں اور زید بن ارقم کی روایت میں یہاں انیس ہی جہاد مذکور ہیں اور اصل یہ ہے کہ جہاد آپ کے پچیس ہیں اور بعض نے ستائیس بھی کہے ہیں اور اس کے سوا اور بھی اقوال ہیں کہ وہ کتب مغازی میں مشہور ہیں اور یہ جو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا لعمری یعنی قسم ہے میری جان کی یہ عرب کی بول چال ہے اور بعض نے اس سے لعمری کہنے کو جائز کہا ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ مکروہ ہے اس لیے کہ اس میں تعظیم ہے غیر اللہ کی اور مشابہت ہے اللہ تعالیٰ سے اس کے غیر کی اور بدعت فرمانا صلوٰۃ ضحیٰ کو اس نظر سے تھا کہ اس کے لیے اجتماع کرنا اور مساجد میں مثل نماز فرض کے باہتمام تمام ادا کرنا بدعت ہے اگر چہ اصل اس کی سنت سے ثابت ہے اس سے معلوم ہوا کہ جس کی اصل بھی ثابت ہو وہ بھی ہیئت شرعی کے بدل دینے سے بدعت ہو جاتی ہے غرض سنت میں فرض کا سا اہتمام اور مستحب میں واجب کا سا انتظام اور مکروہات سے حرام کا پرہیز اور حلال سے مکروہات کا سا احتراز یہ سب اشیا کو بدعات میں داخل کر دیتا ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْعُمْرَةِ فِيْ رَمَضَانَ.

باب: رمضان المبارک میں عمرہ کی فضیلت۔

(۳۰۳۸) عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ يُحَدِّثُنَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِامْرَأَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ- سَمَّاهَا ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فَنَسِيْتُ اسْمَهَا-: ((مَا مَنَعَكِ اَنْ تَحُجِّيْ مَعَنَا؟)) قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ لَّنَا اِلَّا نَاضِحَانِ فَحَجَّ اَبُوْ وَلَدِهَا وَابْنُهَا عَلٰى نَاضِحٍ وَتَرَكَ لَنَا نَاضِحًا نَنْضِحُ عَلَيْهِ قَالَ: ((فَاِذَا جَآءَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِيْ فَاِنَّ عُمْرَةً فِيْهِ تَعْدِلُ حَجَّةً)).

عطاء نے کہا: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کی ایک بی بی سے فرمایا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کا نام بھی لیا مگر میں بھول گیا کہ کیوں تم ہمارے ساتھ حج کو نہیں چلتیں؟ تو انہوں نے عرض کی کہ ہمارے پاس پانی لانے کے لیے دو ہی اونٹ تھے سو ایک پر ہمارا شوہر اور ہمارا بیٹا حج کو گیا اور ایک اونٹ ہمارے لیے چھوڑ گیا کہ اس پر ہم پانی لاتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا جب رمضان آئے تو تم ایک عمرہ کر لینا کہ اس کا بھی ثواب حج کے برابر ہے۔''

[بخاري: ۱۷۸۲؛ نسائي: ۲۱۰۹]



فائدہ۔ یعنی ثواب اگر چہ اس کا حج کے برابر ہے مگر یہ نہیں کہ حج فرض ان کے ذمہ سے اتر جائے اور اس عورت پر حج فرض نہ تھا کہ اس کے پاس سواری نہ تھی۔

(۳۰۳۹) عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِامْرَأَةٍ مِنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهَا اُمُّ سِنَانٍ: ((مَا مَنَعَكِ اَنْ تَكُوْنِيْ حَجَجْتِ مَعَنَا؟)) قَالَتْ: نَاضِحَانِ كَانَا لِاَبِيْ فُلَانٍ -زَوْجِهَا- حَجَّ هُوَ وَابْنُهُ عَلٰى اَحَدِهِمَا وَكَانَ الْاٰخَرُ يَسْقِيْ غُلَامُنَا قَالَ: ((فَعُمْرَةٌ فِيْ رَمَضَانَ تَقْضِيْ حَجَّةً اَوْحَجَّةً مَّعِي)).

[بخاری: ۱۸۶۳]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہی مضمون مروی ہے مگر اس میں ہے کہ اس عورت نے کہا کہ ہمارے شوہر کے دو۲ اونٹ تھے، ایک پر وہ اور ان کا لڑکا حج کو گیا ہے اور دوسرے پر ہمارا چھوکرا پانی لاتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ عمرہ رمضان میں حج کے برابر ہے۔'' یا فرمایا: ''ہمارے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔'' اور یہ بھی ہے کہ ان صحابیہ کا نام ام سنان رضی اللہ عنہا تھا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اسْتِحْبَابِ دُخُوْلِ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَالْخُرُوْجِ مِنْهَا مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى

باب: مکہ میں دخول بلند راستے سے اور خروج نشیب سے مستحب ہے۔

(۳۰۴۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيْقِ الشَّجَرَةِ وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيْقِ الْمُعَرَّسِ وَاِذَا دَخَلَ مَكَّةَ دَخَلَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ سے نکلتے تو شجرہ کی راہ سے نکلتے اور معرس کی راہ سے داخل ہوتے (معرس ایک مقام ہے مدینہ سے چھ میل پر) اور جب مکہ میں داخل ہوتے تو اونچے ٹیلے سے اور جب نکلتے تو نیچے کے ٹیلے سے۔

فائدہ: اور یہی مستحب ہے مکہ جانے والوں کو اور راہ بدل دینا مستحب ہے شہر سے نکلنے والے کو۔

(۳۰۴۱) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ فِيْ رِوَايَةِ زُهَيْرٍ الْعُلْيَا الَّتِيْ بِالْبَطْحَاءِ.

[بخاری: ۱۵۷۶؛ ابوداود: ۱۸۶۶؛ نسائی: ۲۸۶۵]

عبیداللہ سے اسی سند سے یہی مضمون مروی ہوا اور ایک روایت میں زہیر کی یہ ہے کہ داخل ہوئے آپ ﷺ مکہ میں اوپر کے ٹیلے سے جو بطحاء میں ہے (اور وہ ایک مقام کا نام ہے محصب کے بازو میں اور یہ وہ ٹیلہ ہے کہ اس سے مقابر مکہ میں اتر جاتے ہیں)

(۳۰۴۲) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا جَآءَ اِلٰى مَكَّةَ دَخَلَهَا مِنْ اَعْلَاهَا وَخَرَجَ مِنْ اَسْفَلِهَا. [بخاری: ۱۵۷۷؛ ابوداود: ۱۸۶۹؛ ترمذی: ۸۵۳]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں آئے تو داخل ہوئے اوپر کی طرف سے اور نکلے تو نیچے کی طرف سے۔

○ ○ ○ ○

(۳۰۴۳) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ مِنْ اَعْلٰى مَكَّةَ قَالَ هِشَامٌ: فَكَانَ اَبِيْ يَدْخُلُ مِنْهُمَا كِلَيْهِمَا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جس سال مکہ فتح ہوا کداء کی طرف سے داخل ہوئے جو مکہ کی بلندی کی طرف ہے (کداء ہمزہ کے ساتھ اور مد سے ایک ٹیلہ ہے مکہ کی بلندی کی طرف

وَكَانَ اَبِىْ اَكْثَرَ مَايَدْ خُلُ مِنْ كَدَاءٍ.

[بخاری: ١٥٧٨؛ ابو داود: ١٨٦٨]

اور کدا بغیر مد کے ایک ٹیلہ ہے مکہ کے نیچے کی طرف) ہشام نے کہا کہ میرے والدین دونوں کی طرف سے داخل ہوتے تھے اور اکثر کداء کی طرف سے داخل ہوتے تھے۔



بَابُ اسْتِحْبَابِ الْمَبِيْتِ بِذِىْ طُوًى عِنْدَ اِرَادَةِ دُخُوْلِ مَكَّةَ وَالْاِغْتِسَالِ لِدُخُوْلِهَا وَدُخُوْلِهَا نَهَارًا.

باب: ذی طویٰ میں رات کو رہنا اور نہا کر دن کو مکہ میں جانا مستحب ہے۔

(٣٠٤٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَاتَ بِذِىْ طُوًى حَتّٰى اَصْبَحَ ثُمَّ دَخَلَ مَكَّةَ قَالَ: وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ يَفْعَلُ ذٰلِكَ وَفِىْ رِوَايَةِ ابْنِ سَعِيْدٍ: حَتّٰى صَلَّى الصُّبْحَ قَالَ يَحْيٰى: اَوْ قَالَ: حَتّٰى اَصْبَحَ. [بخاری: ١٥٧٤]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ شب کو ذی طویٰ میں رہے، (ذی طویٰ ایک مقام مشہور ہے مکہ کے قریب) صبح کے وقت تک پھر مکہ میں داخل ہوئے اور عبداللہ بھی ایسا ہی کرتے تھے اور ابن سعید کی روایت میں ہے کہ ذی طویٰ میں آپ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھی۔

(٣٠٤٥) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ كَانَ لَا يَقْدَمُ مَكَّةَ اِلَّابَاتَ بِذِىْ طُوًى حَتّٰى يُصْبِحَ وَيَغْتَسِلَ ثُمَّ يَدْخُلُ مَكَّةَ نَهَارًا وَيَذْكُرُ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ اَنَّهُ فَعَلَهُ. [بخاری: ١٥٥٣، ١٥٧٣، ١٧٦٩؛ ابو داود: ١٨٦٥]

نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مکہ میں نہ جاتے جب تک ذی طویٰ میں رات کو نہ رہتے پھر جب وہاں صبح ہو جاتی نہاتے پھر داخل ہوتے دن کو اور ذکر کرتے کہ نبی ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔



(٣٠٤٦) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَنْزِلُ بِذِىْ طُوًى بِهِ حَتّٰى يُصَلِّىَ الصُّبْحَ حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ وَمُصَلّٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذٰلِكَ عَلٰى اَكَمَةٍ غَلِيْظَةٍ لَيْسَ فِى الْمَسْجِدِ الَّذِىْ بُنِىَ ثَمَّ وَلٰكِنْ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ عَلٰى اَكَمَةٍ غَلِيْظَةٍ.

[بخاری: ٤٨٤، ٤٩١؛ نسائی: ٢٨٦٢]

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اترتے تھے ذی طویٰ میں اور شب کو وہاں رہتے یہاں تک کہ صبح کو نماز پڑھتے جب مکہ کو آتے اور رسول اللہ ﷺ کی نماز کی جگہ اوپر ایک موٹے ٹیلے کے ہے کہ وہ ٹیلا اس مسجد میں نہیں ہے جو وہاں بنی ہے مگر اس سے نیچے ہے ایک موٹے ٹیلے پر۔



(٣٠٤٧) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَقْبَلَ فُرْضَتَىِ الْجَبَلِ الَّذِىْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَبَلِ الطَّوِيْلِ نَحْوَ الْكَعْبَةِ يَجْعَلُ الْمَسْجِدَ الَّذِىْ بُنِىَ ثَمَّ يَسَارَ الْمَسْجِدِ

نافع کو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے منہ کیا طرف دونوں ٹیلوں کے اس پہاڑ کے جو پہاڑ ان کے اور کعبہ کے بیچ میں تھا اور اس مسجد کو جو وہاں بنی ہے بائیں طرف کر دیتے ہیں، اس مسجد کے جو کنارے پر ہے ٹیلہ کے اور جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز کی جگہ

الَّذِیْ بِطَرَفِ الْاَكَمَةِ وَمُصَلّٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَسْفَلَ مِنْهُ عَلَى الْاَكَمَةِ السَّوْدَاءِ يَدَعُ مِنَ الْاَكَمَةِ عَشْرَةَ اَذْرُعٍ اَوْنَحْوَهَا ثُمَّ يُصَلِّىْ مُسْتَقْبِلَ الْفُرْضَتَيْنِ مِنَ الْجَبَلِ الطَّوِيْلِ الَّذِیْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ . [بخاری: ٤٩٢]

اس کالے ٹیلے سے نیچے ہے، اس کالے ٹیلے سے دس ہاتھ چھوڑ کر یا اس سے کچھ کم وبیش پھر نماز پڑھتے تھے منہ کیے ہوئے دونوں ٹیلوں کی طرف اس لمبے پہاڑ کے جو تیرے اور کعبہ کے بیچ میں ہے اللہ رحمت اور سلام بھیجے ان پر۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان سب روایتوں سے معلوم ہوا کہ مکہ میں داخل ہونے کے وقت نہانا مستحب ہے اور رات کو ذی طویٰ میں رہنا جس کی راہ میں پڑے، ورنہ اس کے بعد کا اندازہ کرلے اور شافعیہ کے نزدیک یہ غسل سنت ہے اور اگر غسل نہ ہو سکے تو تیمم کرے اور شب کو ذی طویٰ میں رہنا بھی مستحب ہے اور مکہ کو دن میں داخل ہونا بھی مستحب ہے اور بعض نے کہا: رات دن دونوں برابر ہیں اور بعض نے کہا: رسول اللہ ﷺ جعرانہ کے عمرہ میں رات کو داخل ہوئے اور بعض نے کہا: وہ بیان جواز کیلئے تھا افضل وہی دن کو جانا ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ الرَّمَلِ فِی الطَّوَافِ وَالْعُمْرَةِ وَفِی الطَّوَافِ الْاَوَّلِ مِنَ الْحَجِّ.

باب: طواف عمرہ اور حج کے طواف اول میں رمل مستحب ہے۔

(٣٠٤٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ الطَّوَافَ الْاَوَّلَ خَبَّ ثَلَاثًا وَمَشٰى اَرْبَعًا وَكَانَ يَسْعٰى بِبَطْنِ الْمَسِيْلِ اِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ جب پہلا طواف کرتے بیت اللہ کا تو تین بار جلدی جلدی چلتے چھوٹے چھوٹے قدم رکھ کے اور چار بار عادت کے موافق چلتے اور بہیا کے آنے کی جگہ میں دوڑتے جب سعی کرتے صفا اور مروہ میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کرتے۔

(٣٠٤٩) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا طَافَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ اَوَّلَ مَا يَقْدَمُ فَاِنَّهٗ يَسْعٰى ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ بِالْبَيْتِ ثُمَّ يَمْشِىْ اَرْبَعَةً ثُمَّ يُصَلِّىْ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَطُوْفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ . [بخاری: ١٦١٦؛ ابو داود: ١٨٩٣؛ نسائی: ٢٩٤١]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حج میں یا عمرہ میں پہلے پہل طواف کرتے تو تین بار دوڑتے اور چار بار چلتے اور دو رکعت نماز پڑھتے پھر سعی کرتے صفا اور مروہ کی۔

○ ○ ○ ○

(٣٠٥٠) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ اِذَا اسْتَلَمَ الرُّكْنَ الْاَسْوَدَ اَوَّلَ مَا يَطُوْفُ حِيْنَ يَقْدَمُ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ .

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب مکہ آتے اور حجر اسود کو چھوتے اور پہلے پہل طواف کرتے تو تین بار دوڑتے سات پھیروں سے۔

○ ○ ○ ○

(٣٠٥١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ: رَمَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْحَجَرِ اِلَى الْحَجَرِ ثَلَاثًا وَمَشٰى اَرْبَعًا.

ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے پہلے تین چکروں میں رمل کیا اور چار چکروں میں عام چلے۔



(٣٠٥٢) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ ﷺ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ اِلَى الْحَجَرِ وَذَكَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَهُ. [ابوداود: ١٨٩١]

نافع نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حجر اسود سے حجر اسود تک رمل کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا۔



(٣٠٥٣) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيْهِ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ.

[ترمذی: ٨٥٧؛ نسائی: ٢٩٤٤؛ ابن ماجه: ٢٩٥١]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو حجر اسود سے رمل کرتے دیکھا یہاں تک کہ اس تک تین چکر پورے ہو گئے۔



(٣٠٥٤) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَمَلَ الثَّلَاثَةَ اَطْوَافٍ مِنَ الْحَجَرِ اِلَى الْحَجَرِ. [راجع: ٣٠٥٣]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حجر اسود سے حجر اسود تک تین چکروں میں رمل کیا۔



(٣٠٥٥) عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ اَرَاَيْتَ هٰذَا الرَّمَلَ بِالْبَيْتِ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ وَمَشْيَ اَرْبَعَةِ اَطْوَافٍ اَسُنَّةٌ هُوَ؟ فَاِنَّ قَوْمَكَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُ سُنَّةٌ قَالَ: فَقَالَ: صَدَقُوْا وَكَذَبُوْا قَالَ: قُلْتُ: مَا قَوْلُكَ صَدَقُوْا وَكَذَبُوْا؟ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدِمَ مَكَّةَ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ: اِنَّ مُحَمَّدًا وَاَصْحَابَهُ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اَنْ يَطُوْفُوْا بِالْبَيْتِ مِنَ الْهُزَلِ وَكَانُوْا يَحْسُدُوْنَهُ فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَرْمُلُوْا ثَلَاثًا وَيَمْشُوْا اَرْبَعًا قَالَ: قُلْتُ لَهُ: اَخْبِرْنِيْ عَنِ الطَّوَافِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ رَاكِبًا اَسُنَّةٌ هُوَ؟ فَاِنَّ قَوْمَكَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُ سُنَّةٌ قَالَ: صَدَقُوْا وَكَذَبُوْا قَالَ: قُلْتُ: مَا قَوْلُكَ صَدَقُوْا وَكَذَبُوْا؟ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَثُرَ عَلَيْهِ النَّاسُ يَقُوْلُوْنَ: هٰذَا مُحَمَّدٌ هٰذَا

ابوالطفیل رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ مجھے خبر دو بیت اللہ کے طواف کی اور اس میں تین بار رمل کرنا اور چار بار چلنا سنت ہے؟ اسلئے کہ تمہارے لوگ کہتے ہیں کہ وہ سنت ہے تو انہوں نے کہا کہ وہ جھوٹے بھی ہیں سچے بھی۔ میں نے کہا: اس کا کیا مطلب؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں تشریف لائے تو مشرکوں نے کہا کہ محمد ﷺ اور ان کے یار بیت اللہ شریف کا طواف نہیں کر سکتے ضعف اور لاغری کے سبب سے اور آپ ﷺ سے حسد رکھتے تھے تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ تین بار رمل کریں اور چار بار عادت کے موافق چلیں (غرض یہ ہے کہ انہوں نے اس فعل کو جو سنت مؤکدہ مقصودہ سمجھا یہ ان کا جھوٹ تھا باقی بات سچ تھی) پھر میں نے کہا: ہم کو خبر دیجئے صفا اور مروہ کے بیچ میں سعی کرنے کی سوار ہو کر کہ وہ سنت ہے کہ آپکے لوگ اسے سنت کہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: وہ سچے بھی ہیں جھوٹے بھی۔ میں نے کہا: اس کا مطلب؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں تشریف لائے تو لوگوں کی بھیڑ بھاڑ ایسی ہوئی کہ کنواری عورتیں تک باہر نکل آئیں اور لوگ کہنے لگے کہ یہ محمد ﷺ ہیں۔ یہ محمد ﷺ ہیں اور رسول اللہ ﷺ

مُحَمَّدٌ حَتّٰى خَرَجَ الْعَوَاتِقُ مِنَ الْبُيُوْتِ قَالَ: وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُضْرَبُ النَّاسُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَمَّا كَثُرَ عَلَيْهِ رَكِبَ وَالْمَشْيُ وَالسَّعْيُ اَفْضَلُ. [ابوداود: ۱۸۸۵]

کی خوش خلقی ایسی تھی کہ آپ ﷺ کے آگے لوگ مارے نہ جاتے تھے (یعنی ہٹو، بچو، بغل ہو چلو جیسے امرائے دنیا کے واسطے ہوتی ہے آپ ﷺ کے لیے نہ ہوتی تھی) پھر جب لوگوں کی بڑی بھیڑ ہوئی تو آپ ﷺ سوار ہو گئے اور پیدل سعی کرنا افضل ہے (یعنی اتنا جھوٹ ہوا کہ جو چیز بضرورت ہوتی تھی اس کو بلاضرورت سنت کہا باقی سچ ہے کہ آپ ﷺ نے سعی سوار ہو کر کی ہے)۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(۳۰۵٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ: اَخْبَرَنَا الْجُرَيْرِيُّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ: وَكَانَ اَهْلُ مَكَّةَ قَوْمَ حَسَدٍ وَلَمْ يَقُلْ يَحْسُدُوْنَهٗ. [راجع: ۳۰۵۵]

کہا مسلم نے اور روایت کی ہم سے محمد بن مثنیٰ نے، ان سے یزید نے، ان سے جریری نے، اسی اسناد سے اسی روایت کی مانند مگر اس میں یوں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مکہ کے لوگ حاسد تھے اور یہ نہیں کہا کہ وہ آپ ﷺ سے حسد رکھتے تھے۔

(۳۰۵۷) عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: اِنَّ قَوْمَكَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَمَلَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَهِيَ سُنَّةٌ قَالَ: صَدَقُوْا وَكَذَبُوْا. [راجع: ۳۰۵۵]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے چند الفاظ کے فرق کے ساتھ۔

○ ○ ○ ○

(۳۰۵۸) عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: اُرَانِيْ قَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَصِفْهُ لِيْ قَالَ قُلْتُ: رَاَيْتُهٗ عِنْدَ الْمَرْوَةِ عَلٰى نَاقَةٍ وَقَدْ كَثُرَ النَّاسُ عَلَيْهِ قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما ذَاكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يُدَعُّوْنَ عَنْهُ وَلَا يُكْهَرُوْنَ.

[راجع: ۳۰۵۵]

ابوالطفیل نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کرو۔ ابوالطفیل نے کہا: میں نے مروہ کے پاس ایک اونٹنی پر دیکھا اور لوگوں کا ان پر ہجوم تھا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہاں وہی تھے، رسول اللہ ﷺ اس لیے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی عادت تھی کہ لوگوں کو آپ ﷺ کے پاس سے ہانکتے نہ تھے اور نہ ہٹاتے تھے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اسْتِحْبَابِ اسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ فِي الطَّوَافِ دُوْنَ الرُّكْنَيْنِ الْاٰخَرَيْنِ.

باب: طواف میں دو یمانی رکنوں کے استلام کے مستحب ہونے کا بیان۔

(۳۰۵۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهٗ مَكَّةَ وَقَدْ وَهَنَتْهُمْ حُمّٰى يَثْرِبَ قَالَ الْمُشْرِكُوْنَ: اِنَّهٗ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب مکہ میں آئے اور ان کو ضعیف کر دیا تھا مدینہ کے بخار نے اور مشرکوں نے کہہ رکھا کہ کل تمہارے پاس ایسے لوگ آئیں گے کہ ان کو

غَدًا قَوْمٌ قَدْ وَهَنَتْهُمُ الْحُمّٰى وَلَقُوْا مِنْهَا شِدَّةً فَجَلَسُوْا مِمَّا يَلِي الْحَجَرَ وَاَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يَّرْمُلُوْا ثَلَاثَةَ اَشْوَاطٍ وَيَمْشُوْا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ لِيَرَى الْمُشْرِكِيْنَ جَلَدَهُمْ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّ الْحُمّٰى قَدْ وَهَنَتْهُمْ هٰؤُلَاءِ اَجْلَدُ مِنْ كَذَا وَكَذَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﷺ: وَلَمْ يَمْنَعْهُ اَنْ يَّاْمُرَهُمْ اَنْ يَّرْمُلُوا الْاَشْوَاطَ كُلَّهَا اِلَّا الْاِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ.

[بخاري: ١٦٠٢، ٤٢٥٦؛ ابوداود: ١٨٨٦؛ نسائي: ٢٩٤٥]

بخار نے ضعیف و ناتواں کر رکھا ہے اور بڑی ناتوانی ان کو ہوگئی ہے اور مشرکین حطیم کے پاس بیٹھے اور نبی ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ تین شوط میں رمل کریں اور مابین حجر اسود کے اور رکن یمانی کے عادت کے موافق چلیں کہ مشرکوں کو ان کی قوت و طاقت معلوم ہو۔ سو مشرکوں نے کہا کہ تم نے تو کہا تھا کہ ان کو بخار نے ناتواں کر دیا ہے یہ تو ایسے ایسے طاقت ور ہیں کہ کیا کہنا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آپ ﷺ نے جوان کو ساتوں پھیروں میں رمل کا حکم نہیں دیا تو اس لیے کہ تھک جائیں گے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان حدیثوں سے رمل کا مستحب ہونا معلوم ہو گیا اور معنی رمل کے یہی ہیں کہ جلدی جلدی چھوٹے چھوٹے قدم رکھ کر چلنا اور کودنا ضروری نہیں کہ اس میں شجاعت اور جلادت اور قوت معلوم ہو اور یہ عمرہ کے طواف میں اور حج کے بھی ایک طواف میں مسنون ہے اور صحیح قول شافعی رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ رمل حج کے اس طواف میں ہونا چاہیے جس کے بعد سعی ہو اور اس پر اتفاق ہے کہ رمل عورتوں کو مسنون نہیں جیسے صفا اور مروہ میں ان کو دوڑنا ضروری نہیں، صرف عادت کے مطابق چلنا کافی ہے اور اگر کسی نے رمل کو ترک کیا تو سنت چھوٹ گئی اور کچھ جرمانہ اس پر نہیں اور بعض اصحاب مالک کے نزدیک اس پر ایک قربانی ہے اور بعض کے نزدیک نہیں اور بہیا (وادی کے بطن) کی جگہ میں دوڑ کر چلنا ضروری ہے وہاں دو سبز کھمبے لگا دیے ہیں ان کے بیچ میں دوڑ کر چلے اور جب تین پھیرے طواف کے پورے ہو جائیں تو چار باقی چکروں میں عادت کے موافق چلے اور یہ جو اخیر کی روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے جس میں مذکور ہے کہ مابین حجر اسود اور رکن یمانی کے عادت کے موافق چلیں یہ ساتویں سال عمرہ قضا کا حکم ہے اور حجۃ الوداع میں آپ ﷺ نے پورے تین شوط میں رمل کیا، پس اب یہ روایت حجۃ الوداع کی ناسخ ہے اور وہ منسوخ غرض پورے تین شوط میں رمل ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مذہب ہے کہ رمل جناب رسول اللہ ﷺ کا ضرورت کے سبب سے تھا کہ کفار پر ناتوانی مسلمانوں کی ظاہر نہ ہو۔ اب بعد رفع ضرورت کے سنت نہ رہا مگر جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کے نزدیک ہمیشہ سنت ہے تین شوط میں اور ہر پھیرے کو طواف کے شوط کہتے ہیں اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ ساتوں شوط میں رمل سنت ہے اور حسن بصری اور ثوری اور عبدالملک بن ماجشون رحمہم اللہ کے نزدیک اگر رمل ترک کر دے تو قربانی دے اور امام مالک رحمہ اللہ کا بھی پہلے یہی قول تھا پھر اس سے رجوع کیا۔ (کل هذا من النووی رحمہ اللہ)

(٣٠٦٠) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: اِنَّمَا سَعٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَمَلَ بِالْبَيْتِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِيْنَ قُوَّتَهُ. [بخاري: ١٦٤٩، ٤٢٥٧؛ نسائي: ٢٩٧٩]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے طواف میں اس لیے رمل کیا کہ مشرک لوگ آپ ﷺ کی قوت دیکھیں (یعنی اب ضروری نہیں، نہ مسنون ہے اور یہ انہی کا مذہب ہے)۔

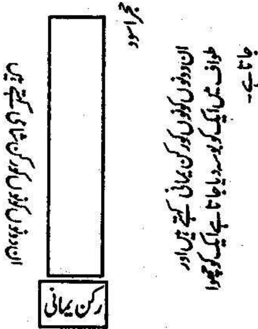
○ ○ ○ ○

(٣٠٦١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ مِنَ الْبَيْتِ اِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ [بخاري: ١٦٠٩؛

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے انہی دونوں یمن کی طرف کے کونوں کو بوسہ دیتے دیکھا۔

ابو داود: ۱۸۷۴؛ نسائی: ۲۹٤۹]

فائدہ: کعبہ مربع یعنی چار کونوں کا اور مستطیل یعنی لمبا مکان ہے اور دو کونے اس کے یمن کی طرف منسوب ہیں ان کو رکنین یمانیین کہتے ہیں اور دو کونے شام کی طرف منسوب ہیں ان کو شامیین کہتے ہیں اور رکن شامی کی طرف حطیم واقع ہے ان دونوں شامی کونوں کو نہ بوسہ لیتے ہیں نہ چھوتے ہیں بلکہ حطیم کی دیوار کے پار سے طواف کرتے ہیں کہ حطیم کی جگہ بھی طواف میں داخل ہو جائے اس لیے کہ یہ جگہ کعبہ کے اندر کی ہے مگر بنائے کعبہ کے وقت باہر رہ گئی ہے بخلاف دونوں کونوں یمانی کے کہ ان کو بوسہ دیتے ہیں، ایک کونے میں حجر اسود لگا ہوا ہے اور دوسرے کو رکن یمانی کہتے ہیں کہ یہ دونوں کونے بنائے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے موافق ہیں۔ بخلاف شامیوں کے چنانچہ کیفیت اس نقشہ کی مندرجہ بالا نقشہ سے ذہن نشین ہو سکتی ہے۔



○ ○ ○ ○

(۳۰٦۲) عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَلِمُ مِنْ أَرْكَانِ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ وَالَّذِي يَلِيهِ مِنْ نَّحْوِ دُوْرِ الْجُمَحِيِّيْنَ.

[نسائی: ۲۹۵۱؛ ابن ماجہ: ۲۹٤٦]

سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے چاروں کونوں میں سے رکن اسود (وہی جسے ہم اوپر رکن یمانی لکھ چکے ہیں) اور اس کے پاس والے کونے کو جو بنی جمح کے مکانوں کی طرف ہے، استلام کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: استلام کے معنی چھونا اور حجر اسود کو چھونا اور بوسہ دینا دونوں چاہیے اور رکن یمانی کو فقط چھونا ہی کافی ہے اور باقی دونوں کونوں کو نہ چھونا نہ بوسہ دینا کہ وہ بنائے ابراہیم پر نہیں واقع ہیں۔ یہی مذہب ہے جمہور کا اور بعض سلف نے ان کا چھونا بھی مستحب کہا ہے۔ چنانچہ حسن اور حسین اور ابن زبیر اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور عروہ بن زبیر رحمہ اللہ اور ابوالشعثاء رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے کہ چاروں رکنوں کو چھوئے اور قاضی ابوالطیب نے کہا ہے کہ امت کا اجماع ہو چکا ہے کہ ان دونوں کونوں کو نہ چھوئے اور کہا ہے کہ اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم میں پہلے اختلاف تھا پھر سب کا اجماع ہو گیا کہ دو ہی کونوں کو چھوئے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۳۰٦۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ ذَكَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَا يَسْتَلِمُ إِلَّا الْحَجَرَ وَالرُّكْنَ الْيَمَانِيَ. [نسائی: ۲۹٤۸]

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ صرف حجر اسود اور رکن یمانی کو چھوتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۳۰٦٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: مَا تَرَكْتُ الْإِسْتِلَامَ هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَ وَالْحَجَرَ مُذْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَلِمُهُمَا فِي شِدَّةٍ وَلَا رَخَاءٍ. [بخاری: ۱٦٦؛ نسائی: ۲۹۵۲]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا حجر اسود اور رکن یمانی کو استلام کرتے ہوئے جب سے میں نے نہیں چھوڑا نہ سختی میں، نہ آرام میں (یعنی کتنی ہی بھیڑ بھاڑ ہو میں استلام نہیں چھوڑتا)۔

(۳۰٦۵) عَنْ نَافِعٍ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اسْتَلَمَ الْحَجَرَ بِيَدِهِ ثُمَّ قَبَّلَ يَدَهُ قَالَ: مَا تَرَكْتُهُ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُهُ.

نافع نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ حجر اسود کو اپنے ہاتھ سے چھوا اور ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے ایسا کرتے ہوئے تب سے میں نے اسے نہیں چھوڑا۔

(٣٠٦٦) عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ الْبَكْرِيِّ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ: لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَلِمُ غَيْرَ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بوسہ دیتے نہیں دیکھا سوا ان دو رکن یمانی کے۔



بَابُ اسْتِحْبَابِ تَقْبِيْلِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ فِي الطَّوَافِ.

باب: طواف میں حجر اسود کو بوسہ دینا مستحب ہے۔

(٣٠٦٧) عَنْ سَالِمٍ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ: قَبَّلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ الْحَجَرَ ثُمَّ قَالَ: اَمَ وَاللّٰهِ! لَقَدْ عَلِمْتُ اَنَّكَ حَجَرٌ وَلَوْ لَا اَنِّي رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ زَادَ هَارُوْنُ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ عَمْرٌو: وَحَدَّثَنِي بِمِثْلِهَا زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ اَسْلَمَ.

[بخاری: ١٦٠٥، ١٦١٠]

سالم کے باپ نے روایت کی ہے کہ بوسہ دیا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم آگاہ ہو کہ میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھا ہوتا کہ وہ تجھے بوسہ دیتے تھے تو کبھی بوسہ نہ دیتا۔ ہارون نے اپنی روایت میں یہ کہا کہ اسی کی مثل مجھ سے روایت کی زید بن اسلم نے اپنے باپ اسلم سے۔



(٣٠٦٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ قَبَّلَ الْحَجَرَ وَقَالَ: اِنِّي لَاُقَبِّلُكَ وَاِنِّي لَاَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ وَلٰكِنِّي رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُكَ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور کہا کہ میں تجھے چوم رہا ہوں اور جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے لیکن میں نے نبی اکرم ﷺ کو تجھے چومتے دیکھا ہے۔

(٣٠٦٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ رَاَيْتُ الْاَصْلَعَ يَعْنِي عُمَرَ [بْنَ الْخَطَّابِ] يُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَيَقُوْلُ: وَاللّٰهِ! اِنِّي لَاُقَبِّلُكَ وَاِنِّي اَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ وَاَنَّكَ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْ لَا اَنِّي رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ وَفِي رِوَايَةِ الْمُقَدَّمِيِّ وَاَبِي كَامِلٍ رَاَيْتُ الْاُصَيْلِعَ. [ابن ماجه: ٢٩٤٣]

عبداللہ بن سرجس نے کہا کہ میں نے اصلع کو (یعنی جس کے سر پر بال نہ ہوں) دیکھا مراد اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں (اس سے معلوم ہوا کہ لقب کسی کا اگر مشہور ہو جائے اور وہ اس سے برا نہ مانے تو اس سے یاد کرنا درست ہے اگرچہ دوسرا شخص برا مانے) اور فرماتے تھے حجر کو بوسہ دیتے ہوئے کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں تجھ کو بوسہ دیتا ہوں اور جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے کہ نہ ضرر پہنچا سکتا ہے نہ نفع دے سکتا ہے (اس قول سے بت پرستوں اور گور پرستوں اور چلہ پرستوں کی نانی مر گئی جو قبروں وغیرہ کو اس خیال سے بوسہ دیتے ہیں کہ ہماری مراد دیں گے اس لیے کہ جب حجر اسود جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس کا بوسہ بھی اتباع جناب رسول کریم ﷺ کے سبب سے ہے نہ اس خیال سے کہ یہ ضرر رساں یا نفع دہندہ ہے تو پھر اور چیزیں جن کا بوسہ کہیں ثابت نہیں، بلکہ منع ہے اس خیال ناپاک کے ساتھ کیونکر جائز ہوگا) اور آگے وہی مضمون ہے جو اوپر گزرا۔



(۳۰۷۰) عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ يُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَيَقُولُ: إِنِّي لَأُقَبِّلُكَ وَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُقَبِّلُكَ لَمْ أُقَبِّلْكَ. [بخاري: ۱۵۹۷؛ ابو داود: ۱۸۷۳؛ ترمذي: ۸٦٠؛ نسائي: ۲۹۳۷]

مذکورہ بالا حدیث اس سند کے ساتھ بھی اسی طرح مذکور ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۰۷۱) عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ ﷺ قَبَّلَ الْحَجَرَ وَالْتَزَمَهُ وَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِكَ حَفِيًّا. [نسائي: ۲۹۳٦]

سوید نے کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے بوسہ لیا حجر اسود کا اور لپٹ گئے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ بہت تجھے چاہتے تھے۔

(۳۰۷۲) عَنْ سُفْيَانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ. قَالَ: وَلَكِنِّي رَأَيْتُ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ بِكَ حَفِيًّا وَلَمْ يَقُلْ: وَالْتَزَمَهُ. [راجع: ۳۰۷۱]

سفیان رضی اللہ عنہ سے وہی روایت مروی ہے مگر اس میں لپٹنے کا ذکر نہیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان روایتوں سے معلوم ہوا حجر اسود کو بوسہ دینا مستحب ہے۔

بَابُ جَوَازِ الطَّوَافِ عَلَى بَعِيرٍ وَغَيْرِهِ وَاسْتِلَامِ الْحَجَرِ بِمِحْجَنٍ وَنَحْوِهِ لِلرَّاكِبِ.

باب: سواری پر طواف کرنا جائز ہے اور حجر اسود کو چھڑی سے چھو سکتا ہے۔

(۳۰۷۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ طَافَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ. [بخاري: ۱٦٠۷؛ نسائي: ۲۹۵٤؛ ابن ماجه: ۲۹٤۸]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا اور حجر اسود کو اپنی چھڑی سے چھو لیتے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: محجن اس چھڑی کو کہتے ہیں کہ اس کا ایک سرا موڑا ہوا ہوتا ہے کہ سوار اونٹ کا اس سے گری پڑی چیز زمین سے اٹھالیتا ہے اور دوسرے سرے سے اونٹ کو ہانکتا ہے اور ہجوم کے وقت اگر رکن کو نہ چھو سکے تو چھڑی وغیرہ سے چھو لے اور اس کو بوسہ دے لے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حجۃ الوداع کہنا درست ہے اور جو لوگ اس کو منع کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔

(۳۰۷٤) عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: طَافَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْبَيْتِ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى رَاحِلَتِهِ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ بِمِحْجَنِهِ لِأَنْ يَرَاهُ النَّاسُ وَلِيُشْرِفَ وَلِيَسْأَلُوهُ فَإِنَّ النَّاسَ غَشُوهُ. [ابو داود: ۱۸۸٠]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ طواف کیا رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کا حجۃ الوداع میں اپنی اونٹنی پر اور حجر کو اپنی چھڑی سے چھوتے تھے تا کہ لوگ آپ ﷺ کو دیکھیں اور آپ ﷺ اونچے ہو جائیں اور آپ ﷺ سے مسائل پوچھیں اس لیے کہ لوگوں نے آپ ﷺ کو بہت گھیرا تھا۔

○ ○ ○ ○

(۳۰۷۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ﷺ يَقُولُ:

جابر رضی اللہ عنہ سے وہی مضمون مروی ہے اور ابن خشرم کی روایت میں وَلِيَسْأَلُوهُ

طَافَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰى رَاحِلَتِهِ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيَرَاهُ النَّاسُ وَلِيُشْرِفَ وَلِيَسْأَلُوْهُ فَإِنَّ النَّاسَ غَشُوْهُ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ خَشْرَمٍ وَيَسْأَلُوْهُ فَقَطْ.

[راجع:٦٠٧٤]

نہیں ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٠٧٦) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: طَافَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حَوْلَ الْكَعْبَةِ عَلٰى بَعِيْرِهٖ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ كَرَاهِيَةَ اَنْ يُضْرَبَ عَنْهُ النَّاسُ. [نسائی:٢٩٢٨]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ طواف کیا نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں کعبہ کے گرد اپنی اونٹنی پر اور رکن کو چھوتے جاتے اور اس لیے سوار ہوئے کہ لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹانا نہ پڑے۔

○ ○ ○ ○

(٣٠٧٧) عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ يَقُوْلُ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَيَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ مَعَهُ وَيُقَبِّلُ الْمِحْجَنَ.

[ابوداود: ١٨٧٩؛ ابن ماجه: ٢٩٤٩]

ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ طواف کرتے تھے اور رکن کو اپنی چھڑی سے چھوتے اور چھڑی کو چوم لیتے۔

○ ○ ○ ○

(٣٠٧٨) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا قَالَتْ: شَكَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنِّيْ اَشْتَكِيْ فَقَالَ: ((طُوْفِيْ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ)) قَالَتْ: فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَئِذٍ يُصَلِّيْ اِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَاُ ﴿وَالطُّوْرِ ۝ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ ۝﴾ . [بخاری: ٤٦٤، ١٦١٩، ١٦٢٦، ١٦٣٣، ٤٨٥٣؛ ابوداود: ١٨٨٢؛ نسائی: ٢٩٢٥، ٢٩٢٧؛ ابن ماجه: ٢٩٦١]

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے شکایت کی رسول اللہ ﷺ سے کہ میں بیمار ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: ”سب لوگوں کے پیچھے سوار ہو کر طواف کر لو۔“ سو انہوں نے کہا کہ میں طواف کرتی تھی اور آپ ﷺ سورہ والطور پڑھ رہے تھے نماز میں بیت اللہ کے بازو پر۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: آپ ﷺ نے ان کو لوگوں کے پیچھے طواف کا حکم اس لیے فرمایا کہ ایک عورت کو مردوں سے دور رہنا لازم ہے دوسرے یہ کہ لوگوں کو ان کے جانور سے ایذا نہ پہنچے۔ ان سب روایتوں سے ثابت ہوا کہ سوار ہو کر طواف درست ہے علی الخصوص بیمار کو۔ اسی لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے باب ایسا ہی باندھا ہے کہ بیمار کو طواف درست ہے سواری پر۔

بَابُ بَيَانِ اَنَّ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ رُكْنٌ لَا يَصِحُّ الْحَجُّ اِلَّا بِهٖ

باب: صفا و مروہ کی سعی حج کا رکن ہے اس کے بغیر حج درست نہیں ہے۔

(٣٠٧٩) عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَ

عروہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ اگر کوئی صفا

قُلْتُ لَهَا: إِنِّي لَأَظُنُّ رَجُلًا لَوْ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مَا ضَرَّهُ قَالَتْ: لِمَ؟ قُلْتُ: لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ﴾ [۲/ البقرة: ۱۵۸] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ فَقَالَتْ: مَا أَتَمَّ اللَّهُ حَجَّ امْرِئٍ وَلَا عُمْرَتَهُ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَوْ كَانَ كَمَا تَقُولُ لَكَانَ: فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَهَلْ تَدْرِي فِيمَا كَانَ ذَاكَ؟ إِنَّمَا كَانَ ذَاكَ أَنَّ الْأَنْصَارَ كَانُوا يُهِلُّونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لِصَنَمَيْنِ عَلَى شَطِّ الْبَحْرِ يُقَالُ لَهُمَا إِسَافٌ وَنَائِلَةُ ثُمَّ يَجِيئُونَ فَيَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يَحْلِقُونَ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ كَرِهُوا أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَهُمَا: لِلَّذِي كَانُوا يَصْنَعُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَتْ: فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ﴾ إِلَى آخِرِهَا قَالَتْ: فَطَافُوا.

اور مروہ میں سعی نہ کرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ انہوں نے فرمایا: ”کیوں؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”صفا اور مروہ اللہ پاک کی قدرت کی نشانیوں سے ہیں سو کچھ گناہ نہیں ان میں طواف کرنے سے۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ بات نہیں بلکہ یوں ہے کہ حج پورا نہیں ہوتا کسی کا اور نہ عمرہ جب تک طواف نہ کرلے صفا اور مروہ کا (یعنی سعی نہ کرے) اور اگر ایسا ہوتا جیسا تم نے جانا ہے تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتا کہ کچھ گناہ نہیں ان میں طواف نہ کرنے سے اور تم جانتے ہو کہ یہ آیت کیونکر اور کس حال میں اتری ہے کیفیت اس کی یہ ہے کہ دریا کے کنارے پر ایام جاہلیت میں دو بت تھے ایک کا نام اساف دوسرے کا نائلہ تھا اور لوگ ان کے پاس جاتے تھے اور پھر آ کر سعی کرتے تھے صفا اور مروہ پر اور پھر سر منڈاتے تھے پھر جب اسلام آیا تو مسلمانوں نے ان میں سعی کرنے کو برا جانا (یعنی مشرکوں کی چال سمجھی) تب اللہ پاک نے یہ آیت اتاری اسی لیے یوں فرمایا کہ ”صفا اور مروہ شعائر اللہ سے ہیں اور ان میں طواف کرنا گناہ نہیں۔“ پھر لوگ سعی کرنے لگے (غرض یہ کہ اب سعی واجب ہے اور ترک اس کا روا نہیں)۔



(۳۰۸۰) عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا مَا أَرَى عَلَيَّ جُنَاحًا أَنْ لَا أَتَطَوَّفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَتْ: لِمَ؟ قُلْتُ: لِأَنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ﴾ الْآيَةَ فَقَالَتْ: لَوْ كَانَ كَمَا تَقُولُ لَكَانَ: فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا إِنَّمَا أُنْزِلَ هَذَا فِي أُنَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانُوا إِذَا أَهَلُّوا أَهَلُّوا لِمَنَاةَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَا يَحِلُّ لَهُمْ أَنْ يَطَّوَّفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا قَدِمُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لِلْحَجِّ ذَكَرُوا ذَلِكَ لَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ هَذِهِ الْآيَةَ فَلَعَمْرِي مَا أَتَمَّ اللَّهُ حَجَّ مَنْ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

عروہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ اگر کوئی طواف نہ کرے صفا اور مروہ میں تو میں جانتا ہوں کہ کچھ حرج نہیں۔ انہوں نے فرمایا: کیوں؟ کہا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں پھر گناہ نہیں کوئی اس میں طواف کرے۔“ تو انہوں نے فرمایا: اگر یہ بات ہوتی تو یوں فرماتا اللہ پاک کہ اگر کوئی طواف نہ کرے تو کچھ گناہ نہیں اور یہ آیت تو انصار کے لوگوں میں اتری کہ وہ لوگ جب لبیک پکارتے تو لبیک پکارا کرتے تھے، مناۃ کے نام سے ایام جاہلیت میں اور کہتے تھے کہ ہم کو صفا اور مروہ میں سعی کرنا درست نہیں پھر جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کو آئے تو اس کا ذکر ہوا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری سو اب قسم ہے میری جان کی کہ پورا نہ ہوگا حج اس کا جو سعی نہ کرے صفا اور مروہ کی۔

[ابن ماجه: ٢٩٨٦] ○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے کمال علم اور تفقہ ثابت ہوا ہماری ماں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا کہ خوب سمجھا انہوں نے اس آیت کے مطلب کو۔ ظاہر میں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ سعی نہ واجب ہے نہ ضروری ہے اور نہ سبب نزول سے اس کے معلوم ہوتا ہے مگر ان لوگوں نے جب اس میں عیب سمجھا، تب اس طرح ارشاد ہوا غرض ایک شے واجب ہوتی ہے مگر جب آدمی اس کو برا جاننے لگتا ہے تو اس سے کہتے ہیں کہ اس میں کچھ عیب نہیں اور غرض یہ ہوتی ہے کہ اس کے خیال کو رد کر دیں اور وجوب اس کا جیسا ہے ویسا ہی رہتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی عصر کی نماز نہ پڑھ سکا اور غروب آفتاب قریب ہو گیا اور وہ یہ خیال کرے کہ غروب کے وقت نماز روا نہیں تو اس سے کہیں گے کہ اس وقت نماز پڑھنے میں کچھ گناہ نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ نماز واجب اور فرض نہ رہی اور یہ جو اوپر کی روایت میں مذکور ہوا کہ اساف و نائلہ دو بت تھے دریا کے کنارے اس کو قاضی عیاض رحمہ اللہ نے غلط کہا ہے اور ٹھیک بات یہ ہے کہ دوسری روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ وہ لوگ مناۃ کے نام سے لبیک پکارتے تھے اور یہ مشہور ہے کہ مناۃ ایک بت تھا جو عمرو بن لحی نے دریا کے کنارے کھڑا کیا تھا مشلل میں قدید کے پاس اور ایسا ہی وارد ہوا ہے اس روایت میں موطا کی اور ازد اور غسان اسی کے نام کی لبیک پکارتے تھے حج میں اور ابن کلبی نے کہا کہ مناۃ ایک پتھر تھا کہ ہذیل اسے پوجتے تھے قدید میں اور اساف اور نائلہ یہ کبھی دریا کے کنارے نہیں تھے بلکہ ان کی حقیقت یوں مشہور ہے کہ وہ مرد و عورت تھے اساف بیٹا تھا بقا کا اور نائلہ بیٹی تھی ذئب کی اور اس کو بنت سہل بھی کہتے تھے اور یہ دونوں قبیلہ جرہم سے تھے اور انہوں نے کعبہ کے اندر زنا کیا تھا سو اللہ تعالیٰ نے ان کو مسخ کر کے پتھر کر دیا اور یہ کعبہ کے پاس گاڑ دیے تھے یا صفا مروہ پر کہ لوگ ان کو دیکھ کر عبرت پکڑیں اور بعض نے کہا کہ قصی بن کلاب نے ان کو پھر وہاں سے بدل دیا اور ایک کو کعبہ سے ملا کے رکھ دیا اور دوسرے کو زمزم پر اور بعض نے کہا: دونوں کو زمزم پر رکھ دیا اور ان کے پاس قربانی کی اور ان کی عبادت کا حکم دیا پھر جب مکہ فتح ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو توڑ ڈالا اور یہ قصہ جو ہم نے طول دیا تو بڑے فائدے کیلئے یعنی جیسا حال اساف و نائلہ کا ہوا کہ غرض اگلے لوگوں کی اس کے رکھنے سے یہ تھی کہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور خانہ کعبہ کا ادب کریں شیطان نے چند روز میں یہ غرض بھلا کر اپنا مطلب نکالا کہ ان کی عبادت کروائی اور خلق کو شرک میں ڈال دیا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو توڑ ڈالا کہ شرک کی برائی اور مشرکوں کی اہانت ظاہر ہو جائے یہی حال ہے صالحین کی قبور کا اور ان کے آثار اور مقامات اور چلوں کا کہ جب لوگ ان کی زیارت موافق سنت کے چھوڑ دیں اور ان کی قبور کو دیکھ کر اپنی موت کا یاد کرنا چھوڑ دیں بلکہ ان کو سجدہ اور نذریں، منتیں، نیازیں چڑھانے لگیں اور معبود برحق کی طرح ان کی عبادت کرنے لگیں تو متبعان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ضروری ہے کہ ان گنبدوں کو توڑ ڈالیں اور ان قبروں کو زمین کے برابر کر دیں۔ ان چلوں کو منہدم اور خاک کر دیں۔ اگرچہ ہزاروں مشرک پڑے چلایا کریں اور لاکھوں گور پرست غل مچایا کریں۔

(٣٠٨١) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ مَا أَرَى عَلَى أَحَدٍ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ شَيْئًا وَمَا أُبَالِي أَنْ لَا أَطُوفَ بَيْنَهُمَا قَالَتْ: بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا ابْنَ أُخْتِي! طَافَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَطَافَ الْمُسْلِمُونَ فَكَانَتْ سُنَّةً وَإِنَّمَا كَانَ مَنْ أَهَلَّ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِي بِالْمُشَلَّلِ لَا يَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ سَأَلْنَا النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ

عروہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ جو سعی نہ کرے صفا اور مروہ میں اس پر کچھ گناہ نہیں اور میں تو پرواہ نہیں رکھتا اگر نہ سعی کروں ان میں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ برا کہا تو نے اے میرے بھانجے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور مسلمانوں نے سب نے سعی کی ہے اور یہ سنت ہے یہاں سنت سے مراد واجب ہے اور حقیقت اس کی یہ ہے کہ عرب میں دستور تھا کہ جو مناۃ بدبخت کا جو مشلل میں تھا لبیک پکارتا تھا۔ وہ سعی نہ کرتا تھا صفا، مروہ میں پھر جب اسلام ہوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہم لوگوں نے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ ''صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ہے پھر جو حج کرے یا عمرہ لائے اس پر گناہ نہیں کہ ان میں سعی کرے۔'' اور اگر وہ بات ہوتی جو تم نے کہی

شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِاعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ الآيَةَ وَلَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُوْلُ لَكَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِاَبِيْ بَكْرِبْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَاَعْجَبَهُ ذٰلِكَ وَقَالَ: اِنَّ هٰذَا الْعِلْمُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ رِجَالاً مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ: اِنَّمَا كَانَ مَنْ لَّا يَطُوْفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مِنَ الْعَرَبِ يَقُوْلُوْنَ: اِنَّ طَوَافَنَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْحَجَرَيْنِ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَقَالَ اٰخَرُوْنَ مِنَ الْاَنْصَارِ: اِنَّمَا اُمِرْنَا بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَمْ نُؤْمَرْ بِهٖ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾ قَالَ اَبُوْبَكْرِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ: فَاُرَاهَا قَدْ نَزَلَتْ فِيْ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ.

تو یوں فرماتے کہ گناہ نہیں اس پر جو سعی نہ کرے ان میں زہری نے کہا کہ میں نے یہ روایت ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے بیان کی تو انہوں نے بہت پسند کی اور انہوں نے کہا کہ علم اسی کا نام ہے یعنی جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت سے سمجھا اور ابوبکر نے کہا: میں نے سنا ہے بہت لوگوں سے جو علم رکھتے تھے وہ کہتے تھے کہ یہ طواف نہ کرنے والے صفا اور مروہ میں عرب کے لوگ تھے کہ وہ کہتے تھے کہ ان دو پتھروں کے بیچ میں طواف کرنا جاہلیت کا کام تھا، اور دوسرے لوگوں کا قول تھا کہ ہم کو طواف بیت اللہ کا حکم ہوا ہے صفا اور مروہ میں پھرنے کا حکم نہیں ہوا جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ ”صفا اور مروہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ہیں۔“ آخر آیت تک ابوبکر نے کہا کہ میں بھی یہی خیال کرتا ہوں کہ انہی دوگروہوں کے واسطے یہ آیت اتری۔



(۳۰۸۲) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: سَاَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِهٖ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ: فَلَمَّا سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّا كُنَّا نَتَحَرَّجُ اَنْ نَطُوْفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِاعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: قَدْ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا فَلَيْسَ لِاَحَدٍ اَنْ يَّتْرُكَ الطَّوَافَ بِهِمَا.

عروہ نے وہی قصہ روایت کیا جو اوپر مذکور ہوا اور اس میں یہ ہے کہ جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہم کو یہاں طواف کرنا برا معلوم ہوتا ہے تب اللہ پاک نے یہ آیت اتاری۔ ﴿ان الصفا والمروة من شعآئر اللّٰه﴾ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر سنت ٹھہرا دیا اس سعی کو رسول اللہ ﷺ نے۔ اب کسی کو اس کا ترک کرنا روا نہیں۔



(۳۰۸۳) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ الْاَنْصَارَ كَانُوْا قَبْلَ اَنْ يُّسْلِمُوْا هُمْ وَغَسَّانُ يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ فَتَحَرَّجُوْا اَنْ

عروہ سے روایت ہے کہ جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کو خبر دی کہ انصار کا قاعدہ تھا اور غسان کا کہ وہ اسلام سے پیشتر مناۃ کیلئے لبیک پکارتے تھے اور صفا اور مروہ میں سعی کرنا برا جانتے تھے اور یہی طریقہ تھا

يَطُوفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَكَانَ ذٰلِكَ سُنَّةً فِي آبَائِهِمْ مَنْ أَحْرَمَ لِمَنَاةَ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَإِنَّهُمْ سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ حِينَ أَسْلَمُوا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي ذٰلِكَ: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ﴾.

ان کے باپ دادا کا کہ جس نے احرام باندھا مناۃ کے لیے وہ صفا اور مروہ میں سعی نہ کرتا تھا اور جب وہ لوگ مسلمان ہوئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تب اللہ پاک نے یہ آیت اتاری کہ ”صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ہے سو جو حج کرے بیت اللہ کا یا عمرہ کرے اس کو گناہ نہیں ہے کہ سعی کرے ان دونوں میں اور جس نے خوشی سے نیکی کی ہے اللہ تعالیٰ اس کا قدر دان اور جاننے والا ہے۔“



(٣٠٨٤) عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: كَانَتِ الْأَنْصَارُ يَكْرَهُونَ أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتّٰى نَزَلَتْ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾. [بخاري: ١٦٤٨، ٤٤٩٥؛ ترمذي: ٢٩٦٦]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار صفا اور مروہ کی سعی کو برا جانتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت اتری ﴿ان الصفا والمروة من شعائر الله﴾۔



بَابُ بَيَانِ أَنَّ السَّعْيَ لَا يُكَرَّرُ.

باب: سعی دوبارہ نہیں ہوتی۔

(٣٠٨٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ ﷺ وَلَا أَصْحَابُهُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ إِلَّا طَوَافًا وَاحِدًا. [راجع: ٢٩٤٢]

جابر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ سعی نہیں کی رسول اللہ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے صحابہ نے صفا اور مروہ کی مگر ایک بار۔



فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج و عمرہ میں سعی کو ایک ہی بار کرنا چاہیے اور دوبارہ کرنا نہ چاہیے اس لیے کہ بدعت ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ قارن تھے اس لئے کہ قارن کو ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اس سے حال معلوم ہو گیا ان دعاؤں اور وظیفوں اور اشغال کا جو مشائخین میں مروج ہیں اور پیغمبر معصوم سے ثابت نہیں کہ وہ سب بدعت ہیں اسلئے کہ جب ایک چیز کی اصل ثابت ہے۔ اس کی تکرار بدعت ہوئی تو جس کی سرے سے اصل بھی ثابت نہیں تو وہ بدرجہ اولیٰ بدعت ہے اور معلوم ہوا کہ شارع علیہ السلام نے ہر وظیفہ اور دعاؤں کی جو تعداد مقرر کر دی ہے اس سے زیادہ کرنا بھی بدعت ہو جاتا ہے اور وہ فعل بہ سبب اس زیادت محدثہ کے بدعت میں شمار کیا جاتا ہے اور یہ بڑے کام کی بات ہے اور اس کو خوب یاد رکھنا چاہیے۔

(٣٠٨٦) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ: إِلَّا طَوَافًا وَاحِدًا

مسلم نے فرمایا کہ روایت کی ہم سے عبد بن حمید نے، ان کو خبر دی محمد بن بکر نے، ان کو ابن جریج نے اسی سند سے مثل روایت مذکورہ کے اور اس میں یہ ہے کہ ایک ہی بار طواف کیا (یعنی صفا اور مروہ کا جو پہلی بار کیا تھا)

طَوَافَهُ الْأَوَّلَ. [راجع: ٣٠٨٥]

○ ○ ○ ○

بَابُ اسْتِحْبَابِ إِدَامَةِ الْحَاجِّ التَّلْبِيَةَ حَتّٰى يَشْرَعَ فِي رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ.

باب: حاجی جمرہ عقبہ کی رمی شروع کرنے تک لبیک پکارتا جائے۔

(٣٠٨٧) عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ﷺ قَالَ: رَدِفْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا بَلَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الشِّعْبَ الْأَيْسَرَ الَّذِيْ دُوْنَ الْمُزْدَلِفَةِ أَنَاخَ فَبَالَ ثُمَّ جَآءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ الْوَضُوْءَ فَتَوَضَّأَ وُضُوْءًا خَفِيْفًا ثُمَّ قُلْتُ: الصَّلٰوةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((الصَّلٰوةُ أَمَامَكَ)) فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى ثُمَّ رَدِفَ الْفَضْلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَدَاةَ جَمْعٍ. [بخاري:١٦٦٩]

اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کی سواری پر پیچھے بیٹھا عرفات سے پھر جب آپ ﷺ بائیں گھاٹی پر پہنچے مزدلفہ کے قریب تو اونٹ بٹھایا پیشاب کیا اور آئے میں نے آپ ﷺ پر پانی ڈالا سو آپ ﷺ نے ہلکا سا وضو کیا پھر میں نے عرض کیا کہ نماز کا وقت آ گیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ”نماز تمہارے آگے ہے۔“ پھر آپ ﷺ سوار ہوئے اور مزدلفہ آئے اور نماز پڑھی پھر فضل کو اپنے پیچھے بٹھایا صبح کو مزدلفہ کی۔

○ ○ ○ ○

قَالَ كُرَيْبٌ: فَأَخْبَرَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ ﷺ عَنِ الْفَضْلِ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّيْ حَتّٰى بَلَغَ الْجَمْرَةَ.

کریب نے کہا کہ خبر دی مجھے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فضل رضی اللہ عنہ سے کہ جناب رسالت مآب رسول اللہ ﷺ برابر لبیک پکارتے رہے یہاں تک کہ جمرہ پر پہنچے (یعنی جمرہ عقبہ پر)۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفات سے سواری پر لوٹنا مستحب ہے اور ایک سواری پر دو شخصوں کا بیٹھنا بھی روا ہے جب سواری کو طاقت ہو اور بزرگوں کے پیچھے سواری پر بیٹھنا خلاف ادب نہیں قولہ: میں نے آپ ﷺ پر پانی ڈالا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وضو میں دوسرے شخص سے کبھی کبھی مدد لینا بھی روا ہے مگر عادت نہ کرے جیسے آپ ﷺ کی عادت نہ تھی اور اسامہ رضی اللہ عنہ نے جو کہا نماز کا وقت آ گیا۔ مراد اس سے نماز مغرب ہے کہ انہوں نے خیال کیا کہ عادت کے خلاف آج نماز میں دیر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہ نماز تمہارے آگے ہے۔“ یعنی آج کے دن نماز مغرب مزدلفہ میں پڑھنا مشروع ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اپنا بڑا بوڑھا اگر معلوم ہو کہ کچھ بھول گیا تو یاد دلا دے جیسے اسامہ رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ نبی ﷺ نماز بھول گئے اور یاد دلائی اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”آج کے دن مغرب اور عشاء میں جمع تاخیر کرنا ہے۔“ اور مزدلفہ میں جمع کرنا ان دونوں نمازوں کا باجماع مسلمین سنت ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول شاذ ہے کہ اگر کسی نے راہ میں مغرب پڑھ لی تو اعادہ اس کا واجب ہے اور باقی کا قول ہے کہ اگر راہ میں پڑھ لے تو روا ہے مگر خلاف سنت ہوا اور معلوم ہوا کہ لبیک پکارتا ہے حاجی جب تک کہ رمی جمرہ عقبہ کی شروع نہ کرے قربانی کے دن صبح کو اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور ثوری اور ابو حنیفہ اور ابوثور اور جماہیر علماء صحابہ و تابعین کا اور تمام فقہائے امصار و قریٰ کا اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ عرفہ کی صبح تک لبیک کہے پھر جب صبح کی نماز پڑھ چکے موقوف کرے اور حضرت علی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور فقہائے مدینہ کا قول ہے کہ عرفہ کے دن زوال شمس تک لبیک کہے اور جب وقوف عرفات شروع کرے تب موقوف کرے اور امام احمد اور اسحاق اور بعض سلف کا قول ہے کہ جب تک رمی جمرہ عقبہ سے فارغ نہ ہو کہتا جائے اور دلیل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کی یہی حدیث ہے جس کا ابھی ترجمہ ہوا ہے اور آگے کی روایات بھی اس کی مؤید ہیں۔

(٣٠٨٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنْ جَمْعٍ۔ قَالَ: فَاَخْبَرَنِیْ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ الْفَضْلَ رضی اللہ عنہ اَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمْ یَزَلْ یُلَبِّیْ حَتّٰی رَمٰی جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ۔ [بخاری: ١٦٨٥؛ ابوداود: ١٨١٥؛ ترمذی: ٩١٨؛ نسائی: ٣٠٥٥]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے پیچھے اونٹنی پر بٹھا لیا فضل رضی اللہ عنہ کو مزدلفہ سے اور راوی نے کہا کہ خبر دی مجھ کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ خبر دی ان کو فضل نے کہ نبی ﷺ لبیک پکارتے رہے یہاں تک کہ رمی کی جمرہ عقبہ کی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: احمد رحمہ اللہ اور اسحاق کی دلیل یہی روایت ہے اور جمہور اس کا جواب دیتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب تک رمی شروع نہ کی۔

(٣٠٨٩) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما وَكَانَ رَدِیْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. اَنَّهٗ قَالَ فِیْ عَشِیَّةِ عَرَفَةَ وَغَدَاةِ جَمْعٍ لِلنَّاسِ حِیْنَ دَفَعُوْا ((عَلَیْكُمْ بِالسَّكِیْنَةِ)) وَهُوَ كَافٌّ نَاقَتَهٗ حَتّٰی دَخَلَ مُحَسِّرًا۔ وَهُوَ مِنْ مِّنًی۔ قَالَ: ((عَلَیْكُمْ بِحَصَی الْخَذْفِ الَّذِیْ تُرْمٰی بِهِ الْجَمْرَةُ)) وَقَالَ: لَمْ یَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُلَبِّیْ حَتّٰی رَمَی الْجَمْرَةَ۔ [نسائی: ٣٠٢٠، ٣٠٥٢، ٣٠٥٨]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ جو ردیف تھے رسول اللہ ﷺ کے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ عرفہ کی شام کو اور مزدلفہ کی صبح کو لوگوں سے فرماتے تھے کہ ”آرام سے چلو۔“ اور آپ ﷺ اپنی اونٹنی کو روکے ہوئے چلتے تھے یہاں تک کہ محسر میں داخل ہوئے اور محسر منیٰ میں ہے تو وہاں پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”چٹکی سے مارنے کی کنکریاں اٹھا لو کہ ان سے جمرہ کو مارا جائے۔“ اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ برابر لبیک پکارتے رہے یہاں تک کہ جمرہ کو کنکریاں ماریں۔

○ ○ ○ ○

(٣٠٩٠) وَحَدَّثَنِیْهِ زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُو الزُّبَیْرِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَیْرَ اَنَّهٗ لَمْ یَذْكُرْ فِی الْحَدِیْثِ لَمْ یَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُلَبِّیْ حَتّٰی رَمَی الْجَمْرَةَ وَزَادَ فِیْ حَدِیْثِهٖ وَالنَّبِیُّ ﷺ یُشِیْرُ بِیَدِهٖ كَمَا یَخْذِفُ الْاِنْسَانُ۔

مسلم رحمہ اللہ نے کہا اور روایت کی ہم سے یہی حدیث زہیر بن حرب نے، ان سے ابن جریج نے، ان سے ابوالزبیر نے اسی سند سے مگر اس میں یہ ذکر نہیں کیا کہ جناب رسول مقبول ﷺ لبیک پکارتے رہے یہاں تک کہ جمرہ کو کنکر مارے اور یہ بات زیادہ بیان کی کہ نبی ﷺ اشارہ کرتے تھے ہاتھ سے (یعنی جب کنکر اٹھانے کا حکم دیا تھا) کہ جیسے چٹکی سے پکڑ کر آدمی کنکر پھینکتا ہے (یعنی ایسے کنکر اٹھانا)۔

(٣٠٩١) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: وَنَحْنُ بِجَمْعٍ: سَمِعْتُ الَّذِیْ اُنْزِلَتْ عَلَیْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ یَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الْمَقَامِ: ((لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ))۔ [نسائی: ٣٠٤٦]

عبدالرحمٰن نے کہا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ ہم سے مزدلفہ میں کہتے تھے کہ میں نے سنا ہے ان کو جن پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی ہے کہ وہ اس مقام میں لبیک پکارتے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہی مذہب ہے جمہور کا جیسے آگے گزرا اور اس سے معلوم ہوا کہ سورۂ بقرہ اور سورۂ نساء کہنا درست ہے اور یہی مذہب ہے جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کا اور قول عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جو اس حدیث میں مذکور ہوا کہ انہوں نے کہا: میں نے سنا ہے ان کو جن پر سورۂ بقرہ اتری ہے اس میں سورۂ بقرہ کی تخصیص اس لیے کہ اس میں اکثر مناسک حج کے مذکور ہیں۔

(٣٠٩٢) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ لَبّٰى حِيْنَ اَفَاضَ مِنْ جَمْعٍ فَقِيْلَ اَعْرَابِيٌّ هٰذَا؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: اَنَسِيَ النَّاسُ اَمْ ضَلُّوْا؟ سَمِعْتُ الَّذِيْ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ يَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ: ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ! لَبَّيْكَ)). [راجع:٣٠٩١]

عبدالرحمٰن نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے لبیک پکاری جب مزدلفہ سے لوٹے تو لوگوں نے کہا کہ شاید یہ کوئی گاؤں کا آدمی ہے (یعنی جواب لبیک پکارتا ہے) تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا لوگ بھول گئے (یعنی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) یا گمراہ ہو گئے میں نے خود سنا ہے ان سے جن پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی ہے کہ وہ اس جگہ میں لبیک پکارتے تھے۔



فائدہ۔ مسلم رحمہ اللہ نے کہا کہ یہی روایت بیان کی ہم سے حسن حلوانی نے، انہوں نے روایت کی یحییٰ بن آدم سے، انہوں نے سفیان سے، انہوں نے حصین سے اسی اسناد سے اور کہا مسلم نے کہ روایت کی مجھ سے یوسف بن حماد نے، ان سے زیاد یعنی بکائی نے، ان سے حصین نے، انس سے کثیر بن مدرک نے، ان سے عبدالرحمٰن بن یزید نے اور اسود بن یزید نے دونوں نے کہا: سنا ہم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ فرماتے تھے مزدلفہ میں کہ سنا میں نے ان سے جن پر سورۂ بقرہ اتری ہے کہ اس جگہ میں لبیک پکارتے تھے پھر انہوں نے لبیک پکاری اور ہم لوگوں نے بھی ان کے ساتھ لبیک پکاری۔

(٣٠٩٣) وَحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُصَيْنٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ. [راجع:٣٠٩١]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔



(٣٠٩٤) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ وَالْاَسْوَدِ ابْنِ يَزِيْدَ قَالَا: سَمِعْنَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ بِجَمْعٍ سَمِعْتُ الَّذِيْ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ هٰهُنَا يَقُوْلُ: ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ! لَبَّيْكَ)) ثُمَّ لَبّٰى وَلَبَّيْنَا مَعَهٗ.

ایک روایت میں ہے کہ ہم نے عبداللہ بن اسود کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے اس ذات سے سنا جس پر یہاں سورۃ البقرہ نازل ہوئی آپ فرما رہے تھے ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ)) پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی تلبیہ پڑھی اور ہم نے آپ کے ساتھ پڑھی۔



بَابُ التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيْرِ فِي الذَّهَابِ مِنْ مِّنًى اِلٰى عَرَفَاتٍ فِيْ يَوْمِ عَرَفَةَ

باب: لبیک اور تکبیر کہنے کا بیان جب منیٰ سے عرفات کو جائے عرفہ کے دن۔

(٣٠٩٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: غَدَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مِّنًى اِلٰى عَرَفَاتٍ مِنَّا الْمُلَبِّيْ وَمِنَّا الْمُكَبِّرُ.

[ابوداود:١٨١٦]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب ہم صبح کو چلے منیٰ سے عرفات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو کوئی ہم میں سے لبیک پکارتا تھا اور کوئی تکبیر کہتا تھا۔



(٣٠٩٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَدَاةِ عَرَفَةَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے عرفہ کی صبح کو سو کوئی ہم میں سے اللہ اکبر کہتا تھا کوئی لا الہ الا اللہ اور ہم ان میں

فَمِنَّا الْمُكَبِّرُ وَمِنَّا الْمُهَلِّلُ فَأَمَّا نَحْنُ فَنُكَبِّرُ قَالَ قُلْتُ: وَاللّٰهِ! لَعَجَبًا مِّنْكُمْ كَيْفَ لَمْ تَقُوْلُوْا لَهُ: مَا ذَا رَأَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ؟ [راجع:٣٠٩٥]

تھے جو اللہ اکبر کہتے تھے میں نے ان سے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے تم نے ان سے یہ کیوں نہ پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو کیا کرتے دیکھا۔ (سبحان اللہ! عاشق سنت ایسے ہوتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا فعل دریافت کیوں نہ کیا کہ آپ ﷺ کیا فرماتے تھے)۔

(٣٠٩٧) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ اَنَّهُ سَأَلَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ﷺ وَهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِنًى اِلَى عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ فِیْ هٰذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: كَانَ يُهِلُّ الْمُهِلُّ مِنَّا فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ مِنَّا فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ. [بخاری: ٩٧٠، ١٦٥٩؛ نسائی: ٣٠٠٠، ٣٠٠١؛ ابن ماجه: ٣٠٠٨]

محمد بن ابوبکر ثقفی نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور وہ دونوں منیٰ سے عرفات کو جاتے تھے کہ تم لوگ کیا کرتے تھے آج کے دن جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ؟ سو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کوئی ہم میں سے **لا الٰہ الا اللّٰہ** کہتا تھا سو اس کو کوئی منع نہ کرتا تھا اور کوئی ہم میں سے **اللّٰہ اکبر** کہتا تھا تب بھی کوئی اس کو منع نہ کرتا تھا۔



فائدہ: ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ تکبیر اور تہلیل دونوں مستحب ہیں جب آدمی منیٰ سے عرفات کو جائے عرفہ کے دن اور لبیک ان دونوں سے افضل ہے اور ان روایتوں سے ان کا قول رد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ لبیک پکارنا چھوڑ دے بعد صبح کے عرفہ کے دن۔

(٣٠٩٨) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ غَدَاةَ عَرَفَةَ مَا تَقُوْلُ فِی التَّلْبِيَةِ هٰذَا الْيَوْمَ؟ فَقَالَ: سِرْتُ هٰذَا الْمَسِيْرَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَاَصْحَابِهٖ فَمِنَّا الْمُكَبِّرُ وَمِنَّا الْمُهَلِّلُ وَلَا يَعِيْبُ اَحَدُنَا عَلٰى صَاحِبِهٖ. [راجع:٣٠٩٧]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے عرفہ کی صبح تلبیہ پڑھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو پھر آپ نے فرمایا کہ میں اور نبی اکرم ﷺ کے ساتھی اس سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے تو کوئی ہم میں سے تکبیر کہتا اور کوئی تہلیل اور کوئی بھی اپنے ساتھی پر عیب نہ لگاتا تھا۔



بَابُ الْإِفَاضَةِ مِنْ عَرَفَاتٍ اِلَى الْمُزْدَلِفَةِ وَاسْتِحْبَابِ صَلَاتَيِ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ جَمِيْعًا بِالْمُزْدَلِفَةِ فِیْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ

باب: عرفات سے مزدلفہ لوٹنے اور اس رات مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھنے کا بیان۔

(٣٠٩٩) عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ﷺ اَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ: دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عَرَفَةَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوْءَ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلٰوةَ قَالَ: ((الصَّلٰوةُ

کریب جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں انہوں نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: لوٹے محمد رسول اللہ ﷺ عرفات سے یہاں تک کہ جب گھاٹی کے پاس آئے اترے اور پیشاب کیا اور ہلکا سا وضو کیا اور مبالغہ نہیں کیا وضو میں، میں نے کہا: نماز کا وقت ہو گیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز تمہارے آگے ہے۔'' اور پھر سوار ہوئے اور مزدلفہ میں آئے

اَمَامَكَ)) فَرَكِبَ فَلَمَّا جَآءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَتَوَضَّأَ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَنَاخَ كُلُّ اِنْسَانٍ بَعِيْرَهٗ فِيْ مَنْزِلِهٖ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الْعِشَاءُ فَصَلَّاهَا وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا.

[بخاری: ۱۳۹، ۱۸۱، ۱۶۶۷، ۱۶۷۲؛ ابوداود: ۱۹۲۵؛ نسائی: ۳۰۲٤، ۳۰۲۵]

اور اترے اور وضو کیا پوری طرح سے پھر نماز کی تکبیر ہوئی اور مغرب پڑھی پھر ہر ایک نے اپنا اونٹ جہاں تھا وہیں بٹھا دیا پھر تکبیر ہوئی اور عشاء پڑھی اور ان کے بیچ میں کچھ نہیں پڑھا (یعنی سنت نہ پڑھی)۔

○ ○ ○ ○

(۳۱۰۰) عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ﷛ قَالَ: انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ الدَّفْعَةِ مِنْ عَرَفَاتٍ اِلٰى بَعْضِ تِلْكَ الشِّعَابِ لِحَاجَتِهٖ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ فَقُلْتُ: اَتُصَلِّيْ؟ فَقَالَ: ((الْمُصَلّٰى اَمَامَكَ)). [راجع:۳۰۹۹]

کریب نے کہا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوٹے رسول اللہ ﷺ عرفات سے اور بعض گھاٹیوں میں اترے حاجت کے واسطے اور میں نے آپ ﷺ پر پانی ڈالا یعنی وضو کے وقت اور کہا کہ آپ ﷺ نماز پڑھیں گے؟ تو فرمایا: ''نماز کی جگہ تمہارے آگے ہے۔'' (یعنی مزدلفہ اور باقی تفصیل اس حدیث اسامہ رضی اللہ عنہ کی اوپر ہو چکی ہے)۔

○ ○ ○ ○

(۳۱۰۱) عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ ﷛ يَقُوْلُ: اَفَاضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا انْتَهٰى اِلَى الشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ -وَلَمْ يَقُلْ اُسَامَةُ: اَرَاقَ الْمَاءَ- قَالَ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وُضُوْءًا لَيْسَ بِالْبَالِغِ قَالَ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! الصَّلٰوةَ قَالَ: ((الصَّلٰوةُ اَمَامَكَ)) قَالَ: ثُمَّ سَارَ حَتّٰى بَلَغَ جَمْعًا فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ.

[راجع:۳۰۹۹]

کریب نے وہی مضمون اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور اس میں اسامہ رضی اللہ عنہ کے پانی ڈالنے کا ذکر نہیں ہے اور یہ بات زیادہ ہے کہ پھر آپ ﷺ مزدلفہ پہنچے اور مغرب اور عشاء ملا کر پڑھی۔

○ ○ ○ ○

(۳۱۰۲) عَنْ كُرَيْبٍ اَنَّهٗ سَاَلَ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ ﷛ كَيْفَ صَنَعْتُمْ حِيْنَ رَدِفْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ؟ فَقَالَ: جِئْنَا الشِّعْبَ الَّذِيْ يُنِيْخُ النَّاسُ فِيْهِ لِلْمَغْرِبِ فَاَنَاخَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَاقَتَهٗ وَبَالَ -وَمَا قَالَ: اَهْرَاقَ الْمَاءَ- ثُمَّ دَعَا بِالْوَضُوْءِ فَتَوَضَّأَ وُضُوْءًا لَيْسَ بِالْبَالِغِ

کریب نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جب تم سوار ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تو کیا کیا عرفہ کی شام کو؟ انہوں نے کہا کہ ہم اس گھاٹی تک آئے جہاں لوگ اونٹوں کو بٹھاتے ہیں نماز مغرب کیلئے سو رسول اللہ ﷺ نے اونٹنی کو بٹھایا اور اترے اور پیشاب کیا اور پانی دینے کا ذکر اسامہ رضی اللہ عنہ نے نہیں کیا پھر وضو کا پانی مانگا اور ہلکا سا وضو کیا پورا نہیں (یعنی ایک ایک بار اعضا دھوئے) اور میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! نماز

فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! الصَّلٰوةَ فَقَالَ: ((الصَّلٰوةُ اَمَامَكَ)) فَرَكِبَ حَتّٰى جِئْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَاَقَامَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَنَاخَ النَّاسُ فِيْ مَنَازِلِهِمْ وَلَمْ يَحُلُّوْا حَتّٰى اَقَامَ الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ فَصَلّٰى ثُمَّ حَلُّوْا قُلْتُ: فَكَيْفَ فَعَلْتُمْ حِيْنَ اَصْبَحْتُمْ؟ قَالَ: رَدِفَهُ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما وَانْطَلَقْتُ اَنَا فِيْ سُبَّاقِ قُرَيْشٍ عَلٰى رِجْلَيَّ.

آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز تمہارے آگے ہے۔'' پھر آپ ﷺ سوار ہوئے یہاں تک کہ ہم مزدلفہ آئے اور مغرب کی تکبیر ہوئی اور لوگوں نے اونٹ بٹھائے اور کھولے نہیں یہاں تک کہ عشاء کی تکبیر ہوئی اور آپ ﷺ نے نماز عشاء بھی پڑھی پھر اونٹ کھول دیئے میں نے کہا کہ پھر تم نے صبح کو کیا کیا؟ انہوں نے کہا کہ پھر فضل بن عباس رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے ساتھ پیچھے سوار ہوئے اور میں قریش کی راہ سے پیدل چلا۔

[راجع: ۳۰۹۹]

○ ○ ○ ○

(۳۱۰۳) عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا اَتَى النَّقْبَ الَّذِيْ يَنْزِلُهُ الْاُمَرَاءُ نَزَلَ فَبَالَ ـ وَلَمْ يَقُلْ: اَهْرَاقَ ـ ثُمَّ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ وُضُوْءًا خَفِيْفًا فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! الصَّلٰوةَ فَقَالَ: ((الصَّلٰوةُ اَمَامَكَ)).

وہی مضمون ہے جو اوپر کئی بار گزرا اس میں یہ ہے کہ اس گھاٹی میں آپ ﷺ اترے جہاں اُمرا اترتے تھے۔

[راجع: ۳۰۹۹]

○ ○ ○ ○

(۳۱۰۴) عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ كَانَ رَدِيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ اَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ فَلَمَّا جَآءَ الشِّعْبَ اَنَاخَ رَاحِلَتَهُ ثُمَّ ذَهَبَ اِلَى الْغَآئِطِ فَلَمَّا رَجَعَ صَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْاِدَاوَةِ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ رَكِبَ ثُمَّ اَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَجَمَعَ بِهَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ.

وہی مضمون ہے مگر اس میں ہے کہ آپ ﷺ پاخانے تشریف لے گئے اور اسامہ رضی اللہ عنہ نے چھاگل سے پانی ڈالا تب آپ ﷺ نے وضو فرمایا۔

○ ○ ○ ○

(۳۱۰۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ وَاُسَامَةُ رضی اللہ عنہ رِدْفُهُ قَالَ اُسَامَةُ: فَمَا زَالَ يَسِيْرُ عَلٰى هَيْئَتِهِ حَتّٰى اَتٰى جَمْعًا. [بخاری: ۱۵۴۳؛ نسائی: ۳۰۱۸]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ عرفات سے لوٹے اور اسامہ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ پیچھے سوار ہوئے اور اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ چلتے رہے یہاں تک کہ مزدلفہ میں پہنچے۔

○ ○ ○ ○

(۳۱۰۶) عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: سُئِلَ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ وَاَنَا شَاهِدٌ ـ اَوْ قَالَ: سَاَلْتُ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرْدَفَهُ مِنْ عَرَفَاتٍ [قُلْتُ]: كَيْفَ

ہشام نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ان کے سامنے کسی نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا یا انہوں نے خود پوچھا اور جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنی اونٹنی پر سوار کر لیا تھا عرفات سے کہ رسول اللہ ﷺ کیونکر چلتے تھے؟ یعنی اونٹنی کو کس چال سے لیے جاتے تھے۔ تو انہوں نے کہا کہ میٹھی

كَانَ يَسِيْرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ اَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ؟ قَالَ: كَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ فَاِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ. [بخاری: ١٦٦٦، ٢٩٩٩، ٤٤١٣؛ ابوداود: ١٩٢٣؛ نسائی: ٣٠٢٣، ٣٠٥١؛ ابن ماجه: ٣٠١٧]

چال چلاتے تھے پھر جب ذرا کھلی جگہ پاتے یعنی جہاں بھیڑ کم ہوتی تو اس جگہ ذرا تیز کر دیتے۔

○ ○ ○ ○

(٣١٠٧) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَزَادَ فِيْ حَدِيْثِ حُمَيْدٍ: قَالَ هِشَامٌ وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ. [راجع: ٣١٠٦]

ہشام بن عروہ سے اسی اسناد سے وہی مضمون مروی ہوا مگر حمید کی روایت میں یہ ہے کہ ہشام نے کہا کہ نص جو اونٹنی کی چال ہے وہ عنق سے تیز ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣١٠٨) عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ ؓ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ. [بخاری: ١٦٧٤، ٤٤١٤؛ نسائی: ٦٠٤، ٣٠٢٦؛ ابن ماجه: ٣٠٢٠]

ابوایوب سے روایت ہے کہ انہوں نے نماز پڑھی حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر کے مزدلفہ میں۔

○ ○ ○ ○

(٣١٠٩) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ ابْنُ رُمْحٍ فِيْ رِوَايَتِهٖ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَطْمِيِّ وَكَانَ اَمِيْرًا عَلَى الْكُوْفَةِ عَلٰى عَهْدِ ابْنِ الزُّبَيْرِ. [راجع: ٣٠٩٦]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣١١٠) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيْعًا. [ابوداود: ١٩٢٦؛ نسائی: ٦٠٦]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر کے مزدلفہ میں پڑھی۔

○ ○ ○ ○

(٣١١١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ؓ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَاهُ قَالَ: جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ لَيْسَ بَيْنَهُمَا سَجْدَةٌ وَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثَ رَكْعَاتٍ وَصَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ: يُصَلِّيْ بِجَمْعٍ كَذٰلِكَ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مغرب اور عشاء ملا کر پڑھی مزدلفہ میں اور ان کے بیچ میں ایک رکعت بھی نہیں پڑھی اور مغرب کی تین رکعت اور عشاء کی دو پڑھیں اور عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی آخر عمر تک مزدلفہ میں اسی طرح پڑھتے رہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۱۱۲) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّهُ صَلَّى الْمَغْرِبَ بِجَمْعٍ وَالْعِشَاءَ بِإِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ حَدَّثَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّهُ صَلَّى مِثْلَ ذٰلِكَ وَحَدَّثَ ابْنُ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ . [ابوداود: ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲؛ ترمذی: ۸۸۸؛ نسائی: ۴۸۲، ۴۸۳، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۰۵، ۳۰۳۰]

سعید بن جبیر نے مغرب اور عشاء کی نماز ایک تکبیر سے پڑھی اور بیان کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی ایسا ہی کیا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا۔

○ ○ ○ ○

(۳۱۱۳) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: صَلَّاهُمَا بِإِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ. [راجع: ۳۱۱۲]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اور اس میں یہ ہے کہ دونوں نمازیں ایک اقامت کے ساتھ پڑھیں۔

(۳۱۱۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ صَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا وَالْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ بِإِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ. [راجع: ۳۱۱۲]

ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب اور عشاء کو جمع کیا مزدلفہ کے مقام پر مغرب کی تین اور عشاء کی دو رکعت پڑھیں ایک ہی اقامت کے ساتھ۔

○ ○ ○ ○

(۳۱۱۵) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: أَفَضْنَا مَعَ ابْنِ عُمَرَ حَتّٰى أَتَيْنَا جَمْعًا فَصَلّٰى بِنَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِإِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ: هٰكَذَا صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ. [راجع: ۳۱۱۲]

سعید نے کہا کہ ہم لوٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ اور آئے مزدلفہ میں اور وہاں مغرب اور عشاء ایک تکبیر سے پڑھی اور کہا کہ اسی طرح ہمارے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے یہاں نماز پڑھی تھی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ مغرب میں قصر نہیں بلکہ وہ ہمیشہ تین پڑھی جاتی ہیں اور سنت یہی ہے کہ جہاں جمع ہوں دو نمازیں وہاں بیچ میں سنت نہ پڑھی جائے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ زِيَادَةِ التَّغْلِيْسِ بِصَلٰوةِ الصُّبْحِ يَوْمَ النَّحْرِ بِالْمُزْدَلِفَةِ.

باب: بہت سویرے صبح کی نماز پڑھنے کا بیان مزدلفہ میں عید کی صبح کو۔

(۳۱۱۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى صَلٰوةً إِلَّا لِمِيْقَاتِهَا إِلَّا صَلٰوتَيْنِ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ وَصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا . [بخاری: ۱۶۸۲؛ ابوداود:

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جب دیکھا تو نماز وقتوں ہی پر پڑھتے دیکھا مگر دو نمازیں ایک مغرب و عشاء کو مزدلفہ میں آپ ﷺ نے ملا کر پڑھیں اور اس کی صبح کو صبح کی نماز اپنے وقت سے پہلے پڑھی۔

١٩٣٤؛ نسائي: ٣٠١٠، ٣٠٢٧، ٣٠٣٨، ٦٠٧]

○ ○ ○ ○

(٣١١٧) عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: قَبْلَ وَقْتِهَا بِغَلَسٍ. [راجع: ٣١١٦]

اعمش سے اسی اسناد سے مروی ہے یہی روایت اور اس میں یہ ہے کہ صبح کی نماز کو وقت سے پہلے پڑھا، اندھیرے میں۔

فائدہ: غرض یہ مراد نہیں ہے کہ طلوع فجر سے پہلے پڑھے بلکہ مراد یہ ہے کہ بعد طلوع فجر کے اور دنوں سے پہلے پڑھے چنانچہ بخاری میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے طلوع فجر کے بعد مزدلفہ میں نماز پڑھی اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صبح کی نماز اسی گھڑی میں پڑھی تھی جو جمہور کا مذہب ہے کہ جمیع ایام میں نماز اول وقت ادا کرنا مستحب ہے اور علی الخصوص آج کے دن مزدلفہ میں اور زیادہ سویرے ضروری ہے اس لیے کہ حجاج کو آج نہانا، دھونا بڑے بڑے کام ہیں اور یہی وجہ ہے آج کے دن بہت سویرے نماز ادا کرنے کی۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ تَقْدِيْمِ دَفْعِ الضَّعَفَةِ مِنَ النِّسَآءِ وَغَيْرِهِنَّ مِنْ مُّزْدَلِفَةَ.

باب: ضعیفوں اور عورتوں کو مزدلفہ سے سویرے روانہ کرنا مستحب ہے۔

(٣١١٨) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ: اسْتَأْذَنَتْ سَوْدَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ تَدْفَعُ قَبْلَهُ وَقَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ وَكَانَتِ امْرَاَةً ثَبِطَةً۔ يَقُوْلُ الْقَاسِمُ: وَالثَّبِطَةُ: الثَّقِيْلَةُ۔ قَالَ: فَاَذِنَ لَهَا فَخَرَجَتْ قَبْلَ دَفْعِهِ وَحَبَسَنَا حَتّٰى اَصْبَحْنَا فَدَفَعْنَا بِدَفْعِهِ۔ وَلَاَنْ اَكُوْنَ اسْتَأْذَنْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا اسْتَأْذَنَتْهُ سَوْدَةُ فَاَكُوْنَ اَدْفَعُ بِاِذْنِهِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ مَّفْرُوْحٍ بِهِ.

[بخاري: ١٦٨١]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اجازت مانگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مزدلفہ کی رات کو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے منیٰ کو لوٹ جائیں اور لوگوں کی بھیڑ بھاڑ سے آگے نکل جائیں اور وہ ذرا فربہ بی بی تھیں راوی نے کہا کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی اور وہ روانہ ہو گئیں قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لوٹنے کے اور ہم لوگ سب رکے رہے یہاں تک کہ صبح کی ہم نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوٹے اور اگر میں بھی اجازت لیتی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسے سودہ رضی اللہ عنہا نے لی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے چلی جاتی تو خوب تھا اور اس سے بہتر تھا جس کے سبب سے میں خوش ہو رہی تھی۔

(٣١١٩) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كَانَتْ سَوْدَةُ امْرَاَةً ضَخْمَةً ثَبِطَةً فَاسْتَأْذَنَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تُفِيْضَ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ فَاَذِنَ لَهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها: فَلَيْتَنِيْ كُنْتُ اسْتَأْذَنْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا اسْتَأْذَنَتْهُ سَوْدَةُ وَكَانَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها لَا تُفِيْضُ اِلَّا مَعَ الْاِمَامِ.

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ سودہ رضی اللہ عنہا بہت بھاری بھرکم بی بی تھیں۔ سو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے لی کہ مزدلفہ سے رات ہی رات روانہ ہو جائیں (یعنی منیٰ کو) سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ کاش میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے لیتی جیسے سودہ رضی اللہ عنہا نے لی تھی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عادت تھی کہ آپ مزدلفہ سے امام کے ساتھ لوٹا کرتی تھیں۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(٣١٢٠) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: وَدِدْتُ اَنِّيْ

جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آرزو کی کہ میں بھی اجازت

كُنْتُ اسْتَأْذَنْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا اسْتَأْذَنَتْهُ سَوْدَةُ فَاُصَلِّي الصُّبْحَ بِمِنًى فَاَرْمِي الْجَمْرَةَ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَ النَّاسُ فَقِيْلَ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَكَانَتْ سَوْدَةُ اسْتَأْذَنَتْهُ؟ قَالَتْ: نَعَمْ اِنَّهَا كَانَتِ امْرَاَةً ثَقِيْلَةً ثَبِطَةً فَاسْتَأْذَنَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَذِنَ لَهَا. [نسائی: ٣٠٤٩]

لیتی رسول اللہ ﷺ سے جیسے سودہ رضی اللہ عنہا نے اجازت لی تھی اور نماز صبح کی منیٰ میں پڑھتی اور لوگوں کے آنے سے پہلے رمی جمرہ کر لیتی تو کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ کیا سودہ رضی اللہ عنہا نے اجازت لی تھی؟ انہوں نے کہا: ہاں وہ فربہ عورت تھیں سو جناب رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگی آپ ﷺ نے دے دی۔

○ ○ ○ ○

(٣١٢١) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

[بخاری: ١٦٨٠؛ ابن ماجہ: ٣٠٢٧]

○ ○ ○ ○

(٣١٢٢) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلٰى اَسْمَآءَ قَالَ: قَالَتْ لِيْ اَسْمَآءُ رضی اللہ عنہا وَهِيَ عِنْدَ دَارِ الْمُزْدَلِفَةِ: هَلْ غَابَ الْقَمَرُ؟ قُلْتُ: لَا فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ: يَا بُنَيَّ! هَلْ غَابَ الْقَمَرُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَتْ: ارْحَلْ بِيْ فَارْتَحَلْنَا حَتّٰى رَمَتِ الْجَمْرَةَ ثُمَّ صَلَّتْ فِيْ مَنْزِلِهَا فَقُلْتُ لَهَا: اَيْ هَنْتَاهُ! لَقَدْ غَلَّسْنَا قَالَتْ: كَلَّا اَيْ بُنَيَّ! اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَذِنَ لِلظُّعُنِ.

عبداللہ جو غلام آزاد ہیں اسماء رضی اللہ عنہا کے انہوں نے کہا کہ مجھ سے سیدہ بی بی اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا اور وہ مزدلفہ کے گھر کے پاس ٹھہری ہوئی تھی کہ کیا چاند غروب ہو گیا؟ میں نے کہا: نہیں تو انہوں نے تھوڑی دیر نماز پڑھی پھر مجھ سے فرمایا کہ اے میرے بچے! چاند ڈوب گیا؟ میں نے کہا: ہاں انہوں نے فرمایا کہ میرے ساتھ روانہ ہو۔ سو ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ انہوں نے جمرہ کو کنکریاں ماریں پھر نماز پڑھی اپنی فرودگاہ میں۔ سو میں نے کہا: اے بی بی! ہم بہت سویرے روانہ ہوئے انہوں نے فرمایا کہ کچھ حرج نہیں اے میرے بیٹے! نبی ﷺ نے عورتوں کو اجازت دی ہے سویرے روانہ ہونے کی۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: ان حدیثوں کی رو سے لوگوں نے اختلاف کیا ہے کہ شب کو کتنی دیر رہنا چاہیے مزدلفہ میں، پس امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ وہاں رہنا رات کو واجب ہے کہ اگر کوئی ترک کرے تو اس پر قربانی واجب ہے مگر حج اس کا صحیح ہے اور یہی قول ہے فقہائے کوفہ اور ارباب حدیث کا اور ایک گروہ کا قول ہے کہ وہ سنت ہے کہ اگر کسی نے چھوڑ دیا تو فضیلت سے اس کے محروم رہا باقی نہ اس پر گناہ ہے نہ قربانی اور یہ قول ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے اور ایک گروہ نے کہا کہ اس کا حج ہی صحیح نہیں اور یہ نخعی وغیرہ سے منقول ہے اور دو شخص شافعی مذہب بھی اسی طرف گئے اور وہ ابو عبدالرحمٰن نواسے ہیں شافعی کے اور ابو بکر بن خزیمہ اور عطاء اور اوزاعی سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ مزدلفہ میں رات کو رہنا نہ رکن ہے نہ واجب نہ سنت، نہ مستحب، بلکہ وہ ایک منزل ہے جیسے اور منزلیں ہیں چاہے وہاں ٹھہرے چاہے نہ ٹھہرے اور یہ قول محض باطل ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ کتنی دیر ٹھہرنا واجب ہے سو صحیح قول امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ ایک ساعت رات کے نصف ثانی تک اور ایک قول ان کا یہ ہے کہ صرف ایک ساعت نصف ثانی کی اس رات کے یا بعد اس کے طلوع شمس تک اور تیسرا قول ان کا یہ ہے کہ بڑا اکثر رات کا وہاں کاٹے اور امام مالک رحمہ اللہ سے تین روایتیں ہیں ایک تو یہ کہ رات ساری رہے دوسرا یہ کہ بڑا حصہ رات کا تیسرا یہ کہ تھوڑا وقت رات کا اور اس حدیث سے خوش خلقی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی اور اس زمانہ کی عورتوں کی معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے اپنے غلاموں کو فرزند کے برابر رکھا بات چیت میں نہ یہ کہ ان کے ساتھ حقارت کی باتیں کریں اور لونڈا چھوکرا بولیں۔ کہا مسلم نے اور روایت کی مجھ سے یہی حدیث علی بن خشرم نے، ان سے عیسیٰ نے، ان سے ابن جریج نے اسی سند سے اور ان کی روایت میں یہ ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میرے بچے! نبی ﷺ نے اجازت دی تھی اپنی بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا کو۔

(٣١٢٣) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ رِوَايَتِهٖ قَالَتْ لَا اَيْ بُنَيَّ! اِنَّ نَبِيَّ ﷺ اَذِنَ لِظُعُنِهٖ. [نسائی: ٣٠٣٥، ٣٠٣٦]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے سوائے اس کے کہ اس میں ہے کہ اے بیٹے! نبی اکرم ﷺ نے اپنی بی بی کو اجازت دے دی تھی۔

(٣١٢٤) عَنْ عَطَاءٍ اَنَّ ابْنَ شَوَّالٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰی اُمِّ حَبِيْبَةَ رضی اللہ عنہا فَاَخْبَرَتْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ بِهَا مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ.

[راجع: ٣١٢٣]

عطاء کو ابن شوال نے خبر دی کہ وہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو انہوں نے کہا کہ مجھے نبی ﷺ نے مزدلفہ سے رات کو روانہ کر دیا۔

○ ○ ○ ○

(٣١٢٥) عَنْ سَالِمِ بْنِ شَوَّالٍ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ: كُنَّا نَفْعَلُهٗ عَلٰی عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ نُغَلِّسُ مِنْ جَمْعٍ اِلٰی مِنًی وَفِيْ رِوَايَةِ النَّاقِدِ نُغَلِّسُ مِنْ مُّزْدَلِفَةَ. [بخاری: ١٣٥٧، ١٦٧٨، ١٨٥٦، ٤٥٨٧؛ ابوداود: ١٩٣٩؛ نسائی: ٣٠٣٢]

سالم بن شوال سے مروی ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم ہمیشہ یہی کرتے تھے نبی ﷺ کے زمانہ مبارک میں کہ اندھیرے میں چل نکلتی تھیں مزدلفہ سے منٰی کو اور ایک روایت میں جو ناقد سے مروی ہے یوں ہے کہ ہم اندھیرے میں چل نکلتی تھیں مزدلفہ سے۔

○ ○ ○ ○

(٣١٢٦) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ يَزِيْدَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ: بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الثَّقَلِ ـ اَوْ قَالَ فِي الضَّعَفَةِ ـ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ . [راجع: ٣١٢٥]

عبید اللہ نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ فرماتے تھے: مجھے رسول اللہ ﷺ نے سامان کے ساتھ روانہ کر دیا یا یوں کہا کہ ضعیفوں کے ہمراہ روانہ کر دیا مزدلفہ سے رات کو۔

○ ○ ○ ○

(٣١٢٧) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ: اَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ ضَعَفَةِ اَهْلِهٖ.

[نسائی: ٣٠٣٣، ٣٠٤٨؛ ابن ماجہ: ٣٠٢٦]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں ان میں تھا جن کو آگے روانہ کر دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر کے ضعیفوں میں۔

○ ○ ○ ○

(٣١٢٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: كُنْتُ فِيْمَنْ قَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ ضَعَفَةِ اَهْلِهٖ.

مذکورہ بالا حدیث ایک اور سند سے بھی روایت کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣١٢٩) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: بَعَثَ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَحَرٍ مِّنْ جَمْعٍ فِيْ ثَقَلِ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: اَبَلَغَكَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: بَعَثَ بِيْ بِلَيْلٍ طَوِيْلٍ؟ قَالَ: لَا اِلَّا كَذٰلِكَ بِسَحَرٍ قُلْتُ لَهٗ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: رَمَيْنَا الْجَمْرَةَ قَبْلَ الْفَجْرِ وَاَيْنَ صَلَّی الْفَجْرَ؟ قَالَ: لَا اِلَّا كَذٰلِكَ .

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھ کو بھیج دیا رسول اللہ ﷺ نے آخر شب سے مزدلفہ سے سامان کے ساتھ میں نے کہا: کیا تم کو خبر پہنچی ہے کہ انہوں نے یوں کہا کہ مجھ کو روانہ کیا بہت رات سے؟ تو راوی نے کہا کہ نہیں مگر یوں ہی کہا کہ سحر کو یعنی آخر شب کو روانہ کیا پھر میں نے ان سے پوچھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بھی کہا کہ کنکر مارے ہم نے جمرہ کو فجر سے پہلے اور نماز کہاں پڑھی؟ انہوں نے کہا: نہیں یہ کچھ نہیں کہا فقط اتنا ہی کہا جو اوپر کہا ہے۔

(۳۱۳۰) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما كَانَ يُقَدِّمُ ضَعَفَةَ اَهْلِهٖ فَيَقِفُوْنَ عِنْدَالْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِاللَّيْلِ فَيَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ مَا بَدَا لَهُمْ ثُمَّ يَدْفَعُوْنَ قَبْلَ اَنْ يَّقِفَ الْاِمَامُ وَقَبْلَ اَنْ يَّدْفَعَ فَمِنْهُمْ مَنْ يَّقْدَمُ مِنًى لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقْدَمُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاِذَاقَدِمُوْا رَمَوُا الْجَمْرَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ: اَرْخَصَ فِيْ اُولٰئِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم. [بخاري: ١٦٧٦]

سالم بن عبداللہ نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے ساتھ کے ضعیف لوگوں کو آگے بھیج دیتے تھے کہ وہ المشعر الحرام میں جو مزدلفہ میں ہے وقوف کر لیں رات کو اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہیں جب تک چاہیں پھر لوٹ جائیں امام کے وقوف کرنے سے پہلے اور امام کے لوٹنے سے پیشتر سو ان میں سے کوئی تو صبح کی نماز کے وقت منیٰ پہنچ جاتا تھا اور کوئی اس کے بعد پہنچتا تھا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ضعیفوں کو اس کی اجازت دی ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: المشعر الحرام فقہا کے نزدیک ایک پہاڑ ہے مزدلفہ میں اور مفسرین کے نزدیک اور اہل سیر کے نزدیک تمام مزدلفہ ہے اور ان سب روایتوں سے معلوم ہوا کہ عورتوں اور لڑکوں کو آگے رات کو مزدلفہ سے روانہ کرنا کہ وہ بھیڑ بھاڑ سے حاجیوں کے پہلے سے رمی جمرہ سے فارغ ہو جائیں روا ہے۔

بَابُ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعُقْبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ وَتَكُوْنُ مَكَّةُ عَنْ يَسَارِهٖ وَيُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ.

باب: جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے کا بیان اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہنے کا بیان۔

(۳۱۳۱) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: رَمٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ قَالَ فَقِيْلَ لَهٗ: اِنَّ اُنَاسًا يَّرْمُوْنَهَا مِنْ فَوْقِهَا فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ هٰذَا وَالَّذِيْ لَآ اِلٰهَ غَيْرُهٗ! مَقَامُ الَّذِيْ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ. [بخاري: ١٧٤٧، ١٧٤٨، ١٧٤٩، ١٧٥٠؛ ابوداود: ١٩٧٤؛ ترمذي: ٩٠١؛ نسائي: ٣٠٧٠، ٣٠٧١، ٣٠٧٢، ٣٠٧٣؛ ابن ماجه: ٣٠٣٠]

عبدالرحمٰن نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پچھلے جمرہ کو کنکریاں نالے کے اندر سے ماریں اور سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے تھے سو ان سے کسی نے کہا کہ لوگ تو اوپر سے ان کو کنکریاں مارتے تھے تو عبداللہ نے فرمایا کہ قسم ہے اس معبود کی کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ یہ مقام (جہاں سے میں نے ماری ہیں) اس کا ہے جس پر سورۂ بقرہ اتری ہے (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا)۔

○ ○ ○ ○

(۳۱۳۲) عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ بْنَ يُوْسُفَ يَقُوْلُ: وَهُوَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ: اَلِّفُوا الْقُرْاٰنَ كَمَا اَلَّفَهٗ جِبْرِيْلُ

اعمش نے کہا کہ میں نے حجاج بن یوسف کو سنا کہ وہ خطبہ میں کہتا تھا کہ قرآن شریف کی وہی ترتیب رکھو کہ جو جبرئیل علیہ السلام نے رکھی ہے کہ وہ سورت پہلے ہو جس میں بقرہ کا ذکر ہے پھر وہ جس میں نساء کا ذکر ہے پھر

السُّوْرَةُ الَّتِیْ يُذْكَرُ فِيْهَا الْبَقَرَةُ وَالسُّوْرَةُ الَّتِیْ يُذْكَرُ فِيْهَا النِّسَآءُ وَالسُّوْرَةُ الَّتِیْ يُذْكَرُ فِيْهَا اٰلُ عِمْرَانَ۔ قَالَ: فَلَقِيْتُ اِبْرَاهِيْمَ فَاَخْبَرْتُهٗ بِقَوْلِهٖ فَسَبَّهٗ وَقَالَ: حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ فَاَتٰی جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَاسْتَبْطَنَ الْوَادِیَ فَاسْتَعْرَضَهَا فَرَمَاهَا مِنْ بَطْنِ الْوَادِیْ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ قَالَ فَقُلْتُ: يَااَبَاعَبْدِ الرَّحْمٰنِ! اِنَّ النَّاسَ يَرْمُوْنَهَا مِنْ فَوْقِهَا فَقَالَ: هٰذَا وَالَّذِیْ لَااِلٰهَ غَيْرُهٗ! مَقَامُ الَّذِیْ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ.

[راجع: ۳۱۳۱]

وہ جس میں آل عمران کا ذکر ہے۔ اعمش نے کہا کہ پھر میں ابراہیم سے ملا اور ان کو اس بات کی خبر دی تو انہوں نے اس کو برا کہا اور پھر کہا کہ روایت کی مجھ سے عبدالرحمٰن بن یزید نے کہ وہ عبداللہ بن مسعود ؓ کے ساتھ تھے اور جمرہ عقبہ پر آئے اور نالہ کے بیچ میں کھڑے ہوئے اور جمرہ کو آگے کیا اور اس کو سات کنکریاں ماریں نالہ کے بیچ سے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے تھے۔ راوی نے کہا کہ پھر میں نے ان سے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! (یہ کنیت ہے عبداللہ بن مسعود ؓ کی) لوگ تو اوپر سے کھڑے ہو کر کنکریاں مارتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ یہ جگہ، اس معبود کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس کی ہے جس پر سورۂ بقرہ اتری ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: حجاج بن یوسف کی غرض اس ترتیب سے اگر ترتیب آیات ہے تو صحیح ہے کہ ترتیب آیتوں کی خود نبی ﷺ نے کی ہے اور توقیفی ہے یعنی شارع کی طرف سے ہے کہ اس میں کسی کی رائے کو دخل نہیں اور اس پر اجماع ہے سب مسلمانوں کا اور اگر ترتیب سورتوں کی مراد ہے تو یہ ترتیب اماموں اور قاریوں کی رائے سے ہوئی ہے اور شارع علیہ السلام کی طرف سے نہیں اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہاں جو حجاج نے سورۂ نساء کو آل عمران سے پہلے ذکر کیا تو یہ دلیل ہے اس کی کہ ان کو ترتیب آیات مقصود تھی کہ آیتوں کی ترتیب کو نہ بدلو وہ کہ شارع کی طرف سے ہے اور اعمش نے جو ابراہیم سے یہ بات بیان کی تو ان کی غرض یہ تھی کہ سورۂ بقرہ یا سورۂ نساء بقول حجاج کہنا درست نہیں اس پر انہوں نے رد کیا اور یوں روایت کی کہ عبداللہ بن مسعود ؓ نے خود کہا ہے کہ سورۂ بقرہ کو تو یہ کہنا روا ہے اور اس روایت سے معلوم ہوا کہ جمرہ عقبہ کی رمی اسی طرح مستحب ہے کہ نالے کے بیچ میں کھڑا ہو کر جمرہ کے نیچے اور مکہ کو بائیں طرف رکھے اور منیٰ کو داہنی طرف اور جمرہ عقبہ کی طرف منہ کرے اور سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہے یہی صحیح مذہب ہے شافعیہ کا اور یہی قول ہے جمہور کا اور اس روایت سے ان جاہلوں کی بے وقوفی بھی معلوم ہوگئی جو نماز میں ترتیب سور کو واجب جانتے ہیں اور اگر کسی نے اول رکعت میں پچھلی سورت پڑھ دی اور دوسری رکعت میں اگلی پڑھی تو اعتراض کرتے، کہ یہ نہیں جانتے کہ ترتیب سورتوں کی شارع کی طرف سے نہیں نہ اس ترتیب سے سورتیں نازل ہوئی ہیں جس ترتیب سے مصحف عثمانی ؓ میں موجود ہیں اور دوسری یہ ہے کہ ہر رکعت کا حکم جدا ہے اور ہر ایک کی قراءت جدا پھر ان میں ترتیب چہ معنی دارد؟

(۳۱۳۳) عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُوْلُ: لَا تَقُوْلُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَاقْتَصَّا الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ مُسْهِرٍ.

[راجع: ۳۱۳۱]

اعمش نے کہا کہ میں نے حجاج سے سنا کہ وہ کہتا تھا کہ یوں نہ کہو سورۂ بقرہ اور بیان کی حدیث مثل ابن مسہر کی یعنی وہی روایت جو اوپر گزری۔

○ ○ ○ ○

(۳۱۳٤) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّهٗ حَجَّ مَعَ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ: فَرَمَی الْجَمْرَةَ

عبدالرحمٰن نے حج کیا عبداللہ ؓ کے ساتھ اور جمرہ کو کنکریاں ماریں سات اور کعبہ کو بائیں طرف کیا اور منیٰ کو داہنی طرف اور کہا: یہ جگہ اس کی

بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَمِنًى عَنْ يَمِيْنِهِ وَقَالَ: هٰذَا مَقَامُ الَّذِيْ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ. [راجع:٣١٣١]

ہے جس پر سورۂ بقرہ اتری ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣١٣٥) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: فَلَمَّا أَتٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ. [راجع: ٣١٣١]

شعبہ سے اس اسناد سے یہی روایت مروی ہے اور اس میں یوں ہے کہ جمرہ عقبہ پر آئے باقی مضمون وہی ہے۔

(٣١٣٦) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: قِيْلَ لِعَبْدِاللّٰهِ: إِنَّ أُنَاسًا يَرْمُوْنَ الْجَمْرَةَ مِنْ فَوْقِ الْعَقَبَةِ قَالَ: فَرَمَاهَا عَبْدُاللّٰهِ رضی اللہ عنہ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ ثُمَّ قَالَ: مِنْ هٰهُنَا وَالَّذِيْ لَآ إِلٰهَ غَيْرُهُ رَمَاهَا الَّذِيْ أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ.

[راجع: ٣١٣١]

مضمون وہی ہے جو اوپر کئی بار گزرا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اسْتِحْبَابِ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ رَاكِبًا.

باب: نحر کے دن رمی جمار کا حکم۔

(٣١٣٧) عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَرْمِيْ عَلٰى رَاحِلَتِهِ يَوْمَ النَّحْرِ وَيَقُوْلُ: ((لِتَأْخُذُوْا مَنَاسِكَكُمْ فَإِنِّيْ لَآ أَدْرِيْ لَعَلِّيْ لَا أَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِيْ هٰذِهِ)).

[ابوداود: ١٩٧٠؛ نسائی: ٣٠٦٢]

ابوالزبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے کہا: میں نے دیکھا نبی ﷺ کو کہ وہ جمرہ عقبہ کو کنکر مارتے تھے اپنی اونٹنی پر سے قربانی کے دن اور فرماتے تھے: ''سیکھ لو مجھ سے مناسک اپنے حج کے اس لیے کہ میں نہیں جانتا کہ اس کے بعد حج کروں۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا کہ جو سوار ہو کر منیٰ میں پہنچے وہ سواری ہی پر سے کنکریاں مارے اور اگر اتر کر ماریں تو بھی روا ہے اور جو منیٰ میں پیدل آئے اس کو منیٰ میں پیدل ہی مارنا چاہیے یوم النحر کو اور بعد اس کے دو دن میں ایام تشریق یعنی گیارھویں بارھویں سو سنت یہی ہے کہ جمیع جمرات کو پیدل ہی مارے اور تیسرے دن سوار ہو کر مارے اور ایسا ہی سوار ہو کر چلا جائے یہی مذہب ہے شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ وغیرہما اور احمد رحمہ اللہ اور اسحاق رحمہ اللہ کے نزدیک یوم النحر میں مستحب ہے پیدل مارنا اور ابن منذر نے کہا ہے کہ ابن عمر اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور سالم پیدل ہی مارتے تھے اور اس پر اجماع ہے کہ جس طرح مارے درست ہو جاتا ہے جب کنکری جمرات پر پڑے۔

(٣١٣٨) عَنْ يَحْيَى بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ الْحُصَيْنِ رضی اللہ عنہا قَالَ: سَمِعْتُهَا تَقُوْلُ: حَجَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَجَّةَ الْوَدَاعِ فَرَأَيْتُهُ حِيْنَ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَانْصَرَفَ وَهُوَ عَلٰى

یحییٰ نے اپنی دادی ام الحصین رضی اللہ عنہا سے سنا کہ وہ فرماتی تھیں کہ حج کیا میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع۔ سو میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ جمرہ عقبہ کو کنکر مارے اور لوٹے اور آپ ﷺ سوار تھے اپنی اونٹنی پر اور آپ ﷺ کے ساتھ بلال اور اسامہ رضی اللہ عنہما تھے کہ ایک تو

رَاحِلَتِهِ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَأُسَامَةُ أَحَدُهُمَا يَقُوْدُ بِهِ رَاحِلَتَهُ وَالْآخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهُ عَلَى رَأْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الشَّمْسِ قَالَتْ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَوْلًا كَثِيْرًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((إِنْ أُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ مُجَدَّعٌ حَسِبْتُهَا قَالَتْ. أَسْوَدُ يَقُوْدُكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاسْمَعُوْا لَهُ وَأَطِيْعُوْا)). [ابوداود: ١٨٣٤]

آپ ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑ کر کھینچتا تھا اور دوسرا اپنا کپڑا رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک پر پکڑے ہوئے تھا دھوپ کے سبب سے سوام حصین نے کہا کہ آپ ﷺ نے بہت باتیں فرمائیں پھر میں نے سنا کہ فرماتے تھے: ”اگر تمہارے اوپر ایک غلام کن کٹا حاکم کیا جائے میں خیال کرتا ہوں کہ ام حصین نے یہ بھی کہا کہ کالا غلام ہو اور کہا کہ تم کو کتاب اللہ کے مطابق حکم دے تو بھی اس کی بات سنو اور اس کا کہنا مانو۔“

O O O O

(٣١٣٩) عَنْ أُمِّ الْحُصَيْنِ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: حَجَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَجَّةَ الْوَدَاعِ فَرَأَيْتُ أُسَامَةَ وَبِلَالًا رضی اللہ عنہما وَأَحَدُهُمَا آخِذٌ بِخِطَامِ نَاقَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْآخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهُ يَسْتُرُهُ مِنَ الْحَرِّ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ. قَالَ مُسْلِمٌ: وَاسْمُ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحِيْمِ خَالِدُ ابْنُ أَبِيْ يَزِيْدَ وَهُوَ خَالُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ رَوٰى عَنْهُ وَكِيْعٌ وَالْحَجَّاجُ الْأَعْوَرُ. [راجع: ٣١٣٨]

ام الحصین رضی اللہ عنہا سے وہی مضمون مروی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ کہا مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نام ابوعبدالرحیم کا خالد بن ابویزید ہے اور وہ ماموں ہیں محمد بن سلمہ کے اور روایت کی ہے ان سے وکیع اور حجاج اعور نے۔

O O O O

بَابُ اسْتِحْبَابِ كَوْنِ حَصَى الْجِمَارِ بِقَدْرِ حَصَى الْخَذْفِ.

باب: کنکریاں مٹر کے برابر ہونی چاہئیں۔

O O O O

(٣١٤٠) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ رَمَى الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ. [ترمذی: ٨٩٧؛ نسائی: ٣٠٧٥]

جابر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے جمرہ کو وہ کنکریاں ماریں جو چٹکی سے پھینکی جاتی ہیں۔

O O O O

فائدہ: نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس سے ثابت ہوا کہ مستحب ہے کہ کنکریاں دانہ باقلا کے برابر ہوں اور اگر اس سے بڑی مارے تو بھی روا ہے مگر مکروہ ہے۔

بَابُ بَيَانِ وَقْتِ اسْتِحْبَابِ الرَّمْيِ.

باب: رمی کے لیے کونسا وقت مستحب ہے۔

(٣١٤١) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَمٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَأَمَّا بَعْدُ فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ. [ابوداود: ١٩٧١؛ ترمذی: ٨٩٤؛ نسائی: ٣٠٦٣؛ ابن ماجہ: ٣٠٥٣]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے کنکریاں ماریں جمرہ کو نحر کے دن پہر دن چڑھے اور بعد کے دنوں میں جب آفتاب ڈھل گیا۔

O O O O

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہی مستحب ہے کہ دسویں تاریخ کو پہردن چڑھے رمی کرے اور ایام تشریق میں سے دودن یعنی گیارھویں بارھویں کو بعد زوال کے اور تیرھویں کو بھی ایسا ہی کرے اور مذہب شافعیہ اور مالک اور احمد اور جمہور علما رحمہم اللہ کا یہ ہے کہ ان تینوں دنوں میں تشریق کے قبل زوال رمی روا نہیں اور سند ان کی یہی حدیث ہے اور طاؤس رحمہ اللہ اور عطاء رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ان تینوں دنوں میں بھی قبل زوال روا ہے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اسحق بن راہویہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ تیسرے دن البتہ قبل روا ہے اور دلیل شافعیہ کی تو یہی روایت ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمادیا ہے کہ "مناسک حج کے مجھ سے سیکھ لو۔" پس جس وقت آپ ﷺ نے رمی کی ہے۔ وہی اولیٰ ہے اور جمرے تین ہیں مستحب ہے کہ جب جمرہ اُولیٰ کی رمی کر چکے تو تھوڑی دیر ٹھہر کر دعا کرتا رہے قبلہ رخ ہو کر اور اسی طرح دوسرے جمرے کی رمی کے بعد بھی اور تیسرے کے بعد پھر نہ ٹھہرے یہی مروی ہوا ہے صحیح روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور یہی مضمون ہے بخاری میں اور اس دعا میں رفع یدین مستحب ہے اور شافعیہ اور جمہور علما کا یہی مذہب ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اگر کسی نے اس وقوف اور دعا کو چھوڑ دیا تو اس پر کچھ گناہ نہیں مگر ثوری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ کسی فقیر کو کھانا کھلائے یا ایک قربانی کرے۔ کہا مسلم نے اور روایت کی ہم سے یہی حدیث علی نے، خبر دی ان کو عیسیٰ نے، خبر دی ان کو ابن جریج نے، ان کو ابوالزبیر نے کہ انہوں نے سنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرماتے تھے مثل حدیث مذکور کے۔

(۳۱۴۲) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ بِمِثْلِهِ. [راجع: ۳۱۴۱]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ بَيَانِ أَنَّ حَصَى الْجِمَارِ سَبْعٌ.

باب: کنکریوں کی تعداد سات ہونے کا بیان۔

(۳۱۴۳) عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْإِسْتِجْمَارُ تَوٌّ وَرَمْيُ الْجِمَارِ تَوٌّ وَالسَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ تَوٌّ وَالطَّوَافُ تَوٌّ وَإِذَا اسْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِرْ بِتَوٍّ)).

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ڈھیلے لینا استنجا کے طاق ہیں اور کنکریاں جمرہ کی طاق ہیں اور سعی صفا اور مروہ کی طاق ہے اور طواف کعبہ کا طاق ہے (یعنی یہ تینوں سات سات ہیں) اور اسی لیے ضروری ہے کہ جو لے ڈھیلے استنجا کے لیے تو طاق لے (یعنی تین یا پانچ جس میں طہارت خوب ہو جائے۔ یعنی اگر طہارت چار میں ہو جائے تو بھی ایک اور لے کہ طاق ہو جائیں اور بعض بے وقوف سفہا نام کے فقہا نے جو یہ لکھا ہے کہ ڈھیلے کے تیئں طہارت کے وقت تین بار ٹھونک لے کہ تسبیح سے باز رہے یہ بدعت اور بے اصل اور لغو حرکت ہے اور طاق لینا ڈھیلوں کا جمہور علما کے نزدیک مستحب ہے)۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

بَابُ تَفْضِيْلِ الْحَلْقِ عَلَى التَّقْصِيْرِ وَجَوَازِ التَّقْصِيْرِ.

باب: سر مونڈنا افضل ہے کتروانا جائز ہے۔

(۳۱۴۴) عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ: حَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَحَلَقَ طَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: إِنَّ رَسُوْلَ

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سر منڈایا اور ایک گروہ نے آپ ﷺ کے اصحاب سے سر منڈایا اور بعض نے فقط بال کترائے۔ عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ رحم

اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ)) مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: ((وَالْمُقَصِّرِيْنَ)).

[بخاری: ۱۷۲۷؛ ترمذی: ۹۱۳]

کرے سر منڈانے والوں پر۔" ایک بار دعا کی یا دو بار پھر فرمایا: "کہ کتروانے والوں پر بھی۔"

○ ○ ○ ○

(۳۱۴۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ)) قَالُوْا: وَالْمُقَصِّرِيْنَ؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ)) قَالُوْا: وَالْمُقَصِّرِيْنَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَالْمُقَصِّرِيْنَ)).

[بخاری: ۱۷۲۷؛ ابوداود: ۱۹۷۹]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی کہ "یا اللہ! رحمت کر سر منڈانے والوں پر۔" لوگوں نے عرض کی کتروانے والوں پر اے رسول اللہ کے، تو پھر آپ ﷺ نے دعا کی کہ "یا اللہ! رحمت کر سر منڈانے والوں پر۔" لوگوں نے پھر عرض کی کہ کتروانے والوں پر بھی یا رسول اللہ! تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کتروانے والوں پر بھی۔"

(۳۱۴۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ)) قَالُوْا: وَالْمُقَصِّرِيْنَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ)) قَالُوْا: وَالْمُقَصِّرِيْنَ؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِيْنَ)) قَالُوْا: وَالْمُقَصِّرِيْنَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَالْمُقَصِّرِيْنَ)).

[ابن ماجہ: ۳۰۴۴]

وہی مضمون ہے مگر اس میں سر منڈانے والوں کو تین تین بار دعا دی اور کتروانے والوں کو چوتھی بار۔

○ ○ ○ ○

(۳۱۴۷) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ: فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ قَالَ: ((وَالْمُقَصِّرِيْنَ)).

کہا مسلم نے اور روایت کی ہم سے یہی حدیث ابن مثنیٰ نے، ان سے عبدالوہاب نے، ان سے عبیداللہ نے اسی سند سے اور اس حدیث میں بھی جب چوتھی بار ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اور کتروانے والوں پر بھی۔"

❖ ❖ ❖ ❖

(۳۱۴۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ؟ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ؟ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ؟ قَالَ: ((وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ)).

[بخاری: ۱۷۲۸؛ ابن ماجہ: ۳۰۴۳]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی کہ "یا اللہ! بخشش کر سر منڈانے والوں پر۔" پھر عرض کی کہ کتروانے والوں کی یا رسول اللہ! پھر فرمایا: "یا اللہ! بخشش کر منڈانے والوں کی۔" پھر عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ کتروانے والوں کی بھی، آپ ﷺ نے فرمایا: "یا اللہ بخشش کر منڈانے والوں کی۔" پھر لوگوں نے عرض کی کہ کتروانے والوں کی، آپ ﷺ نے فرمایا: "اور کتروانے والوں کی بھی۔"

○ ○ ○ ○

(٣١٤٩) وَحَدَّثَنِيْ اُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ.

کہا مسلم نے اور روایت کی مجھ سے امیہ نے، ان سے یزید نے، ان سے روح نے ان سے علاء نے، ان سے ان کے باپ نے، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے روایت کی جناب رسول اللہ ﷺ سے وہی مضمون جو ابوزرعہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اوپر روایت کیا۔

(٣١٥٠) عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ جَدَّتِهٖ اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ دَعَا لِلْمُحَلِّقِيْنَ ثَلَاثًا وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ مَرَّةً وَاحِدَةً وَلَمْ يَقُلْ وَكِيْعٌ: [فِيْ] حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

یحییٰ نے اپنی دادی سے روایت کی کہ انہوں نے حجۃ الوداع میں نبی ﷺ کو سنا کہ آپ ﷺ نے سر منڈانے والوں کے لیے تین بار دعا کی اور کتروانے والوں کے لیے ایک بار اور وکیع کی روایت میں حجۃ الوداع کا لفظ نہیں ہے۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ علما کا اجماع ہے کہ حلق افضل ہے اور بال کتروانا روا ہے مگر جو ابن منذر نے حسن بصری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ پہلے حج میں منڈانا ضروری ہے اور کتروانا روا نہیں اور اگر یہ قول ان کا ثابت بھی ہو تو اجماع اور نصوص صریحہ، روایات صحیحہ کے آگے مردود ہے اور ہمارا یہ مذہب ہے کہ حلق اور تقصیر دونوں مناسک حج و عمرہ سے ہیں اور ایک رکن ہے ان کے ارکان میں سے اور یہی قول ہے کافہ علما کا اور ادنیٰ درجہ کفایت کا حلق و تقصیر میں شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک تین بال ہیں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک چوتھائی سر اور ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک آدھا سر اور مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ کے نزدیک اکثر سر اور امام مالک رحمہ اللہ سے ایک روایت میں سارا سر بھی آیا ہے اور سارے سر کے افضل ہونے پر سب متفق ہیں یا سارے سر کا کتروانا ہو اور عورتوں کے حق میں کتروانا ہی ہے منڈانا نہیں ہے اور اگر کسی دیوانی نے منڈا لیا تو بھی نسک ادا ہو گیا فقط وہ سر منڈی کہلائے گی اور اتفاق ہے اس پر کہ حلق ہو خواہ تقصیر بعد کنکریاں مارنے کے ہو اور بعد ذبح قربانی کے اگر قربانی اس کے ساتھ ہو اور طواف افاضہ سے قبل ہو برابر ہے کہ وہ قارن ہو یا مفرد اور ابن جہم نے جو کہا ہے کہ قارن حلق نہ کرے۔ جب تک طواف و سعی سے فارغ نہ ہو یعنی طواف افاضہ سے یہ قول باطل و مردود ہے اور حضور ﷺ سے طواف افاضہ کے قبل ہی حلق ثابت ہوا ہے۔ فصل۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ہم نے مقدمہ شرح میں ذکر کیا ہے کہ ابراہیم بن سفیان جو شاگرد ہیں مسلم رحمہ اللہ کے اس کو اس کتاب کے سننے میں تین مقام باقی رہ گئے ہیں کہ اول مقام ان میں سے یہ ہے کتاب الحج میں اور یہ جگہ وہی ہے (یعنی جہاں ترجمہ میں ابراہیم کا ذکر ہے کہ وہ مسلم بن حجاج سے روایت کرتے ہیں) اور آگے اس مقام سے اول و آخر پر تنبیہ ہو چکی ہے غرض اول اس مقام کا وہی جہاں سے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت شروع ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رحمت کرے اللہ تعالیٰ سر منڈانے والوں پر۔''

(٣١٥١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَلَقَ رَاْسَهٗ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

[بخاري: ٤٤١٠، ٤٤١١؛ ابوداود: ١٩٨٠]

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سر منڈایا اپنا حجۃ الوداع میں۔

○ ○ ○ ○

بَاب بَيَان اَنَّ السُّنَّةَ يَوْمَ النَّحْرِ اَنْ يَّرْمِيَ ثُمَّ يَنْحَرَ.

باب: نحر کے دن پہلے رمی کرے پھر باقی کام۔

(٣١٥٢) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتٰى مِنًى فَاَتَى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا ثُمَّ اَتٰى مَنْزِلَهٗ بِمِنًى وَنَحَرَ ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ: ((خُذْ)) وَاَشَارَ اِلٰى جَانِبِهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ الْاَيْسَرِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب منیٰ میں آئے تو پہلے جمرہ عقبہ پر گئے اور کنکریاں ماریں، پھر اپنے فرودگاہ میں تشریف لائے۔ منیٰ میں اترے قربانی کی پھر حجام سے کہا کہ ''لو۔'' اور اشارہ کیا داہنی طرف میں سر کے اور پھر بائیں پھر لوگوں کو دینے شروع کیے۔ (یعنی

ثُمَّ جَعَلَ يُعْطِيهِ النَّاسَ. [أبوداود: ۱۹۸۱، ۱۹۸۲؛ ترمذی: ۹۱۲]

موئے مبارک اپنے)

○ ○ ○ ○

(۳۱۵۳) وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُوْ كُرَيْبٍ قَالُوْا: أَخْبَرَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا أَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ فِيْ رِوَايَتِهٖ قَالَ لِلْحَلَّاقِ: ((هَا)) وَأَشَارَ بِيَدِهٖ إِلَى جَانِبِهِ الْأَيْمَنِ هٰكَذَا فَقَسَمَ شَعَرَهُ بَيْنَ مَنْ يَلِيْهِ ـقَالَ: ثُمَّ أَشَارَ إِلَى الْحَلَّاقِ وَإِلَى جَانِبِ الْأَيْسَرِ فَحَلَقَهُ فَأَعْطَاهُ أُمَّ سُلَيْمٍ رضی اللہ عنہا وَأَمَّا فِيْ رِوَايَةِ أَبِيْ كُرَيْبٍ قَالَ: فَبَدَأَ بِالشِّقِّ الْأَيْمَنِ فَوَزَّعَهُ الشَّعَرَةَ وَالشَّعَرَتَيْنِ بَيْنَ النَّاسِ ثُمَّ قَالَ بِالْأَيْسَرِ فَصَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ: ((هٰهُنَا أَبُوْ طَلْحَةَ؟)) فَدَفَعَهُ إِلَى أَبِيْ طَلْحَةَ. [راجع:۳۱۵۲]

روایت کی ہم سے ابوبکر بن ابوشیبہ اور ابن نمیر اور ابوکریب نے، تینوں نے کہا کہ روایت کی ہم سے حفص بن غیاث نے، انہوں نے ہشام سے اسی اسناد سے اب سنو کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی روایت میں کہا کہ حضور نے اشارہ فرمایا حجام سے ”یہاں“ اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے داہنی طرف اس طرح اور بانٹ دیے بال اپنے ان لوگوں کو جو قریب تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ کہا راوی نے اشارہ کیا حجام کو بائیں طرف کے سر کا تو اس طرف کے بال مونڈے تو ام سلیم کو عطا فرمایا اور ابوکریب کی روایت میں ہے کہ داہنی طرف سے شروع کیا اور ایک ایک دو دو بال بانٹ دیے لوگوں کو پھر بائیں طرف اشارہ کیا اور ان کو بھی ایسا ہی کیا یعنی منڈانا پھر فرمایا کہ ”یہاں ابوطلحہ ہیں۔“ سو ان کو دے دیا۔

○ ○ ○ ○

(۳۱۵٤) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْبُدْنِ فَنَحَرَهَا وَالْحَجَّامُ جَالِسٌ وَقَالَ بِيَدِهٖ عَنْ رَأْسِهٖ فَحَلَقَ شِقَّهُ الْأَيْمَنَ فَقَسَمَهُ فِيْمَنْ يَلِيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((احْلِقِ الشِّقَّ الْآخَرَ)) فَقَالَ: ((أَيْنَ أَبُوْ طَلْحَةَ؟)) فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ. [راجع:۳۱۵۲]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ عقبہ کی رمی کی اور پھر آئے تو اونٹ کو ذبح کیا اور حجام بیٹھا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا سو داہنی طرف کا سر منڈایا اور ان بالوں کو تقسیم کیا، ان لوگوں میں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تھے۔ پھر فرمایا کہ ”اب دوسری جانب مونڈو۔“ سو فرمایا کہ ”ابوطلحہ کہاں ہیں؟“ وہ بال ان کو عنایت فرمائے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ اعمال حج میں سے نحر کے دن جب مزدلفہ سے لوٹ کر منیٰ میں آئیں تو چار عمل ضروری ہیں پہلے رمی جمرہ عقبہ، قربانی کا ذبح، پھر سر منڈانا یا کترانا پھر مکہ جا کر طواف افاضہ کرنا اور اس کے بعد سعی کرنا اگر طواف قدوم کے بعد نہیں کی ہے اور طواف قدوم کے بعد کر چکا ہے تو دوبارہ مکروہ بلکہ بدعت ہے جیسا اوپر گزر گیا اور ان چاروں عملوں کو اسی ترتیب سے بجالانا سنت ہے، پھر اگر کسی نے کچھ الٹ پلٹ کیا تو بھی روا ہو گیا۔ ان صحیح حدیثوں کی رو سے جو مسلم میں بعد اس کے آئیں گی اور یہی مستحب ہے کہ جب منیٰ میں آئے تو پہلے کہیں نہ جائے بلکہ سواری ہی پر سے جمرہ عقبہ کی رمی کر کے پھر اپنی منزل میں اترے۔ اور اسی طرح مستحب ہے کہ قربانی کا نحر اور ذبح منیٰ میں ہو اگرچہ حرم میں کہیں بھی ہو تو روا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ منڈانا افضل ہے اور مستحب ہے کہ داہنی طرف سے شروع کرے منڈانے والا اپنے سر کو اور یہی مذہب ہے شافعیہ کا اور جمہور کا بخلاف ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کہ وہ کہتے ہیں کہ منڈانے والا بائیں طرف سے پہلے منڈائے اور قول ان کا چونکہ خلاف روایات مذکورہ ہے اس لیے مردود ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی کے بال پاک ہیں اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور جمہور کا اور یہی صحیح ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) نبی ﷺ کے موئے مبارک تبرک ہیں اور ان کو رکھنا جائز ہے مگر سند متصل معلوم ہو کہ یہ آپ ﷺ ہی کے بال ہیں اور یہ جو لوگ اس زمانہ میں موئے مبارک ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ان کا دعویٰ صحیح نہیں اس لیے کہ ان کی سند متصل تو کیا منقطع بھی بلکہ معضل بھی نہیں۔ قوی تو کیا ضعیف بھی نہیں پس غیر نبی کے بال کو نبی کا بال جاننا ناحق کا وبال مول لینا ہے اور گویا غیر نبی کو نبی ﷺ کے برابر اپنی میزان خرد میں تول لینا ہے وَمَا هٰذَا اِلَّا ضَلَالٌ بَعِيْدٌ اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ حجام کون تھا اور ان کا نام کیا تھا جس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت مبارک کی حجۃ الوداع میں تو صحیح اور مشہور تو یہ ہے کہ معمر بن عبداللہ عدوی ہیں اور بخاری میں بھی یہی ہے کہ لوگوں نے کہا ہے کہ وہ معمر بن عبداللہ ہیں اور بعضوں نے کہا کہ وہ خراش بن امیہ بن ربیعہ کلبی ہیں بضم کاف کہ منسوب ہیں کلیب بن حبشیہ کی طرف (نووی ﷫)

(٣١٥٥) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷛ قَالَ: لَمَّا رَمٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْجَمْرَةَ وَنَحَرَ نُسُكَهٗ وَحَلَقَ نَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّهُ الْاَيْمَنَ فَحَلَقَهٗ ثُمَّ دَعَا اَبَا طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيَّ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ الشِّقَّ الْاَيْسَرَ فَقَالَ: ((احْلِقْ)) فَحَلَقَهٗ فَاَعْطَاهُ اَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ: ((اقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ)).

[راجع: ٣١٥٢]

انس بن مالک ﷛ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے جمرہ کو کنکریاں ماریں اور قربانی کر لی اور سر منڈوایا تو آپ ﷺ نے اپنی دائیں جانب آگے کی اس نے مونڈ دی تو آپ ﷺ نے ابوطلحہ انصاری کو بلایا اور ان کو وہ بال دے دیئے پھر آپ ﷺ نے اپنی بائیں جانب آگے کی کہ ''اس کو مونڈو۔'' جب وہ مونڈ دی گئی تو آپ ﷺ نے ابوطلحہ کو وہ بال دے دیئے کہ لوگوں میں تقسیم کر دو۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ مَنْ حَلَقَ قَبْلَ النَّحْرِ اَوْ نَحَرَ قَبْلَ الرَّمْيِ

باب: رمی سے پہلے ذبح اور ذبح سے پہلے حلق جائز ہے۔

(٣١٥٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷛ قَالَ: وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًى لِلنَّاسِ يَسْاَلُوْنَهٗ فَجَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَمْ اَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَنْحَرَ فَقَالَ: ((اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ)) ثُمَّ جَآءَهٗ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَمْ اَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ فَقَالَ: ((ارْمِ وَلَا حَرَجَ)) قَالَ: فَمَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا اُخِّرَ اِلَّا قَالَ: ((افْعَلْ وَلَا حَرَجَ)).

[بخاری: ٨٣، ١٢٤، ١٧٣٦، ١٧٣٧، ١٧٣٨، ٦٦٦٥؛ ابوداود: ٢٠١٤؛ ترمذی: ٩١٦؛ ابن ماجہ: ٣٠٥١]

عبداللہ بن عمرو بن عاص ﷛ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیچ منیٰ کے حجۃ الوداع میں کھڑے ہوئے کہ لوگ آپ ﷺ سے مسئلہ پوچھیں سو ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی کہ یارسول اللہ! میں نے نہ جانا اور سر منڈا لیا اونٹ نحر کرنے سے پہلے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب قربانی ذبح کر لو اور کچھ حرج نہیں۔'' پھر دوسرا آیا اور اس نے عرض کی کہ یارسول اللہ! میں نے نہ جانا اور قربانی ذبح کر لی کنکر مارنے سے پہلے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب کنکر مار لو اور کچھ مضائقہ نہیں۔'' غرض ان سے جس عمل کی تقدیم تاخیر کو پوچھا تو یہی فرمایا کہ ''کچھ مضائقہ نہیں اب کر لو۔''

○ ○ ○ ○

(٣١٥٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ

عبداللہ بن عمرو بن العاص ﷛ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی

الْعَاصِ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَطَفِقَ نَاسٌ يَسْأَلُوْنَهُ فَيَقُوْلُ الْقَائِلُ مِنْهُمْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّيْ لَمْ اَكُنْ اَشْعُرُ اَنَّ الرَّمْيَ قَبْلَ النَّحْرِ فَنَحَرْتُ قَبْلَ الرَّمْيِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَارْمِ وَلَا حَرَجَ)) قَالَ وَطَفِقَ اٰخَرُ يَقُوْلُ: اِنِّيْ لَمْ اَشْعُرْ اَنَّ النَّحْرَ قَبْلَ الْحَلْقِ فَحَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَنْحَرَ فَيَقُوْلُ: ((انْحَرْ وَلَا حَرَجَ)) فَمَا سَمِعْتُهُ يُسْأَلُ يَوْمَئِذٍ عَنْ اَمْرٍ مِمَّا يَنْسَى الْمَرْءُ وَيَجْهَلُ مِنْ تَقْدِيْمِ الْاُمُوْرِ قَبْلَ بَعْضٍ وَاَشْبَاهِهَا اِلَّا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((افْعَلُوْا ذٰلِكَ وَلَا حَرَجَ)).

پر سوار ہو کر کھڑے رہے اور لوگ آپ ﷺ سے مسئلے پوچھنے لگے سو ایک نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے نہ جانا کہ رمی نحر کے قبل ضروری ہے اور میں نے نحر کر لیا رمی سے پہلے۔ سو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”اب رمی کر لو اور کچھ مضائقہ نہیں۔“ اور دوسرے نے کہا کہ میں نے نہ جانا کہ نحر قبل حلق کے ہے اور حلق کر لیا قبل نحر کے تو آپ ﷺ فرماتے تھے: ”اب نحر کر لو اور کچھ حرج نہیں ہے۔“ راوی نے کہا: میں نے بھی سنا کہ جس نے اس دن آپ ﷺ سے کوئی ایسا کام پوچھا کہ جسے انسان بھول جاتا ہے اور آگے پیچھے کر لیتا ہے اور اس کی مانند تو آپ ﷺ نے یہی فرمایا کہ ”اب کر لو اور کچھ حرج نہیں۔“



(٣١٥٨) حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ: حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ اِلٰى آخِرِهٖ. [راجع:٣١٥٧]

کہا امام مسلم رحمہ اللہ نے اور روایت کی ہم سے حسن حلوانی نے، ان سے یعقوب نے، ان سے ان کے باپ نے، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے مثل حدیث یونس کی جو زہری سے مروی ہو چکی آخر تک۔



(٣١٥٩) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: مَاكُنْتُ اَحْسِبُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنَّ كَذَا وَكَذَا قَبْلَ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كُنْتُ اَحْسِبُ اَنَّ كَذَا قَبْلَ كَذَا وَكَذَا -لِهٰٓؤُلَآءِ الثَّلَاثِ- قَالَ: ((افْعَلْ وَلَاحَرَجَ)). [راجع:٣١٥٧]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے نحر کے دن خطبہ پڑھا اور ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ! آگے وہی مضمون ہے جو اوپر کی روایتوں میں کئی بار گزرا۔



(٣١٦٠) وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ ح وَحَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى الْاُمَوِيُّ: حَدَّثَنِيْ اَبِيْ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَمَّا رِوَايَةُ ابْنِ بَكْرٍ فَكَرِوَايَةِ عِيْسٰى اِلَّا قَوْلَهُ: لِهٰٓؤُلَاءِ الثَّلَاثِ فَاِنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ ذٰلِكَ وَاَمَّا يَحْيَى الْاُمَوِيُّ فَفِيْ رِوَايَتِهٖ:

کہا مسلم نے روایت کی ہم سے یہی حدیث عبد بن حمید نے، ان سے محمد بن بکر نے اور کہا مسلم نے اور روایت کی مجھ سے سعید بن یحییٰ اموی نے، ان سے ان کے باپ نے اور سب نے روایت کی ابن جریج سے اسی اسناد سے مگر ابن بکر کی روایت مثل روایت عیسیٰ کی ہے مگر قول ان کا کہ یہ تین چیزیں (یعنی رمی اور نحر اور حلق) یہ مذکور نہیں اور یحییٰ کی روایت میں یوں ہے کہ ایک نے کہا: حلق کیا میں نے قبل نحر کے اور نحر کی قبل رمی کے اور

حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَنْحَرَ نَحَرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ وَأَشْبَاهَ ذٰلِكَ. [راجع: ۳۱۵۷]

اسی کی مانند۔

○ ○ ○ ○

(۳۱۶۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ قَالَ: اَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ قَالَ: ((فَاذْبَحْ وَلَا حَرَجَ)) قَالَ: ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ: ((ارْمِ وَلَا حَرَجَ)).

[راجع: ۳۱۵۷]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں نے قربانی سے پہلے سر منڈوا لیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''قربانی کر کوئی حرج نہیں ہے۔'' کہا کہ میں نے رمی سے پہلے قربانی کر لی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رمی کر اور کوئی حرج نہیں۔''

(۳۱۶۲) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى نَاقَةٍ بِمِنًى فَجَآءَهُ رَجُلٌ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ. [راجع: ۳۱۵۷]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۱۶۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاَتَاهُ رَجُلٌ يَوْمَ النَّحْرِ وَهُوَ وَاقِفٌ عِنْدَ الْجَمْرَةِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّيْ حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ: ((ارْمِ وَلَا حَرَجَ)) وَاَتَاهُ اٰخَرُ فَقَالَ: اِنِّيْ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ: ((ارْمِ وَلَا حَرَجَ)) وَاَتَاهُ اٰخَرُ فَقَالَ: اِنِّيْ اَفَضْتُ اِلَى الْبَيْتِ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ: ((ارْمِ وَلَا حَرَجَ)) قَالَ: فَمَا رَاَيْتُهُ سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا قَالَ: ((افْعَلُوْا وَلَا حَرَجَ)).

[راجع: ۳۱۵۷]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اور ان کے پاس ایک شخص آیا نحر کے دن اور جمرہ کے پاس آپ ﷺ کھڑے ہوئے تھے سو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے سر منڈا لیا کنکریاں مارنے سے پہلے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب کنکریاں مار لو اور کچھ مضائقہ نہیں۔'' اور دوسرا آیا اور عرض کی کہ میں نے ذبح کیا رمی سے پہلے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب رمی کر لو اور کچھ حرج نہیں۔'' اور تیسرا آیا اور عرض کی کہ میں نے طواف افاضہ کیا بیت اللہ کا رمی سے پہلے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب رمی کر لو اور کچھ حرج نہیں۔'' راوی نے کہا: اس دن آپ ﷺ سے جو چیز پوچھی کہ آگے پیچھے ہو گئی آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب کر لو اور کچھ حرج نہیں۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نحر کے دن چار کام ہیں اول رمی جمرہ عقبہ کی، دوم ذبح، سوم حلق، چہارم طواف افاضہ اور سنت یہی ہے کہ یہ چاروں کام اسی ترتیب سے بجا لائے اور یہی مذہب ہے سلف کا اور شافعیہ کا اور دلیل ان کی یہی روایات ہیں اور ان کا قول ہے کہ اگر کسی نے ان میں آگے پیچھے کیا کسی کام کو تو روا ہے اور اس پر فدیہ نہیں اور نہ قربانی ہے اور ابوحنیفہ اور مالک اور سعید بن جبیر اور حسن بصری اور نخعی اور قتادہ رحمہم اللہ کا قول ہے کہ اس پر قربانی لازم ہے (اور ایک قول شاذ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بھی ایسا ہی ہے مگر ان سب پر روایات باب حجت ہیں اور ظاہر اس لفظ سے جو نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''کچھ حرج نہیں۔'' یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کو نہ گناہ ہے نہ اور کوئی چیز واجب ہے قربانی وغیرہ سے اور اگر کچھ واجب ہوتا تو آپ ﷺ یہاں بیان فرما دیتے اور اس پر تو اجماع ہے کہ عامد اور بھولنے والا اس میں برابر ہے پھر جن کے نزدیک قربانی واجب ہے اور جن کے نزدیک نہیں تو دونوں پر نہیں اور اتنا فرق ہے کہ قصداً کرنے والا خلاف سنت سے گنہگار ہوتا ہے اور بھولنے والا نہیں ہوتا اور یہ جو وارد ہوا کہ آپ ﷺ اونٹنی پر سوار ہو کر کھڑے رہے جیسا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں اوپر مذکور ہوا اس سے ثابت ہوا کہ ضرورت کے وقت سواری پر بیٹھنا روا ہے۔ اگرچہ کہیں جانا منظور نہ ہو اور خطبہ پڑھا آپ ﷺ نے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) نحر کے دن اور خطبے حج کے شافعیہ کے نزدیک چار ہیں اول مکہ میں کعبہ کے نزدیک ساتویں تاریخ کو ذی الحجہ کے۔ دوسرا نمرہ میں عرفہ کے دن۔ تیسرا منیٰ میں نحر کے دن۔ چوتھا پھر منیٰ میں ایام تشریق کے دوسرے دن میں اور یہ سب ایک ہی ایک خطبے ہیں اور بعد نماز ظہر کے سوا اس خطبہ کے جو نمرہ میں ہے کہ وہ دو خطبے ہیں اور قبل صلوٰۃ ظہر کے ہیں اور بعد زوال کے اور دلائل ان کے میں نے احادیث صحیحہ سے شرح مہذب میں بیان کیے ہیں۔ (ایسا ہی کہا نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں)

(٣١٦٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قِيلَ لَهُ فِي الذَّبْحِ وَالْحَلْقِ وَالرَّمْيِ وَالتَّقْدِيمِ وَالتَّأْخِيرِ فَقَالَ: ((لَا حَرَجَ)).

[بخاري:١٧٣٤]

ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے قربانی، حلق، رمی کے آگے پیچھے ہونے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کوئی حرج نہیں ہے۔"

○ ○ ○ ○

بَابُ اسْتِحْبَابِ طَوَافِ الْإِفَاضَةِ يَوْمَ النَّحْرِ.

باب: طواف افاضہ نحر کے دن بجالانا مستحب ہے۔

(٣١٦٥) عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَفَاضَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَلَّى الظُّهْرَ بِمِنًى قَالَ نَافِعٌ: فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُفِيضُ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُصَلِّي الظُّهْرَ بِمِنًى وَيَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَهُ. [ابو داود:١٩٩٨]

نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے طواف افاضہ کیا نحر کے دن اور پھر لوٹے اور ظہر منیٰ میں پڑھی۔ نافع نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہما طواف افاضہ کرتے تھے نحر کے دن اور پھر لوٹ کر منیٰ میں ظہر پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ نبی ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ طواف افاضہ نحر کے دن اول روز میں کر لینا مستحب ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ النُّزُولِ بِالْمُحَصَّبِ يَوْمَ النَّفْرِ.

باب: کوچ کے دن محصب میں اترنا مستحب ہے۔

(٣١٦٦) عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قُلْتُ: أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ؟ قَالَ بِمِنًى قُلْتُ: فَأَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ قَالَ: بِالْأَبْطَحِ ثُمَّ قَالَ: افْعَلْ مَا يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكَ. [بخاري: ١٦٥٣، ١٦٥٤، ١٧٦٣؛ ابو داود: ١٩١٢؛ ترمذي: ٩٦٤]

عبدالعزیز، رفیع کے فرزند نے کہا کہ پوچھا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ خبر دو مجھے جو تم نے یاد رکھا ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے ترویہ کے دن (یعنی آٹھویں تاریخ) نماز ظہر کہاں پڑھی؟ انہوں نے کہا: منیٰ میں پھر میں نے کہا: نماز عصر کہاں پڑھی کوچ کے دن؟ کہا: ابطح میں پھر کہا: کرو تم جیسا کرتے ہیں تمہارے حاکم لوگ۔

○ ○ ○ ○

(٣١٦٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يَنْزِلُونَ الْأَبْطَحَ.

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ابطح میں اترا کرتے تھے۔

فائدہ: ابطح وہی ہے جسے محصب کہتے ہیں۔

(٣١٦٨) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَرَى التَّحْصِيبَ سُنَّةً وَكَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ يَوْمَ النَّفْرِ بِالْحَصْبَةِ قَالَ نَافِعٌ: قَدْ حَصَّبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْخُلَفَاءُ بَعْدَهُ.

نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ محصب میں اترنے کو سنت جانتے تھے اور ظہر وہیں پڑھتے تھے نحر کے دن کی نافع نے کہا کہ محصب میں اترے ہیں رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے بعد اترے ہیں خلیفہ آپ کے۔

(٣١٦٩) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: نُزُوْلُ الْاَبْطَحِ لَيْسَ بِسُنَّةٍ اِنَّمَا نَزَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَنَّهُ كَانَ اَسْمَحَ لِخُرُوْجِهِ اِذَا خَرَجَ.

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ محصب میں اترنا کچھ واجب نہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ تو صرف اس لیے وہاں اترے ہیں کہ وہاں سے نکلنا آسان تھا جب مکہ سے آپ نکلے۔

(٣١٧٠) عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

[ترمذی: ٩٢٣؛ ابن ماجه: ٣٠٦٧]

○ ○ ○ ○

(٣١٧١) عَنْ سَالِمٍ اَنَّ اَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ وَابْنَ عُمَرَ كَانُوْا يَنْزِلُوْنَ الْاَبْطَحَ قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَاَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا لَمْ تَكُنْ تَفْعَلُ ذٰلِكَ وَقَالَتْ: اِنَّمَا نَزَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَنَّهُ كَانَ مَنْزِلًا اَسْمَحَ لِخُرُوْجِهِ.

سالم نے کہا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ عنہ ابطح میں اترے تھے۔ زہری نے کہا کہ مجھے عروہ نے خبر دی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ نہیں وہاں اترتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ جو وہاں اترتے تھے تو اس لیے کہ وہاں سے روانہ ہو جانا مکہ سے آسان تھا۔

○ ○ ○ ○

(٣١٧٢) عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: لَيْسَ التَّحْصِيبُ بِشَيْءٍ اِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.

عطاء نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ محصب میں اترنا کچھ سنت و واجب نہیں وہ تو ایک منزل ہے کہ وہاں رسول اللہ ﷺ اترے ہیں۔

[بخاری: ١٧٦٦؛ ترمذی: ٩٢٢]

○ ○ ○ ○

(٣١٧٣) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: قَالَ اَبُوْ رَافِعٍ لَمْ يَاْمُرْنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اَنْزِلَ الْاَبْطَحَ حِيْنَ خَرَجَ مِنْ مِنًى وَلٰكِنِّيْ جِئْتُ فَضَرَبْتُ قُبَّتَهُ فَجَاءَ فَنَزَلَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ فِيْ رِوَايَةِ صَالِحٍ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ وَفِيْ رِوَايَةِ قُتَيْبَةَ قَالَ: عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ وَكَانَ عَلٰى ثَقَلِ النَّبِيِّ ﷺ.

سلیمان بن یسار نے روایت کی کہ ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم نہیں کیا تھا کہ میں اتروں ابطح میں جب آپ ﷺ منیٰ سے نکلے مگر میں آیا اور میں نے وہاں قبہ لگا دیا پھر آپ ﷺ آئے اور وہاں اتر پڑے۔ ابوبکر کی روایت میں صالح سے یوں ہے کہ انہوں نے کہا: سنا میں نے سلیمان بن یسار سے اور قتیبہ کی روایت میں ہے کہ ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا اور ابو رافع رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سامان پر مقرر تھے۔

[ابو داود: ٢٠٠٩]

○ ○ ○ ○

(٣١٧٤) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((نَنْزِلُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ غَدًا بِخَيْفِ بَنِيْ كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ)).

[بخاري:٧٤٧٩]

”کل ہم اللہ چاہے گا تو خیف کنانہ میں اتریں گے جہاں کافروں نے کفر پر قسم کھائی تھی آپس میں۔“

○ ○ ○ ○

(٣١٧٥) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ بِمِنًى ((نَازِلُوْنَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِيْ كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ)) وَذٰلِكَ اِنَّ قُرَيْشًا وَبَنِيْ كِنَانَةَ حَالَفَتْ عَلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ اَنْ لَا يُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا يُبَايِعُوْهُمْ حَتّٰى يُسْلِمُوْا اِلَيْهِمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَعْنِيْ بِذٰلِكَ الْمُحَصَّبَ.

[بخاري: ١٥٩٠؛ ابوداود: ٢٠١١]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منیٰ میں کہ ”کل ہم خیف بنی کنانہ میں اترنے والے ہیں جہاں کافروں نے کفر پر قسم کھائی تھی۔“ اور کیفیت اس کی یہ تھی کہ قریش نے اور بنی کنانہ نے قسم کھائی تھی کہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب سے یعنی ان کے قبیلوں سے نہ نکاح کریں نہ خرید و فروخت کریں جب تک وہ جناب رسول اللہ ﷺ کو ان کے سپرد نہ کر دیں اور مراد خیف بنی کنانہ سے محصب ہے (تفصیل اس کی آگے آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ)۔

○ ○ ○ ○

(٣١٧٦) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْزِلُنَا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اِذَا فَتَحَ اللّٰهُ الْخَيْفُ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اگر اللہ نے چاہا اور فتح دی تو منزل ہماری خیف ہے جہاں قسم کھائی انہوں نے یعنی کافروں نے کفر پر۔“

فائدہ: غرض یہ کہ محصب میں اترنا اس میں اختلاف تھا صحابہ رضی اللہ عنہم کا کوئی اس کو منزل اتفاقی کہتے تھے اور یہاں اترنا مسنون نہ جانتے تھے اور کوئی اسے اقتدائے رسول جان کر مستحب ٹھہراتے تھے چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور جمہور کے نزدیک مستحب ہے بنظر اقتدائے رسول کریم ﷺ و پیروی خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم مگر اس پر اتفاق ہے کہ اگر کسی نے اس کو ترک کیا تو اس پر کچھ الزام نہیں اور مستحب ہے کہ وہاں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء پڑھے اور کچھ رات تک ٹھہرے یا ساری رات بنظر اقتدائے رسول اللہ ﷺ اور محصب اور ابطح اور حصبہ اور بطحاء اور خیف بنی کنانہ یہ سب نام ایک ہی مقام کے ہیں اور اصل میں خیف اس زمین کو کہتے ہیں کہ نشیب میں واقع ہو پہاڑ کے دامن میں اور وہاں سے مدینہ منورہ کا سیدھا راستہ ہے اسی لیے کہا کہ وہاں سے نکلنا آسان ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”ان شاء اللہ تعالیٰ ہم وہاں اتریں گے۔“ اس لیے کہ اللہ پاک کا حکم ہے کہ ﴿وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَيْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ﴾ یعنی نہ کہنا کسی کو کہ کل میں اس کو کروں گا مگر یوں کہنا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا اور کفار نے جب نبی ﷺ مکہ معظمہ میں تھے آپس میں قسم کھائی کہ رسول اللہ ﷺ کو اور بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو مکہ سے نکال دیں اسی خیف بنی کنانہ کی گھاٹی میں اور آپس میں ایک اقرار نامہ لکھا اور طرح طرح کی لغویات اس میں تحریر کیں اور قطع رحم اور کفر پر کمر باندھی اور اس اقرار نامہ کو کعبہ میں لٹکا دیا اللہ پاک نے ایک دیمک کو مقرر کیا کہ وہ سارا کاغذ کھا گئی صرف اللہ اور رسول ﷺ کا نام اس میں رہ گیا اور جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی اور آپ ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب کو خبر دی اور وہ ان کافروں کے پاس آئے اور یہ امر ظاہر کیا پھر انہوں نے وہ کاغذ نکال کر دیکھا اور ویسا ہی پایا۔ چنانچہ بعض علما نے فرمایا ہے کہ وہاں اترنا آپ ﷺ کا شکر الٰہی کے ارادہ سے تھا کہ اس نعمت کا شکر بجا لاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے دین کو ظاہر کیا اور عاجزوں کو غالب اور کافروں کو مغلوب فرمایا ایسا ہی کہا نووی رحمہ اللہ نے۔

بَابُ وُجُوْبِ الْمَبِيْتِ بِمِنًى لَيَالِيْ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَالتَّرْخِيْصِ

باب: ایام تشریق میں منیٰ میں رات گزارنا واجب ہے۔

فِيْ تَرْكِهِ لِأَهْلِ السِّقَايَةِ.

(٣١٧٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اسْتَأْذَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَبِيْتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ فَأَذِنَ لَهُ.

[بخاري: ١٧٤٥؛ ابو داود: ١٩٥٩، ٣٠٦٥]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عباس رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی رسول اللہ ﷺ سے کہ رات کو منیٰ کی راتوں میں مکہ میں رہیں، اس لیے کہ ان کے حصے زمزم پلانے کی خدمت تھی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ- اس روایت سے دو مسئلے معلوم ہوئے اول یہ کہ منیٰ کی راتوں میں رات کو منیٰ ہی میں رہنا ضروری ہے اور اس پر اتفاق ہے علما کا مگر اس میں اختلاف ہے کہ یہ واجب ہے کہ سنت ہے؟ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس میں دو قول ہیں: صحیح قول یہ ہے کہ واجب ہے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مقولہ ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ سنت ہے اور اسی کے قائل ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حسن رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ غرض جس نے واجب کہا ہے اس نے کہا ہے کہ اس کے تارک پر قربانی واجب ہوتی ہے اور جس نے سنت کہا ہے وہ تارک کیلئے قربانی مستحب کہتا ہے اور کس قدر وہاں رہنا واجب ہے اس میں بھی اختلاف ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دو قول ہیں: صحیح یہ ہے کہ اکثر رات میں رہنا ضروری ہے دوسرے یہ کہ ایک ساعت ہر رات میں۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جو لوگ زمزم پلاتے ہیں ان کو شب کو منیٰ میں رہنا ضروری نہیں بلکہ ان کو ضروری ہے کہ مکہ میں جائیں اور رات کو زمزم پلا دیں اور حوضوں میں پانی بھریں کہ پینے والے فراغت سے پئیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ اولاد عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ جو زمزم پلانے والا ہو اس کو رخصت ہے کہ منیٰ میں نہ رہے اور اسی طرح جو نیا شخص زمزم پلانے کا التزام کرے اس کو بھی رخصت ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ رخصت خاص آل عباس رضی اللہ عنہ کو ہے۔ بعضوں نے کہا: خاص عباس رضی اللہ عنہ کو تھی اور بعض نے کہا: بنی عباس رضی اللہ عنہ میں سے بنی ہاشم کو خاص ہے۔ غرض یہ چار قول ہیں اصحاب شافعیہ کے اور صحیح ان میں پہلا ہی قول ہے اور پانی پلانا خاص حق ہے آل عباس رضی اللہ عنہ کا اس لیے کہ ایام جاہلیت میں یہ خدمت خاص تھی عباس رضی اللہ عنہ کو اور آنحضرت ﷺ نے انہی کیلئے قرار دی اور ہمیشہ ان کے واسطے ہے۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ہی کہا ہے۔

(٣١٧٨) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ قَالَا: أَخْبَرَنَا جُرَيْجٌ كِلَا هُمَا عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [بخاري: ١٧٤٤]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ فَضْلِ الْقِيَامِ بِالسِّقَايَةِ وَالثَّنَاءِ عَلٰى أَهْلِهَا وَاسْتِحْبَابِ الشُّرْبِ مِنْهَا.

باب: حج میں پانی پلانے کی فضیلت اور اس کے دینے کی فضیلت۔

(٣١٧٩) عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَأَتَاهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: مَا لِيْ أَرٰى بَنِيْ عَمِّكُمْ يَسْقُوْنَ الْعَسَلَ وَاللَّبَنَ وَأَنْتُمْ تَسْقُوْنَ النَّبِيْذَ؟ أَمِنْ حَاجَةٍ بِكُمْ أَمْ مِنْ بُخْلٍ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا بِنَا [مِنْ] حَاجَةٍ

عبداللہ مزنی، فرزند بکر نے کہا کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کعبہ کے نزدیک کہ ایک گاؤں کا آدمی آیا اور اس نے کہا: کیا سبب ہے کہ میں تمہارے چچا کی اولاد کو دیکھتا ہوں کہ وہ شہد کا شربت اور دودھ پلاتے ہیں اور تم کھجور کا شربت پلاتے ہو کیا تم نے محتاجی کے سبب سے اسے اختیار کیا ہے یا بخیلی کی وجہ سے؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: الحمدللہ نہ ہم کو محتاجی ہے نہ بخیلی۔ اصل وجہ اس کی یہ ہے کہ نبی ﷺ تشریف لائے

وَلَا نُخَلِّ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَخَلْفَهُ أُسَامَةُ فَاسْتَسْقَى فَأَتَيْنَاهُ بِإِنَاءٍ مِنْ نَبِيذٍ فَشَرِبَ وَسَقَى فَضْلَهُ أُسَامَةَ وَقَالَ: ((أَحْسَنْتُمْ وَأَجْمَلْتُمْ كَذَا فَاصْنَعُوا)) فَلَا نُرِيدُ نُغَيِّرُ مَا أَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. [ابوداود:٢٠٢١]

اپنی اونٹنی پر اور ان کے پیچھے اسامہ رضی اللہ عنہ تھے اور آپ ﷺ نے پانی مانگا سو ہم ایک پیالہ کھجور کے شربت کا لائے اور آپ ﷺ نے پیا اور اس میں سے جو بچا وہ اسامہ رضی اللہ عنہ کو پلایا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے خوب اچھا کام کیا اور ایسا ہی کیا کرو۔'' سو ہم اس کو بدلنا نہیں چاہتے جس کا حکم رسول اللہ ﷺ دے چکے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے فضیلت پلانے کی ثابت ہوئی اور پلانے والوں کی تعریف نکلی اور آخر میں جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم بدلنا نہیں چاہتے الخ اس سے ثابت ہوا اصل مذہب صحابہ رضی اللہ عنہم کا کہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ تغیر کریں کسی امر میں خواہ تغیر صفات کا ہو مثلاً کسی طاعت کے اعداد یا اوقات یا تعینات میں تغیر کریں یا کسی عبادت کے کاموں میں کوئی صفت اپنی طرف سے بڑھا دیں یا گھٹا دیں کہ یہ سب منجملہ احداث ہیں اور یہی مذہب ہے اہل سنت کا اور طریقہ ہے جماعت صحابہ کا اور اس سے رد ہو گئے تمام امور محدثہ اور اوامر و نواہی مبتدعہ و ذلك المقصود۔

بَابٌ فِي الصَّدَقَةِ بِلُحُوْمِ الْهَدَايَا وَجُلُوْدِهَا وَجَلَالِهَا.

باب: قربانی کا گوشت کھال وغیرہ سب صدقہ کردو۔

(٣١٨٠) عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أَقُوْمَ عَلَى بُدْنِهِ وَأَنْ أَتَصَدَّقَ بِلَحْمِهَا وَجُلُوْدِهَا وَأَجِلَّتِهَا وَأَنْ لَا أُعْطِيَ الْجَزَّارَ مِنْهَا وَقَالَ: ((نَحْنُ نُعْطِيهِ مِنْ عِنْدِنَا)).

[بخاري: ١٧٠٧، ١٧١٦، ١٧١٧، ١٧١٨، ٢٢٩٩؛ ابوداود: ١٧٦٩؛ ابن ماجه: ٣٠٩٩، ٣١٥٧]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں آپ ﷺ کے قربانی کے اونٹوں پر کھڑا رہوں اور ان کا گوشت اور کھالیں اور جھولیں خیرات کر دوں اور قصاب کی مزدوری اس میں نہ دوں اور فرمایا: ''کہ مزدوری قصاب کی ہم اپنے پاس سے دیں گے۔''

○ ○ ○ ○

(٣١٨١) عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الْجَزَرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع:٣١٨٠]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣١٨٢) عَنْ عَلِيٍّ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَيْسَ فِي حَدِيْثِهِمَا أَجْرُ الْجَازِرِ. [راجع:٣١٨٠]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وہی مضمون مروی ہے مگر اس میں قصاب کی مزدوری کا ذکر نہیں ہے۔

(٣١٨٣) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يَقُوْمَ عَلَى بُدْنِهِ وَأَمَرَهُ أَنْ يَقْسِمَ بُدْنَهُ كُلَّهَا لُحُوْمَهَا وَجُلُوْدَهَا وَجِلَالَهَا فِي الْمَسَاكِيْنِ وَلَا يُعْطِيَ فِي جِزَارَتِهَا مِنْهَا شَيْئًا. [راجع:٣١٨٠]

حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ کھڑے ہوں وہ آپ ﷺ کے قربانی کے اونٹوں پر اور حکم دیا کہ سارا گوشت اور جھولیں ان کی خیرات کر دیں مسکینوں کو اور قصاب کی مزدوری اس میں سے کچھ نہ دیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: بدنہ کا استعمال اکثر حدیث اور کتب فقہ میں اونٹ پر آتا ہے مگر اہل لغت نے گائے اور بکری پر بھی اطلاق کیا ہے اور اس حدیث سے کئی مسئلے ثابت ہوئے۔ اول معلوم ہوا کہ قربانی کا لے جانا مستحب ہے۔ دوسرے اس کے ذبح اور نحر کے لیے کسی کو نائب کرنا درست ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) تیسرے خود نحر و ذبح کرنا مستحب ہے۔ چوتھے گوشت اور کھال اور جھول سب تقسیم و خیرات کرنا ضروری ہے۔ پانچویں اجرت قصاب کی اس میں سے نہ دینا چاہیے۔ چھٹے ثابت ہوا کہ اجرت قصاب کی حلال اور درست ہے اور مذہب شافعیہ کا یہ ہے کہ فروخت کرنا کھال کا درست نہیں نہ گوشت وغیرہ کا اور نہ اس سے گھر میں نفع لینا خواہ وہ قربانی واجب ہو یا مستحب اور یہی قول ہے عطا اور نخعی اور مالک اور احمد اور اسحق رحمہم اللہ کا اور ابن منذر، ابن عمر رضی اللہ عنہما اور اسحق اور احمد رحمہم اللہ سے مروی ہے کہ اس میں کچھ حرج نہیں کہ کھال اس کی بیچ ڈالیں اور اس کی قیمت خیرات کر دیں اور ابو ثور رحمہ اللہ نے بھی اجازت دی ہے بیچنے کی اور نخعی اور اوزاعی رحمہما اللہ نے بھی کہا ہے کہ اس کے عوض میں کچھ مضائقہ نہیں اگر چھلنی اور سوپ اور ترازو وغیرہ خریدلیں اور حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اجرت جزار میں کھال دینا روا ہے مگر یہ خلاف سنت ہے اور یہ قول حسن بصری رحمہ اللہ کا خلاف حدیث ہے اس لیے مردود ہے اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جھول ڈالنا خاص اونٹ پر ہے اور سنت ہے اور سلف سے مروج ہے اور مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ وغیرہ نے کہا ہے کہ بعد کوہان چیرنے کے جھول ڈالی جائے کہ خون میں نہ بھرے اور کہا ہے کہ قیمت جھول کی بھی اونٹ کی حیثیت کے موافق ہو یعنی جیسی قیمت کا قربانی کا اونٹ ہو اس کے مناسب جھول بھی ہو، جیسے مثل مشہور ہے شملہ بمقدار علم۔

(٣١٨٤) عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَخْبَرَهُ: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَمَرَهُ بِمِثْلِهِ. [راجع:٣١٨٠]

ایک اور سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الْاِشْتِرَاكِ فِي الْهَدْيِ.

باب: قربانی میں شریک ہونا جائز ہے۔

(٣١٨٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: نَحَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ.

[ابوداود: ٢٧٠٩؛ ترمذی: ٩٠٤، ١٥٠٢؛ ابن ماجه: ٣١٣٢]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نحر کیا ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ کے سال اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اور بیل سات آدمیوں کی طرف سے۔

○ ○ ○ ○

(٣١٨٦) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نَشْتَرِكَ فِي الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ كُلُّ سَبْعَةٍ مِنَّا فِيْ بَدَنَةٍ.

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کا احرام باندھ کر نکلے اور آپ ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ شریک ہو جائیں اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی ہم میں کے۔

○ ○ ○ ○

(٣١٨٧) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: حَجَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَحَرْنَا الْبَعِيْرَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حج کیا ہم نے اونٹ اور گائے کو سات افراد کی طرف سے ذبح کیا۔

○ ○ ○ ○

(٣١٨٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: اشْتَرَكْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ كُلُّ سَبْعَةٍ فِيْ بَدَنَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ لِجَابِرٍ رضی اللہ عنہ: اَيُشْتَرَكُ فِي الْبَدَنَةِ مَا يُشْتَرَكُ فِي الْجَزُوْرِ

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: شریک ہوئے ہم ساتھ رسول اللہ ﷺ کے حج اور عمرہ میں سات سات آدمی ایک بدنہ میں۔ ایک شخص نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا بدنہ میں بھی اتنے ہی آدمی شریک ہو سکتے ہیں جتنے جزور میں ہوتے ہیں؟ تو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بدنہ اور جزور تو ایک ہی چیز ہے (یعنی دونوں

قَالَ: مَا هِيَ اِلَّا مِنَ الْبُدْنِ وَحَضَرَ جَابِرٌ الْحُدَيْبِيَةَ قَالَ: نَحَرْنَا يَوْمَئِذٍ سَبْعِيْنَ بَدَنَةً اشْتَرَكْنَا كُلُّ سَبْعَةٍ فِيْ بَدَنَةٍ.

اونٹ کو کہتے ہیں) اور حاضر ہوئے جابر رضی اللہ عنہ حدیبیہ میں تو انہوں نے کہا کہ نحر کیے ہم نے ستر اونٹ اور ہر اونٹ میں سات آدمی شریک تھے۔

○ ○ ○ ○

(۳۱۸۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہما يُحَدِّثُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَاَمَرَنَا اِذَا اَحْلَلْنَا اَنْ نُهْدِيَ وَيَجْتَمِعَ النَّفَرُ مِنَّا فِي الْهَدِيَّةِ وَذٰلِكَ حِيْنَ اَمَرَهُمْ اَنْ يَحِلُّوْا مِنْ حَجِّهِمْ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے نبی ﷺ کے حج کو تو کہا کہ حکم کیا ہم کو آپ ﷺ نے کہ جب ہم احرام کھول ڈالیں تو قربانی کر لیں اور چند آدمی ہم میں سے ایک ایک قربانی میں شریک ہو جائیں اور یہ جب ہوا کہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں احرام حج کا عمرہ کروا کے کھلوا دیا تھا۔

فائدہ: ان حدیثوں سے شراکت قربانی میں ثابت ہوئی اور اس میں علما کا اختلاف ہے مذہب شافعی یہی ہے کہ شراکت روا ہے، خواہ قربانی واجب ہو خواہ مستحب اور برابر ہے کہ بعض شریکوں پر واجب ہو اور بعض کی نیت صرف قرب الٰہی ہو اور بعض صرف گوشت کھانے کا ارادہ رکھتے ہوں غرض سب کی شراکت درست ہے اور دلیل ان کی یہی حدیثیں ہیں اور امام احمد اور جمہور رحمہم اللہ اور داؤد ظاہری رحمہ اللہ کا قول کہ شراکت ہدی تطوع میں روا ہے نہ واجب میں اور یہی قول ہے بعض مالکیہ کا اور مالکیہ نے کہا کہ مطلق شراکت روا نہیں مگر یہ قول بالکل خلاف احادیث صحیحہ ہے لہٰذا مسموع نہیں اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ شراکت جب درست ہے کہ سب کی نیت تقرب الی اللہ کی ہو اور نہیں تو نہیں (یعنی کوئی گوشت کھانے کی نیت اس میں نہ رکھتا ہو) اور شراکت بکری میں جائز نہیں ہے اس میں سب کا اتفاق ہے اور ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اور ہر ایک جانور ان میں سے گویا سات بکریوں کے برابر ہے یہاں تک کہ اگر کسی پر سات قربانیاں ہوں تو ایک اونٹ کرنا اس کو سب سے کافی ہو جائے گا اور جابر رضی اللہ عنہ کی اخیر روایت سے معلوم ہوا کہ متمتع پر قربانی واجب ہے اور واجب قربانی میں بھی شراکت درست ہے اور اس سے امام مالک رحمہ اللہ کا قول اور داؤد ظاہری وغیرہ کا رد ہو گیا اور اسی روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تمتع کی قربانی بعد عمرہ کے ذبح کر ڈالے اور قبل احرام حج کے اور اس میں اختلاف بھی ہے مگر صحیح یہی ہے کہ بعد عمرہ کے ذبح کرے۔

(۳۱۹۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: كُنَّا نَتَمَتَّعُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالْعُمْرَةِ فَنَذْبَحُ الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ نَشْتَرِكُ فِيْهَا.

[ابوداود:۲۸۰۷]

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم تمتع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے تو ایک گائے میں سات آدمی شریک ہو جاتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۳۱۹۱) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: ذَبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ عَائِشَةَ بَقَرَةً يَوْمَ النَّحْرِ.

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ایک گائے ذبح کی نحر کے دن۔

(۳۱۹۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ: نَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نِسَآئِهٖ وَفِيْ حَدِيْثِ ابْنِ بَكْرٍ عَنْ عَائِشَةَ بَقَرَةً فِيْ حَجَّتِهٖ.

جابر رضی اللہ عنہ سے وہی مضمون مروی ہوا کہ آپ ﷺ نے اپنی سب بیبیوں رضی اللہ عنہن کی طرف سے قربانی کی اور ابن بکر کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ایک گائے ذبح کی اپنے حج میں۔

بَابُ نَحْرِ الْبُدْنِ قِيَامًا مُقَيَّدَةً.

باب: اونٹ کو بندھا کھڑا کر کے نحر کرنا مستحب ہے۔

(۳۱۹۳) عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ

زیاد نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اونٹ کو بٹھا

أَتَى عَلَى رَجُلٍ وَهُوَ يَنْحَرُ بَدَنَتَهُ بَارِكَةً فَقَالَ: ابْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ ﷺ.

[بخاری: ۱۷۱۳؛ ابوداود: ۱۷۶۸]

کر نحر کرتا ہے تو کہا کہ اس کو اٹھالو اور پیر باندھ دو اور نحر کرو، یہ سنت ہے تمہارے نبی ﷺ کی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اونٹ کو بایاں پیر اس کے آگے کا باندھ کر کھڑا کر کے نحر کرنا سنت ہے کہ وہ تین پیروں پر کھڑا ہو اور بقر اور بکری کو لٹا کر ذبح کرنا چاہیے اور تین پیر گائے کے بھی باندھ دینے چاہیے اور ایک داہنا کھلا رہے اور یہی مذہب ہے شافعی رحمہ اللہ کا کہ اونٹ کھڑا کر کے نحر کریں اور مالک اور احمد اور جمہور کا اور ابوحنیفہ اور ثوری رحمہما اللہ کے نزدیک کھڑے بیٹھے دونوں برابر ہے اور یہ خلاف احادیث ہے لہٰذا مردود ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ بَعْثِ الْهَدْيِ إِلَى الْحَرَمِ.

باب: قربانی کو حرم محترم میں بھیجنا مستحب ہے۔

(۳۱۹٤) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُهْدِيْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَأَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِهِ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ.

[بخاری: ۱٦۹۸؛ ابوداود: ۱۷۵۸؛ نسائی: ۲۷۷٤؛ ابن ماجہ: ۳۰۹٤]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے قربانی روانہ کر دیتے تھے اور میں ان کے گلوں کے ہار بٹ دیا کرتی تھی پھر وہ کسی چیز سے پرہیز نہیں کیا کرتے تھے جیسے محرم پرہیز کیا کرتا ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۱۹۵) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

ابن شہاب سے وہی مضمون مروی ہوا۔

(۳۱۹٦) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيَّ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِنَحْوِهِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے آپ کو دیکھتی ہوں کہ میں بٹا کرتی تھی رسول اللہ ﷺ کی قربانیوں کے ہار، آگے وہی مضمون ہے جو اوپر گزرا۔

(۳۱۹۷) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا تَقُوْلُ: كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيَّ هَاتَيْنِ ثُمَّ لَا يَعْتَزِلُ شَيْئًا وَلَا يَتْرُكُهُ. [نسائی: ۲۷۷۵]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی قربانیوں کے ہار بٹا کرتی تھی اپنے ہاتھوں سے پھر آپ ﷺ کوئی چیز نہ چھوڑتے تھے۔

(۳۱۹۸) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيَّ ثُمَّ أَشْعَرَهَا وَقَلَّدَهَا ثُمَّ بَعَثَ بِهَا إِلَى الْبَيْتِ وَأَقَامَ بِالْمَدِيْنَةِ فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ لَهُ حِلًّا.

[بخاری: ۱٦۹٦، ۱٦۹۹؛ ابوداود: ۱۷۵۷؛ نسائی: ۲۷۷۱، ۲۷۸۲؛ ابن ماجہ: ۳۰۹۸]

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں اپنے ہاتھوں سے نبی اکرم ﷺ کے اونٹوں کے ہار بٹا کرتی تھی پھر آپ ان کے کوہانوں کو چیرا لگاتے پھر ہار ڈالتے اور بیت اللہ کی طرف بھیجتے پھر آپ خود مدینہ میں قیام کرتے تو آپ ﷺ پر کوئی چیز جو پہلے حلال تھی حرام نہ ہوتی۔

○ ○ ○ ○

(۳۱۹۹) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَبْعَثُ بِالْهَدْيِ أَفْتِلُ قَلَائِدَهَا بِيَدَيَّ

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث چند الفاظ کے فرق سے روایت کی گئی ہے۔

ثُمَّ لَا يُمْسِكُ عَنْ شَيْءٍ لَا يُمْسِكُ عَنْهُ الْحَلَالُ.

○ ○ ○ ○

(٣٢٠٠) عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رضي الله عنها قَالَتْ: أَنَا فَتَلْتُ تِلْكَ الْقَلَائِدَ مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدَنَا فَأَصْبَحَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَلَالًا يَأْتِي مَا يَأْتِي الْحَلَالُ مِنْ أَهْلِهِ أَوْيَأْتِي مَايَأْتِي الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ . [بخاري: ١٧٠٥؛ ابوداود: ١٧٥٩؛ نسائي: ٢٧٧٩]

ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ میں نے ہار بٹے ہیں اون سے جو رکھی ہوئی تھی ہمارے پاس اور رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان حلال رہے (یعنی قربانی بھیج کر) اور اپنی بیبیوں سے صحبت کرتے تھے، جیسے حلال لوگ کرتے ہیں (یعنی جن کو احرام نہیں ہوتا)۔

○ ○ ○ ○

(٣٢٠١) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَفْتِلُ الْقَلَائِدَ لِهَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْغَنَمِ فَيَبْعَثُ بِهِ ثُمَّ يُقِيمُ فِينَا حَلَالًا.

[بخاري: ١٧٠٣؛ ترمذي: ٩٠٩؛ نسائي: ٢٧٧٨، ٢٧٨٤، ٢٧٨٨، ٢٧٩٦]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے کو دیکھ چکی ہوں کہ بٹتی تھی ہار رسول اللہ ﷺ کی قربانی کی بکریوں کیلئے اور آپ ﷺ ان کو بھیج کر پھر حلال رہتے تھے (یعنی محرم نہ ہوتے تھے)۔

○ ○ ○ ○

(٣٢٠٢) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: رُبَّمَا فَتَلْتُ الْقَلَائِدَ لِهَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَيُقَلِّدُ هَدْيَهُ ثُمَّ يَبْعَثُ بِهِ ثُمَّ يُقِيمُ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ. [بخاري: ١٧٠٢؛ نسائي: ٢٧٧٧؛ ابن ماجه: ٣٠٩٥]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث چند الفاظ کے فرق کے ساتھ مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٢٠٣) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: أَهْدٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَرَّةً إِلَى الْبَيْتِ غَنَمًا فَقَلَّدَهَا.

[بخاري: ١٧٠١؛ ابوداود: ١٧٥٥؛ نسائي: ٢٧٨٥، ٢٧٨٦، ٢٧٨٧؛ ابن ماجه: ٣٠٩٦]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک بار بکریاں بھیجیں بیت اللہ کو اور ان کے گلے میں ہار ڈالا۔

○ ○ ○ ○

(٣٢٠٤) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: كُنَّا نُقَلِّدُ الشَّاءَ فَنُرْسِلُ بِهَا وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَلَالٌ لَمْ يَحْرُمْ عَلَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ. [نسائي: ٢٧٨٩]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ہم بکریوں کی گردنوں میں ہار ڈالتے اور ان کو روانہ کر دیتے اور نبی اکرم ﷺ حلال ہی رہتے وہ کسی چیز کو اپنے اوپر حرام نہیں کرتے تھے۔

(٣٢٠٥) عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ ابْنَ زِيَادٍ كَتَبَ إِلَى عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: مَنْ أَهْدٰى

عمرہ، عبدالرحمٰن کی بیٹی نے کہا کہ ابن زیاد نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو لکھا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جس نے قربانی بھیجی اس پر حرام ہو چکیں وہ چیزیں جو حاجی پر حرام ہوتی ہیں جب تک کہ قربانی ذبح

هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتّٰى يُنْحَرَ الْهَدْيُ وَقَدْ بَعَثْتُ بِهَدْيِي فَاكْتُبِي إِلَيَّ بِأَمْرِكِ قَالَتْ عَمْرَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ ﷺ: لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِي فَلَمْ يَحْرُمْ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللهُ لَهُ حَتّٰى نُحِرَ الْهَدْيُ. [بخاری: ۱۷۰۰، ۲۳۱۷؛ نسائی: ۲۷۹۲]

نہ ہو اور میں نے قربانی روانہ کی ہے سو جو حکم ہو مجھے لکھو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جیسا کہا ویسا نہیں ہے، میں نے خود بٹے ہیں ہار رسول اللہ ﷺ کی قربانیوں کے اور آپ ﷺ نے ان کے گلے میں ڈال کر میرے باپ کے ساتھ قربانی روانہ کر دی اور کوئی چیز آپ ﷺ پر حرام نہ ہوئی اس کے ذبح تک جو اللہ نے آپ ﷺ پر حلال کی تھی۔

○ ○ ○ ○

(۳۲۰۶) عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ ﷺ وَهِيَ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ تُصَفِّقُ وَتَقُولُ: كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِيَدَيَّ ثُمَّ يَبْعَثُ بِهَا وَمَا يُمْسِكُ عَنْ شَيْءٍ مِمَّا يُمْسِكُ عَنْهُ الْمُحْرِمُ حَتّٰى يُنْحَرَ هَدْيُهُ. [بخاری: ۱۷۰٤؛ نسائی: ۲۷۷٦]

مسروق نے کہا کہ میں نے جناب عائشہ رضی اللہ عنہا کو سنا کہ وہ پردے کی آڑ میں دستک دیتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ میں بٹا کرتی تھی ہار قربانی کے اپنے ہاتھوں سے اور جناب رسول اللہ ﷺ ان کو روانہ کر دیتے تھے اور پھر اس کے ذبح تک کسی چیز سے پرہیز نہ کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان سب روایتوں سے کئی مسئلے معلوم ہو گئے (۱) قربانی بھیجنا حرم میں مستحب ہے (۲) جو خود نہ جا سکے دوسرے کے ہاتھ روانہ کر دے (۳) قربانی کے گلے میں ہار ڈالنا اور کوہان کو چیرنا مستحب ہے (۴) ہار ڈالنا بکری اور اونٹ اور گائے سب میں مستحب ہے (۵) ہار بٹنا مستحب ہے (۶) جو قربانی روانہ کرے محرم نہیں ہوتا تمام علما کے نزدیک اور یہی مذہب صحیح ہے اور جس نے خلاف کیا اس کا قول بسبب مخالفت حدیث کے مسموع نہیں (۷) مالک رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ ہار ڈالنا صرف اونٹ اور گائے میں مستحب ہے اور یہ تخصیص بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے باطل ہے کہ اس میں بکری بھی مذکور ہے (۸) اور ابن زیاد جو اد پر روایت میں وارد ہوا ہے یہ غلطی ہے صحیح زیاد بن ابی سفیان ہے اور ایسا ہی بخاری اور موطا اور سنن ابی داؤد وغیرہ میں ہے اور ابن زیاد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا زمانہ نہیں پایا۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۳۲۰۷) عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ ﷺ بِمِثْلِهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۳۲۰٦]

اس سند سے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی روایت بیان کرتی ہیں۔

بَابُ جَوَازِ رُكُوبِ الْبَدَنَةِ الْمُهْدَاةِ لِمَنِ احْتَاجَ إِلَيْهَا.

باب: قربانی کے اونٹ پر بوقت ضرورت سوار ہونا جائز ہے۔

(۳۲۰۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ: ((ارْكَبْهَا)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّهَا بَدَنَةٌ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص دیکھا کہ قربانی کا اونٹ کھینچ رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر سوار ہو جا۔'' اس نے عرض کی قربانی کا ہے پھر فرمایا: ''سوار ہو جا۔'' اس نے پھر وہی عرض کی،

فَقَالَ: ((ارْكَبْهَا)) وَيْلَكَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ . [بخاري: ١٦٨٩، ٢٧٥٥، ٦١٦٠؛ ابوداود: ١٧٦٠؛ نسائي: ٢٧٩٨]

آپ ﷺ نے تیسری یا دوسری بار فرمایا: ”خرابی ہو تیری سوار ہو جا۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت اس پر سوار ہونا روا ہے اور شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک بغیر ضرورت روا نہیں اور اس طرح سوار ہوئے کہ اسے تکلیف نہ ہو یعنی جانور کو اور یہی منقول ہے مالک رحمہ اللہ اور ایک جماعت سے اور دوسری روایت مالک رحمہ اللہ کی اور قول احمد رحمہ اللہ اور اسحٰق رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ بغیر ضرورت بھی روا ہے اور اہل ظاہر کا مذہب بھی یہی ہے اور یہ حدیث ان کی دلیل ہے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے نہایت مجبوری کے وقت روا ہے۔

لطیفہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقلد ہونا جانوروں کا کام ہے اور نبی ﷺ نے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے جو مقلد بنایا تو جانوروں کو بنایا اور حاملان حدیث کی سواریاں ہیں پس وائے ہے ان لوگوں پر جو آدمی کی صورت ہو کر مقلد بننا چاہتے ہیں۔

(٣٢٠٩) عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: بَيْنَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَدَنَةً مُقَلَّدَةً.

ابوالزناد کی روایت میں بھی وہی مضمون ہے اور اس میں ہے کہ اس اونٹ کے گلے میں ہار بھی تھا۔

(٣٢١٠) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنْ مُحَمَّدٍ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ ـ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا ـ وَقَالَ بَيْنَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَدَنَةً مُقَلَّدَةً قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَيْلَكَ! ارْكَبْهَا)) فَقَالَ: بَدَنَةٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَيْلَكَ! ارْكَبْهَا وَيْلَكَ! ارْكَبْهَا)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کئی حدیثیں روایت کیں ان میں یہ بھی تھی کہ ایک شخص ایک اونٹ کو کھینچ رہا تھا جو اونٹ مقلد تھا (یعنی اس کے گلے میں ہار پڑا ہوا تھا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خرابی ہو تیری اس پر سوار ہو جا۔“ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! یہ قربانی کا ہے۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ”سوار ہو جا۔ خرابی ہے تیری۔ سوار ہو جا خرابی ہے تیری۔“

○ ○ ○ ○

(٣٢١١) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِرَجُلٍ يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ: ((ارْكَبْهَا)) فَقَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ: ((ارْكَبْهَا)) مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا. [نسائي: ٢٨٠٠]

انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو اپنی قربانی کے اونٹ کو دھکیل رہا تھا آپ ﷺ نے کہا: ”سوار ہو جا۔“ اس نے کہا: یہ قربانی کا ہے۔ آپ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ فرمایا کہ ”سوار ہو جا۔“

(٣٢١٢) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِبَدَنَةٍ أَوْ هَدِيَّةٍ فَقَالَ: ((ارْكَبْهَا)) قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ أَوْ هَدِيَّةٌ فَقَالَ: ((وَإِنْ)).

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث چند الفاظ کے اختلاف سے مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٢١٣) عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه يَقُولُ: مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِبَدَنَةٍ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٢١٤) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضي الله عنه سُئِلَ عَنْ رُكُوبِ الْهَدْيِ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوفِ إِذَا أُلْجِئْتَ إِلَيْهَا

جابر رضی اللہ عنہ سے کسی نے قربانی کے اونٹ پر سوار ہونے کو پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے: ”کہ اس پر ایسی طرح سوار ہو کہ تکلیف نہ دو اور جب تمہیں ضرورت ہو اور سواری نہ ملے۔“

حَتّٰى تَجِدَ ظَهْرًا)).

[ابوداود: ١٧٦١؛ نسائی: ٢٨٠١]

○ ○ ○ ○

(٣٢١٥) عَنْ جَابِرٍ فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوْفِ حَتّٰى تَجِدَ ظَهْرًا)).

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ مَا يَفْعَلُ بِالْهَدْيِ اِذَا عَطِبَ فِي الطَّرِيْقِ.

باب: جب قربانی کا جانور راہ میں چل نہ سکے تو کیا کرے۔

(٣٢١٦) عَنْ مُوْسَى بْنِ سَلَمَةَ الْهُذَلِيِّ قَالَ: انْطَلَقْتُ اَنَا وَسِنَانُ بْنُ سَلَمَةَ مُعْتَمِرَيْنِ قَالَ: وَانْطَلَقَ سِنَانٌ مَعَهُ بِبَدَنَةٍ يَسُوْقُهَا فَاَزْحَفَتْ عَلَيْهِ بِالطَّرِيْقِ فَعَيِيَ بِشَانِهَا اِنْ هِيَ اُبْدِعَتْ كَيْفَ يَاْتِيْ بِهَا فَقَالَ: لَئِنْ قَدِمْتُ الْبَلَدَ لَاَسْتَحْفِيَنَّ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ: فَاَضْحَيْتُ فَلَمَّا نَزَلْنَا الْبَطْحَاءَ قَالَ: انْطَلِقْ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ نَتَحَدَّثْ اِلَيْهِ قَالَ: فَذَكَرَ لَهُ شَاْنَ بَدَنَتِهِ فَقَالَ: عَلَى الْخَبِيْرِ سَقَطْتَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسِتَّةَ عَشْرَةَ بَدَنَةً مَعَ رَجُلٍ وَاَمَّرَهُ فِيْهَا قَالَ: مَضٰى ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ اَصْنَعُ بِمَا اُبْدِعَ عَلَيَّ مِنْهَا؟ قَالَ: ((انْحَرْهَا ثُمَّ اصْبَغْ نَعْلَيْهَا فِيْ دَمِهَا ثُمَّ اجْعَلْهُ عَلٰى صَفْحَتِهَا وَلَا تَاْكُلْ مِنْهَا اَنْتَ وَلَا اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ رُفْقَتِكَ)).

موسیٰ بن سلمہ نے کہا: میں اور سنان دونوں عمرے کو چلے اور سنان کے ساتھ ایک قربانی کا اونٹ تھا اور اسے کھینچتے تھے اور وہ راہ میں تھک گیا اور یہ اس کا حال دیکھ کر عاجز ہوئے کہ اگر یہ بالکل رہ گیا تو اسے کیونکر لاؤں گا اور کہنے لگے کہ اگر میں بلدہ پہنچا تو اس کا حکم بخوبی معلوم کروں گا پھر اتنے میں پہر دن چڑھا اور ہم بطحاء میں اترے اور سنان نے مجھ سے کہا کہ ہمارے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس چلو کہ ان سے ذکر کریں غرض ان سے جا کر ذکر کیا۔ انہوں نے کہا: تم نے خبردار شخص کو پایا۔ اب سنو جناب رسول اللہ ﷺ نے سولہ اونٹ ایک شخص کے ساتھ روانہ کیے اور وہ چلا پھر لوٹ آیا اور پوچھا: یارسول اللہ! اگر ان میں سے کوئی تھک جائے تو کیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے نحر کردو اور اس کے گلے کی جوتیاں (جو ہار میں لٹکائی ہیں تاکہ معلوم ہو کہ یہ قربانی کا جانور ہے) اس کے خون میں رنگ کر اس کے کوہان میں چھاپا ماردو اور اس میں سے نہ تم کھاؤ نہ تمہارا کوئی رفیق۔''

[ابوداود: ١٧٦٣]

○ ○ ○ ○

(٣٢١٧) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ بِثَمَانَ عَشْرَةَ بَدَنَةً مَعَ رَجُلٍ ثُمَّ ذَكَرَهُ بِمِثْلِ حَدِيْثِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَلَمْ يَذْكُرْ اَوَّلَ الْحَدِيْثِ. [راجع: ٣٢١٦]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں کے روانہ کرنے کا مضمون ہے مگر اس میں اٹھارہ اونٹ مذکور ہے اور باقی مضمون وہی ہے اور اول کا قصہ سنان وغیرہ کا اس میں نہیں ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٢١٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ اَنَّ ذُؤَيْبًا اَبَا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ذویب نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے

قَبِيصَةَ رضی اللہ عنہ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَبْعَثُ مَعَهُ بِالْبُدْنِ ثُمَّ يَقُوْلُ: ((اِنْ عَطِبَ مِنْهَا شَيْءٌ فَخَشِيْتَ عَلَيْهِ مَوْتًا فَانْحَرْهَا ثُمَّ اغْمِسْ نَعْلَهَا فِيْ دَمِهَا ثُمَّ اضْرِبْ بِهٖ صَفْحَتَهَا وَلَا تَطْعَمْهَا اَنْتَ وَلَا اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ رُفْقَتِكَ)).

میرے ساتھ قربانی کے اونٹ روانہ کیے اور فرمایا: ''اگر کوئی ان میں سے تھک جائے اور مرنے کا ڈر ہو تو اس کو نحر کرنا اور اس کے جوتے خون میں ڈبو کر اس کے کوہان میں چھاپا مار دینا اور نہ تم کھانا اور نہ تمہارا کوئی رفیق۔''

[ابن ماجه:٣١٠٥]

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ جب کوئی قربانی راہ میں تھک جائے تو اس کا حکم یہی ہے جو مذکور ہوا اور اس کا کھانا صاحب قربانی اور اس کے ساتھ والوں کو حرام ہے خواہ وہ اس کے کھانے پینے میں شامل ہوں یا جدا ہوں اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اگر وہ قربانی نفل کی ہے تو کھانا کھلانا اور بیچنا وغیرہ اس کا سب روا ہے اور اگر ہدی نذر کی ہے تو اس کو ذبح کرنا اور چھوڑ دینا اگر ذبح نہ کیا اور وہ مر گئی تو اس کا بدل واجب ہے اور گوشت اس کا امراء کو روا نہیں مطلقاً سوائے مساکین کے اور مساکین بھی وہ جو اس قربانی والے قافلہ میں نہ ہوں جمہور کا قول یہی ہے اور اس کے ضائع ہونے کا خوف اس وجہ سے نہیں کہ قافلے پے در پے آتے ہیں۔ دوسرا قافلہ آئے گا اسے کھائے گا۔

بَابُ وُجُوْبِ الطَّوَافِ الْوَدَاعِ وَسَقُوْطِهٖ عَنِ الْحَائِضِ.

باب: طواف وداع کا واجب ہونا اور حائضہ سے ساقط ہونے کا بیان۔

(٣٢١٩) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُوْنَ فِيْ كُلِّ وَجْهٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَنْفِرَنَّ اَحَدٌ حَتّٰى يَكُوْنَ اٰخِرُ عَهْدِهٖ بِالْبَيْتِ)) قَالَ زُهَيْرٌ: يَنْصَرِفُوْنَ كُلَّ وَجْهٍ وَلَمْ يَقُلْ: فِيْ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لوگ ادھر ادھر چل پھر رہے تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص کوچ نہ کرے جب تک چلتے وقت طواف نہ کر لے بیت اللہ کا۔'' زہیر کی روایت میں ''فی'' کا لفظ نہیں۔

[ابو داود: ٢٠٠٢؛ ابن ماجه: ٣٠٧٠]

○ ○ ○ ○

(٣٢٢٠) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ اُمِرَ النَّاسُ اَنْ يَكُوْنَ اٰخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ اِلَّا اَنَّهٗ خُفِّفَ عَنِ الْمَرْاَةِ الْحَائِضِ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لوگوں کو حکم ہوا ہے کہ آخر میں بیت اللہ کے پاس سے ہو کر جائیں (یعنی طواف کر کے) اور حائضہ پر تخفیف ہو گئی (یعنی طواف وداع کیلئے)۔

[بخاری: ٣٢٩، ١٧٥٥، ١٧٦٠]

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ طواف وداع واجب ہے اور اگر اس کو ترک کر دے تو دم لازم آتا ہے اور یہی صحیح مذہب ہے شافعیہ کا اور اکثر علما کا اور یہی قول ہے حسن بصری اور حکم اور حماد اور ثوری اور ابوحنیفہ اور احمد اور اسحاق اور ابوثور رحمہم اللہ کا اور مالک اور داؤد اور ابن منذر رحمہم اللہ نے کہا کہ وہ سنت ہے اور اس کے ترک سے کچھ لازم نہیں آتا اور مجاہد رحمہ اللہ سے دونوں روایتیں آئی ہیں اور حائضہ عورت کو معاف ہے۔

(٣٢٢١) عَنْ طَاوُسٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اِذْ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ تُفْتِيْ

طاؤس نے کہا: میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فتویٰ دیتے تھے کہ حائضہ عورت نکلنے سے پیشتر گویا حیض کے پہلے طواف

اَنْ تَصْدُرَ الْحَائِضُ قَبْلَ اَنْ يَكُوْنَ اٰخِرُ عَهْدِهَا بِالْبَيْتِ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: اِمَّا لَافَسَلْ فُلَانَةَ الْاَنْصَارِيَّةَ هَلْ اَمَرَهَا بِذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: فَرَجَعَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يَضْحَكُ وَهُوَ يَقُوْلُ: مَا اَرَاكَ اِلَّا قَدْ صَدَقْتَ.

رخصت کرے، سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر تم نہیں مانتے ہو تو فلانی انصاری کی بی بی سے پوچھو کہ آیا رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کا حکم دیا ہے یا نہیں۔ سو زید بن ثابت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس لوٹ کر آئے ہنستے ہوئے اور بولے: میں جانتا ہوں کہ آپ رضی اللہ عنہ ہی سچ کہتے ہیں۔



فائدہ: غرض یہ ضروری نہیں کہ پہلے سے طواف کر رکھے قبل چلنے کے کہ شاید چلتے وقت حیض آ جائے بلکہ حکم یہ ہے کہ چلتے وقت اگر حیض نہ ہو طواف کرے اور اگر ہو تو معاف ہے۔

(۳۲۲۲) عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ وَعُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: حَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ رضی اللہ عنہا بَعْدَ مَا اَفَاضَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: فَذَكَرْتُ حَيْضَتَهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَحَابِسَتُنَا هِيَ؟)) قَالَتْ: فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّهَا قَدْ كَانَتْ اَفَاضَتْ وَطَافَتْ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَاضَتْ بَعْدَ الْاِفَاضَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَلْتَنْفِرْ)). [ابن ماجہ: ۳۰۷۲]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ صفیہ کو حیض آ گیا اور میں نے رسول مقبول ﷺ کو خبر دی آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم کو روکنے والی ہے؟۔'' میں نے عرض کی کہ وہ طواف افاضہ کر چکیں ہیں، تب حائضہ ہوئی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو کوچ کریں۔''



(۳۲۲۳) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَتْ طَمِثَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بَعْدَ مَا اَفَاضَتْ طَاهِرًا بِمِثْلِ حَدِيْثِ اللَّيْثِ.

ابن شہاب اس سند سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت صفیہ طواف افاضہ کے بعد حائضہ ہو گئیں۔ باقی حدیث گذشتہ کی طرح ہے۔



(۳۲۲٤) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا ذَكَرَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ صَفِيَّةَ قَدْ حَاضَتْ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ. [ترمذی: ۹٤۳]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔



(۳۲۲٥) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كُنَّا نَتَخَوَّفُ اَنْ تَحِيْضَ صَفِيَّةُ قَبْلَ اَنْ تُفِيْضَ قَالَتْ: فَجَاءَ نَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَحَابِسَتُنَا صَفِيَّةُ؟)) قُلْنَا قَدْ اَفَاضَتْ قَالَ: ((فَلَا اِذًا)). [بخاری: ۱۷۳۳]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم ڈرتے تھے کہ صفیہ طواف افاضہ سے پہلے حائضہ نہ ہو جائیں۔ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''کہ کیا صفیہ ہم کو روکے رکھے گی؟'' ہم نے بتایا کہ وہ طواف افاضہ کر چکیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تب نہیں۔''



(٣٢٢٦) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا أَلَمْ تَكُنْ [قَدْ] طَافَتْ مَعَكُنَّ بِالْبَيْتِ؟)) قَالُوْا بَلٰى قَالَ: ((فَاخْرُجْنَ)).

[بخاری: ٣٢٨؛ نسائی: ٣٨٩]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث چند الفاظ کے فرق سے مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٢٢٧) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَرَادَ مِنْ صَفِيَّةَ بَعْضَ مَا يُرِيْدُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ فَقَالُوْا: إِنَّهَا حَائِضٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: ((وَإِنَّهَا لَحَابِسَتُنَا؟)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللهِ! إِنَّهَا قَدْ زَارَتْ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ: ((فَلْتَنْفِرْ مَعَكُمْ)).

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا وہ ارادہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے ہوا جو مرد کو اپنی بی بی سے ہوتا ہے تو عرض ہوئی کہ وہ حائضہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو ہم کو روکنا چاہتی ہے۔" عرض کی کہ وہ نحر کے دن طواف افاضہ کر چکی ہیں تب فرمایا: "تمہارے ساتھ کوچ کریں۔"

(٣٢٢٨) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَنْفِرَ إِذَا صَفِيَّةُ عَلٰى بَابِ خِبَائِهَا كَئِيْبَةً حَزِيْنَةً فَقَالَ: ((عَقْرٰى حَلْقٰى إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا)) ثُمَّ قَالَ لَهَا: ((أَكُنْتِ أَفَضْتِ يَوْمَ النَّحْرِ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ قَالَ: ((فَانْفِرِيْ)).

[بخاری: ٥٣٢٩، ٦١٥٧]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب نبی ﷺ نے کوچ کا ارادہ کیا صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے خیمہ کے دروازے پر غمگین اداس تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "بانجھیں سر منڈیاں کیا ہم کو روکتی ہیں۔" پھر ان سے فرمایا: "کیا تم نے نحر کے دن طواف افاضہ کیا ہے؟" انہوں نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "چلو۔" (یعنی طواف وداع معاف)۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ طواف وداع تو حائضہ کو معاف ہے اور طواف افاضہ رکن ہے کہ بغیر اس کے ادا کیے حائضہ روانہ نہیں ہو سکتی اور اگر وہ اپنے وطن چلی گئی بغیر طواف افاضہ کے تو محرم رہے گی اور معلوم ہوا کہ طواف افاضہ کو طواف زیارت بھی کہنا روا ہے اور مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ مکروہ ہے مگر ان کی کوئی دلیل معتبر نہیں۔

(٣٢٢٩) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيْثِ الْحَكَمِ غَيْرَ أَنَّهُمَا لَا يَذْكُرَانِ كَئِيْبَةً حَزِيْنَةً. [بخاری: ١٧٧١؛ ابن ماجہ: ٣٠٧٣]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے اس میں غمگین، اداس کے الفاظ نہیں ہیں۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اسْتِحْبَابِ دُخُوْلِ الْكَعْبَةِ.

باب: کعبہ کے اندر جانا مستحب ہے۔

(٣٢٣٠) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَأُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ فَأَغْلَقَهَا عَلَيْهِ ثُمَّ مَكَثَ فِيْهَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما: فَسَأَلْتُ

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اور اسامہ اور بلال اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم داخل ہوئے کعبہ میں اور دروازہ بند کر لیا اور آپ ﷺ ٹھہرے پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بلال سے پوچھا جب نکلے کہ کیا کیا رسول اللہ ﷺ نے؟ تو انہوں نے کہا کہ دو کھمبے اپنے بائیں کیے اور ایک

بِلَالًا حِيْنَ خَرَجَ مَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: جَعَلَ عَمُوْدَيْنِ عَنْ يَسَارِهٖ وَعَمُوْدًا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَثَلَاثَةَ اَعْمِدَةٍ وَرَاءَهٗ وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلٰى سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلّٰى.

[بخاری: ٣٩٧، ٤٦٨، ٥٠٤، ٥٠٥، ٥٠٦، ١١٦٧، ١٥٩٨، ١٥٩٩، ٢٩٨٨، ٤٢٨٩، ٤٤٠٠؛ ابوداود: ٢٠٢٣، ٢٠٢٤، ٢٠٢٥؛ نسائی: ٦٩١، ٧٤٨، ٢٩٠٥، ٢٩٠٦، ٢٩٠٧، ٢٩٠٨؛ ابن ماجه: ٣٠٦٣]

داہنے اور تین پیچھے اور کعبہ کے اندر ان دنوں چھ کھمبے تھے پھر نماز پڑھی۔

○ ○ ○ ○

(٣٢٣١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ فَنَزَلَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ وَاَرْسَلَ اِلٰى عُثْمَانَ بْنِ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ فَجَاءَ بِالْمِفْتَحِ فَفَتَحَ الْبَابَ۔ قَالَ: ثُمَّ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَبِلَالٌ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہم وَاَمَرَ بِالْبَابِ فَاُغْلِقَ فَلَبِثُوْا فِيْهِ مَلِيًّا ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: فَبَادَرْتُ النَّاسَ فَتَلَقَّيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَارِجًا وَبِلَالٌ عَلٰى اَثَرِهٖ فَقُلْتُ لِبِلَالٍ: هَلْ صَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ قُلْتُ: اَيْنَ؟ قَالَ: بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ قَالَ: وَنَسِيْتُ اَنْ اَسْاَلَهٗ كَمْ صَلّٰى.

[راجع: ٣٢٣٠]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا رسول اللہ ﷺ آئے فتح مکہ کے دن اور کعبہ کے میدان میں اترے اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس کہلا بھیجا اور وہ کنجی لائے اور دروازہ کھولا اور آپ ﷺ اور بلال اور اسامہ اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم اندر گئے اور دروازے کو حکم دیا کہ بند کردو اور تھوڑی دیر ٹھہرے پھر دروازہ کھولا پھر میں سب لوگوں سے پہلے آپ ﷺ سے ملا کعبہ کے باہر اور بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے تھے سو بلال رضی اللہ عنہ سے میں نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ میں نے کہا: کہاں؟ انہوں نے کہا کہ دو کھمبوں کے بیچ میں اپنے منہ کے سامنے، اور میں بھول گیا کہ پوچھوں کتنی رکعتیں پڑھیں۔

○ ○ ○ ○

(٣٢٣٢) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: اَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ عَلٰى نَاقَةٍ لِاُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ حَتّٰى اَنَاخَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ ثُمَّ دَعَا عُثْمَانَ ابْنَ طَلْحَةَ فَقَالَ: ((ائْتِنِيْ بِالْمِفْتَاحِ)) فَذَهَبَ اِلٰى اُمِّهٖ فَاَبَتْ اَنْ تُعْطِيَهٗ فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَتُعْطِيْنَّهٗ اَوْ لَيَخْرُجَنَّ هٰذَا السَّيْفُ مِنْ صُلْبِيْ قَالَ: فَاَعْطَتْهُ اِيَّاهُ فَجَاءَ بِهٖ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جس سال مکہ فتح ہوا اسامہ رضی اللہ عنہ کی اونٹنی پر سوار کعبہ کے صحن میں آئے اور اونٹنی کو بٹھایا اور عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: کنجی لاؤ۔'' وہ اپنی ماں کے پاس گئے اور انہوں نے نہ دی پھر عثمان نے کہا کہ تم کنجی دے دو نہیں تو یہ تلوار میری پیٹھ سے پار ہو جائے گی، تب دی اور وہ لے کر حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو دی آپ ﷺ نے دروازہ کھولا۔ آگے وہی مضمون ہے جو اوپر گزر احماد کی روایت میں۔

فَدَفَعَهُ اِلَيْهِ فَفَتَحَ الْبَابَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ. [راجع:٣٢٣٠]

○ ○ ○ ○

(٣٢٣٣) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْبَيْتَ وَمَعَهُ اُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ رضي الله عنهم فَأَجَافُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ طَوِيْلًا ثُمَّ فَتَحَ فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ دَخَلَ فَلَقِيْتُ بِلَالًا فَقُلْتُ: اَيْنَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ فَنَسِيْتُ اَنْ اَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ .؟

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کعبہ میں گئے اور اسامہ اور بلال اور عثمان رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے ساتھ تھے اور لوگوں نے آپ ﷺ کے جانے کے بعد دروازہ بند کر لیا بڑی دیر تک۔ پھر دروازہ کھولا تو سب سے پہلے میں اندر گیا اور میں بلال رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا کہ کہاں نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ نے؟ انہوں نے کہا: دوستونوں کے بیچ میں جو آگے ہیں اور میں بھول گیا ان سے یہ نہ پوچھا کہ کتنی نماز پڑھی۔

○ ○ ○ ○

(٣٢٣٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى الْكَعْبَةِ وَقَدْ دَخَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَبِلَالٌ وَأُسَامَةُ وَأَجَافَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْبَابَ قَالَ: فَمَكَثُوا فِيهِ مَلِيًّا ثُمَّ فُتِحَ الْبَابُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَقِيتُ الدَّرَجَةَ فَدَخَلْتُ الْبَيْتَ فَقُلْتُ أَيْنَ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالُوْا: هٰهُنَا قَالَ: وَنَسِيْتُ أَنْ أَسْأَلَهُمْ كَمْ صَلّٰى؟ [راجع:٣٢٣٠]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٢٣٥) عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْبَيْتَ هُوَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ رضي الله عنهم فَاَغْلَقُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَلَمَّا فَتَحُوْا كُنْتُ فِيْ اَوَّلِ مَنْ وَلَجَ فَلَقِيْتُ بِلَالًا فَسَأَلْتُهُ هَلْ صَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: نَعَمْ صَلّٰى بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ. [بخاری:١٥٩٨]

وہی مضمون ہے لیکن اس میں اتنا ہے کہ راوی نے کہا کہ نماز پڑھی آپ ﷺ نے یمانی دوستونوں کے بیچ میں۔

○ ○ ○ ○

(٣٢٣٦) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ رضي الله عنه قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ رضي الله عنهم وَلَمْ يَدْ خُلْهَا مَعَهُمْ اَحَدٌ ثُمَّ

سالم بن عبداللہ نے اپنے باپ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو کہ کعبہ میں گئے اور اسامہ اور بلال اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی اور کوئی ان کے ساتھ نہ گیا پھر دروازہ بند کر دیا۔ عبداللہ نے کہا کہ خبر دی مجھے بلال رضی اللہ عنہ نے یا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے

أُغْلِقَتْ عَلَيْهِمْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما: فَأَخْبَرَنِيْ بِلَالٌ ـ أَوْ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ ـ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى فِيْ جَوْفِ الْكَعْبَةِ بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ.

نماز پڑھی کعبہ کے اندر دو یمانی ستونوں کے بیچ میں۔

○ ○ ○ ○

(۳۲۳۷) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: أَسَمِعْتَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ إِنَّمَا أُمِرْتُمْ بِالطَّوَافِ وَلَمْ تُؤْمَرُوْا بِدُخُوْلِهِ قَالَ: لَمْ يَكُنْ يَنْهٰى عَنْ دُخُوْلِهِ وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: أَخْبَرَنِيْ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا دَخَلَ الْبَيْتَ دَعَا فِيْ نَوَاحِيْهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ فِيْهِ حَتّٰى خَرَجَ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ فِيْ قُبُلِ الْبَيْتِ رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ: ((هٰذِهِ الْقِبْلَةُ)) قُلْتُ لَهُ: مَا نَوَاحِيْهَا؟ أَفِيْ زَوَايَاهَا؟ قَالَ: بَلْ فِيْ كُلِّ قِبْلَةٍ مِّنَ الْبَيْتِ. [نسائی:۲۹۱۷]

ابن جریج نے کہا کہ میں نے عطاء سے کہا کہ تم نے سنا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ وہ فرماتے تھے کہ تم کو حکم ہوا ہے طواف کا اور نہیں حکم ہوا ہے کعبہ کے اندر جانے کا، کہا عطاء نے کہ وہ منع نہیں کرتے تھے اس کے اندر جانے سے مگر میں نے ان کو سنا کہ کہتے تھے کہ خبر دی مجھ کو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہ نبی ﷺ جب داخل ہوئے کعبہ میں تو ہر طرف اس میں دعا کی اور نماز نہیں پڑھی پھر جب نکلے تو دو رکعت پڑھی قبلہ کے آگے اور فرمایا: ''یہی قبلہ ہے۔'' میں نے ان سے کہا کہ کیا حکم ہے اس کے کناروں کا؟ اور کیا حکم ہے اس کے کونوں میں نماز کا؟ تو انہوں نے کہا کہ ہر طرف بیت اللہ شریف کے قبلہ ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہی قبلہ ہے یعنی قیامت تک اسی کی طرف نماز ہوگی اور یہ منسوخ نہ ہوگا جیسے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنا منسوخ ہو چکا یہ مراد ہے کہ آپ ﷺ نے گویا امام کا کھڑا ہونا سکھا دیا کہ امام کو مسنون یہی ہے کہ کعبہ کے سامنے کھڑا ہو اور اس کے کونوں اور کناروں میں نہ کھڑا ہو اگرچہ نماز ہر طرف روا ہے مگر امام کی وہی جگہ مسنون ہے یا یہ مطلب ہے کہ قبلہ یہی کعبہ ہے نہ ساری مسجد جو اس کے گرد بنی ہے۔ اور ان سب روایتوں میں محدثین نے بلال رضی اللہ عنہ کی روایت سے تمسک کیا ہے جس میں کعبہ کے اندر نماز کا ذکر ہے اور اسامہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے تمسک نہیں کیا، اس لیے کہ بلال رضی اللہ عنہ نے ایک امر زائد ثابت کیا اور مثبت مقدم ہے نافی پر۔ اس لیے اس کو ترجیح ہوئی اور نماز سے مراد یہی نماز معہود ہے جس میں رکوع اور سجدہ ہوتا ہے اور اسی لیے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں بھول گیا کہ ان سے پوچھوں کتنی پڑھی اور اسامہ رضی اللہ عنہ کے نہ دیکھنے کا سبب شاید یہ ہو کہ یہ اور گوشہ میں ہوں اور دعائیں مشغول ہوں اور نبی ﷺ سے دور ہوں، بخلاف بلال رضی اللہ عنہ کے کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ سے قریب ہوں اور دروازہ بند ہونے سے اندھیرا بھی ہو اور نماز آپ ﷺ کی وہاں ہلکی ہو اور علما کا اختلاف ہے کعبہ کے اندر نماز ادا کرنے میں بعض نے کہا ہے کہ جب کسی دیوار کی جانب یا دروازہ کی جانب ادا کرے اور دروازہ بند ہو تو نماز روا ہے خواہ نفل ہو خواہ فرض اور یہ قول ہے شافعی اور ثوری اور ابو حنیفہ اور جمہور اور احمد رحمۃ اللہ علیہ کا اور مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا نفل مطلق صحیح ہے اور فرض اور وتر اور سنتیں فجر کی اور دو رکعتیں طواف کی جائز نہیں اور بعض اہل ظاہر اور اصبغ مالکی کا قول ہے کہ کوئی نماز اس میں نہیں نہ نفل نہ فرض اور جمہور کی دلیل یہی روایات بلال رضی اللہ عنہ کی ہیں اور جب نفل روا ہوا تو جائز ہے کہ فرض بھی روا ہو اپس مذہب جمہور قوی ہے اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ نے کنجی لی اور بنی طلحہ کے سپرد کی اور فرمایا: ''کہ ہمیشہ تمہارے پاس ہی رہے گی۔'' غرض سعادت کعبہ کی ان ہی کے خاندان میں ہے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے اور جب تک ان میں کوئی لائق اور قابل ہو دوسرے کو دینا روا نہیں اور آپ ﷺ کے اندر جانے کے بعد کعبہ کا دروازہ بند کر دیا کہ ہجوم خلائق نہ ہو اور آپ ﷺ کا دل مطمئن اور خاطر تسکین میں رہے۔

(۳۲۳۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ الْكَعْبَةَ وَفِيْهَا سِتُّ سَوَارٍ فَقَامَ عِنْدَ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ داخل ہوئے کعبہ میں اور اس میں چھ ستون تھے سو ہر ستون کے پاس کھڑے ہو کر دعا کی اور نماز نہیں پڑھی۔

كُلِّ سَارِيَةٍ فَدَعَا وَلَمْ يُصَلِّ.

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ ان کی روایت نماز نہ پڑھنے کے باب میں کیونکر مقبول ہو سکتی ہے اس لیے کہ یہ خود رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہ تھے کعبہ کے اندر بخلاف بلال رضی اللہ عنہ کے کہ وہ ساتھ تھے۔ غرض بلال رضی اللہ عنہ کی روایت کو ترجیح ہے کہ وہ مثبت ہے اور یہ نافی۔

(٣٢٣٩) عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رضي الله عنه صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْبَيْتَ فِي عُمْرَتِهِ؟ قَالَ: لَا.

اسمٰعیل نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے پوچھا جو صحابی تھے رسول اللہ ﷺ کے کہ کیا داخل ہوئے ہیں نبی ﷺ بیت اللہ میں اپنے عمرہ کی حالت میں؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ مراد اس سے عمرہ قضاء ہے کہ ساتویں سال ہجرت کے ہوا قبل فتح مکہ کے۔ اور سبب اس وقت میں نہ جانے کا یہ تھا کہ کعبہ کے اندر بت رکھے تھے اور تصاویر تھیں اور مشرک ان کو وہاں سے اٹھانے نہیں دیتے تھے جس سال مکہ فتح ہوا بت نکال دیئے گئے اور داخل ہوئے اور نماز پڑھی اور تصاویر ہٹا دی گئیں۔

بَابُ نَقْضِ الْكَعْبَةِ وَبِنَائِهَا.

باب: کعبہ توڑ کر بنانے کا بیان۔

(٣٢٤٠) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْلَا حَدَاثَةُ عَهْدِ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْكَعْبَةَ وَلَجَعَلْتُهَا عَلَى أَسَاسِ إِبْرَاهِيمَ فَإِنَّ قُرَيْشًا حِينَ بَنَتِ الْبَيْتَ اسْتَقْصَرَتْ وَلَجَعَلْتُ لَهَا خَلْفًا)).

[بخاری: ١٥٨٥؛ نسائی: ٢٩٠١]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کہ اگر تمہاری قوم نے نیا نیا کفر نہ چھوڑا ہوتا تو میں کعبہ توڑتا اور اس کو ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر بنا دیتا اس لیے کہ قریش نے جب کعبہ بنایا تو چھوٹا کر دیا اور میں اس میں ایک دروازہ پیچھے بھی بناتا۔“

○ ○ ○ ○

(٣٢٤١) وَحَدَّثَنَاهُ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ.

کہا مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اور روایت کی ہم سے یہی حدیث ابوبکر بن ابوشیبہ نے اور ابوکریب نے، دونوں نے روایت کی ابن نمیر سے، انہوں نے ہشام سے یہی حدیث اسی سند سے۔

(٣٢٤٢) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ قَوْمَكِ حِينَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَفَلَا تَرُدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ! فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ لَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ [لَفَعَلْتُ])) فَقَالَ عَبْدُاللَّهِ بْنُ عُمَرَ رضي الله عنهما: لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها سَمِعَتْ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کہ تم نے نہیں دیکھا کہ جب تمہاری قوم نے کعبہ بنایا تو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں سے کم کر دیا۔“ سو میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ کیوں نہیں پھیر دیتے اس کو ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر؟ سو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہ اگر تمہاری قوم نے نیا نیا کفر نہ چھوڑا ہوتا تو میں البتہ ایسا کرتا۔“ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بیشک یہ سنا ہو گا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے اس لیے میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے چھونا ان دونوں کونوں کا اسی واسطے چھوڑ دیا کہ بیت

مَا اُرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ الَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ اِلَّا اَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلٰى قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ . [بخاری: ۱۵۸۳، ۳۳٦۸، ٤٤٨٤؛ نسائی: ۲۹۰۰]

اللہ ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر نہیں تھا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: پس اگر ان دونوں کو چھوتے تو پورے کعبہ کا طواف نہ ہوتا بلکہ کچھ زمین کعبہ کے اندر کی جو حطیم کی جانب میں ہے طواف سے رہ جاتی۔

(۳۲٤۳) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَوْلَا اَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثُوْ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ ۔اَوْ قَالَ بِكُفْرٍ۔ لَاَنْفَقْتُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَجَعَلْتُ بَابَهَا بِالْاَرْضِ وَلَاَدْخَلْتُ فِيْهَا مِنَ الْحِجْرِ)). [راجع: ۳۲٤۲]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے: ''کہ اگر تمہاری قوم نئی نئی جاہلیت کو نہ چھوڑی ہوتی یا کفر کو تو میں کعبہ کا خزانہ اللہ کی راہ میں صرف کر دیتا۔ (یعنی جہاد میں) اور اس میں دروازے زمین کے برابر بناتا اور حطیم کو کعبہ میں ملا دیتا۔''

○ ○ ○ ○

(۳۲٤٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: حَدَّثَتْنِيْ خَالَتِيْ يَعْنِيْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا عَائِشَةُ! لَوْ لَا اَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثُوْ عَهْدٍ بِشِرْكٍ لَهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ فَاَلْزَقْتُهَا بِالْاَرْضِ وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ بَابًا شَرْقِيًّا وَبَابًا غَرْبِيًّا وَزِدْتُ فِيْهَا سِتَّةَ اَذْرُعٍ مِنَ الْحِجْرِ فَاِنَّ قُرَيْشًا اقْتَصَرَتْهَا حَيْثُ بَنَتِ الْكَعْبَةَ)). [نسائی: ۲۹۱۰]

وہی مضمون ہے مگر یہ زیادہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ میں کعبہ کو گرا کر زمین سے اس کے دروازے ملا دیتا اور دروازے رکھتا ایک شرق کی جانب دوسرا غرب کی طرف اور چھ ہاتھ حطیم میں سے زمین ملا دیتا اس لیے کہ قریش نے جب بنایا تو چھوٹا کر دیا۔''

○ ○ ○ ○

(۳۲٤٥) عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: لَمَّا احْتَرَقَ الْبَيْتُ زَمَنَ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ حِيْنَ غَزَاهُ اَهْلُ الشَّامِ فَكَانَ مِنْ اَمْرِهِ مَاكَانَ تَرَكَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ حَتّٰى قَدِمَ النَّاسُ الْمَوْسِمَ يُرِيْدُ اَنْ يُجَرِّئَهُمْ ۔اَوْ يُحَرِّبَهُمْ۔ عَلٰى اَهْلِ الشَّامِ فَلَمَّا صَدَرَ النَّاسُ قَالَ: يَااَيُّهَاالنَّاسُ! اَشِيْرُوْا عَلَيَّ فِي الْكَعْبَةِ اَنْقُضُهَا ثُمَّ اَبْنِيْ بِنَاءَ هَا اَوْ اُصْلِحُ مَا وَهٰى مِنْهَا؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَاِنِّيْ قَدْ فُرِقَ لِيْ رَاْيٌ فِيْهَا اَرٰى اَنْ تُصْلِحَ مَاوَهٰى مِنْهَا

عطاء نے کہا کہ جب کعبہ جل گیا یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب کہ مکہ میں آ کر شام والے لڑے تھے اور جو حال اس کا ہوا سو ہوا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کعبہ شریف کو ویسا ہی رہنے دیا، یہاں تک کہ لوگ موسم حج میں جمع ہوئے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا ارادہ تھا کہ لوگوں کو خانہ کعبہ دکھا کر جرأت دلائیں اہل شام کی لڑائی پر یا ان کا تجربہ کریں کہ انہیں کچھ حمیت دین ہے یا نہیں پھر جب لوگ آ گئے تو انہوں نے کہا: اے لوگو! مشورہ دو مجھے خانہ کعبہ کے لیے کہ میں اسے توڑ کر نئے سرے سے بناؤں یا جو اس میں بودا ہو گیا ہے اسے درست کر دوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے ایک رائے سوجھی ہے اور میں تو یہ جانتا ہوں کہ تم صرف جو اس میں

وَتَدَعَ بَيْتًا أَسْلَمَ النَّاسُ عَلَيْهِ وَأَحْجَارًا أَسْلَمَ النَّاسُ عَلَيْهَا وَبُعِثَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: لَوْكَانَ أَحَدُكُمْ احْتَرَقَ بَيْتُهُ مَارَضِيَ حَتَّى يُجِدَّهُ فَكَيْفَ بَيْتُ رَبِّكُمْ إِنِّي مُسْتَخِيرٌ رَبِّيْ ثَلَاثًا ثُمَّ عَازِمٌ عَلَى أَمْرِيْ فَلَمَّا مَضَى الثَّلَاثُ أَجْمَعَ رَأْيَهُ عَلَى أَنْ يَنْقُضَهَا فَتَحَامَاهُ النَّاسُ أَنْ يَنْزِلَ بِأَوَّلِ النَّاسِ يَصْعَدُ فِيْهِ. أَمْرٌ مِنَ السَّمَآءِ حَتَّى صَعِدَهُ رَجُلٌ فَأَلْقَى مِنْهُ حِجَارَةً فَلَمَّا لَمْ يَرَهُ النَّاسُ أَصَابَهُ شَيْءٌ تَتَابَعُوْا فَنَقَضُوْهُ حَتَّى بَلَغُوْا بِهِ الْأَرْضَ فَجَعَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ أَعْمِدَةً فَسَتَّرَ عَلَيْهَا السُّتُوْرَ حَتَّى ارْتَفَعَ بِنَاؤُهُ وَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: إِنِّيْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا تَقُوْلُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ لَا أَنَّ النَّاسَ حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ وَلَيْسَ عِنْدِيْ مِنَ النَّفَقَةِ مَا يُقَوِّيْنِيْ عَلَى بِنَائِهِ لَكُنْتُ أَدْخَلْتُ فِيْهِ مِنَ الْحِجْرِ خَمْسَةَ أَذْرُعٍ وَلَجَعَلْتُ لَهَا بَابًا يَدْخُلُ النَّاسُ مِنْهُ وَبَابًا يَخْرُجُوْنَ مِنْهُ)) قَالَ: فَأَنَا الْيَوْمَ أَجِدُ مَا أُنْفِقُ وَلَسْتُ أَخَافُ النَّاسَ قَالَ: فَزَادَ فِيْهِ خَمْسَ أَذْرُعٍ مِنَ الْحِجْرِ حَتَّى أَبْدَى أُسًّا نَظَرَ النَّاسُ إِلَيْهِ فَبَنَى عَلَيْهِ الْبِنَاءَ وَكَانَ طُوْلُ الْكَعْبَةِ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ ذِرَاعًا فَلَمَّا زَادَ فِيْهِ اسْتَقْصَرَهُ فَزَادَ فِيْ طُوْلِهِ عَشْرَةَ أَذْرُعٍ وَجَعَلَ لَهُ بَابَيْنِ أَحَدُهُمَا يُدْخَلُ مِنْهُ وَالْآخَرُ يُخْرَجُ مِنْهُ فَلَمَّا قُتِلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ كَتَبَ الْحَجَّاجُ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ مَرْوَانَ يُخْبِرُهُ بِذَلِكَ وَيُخْبِرُهُ أَنَّ ابْنَ الزُّبَيْرِ قَدْ وَضَعَ الْبِنَاءَ عَلَى أُسٍّ نَظَرَ إِلَيْهِ

بودا ہو گیا ہے اس کی مرمت کر دو اور خانہ کعبہ کو ویسا ہی رہنے دو جیسا کہ لوگوں کے وقت تھا اور ان ہی پتھروں کو رہنے دو جن کے اوپر لوگ مسلمان ہوئے ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ معبوث ہوئے ہیں تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم میں سے کسی کا گھر جل جائے تو اس کا دل کبھی نہ چاہے جب تک نیا نہ بنائے پھر تمہارے رب کا گھر تو اس سے کہیں افضل ہے اس کا کیا حال ہے اور میں اپنے رب سے استخارہ کرتا ہوں۔ تین بار پھر مصمم ارادہ کرتا ہوں اپنے کام کا پھر جب تین بار استخارہ ہو چکا تو ان کی رائے میں آیا کہ خانہ مبارک کو توڑ کر بنائیں اور جو لوگ خوف کرنے لگے کہ ایسا نہ ہو جو شخص کہ پہلے خانہ کے اوپر توڑنے کو چڑھے اس پر کوئی بلائے آسمانی نازل نہ ہو (اس سے معلوم ہوا کہ مالک اس گھر کا اوپر ہے اور تمام صحابہ کا یہی عقیدہ تھا) یہاں تک کہ ایک شخص چڑھا اور اس میں سے ایک پتھر گرا دیا پھر جب لوگوں نے دیکھا کہ اس پر کوئی بلا نہ اتری تو ایک دوسرے پر گرنے لگے اور خانہ مبارک کو ڈھا کر زمین تک پہنچا دیا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے چند ستون کھڑے کر کے ان پر پردہ ڈال دیا (تاکہ لوگ اسی پردہ کی طرف نماز پڑھتے رہیں اور مقام کعبہ کو جانتے رہیں اور وہ پردے میں پڑے رہے) یہاں تک کہ دیواریں اس کی اونچی ہو گئیں اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے کہ فرماتی تھیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''کہ اگر لوگ نئے نئے کفر نہ چھوڑے ہوتے اور میرے پاس اتنا بھی خرچ نہیں ہے کہ اس کو بنا سکوں ورنہ میں پانچ گز حطیم سے کعبہ کے اندر داخل کر دیتا اور ایک دروازہ تو اس میں ایسا رہنے دیتا کہ لوگ اس میں داخل ہوتے اور دوسرا ایسا بناتا کہ لوگ اس سے باہر جاتے۔'' پھر ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم آج کے دن اتنا خرچ بھی رکھتے ہیں کہ اسے صرف کریں اور لوگوں کا خوف بھی نہیں۔ کہا راوی نے پھر ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے پانچ گز اس کی دیواریں زیادہ کر دیں حطیم کی جانب سے یہاں تک کہ نکلی وہاں پر ایک بنیاد کہ لوگوں نے اسے خوب دیکھا (اور وہ بنیاد تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی) پھر اسی بنیاد پر سے دیوار اٹھانا شروع کی اور طول کعبہ کا اٹھارہ ذراع تھا پھر جب اس میں زیادہ کیا تو چھوٹا نظر آنے لگا (چوڑان زیادہ ہو گئی اور لمبان کم نظر آنے لگی)

الْعُدُوْلُ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ فَكَتَبَ اِلَيْهِ عَبْدُ الْمَلِكِ اِنَّا لَسْنَا مِنْ تَلْطِيْخِ ابْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ فِيْ شَيْءٍ اَمَّا مَا زَادَ فِيْ طُوْلِهِ فَاَقِرَّهُ وَاَمَّا مَازَادَ فِيْهِ مِنَ الْحِجْرِ فَرُدَّهُ اِلَى بِنَائِهِ وَسُدَّ الْبَابَ الَّذِيْ فَتَحَهُ فَنَقَضَهُ وَاَعَادَهُ اِلَى بِنَائِهِ.

[راجع: ٣٢٤٤]

سو اس کی لمبان میں بھی دس ذراع زیادہ کیے اور اس کے دو دروازے رکھے ایک میں سے اندر جائیں، دوسرے سے باہر آئیں پھر جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حجاج نے عبدالملک بن مروان کو یہ خبر لکھ بھیجی اور لکھا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے جو بنا کی وہ ان ہی بنیادوں پر کی جس کو معتبر لوگ مکہ کے دیکھ چکے ہیں (یعنی بنائے ابراہیم پر کی) سو عبدالملک نے اس کو جواب لکھا کہ ہم کو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی لت پت سے کچھ کام نہیں اور تم ایسا کرو جو انہوں نے طول میں زیادہ کر دیا ہے اس کو تو رہنے دو اور جو حطیم کی طرف سے زیادہ کیا ہے اس کو نکال ڈالو اور پھر حالت اولیٰ پر بنا دو اور وہ دروازہ بند کر دو جو کہ انہوں نے زیادہ کھولا ہے غرض حجاج نے اسے توڑ کر بنائے اول پر بنا دیا۔

❖ ❖ ❖ ❖

(٣٢٤٦) عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَبِيْعَةَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُبَيْدٍ: وَفَدَ الْحَارِثُ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ فِيْ خِلَافَتِهِ فَقَالَ عَبْدُالْمَلِكِ: مَا اَظُنُّ اَبَا خُبَيْبٍ يَعْنِيْ ابْنَ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا مَاكَانَ يَزْعُمُ اَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْهَا قَالَ الْحَارِثُ: بَلٰى اَنَا سَمِعْتُهُ مِنْهَا قَالَ: سَمِعْتَهَا تَقُوْلُ مَاذَا؟ قَالَ: قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ قَوْمَكِ اسْتَقْصَرُوْا مِنْ بُنْيَانِ الْبَيْتِ وَلَوْ لَاحَدَاثَةُ عَهْدِهِمْ بِالشِّرْكِ اَعَدْتُّ مَاتَرَكُوْا مِنْهُ فَاِنْ بَدَا لِقَوْمِكِ مِنْ بَعْدِيْ اَنْ يَبْنُوْهُ فَهَلُمِّيْ لِاُرِيَكِ مَا تَرَكُوْا مِنْهُ)) فَاَرَاهَا قَرِيْبًا مِنْ سَبْعَةِ اَذْرُعٍ هٰذَا حَدِيْثُ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُبَيْدٍ وَزَادَ عَلَيْهِ الْوَلِيْدُ بْنُ عَطَاءٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((وَلَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ مَوْضُوْعَيْنِ فِي الْاَرْضِ شَرْقِيًّا وَغَرْبِيًّا وَهَلْ تَدْرِيْنَ لِمَ كَانَ قَوْمُكِ رَفَعُوْا بَابَهَا؟)) قَالَتْ: قُلْتُ لَا قَالَ: ((تَعَزُّزًا اَنْ لَّا يَدْخُلَهَا اِلَّا مَنْ اَرَادُوْا فَكَانَ الرَّجُلُ اِذَا

حارث سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عبید نے کہا کہ حارث وفد بن کر گئے عبدالملک کے پاس، جب عبدالملک خلیفہ تھا غرض کہ عبدالملک نے حارث بن عبداللہ سے کہا کہ مجھے گمان ہے کہ ابو خبیب یعنی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جو دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وہ حدیث سنی ہے یعنی جس میں بنائے کعبہ کا ذکر ہے تو وہ جھوٹ کہتے ہیں، انہوں نے کچھ نہیں سنا تب حارث نے کہا کہ نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ میں نے بھی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وہ حدیث سنی ہے عبدالملک نے کہا کہ تم نے ان سے کیا سنا ہے؟ تو حارث نے کہا کہ وہ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ تمہاری قوم نے کعبہ کی بنا کو چھوٹا کر دیا اور اگر تمہاری قوم نے نیا شرک نہ چھوڑا ہوتا تو میں جتنا انہوں نے چھوڑ دیا ہے اس کو بنا دیتا۔ سو اگر تمہاری قوم کا ارادہ ہو کہ ویسا بنا دیں جیسا میں چاہتا ہوں میرے بعد تو آؤ میں دکھا دوں جو انہوں نے چھوڑ دیا ہے۔'' سو آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دکھا دیا کہ وہ قریب سات ہاتھ تھا یعنی حطیم کی طرف سے یہ تو عبداللہ بن عبید کی روایت ہوئی اور ولید بن عطاء نے یہ مضمون اور زیادہ کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کہ میں اس میں دو دروازے زمین سے ملے ہوئے رکھتا ایک مشرق کی طرف دوسرا مغرب کی طرف اور تم جانتی ہو کہ تمہاری قوم نے دروازہ اس کا اونچا کیوں کر دیا؟'' سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی

هُوَ اَرَادَ اَنْ يَّدْخُلَهَا يَدْعُوْنَهُ يَرْتَقِىْ حَتّٰى اِذَا كَادَ اَنْ يَّدْخُلَ دَفَعُوْهُ فَسَقَطَ)) قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ لِلْحَارِثِ: اَنْتَ سَمِعْتَهَا تَقُوْلُ هٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَنَكَتَ سَاعَةً بِعَصَاهُ ثُمَّ قَالَ وَدِدْتُ اَنِّىْ تَرَكْتُهُ وَمَا تَحَمَّلَ.

کہ میں نہیں جانتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تکبر کی راہ سے اور اس لیے کہ کوئی اندر نہ جاسکے مگر جسے وہ چاہیں اور حال ان کا یہ تھا کہ جب کوئی اندر جانے کا ارادہ کرتا تو اس کو جانے دیتے جب اندر جانے لگتا تو اسے دھکیل دیتے کہ گر پڑتا۔'' پھر عبدالملک نے حارث سے کہا کہ تم نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے خود سنا ہے کہ وہ ایسا فرماتی تھیں؟ انہوں نے کہا: ہاں، تب وہ اپنی چھڑی سے زمین کریدنے لگا (جیسے کوئی شرمندہ اور متفکر ہو جاتا ہے) اور پھر کہا: میں آرزو کرتا ہوں کہ اسی طرح چھوڑ دیتا اور جو کچھ وہاں ہے۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۳۲۴۷) وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ وَحَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدُ الرَّزَّاقِ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيْثِ ابْنِ بَكْرٍ.

کہا مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہم سے حدیث محمد بن عمرو نے، ان سے ابو عاصم نے اور کہا مسلم نے کہ روایت کی ہم سے عبد بن حمید نے، ان سے عبدالرزاق نے، اور ان دونوں نے روایت کی ابن جریج سے اسی اسناد سے ابن بکر کی حدیث کے مانند جو اوپر گزری۔

(۳۲۴۸) عَنْ اَبِىْ قَزَعَةَ اَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ بَيْنَمَا هُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ اِذْ قَالَ: قَاتَلَ اللّٰهُ ابْنَ الزُّبَيْرِ! حَيْثُ يَكْذِبُ عَلٰى اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ يَقُوْلُ: سَمِعْتُهَا تَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَائِشَةُ! لَوْ لَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ حَتّٰى اَزِيْدَ فِيْهِ مِنَ الْحِجْرِ فَاِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرُوْا فِى الْبِنَاءِ)) فَقَالَ الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِىْ رَبِيْعَةَ: لَا تَقُلْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! فَاَنَا سَمِعْتُ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ رضی اللہ عنہا تُحَدِّثُ هٰذَا. قَالَ: لَوْ كُنْتُ سَمِعْتُهُ قَبْلَ اَنْ اَهْدِمَهُ لَتَرَكْتُهُ عَلٰى مَا بَنٰى ابْنُ الزُّبَيْرِ.

ابو قزعہ سے روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان طواف کر رہا تھا بیت اللہ کا کہنے لگا: اللہ تعالیٰ ہلاک کرے ابن زبیر (رضی اللہ عنہ) کو وہ جھوٹ باندھتا تھا ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر اور کہتا تھا کہ میں نے ان سے سنا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ اے عائشہ! اگر تمہاری قوم نے نیا نیا کفر نہ چھوڑا ہوتا تو میں کعبہ کو توڑ کر حجر کو (حطیم کو) زیادہ کرتا اس لیے کہ تمہاری قوم نے بنائے کعبہ کم کر دی۔'' سو حارث نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! ایسا نہ فرمایئے اس لیے کہ میں نے بھی ام المؤمنین سے سنا ہے وہ بھی یہی حدیث بیان فرماتی تھیں تو عبدالملک نے کہا کہ اگر کعبہ گرانے کے قبل میں یہ حدیث سنتا تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ ہی کی بنا کو قائم رکھتا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مفسدہ قوم کے خوف سے کعبہ کی تغییر روا نہ رکھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ بعض امور شرعیہ میں بنظر مصلحت شرعیہ تاخیر روا ہے اور علما نے کہا کہ کعبہ پانچ بار تیار ہوا۔ ایک بار فرشتوں نے بنایا۔ پھر ابراہیم علیہ السلام نے، پھر قریش نے جاہلیت میں اور یہ تیسری بار تھی اور یہ نبی ﷺ کے سامنے ہوئی اور آپ ﷺ کی عمر مبارک اس وقت پینتیس برس کی تھی یا پچیس کی اور اسی میں جب آپ ﷺ کی تہبند گری ہے تو آپ ﷺ زمین پر گرے تھے۔ پھر چوتھی بار ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بنایا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) اور پانچویں بار حجاج بن یوسف نے اور اب تک حجاج کی بنا موجود ہے اور بعض نے کہا: دو بار اور بنا ہے یا تین بار۔ اور ہارون رشید نے امام مالک رحمہ اللہ سے پوچھا کہ میں اسے توڑ کر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی بنا پر بنادوں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اے امیر المومنین! میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ اس کو بادشاہوں کا کھلونا نہ بنایئے۔ اور یہ جو اوپر کی روایت میں آیا ہے کہ ''میں خرچ کر دیتا خزانہ کعبہ کا صرف اللہ کی راہ میں'' درست ہے مگر بنظر مصلحت آپ نے اس میں دست اندازی نہ فرمائی کہ لوگ طعن نہ فرمائیں۔ اور ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ حطیم سے چھ ذراع بیت اللہ کی طرف بیت اللہ ہی میں داخل ہے بلا خلاف اور اس سے زائد میں اختلاف ہے اور اگر حطیم میں سے چھ ہاتھ بیت اللہ سے چھوڑ کر طواف کیا تو اس میں دو قول ہیں ایک یہ ہے کہ روا ہے حسب ظواہر ان حدیثوں کے اور دوسرے یہ کہ حجر کے اندر اور اس کی دیوار پر بھی اگر طواف کیا جب بھی طواف صحیح نہ ہوا جب تک حجر کے باہر سے طواف نہ کرے اور یہی صحیح ہے اور اسی کی تصریح فرمائی ہے امام شافعی رحمہ اللہ نے اور اسی کے قائل ہیں جمیع علما مسلمین کے۔ اور خلاف کیا ان سب کا ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اور انہوں نے کہا ہے کہ اگر حطیم کے اندر سے کسی نے طواف کیا اور مکہ میں ہے تو دوبارہ طواف کرے اور اگر چلا گیا تو قربانی دے اور طواف اس کا کافی ہو گیا۔ اور جمہور علما کی سند یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجر کے باہر سے طواف کیا اور فرمایا: ''مجھ ہی سے لو مناسک اپنے حج کے۔'' پس قول ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا حدیث کے مخالف ہے اس لیے مردود ہے۔ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے جب تک دیواریں اونچی نہیں ہوئیں تو پردے ڈال دیئے اور مذہب امام مالک رحمہ اللہ کا یہی ہے کہ مقصود استقبال قبلہ سے بنائے قبلہ ہے نہ زمین۔ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اسی سے تمسک کیا ہے اور کہا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو یعنی ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو پردہ ڈالنے کا مشورہ دیا تھا اور ان سے کہا تھا کہ اگر تم اس کو گراتے ہو تو لوگوں کو بغیر قبلہ کے مت چھوڑو بلکہ پردہ ڈال دو۔ اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پردوں کی ضرورت نہیں بلکہ زمین کعبہ ہی قبلہ ہے اور مذہب شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کا یہی ہے کہ نماز زمین کعبہ کی طرف روا ہے بلا خلاف خواہ دیوار وغیرہ اس کی اونچی ہو یا نہ ہو۔

بَابُ جَدْرِ الْكَعْبَةِ وَبَابِهَا.

باب: کعبہ کی دیوار اور دروازے کا بیان۔

(٣٢٤٩) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْجَدْرِ؟ أَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قُلْتُ: فَلِمَ لَمْ يُدْخِلُوْهُ الْبَيْتَ؟ قَالَ: ((إِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ)) قُلْتُ: فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا؟ قَالَ: ((فَعَلَ ذٰلِكِ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوْا مَنْ شَآءُوْا وَيَمْنَعُوْا مَنْ شَآءُوْا وَلَوْ لَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوْبُهُمْ لَنَظَرْتُ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ وَأَنْ أُلْزِقَ بَابَهُ بِالْأَرْضِ)). [بخاری: ١٥٨٤، ٧٢٤٣؛ ابن ماجہ: ٢٩٥٥]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ حطیم کی دیوار بیت اللہ میں داخل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' (اس سے بھی رد ہو گیا مذہب ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا اور ناجائز ہوا طواف حطیم کے اندر اس لیے کہ وہ داخل بیت اللہ ہے) میں نے پھر عرض کی: اس کو بیت اللہ میں کیوں نہ داخل کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ یہ تمہاری قوم کی حرکت ہے کہ ان کے پاس خرچ کم ہو گیا۔'' پھر میں نے عرض کی کہ دروازہ اس کا کیوں اونچا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بھی تمہاری قوم کا کیا ہوا ہے تاکہ جس کو چاہیں اسے جانے دیں اور جس کو چاہیں نہ جانے دیں اور اگر تمہاری قوم نے نئی نئی جاہلیت نہ چھوڑی ہوتی اور مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ ان کے دل بدل جائیں گے تو میں ارادہ کرتا کہ داخل کر دوں دیواروں کو یعنی حطیم کی بیت اللہ میں اور دروازہ اس کا زمین کو لگا دیتا۔''

(٣٢٥٠) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْحِجْرِ ـ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ أَبِي الْأَحْوَصِ وَقَالَ فِيْهِ: [فَقُلْتُ فَـ]

کہا مسلم رحمہ اللہ نے روایت کی ہم سے یہی حدیث ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان سے عبید اللہ یعنی ابن موسیٰ نے، ان سے شیبان نے، ان سے اشعث نے، ان سے اسود نے، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ انہوں نے کہا:

مَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا لَا يُصْعَدُ إِلَيْهِ إِلَّا بِسُلَّمٍ؟ وَقَالَ: ((مَخَافَةَ أَنْ تَنْفِرَ قُلُوبُهُمْ)).

[راجع: ٣٢٤٩]

پوچھا میں نے رسول اللہ ﷺ سے حجر کو اور بیان کی حدیث ابوالاحوص کی حدیث کے ہم معنی اور اس میں یوں ہے کہ کہا انہوں نے کہ دروازہ اس کا اتنا اونچا کیوں ہے کہ بغیر سیڑھی کے اس پر نہیں جا سکتے اور حضور ﷺ کے جواب میں یوں ہے کہ میں ڈرتا ہوں کہ ان کے دل نفرت نہ کر جائیں۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

بَابُ الْحَجِّ عَنِ الْعَاجِزِ لِزَمَانَةٍ وَهَرَمٍ وَنَحْوِهِمَا أَوْ لِلْمَوْتِ.

باب: بوڑھے اور میت کی طرف سے حج کرنے کا بیان۔

(٣٢٥١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَآءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ تَسْتَفْتِيهِ فَجَعَلَ الْفَضْلُ رضی اللہ عنہ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ فَرِيضَةَ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ: ((نَعَمْ)) وَذٰلِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ. [بخاري: ١٥١٣، ١٨٥٤، ١٨٥٥، ٤٣٩٩، ٦٢٢٨؛ ابوداود: ١٨٠٩؛ نسائي: ٢٦٣٣، ٢٦٣٤، ٢٦٣٩، ٢٦٤٠، ٢٦٤١، ٥٤٠٥، ٥٤٠٦، ٥٤٠٧، ٥٤٠٨]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سوار تھے پیچھے، سو ایک عورت آئی خثعم قبیلہ کی اور وہ پوچھنے لگی اور فضل رضی اللہ عنہ اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ فضل کو دیکھنے لگی اور رسول اللہ ﷺ فضل کا منہ دوسری طرف پھیر دیتے تھے، غرض اس عورت نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اللہ نے جو اپنے بندوں پر حج فرض کیا وہ میرے باپ پر بھی ہوا اور وہ بوڑھے ہیں کہ سواری پر سوار نہیں ہو سکتے کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ ہاں۔'' اور یہ ذکر حجۃ الوداع کا ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے کئی مسئلے ثابت ہوئے (۱) ایک سواری پر دو آدمیوں کا بیٹھنا روا ہے (۲) اجنبی عورت کی آواز عندالحاجت سننا روا ہے (۳) اور اس کی طرف نظر کرنا حرام ہے (۴) امر بالمعروف ہاتھ سے کرنا کہ آپ ﷺ نے ہاتھ سے فضل کا منہ پھیر دیا (۵) عاجز مایوس کی طرف سے نیابت کے طور پر حج کرنا درست ہے اور اسی طرح میت کی طرف سے (۶) مرد کی طرف سے عورت کو حج کرنا درست ہے (۷) اور والدین کی خدمت کہ ان کا فرض ادا کرنا یا ان کی طرف سے حج یا ان کو نفقہ دینا موجب سعادت مندی ہے (۸) واجب ہونا حج کا ایسے شخص پر جو خود قدرت سفر کی نہیں رکھتا مگر دوسرے سے حج کرا سکتا ہے۔ اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور جمہور کا (۹) اور روا ہونا عورت کے حج کا بلا محرم جب وہ اپنی جان سے مطمئن ہو اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور جمہور کا اور جائز ہے ان سب کے نزدیک حج کرنا عاجز یا میت کی طرف سے اور مالک اور لیث اور حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ حج میت کی طرف سے اور نہ کسی اور کی طرف سے درست ہے اور اگر میت نے وصیت بھی کی ہو اور یہی روایت ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے۔ مگر یہ حدیث ان سب پر حجت ہے۔

(٣٢٥٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ رضی اللہ عنہ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمَ قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!

فضل سے روایت ہے کہ ایک عورت قبیلہ خثعم کی اس نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ)! میرا باپ بوڑھا ہے اور اس پر حج اللہ تعالیٰ کا فرض کیا ہوا ہے

إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ عَلَيْهِ فَرِيضَةُ اللهِ فِي الْحَجِّ وَهُوَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى ظَهْرِ بَعِيرِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَحُجِّي عَنْهُ)).

[بخاری: ۱۸۵۳؛ ترمذی: ۹۲۸؛ نسائی: ۵٤٠٤؛ ابن ماجه: ۲۹۰۹]

اور وہ سواری کی پیٹھ پر بخوبی نہیں بیٹھ سکتا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ تم اس کی طرف سے حج کرو۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ صِحَّةِ حَجِّ الصَّبِيِّ وَأَجْرِ مَنْ حَجَّ بِهِ.

باب: بچے کا حج درست ہے اور حج کرانے والے کو اس کا ثواب ہے۔

(۳۲۵۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَقِيَ رَكْبًا بِالرَّوْحَاءِ فَقَالَ: ((مَنِ الْقَوْمُ؟)) قَالُوا: الْمُسْلِمُونَ فَقَالُوا: ((مَنْ أَنْتَ؟)) قَالَ: ((رَسُولُ اللهِ)) فَرَفَعَتْ إِلَيْهِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا فَقَالَتْ: أَلِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ)). [ابوداود: ۱۷۳٦؛ نسائی: ۲٦٤٦، ۲٦٤۷، ۲٦٤۸]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ کو کچھ اونٹوں کے سوار لوگ ملے روحاء میں اور آپ ﷺ نے پوچھا کہ ''تم کون لوگ ہو؟'' انہوں نے کہا کہ مسلمان۔ آپ ﷺ سے ان لوگوں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ پاک کا رسول ہوں۔'' تو ایک عورت نے ایک لڑکے کو ہاتھوں سے بلند کیا اور عرض کیا کہ کیا اس کا حج صحیح ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ ہاں صحیح ہے اور ثواب اس کا تم کو ہے۔'' (یعنی ماں باپ کو)

فائدہ: اس حدیث سے کئی مسائل معلوم ہوئے اول یہ کہ لقب اصلی اور صحیح اور مسنون ہم لوگوں کا مسلمان ہے۔ اور اس کے سوا جو القاب اب پھیلے ہوئے ہیں جیسے حنفی، شافعی، چشتی، قادری یہ سب منجملہ بدعات و محدثات ہیں۔ پس مؤمن کو لازم ہے کہ اسی لقب مسنون کو پسند کرے اور القاب محدثہ سے محترز رہے۔ دوسرے یہ کہ حج چھوٹے لڑکے کا صحیح و منعقد ہے اور اسی پر ثواب مترتب ہوتا ہے۔ اور یہی مذہب ہے شافعی اور مالک اور احمد اور جماہیر علما رحمہم اللہ کا مگر اتنا ہے کہ حج نفل ہوتا ہے۔ اور یہی حدیث ان سب کی سند ہے اور خلاف کیا ہے اس کا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اور کہا کہ حج ان کا صحیح نہیں اور قول ان کا خلاف حدیث ہے اس لیے مردود و مطرود و متروک ہے اور حدیث کے خلاف جس امتی کا قول ہو مردود ہے اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ لڑکوں کا حج جائز ہونے میں کسی کا خلاف نہیں مگر ایک گروہ مبتدعین کا۔ تیسرے یہ کہ معلوم ہوا چھوٹے لڑکوں کی عبادت کا ثواب ماں باپ کو ہوتا ہے اسی لیے چھوٹے لڑکے کے لیے اگر حج کیا اور بعد میں بالغ ہوا تو اس پر حج فرض ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے مگر ایک گروہ کا کہ ان کی طرف علما نے التفات نہیں کیا۔

(۳۲۵٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَفَعَتِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا لَهَا فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! أَلِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ)).

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے بچے کو اٹھایا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! کیا اس کا حج ہو جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں اور تیرے لیے اس کا اجر بھی۔''

(۳۲۵۵) عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ امْرَأَةً رَفَعَتْ صَبِيًّا فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! أَلِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ)). [راجع: ۳۲۵۳]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۲۵٦) عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمِثْلِهِ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے۔

[نسائی:٢٦٤٤]

○ ○ ○ ○

بَابُ فَرْضِ الْحَجِّ مَرَّةً فِي الْعُمُرِ.

باب: حج ساری عمر میں ایک بار فرض ہے۔

(٣٢٥٧) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمُ الْحَجُّ فَحُجُّوا)) فَقَالَ رَجُلٌ: أَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَسَكَتَ حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ قُلْتُ: نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ)) ثُمَّ قَالَ: ((ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوهُ)). [نسائی:٢٦١٨]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خطبہ پڑھا ہم پر رسول اللہ ﷺ نے اور فرمایا: ''کہ اے لوگو! تم پر حج فرض ہوا ہے سو حج کرو۔'' ایک شخص نے کہا کہ کیا ہر سال یا رسول اللہ! آپ ﷺ چپ ہو رہے اس نے تین بار یہی عرض کیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال واجب ہوتا اور پھر تم سے نہ ہو سکتا سو تم مجھے اتنی ہی بات پر چھوڑ دو کہ جس پر میں تمہیں چھوڑ دوں اس لیے کہ اگلے لوگ اسی سبب سے ہلاک ہوئے ہیں کہ انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام سے بہت سوال کیے اور ان سے بہت اختلاف کرتے رہے پھر جب میں تم کو کسی بات کا حکم دوں اس میں سے جتنا ہو سکے بجالاؤ اور جب کسی بات سے منع کروں اس کو چھوڑ دو۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس حدیث میں بڑے فوائد ہیں اور مروی ہے کہ یہ سائل اقرع بن حابس تھے۔ اور اصولیوں نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ امر مقتضی تکرار کا ہے یا نہیں۔ اور اس میں تین مذہب ہیں۔ اول یہ کہ مقتضی تکرار ہے۔ ثانی یہ کہ نہیں۔ ثالث یہ کہ محل توقف ہے۔ اور جو قائل توقف ہیں وہ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ امر مقتضی توقف ہے جب ہی سائل نے سوال کیا اور باقی بحث اس کی کتب اصول میں ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ ''مجھے اتنی ہی بات پر چھوڑ دو الخ اس سے ثابت ہوا کہ بندوں پر کوئی چیز واجب نہیں جب تک شارع علیہ السلام کی طرف سے کوئی حکم نہ پہنچے اور یہی سچا مذہب ہے اصولیوں کا اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ اور اس سے ثابت ہوا کہ سلف نے جس کے بارہ میں سکوت کیا ہے اس میں ساکت رہنا جیسے مسئلہ وحدت وجود ہے یا مسائل کون و بروز یا تحقیق مسئلہ تقدیر ہے یا اور بہت سے مزخرفات اور خزعبلات ہیں کہ پچھلوں میں ان کی طول طویل ابحاث ہو رہی ہیں۔ ایسی لایعنی باتوں اور بیہودہ تقریروں سے دور رہنا اور احکام میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''جتنا ہو سکے بجالاؤ۔'' معلوم ہوا کہ احکام جب فرض ہوتے ہیں کہ ان کی استطاعت ہو۔ اور مناہی میں آپ ﷺ نے یہ قید نہیں لگائی کہ اس سے بہر حال بچنا ضروری ہے اس لیے جلب منفعت دفع مضرت سے زیادہ اہم ہے۔

غرض یہ فرمانا آپ ﷺ کا کہ جب میں حکم کروں تم کو الخ جوامع الکلم میں سے ہے کہ ہزارہا مسائل ہیں مثلاً نماز و وضو میں سے جتنا ممکن ہو بجا لاؤ۔ اور جس پر قدرت نہ ہو مثلاً قیام یا استعمال پانی کا وہ معاف ہے اور اسی طرح ازالہ منکرات میں جہاں تک ہو سکے بجالاؤ اور یہ حدیث موافق ہے اس قول باری تعالیٰ کے۔

بَابُ سَفَرِ الْمَرْأَةِ مَعَ مَحْرَمٍ إِلَى حَجٍّ وَغَيْرِهِ.

باب: عورت حج وغیرہ میں بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔

(٣٢٥٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا إِلَّا

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت سفر نہ کرے تین دن کا جب کہ اس کے ساتھ کوئی محرم نہ ہو۔''

وَمَعَهَا ذُوْمَحْرَمٍ)).

[بخاري: ۱۰۸۷؛ ابو داود: ۱۷۲۷]

(۳۲۵۹) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ فِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِيْ رِوَايَتِهٖ عَنْ اَبِيْهِ: ((ثَلَاثَةً اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ)). [بخاري: ۱۰۸٦]

عبیداللہ سے اسی سند سے ابوبکر کی روایت میں یہ ہے کہ تین دن سے زیادہ اور ابن نمیر کی روایت میں ان کے باپ سے ہے کہ "تین دن مگر اس کے ساتھ کوئی ذو محرم ہو۔"

(۳۲٦۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُسَافِرُ مَسِيْرَةَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْمَحْرَمٍ)).

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حلال نہیں کسی عورت کو جو ایمان رکھتی ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر کہ سفر کرے تین رات کا مگر اس کے ساتھ کوئی محرم ہو۔"

فائدہ۔ ابوداؤد کی روایت میں آیا ہے کہ ایک برید کا سفر نہ کرے اور برید آدھے دن کی مسافت ہے اور یہ اختلاف بہ سبب اختلاف سائلین کے ہے جیسا جس نے سوال کیا ویسا جواب پایا۔ اور یہ مراد نہیں کہ جہاں تین دن کی نہی مذکور ہے وہاں ایک دن کا سفر جائز ہے یا ایک برید کا۔ چنانچہ بیہقی نے یہی تصریح کی ہے مثلاً کسی نے پوچھا کہ ایک دن کا سفر عورت کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں۔" پھر کسی نے کہا: دو دن کا کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں۔" اور جس نے جیسا سنا روایت کر دیا۔ اور سب روایتیں صحیح ہیں اور مطلب سب کا یہی ہے کہ مطلق جس پر سفر کا نام آئے خواہ بہت ہو یا تھوڑا بے محرم کے روا نہیں ہے۔ اور یہی مضمون ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کا جو مسلم میں وارد ہے کہ اس میں مطلق سفر کی نہی آئی ہے۔ اور اس پر اجماع ہے امت کا کہ عورت پر حج فرض ہے جب استطاعت ہو جیسے مرد پر۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے عام حکم دیا ہے ﴿عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ مگر اس میں اختلاف ہے کہ محرم شرط ہے یا نہیں۔ سو ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ حج کے واجب ہونے کو محرم شرط ہے مگر اس وقت کہ مکہ کے اور اس کے بیچ میں تین منزل سے مسافت کم ہو اور ایک جماعت محدثین کی ان کے موافق ہے اور اصحاب رائے بھی اور حسن بصری رحمہ اللہ اور نخعی رحمہ اللہ اور لوگوں سے بھی مروی ہوا ہے اور عطاء اور سعید بن جبیر اور ابن سیرین اور مالک اور اوزاعی اور شافعی رحمہ اللہ کی مشہور روایت یہ ہے کہ محرم شرط نہیں بلکہ یہ شرط ہے کہ اس کو امن اور اطمینان ہو اپنی ذات کا اور اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ امن حاصل ہوتا ہے تین چیزوں سے یا شوہر ہو یا اور کوئی محرم ہو یا چند عورتیں معتبر قابل اطمینان ہوں اور جب تک ایک ان تینوں میں سے نہ ہو تو حج واجب نہیں۔ اور اگر ایک عورت معتبر اس کو ملی تو حج واجب نہیں مگر جائز ہے۔ اور یہی صحیح ہے اور بعضوں نے حج نفل اور سفر تجارت وغیرہ کو روا رکھا ہے جب کئی عورتیں ثقہ ساتھ ہوں۔ اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جائز نہیں جب تک شوہر یا محرم نہ ہو۔ اور یہی صحیح ہے احادیث صحیحہ کی رو سے اور استدلال کیا ہے اصحاب ابوحنیفہ نے اس روایت سے جس میں تین دن کا ذکر ہے اس لیے ان کے یہاں قصر بھی اتنی ہی سفر میں روا ہے اور یہ استدلال کاسد اور متاع کا فاسد ہے اس لیے کہ روایات اس بارہ میں مختلف آئی ہیں اور سب کا مطلب ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور ایک ہی ہے یعنی مطلق سفر ممنوع ہے تھوڑا ہو خواہ بہت۔ اور سفر کا اطلاق ایک برید سے لگا کر زیادہ تک سب پر آتا ہے اور ان کے شبہوں کا جواب دندان شکن میں نے خوب دیا ہے شرح مہذب میں، ایسا کہا امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں۔

(۳۲٦۱) عَنْ قَزَعَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ مِنْهُ حَدِيْثًا فَاَعْجَبَنِيْ فَقُلْتُ لَهٗ: اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: فَاَقُوْلُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَالَمْ اَسْمَعْ؟ قَالَ: سَمِعْتُهٗ

قزعہ نے کہا کہ میں نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث سنی جو مجھے بہت پسند آئی اور میں نے ان سے کہا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا کہ جو میں نے ان سے نہ سنی ہوتی تو میں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرتا ایسی بات جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی؟ اب سنو کہ

يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَشُدُّوا الرِّحَالَ إِلَّا إِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِيْ هٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى)) وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ يَوْمَيْنِ مِنَ الدَّهْرِ إِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ مِّنْهَا أَوْ زَوْجُهَا)) . [بخاري: ١١٩٧، ١٨٦٤، ١٩٩٥؛ ترمذي: ٣٢٦؛ ابن ماجه: ١٤١٠]

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہ باندھو تم کجاووں کو (یعنی سفر نہ کرو) مگر تین مسجدوں کی طرف ایک میری یہ مسجد اور دوسری المسجد الحرام اور تیسری مسجد اقصیٰ۔“ (یعنی بیت المقدس کی) اور سنا میں نے آپ ﷺ سے کہ فرماتے تھے کہ ”کوئی عورت سفر نہ کرے دو دن کا زمانہ میں سے مگر اس کے ساتھ ذو محرم ہو یا اس کا شوہر ہو۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس میں بڑی فضیلت ہے ان تین مسجدوں کی اس لیے کہ یہ انبیاء علیہم السلام کی بنائی ہوئی ہیں اور افضل ہیں ان مساجد سے جو اور لوگوں نے بنائی ہیں۔ اور اگر نذر کی کسی نے المسجد الحرام کی تو وہ نذر لازم ہوگئی اور ضروری ہے اس کو کہ قصد کرے وہاں کا حج اور عمرہ کے لیے اور ان کے سوا دو مسجدیں یعنی مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کی اگر نذر کرے تو اس میں امام شافعی رحمہ اللہ کے دو قول ہیں اصح یہ ہے کہ قصد ان کا بھی مستحب ہے اور واجب نہیں۔ اور دوسرا قول ہے کہ واجب ہے اور یہی قول ہے اکثر علما کا اور سوا ان کے باقی جتنی مساجد ہیں ساری دنیا کی نہ ان کا قصد نذر سے واجب ہوتا ہے نہ نذر سے ان کی زیارت کی منفعت ہوتی ہے۔ یہی مذہب ہے ہمارا اور کافہ علما کا مگر محمد بن مسلمہ مالکی نے کہا کہ جب نذر کرے مسجد قبا کے جانے کی تو واجب ہو جاتا ہے قصد اس کا اس لیے کہ نبی ﷺ ہمیشہ ہر ہفتہ میں وہاں جاتے تھے کبھی سوار اور کبھی پیادہ۔ اور مذہب جمہور کا یہ ہے کہ اور مسجدوں میں سوا ان تین مسجدوں کے اگر نذر کی تو منعقد ہی نہیں ہوتی اور نہ اس پر کچھ لازم آتا ہے۔ اور امام احمد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ کفارہ یمین یعنی قسم کا اس پر واجب ہوتا ہے۔ اور علما کا اختلاف ہے ان تینوں مسجدوں کے سوا اور جگہ کے سفر میں جیسے قبور صالحین کی زیارت کو یا اور مواضع فاضلہ دیکھنے کو تو شیخ ابو محمد جوینی نے اصحاب شافعیہ سے کہا ہے کہ وہ حرام ہے اور اسی طرف اشارہ کیا ہے قاضی عیاض رحمہ اللہ نے (نووی رحمہ اللہ)

مترجم کہتا ہے: یہی قول حدیث سے مناسبت رکھتا ہے اس لیے کہ جب اور مساجد کی طرف سوا ان مسجدوں کے سفر درست نہ ہوا اور نہ نذر ان کی صحیح ہوئی حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نام مبارک پر بنائی گئی ہیں اور ان کی طرف جانے کے فضائل بھی بے شمار حدیثوں میں وارد ہوئے ہیں کہ ہر قدم پر نیکی لکھی جاتی ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں اور بشارت دی ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے نور تام کی مساجد کی طرف اندھیرے میں جانے والوں کو اور اعتکاف کیا جاتا ہے ان میں خالص اللہ پاک کے واسطے اور ثواب پاتا ہے اس کا صاف رکھنے والا اور جھاڑو دینے والا اور بشارت جنت کی ہے اس کے بنانے والے کو اور اللہ کا گھر کہلاتا ہے پھر قبور صالحین وغیرہ کی طرف کیونکر جائز ہوگا کہ ان کے پختہ کرنے اور گنبد بنانے والے پر لعن وطعن شارع علیہ السلام کی طرف سے مروی ہوئی ہے اور جب مسجد نبوی ﷺ اور مسجد اقصیٰ کی نذر میں شافعی رحمہ اللہ کے اور محدثین کے دو قول ہوئے تو اور کسی جگہ کی نذر کب صحیح ہو سکتی ہے۔ اور جب مسجد قبا کی نذر کے صحیح نہ ہونے میں تمام علما کا اتفاق ہوا، سوا محمد بن مسلمہ کے اور کوئی مقامات متبرکہ کی نذر کب صحیح ہو سکتی ہے؟ غرض سفر کرنا قبور اولیا کی زیارت کے لیے ناجائز ہے۔ اور جن لوگوں نے اس کا خلاف کیا ہے ان کے پاس کوئی دلیل قوی نہیں جیسے امام الحرمین وغیرہ ہیں۔ علی الخصوص اس وقت میں کہ مقابر اولیا اوثان اور اصنام کا حکم پیدا کریں یعنی وہاں نذریں مانی جائیں، دونے چڑھائے جائیں اور ان پر سجدے کیے جائیں طواف کیا جائے۔ معاذ اللہ من ذلک۔ اس وقت وہ حکم اوثان میں ہیں اور مرتکبین ان امور کے بت پرست اور مشرکین کے حکم میں ہیں اور وہ مقابر اور جنابذ ڈھانے اور منہدم کرنے کے قابل ہیں اس لیے آنحضرت ﷺ نے دعا کی کہ ((اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا يُّعْبَدُ)) ”یا اللہ! میری قبر کو بت مت بنائیو کہ پوجی جائے۔“ پھر جب قبر مبارک مشرکوں کے حق میں بت ہو جائے افعال شرکیہ کے ارتکاب سے تو بدہو شہید اور منگھو پیر کے ساتھ تیرا کیا اعتقاد ہے پناہ اللہ تعالیٰ کی ان مشرکوں، گور پرستوں کے عقائد باطلہ سے جنہوں نے سفر مقابر کو حج سے بڑھ کر سمجھ لیا ہے اور مشرکوں کی طرح ان کو صنم اور وثن بنا لیا ہے اور بڑے بڑے اکابر محدثین اور علمائے محققین نے ان کے ہدم وحرق کا فتویٰ دیا ہے۔ چنانچہ ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں فرمایا ہے کہ ضروری ہے جلا دینا اماکن معصیت کا جن میں نافرمانی کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی جیسے جلا دیا رسول اللہ ﷺ نے مسجد ضرار کو اور حکم دیا اس کے گرانے کا حالانکہ اس میں نماز پڑھی جاتی تھی اور اللہ کا نام لیا جاتا تھا جب کہ بنائی گئی ضرار کے لیے اور مسلمانوں کو (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) ایذا دینے کے لیے واقع ہوئی تھی اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی نیت سے اور منافقوں کو جگہ دینے کے ارادہ سے۔ اور معلوم ہوا اس سے کہ جو مکان اس نیت سے بنا دیا جائے حکم اس کا بھی یہی ہے اور امام وقت اور حاکم زمان کو واجب ہے۔ بیکار کر دینا اس کا خواہ گرانے سے ہوئے یا جلانے سے یا اس کی صورت بدل دینے سے اور اس کو اس وضع سے نکال دینے سے، جس کے لیے وہ بنایا گیا ہے۔

اور جب یہ حال ہوا مسجد ضرار کا تو اب مشاہد شرک کہ جن کے مجاور لوگوں کو بلاتے ہیں کہ ان مشاہد کو اللہ کا شریک ٹھہرا دیں وہ بدرجہ اولیٰ جلانے اور گرانے کے لائق ہیں اور ان کا معدوم و منہدم کرنا مسجد ضرار سے زیادہ واجب ہے اور یہی حال ہے مقامات فسوق و معاصی کا جیسے شراب خانے اور بھنگ خانے ہیں اور تمام اماکن ہیں ارباب منکرات کے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک گاؤں پورا جلا دیا کہ جس میں شراب بکتی تھی اور حانوت (دکان سے فروشی) رویشد ثقفی کا جلا دیا اور اس کا نام خویسق رکھا اور محل سعد کا سرتاپا جلا دیا جب وہ رعیت سے اپنے محل میں روپوش رہے جیسے اور امرا کا قاعدہ ہے کہ اپنے محلوں میں عیش میں مشغول ہیں رعایا غریب امیدوار ہیں، مستغیث (امداد چاہنے والے) دھکے کھا رہے ہیں، فریادی دھکیلے جاتے ہیں۔ اور ان کی طرف التفات نہ کرتے تھے اور ارادہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے گھروں کے جلانے کا جو جمعہ اور جماعات میں نہ آتے تھے اور ان گھروں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف عورتوں اور لڑکوں کے خیال سے نہیں جلایا کہ وہ بے قصور جل جائیں گے حالانکہ ان پر حضور جماعت واجب نہیں۔ تمام ہوا مضمون زاد المعاد کا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ مقابر بلند بزرگوں کے اور جناب عالیہ صالحوں کے یہ تو اسی غرض کے لیے بنائے گئے ہیں کہ ان کی پرستش کی جائے اور اسی لیے ان کی زینت اور آرائش کی گئی ہے کہ وہ انداد من دون اللہ ٹھہرائے جائیں اور سوا اس غرض کے وہاں اور کوئی غرض ہو ہی نہیں سکتی۔ پس یہ مسجد ضرار سے بدرجہا بدتر ہیں اس لیے کہ جب شارع علیہ السلام نے قبروں کے بلند کرنے اور ان پر بنا کرنے سے منع فرمایا تو اب کوئی غرض شرعی تو وہاں ممکن نہیں، سوائے گور پرستی کے اور جن مقامات کے جلا دینے کا ذکر اوپر ہوا ان سب میں ایک نوع کا فسق تھا، اس پر خلیفہ راشد نے ان کو جلوا دیا پھر شرک تو اکبر کبائر ہے اور بئس الفسوق ہے اس کے مکانات کا جلانا تو اہم مہمات سے ہے اور اوجب واجبات اور افرض ضروریات سے ہے۔

(٣٢٦٢) عَنْ قَزَعَةَ قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَرْبَعًا فَاَعْجَبْنَنِيْ وَاٰنَقْنَنِيْ نَهٰى اَنْ تُسَافِرَ الْمَرْاَةُ مَسِيْرَةَ يَوْمَيْنِ اِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا اَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ وَاقْتَصَّ بَاقِيَ الْحَدِيْثِ. [راجع: ٣٢٦١]

قزعہ نے کہا کہ میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے کہا کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار باتوں کو، سو مجھے پسند آئیں اور اچھی معلوم ہوئیں۔ منع کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ سفر کرے عورت دو دن کا مگر جب اس کے ساتھ اس کا شوہر ہو یا ناتے والا اور بیان کی باقی حدیث۔

(٣٢٦٣) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَا تُسَافِرُ الْمَرْاَةُ ثَلَاثًا اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ)). [راجع: ٣٢٦١]

وہی مضمون ہے جو اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

(٣٢٦٤) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((لَا تُسَافِرِ امْرَاَةٌ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ)). [راجع: ٣٢٦١]

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کہ تین دن سے زیادہ کوئی عورت سفر نہ کرے سوائے محرم کے ساتھ۔“

○ ○ ○ ○

(٣٢٦٥) عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ: اَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ. [راجع: ٣٢٦١]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٢٦٦) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کہ کسی

اللهِ ﷺ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ لَيْلَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا رَجُلٌ ذُو حُرْمَةٍ مِنْهَا)).

[ابو داود:۱۷۲۳]

مسلمان عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ایک رات کی مسافت طے کرے سوائے اس کے کہ اس کا کوئی محرم ساتھ ہو۔"

○ ○ ○ ○

(٣٢٦٧) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ يَوْمٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ)).

[بخاری: ۱۰۸۸]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ "کوئی بھی عورت جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اس کے لیے ایک دن کی مسافت طے کرنا جائز نہیں سوائے اپنے محرم کے ساتھ۔"

○ ○ ○ ○

(٣٢٦٨) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ عَلَيْهَا)). [ابو داود: ۱۷۲٤؛ ترمذی: ۱۱۷۰]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٢٦٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ أَنْ تُسَافِرَ ثَلَاثًا إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا)).

وہی مضمون ہے جو اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

(٣٢٧٠) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ سَفَرًا يَكُونُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَصَاعِدًا إِلَّا وَمَعَهَا أَبُوهَا أَوِ ابْنُهَا أَوْ زَوْجُهَا أَوْ أَخُوهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا)).

[ابو داود: ۱۷۲٦؛ ترمذی: ۱۱٦۹؛ ابن ماجه: ۲۸۹۸]

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حلال نہیں اس عورت کو جو اللہ تعالیٰ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتی ہو کہ تین دن کا سفر کرے یا زیادہ کا مگر جب اس کے ساتھ اس کا باپ ہو یا فرزند یا شوہر یا بھائی یا اور کوئی ناتے دار کہ جس سے پردہ نہ ہو۔"

○ ○ ○ ○

(٣٢٧١) عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

[راجع: ۳۲۷۰]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٢٧٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ يَقُولُ: ((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ وَلَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ)) فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ امْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَّةً وَإِنِّي

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے خطبہ میں فرمایا: "کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ اکیلا نہ ہو اور نہ عورت سفر کرے مگر ناتے والے کے ساتھ۔" سو ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! میری عورت تو حج کو جاتی ہے اور میں فلاں لشکر میں لکھا گیا ہوں جو فلاں طرف جاتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کہ تو جا اور

اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ: ((انْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ)).

اپنی عورت کے ساتھ حج کر۔''

[بخاري: ١٨٦٢، ٣٠٠٦، ٥٢٣٣]

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جب دو چیزیں باہم جمع ہو جائیں اور دونوں ادا نہ ہو سکیں تو ان میں سے جو زیادہ ضروری ہو اس کو بجا لائیں اس لیے کہ غزوہ میں دوسرا شخص بھی جا سکتا ہے بخلاف حج کے کہ دوسرا اس کی عورت کے ساتھ نہیں جا سکتا۔

(٣٢٧٣) عَنْ عَمْرٍو بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث کی مثل مروی ہے۔

[راجع: ٣٢٧٢]

(٣٢٧٤) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ: ((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ)). [راجع: ٣٢٧٢]

چند الفاظ کے فرق سے اس سند سے یہی حدیث مروی ہے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا رَكِبَ إِلَى سَفَرِ الْحَجِّ وَغَيْرِهِ.

باب: مسافر کو سواری پر سوار ہو کر دعا پڑھنا (ذکر کرنا) مستحب ہے۔

(٣٢٧٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ عَلَّمَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا اسْتَوٰى عَلٰى بَعِيْرِهِ خَارِجًا إِلٰى سَفَرٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: ((سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اللّٰهُمَّ! [إِنَّا] نَسْأَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اللّٰهُمَّ! هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِعَنَّا بُعْدَهُ اللّٰهُمَّ! أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ اللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ)) وَإِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيْهِنَّ: ((آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ)).

[ابو داود: ٢٥٩٩؛ ترمذي: ٣٤٤٧]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اونٹ پر سوار ہوتے کہیں سفر میں جانے کو تو تین بار اللہ اکبر فرماتے پھر یہ دعا پڑھتے سبحان الذی سے والاھل تک یعنی ''پاک ہے وہ پروردگار جس نے ہمارا ذلیل کر دیا اس جانور کو اور ہم اس کو دبا نہ سکتے تھے اور ہم اپنے پروردگار کے پاس لوٹ جانے والے ہیں، یا اللہ! ہم مانگتے ہیں تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور پرہیز گاری اور ایسے کام جسے تو پسند کرے، یا اللہ! آسان کر دے ہم پر اس سفر کو اور اس لمبان کو ہم پر تھوڑا کر دے، یا اللہ! تو رفیق ہے سفر میں اور تو خلیفہ ہے گھر میں، یا اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے سفر کی تکلیفوں اور رنج و غم سے اور برے حال میں لوٹ کر آنے سے مال میں اور گھر والوں میں۔'' (یہ تو جاتے وقت پڑھتے) اور جب لوٹ کر آتے جب بھی (یہی دعا پڑھتے)، مگر اس میں اتنا زیادہ کرتے آئبون سے آخر تک یعنی ''ہم لوٹنے والے ہیں اور توبہ کرنے والے، خاص اپنے رب کو پوجنے والے اور اسی کی تعریف کرنے والے۔''

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جو سفر کو جائے سنت ہے کہ یہ دعا پڑھے تا کہ اس کے گھر میں اور سفر میں اللہ کی حمایت وضمانت ہو، نہ ایسا کرے جیسے مشرکین بے دین کلمہ گویان مبتدعین کرتے ہیں کہ چلتے وقت امام ضامن کی ضامنی بولتے اور ان کے نام پیسہ روپیہ اشرفی بازو پر باندھ دیتے ہیں یہ خران بے دم بصورت مردم یہ نہیں سمجھتے کہ ایک امام کس کس کی ضامنی کریں گے۔ ہر روز لاکھوں آدمی سفر کرتے ہیں اور یہ طریقہ انہوں نے مشرکین مکہ سے سیکھا ہے کہ وہ ہر جنگل میں جب اترتے کہتے کہ اس جنگل کے جن کی پناہ میں آئے۔ غرض غیر اللہ کی حمایت میں آنے میں یہ اور وہ دونوں برابر ہیں۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

(۳۲۷۶) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَافَرَ يَتَعَوَّذُ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْاَهْلِ وَالْمَالِ. [ترمذی: ۳۴۳۹؛ نسائی: ۵۵۱۳، ۵۵۱۴، ۵۵۱۵؛ ابن ماجہ: ۳۸۸۸]

عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کرتے تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے سفر کی مشقتوں سے اور غمگین ہو کر لوٹنے سے اور بھلائی کے بعد برائی کی طرف لوٹنے سے اور اہل و عیال میں برائی کے دیکھنے سے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: بھلائی کے بعد برائی کی طرف لوٹنا یہ ہے کہ طاعت سے معصیت کی طرف یا ایمان سے کفر کی طرف یا سنت سے بدعت یا توحید سے شرک کی طرف آ جانا۔ پناہ اللہ کی ایسی حالت سے۔

(۳۲۷۷) عَنْ عَاصِمٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَيْرَ اَنَّ فِیْ حَدِيْثِ عَبْدِالْوَاحِدِ: ((فِی الْمَالِ وَالْاَهْلِ)) وَفِیْ رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ خَازِمٍ قَالَ: يَبْدَأُ بِالْاَهْلِ وَاِذَا رَجَعَ وَفِیْ رِوَايَتِهِمَا جَمِيْعًا اللّٰهُمَّ: ((اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ)). [راجع: ۳۲۷۶]

عاصم سے اسی اسناد سے وہی دعا مذکور ہوئی۔ مگر عبدالواحد کی روایت میں فی المال و الاهل ہے اور محمد بن حازم کی روایت میں یہ ہے کہ اہل کا لفظ پہلے بولتے جب لوٹتے اور دونوں کی روایتوں میں یہ لفظ ہے اللّٰهم سے آخر تک یعنی ”یا اللہ! پناہ مانگتا ہوں سفر کی مشقتوں سے۔“

○ ○ ○ ○

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا رَجَعَ مِنْ سَفَرِ الْحَجِّ وَغَيْرِهٖ.

باب: سفر حج وغیرہ سے واپس آ کر کیا دعا پڑھے۔

(۳۲۷۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَفَلَ مِنَ الْجُيُوْشِ اَوِالسَّرَايَا اَوِالْحَجِّ اَوِالْعُمْرَةِ اِذَا اَوْفٰی عَلٰی ثَنِيَّةٍ اَوْ فَدْفَدٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: ((لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ)).

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب لوٹتے لشکروں سے یا چھوٹی جماعت سے لشکر کی یا حج و عمرہ سے تو جب پہنچ جاتے کسی ٹیلہ پر، یا اونچی زمین کنکریلی پر، تو تین بار اللّٰه اکبر کہتے تھے پھر لا اله الا اللّٰه سے آخر تک پڑھتے یعنی ”کوئی لائق عبادت کے نہیں ہے سوا اللہ تعالیٰ کے اور کوئی شریک نہیں اس کا، اسی کی ہے سلطنت اور اسی کے لیے ہے سب تعریف اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے ہم لوٹنے والے، رجوع ہونے والے، عبادت کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے، اپنے رب کی خاص حمد کرنے والے ہیں سچا کیا اللہ پاک نے وعدہ اپنا اور مدد کی اپنے غلام کی اور شکست دی لشکروں کو اسی اکیلے نے۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۳۲۷۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ اِلَّا حَدِيْثَ اَيُّوْبَ فَاِنَّ فِيْهِ التَّكْبِيْرَ مَرَّتَيْنِ.

وہی مضمون نبی ﷺ سے مروی ہے مگر ایوب کی روایت میں تکبیر دو بار مذکور ہے۔

[بخاری: ۱۷۹۷، ۶۳۸۵؛ ابوداود: ۲۷۷۰؛ ترمذی: ۹۵۰]

○ ○ ○ ○

(۳۲۸۰) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ اَنَا وَاَبُوْ طَلْحَةَ وَصَفِيَّةُ رَدِيفَتُهُ عَلٰى نَاقَتِهِ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِظَهْرِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ: ((آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ)) فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ.

[بخاری: ۳۰۸۵، ۳۰۸۶، ۵۹۶۸، ۶۱۸۵]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ آئے اور صفیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی اونٹنی پر آپ ﷺ کے پیچھے سوار تھیں یہاں تک کہ ہم مدینہ کے پشت پر پہنچے آپ ﷺ فرمانے لگے آئبون سے حامدون تک، غرض مدینہ تک یہی کہتے چلے آئے۔

○ ○ ○ ○

(۳۲۸۱) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. [راجع: ۳۲۸۰]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث اسی طرح مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ التَّعْرِيْسِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَالصَّلَاةِ بِهَا اِذَا صَدَرَ مِنَ الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ.

باب: بطحائے ذوالحلیفہ میں اترنے وغیرہ کا بیان۔

(۳۲۸۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِيْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَصَلّٰى بِهَا قَالَ: وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَفْعَلُ ذٰلِكَ. [بخاری: ۱۵۳۲؛ ابوداود: ۲۰۴۴؛ نسائی: ۲۶۶۰]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹ بٹھایا کنکریلی زمین میں ذی الحلیفہ کی اور وہاں نماز ادا کی۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۳۲۸۳) عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يُنِيْخُ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِيْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ الَّتِيْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُنِيْخُ بِهَا وَيُصَلِّيْ بِهَا.

نافع نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بطحائے ذی الحلیفہ میں اپنا اونٹ بٹھاتے اور نماز پڑھتے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا ہے اور نماز پڑھی ہے۔

(۳۲۸۴) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا صَدَرَ مِنَ الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ اَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِيْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ الَّتِيْ كَانَ يُنِيْخُ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. [بخاری: ۱۷۶۷]

نافع نے کہا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ جب حج یا عمرہ سے لوٹتے تو بطحائے ذی الحلیفہ میں اونٹ بٹھاتے جہاں رسول اللہ ﷺ بٹھاتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۳۲۸۵) عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُتِيَ فِيْ مُعَرَّسِهِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ

سالم نے اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ آخر شب میں ذوالحلیفہ میں اترے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ سے کہا گیا کہ ''تم مبارک

فَقِيلَ لَهُ: إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ. [بخاري: ١٥٣٥، ٢٣٣٦، ٧٣٤٥؛ نسائي: ٢٦٥٩]

میدان میں ہو۔“

○ ○ ○ ○

(٣٢٨٦) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ وَهُوَ فِي مُعَرَّسِهِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ فِي بَطْنِ الْوَادِي فَقِيلَ: إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ: قَالَ مُوسَى: وَقَدْ أَنَاخَ بِنَا سَالِمٌ بِالْمُنَاخِ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِي كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُنِيخُ بِهِ يَتَحَرَّى مُعَرَّسَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ أَسْفَلُ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِبَطْنِ الْوَادِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ وَسَطًا مِنْ ذٰلِكَ. [راجع: ٣٢٨٥]

سالم نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی ﷺ کے پاس کوئی فرشتہ آیا اور آپ ﷺ آخر شب میں ذی الحلیفہ میں اترے ہوئے تھے میدان میں۔ سو آپ ﷺ سے اس نے کہا کہ آپ ﷺ مبارک میدان میں ہیں۔ اور موسیٰ راوی نے کہا کہ ہمارے ساتھ سالم بن عبداللہ نے اونٹ بٹھائے اس جگہ میں جہاں عبداللہ بٹھا دیتے تھے اور اس کو جانتے اور خیال کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے اترنے کی جگہ ہے اور وہ اس مسجد سے نیچے ہے جو بطن وادی میں بنی ہوئی تھی اور مسجد اور قبلہ کے بیچ میں وہ مقام واقع ہوا ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان سب حدیثوں کی رو سے قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اتر نا بطحائے ذی الحلیفہ میں اگرچہ مناسک حج میں نہیں ہے مگر ایک فعل ہے جناب رسول اللہ ﷺ کا اور عمل ہے اس پر اہل مدینہ کا جو برکت ڈھونڈھتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے آثار سے اور اس لیے کہ وہ میدان مبارک ہے اور امام مالک رحمہ اللہ نے بھی اسے مستحب کہا ہے اور وہاں نماز ادا کرنے کو بھی۔ اور مستحب ہے کہ وہاں سے آگے نہ جائے جب تک نماز نہ ادا کرے اور اگر ایسے وقت پہنچے کہ نماز کا وقت نہ ہو تو ٹھہرا رہے کہ وقت آجائے اور نماز ادا کرے اور پھر چلے۔

بَابٌ لَا يَحُجُّ الْبَيْتَ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَبَيَانُ يَوْمِ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ.

باب: مشرک بیت اللہ کا حج نہ کرے اور برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف نہ کیا جائے اور یوم حج اکبر کا بیان۔

(٣٢٨٧) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رضی اللہ عنہ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ عَلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُونَ فِي النَّاسِ يَوْمَ النَّحْرِ لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ: يَوْمُ النَّحْرِ يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ مِنْ أَجْلِ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ.

[بخاري: ٣٦٩، ١٦٢٢، ٣١٧٧، ٤٣٦٣،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس حج میں روانہ فرمایا جس میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو امیر کیا حجۃ الوداع کے قبل اور مجھے روانہ کیا اس جماعت میں کہ جو پکارتے تھے نحر کے دن کہ اس سال سے بعد اب کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور نہ کوئی بیت اللہ کا ننگا ہو کر طواف کرے۔ (جیسے مشرک لوگ ایام جاہلیت میں کرتے تھے) ابن شہاب زہری نے کہا کہ عبدالرحمٰن کے فرزند حمید یہی کہتے تھے کہ حج اکبر کا دن وہی نحر کا دن ہے۔ اسی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے سبب سے۔

٤٦٥٥، ٤٦٥٦؛ ابوداود: ١٩٤٦؛ نسائی: ٢٩٥٧]

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ یعنی اللہ پاک جل جلالہ نے حکم فرمایا تھا ﴿وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ﴾ یعنی "پکار دینا ضروری ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے تمام لوگوں میں حج اکبر کے دن کہ اللہ اور رسول ﷺ بیزار ہیں مشرکوں سے۔" اور یہ پکارنا نحر کے دن ہوا تو قرآن وحدیث سے ثابت ہوا کہ نحر ہی کا دن حج اکبر کا دن ہے اور یہ جو عوام کالانعام میں مشہور ہے کہ حج اکبر وہ ہے کہ عرفہ جمعہ کے دن پڑھے۔ یہ شیطان علیہ اللعنۃ نے ان کو بتایا ہے اور قرآن وحدیث میں کہیں نہیں آیا ہے اور محض خبط اور جنون عوام ذی فنون ہے اور اکثر کٹھ ملا خطرہ ایمان بھی اس خبط میں گرفتار ہیں اور اختلاف ہے علما کا کہ حج اکبر کا دن عرفہ کا دن ہے یا نحر کا۔ امام مالک اور شافعی اور جمہور رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ یوم النحر ہے اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ عرفہ کا دن ہے اور بعض کا قول ہے کہ حج اکبر، حج ہے اور حج اصغر، عمرہ ہے اور جو قائل ہیں کہ حج اکبر عرفہ ہے انہوں نے استدلال کیا ہے اس سے کہ حدیث میں آیا ہے اَلْحَجُّ عَرَفَةٌ کہ حج عرفہ ہے۔

اور یہ جو فرمایا کہ آج سے کوئی مشرک حج نہ کرے موافق ہے اس آیت مبارک کے ﴿اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا﴾ یعنی "مشرک ناپاک ہیں سو نزدیک نہ آئیں المسجد الحرام کے اس سال کے بعد۔" اور مراد مسجد حرام سے سارا حرم ہے۔ غرض مشرک کو داخل ہونا حرم میں کسی حال میں روا نہیں یہاں تک کہ اگر کسی کا قاصد بن کر آئے تب بھی حرم سے باہر ٹھہرے اور وہاں سے کسی اور کو بھیج دے کہ اس کا پیغام پہنچا دے اور اگر آیا اور مر گیا بیمار ہو کر خفیہ اور بعد کو معلوم ہوا کہ مشرک تھا تو حکم ہے کہ اس کی قبر کھود کر مردہ کو حرم کے باہر لے جا کر گاڑ دیا جائے اور جاہلیت میں عرب کا قاعدہ تھا کہ برہنہ طواف کرتے اور کہتے کہ جن کپڑوں سے ہم نے گناہ کیے ہیں ان سے طواف کیونکر کریں۔ نبی ﷺ نے اس امر قبیح کو پردۂ زمین سے مٹا دیا۔

بَابُ فَضْلِ يَوْمِ عَرَفَةَ.

باب: عرفہ کے دن کی فضیلت۔

(٣٢٨٨) عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ يَوْمٍ اَكْثَرَ مِنْ اَنْ يُّعْتِقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْهِ عَبْدًا مِّنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَاِنَّهٗ لَيَدْنُوْ ثُمَّ يُبَاهِيْ بِهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ فَيَقُوْلُ: مَا اَرَادَ هٰؤُلَآءِ؟)).

[نسائی: ٣٠٠٣؛ ابن ماجہ: ٣٠١٤]

سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عرفہ سے بڑھ کر کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ بندوں کو آگ سے اتنا آزاد کرتا ہو جتنا عرفہ کے دن آزاد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ قریب ہوتا ہے اور فرشتوں پر بندوں کا حال دیکھ کر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ کس ارادہ سے جمع ہوئے ہیں؟۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ عبدالرزاق نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔ اور اس میں یوں ہے کہ اللہ پاک اترتا ہے آسمان دنیا میں اور بندوں کا فخر کرتا ہے فرشتوں پر اور فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے ہیں میرے پاس حاضر ہوئے ہیں پریشان بال اور گرد آلود چہروں سے اور میری رحمت کی امید رکھتے ہیں اور میرے عذاب سے ڈرتے ہیں حالانکہ مجھے انہوں نے دیکھا نہیں اور کیا حال ہو ان کا اگر مجھے دیکھیں؟ پھر باقی حدیث ذکر کی اور اس سے اترنا اللہ کا آسمان دنیا پر ثابت ہوا۔ اور اس کے ظاہر پر ہم ایمان لاتے ہیں اور کیفیت اس کی پروردگار کو سونپتے ہیں اور نہیں تاویل کرتے۔ اور یہی مسلک ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین اور تمام اسلاف صالحین رحمہم اللہ کا۔

بَابُ فَضْلِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ.

باب۔ حج اور عمرے کی فضیلت۔

(٣٢٨٩) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَآءٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک عمرہ سے دوسرا عمرہ کفارہ ہو جاتا ہے بیچ کے گناہوں کا اور حج مقبول کا بدلہ جنت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔"

إِلَّا الْجَنَّةُ)). [بخاري: ١٧٧٣؛ نسائي: ٢٦٢٨؛ ابن ماجه: ٢٨٨٨]

(٣٢٩٠) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ. [ترمذي: ٩٣٣؛ نسائي: ٢٦٢١، ٢٦٢٢]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

(٣٢٩١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ أَتَى هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ)). [بخاري: ١٨١٩، ١٨٢٠؛ ترمذي: ٨١١؛ نسائي: ٢٦٢٦؛ ابن ماجه: ٢٨٨٩]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”جو اس گھر میں آیا اور بے ہودہ شہوت رانی کی باتیں نہ کیں، نہ گناہ کیا، وہ ایسا پھرا کہ گویا اسے ماں نے ابھی جنا۔“ (یعنی گناہوں سے پاک ہوگیا)۔

فائدہ: اس باب کی حدیث اول سے استدلال کیا ہے جمہور نے اور شافعیہ نے کہ عمرہ کو مکرر سہ کرر ایک سال میں بجالانا مستحب ہے اور مالک رحمہ اللہ نے اور اکثر ان کے شاگردوں نے کہا ہے کہ ہر سال میں ایک عمرہ سے زیادہ کرنا مکروہ ہے۔ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اور دوسرے عالموں نے کہا کہ ہر ماہ میں ایک عمرہ سے زیادہ نہ کرے اور جاننا چاہیے کہ سال بھر عمرہ کا وقت ہے مگر جو شخص افعال حج میں مشغول ہو سو اس کا عمرہ صحیح نہیں، جب تک حج سے فارغ نہ ہو اور جو حاجی نہیں اس کو عرفہ کے دن بھی عمرہ مکروہ نہیں۔ اور یہی حکم ہے عید الاضحیٰ اور ایام تشریق کا جو حاجی نہ ہو، اور اسی طرح سارے برس کے دنوں کا غرض کسی دن میں عمرہ مکروہ نہیں ہمارے نزدیک اور یہی قول ہے امام مالک اور جماہیر کا کہ غیر حاجی کو عرفہ اور ایام نحر و تشریق وغیرہ میں مکروہ نہیں ہے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ پانچ دن مکروہ ہیں: یوم عرفہ، یوم النحر اور ایام تشریق اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ چار دن عرفہ اور ایام تشریق۔ مگر ہم کو معلوم نہیں ہوتا کہ ان کی سند کیا ہے اور بے دلیل کے کسی کا قول قابل تسلیم نہیں۔ اور عمرہ کے وجوب میں بھی علما کا اختلاف ہے۔ شافعی اور جمہور رحمہم اللہ کا قول ہے کہ واجب ہے اور اس کے قائل ہیں عمر اور ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم اور طاؤس اور عطاء اور ابن المسیب اور سعید بن جبیر اور حسن بصری اور مسروق رحمہم اللہ وغیرہم اور مالک اور ابوحنیفہ اور ابوثور رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ سنت ہے اور واجب نہیں اور حج مقبول وہ ہے کہ اس میں کسی گناہ کی ملونی نہ ہو۔ اور علامت قبول حج یہ ہے کہ حاجی پھر گناہوں کی طرف مائل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ قبولیت نصیب کرے جیسے توفیق حج عنایت فرمائے۔

(٣٢٩٢) عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمْ جَمِيعًا: ((مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ)). [راجع: ٣٢٩١]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

(٣٢٩٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِثْلَهُ. [بخاري: ١٥٢١]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی حدیث اس سند سے روایت کرتے ہیں۔

بَابُ نُزُولِ الْحَاجِّ بِمَكَّةَ وَتَوْرِيثِ دُورِهَا.

باب: حاجیوں کے مکہ میں اترنے کا اور اس کے گھروں کے وارث ہونے کا بیان۔

(٣٢٩٤) عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رضي الله عنه

اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم

أَنَّهُ قَالَ: يَارَسُولَ اللهِ! أَتَنْزِلُ فِيْ دَارِكَ بِمَكَّةَ؟ قَالَ: ((وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيْلٌ مِنْ رِبَاعٍ أَوْدُوْرٍ؟)) وَكَانَ عَقِيْلٌ وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ وَلَمْ يَرِثْهُ جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيٌّ شَيْئًا لِأَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ وَكَانَ عَقِيْلٌ وَطَالِبٌ كَافِرَيْنِ.

[بخاري: ۱۵۸۸، ۳۰۵۸، ۴۲۸۲؛ ابوداود: ۲۰۱۰؛ ابن ماجه: ۲۹۴۲، ۲۷۳۰]

مکہ میں اپنے گھر میں اتریں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بھلا عقیل نے ہمارے لیے کوئی چار دیواری یا مکان چھوڑا ہے۔'' اور حقیقت اس کی یہ تھی کہ عقیل اور طالب وارث ہوئے ابوطالب کے اور جعفر اور علی کو ان کی وراثت میں سے کچھ نہ ملا، اس لیے کہ یہ دونوں مسلمان تھے اور عقیل اور طالب دونوں کافر تھے۔



فائدہ: قاضی عیاض ؒ نے کہا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے جو کہا کہ آپ ﷺ اپنے گھر میں اتریں گے، مراد اس سے یہ ہے کہ جس میں آپ ﷺ کی سکونت تھی، اس لیے کہ اصل میں تو وہ گھر ابوطالب کا تھا۔ اس لیے کہ وہی متکفل تھے آپ ﷺ کی پرورش کے اور ابوطالب بڑے بیٹے تھے عبدالمطلب کے اور عبدالمطلب کی ساری املاک کے وہی اکیلے وارث تھے جیسے قاعدہ تھا ایام جاہلیت کا اور یہی گمان ہے کہ شاید عقیل نے سب گھر بیچ ڈالے ہوں اور اپنی ملک سے نکال دیئے ہوں جیسے ابوسفیان وغیرہ نے مہاجرین کے تمام گھر بیچ ڈالے۔ چنانچہ داؤدی نے ایسا ہی کچھ کہا ہے۔ اور یہ جو فرمایا: ''کہ عقیل نے ہمارے لیے کوئی الخ اس سے استدلال کیا ہے شافعیہ نے اور ان کے موافقین نے کہ مکہ صلحاً فتح ہوا ہے اور مکان اس کے مملوک ہیں مکان والوں کے جیسے اور شہروں کے مکان ہیں اور ان میں میراث وغیرہ جاری ہوتی ہے اور بیع اور رہن اور اجارہ ان مکانوں کا روا ہے مثل اور تصرفات کے اور مالک اور ابوحنیفہ اور اوزاعی اور دوسرے فقہاء ؒ کا قول ہے کہ وہ جبراً اور قہر کی راہ سے فتح ہوا ہے اور یہ تصرفات کوئی وہاں کے مالکوں کو اپنے مکانوں پر روا نہیں۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا اور یہ تمام علما کا مذہب ہے۔

(۳۲۹۵) عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ﷺ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا؟ وَذٰلِكَ فِيْ حَجَّتِهِ حِيْنَ دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ فَقَالَ: ((وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيْلٌ مَنْزِلًا)). [راجع: ۳۲۹۴]

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کل آپ کہاں اتریں گے؟ اور یہ بات حج کے دنوں کی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''عقیل نے ہمارے لیے کوئی گھر چھوڑا ہی نہیں۔''

(۳۲۹۶) عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى؟ وَذٰلِكَ زَمَنَ الْفَتْحِ قَالَ: ((وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيْلٌ مِنْ مَنْزِلٍ؟)). [راجع: ۳۲۹۴]

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کل اللہ نے چاہا اور ہم پہنچ گئے تو آپ ﷺ کہاں اتریں گے اور یہ بات فتح مکہ کے دنوں میں کہی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ عقیل نے ہمارے لیے کوئی گھر چھوڑا ہی نہیں۔''

بَابُ جَوَازِ الْإِقَامَةِ بِمَكَّةَ لِلْمُهَاجِرِ.

باب: مہاجر کے مکہ میں رہنے کا بیان۔

(۳۲۹۷) عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ يَسْأَلُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ: هَلْ سَمِعْتَ فِي الْإِقَامَةِ بِمَكَّةَ شَيْئًا؟ فَقَالَ السَّائِبُ: سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ

عمر بن عبدالعزیز سائب بن یزید سے پوچھتے تھے کہ تم نے مکہ میں رہنے کے باب میں کچھ سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نے علاء بن حضرمی سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ''کہ مہاجر کو اجازت ہے حج کے بعد لوٹنے کے پیچھے تین روز تک مکہ میں رہنے

اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لِلْمُهَاجِرِ اِقَامَةُ ثَلَاثٍ بَعْدَ الصَّدْرِ بِمَكَّةَ)) كَاَنَّهُ يَقُوْلُ لَا يَزِيْدُ عَلَيْهَا.

کی۔'' مراد یہ تھی کہ اس سے زیادہ نہ رہے۔

[بخاری: ۳۹۳۳؛ ترمذی: ۹۴۹؛ نسائی: ۱۴۵۳، ۱۴۵۴؛ ابن ماجہ: ۱۰۷۳]

○ ○ ○ ○

فائدہ: مراد اس سے یہ ہے کہ جو لوگ مکہ میں رہتے تھے اور پھر اسلام کی وجہ سے انہوں نے فتح مکہ سے پہلے مکہ سے ہجرت کی تھی وہ اگر حج کر آئیں یا عمرہ کو تو بعد فراغ کے تین روز سے زیادہ مکہ میں نہ رہیں اور اس سے شافعیہ نے استدلال کیا ہے کہ تین دن کی اقامت حقیقت میں اقامت میں داخل نہیں، بلکہ تین دن کا رہنے والا مسافر ہے اور اگر کوئی مسافر تین روز تک اقامت کی نیت کرے سوا روز خروج کے اور دن دخول کے تو وہ مقیم نہیں اور حکم مسافر میں ہے اور رخصتیں مسافر کی سب اس کو روا ہیں جیسے قصر نماز کا اور افطار روزہ کا۔

(۳۲۹۸) عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ ـ أَوْ قَالَ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ ـ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُقِيْمُ الْمُهَاجِرُ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ ثَلَاثًا)). [راجع: ۳۲۹۷]

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مہاجر مناسک حج کی ادائیگی کے بعد مکہ میں تین دن قیام کر سکتا ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۲۹۹) عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ يَسْأَلُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ فَقَالَ السَّائِبُ: سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((ثَلَاثُ لَيَالٍ يَمْكُثُهُنَّ الْمُهَاجِرُ بِمَكَّةَ بَعْدَ الصَّدَرِ)). [راجع: ۳۲۹۷]

اسی طرح کی حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۳۰۰) عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ أَخْبَرَهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَكْثُ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ ثَلَاثًا)). [راجع: ۳۲۹۷]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۳۰۱) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ۳۲۹۷]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث آتی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ تَحْرِيْمِ مَكَّةَ وَغَيْرِهِ.

باب: مکہ میں شکار وغیرہ کا حرام ہونا۔

(۳۳۰۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ فَتْحِ مَكَّةَ: ((لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا)) وَقَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَتْحِ مَكَّةَ ((اِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَهُوَ

ابن عباس ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس دن مکہ فتح ہوا کہ ''آج سے مکہ کی ہجرت نہیں رہی مگر جہاد اور نیت باقی ہے اور تم کو حکام جہاد کے لیے بلائیں تو نکلو اور چلو۔'' اور فرمایا: ''کہ یہ شہر ایسا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کو ادب کی جگہ قرار دیا ہے جس دن سے آسمان و زمین بنایا ہے غرض وہ اللہ کے مقرر کرنے سے حکمت و ادب کی جگہ ٹھہرایا

حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَاِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيْهِ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَمْ يَحِلَّ لِيْ اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ اِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا)) فَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوْتِهِمْ فَقَالَ: ((اِلَّا الْاِذْخِرَ)).

[بخاري: ١٣٤٩، ١٥٨٧، ١٨٣٤، ٢٧٨٣، ٢٨٢٥، ٣٠٧٧، ٣١٨٩؛ ابوداود: ٢٠١٨، ٢٤٨٠؛ ترمذي: ١٥٩٠]

گیا ہے قیامت تک اور کسی کو اس میں قتال روا نہیں ہوا مجھ سے پیشتر اور مجھے بھی ایک دن کی صرف ایک گھڑی اجازت ہوئی تھی (یعنی لڑائی کی) اور وہ پھر ویسا ہی حرام ہو گیا، اللہ تعالیٰ کے حرام کرنے سے قیامت تک کہ نہ اس کا کانٹا کھاڑا جائے اور نہ اس کا شکار بھگایا جائے اور نہ اس کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے مگر وہ اٹھائے جو اس کو پہنچوائے (کہ جس کی ہو اس کو دے دے) اور نہ اس کی ہری گھاس اکھاڑی جائے۔" سو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! مگر اذخر (یعنی اس کی اجازت دیجیے) کہ وہ سناروں لوہاروں کے کام آتی ہے اور اس سے گھر چھائے جاتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: "مگر اذخر۔" یعنی اس کے توڑنے کی اجازت ہے۔



فائدہ۔ علما نے کہا ہے کہ ہجرت دار حرب سے دار السلام کی طرف قیامت تک باقی ہے اور اس حدیث کی تاویل میں دو قول ہیں اول یہ کہ مراد یہ ہے کہ مکہ کی ہجرت اب نہیں رہی، اس لیے کہ وہ دار الاسلام بن گیا بعد فتح کے اور ہجرت تو دار حرب سے ہوتی ہے اور اس میں پیشین گوئی اور معجزہ ہے رسول اللہ ﷺ کا کہ ہمیشہ یہ دار السلام رہے گا اور ایسا ہی ہوا اور دوسری یہ کہ جو ثواب ہجرت کا قبل فتح مکہ کے تھا وہ ثواب اب نہیں رہا گو کہ ہجرت باقی ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ﴾ یعنی "جس نے بعد فتح کے جہاد کیا اور مال خرچ کیا وہ ان کے برابر نہیں ہیں جنہوں نے قبل فتح یہ کام کیے۔" مگر جہاد و نیت ہے یعنی تحصیل ثواب کا ذریعہ یہ ہے کہ جہاد کرتے رہو اور نیک نیتی سے اعمال صالح بجالاؤ کہ اس سے ثواب حاصل ہو گا جیسے ہجرت سے حاصل ہوتا تھا بیشک اللہ تعالیٰ نے اس کو ادب کی جگہ مقرر کیا ہے جس دن سے آسمان و زمین بنایا ہے یعنی اصل حرمت تو اسی دن سے ہے مگر وہ پوشیدہ ہو گئی تھی۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے ظاہر ہو گئی، اس لیے کہ آگے مسلم میں مروی ہوا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا ہے اور اس معنی میں دونوں میں تطبیق ہو جاتی ہے اور روایات باب سے ثابت ہوا ہے کہ قتال مکہ میں حرام ہے چنانچہ ابوالحسن ماوردی رحمہ اللہ نے احکام سلطانیہ میں لکھا ہے کہ خصائص حرم میں سے ہے کہ وہاں کے لوگوں سے لڑائی نہ کی جائے پھر اگر سلطان عادل صاحب عدل سے وہاں کے لوگ بغاوت کریں تو ان کو تنگ کیا جائے کہ اطاعت قبول کریں نہ جنگ کی جائے اور جمہور فقہا نے کہا ہے کہ اگر وہ اپنی بغاوت سے باز نہ آئیں اور احکام شرع جو موافق عدل ہوں قبول نہ کریں تو البتہ ان سے لڑائی کی جائے اس لیے کہ باغیوں سے لڑنا بھی اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے ہے اور یہی قول قرین صواب ہے اور اس پر تنصیص کی ہے امام شافعی رحمہ اللہ نے کتاب اختلاف الحدیث میں کتب ام سے اور قفال مروزی نے اصحاب شافعیہ سے کہا ہے کہ اگر ایک جماعت کفار کی بھی قلعہ نشین ہو جائے مکہ میں تو ہم کو ان سے لڑنا بھی روا نہیں جب تک وہ مکہ میں ہوں اور یہ قول قفال کا محض غلط ہے اور ہرگز قابل قبول نہیں اور مجوزین قتال ان احادیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ مراد ان حدیثوں کی جو تحریم قتال میں وارد ہوئی ہیں یہ ہے کہ جب تک بغیر قتل کے کام نکلے جب تک اپنی جانب سے اہل مکہ سے لڑائی شروع نہ کرے اور جب مجبور ہو جائے تو پھر روا ہے بخلاف اور شہروں کے قتال وہاں ہر طور روا ہے۔

(٣٣٠٣) عَنْ مَنْصُوْرٍ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ ((يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ [وَالْاَرْضَ])) وَقَالَ: بَدَلَ الْقِتَالِ ((الْقَتْلَ)) وَقَالَ: ((لَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ اِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا)). [راجع: ٣٣٠٢]

چند الفاظ کے فرق سے مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔



(٣٣٠٤) عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ: ائْذَنْ لِي أَيُّهَا الْأَمِيرُ أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ أَنَّهُ حَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللَّهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ بِقِتَالِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِيهَا فَقُولُوا لَهُ: إِنَّ اللَّهَ أَذِنَ لِرَسُولِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)) فَقِيلَ لِأَبِي شُرَيْحٍ: مَا قَالَ لَكَ عَمْرٌو؟ قَالَ: أَنَا أَعْلَمُ بِذَلِكَ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ إِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيذُ عَاصِيًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ.

[بخاري: ١٠٤ ، ١٨٣٢ ، ٤٢٩٥؛ ترمذي: ٨٠٩ ، ١٤٠٦؛ نسائي: ٢٨٧٦]

ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعید سے کہا کہ جس وقت وہ لشکروں کو روانہ کرتا تھا مکہ کے اوپر عبداللہ بن زبیر کے قتل کو کہ اجازت دو مجھے اے امیر کہ میں ایک حدیث بیان کروں کہ جو خطبہ کے طور سے کھڑے ہو کر فرمائی رسول اللہ ﷺ نے دوسرے دن مکہ کی فتح کے اور میرے کانوں نے سنی اور دل نے یاد رکھا اور میری آنکھوں نے دیکھا آپ ﷺ کو جب آپ ﷺ نے وہ بیان فرمائی پہلے تو آپ ﷺ نے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا: ''مکہ کو اللہ نے حرام کیا ہے اور لوگوں نے حرام نہیں کیا سو کسی شخص کو روا نہیں جو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو کہ اس میں کسی کا خون بہائے اور نہ یہ حلال ہے کہ اس میں درخت کاٹے پھر اگر میرے قتال کی سند سے قتال کی اجازت کوئی شخص نکالے تو اس سے کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اجازت دی اس کی اور تم کو اجازت نہیں دی اور مجھے بھی دن میں ایک گھڑی کے لیے اجازت دی۔ اور پھر اس کی حرمت آج ویسے ہی لوٹ آئی جیسے کل تھی۔ اور ضروری ہے کہ جو حاضر ہو غائبوں کو یہ حدیث پہنچا دے۔'' لوگوں نے ابوشریح سے کہا کہ پھر عمرو نے آپ کو کیا جواب دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اس نے کہا کہ اے ابوشریح! میں اسے تم سے زیادہ جانتا ہوں (ھائے ظالم) حرم پناہ نہیں دیتا نافرمان کو (یہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو کہا۔ معاذ اللہ من ذٰلك) اور نہ اس کو جو خون کر کے بھاگا ہو اور نہ اس کو جو چوری اور فساد کر کے بھاگا ہو۔



فائدہ: قولہ روا نہیں ہے جو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو الخ اس سے استدلال کیا ہے ان لوگوں نے جو کہتے ہیں کہ کفار فروع اسلام کے مخاطب نہیں ہیں اور صحیح مذہب شافعیہ اور دوسرے فقہا کا ہے کہ مخاطب ہیں فروع کے بھی جیسے مخاطب ہیں اصول کے، اور آپ ﷺ نے اس لیے فرمایا کہ ''پکا مؤمن تو وہی ہے جو تتبع فرمان ہو اور محرمات شرعیہ سے بچنے والا ہو۔'' اور یہ مراد نہیں کہ جو مؤمن نہ ہو مخاطب ہی نہیں۔

قولہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اجازت دی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مکہ مکرمہ قہراً اور قتالاً فتح ہوا ہے نہ صلحاً اور جو کہتے ہیں صلحاً فتح ہوا ہے وہ اس کی تاویل یوں کرتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ آپ ﷺ قتال کو تیار تھے مگر ضرورت نہ پڑی۔ پس تیاری بہ سبب جواز قتل کے تھی گو اتفاقاً قتال نہ ہوا۔

(٣٣٠٥) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: لَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَكَّةَ قَامَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے مکہ کی فتح دی اپنے رسول کو تو آپ ﷺ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا: ''اللہ پاک نے اصحاب فیل کو مکہ سے روک دیا اور اپنے رسول کو اور مؤمنوں کو اس کا حاکم فرمایا اور اس میں لڑنا کسی کو حلال نہیں ہوا مجھ سے پہلے اور مجھے

رَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَاِنَّهَا لَنْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ كَانَ قَبْلِيْ وَاِنَّهَا اُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَاِنَّهَا لَنْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ بَعْدِيْ فَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُخْتَلٰى شَوْكُهَا وَلَا يَحِلُّ سَاقِطَتُهَا اِلَّا لِمُنْشِدٍ وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ اِمَّا اَنْ يُّفْدٰى وَاِمَّا اَنْ يُّقْتَلَ)) فَقَالَ الْعَبَّاسُ: اِلَّا الْاِذْخِرَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَاِنَّا نَجْعَلُهُ فِيْ قُبُوْرِنَا وَبُيُوْتِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِلَّا الْاِذْخِرَ)) فَقَامَ اَبُوْ شَاهٍ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ: اكْتُبُوْا لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اكْتُبُوْا لِاَبِيْ شَاهٍ)) قَالَ الْوَلِيْدُ: فَقُلْتُ لِلْاَوْزَاعِيِّ مَا قَوْلُهُ: اكْتُبُوْا لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: هٰذِهِ الْخُطْبَةَ الَّتِيْ سَمِعَهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. [بخاري: ٢٤٣٤؛ ابوداود: ٢٠١٧، ٣٦٤٩، ٣٦٥٠، ٤٥٠٥؛ ترمذي: ١٤٠٥، ٢٦٦٧؛ نسائي: ٤٧٩٩، ٤٨٠٠، ٤٨٠١؛ ابن ماجه: ٢٦٢٤]

بھی ایک گھڑی کی اجازت ملی دن سے اور اب کبھی حلال نہ ہوگا میرے بعد کسی کو۔ پھر اس کا شکار بھگایا نہ جائے، اس کا کانٹا توڑا نہ جائے، اس کی پڑی گری چیز اٹھائی نہ جائے مگر وہ شخص اٹھائے جو بتاتا پھرے کہ جس کی ہو اسے دے دے اور جس کا کوئی شخص مارا گیا اس کو دو باتوں کا اختیار ہے، خواہ فدیہ لے لے یعنی خون بہا لے خواہ قاتل کو قصاص میں مروا ڈالے۔'' سو عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ مگر اذخر یا رسول اللہ! کہ ہم اس کو اپنی قبروں میں ڈالتے ہیں اور گھروں کو اس سے چھاتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ خیر اذخر توڑ لو۔'' (گھاس کو اذخر کہا) پھر ابو شاہ ایک شخص یمن کا اٹھا اور اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہ مجھے لکھ دو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لکھ دو ابو شاہ کو۔'' ولید نے کہا کہ میں نے اوزاعی سے پوچھا کہ اس کا کیا مطلب؟ یا رسول اللہ! یہ مجھے لکھ دو۔ انہوں نے کہا یہی خطبہ جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (یعنی اس کو ابو شاہ نے لکھوالیا کہ بڑے نفع کی بات تھی)۔



فائدہ: اس حدیث سے امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ مقتول کے ولی کو اختیار ہے کہ چاہے قصاص لے اور چاہے خون بہا لے۔ اور یہی قول ہے سعید بن مسیب اور ابن سیرین اور احمد اور اسحاق اور ابوثور رحمہم اللہ کا۔ اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ ولی کو اختیار نہیں مگر قتل کا یا بخش دینے کا اور دیت کا اختیار نہیں مگر برضائے قاتل اور یہ اس حدیث کے خلاف ہے اور ابوشاہ کا نام نہیں معلوم سوا کنیت کے اور آپ ﷺ نے جو حدیث لکھوا دی۔ اس سے علما کا لکھنا اور حدیثوں کا قلم بند کرنا اور کتب کا تصنیف کرنا روا ہو گیا اور اس کا جواز اور بھی روایتوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اور اب تو امت کا اجماع ہے اس کے استحباب پر۔

(٣٣٠٦) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: اِنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوْا رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ لَيْثٍ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ بِقَتِيْلٍ مِّنْهُمْ قَتَلُوْهُ فَاُخْبِرَ بِذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَخَطَبَ فَقَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ [عَزَّوَجَلَّ] حَبَسَ عَنْ مَّكَّةَ الْفِيْلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ اَلَا وَاِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَنْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ بَعْدِيْ اَلَا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ خزاعہ والوں نے ایک شخص کو مار ڈالا قبیلہ بنی لیث سے جس سال مکہ فتح ہوا اپنے ایک مقتول کے بدلے جس کو بنی لیث نے مار ڈالا تھا اور اس کی خبر رسول اللہ ﷺ کو ہوئی اور آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور خطبہ پڑھا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مکہ سے اصحاب فیل کو روکا اور اپنے رسول اور مومنوں کو اس پر حاکم کیا اور وہ مجھ سے پہلے کسی کو حلال نہیں ہوا تھا اور نہ میرے بعد کسی کو حلال ہوگا اور میرے لیے بھی ایک گھڑی کے لیے حلال ہوا تھا اور اب اس گھڑی میں پھر ویسا ہی

وَاِنَّهَا اُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ اَلَا وَاِنَّهَا سَاعَتِيْ هٰذِهٖ حَرَامٌ لَا يُخْبَطُ شَوْكُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يَلْتَقِطُ سَاقِطَتَهَا اِلَّا مُنْشِدٌ وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ اِمَّا اَنْ يُعْطٰى - يَعْنِي الدِّيَةَ - وَاِمَّا اَنْ يُقَادَ - اَهْلُ الْقَتِيْلِ -)) قَالَ: فَجَآءَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ اَبُوْشَاهٍ فَقَالَ: اكْتُبْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((اكْتُبُوْا لِاَبِيْ شَاهٍ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّا نَجْعَلُهُ فِيْ بُيُوْتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِلَّا الْاِذْخِرَ)).

[بخاري: ١١٢، ٦٨٨٠]

مجھ پر حرام ہو گیا (یعنی جیسے پہلے تھا) سو اس کا کانٹا نہ اکھاڑا جائے اور درخت نہ کاٹا جائے اور پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر بتانے والا اٹھائے اور جس کا کوئی شخص مارا جائے اس کو دو چیزوں کا اختیار ہے خواہ دیت لے لے خواہ قصاص لے لے۔" پھر ایک شخص یمن کا آیا کہ اسے ابو شاہ کہتے تھے اور اس نے کہا کہ مجھے لکھ دیجئے یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے اصحاب سے فرمایا: "کہ اسے لکھ دو۔" پھر ایک شخص نے قریش میں سے کہا کہ مگر اذخر کو کہ وہ ہمارے گھروں اور قبروں میں کام آتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کہ خیر مگر اذخر۔"

○ ○ ○ ○

بَابُ النَّهْيِ عَنْ حَمْلِ السِّلَاحِ بِمَكَّةَ بِلَا حَاجَةٍ.

باب: مکہ مکرمہ میں بلا ضرورت ہتھیار اٹھانا منع ہے۔

(٣٣٠٧) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَحِلُّ لِاَحَدِكُمْ اَنْ يَحْمِلَ بِمَكَّةَ السِّلَاحَ)).

جابر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے: "حلال نہیں کسی کو مکہ میں ہتھیار اٹھائے۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی بلا حاجت کے اور یہی مذہب ہے شافعیہ کا اور جماہیر کا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اہل علم کے نزدیک یہ نہی محمول ہے اس پر کہ بلا ضرورت نہ اٹھائے اور یہی قول ہے مالک اور شافعی اور عطاء رحمہ اللہ کا۔ اور حسن بصری رحمہ اللہ نے مطلق ہتھیار باندھنا مکروہ کہا ہے۔ بنظر ظاہر اسی حدیث کے۔ اور جمہور نے استدلال کیا ہے اس سے کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ قضاء میں شرط کیے تھے کہ ہتھیار لائیں گے میان میں اور اٹھانے سے مراد ہتھیار باندھنا ہے۔

بَابُ جَوَازِ دُخُوْلِ مَكَّةَ بِغَيْرِ اِحْرَامٍ.

باب: مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا روا ہے۔

(٣٣٠٨) عَنْ يَحْيٰى وَاللَّفْظُ لَهُ - قُلْتُ لِمَالِكٍ: اَحَدَّثَكَ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰى رَاْسِهٖ مِغْفَرٌ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَآءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ

یحییٰ نے یہ لفظ بیان کیے کہ میں نے مالک سے پوچھا کہ ابن شہاب نے انس سے روایت کی کہ نبی ﷺ مکہ میں آئے اور آپ ﷺ کے سر پر خود تھا، جس سال مکہ فتح ہوا، پھر جب خود اتارا ایک شخص نے آ کر کہا کہ ابن خطل کعبہ کے پردوں میں لٹکا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کو مار ڈالو۔" مالک نے کہا کہ ہاں مجھ سے یہ روایت بیان کی ہے۔

فَقَالَ: ((اقْتُلُوْهُ)) فَقَالَ [مَالِكٌ]: نَعَمْ.

[بخاری: ١٨٤٦، ٣٠٤٤، ٤٢٨٦، ٥٨٠٨؛ ابوداود: ٢٦٨٥؛ ترمذی: ١٦٩٣؛ نسائی: ٢٧٦٨، ٢٧٦٨؛ ابن ماجہ: ٢٨٠٥]



فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا اور دونوں میں تطبیق اس طرح ہے کہ اول دخول کے وقت خود تھا، پھر اسے اتار کر عمامہ باندھ لیا اور اس حدیث سے سند لی ہے انہوں نے جنہوں نے کہا ہے کہ مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا درست ہے اس کو جو ارادہ حج وعمرہ کا نہ رکھتا ہو اور کسی کام کے لیے آیا ہو یا ان کو روا ہے جو ہمیشہ آتے جاتے ہیں جیسے لکڑیاں باہر سے لانے والے یا گھاس یا شکار لانے والے یا ان کے سوا کوئی اور غرض ہو سب کو رخصت ہے، بلا احرام داخل ہونے کی جو ارادہ حج وعمرہ نہ رکھتا ہو اور برابر ہے کہ امن ہو یا خوف۔ اور یہ صحیح تر قول ہے شافعی رحمہ اللہ کا اور دوسرا قول یہ ہے کہ داخل ہونا بغیر احرام کے روا نہیں ہے اس کو جس کو بار بار حاجت آنے کی نہیں ہوتی مگر اس کو جو مقاتل ہو یا خائف ہو قتال سے کسی ظالم سے کہ اگر اس پر ظاہر ہو جائے تو اس کو ضرر پہنچے گا اور نقل کیا قاضی رحمہ اللہ نے یہ قول اکثر علماء سے۔

(٣٣٠٩) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ ـ وَقَالَ قُتَيْبَةُ: دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ ـ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ بِغَيْرِ اِحْرَامٍ وَفِيْ رِوَايَةِ قُتَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ. [نسائی: ٢٨٦٩، ٥٣٥٩]

جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ کے اوپر سیاہ عمامہ تھا بغیر احرام کے اور آگے کی روایت میں ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی ﷺ داخل ہوئے فتح مکہ کے دن اور آپ ﷺ کے اوپر سیاہ عمامہ تھا۔



(٣٣١٠) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَكِيْمٍ الْاَوْدِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

[ترمذی: ١٦٧٩؛ نسائی: ٥٣٦٠]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔



(٣٣١١) عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ. [ابوداود: ٤٠٧٧؛ نسائی: ٥٣٥٨، ٥٣٦١؛ ابن ماجہ: ١١٠٤، ٢٨٢١، ٣٥٨٤، ٣٥٨٧]

عمرو بن حریث سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ پڑھا اور آپ ﷺ پر سیاہ عمامہ تھا۔



(٣٣١٢) عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ اَرْخٰى

جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ میں گویا دیکھ رہا ہوں رسول اللہ ﷺ کو منبر کے اوپر اور آپ ﷺ کے اوپر سیاہ عمامہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے دونوں کناروں کو اپنے شانوں کے بیچ میں لٹکا دیا

طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَلَمْ يَقُلْ اَبُوْ بَكْرٍ: عَلَى الْمِنْبَرِ. [راجع: ٣٣١١]

ہے اور ابوبکر کی روایت میں منبر کا ذکر نہیں ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان روایتوں سے سیاہ کپڑے پہننے کا جواز معلوم ہو گیا، خواہ خطبہ کے وقت ہو یا سوا اس کے اور اگرچہ سفید کپڑا افضل ہے جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْمَدِيْنَةِ وَدُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْهَا بِالْبَرَكَةِ وَبَيَانِ تَحْرِيْمِهَا وَتَحْرِيْمِ صَيْدِهَا وَبَيَانِ حُدُوْدِ حَرَمِهَا.

باب: مدینہ کی فضیلت اور نبی ﷺ کی دعا اور اس کے شکار کے حرام ہونے اور اس کے حرم کی حدوں کا بیان۔

(٣٣١٣) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لِاَهْلِهَا وَاِنِّيْ حَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَرَّمَ اِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ وَاِنِّيْ دَعَوْتُ فِيْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا بِمِثْلَيْ مَا دَعَا بِهٖ اِبْرَاهِيْمُ لِاَهْلِ مَكَّةَ)). [بخاري: ٢١٢٩]

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کا حرم مقرر کیا (یعنی حرمت اس کی ظاہر کی ورنہ حرمت اس کی آسمان و زمین کے بننے کے دن تھی) اور اس کے لوگوں کے لیے دعا کی اور میں نے مدینہ کو حرام کیا جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام کیا اور میں نے دعا کی مدینہ کے صاع اور مد کے لیے اس سے دو حصے برابر جیسے ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی اہل مکہ کے لیے۔“

(٣٣١٤) عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى -[هُوَ الْمَازِنِيُّ]- بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَمَّا حَدِيْثُ وُهَيْبٍ فَكَرِوَايَةِ الدَّرَاوَرْدِيِّ: (([بِ] مِثْلَيْ مَا دَعَا [بِهٖ] اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ)) وَاَمَّا سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ وَعَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ فَفِيْ رِوَايَتِهِمَا: ((مِثْلَ مَا دَعَا بِهٖ اِبْرَاهِيْمُ)). [بخاري: ٣٣١٣]

عمرو سے اسی اسناد سے یہی مضمون مروی ہوا اور لیکن وہیب کی روایت میں تو دراوردی کی مثل یہی ہے کہ ”میں نے دعا کی ابراہیم علیہ السلام کے دو حصہ برابر۔“ اور سلیمان بن بلال اور عبدالعزیز کی روایت میں یہ ہے کہ ”دعا کی میں نے ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے برابر۔“

○ ○ ○ ○

(٣٣١٥) عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ حَرَّمَ مَكَّةَ وَاِنِّيْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا)). يُرِيْدُ الْمَدِيْنَةَ.

رافع نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا اور میں دونوں کالے پتھر والے میدانوں کے بیچ میں حرم قرار دیتا ہوں۔“ مراد آپ ﷺ کی مدینہ ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٣١٦) عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ اَنَّ مَرْوَانَ ابْنَ الْحَكَمِ خَطَبَ النَّاسَ فَذَكَرَ مَكَّةَ وَاَهْلَهَا

نافع نے کہا کہ مروان نے خطبہ پڑھا اور ذکر کیا مکہ کا اور اس کے رہنے والوں کا سو پکارا اس کو رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ صحابی نے اور کہا کہ یہ کیا سنتا

وَحُرْمَتَهَا [وَلَمْ يَذْكُرِ الْمَدِيْنَةَ وَاَهْلَهَا وَحُرْمَتَهَا] فَنَادَاهُ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: مَالِيْ اَسْمَعُكَ ذَكَرْتَ مَكَّةَ وَاَهْلَهَا وَحُرْمَتَهَا وَلَمْ يَذْكُرِ الْمَدِيْنَةَ وَاَهْلَهَا وَحُرْمَتَهَا [وَ] قَدْ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا بَيْنَ لَا بَتَيْهَا وَذٰلِكَ عِنْدَنَا فِيْ اَدِيْمٍ خَوْلَانِيٍّ اِنْ شِئْتَ اَقْرَاْتُكَهُ قَالَ: فَسَكَتَ مَرْوَانُ ثُمَّ قَالَ: قَدْ سَمِعْتُ بَعْضَ ذٰلِكَ.

ہوں میں تجھ سے کہ تو نے ذکر کیا مکہ کا اور اس کے لوگوں کا اور اس کے حرم ہونے کا اور نہ ذکر کیا مدینہ کا اور نہ وہاں کے لوگوں کا اور نہ اس کے حرم ہونے کا اور رسول اللہ ﷺ نے حرم ٹھہرایا ہے۔ دونوں کالے پتھروالے میدانوں کے بیچ میں اور یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی حرم ٹھہرانے کی ہمارے پاس ایک خولانی چمڑے پر لکھی ہوئی ہے اگر تم چاہو تو میں تم کو پڑھا دوں۔ راوی نے کہا کہ مروان خاموش ہو رہا اور کہا کہ میں نے بھی اس میں سے کچھ سنا ہے۔



(٣٣١٧) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَاِنِّيْ حَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ مَا بَيْنَ لَا بَتَيْهَا لَا يُقْطَعُ عِضَاهُهَا وَلَا يُصَادُ صَيْدُهَا)).

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ نے فرمایا: ''کہ ابراہیم علیہ السلام نے حرم مقرر کیا مکہ کا اور میں حرم مقرر کرتا ہوں مدینہ کا دونوں کالے پتھر والے میدانوں کے بیچ میں (یعنی جو مدینہ کے دونوں طرف واقع ہیں) کوئی کانٹے دار درخت نہ کاٹا جائے اور نہ کوئی جانور شکار کیا جائے۔''

(٣٣١٨) عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنِّيْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَا بَتَيِ الْمَدِيْنَةِ اَنْ يُقْطَعَ عِضَاهُهَا اَوْ يُقْتَلَ صَيْدُهَا)) وَقَالَ: ((الْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ لَا يَدَعُهَا اَحَدٌ رَّغْبَةً عَنْهَا اِلَّا اَبْدَلَ اللّٰهُ فِيْهَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُ وَلَا يَثْبُتُ اَحَدٌ عَلٰى لَاْوَائِهَا وَجَهْدِهَا اِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيْعًا اَوْ شَهِيْدًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)).

عامر بن سعد نے اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ میں نے حرم مقرر کر دیا درمیان دونوں میدانوں کالے پتھر والوں کے کہ نہ کاٹا جائے کانٹے دار درخت وہاں کا اور نہ مارا جائے شکار وہاں کا۔'' اور فرمایا: ''کہ مدینہ ان لوگوں کے لیے بہتر ہے کاش وہ اس کو سمجھتے (یہ خطاب ہے ان لوگوں کو جو مدینہ چھوڑ کر اور جگہ چلے جاتے ہیں یا تمام مسلمانوں کو) اور نہیں چھوڑتا کوئی مدینہ کو مگر اللہ تعالیٰ اس سے بہتر کوئی آدمی اس میں بھیج دیتا ہے اور نہیں صبر کرتا ہے کوئی اس کی بھوک، پیاس پر اور محنت و مشقت پر مگر میں اس کا شفیع یا گواہ ہوتا ہوں قیامت کے دن۔''



فائدہ۔ ان احادیث سے استدلال کیا ہے ایک جماعت نے مدینہ کے حرم ہونے پر اور وہاں کے شکار کے حرام ہونے پر اور درخت نہ توڑنے پر۔ اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے موافقین کا اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان حدیثوں کا خلاف کیا ہے بہ سبب قلت علم حدیث کے اور احتجاج کیا ہے حلال ہونے پر شکار مدینہ کے۔ حدیث ((يَا اَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ)) سے۔ اور نغیر ایک چڑیا ہے کہ وہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے پاس تھی۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ وہ کیا ہوئی؟ حالانکہ اس حدیث سے استدلال ان کا محض لنگڑا اور پا بہ چوبیں ہے اس لیے کہ احتمال ہے کہ وہ چڑیا قبل ان حدیثوں کے پکڑی گئی ہو جب شکار حرام نہ ہوا ہو۔ دوسرے یہ احتمال ہے کہ اس کو حل مدینہ سے یعنی حرم کے باہر سے پکڑ کر لائے ہوں۔ اور یہ احتمال ثانی حنفیہ کے مذہب پر درست نہیں ہوتا اس لیے کہ ان کا مذہب ہے کہ حل میں سے جو شکار پکڑ کر حرم میں لائیں اس کا بھی چھوڑ دینا واجب ہے اس لیے کہ اس کا بھی حکم صید حرم کا ہے اور یہ اصل مذہب ان کا بھی محض بے اصل اور ضعیف و ست ہے۔ اور جب حدیث نغیر میں احتمال ہوا تو قابل استدلال نہیں خصوصاً ان احادیث صحیحہ متصل اسناد کے روبرو جس میں صاف نص صریح ہے مدینہ کے حرم ہونے پر اور مشہور مذہب (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❁❁)

(گزشتہ سے پیوستہ) مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ یہ ہے کہ صید مدینہ میں اور اس کے درخت اکھاڑنے میں ضمان نہیں ہے اگرچہ حرام ہے۔ اور ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس میں بھی جزا واجب ہوتی ہے جیسے حرم مکہ، صید و قطع اشجار میں اور یہی قول ہے بعض مالکیہ کا۔ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول قدیم یہ ہے کہ اس کے کپڑے اور سامان چھین لیا جائے یعنی جو مدینہ کا درخت کاٹے یا شکار کرے اس لیے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت میں جس کو مسلم نے ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی وارد ہوا ہے اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کے کوئی اس کا قائل نہیں ہوا سوا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے کہ ان کا قول قدیمی ہے۔ اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ مدینہ والوں کے لیے یہ جو فرمایا کہ ”میں شفیع ہوں گا یا گواہ۔“ مراد اس سے یہ ہے کہ اطاعت کرنے والوں کیلیے گواہ ہوں گا اور اہل معاصی کے لیے شفیع ہوں گا اور اس میں مزید فضیلت اور زیادہ خصوصیت نکلی مدینہ والوں کے لیے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد کے لیے فرمایا کہ ”میں ان لوگوں پر گواہ ہوں۔“ اور اس سے فضیلت ثابت ہوئی مدینہ کی اور بزرگی نکلی وہاں کی سکونت کی۔

اللہ تعالیٰ اس خادم حدیث کو مع اقارب و مؤمنین واحباب مخلصین کے وہاں کی سکونت اور موت عنایت فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

(۳۳۱۹) عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ حَدِيْثِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَزَادَ فِی الْحَدِيْثِ ((وَلَا يُرِيْدُ اَحَدٌ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ بِسُوْءٍ اِلَّا اَذَابَهُ اللّٰهُ فِی النَّارِ ذَوْبَ الرَّصَاصِ اَوْ ذَوْبَ الْمِلْحِ فِی الْمَآءِ)).

عامر رضی اللہ عنہ نے وہی روایت بیان کی مثل حدیث ابن نمیر کی اور اس میں زیادہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کہ نہیں ارادہ کرتا ہے کوئی اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا۔ مگر اللہ تعالیٰ اس کو گھلا دیتا ہے ایسا جیسے سیسہ گھل جاتا ہے آگ میں یا نمک گھل جاتا ہے پانی میں۔“

○ ○ ○ ○

(۳۳۲۰) عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ سَعْدًا رَكِبَ اِلٰی قَصْرِهٖ بِالْعَقِيْقِ فَوَجَدَ عَبْدًا يَقْطَعُ شَجَرًا اَوْ يَخْبِطُهٗ فَسَلَبَهٗ فَلَمَّا رَجَعَ سَعْدٌ جَآءَ اَهْلُ الْعَبْدِ فَكَلَّمُوْهُ اَنْ يَّرُدَّ عَلٰی غُلَامِهِمْ اَوْ عَلَيْهِمْ مَّا اَخَذَ مِنْ غُلَامِهِمْ فَقَالَ: مَعَاذَ اللّٰهِ! اَنْ اَرُدَّ شَيْئًا نَفَّلَنِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبٰی اَنْ يَّرُدَّ عَلَيْهِمْ.

عامر بن سعد نے کہا کہ سعد رضی اللہ عنہ اپنے مکان کو چلے جو عقیق میں تھا، راہ میں ایک غلام کو دیکھا کہ وہ ایک درخت کاٹ رہا ہے یا پتے توڑ رہا ہے۔ سو اس کے کپڑے چھین لیے اور اس کے گھر والے آئے اور انہوں نے کہا: آپ وہ اس کو پھیر دیجئے یا ہم کو عنایت کیجئے، انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی پناہ اس سے کہ میں وہ چیز پھیر دوں۔ جو مجھے بطریق انعام کے عنایت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہرگز نہ پھیرا انہوں نے سامان اس کا۔

فائدہ: غرض ان سب احادیث صحیحہ متواتر المعنی سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ حرم مدینہ کا حکم ویسا ہی ہے جیسے حرم مکہ کا۔ اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو شاید یہ احادیث نہ پہنچیں سو ان کا عذر مقبول ہے مگر متعصبان حنفیہ کو جن کو بخوبی ان کی آوازیں کان ٹھونک چکیں، ان کا معلوم نہیں کیا حال ہوگا بہ سبب تعصب کے اور تصلب فی التقلید کے امام ہی کے قول مردود کو لیے جاتے ہیں۔ امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ رد کر دیا سنت صحیحہ صریحہ محکمہ کو جسے بیس پر کئی صحابیوں نے روایت کیا ہے کہ مدینہ حرم ہے اور وہاں کا شکار حرام ہے اور دعویٰ کیا کہ یہ اصول کے خلاف ہے اور معارضہ کیا اس کا ایک متشابہ قول سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے ابا عمیر! کیا حال ہے نغیر کا؟“ اور بڑے تعجب کی بات ہے یا اللہ! وہ کون سا اصول ہے جو ان سنن صحیحہ کا مقابل ہو سکے حالانکہ سنت اعظم اصول ہے اور لازم تھا کہ حدیث ابو عمیر رضی اللہ عنہ کو ان روایتوں کی رو سے جو شہرت اور تصریح میں بدرجہا اس سے زیادہ تھیں رد کیا جاتا اور ہم تو اللہ پاک کی پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ رد کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت صحیحہ کو جب تک اس کا نسخ نہ معلوم ہو جائے حالانکہ حدیث ابو عمیر رضی اللہ عنہ میں چار احتمال ہو سکتے ہیں کہ ہر طرف ایک جماعت گئی ہے اور اول یہ کہ احادیث تحریم مدینہ سے مقدم ہو (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۞۞ گزشتہ سے پیوستہ) اور ان حدیثوں نے اسے منسوخ کر دیا۔ دوسرے یہ کہ ان سے متاخر ہو اور ان حدیثوں کو منسوخ کر دیا۔ تیسرے یہ کہ شکار مدینہ کے حرم سے باہر پکڑی گئی ہو جیسے اکثر شکاری جانوروں میں ایسا ہوتا ہے کہ شہر کے باہر پکڑے جاتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ خاص اس لڑکے کے لیے اجازت دی گئی دوسروں کو نہیں جیسے ابو بردہ رضی اللہ عنہ کو عناق کی قربانی کی اجازت دی گئی۔ غرض ان چاروں احتمالات کی وجہ سے یہ حدیث غیر متشابہ ہوئی اور ان نصوص صریحہ کے رد کے قابل نہ رہی جو صراحۃً بلا اشتباہ دلالت کرتی ہیں حرم ہونے پر مدینہ کے۔ کذا فی الروضة الندیہ۔ اور امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ضمان واجب ہوتا ہے اور اس شخص پر جو پتے توڑتا یا درخت کاٹتا ہے مدینہ کے۔ یہ قول قدیم ہے شافعی رحمہ اللہ کا۔ اور اس حدیث سعد رضی اللہ عنہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اس حدیث کا کوئی معارض نہیں اور ضمان کی کیفیت میں دو وجہیں ہیں۔ ایک تو وہ شکار جو اس نے مارا اور وہ درخت یا گھاس جو کاٹی ہے اس کی ضمانت اسی پر آتی ہے یعنی قیمت اس کی لازم ہوتی ہے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ اس شخص کی اشیا جس نے یہ حرکت کی ہے سلب کی جائیں اور اس میں دو قول ہیں۔ اول یہ کہ فقط کپڑے اس کے چھین لیے جائیں اور جمہور کا یہ قول ہے کہ اس کا سب سامان سلب کر لیا جائے جیسے کافر مقتول کا سب سامان غازی قاتل لے لیتا ہے کہ اس میں گھوڑا اور ہتھیار اور نفقہ اس کا سب داخل ہے۔ اور یہی قول صحیح ہے اور وہ سب سالب کا ہے جس نے اس سے سلب کیا ہے اور یہی موافق حدیث ہے۔

(٣٣٢١) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَبِي طَلْحَةَ رضي الله عنه: ((الْتَمِسْ لِي غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي)) فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ يُرْدِفُنِي وَرَاءَهُ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللهِ ﷺ كُلَّمَا نَزَلَ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ: ثُمَّ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا بَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ: ((هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)) فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ! إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهِ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَكَّةَ اللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ)). [بخاري: ٢٨٨٩، ٣٣٦٧، ٤٠٨٤، ٧٣٣٣؛ ترمذي: ٣٩٢٢]

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”کہ ایک لڑکا ڈھونڈھو جو ہماری خدمت کرے۔“ سو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ مجھے لے کر گئے اپنی سواری پر پیچھے بٹھا کر اور میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ جب آپ ﷺ اترتے تھے۔ پھر ایک حدیث میں کہا کہ پھر آپ ﷺ تشریف لائے یہاں تک کہ جب کوہ احد آپ ﷺ کو دکھائی دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”احد ہم کو دوست رکھتا ہے اور ہم احد کو دوست رکھتے ہیں۔“ پھر جب مدینہ کے قریب آئے تو فرمایا: ”کہ یا اللہ! حرام کرتا ہوں ان دونوں پہاڑوں کے درمیان کو جیسا ابراہیم علیہ السلام نے حرام کیا مکہ کو۔ یا اللہ! برکت دے ان کو ان کے مد اور صاع میں۔“



(٣٣٢٢) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا)). [راجع: ٣٣٢١]

کہا مسلم رحمہ اللہ نے اور روایت کی ہم سے یہی حدیث سعید اور قتیبہ نے، ان سے یعقوب نے، ان سے عمرو بن ابی عمرو نے، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے مثل اس کے جو اوپر گزری مگر اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں حرام ٹھہراتا ہوں درمیان دونوں کالے پتھر والے میدانوں کے بیچ میں۔“



(٣٣٢٣) عَنْ عَاصِمٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَحَرَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ؟

عاصم نے کہا: میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے حرم ٹھہرایا مدینہ کو؟ کہا: ہاں فلاں مقام سے فلاں تک ”سو جو اس میں

قَالَ: نَعَمْ مَا بَيْنَ كَذَا اِلٰى كَذَا فَمَنْ اَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا قَالَ: ثُمَّ قَالَ لِيْ: هٰذِهٖ شَدِيْدَةٌ: ((مَنْ اَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفًا وَّلَاعَدْلًا)) قَالَ فَقَالَ ابْنُ اَنَسٍ: اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا. [بخاری: ۱۸۶۷، ۷۳۰۶]

کوئی بات نکالے یعنی گناہ کی تو اس پر لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں اور لوگوں کی نہ قبول کرے گا اللہ اس سے قیامت کے دن فرض نہ نفل۔“ اور انس رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے کہا: یا جگہ دی کسی نئے گناہ کی بات کرنے والے کو۔

O O O O

(۳۳۲۴) عَنْ عَاصِمِ الْاَحْوَلِ قَالَ: سَاَلْتُ اَنَسًا رضی اللہ عنہ اَحَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْمَدِيْنَةَ قَالَ: نَعَمْ هِيَ حَرَامٌ لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ. [راجع: ۳۳۲۳]

عاصم نے کہا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا مدینہ کو حرم ٹھہرایا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں وہ حرم ہے نہ توڑا جائے گا درخت اس کا اور جو ایسا کرے اس پر اللہ اور فرشتوں اور لوگوں کی لعنت ہے۔

O O O O

(۳۳۲۵) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْ صَاعِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْ مُدِّهِمْ)). [بخاری: ۲۱۳۰، ۷۳۳۱]

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ ”یا اللہ! برکت دے ان کو (یعنی مدینہ والوں کو) ان کے ماپ میں اور برکت دے ان کے صاع میں اور برکت دے ان کے مد میں۔“

O O O O

(۳۳۲۶) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضِعْفَيْ مَا بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ)). [بخاری: ۱۸۸۵]

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ ”یا اللہ! مدینہ میں مکہ سے دوگنی برکت دے۔“

O O O O

(۳۳۲۷) عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: خَطَبَنَا عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: مَنْ زَعَمَ اَنَّ عِنْدَنَا شَيْئًا نَقْرَؤُهٗ اِلَّا كِتَابَ اللّٰهِ وَهٰذِهِ الصَّحِيْفَةَ۔ قَالَ: وَصَحِيْفَةٌ مُعَلَّقَةٌ فِيْ قِرَابِ سَيْفِهٖ۔ فَقَدْ كَذَبَ فِيْهَا اَسْنَانُ الْاِبِلِ وَاَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ وَفِيْهَا قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَلْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ اِلٰى ثَوْرٍ فَمَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ

ابراہیم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ خطبہ پڑھا ہم پر علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب نے اور فرمایا: کہ جو دعویٰ کرے کہ ہمارے پاس (یعنی اہل بیت کے پاس) کوئی اور چیز ہے سوا کتاب اللہ کے اور اس صحیفہ کے اور راوی نے کہا کہ ایک صحیفہ لٹکا ہوا تھا ان کی تلوار کے میان میں تو اس نے جھوٹ کہا اور اس صحیفہ میں اونٹوں کی عمریں (یعنی زکوٰۃ کے متعلقات) اور کچھ زخموں کا بیان تھا (یعنی ان کے قصاص اور دیتوں کا بیان) اور اس صحیفہ میں یہ بھی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مدینہ حرم ہے عیر اور ثور کے بیچ میں سو جو شخص کہ کوئی نئی بات نکالے اس جگہ یا جگہ دے کسی نئی بات نکالنے والوں کو تو اس پر لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی، نہ قبول کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا کوئی فرض نہ سنت

وَاحِدَةٌ يَسْعٰى بِهَا اَدْنَاهُمْ وَمَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ اَوِ انْتَمٰى اِلٰى غَيْرِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا)) وَانْتَهٰى حَدِيْثُ اَبِيْ بَكْرٍ وَزُهَيْرٍ عِنْدَ قَوْلِهٖ: ((يَسْعٰى بِهَا اَدْنَاهُمْ)) لَمْ يَذْكُرَا مَا بَعْدَهٗ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِهِمَا مُعَلَّقَةٌ فِيْ قِرَابِ سَيْفِهٖ. [بخاري: ١٨٧٠، ٣١٧٢، ٣١٧٩، ٦٧٥٥، ٧٣٠٠؛ ابوداود: ٢٠٣٤؛ ترمذي: ٢١٢٧]

اور امان دینا ہر مسلمان کا برابر ہے کہ اعتبار کیا جاتا ہے ادنیٰ مسلمان کی پناہ دینے کا بھی اور جس نے اپنے کو اپنے باپ کے سوا غیر کا فرزند ٹھہرایا یا اپنے آقاؤں کے سوا کسی دوسرے کا غلام اپنے کو قرار دیا، اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے اور نہ قبول کرے گا اس سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ فرض نہ سنت۔'' مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ روایت ابوبکر و زہیر کی تو وہیں تک ہو چکی کہ ادنیٰ مسلمان کی پناہ دینے کا بھی اعتبار ہے اور ان دونوں کی روایت میں یہ ذکر نہیں کہ صحیفہ تلوار کے میان میں لٹکا ہوا تھا۔

○ ○ ○ ○

(٣٣٢٨) عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ اَبِيْ كُرَيْبٍ عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَزَادَ فِي الْحَدِيْثِ: ((فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ)) وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِهِمَا: ((مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ)) وَلَيْسَ فِيْ رِوَايَةِ وَكِيْعٍ ذِكْرُ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ. [راجع: ٣٣٢٧]

اعمش نے اسی اسناد سے یہی مضمون مثل ابوکریب کے روایت کیا جو ابو معاویہ سے مروی ہے، اخیر تک بیان فرمایا اور اتنا زیادہ کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہ جو پناہ توڑے کسی مسلمان کی اس پر لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی نہ قبول کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن نہ فرض نہ سنت۔'' اور ان کی دونوں حدیثوں میں یہ مضمون نہیں ہے کہ جو اپنے کو باپ کے سوا کسی غیر کا فرزند بنا دے اور وکیع کی روایت میں قیامت کا دن مذکور نہیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو خطبہ میں فرمادیا کہ ہمارے پاس کتاب اللہ اور اس کے صحیفہ کے سوا کچھ نہیں اس میں رد کر دیا زعم باطل کو رافضیوں اور شیعوں کے اور جھوٹا کر دیا ان کے اس قول کو جو کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی وصیتیں کی تھیں اور اسرار علوم اور قواعد دین اور غوامض شریعت بتائے تھے اور اپنا وصی قرار دیا تھا اور اہل بیت کو بعض اشیا ایسی تعلیم کی تھیں کہ ان کے سوا اور کوئی ان پر مطلع نہیں ہوا۔ غرض اس سے بخوبی معلوم ہوا کہ یہ سب دعاوی باطلہ اور خیالات فاسدہ ہیں اور ان کی کوئی اصل نہیں اور ان دعاوی کے ابطال کیلئے صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول کافی ہے اور اس سے جائز ہوا لکھنا علم کا۔

اور یہ جو فرمایا کہ مدینہ حرم ہے عیر اور ثور کے بیچ میں ثور کا لفظ غالباً یہاں غلط ہے راوی سے بھول ہوگئی اس لیے جبل ثور تو مکہ کے قریب ہے اور صحیح یہ ہے کہ مدینہ حرم ہے عیر اور احد کے بیچ میں چنانچہ مازری اور بعض علما نے اس پر یہی کہا ہے اور شاید یہ بھی احتمال ہے کہ احد یا اس کے سوا ثور کسی اور پہاڑ کا نام ہو نواح مدینہ میں اور اب وہ نام مخفی ہو گیا۔ اور اوپر کی روایتوں میں جو وارد ہوا کہ درمیان دو کالے پتھر والے میدانوں کی حد ہے حرم مدینہ کی یہ بیان ہے اس کی حد کا جو مشرق سے مغرب تک ہے اور اس روایت میں جو وارد ہوا کہ حد اس کی درمیان دونوں پہاڑوں کے ہے یہ جنوب و شمال کی حد ہے اور امان دینا ہر مسلمان کا برابر ہے مراد اس سے یہ ہے کہ ادنیٰ سے اعلیٰ تک جو مسلمان کسی کافر کو پناہ دے دے وہ سب مسلمانوں کی پناہ میں آ گیا اور کسی مسلمان کو روا نہیں کہ اسے ایذا دے اور یہی مذہب ہے شافعیہ کا اور ان کے موافقین تبعین سنت کا کہ اگر غلام اور عورت بھی کسی کافر کو امان دے تو امان دینا اس کا صحیح ہے۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حرام ہے اپنے باپ کے سوا کسی کی اولاد کہلانا یا جس نے اپنے کو آزاد کیا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) اس کے سوا کسی کو مولیٰ ٹھہرانا اور وعید ہے اس میں ان لوگوں کو جو اپنی ذات بدل دیتے ہیں یعنی شیخ سے سید ہو جاتے ہیں اور دوسروں کا غلام اپنے کو غلط سلط ٹھہرا لیتے ہیں مثلاً نام رکھ لیتے ہیں غلام محی الدین یا غلام علی یا غلام نبی۔ قولہ اور جس نے پناہ توڑی کسی مسلمان کی یعنی ایک مسلمان نے کسی کافر کو پناہ دی اب جو اس کو ایذا دے اس نے پناہ توڑی وہ موذی ملعون ہے۔

(۳۳۲۹) عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ مُسْهِرٍ وَوَكِيْعٍ اِلَّا قَوْلَهُ: ((مَنْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ)) وَذِكْرَ اللَّعْنَةِ لَهُ.

[راجع: ۳۳۲۷]

مذکورہ بالا حدیث چند الفاظ کے فرق سے اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۳۳۳۰) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ فَمَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ)). [ابو داؤد: ۷۱۱٤]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ حرم ہے پھر جو کوئی اس میں گناہ کرے یا کوئی گناہ کرنے والے کو جگہ دے اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے اور نہ قبول کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کوئی فرض نہ نفل۔''

○ ○ ○ ○

(۳۳۳۱) عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَقُلْ: ((يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) وَزَادَ ((وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَسْعٰى بِهَا اَدْنَاهُمْ فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ)).

مذکورہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے اس میں ''یوم القیامه'' کے الفاظ نہیں اور یہ اضافہ ہے کہ ''مسلمانوں کا ذمہ ایک ہے اور ایک عام مسلمان کی پناہ کا بھی اعتبار کیا جائے گا جس کسی نے مسلمانوں کی پناہ کو توڑا تو اس پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اس سے قیامت کے دن کوئی نفل اور فرض قبول نہیں کیا جائے گا۔''

○ ○ ○ ○

(۳۳۳۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: لَوْ رَاَيْتُ الظِّبَاءَ تَرْتَعُ بِالْمَدِيْنَةِ مَا ذَعَرْتُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ)). [بخاري: ۱۸۷۳؛ ترمذي: ۳۹۲۱]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اگر میں کسی ہرن کو مدینہ میں چرتا دیکھتا ہوں تو کبھی نہ ڈراؤں اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''کہ دونوں کالے پتھروں والے میدانوں کے بیچ میں حرم ہے۔''

○ ○ ○ ○

(۳۳۳۳) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ: فَلَوْ وَجَدْتُ الظِّبَاءَ مَابَيْنَ لَابَتَيْهَا مَا ذَعَرْتُهَا وَجَعَلَ اثْنَيْ عَشَرَ مِيْلًا حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ حِمًى.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حرم قرار دیا دونوں کالے پتھروں والے میدانوں کے بیچ میں کہ جو مدینہ کے مشرق اور مغرب کی طرف واقع ہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں کسی ہرن کو پاؤں جوان کے بیچ میں چرتا ہو تو کبھی نہ ڈراؤں اور نہ بھگاؤں اس کو اور آپ ﷺ نے بارہ میل کو مدینہ کے گرداگرد رمنا مقرر کر دیا۔

فائدہ: رمنا اس زمین کو کہتے ہیں جس میں حکام و امرا حکم کر دیتے ہیں کہ سوا ہمارے جانوروں کے اور کوئی نہ چرے تو حرم گویا اللہ تعالیٰ کا رمنا ہے کہ سوا جنگلی جانوروں کے جو وہاں کے باشندے ہیں اور کوئی نہ چرے۔

(٣٣٣٤) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ قَالَ: كَانَ النَّاسُ اِذَا رَاَوْا اَوَّلَ الثَّمَرِ جَآءُوْا بِهٖ اِلَى النَّبِیِّ ﷺ فَاِذَا اَخَذَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِیْ ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ مُدِّنَا اَللّٰهُمَّ! اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَبْدُكَ وَخَلِیْلُكَ وَنَبِیُّكَ وَاِنِّیْ عَبْدُكَ وَنَبِیُّكَ وَاِنَّهٗ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَاَدْعُوْكَ لِلْمَدِیْنَةِ بِمِثْلِ مَادَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ)) قَالَ: ثُمَّ یَدْعُوْ اَصْغَرَ وَلِیْدٍ لَهٗ فَیُعْطِیْهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ.

[ترمذی:٣٤٥٤]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگوں کی عادت تھی کہ جب نیا کوئی پھل دیکھتے تھے (یعنی ابتدائے فصل کا) تو رسول اللہ ﷺ کے پاس لاتے اور آپ ﷺ جب اس کو لے لیتے تو دعا کرتے کہ ”یا اللہ! برکت دے ہمارے پھلوں میں، برکت دے ہمارے شہر میں، اور برکت دے ہمارے صاع میں، اور برکت دے ہمارے مد میں۔ یا اللہ! ابراہیم علیہ السلام تیرے غلام اور تیرے دوست اور تیرے نبی تھے اور میں تیرا غلام اور نبی ہوں اور انہوں نے دعا کی تجھ سے مکہ کے لیے اور میں دعا کرتا ہوں تجھ سے مدینہ کے لیے اس کے برابر جو انہوں نے مکہ کے لیے کی اور مثل اس کے اور بھی۔“ اس کے ساتھ بلاتے آپ کسی چھوٹے لڑکے اپنے کو اور وہ پھل اسے دے دیتے۔



(٣٣٣٥) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ یُؤْتٰی بِاَوَّلِ الثَّمَرِ فَیَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَفِیْ ثِمَارِنَا وَفِیْ مُدِّنَا وَفِیْ صَاعِنَا بَرَكَةً مَّعَ بَرَكَةٍ)) ثُمَّ یُعْطِیْهِ اَصْغَرَ مَنْ یَحْضُرُهٗ مِنَ الْوِلْدَانِ.

[ابن ماجہ: ٣٣٢٩]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہلا پھل آتا اور آپ ﷺ دعا کرتے کہ ”یا اللہ! برکت دے ہمارے شہر میں اور ہمارے پھلوں میں، اور ہمارے مدینہ میں، اور ہمارے صاع میں برکت پر برکت دے۔“ پھر وہ پھل دے دیتے کسی چھوٹے لڑکے کو جو اس وقت حاضر ہوتا۔



فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ پھل اسی لیے لاتے تھے آپ ﷺ کی دعائے خیر کا ثمرہ پائیں اور موجب برکات ہو اور مد ایک سیر اور صاع چار سیر کے قریب ہے اور لین دین غلوں اور حبوب کا ان ہی سے ہوتا ہے اس لیے ان میں برکت کی دعا فرماتے اور چھوٹے بچوں کا دل خوش کرنا مکارم اخلاق ومحبت وشفقت کا باعث ہے۔

بَابُ التَّرْغِیْبِ فِیْ سُكْنَى الْمَدِیْنَةِ وَالصَّبْرِ عَلٰی لَاْوَائِهَا.

باب: مدینہ میں رہنے کی ترغیب اور اس کی مصیبتوں پر صبر کرنے کی فضلیت۔

(٣٣٣٦) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ مَّوْلَی الْمَهْرِیِّ اَنَّهٗ اَصَابَهُمْ بِالْمَدِیْنَةِ جَهْدٌ وَشِدَّةٌ وَاَنَّهٗ اَتٰی اَبَاسَعِیْدِ الْخُدْرِیَّ رضی اللہ عنہ فَقَالَ لَهٗ: اِنِّیْ كَثِیْرُ الْعِیَالِ وَقَدْ اَصَابَتْنَا شِدَّةٌ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَنْقُلَ عِیَالِیْ اِلٰی بَعْضِ الرِّیْفِ فَقَالَ اَبُوْسَعِیْدٍ: لَا

ابو سعید نے کہا کہ ہم کو مدینہ میں ایک بار محنت اور شامت فاقہ کو پہنچی اور میں ابو سعید خدری کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ میں کثیر العیال ہوں اور ہم کو سختی پہنچی ہے اور میں نے ارادہ کیا ہے کہ اپنے عیال کو کسی ارزاں اور سرسبز ملک میں لے جاؤں۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مدینہ کو نہ چھوڑ و اس لیے کہ ہم ایک بار نبی ﷺ کے ساتھ نکلے میں گمان کرتا ہوں کہ

تَفْعَلْ الْزَمِ الْمَدِينَةَ فَإِنَّا خَرَجْنَا مَعَ نَبِيِّ اللهِ ﷺ ـ أَظُنُّ أَنَّهُ قَالَ۔ حَتّٰى قَدِمْنَا عُسْفَانَ فَأَقَامَ بِهَا لَيَالِيَ فَقَالَ النَّاسُ: وَاللّٰهِ! مَا نَحْنُ هٰهُنَا فِيْ شَيْءٍ وَإِنَّ عِيَالَنَا لَخُلُوْفٌ مَا نَأْمَنُ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا هٰذَا الَّذِيْ بَلَغَنِيْ مِنْ حَدِيْثِكُمْ؟۔ مَا أَدْرِيْ كَيْفَ قَالَ۔: وَالَّذِيْ أَحْلِفُ بِهِ أَوْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ إِنْ شِئْتُمْ۔ لَا أَدْرِيْ أَيَّتَهُمَا قَالَ۔: لَآ مُرَنَّ بِنَاقَتِيْ تُرْحَلُ ثُمَّ لَا أَحُلُّ لَهَا عُقْدَةً حَتّٰى أَقْدَمَ الْمَدِيْنَةَ)) وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ حَرَّمَ مَكَّةَ فَجَعَلَهَا حَرَمًا وَإِنِّيْ حَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ حَرَامًا مَّا بَيْنَ مَأْزِمَيْهَا أَنْ لَّا يُهْرَاقَ فِيْهَا دَمٌ وَلَا يُحْمَلَ فِيْهَا سِلَاحٌ لِقِتَالٍ وَلَا يُخْبَطَ فِيْهَا شَجَرَةٌ إِلَّا لِعَلْفٍ اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّنَا اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّنَا اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! مَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ شِعْبٌ وَلَا نَقْبٌ إِلَّا عَلَيْهِ مَلَكَانِ يَحْرُسَانِهَا حَتّٰى تَقْدَمُوْا إِلَيْهَا)) ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ: ((ارْتَحِلُوْا)) فَارْتَحَلْنَا فَأَقْبَلْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَوَالَّذِيْ نَحْلِفُ بِهِ أَوْ يُحْلَفُ بِهِ۔ الشَّكُّ مِنْ حَمَّادٍ ۔مَا وَضَعْنَا رِحَالَنَا حِيْنَ دَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ حَتّٰى أَغَارَ عَلَيْنَا بَنُوْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ غَطَفَانَ وَمَا يَهِيْجُهُمْ قَبْلَ ذٰلِكَ شَيْءٌ .



انہوں نے کہا یہاں تک کہ عسفان تک پہنچ گئے اور وہاں کئی شب ٹھہرے، سو لوگوں نے کہا: قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ ہم یہاں بے کار ٹھہرے ہوئے ہیں اور ہمارے عیال پیچھے چھٹے ہوئے ہیں اور ہم کو ان کے اوپر اطمینان نہیں (یعنی خوف ہے کہ کوئی دشمن نہ ستائے) اور یہ خبر جناب رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''کہ یہ کیا بات ہے جو مجھ کو پہنچی ہے؟'' راوی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ کیا بات ہے؟ کہا: ''قسم ہے اس اللہ کی جسکی میں قسم کھاتا ہوں یا فرمایا: قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے البتہ میں نے ارادہ کیا یا فرمایا: اگر چاہو تم۔'' میں نہیں جانتا کہ کیا فرمایا ان دونوں باتوں میں سے۔ فرمایا: ''کہ البتہ حکم کروں میں اپنی اونٹنی کو کہ وہ کسی جائے اور پھر اس کی ایک گرہ بھی نہ کھولوں یہاں تک کہ داخل ہوں میں مدینہ میں۔'' اور فرمایا: ''کہ یا اللہ! ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا اور میں نے مدینہ کو حرم ٹھہرایا دو گھاٹیوں یا دو پہاڑوں کے بیچ میں کہ نہ اس میں خون بہایا جائے اور نہ اس میں لڑائی کے لیے ہتھیار اٹھایا جائے نہ اس میں کسی درخت کے پتے جھاڑے جائیں مگر صرف چارے کے لیے (کہ اس سے درخت کا چنداں نقصان نہیں ہوتا) یا اللہ! برکت دے ہمارے شہر میں۔ یا اللہ! برکت دے ہماری چوسیری میں، یا اللہ! برکت دے ہمارے سیر میں، یا اللہ! برکت دے ہمارے شہر میں، یا اللہ برکت کے ساتھ دو برکتیں اور دے۔'' اور فرمایا: ''قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے کہ کوئی گھاٹی اور کوئی ناکہ مدینہ کا ایسا نہیں ہے جس پر دو فرشتے نگہبان نہ ہوں جب تک کہ تم وہاں نہ پہنچو گے۔'' (یعنی جب تک وہ نگہبان رہیں گے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوچ کرو۔'' اور ہم نے کوچ کیا اور مدینہ میں آئے سو ہم قسم کھاتے ہیں اس پروردگار کی جس کی ہمیشہ قسم کھایا کرتے ہیں یا کہا: جس کی قسم کھائی جاتی ہے۔ غرض حماد کو اس میں شک ہوا غرض جب ہم مدینہ پہنچے تو ہم نے ابھی کجاوے اونٹوں پر سے نہیں اتارے تھے کہ بنو عبداللہ بن غطفان نے ہم پر ڈاکہ ڈالا اور اس سے پہلے ان کی ہمت نہ ہوئی (کہ وہاں آسکیں یہ تصدیق ہوئی رسول اللہ ﷺ کے فرمانے کی کہ فرشتے وہاں نگہبان ہیں)۔

(٣٣٣٧) عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا وَصَاعِنَا وَاجْعَلْ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ)).

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے دعا کی کہ ”یااللہ! برکت دے ہمارے مد میں، اور ہمارے صاع میں، اور ایک برکت پر دو برکتیں اور عنایت فرما۔“

(٣٣٣٨) عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔



(٣٣٣٩) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ أَنَّهُ جَاءَ أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيَّ لَيَالِيَ الْحَرَّةِ فَاسْتَشَارَهُ فِي الْجَلَاءِ مِنَ الْمَدِينَةِ وَشَكَى إِلَيْهِ أَسْعَارَهَا وَكَثْرَةَ عِيَالِهِ وَأَخْبَرَهُ أَنْ لَا صَبْرَ لَهُ عَلَى جَهْدِ الْمَدِينَةِ وَلَأْوَائِهَا فَقَالَ لَهُ: وَيْحَكَ لَا آمُرُكَ بِذٰلِكَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَصْبِرُ أَحَدٌ عَلَى لَأْوَائِهَا فَيَمُوتَ إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِذَا كَانَ مُسْلِمًا)).

ابوسعید مولیٰ مہری سے روایت ہے کہ وہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے حرہ کی راتوں میں (یعنی جن دنوں مدینہ طیبہ میں ایک فتنہ مشہور ہوا ہے اور ظالموں نے مدینہ طیبہ کو لوٹا ہے ۶۳ھ تریسٹھ ہجری میں) اور مشورہ کیا ان سے کہ مدینہ سے کہیں اور چلے جائیں اور شکایت کی ان سے وہاں کی گرانی نرخ کی اور کثرت عیال کی اور خبر دی ان کو کہ مجھے صبر نہیں آ سکتا مدینہ کی محنت اور بھوک پر تو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ خرابی ہو تیری میں تجھے تھوڑے یہاں رہنے کا حکم کرتا ہوں بلکہ میں نے جناب رسول مقبول ﷺ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے: ”کہ صبر نہیں کرتا ہے کوئی یہاں کی تکلیفوں پر اور پھر مرجاتا ہے مگر میں اس کا شفیع یا گواہ ہوں قیامت کے دن جب وہ مسلمان ہو۔“



(٣٣٤٠) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنِّي حَرَّمْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ)) قَالَ: ثُمَّ كَانَ أَبُو سَعِيدٍ يَأْخُذُ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَجِدُ أَحَدَنَا فِي يَدِهِ الطَّيْرُ فَيَفُكُّهُ مِنْ يَدِهِ ثُمَّ يُرْسِلُهُ.

ابوسعید رضی اللہ عنہ نے سنا رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے: ”میں نے حرم مقرر کیا ہے درمیان دونوں کالے پتھروں کے میدانوں میں مدینہ کے جیسے حرم قرار دیا تھا ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو۔“ یہاں تک کہ ایک ہم میں کا پاتا تھا یا لیتا تھا اپنے ہاتھ میں چڑیا اور اس کو جدا کر دیتا تھا پھر چھوڑ دیتا تھا۔



(٣٣٤١) عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: أَهْوَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ: ((إِنَّهَا حَرَمٌ آمِنٌ)).

سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک مدینہ کی طرف جھکایا اور فرمایا: ”کہ وہ حرم ہے اور امن کی جگہ ہے۔“



(٣٣٤٢) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَهِيَ وَبِيئَةٌ فَاشْتَكَى أَبُو بَكْرٍ وَاشْتَكَى بِلَالٌ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ شَكْوَى أَصْحَابِهِ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ! حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب ہم مدینہ تشریف لائے تو وہاں وبا تھی اور ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہما بیمار ہوئے پھر جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کی بیماری دیکھی تو دعا کی ”یااللہ! دوست کر دے ہمارے مدینہ کو جیسے دوست کیا تھا تو نے مکہ کو، یا اس سے بھی زیادہ اور صحت عطا کر

كَمَا حَبَّبْتَ مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَافِيْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَحَوِّلْ حُمَّاهَا اِلَى الْجُحْفَةِ)).

اس کے رہنے والوں کو اور برکت دے ہم کو اس کے چوسیری اور سیر میں اور اس کے بخار کو جحفہ کی طرف پھیر دے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: جحفہ ان دنوں وطن تھا یہود کا۔ غرض اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ بددعا کرنا کافروں پر بیماری اور ہلاکت اور خسران کے ساتھ درست ہے اور اس میں دعائے خیر ہوئی مسلمانوں کے ساتھ صحت اور تندرستی کے۔ اور یہی مذہب ہے کافہ علما کا کہ بددعا کافروں پر درست ہے اور قول بعض جہلائے صوفیہ کا مقبول نہیں جو اس کو منع کرتے ہیں اور موافقت کی ہے ان جہلائے متصوفہ نے معتزلہ کی کہ وہ بھی ایسی دعا کو بے فائدہ جانتے ہیں۔ غرض دونوں اس حدیث سے مردود ہو گئے اور اس حدیث میں بڑا معجزہ ہے رسول اللہ ﷺ کا آج تک جحفہ کا پانی جو پیتا ہے اسے بخار چڑھتا ہے۔

(٣٣٤٣) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ. [بخاري:١٨٨٩]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٣٤٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ صَبَرَ عَلٰى لَاْوَائِهَا كُنْتُ لَهُ شَفِيْعًا اَوْ شَهِيْدًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے: ''جو صبر کرے مدینہ کی بھوک پر میں اس کا شفیع یا گواہ ہوں گا قیامت کے دن۔''

(٣٣٤٥) عَنْ يُحَنِّسَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فِي الْفِتْنَةِ فَاَتَتْهُ مَوْلَاةٌ لَهُ تُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَقَالَتْ: اِنِّيْ اَرَدْتُ الْخُرُوْجَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! اشْتَدَّ عَلَيْنَا الزَّمَانُ فَقَالَ لَهَا عَبْدُ اللّٰهِ: اقْعُدِيْ لَكَاعِ! فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَصْبِرُ عَلٰى لَاْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا اَحَدٌ اِلَّا كُنْتُ لَهُ شَهِيْدًا اَوْ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)).

یحنس زبیر کے آزاد کردہ غلام سے روایت ہے کہ وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کی ایک آزاد باندی آئی اور ان کو سلام کیا اور یہ فتنہ کے دن تھے (یعنی فتنہ حرہ کے دن جس کا ذکر ابھی تھوڑی دور گزرا) اور اس نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! (یہ کنیت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی) ہم پر سخت دن ہیں اور میں ارادہ کرتی ہوں کہ مدینہ سے نکلنے کا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ بیٹھ اے نادان! اس لیے کہ میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے: ''جو صبر کرے گا مدینہ کی بھوک، پیاس اور مشقت پر تو میں اس کا شفیع ہوں گا (یعنی اگر وہ گنہ گار ہے) یا گواہ ہوں گا (یعنی اگر وہ نیکوکار ہے) قیامت کے دن۔''

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(٣٣٤٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ صَبَرَ عَلٰى لَاْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا كُنْتُ شَهِيْدًا اَوْ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)) يَعْنِي الْمَدِيْنَةَ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وہی قول جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٣٤٧) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَصْبِرُ عَلٰى لَاْوَاءِ الْمَدِيْنَةِ وَشِدَّتِهَا اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِيْ اِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيْعًا

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

وْمَ الْقِيَامَةِ أَوْ شَهِيْدًا)).

○ ○ ○ ○

(٣٣٤٨) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِهِ.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٣٤٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَا يَصْبِرُ اَحَدٌ عَلَى لَأْوَاءِ الْمَدِيْنَةِ)) بِمِثْلِهِ [ترمذی:٣٩٢٤]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ صِيَانَةِ الْمَدِيْنَةِ مِنْ دُخُوْلِ الطَّاعُوْنِ وَالدَّجَّالِ اِلَيْهَا.

باب: طاعون اور دجال سے مدینہ طیبہ کا محفوظ رہنا۔

(٣٣٥٠) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((عَلَى اَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلٰٓئِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کہ مدینہ کے ناکوں پر فرشتے ہیں کہ اس میں طاعون اور دجال نہیں آ سکتا۔''

[بخاری: ١٨٨٠، ٥٧٣١، ٧١٣٣]

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے فضیلت مدینہ کی اور ثواب وہاں کی سکونت کا اور درجہ وہاں کے ساکنین کا معلوم ہوا۔

(٣٣٥١) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((يَأْتِي الْمَسِيْحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ هِمَّتُهُ الْمَدِيْنَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ دُبُرَ اُحُدٍ ثُمَّ تَصْرِفُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَجْهَهُ قِبَلَ الشَّامِ وَهُنَالِكَ يَهْلِكُ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسیح دجال آئے گا مشرق کی طرف سے ارادہ اس کا مدینہ کا ہوگا یہاں تک کہ اترے گا کوہ احد کے پیچھے اور فرشتے اس کا منہ وہیں سے شام کی طرف پھیر دیں گے اور وہیں تباہ ہو جائے گا۔''

فائدہ: مسیح کا لفظ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے بولا جاتا ہے اور دجال کے واسطے بھی اور اس کے دو معنی ہیں۔ ایک چھونے والا۔ اس معنی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اس کا اطلاق آتا ہے کہ وہ جس کو چھو دیتے تھے اچھا ہو جاتا تھا۔ اور مسیح کے معنی ممسوح بھی ہیں یعنی ملا ہوا دبا ہوا اس کی آنکھ چونکہ اندھی ہے اس لیے اسے مسیح کہا یا اس نظر سے کہ وہ بھی دعویٰ کرے گا کہ میں مسیح ہوں اور لوگ اس خبیث کے دھوکے اور فریب میں آ جائیں گے۔

بَابُ الْمَدِيْنَةِ تَنْفِىْ شِرَارَهَا وَتُسَمّٰى طَابَةَ وَطَيْبَةَ.

باب: مدینہ کا نام طابہ اور طیبہ ہونا اور بری چیزوں کو اپنے سے دور کرنا۔

(٣٣٥٢) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَدْعُو الرَّجُلُ ابْنَ عَمِّهِ وَقَرِيْبَهُ هَلُمَّ اِلَى الرَّخَاءِ! هَلُمَّ اِلَى الرَّخَاءِ! وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک وقت لوگوں پر ایسا آئے گا کہ آدمی اپنے بھتیجے کو اپنے قرابت والے کو پکارے گا کہ آؤ ارزانی کے ملک میں، آؤ ارزانی کے ملک میں اور مدینہ ان کے لیے بہتر ہوگا کاش کہ وہ جانتے ہوتے اور قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان

يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ اَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا اِلَّا اَخْلَفَ اللّٰهُ فِيْهَا خَيْرًا مِّنْهُ اَ لَا اِنَّ الْمَدِيْنَةَ كَالْكِيْرِ تُخْرِجُ الْخَبِيْثَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَنْفِيَ الْمَدِيْنَةُ شِرَارَهَا كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ)) .

اس کے ہاتھ میں ہے کہ کوئی شخص مدینہ سے بیزار ہو کر نہیں نکلتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ اس سے بہتر دوسرا شخص بھیج دیتا ہے مدینہ میں۔ آگاہ ہو کہ مدینہ ایسا ہے جیسے لوہار کی بھٹی کہ نکال دیتا ہے میل کو اور قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ مدینہ نہ نکال دے گا اپنے شریر لوگوں کو جیسے کہ بھٹی نکال دیتی ہے لوہے کی میل کو۔''

فائدہ: شاید یہ بات دجال کے وقت ہوگی کہ حدیث میں آیا ہے کہ دجال جب مدینہ کے قریب پہنچے گا تو مدینہ میں تین بار زلزلہ آئے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے ہر کافر اور منافق کو نکال دے گا یا ہمیشہ مدینہ میں ایسا ہوتا ہو۔

(٣٣٥٣) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرٰى يَقُوْلُوْنَ يَثْرِبَ وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ)) .

[بخاري: ١٨٧١]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ''کہ مجھے حکم ہوا ہے یعنی (ہجرت کا) ایسے قریہ کی طرف جو سب قریوں کو کھا جائے گا لوگ اسے یثرب کہتے ہیں اور وہ مدینہ ہے اور لوگوں کو ایسا چھانٹتا ہے جیسے لوہے کی بھٹی میل چھانٹتی ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: سب قریوں کو کھا جائے گا یعنی وہیں لشکر اسلام جمع ہو کر چاروں طرف پھیلے گا اور تمام بلاد کو مسخر اور فرمانبردار بنا دے گا۔ سب طرف سے اموال غنیمت اسی میں آ کر جمع ہوں گے اور وہاں کے لوگوں کے صرف میں آئیں گے اور یہ بھی فرمایا کہ لوگ اسے یثرب کہتے ہیں اور یثرب کو آپ ﷺ نے مکروہ جانا اس لیے کہ وہ تثریب سے مشتق ہے اور تثریب کے معنی جھڑکنا اور ملامت ہے اور مسند احمد میں ایک روایت آئی ہے کراہت میں یثرب کہنے کے اور قرآن مجید میں جو یثرب واقع ہوا ہے وہ بھی مقولہ کفار کا ہے یا منافقین کا اور مدینہ جو قرآن مجید میں وارد ہوا ہے وہ منافقوں کا قول نہیں غرض اس سے معلوم ہوا کہ اچھی چیز کا نام برا رکھنا یہ بھی ایک نفاق کا شعبہ ہے اور مسلک نبوت کے خلاف ہے جیسے محبت الٰہی کو شراب سے تعبیر کرنا یا عشق الٰہی کو جنون سے یا اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ صنم یا معشوق سے یا نبی کو بت سے یہ تعبیرات جو اکثر شعرا کی زبان زد ہیں وہ سب مردود اور مذموم ہیں اور منجملہ محدثات اور برے امور ہیں ان سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

(٣٣٥٤) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَا: ((كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ الْخَبَثَ)) لَمْ يَذْكُرَا الْحَدِيْدَ. [راجع:٣٣٥٣]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٣٥٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَصَابَ الْاَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ جَآءَهُ فَقَالَ: اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى ثُمَّ جَآءَهُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى فَخَرَجَ الْاَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک گاؤں کا آدمی تھا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور اس کو شدت سے بخار آنے لگا مدینہ میں پھر وہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی کہ یا محمد ﷺ! مجھ سے اپنی بیعت پھیر لو تو آپ ﷺ نے انکار کیا اور پھر آیا اور کہا کہ یا محمد ﷺ! مجھ سے اپنی بیعت پھیر لو تو آپ ﷺ نے پھر انکار کیا اور وہ پھر آیا اور کہا کہ یا محمد ﷺ! مجھ سے اپنی بیعت پھیر لو آپ ﷺ نے انکار کیا اور وہ اعرابی مدینہ سے چلا گیا، تب جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ تو بھٹی کے مانند ہے کہ اپنی

تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طَيِّبُهَا)) .

میل کو دور کر دیتا ہے اور پاک کو خالص اور صاف کر لیتا ہے۔“

[بخاري: ٧٢٠٩، ٧٢١١، ٧٣٢٢؛ ترمذي: ٣٩٢٠؛ نسائي: ٤١٩٦]

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس نے اسلام پر اور نبی ﷺ کے ساتھ قیام پر بیعت کی تھی پھر اس کا اقالہ آپ کیوں فرماتے۔

(٣٣٥٦) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّهَا طَيْبَةُ ـ يَعْنِي الْمَدِيْنَةَ ـ وَاِنَّهَا تَنْفِي الْخَبَثَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ)) . [بخاري: ١٨٨٤، ٤٠٥٠، ٤٥٨٩؛ ترمذي: ٣٠٢٨]

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ طیبہ ہے یعنی مدینہ اور پہلے پہل یہ مدینہ میل کو دور کرتا ہے جیسے آگ چاندی کی میل کو دور کرتی ہے۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: مدینہ کو طیبہ فرمایا یعنی پاکیزہ کہ نجاست شرک سے اور خباثات کفر سے پاک ہے یا طیب عشق وہاں حاصل ہے اور طابہ بھی اس معنی سے فرمایا جیسے آگے آتا ہے۔

(٣٣٥٧) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ [تَعَالٰى] سَمَّى الْمَدِيْنَةَ طَابَةَ)).

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ جل جلالہ نے نام رکھا مدینہ کا طابہ۔“

○ ○ ○ ○

بَابُ تَحْرِيْمِ اِرَادَةِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ بِسُوْءٍ وَاَنَّ مَنْ اَرَادَهُمْ بِهٖ اَذَابَهُ اللّٰهُ.

باب: اہل مدینہ سے برائی کرنا منع ہے اور جو ایسا کرے گا اللہ اس کو سزا دے گا۔

(٣٣٥٨) عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْقَرَّاظِ اَنَّهٗ قَالَ: اَشْهَدُ عَلٰى اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((مَنْ اَرَادَ اَهْلَ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ بِسُوْءٍ ـ يَعْنِي الْمَدِيْنَةَ ـ اَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ)).

ابوعبداللہ قراظ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: ”جو ارادہ اس شہر والوں کی (یعنی مدینہ والوں کی) برائی کا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسا گھلا دے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔“

○ ○ ○ ○

(٣٣٥٩) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَرَادَ اَهْلَهَا بِسُوْءٍ ـ يُرِيْدُ الْمَدِيْنَةَ ـ اَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ)) قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ ـ فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ يُحَنَّسَ ـ بَدَلَ قَوْلِهٖ بِسُوْءٍ شَرًّا.

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

(٣٣٦٠) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

بِمِثْلِهِ.

(٣٣٦١) عَنْ أَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ أَرَادَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ بِسُوْءٍ أَذَابَهُ اللهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ)).

(٣٣٦٢) عَنْ سَعْدِ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((بِدَهْمٍ أَوْ بِسُوْءٍ)).

○ ○ ○ ○

ابو وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کہ جو کوئی اہل مدینہ سے برائی کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسے پگھلا دے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔''

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٣٣٦٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَسَعْدٍ يَقُوْلَانِ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اللّٰهُمَّ! بَارِكْ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ فِيْ مُدِّهِمْ)) وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ: ((مَنْ اَرَادَ اَهْلَهَا بِسُوْءٍ اَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ)).

ابوہریرہ وسعد رضی اللہ عنہما دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی کہ ''یا اللہ! برکت دے مدینہ والوں کے مد میں۔'' اور آگے وہی مضمون بیان کیا جو اوپر کئی بار گزرا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ تَرْغِيبِ النَّاسِ فِي الْمَدِيْنَةِ عِنْدَ فَتْحِ الْأَمْصَارِ.

باب: لوگوں کو مدینہ میں سکونت کی ترغیب دینا جب شہر فتح ہو جائیں۔

(٣٣٦٤) عَنْ سُفْيَانَ بْنِ اَبِيْ زُهَيْرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تُفْتَحُ الشَّامُ فَيَخْرُجُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَوْمٌ بِاَهْلِيْهِمْ يَبُسُّوْنَ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ثُمَّ تُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَخْرُجُ [مِنَ الْمَدِيْنَةِ] قَوْمٌ بِاَهْلِيْهِمْ يَبُسُّوْنَ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ثُمَّ تُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَخْرُجُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَوْمٌ بِاَهْلِيْهِمْ يَبُسُّوْنَ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ)).

[بخاری:١٨٧٥]

سفیان نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شام فتح ہوگا اور کچھ لوگ مدینہ سے نکلیں گے اپنے گھر والوں کے ساتھ اونٹوں کو ہانکتے ہوئے اور مدینہ ان کیلئے بہتر تھا کاش وہ جانتے ہوتے، پھر فتح ہوگا یمن اور نکلے گی ایک قوم مدینہ کی اپنے گھر والوں کے ساتھ اونٹوں کو ہانکتے ہوئے اور مدینہ ان کے حق میں بہتر تھا کاش وہ جانتے، پھر فتح ہوگا عراق اور نکلے گی ایک قوم مدینہ کی اپنے گھر والوں کے ساتھ اونٹوں کو ہانکتے ہوئے اور مدینہ ان کے حق میں بہتر تھا کاش وہ جانتے۔''

○ ○ ○ ○

(٣٣٦٥) عَنْ سُفْيَانَ بْنِ اَبِيْ زُهَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَأْتِيْ قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ

سفیان نے کہا: میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے: ''یمن فتح ہوگا اور لوگ وہاں جائیں گے اونٹوں کو ہانکتے ہوئے اور لا دلے جائیں گے اپنے گھر والوں کو اور جوان کا کہنا مانے اور مدینہ ان کیلئے بہتر تھا اگر وہ جانتے ہوتے، پھر شام فتح ہوگا تو لوگ وہاں جائیں گے اونٹوں

ثُمَّ يُفْتَحُ الشَّامُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ثُمَّ يُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ)).

[راجع: ٣٣٦٤]

کو ہانکتے ہوئے اور لاد لے جائیں گے اپنے گھر والوں اور جوان کا کہنا ماننے اور مدینہ بہتر تھا ان کیلئے اگر وہ جانتے ہوتے، پھر عراق فتح ہوگا اور لوگ وہاں جائیں گے اونٹوں کو ہانکتے ہوئے اور لاد لے جائیں گے اپنے گھر والوں کو اور جوان کا کہنا مانے اگر جانتے ہوتے تو مدینہ طیبہ ان کے حق میں بہتر تھا۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان حدیثوں میں چند معجزے ہیں رسول اللہ ﷺ کے۔ اول یہ کہ آپ ﷺ نے شام اور عراق و یمن کی فتح کی خبر دی اور ویسا ہی ہوا کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ہاتھ پر یہ ممالک فتح ہوئے اور مصداق خلافت راشدہ یہی لوگ ٹھہرے اور مواعید الٰہی ان کے ہاتھ پر پورے ہوئے۔ دوسرے یہ کہ لوگ ان ملکوں میں جا بسیں گے اور اپنے اہل و عیال کو لے جائیں گے اور ایسا ہی ہوا۔ تیسرے یہ کہ مفتوح ہونا ان بلاد کا اس ترتیب سے ہوگا کہ پہلے یمن پھر شام پھر عراق اور اسی ترتیب سے یہ بلاد فتح ہوئے اور روایتوں سے بڑی فضیلت سکونت مدینہ طیبہ کی ثابت ہوئی۔

بَابُ فِي الْمَدِيْنَةِ حِيْنَ يَتْرُكُهَا اَهْلُهَا.

باب: جناب رسول اللہ ﷺ کا خبر دینا کہ لوگ مدینہ چھوڑ دیں گے۔

(٣٣٦٦) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْمَدِيْنَةِ: ((لَيَتْرُكَنَّهَا اَهْلُهَا عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ مُذَلَّلَةً لِلْعَوَافِيْ)) يَعْنِي السِّبَاعَ وَالطَّيْرَ قَالَ مُسْلِمٌ: اَبُوْ صَفْوَانَ [هٰذَا هُوَ] عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ يَتِيْمُ ابْنِ جُرَيْجٍ عَشْرَ سِنِيْنَ كَانَ فِيْ حَجْرِهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے لیے فرمایا: "لوگ وہاں کے مدینہ کو چھوڑ دیں گے اور مدینہ ان کیلئے بہتر ہوگا اور ایسا چھوڑیں گے کہ وطن ہو جائے گا درندوں اور پرندوں کا۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہ پیشین گوئی بھی آپ ﷺ کی سچی ہے اور قیامت کے قریب ہوگی۔ مسلم نے کہا کہ ابوصفوان جن کا نام عبداللہ بن عبدالملک ہے وہ یتیم تھے اور ابن جریج کی گود میں دس برس پرورش پائی۔

(٣٣٦٧) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَتْرُكُوْنَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ لَا يَغْشَاهَا اِلَّا الْعَوَافِيْ۔ يُرِيْدُ عَوَافِيَ السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ۔ ثُمَّ يَخْرُجُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيْدَانِ الْمَدِيْنَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وَحْشًا حَتّٰى اِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلٰى وُجُوْهِهِمَا)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے: "لوگ مدینہ کو چھوڑ دیں گے اور وہ بہتر ہوگا اور نہ رہے گا اس میں کوئی مگر درندے اور پرندے، پھر نکلیں گے دو چرواہے قبیلہ مزینہ سے ارادہ کرتے ہوں گے مدینہ کا، للکارتے ہوں گے اپنی بکریوں کو اور پائیں گے مدینہ کو ویران یہاں تک کہ جب پہنچیں گے ثنیۃ الوداع تک کہ ایک ٹیلہ ہے گر پڑیں گے اپنے منہ کے بل۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہ اخیر زمانہ میں ہوگا قیامت کے قریب کہ جب وہ دونوں ٹیلہ کے پاس پہنچیں گے قیامت آ جائے گی اور وہ اخیر میں ہوں گے ان سب لوگوں کے جن کا حشر ہوگا جیسا کہ بخاری میں ثابت ہوا ہے اور یہی مطلب اس حدیث کا ظاہر و مختار ہے اور یہ معجزہ ہے آنحضرت ﷺ کا اور بعض فتن میں ایسا بھی ہو چکا ہے۔

بَابُ فَضْلِ مَا بَيْنَ قَبْرِهِ ﷺ وَمِنْبَرِهِ وَفَضْلِ مَوْضِعِ مِنْبَرِهِ .

باب: آپ ﷺ کی قبر مبارک اور منبر کے درمیان اور موضع منبر کی فضیلت کا بیان۔

(٣٣٦٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ الْمَازِنِيِّ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ)).

[بخاري: ١١٩٥]

عبداللہ بن زید المازنی ؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے گھر اور منبر کے درمیان ایک چمن ہے جنت کے چمنوں میں سے۔''



(٣٣٦٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا بَيْنَ مِنْبَرِي وَبَيْتِي رَوْضَةٌ مِنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ)).

[راجع: ٣٣٦٨]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔



(٣٣٧٠) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي)).

[بخاري: ١١٩٦، ١٨٨٨، ٦٥٨٨، ٧٣٣٥]

ابو ہریرہ ؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے گھر اور منبر کے بیچ میں ایک کیاری ہے جنت کی کیاریوں میں سے اور منبر میرا میرے حوض پر ہے۔''



فائدہ: اس حدیث کے دو معنے ہوتے ہیں کہ حجرہ مبارک اور منبر کے بیچ کا ایک موضع جنت میں چلا جائے گا قیامت کے دن۔ دوسرے یہ کہ وہاں عبادت کرنا جنت میں جانے کا سبب ہے کہ جس نے وہاں عبادت کی گویا داخل جنت ہوا اور بعض روایتوں میں یوں آیا ہے کہ میری قبر اور منبر کے بیچ میں ایک کیاری ہے جنت کی اور مطلب اس کا بھی یہی ہے کہ قبر اور حجرہ مبارک گویا ایک ہے اس لیے کہ قبر حجرہ کے اندر ہے اور میرا منبر حوض پر ہے اس کی بھی دو مرادیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ جو منبر کے قریب عبادت کرے گا اس حوض سے سیراب ہوگا اور دوسرے یہ کہ یہی منبر مبارک آپ ﷺ کے حوض کوثر پر رکھ دیا جائے گا یا میدان قیامت میں جو منبر عنایت ہوگا وہ حوض کوثر پر رکھا جائے گا۔

بَابُ اُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ.

باب: احد پہاڑ کی فضیلت۔

(٣٣٧١) عَنْ اَبِي حُمَيْدٍ ؓ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ ثُمَّ اَقْبَلْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا وَادِيَ الْقُرٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنِّي مُسْرِعٌ

ابو حمید نے کہا کہ نکلے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک میں اور حدیث بیان کی اور اس میں یہ کہا کہ چلے ہم یہاں تک کہ پہنچے وادی قریٰ میں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں جلدی چلنے والا ہوں جس کا جی چاہے میرے ساتھ چلے اور جس کا جی چاہے ٹھہر کر آئے۔'' سو ہم نکلے

فَمَنْ شَآءَ مِنكُمْ فَلْيُسْرِعْ مَعِيَ وَمَنْ شَآءَ فَلْيَمْكُثْ)) فَخَرَجْنَا حَتّٰى اَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ: ((هٰذِهٖ طَابَةُ وَهٰذَا اُحُدٌ وَهُوَ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)). [بخاری: ۱۸۷۲، ۳۷۹۱، ۴۴۲۲؛ ابوداود: ۳۰۷۹؛ وانظر فی مسلم: ۵۹۴۸، ۵۹۴۹]

یہاں تک کہ دیکھنے لگے ہم مدینہ کو اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ طابہ ہے اور یہ احد ہے اور یہ پہاڑ ایسا ہے کہ ہم اس کو دوست رکھتے ہیں اور یہ ہم کو دوست رکھتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

(۳۳۷۲) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اُحُدًا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)). [بخاری: ۴۰۸۳]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''احد ایسا پہاڑ ہے کہ وہ ہم کو دوست رکھتا ہے اور ہم اس کو۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: معلوم ہوا کہ جس کے دل میں آپ ﷺ کی محبت نہ ہو وہ پتھر سے سخت اور بدتر ہے۔

(۳۳۷۳) عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ: نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى اُحُدٍ فَقَالَ ((اِنَّ اُحُدًا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)) [راجع: ۳۳۷۲]

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ فَضْلِ الصَّلٰوةِ بِمَسْجِدَيْ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ.

باب: مسجد مکہ اور مدینہ میں نماز کی فضیلت۔

(۳۳۷۴) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((صَلٰوةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ)). [راجع: ۱۴۰۴]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس بات کو جناب رسول اللہ ﷺ تک پہنچاتے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک نماز میری اس مسجد میں ہزار نمازوں سے اور مسجدوں کی افضل ہے سوا المسجد الحرام کے یعنی مکہ کی مسجد کے۔''

○ ○ ○ ○

(۳۳۷۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلٰوةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْ غَيْرِهٖ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک نماز میری اس مسجد میں ہزار نمازوں سے اور مسجدوں کی افضل ہے سوا المسجد الحرام کے۔''

○ ○ ○ ○

(۳۳۷۶) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ يَقُوْلُ: ((صَلٰوةٌ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اٰخِرُ الْاَنْبِيَآءِ وَاِنَّ مَسْجِدَهٗ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ)) قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ایک نماز مسجد میں رسول اللہ ﷺ کی افضل ہے ہزار نمازوں سے اور مسجدوں کی سوا مسجد الحرام کے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ آخر انبیا ہیں اور آپ ﷺ کی مسجد آخر مساجد ہے۔'' (یعنی جو نبیوں نے بنائی ہے) اور ابوسلمہ اور ابوعبداللہ نے کہا کہ بلا شک ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو یہ بات کہی تو رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے کہی ہو

وَاَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ: لَمْ نَشُكَّ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ كَانَ يَقُوْلُ عَنْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَنَعَنَا ذٰلِكَ اَنْ نَسْتَثْبِتَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ حَتّٰى اِذَا تُوُفِّيَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ تَذَاكَرْنَا ذٰلِكَ وَتَلَاوَمْنَا اَنْ لَّانَكُوْنَ كَلَّمْنَا اَبَاهُرَيْرَةَ فِيْ ذٰلِكَ حَتّٰى يُسْنِدَهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنْ كَانَ سَمِعَهٗ مِنْهُ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ جَالَسَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ قَارِظٍ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ الْحَدِيْثَ وَالَّذِيْ فَرَّطْنَا فِيْهِ مِنْ نَّصِّ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ لَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ: اَشْهَدُ اَنِّيْ سَمِعْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَاِنِّيْ اٰخِرُ الْاَنْبِيَآءِ وَاِنَّ مَسْجِدِيْ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ)).

گی (اس لیے کہ ایسی بات کوئی قیاس سے نہیں کہہ سکتا) اور ہم نے اس حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پکے طور سے دریافت نہیں کیا تو اسی وجہ سے کہ انہوں نے حضور ﷺ سے سنا ہوگا، جب تو کہا یہاں تک کہ جب وفات ہوئی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تو ہم نے آپس میں اس کا ذکر کیا اور ایک دوسرے کو ملامت کی کہ کیوں نہ پوچھ لیا ہم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کو کہ وہ نسبت کرتے اس حدیث کی رسول اللہ ﷺ تک اگر آپ ﷺ سے سنی ہوتی۔ غرض ہم اسی بات چیت میں تھے کہ عبداللہ بن ابراہیم کے پاس جا بیٹھے اور ان سے اس کا ذکر کیا اور یہ وجہ بیان کی جس کے سبب سے ہم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کو دریافت نہیں کیا تھا تب عبداللہ نے ہم سے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ”بیشک میں آخر انبیا ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔“



(۳۳۷۷) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ يَقُوْلُ: سَاَلْتُ اَبَاصَالِحٍ هَلْ سَمِعْتَ اَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَذْكُرُ فَضْلَ الصَّلٰوةِ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: لَا وَلٰكِنْ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ قَارِظٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صَلٰوةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ۔ اَوْ كَاَلْفِ صَلٰوةٍ۔ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ)). [راجع:۳۳۷٦]

یحییٰ بن سعید کہتے تھے کہ میں نے ابو صالح سے پوچھا کہ تم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں نماز کی فضیلت بیان فرماتے تھے انہوں نے کہا کہ نہیں مگر مجھے عبداللہ بن ابراہیم نے خبر دی ہے کہ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ”ایک نماز میری اس مسجد میں بہتر ہے ہزاروں نمازوں سے جو اور مسجدوں میں ادا ہوں مگر مسجد حرام میں۔“



(۳۳۷۸) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

(۳۳۷۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((صَلٰوةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک نماز میری اس مسجد میں افضل ہے ہزار نمازوں سے اور مسجد میں پڑھنے سے سوا المسجد الحرام کے۔“

(۳۳۸۰) وَحَدَّثَنَاهُ اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ وَاَبُو اُسَامَةَ ح و حَدَّثَنَاه

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی منقول ہے۔

ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ. [ابن ماجه:١٤٠٥]

O O O O

(٣٣٨١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ بِمِثْلِهِ. [نسائی:٢٨٩٧، ٢٨٩٨]

ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آگے وہی جو اوپر گزرا۔

(٣٣٨٢) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا ہے۔

(٣٣٨٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ امْرَأَةً اشْتَكَتْ شَكْوٰى فَقَالَتْ: إِنْ شَفَانِي اللهُ لَأَخْرُجَنَّ فَلَأُصَلِّيَنَّ فِيْ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ فَبَرَأَتْ ثُمَّ تَجَهَّزَتْ تُرِيْدُ الْخُرُوْجَ فَجَاءَتْ مَيْمُوْنَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَأَخْبَرَتْهَا ذٰلِكَ فَقَالَتْ [لَهَا مَيْمُوْنَةُ]: اجْلِسِيْ فَكُلِيْ مَا صَنَعْتِ وَصَلِّيْ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((صَلٰوةٌ فِيْهِ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا مَسْجِدَ الْكَعْبَةِ)).

[نسائی: ٦٩٠، ٢٨٩٨]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک عورت بیمار ہوئی اور اس نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی تو میں جاؤں گی اور بیت المقدس میں نماز پڑھوں گی پھر وہ اچھی ہو گئی اور تیاری کی اس نے جانے کی اور میمونہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین بی بی رسول اللہ ﷺ کی کے پاس حاضر ہوئی اور ان کو سلام کیا اور اپنے ارادہ کی خبر دی تو انہوں نے فرمایا: کہ جو تم نے توشہ تیار کیا ہے وہ کھاؤ اور رسول اللہ ﷺ کی مسجد مبارک میں نماز پڑھو اس لیے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے: ”کہ ایک نماز اس میں ادا کرنا افضل ہے ہزار نمازوں سے اور مسجدوں سے سوا مسجد کعبہ کے۔“

O O O O

بَابٌ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ.

باب: تین مسجدوں کی فضیلت۔

(٣٣٨٤) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِيْ هٰذَا وَمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْأَقْصٰى)). [بخاری: ١١٨٩؛ ابوداود: ٢٠٣٣؛ نسائی: ٦٩٩]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کہ کجاوے نہ باندھے جائیں مگر تین مسجدوں کی طرف ایک میری یہ مسجد یعنی جو مدینہ میں ہے اور مسجد الحرام اور مسجد اقصیٰ۔“ (یعنی بیت المقدس)۔

O O O O

(٣٣٨٥) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: ((تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ)).

[ابن ماجه:١٤٠٩]

زہری سے اس سند سے روایت ہے علاوہ اس کے کہ تین مساجد کی طرف کجاوے باندھے جائیں۔

O O O O

(٣٣٨٦) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يُخْبِرُ أَنَّ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خبر دیتے تھے کہ جناب رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: ”سفر

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّمَا يُسَافَرُ اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ وَمَسْجِدِیْ وَمَسْجِدِ اِيْلِيَاءَ)).

نہ کرے کوئی مگر تین مسجدوں کی طرف مسجد کعبہ اور میری مسجد اور مسجد ایلیاء“ (یعنی بیت المقدس)۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: جب اللہ کے کسی گھر کی طرف سفر درست نہ ہوا سوا ان تین کے تو قبروں کی زیارت کیلئے کیونکر درست ہوگا کہ وہ خانہ عباد ہیں اور او پر اس کی شرح ہم خوب کر آئے ہیں جہاں بیان کیا ہے کہ عورت کو بغیر محرم کے درست نہیں۔

بَابُ بَيَانِ الْمَسْجِدِ الَّذِیْ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى.

باب: اس مسجد کا بیان جس کی بنا تقویٰ پر ہے۔

(۳۳۸۷) عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: مَرَّبِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِیِّ ؓ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: كَيْفَ سَمِعْتَ اَبَاكَ يَذْكُرُ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى قَالَ: قَالَ اَبِیْ: دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ بَيْتِ بَعْضِ نِسَآءِهٖ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَیُّ الْمَسْجِدَيْنِ الَّذِیْ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى؟ قَالَ: فَاَخَذَ كَفًّامِّنْ حَصْبَآءَ فَضَرَبَ بِهِ الْاَرْضَ ثُمَّ قَالَ: ((هُوَ مَسْجِدُكُمْ هٰذَا))۔ لِمَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ۔ قَالَ فَقُلْتُ: اَشْهَدُ اَنِّیْ سَمِعْتُ اَبَاكَ هٰكَذَا يَذْكُرُهُ.

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ میرے پاس سے عبدالرحمٰن بن ابوسعید خدری ؓ گزرے اور میں نے ان سے کہا کہ آپ نے اپنے والد کو کیسے سنا کہ وہ بیان فرماتے تھے کہ وہ مسجد کون سی ہے جس کی بنا تقویٰ پر ہوئی ہے تو انہوں نے کہا کہ میرے باپ نے کہا کہ داخل ہوا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کی بیبیوں ؓ سے کسی کے گھر میں اور میں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ کے! وہ مسجد کون سی ہے جس کو اللہ فرماتا ہے کہ تقویٰ پر بنائی گئی ہے؟ سو آپ ﷺ نے ایک مٹھی کنکر لیے اور زمین پر مارے اور فرمایا: ”کہ وہ یہی تمہاری مسجد ہے مدینہ کی مسجد۔“ سو میں نے کہا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بھی تمہارے والد سے سنا ہے کہ ایسا ہی ذکر کرتے تھے اس مسجد کا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس روایت سے صاف کھل گیا ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے جس مسجد کو فرمایا ہے کہ تقویٰ پر بنائی گئی ہے وہ مسجد نبوی ﷺ ہے نہ مسجد قبا ہے اور رد ہو گیا ان مفسرین کا قول جنہوں نے مسجد قبا کو کہا ہے اور آپ ﷺ کا کنکر اٹھا کر مارنا تاکید کی راہ سے تھا کہ خوب یقین آجائے سامع کو کہ یہی مسجد ہے۔

(۳۳۸۸) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِیْ سَعِيْدٍ فِی الْاِسْنَادِ.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث اسی طرح مذکور ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ فَضْلِ مَسْجِدِ قُبَاءٍ وَفَضْلِ الصَّلٰوةِ فِيْهِ وَزِيَارَتِهٖ.

باب: مسجد قباء کی فضیلت اور وہاں نماز پڑھنے اور اس کی زیارت کا ذکر۔

(۳۳۸۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَزُوْرُ قُبَآءَ رَاكِبًا وَمَاشِيًا.

عبداللہ بن عمر ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ زیارت کرتے تھے مسجد قباء کی سوار بھی اور پیادہ بھی۔

[بخاري: ٥٨٩، ١١٩١]

(٣٣٩٠) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِيْ مَسْجِدَ قُبَاءٍ رَاكِبًا وَمَا شِيًا فَيُصَلِّيْ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فِيْ رِوَايَتِهٖ: قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: فَيُصَلِّيْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مسجد قبا کو تشریف لاتے تھے سوار بھی اور پیادہ بھی اور اس میں دو رکعت ادا کرتے تھے۔

[بخاري: ١١٩٤ تعليقًا؛ ابوداود: ٢٠٤٠]

(٣٣٩١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْتِي قُبَاءَ رَاكِبًا وَمَا شِيًا.

ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ مسجد قباء میں پیدل اور سوار آیا کرتے تھے۔

[بخاري: ١١٩٤؛ ابوداود: ٢٠٤٠]

(٣٣٩٢) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يَحْيَ الْقَطَّانِ.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

(٣٣٩٣) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْتِي قُبَاءَ رَاكِبًا وَمَا شِيًا.

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

[نسائي: ٦٩٧]

(٣٣٩٤) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِي قُبَاءَ رَاكِبًا وَمَا شِيًا.

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

(٣٣٩٥) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَأْتِيْ قُبَآءَ كُلَّ سَبْتٍ وَكَانَ يَقُوْلُ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَأْتِيهِ كُلَّ سَبْتٍ.

عبداللہ بن دینار نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہر ہفتہ میں ایک بار جاتے تھے مسجد قبا میں اور کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے آپ ﷺ ہر ہفتہ میں جاتے تھے۔

(٣٣٩٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْتِيْ قُبَاءَ يَعْنِيْ كُلَّ سَبْتٍ كَانَ يَأْتِيهِ رَاكِبًا وَمَا شِيًا قَالَ ابْنُ دِيْنَارٍ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ.

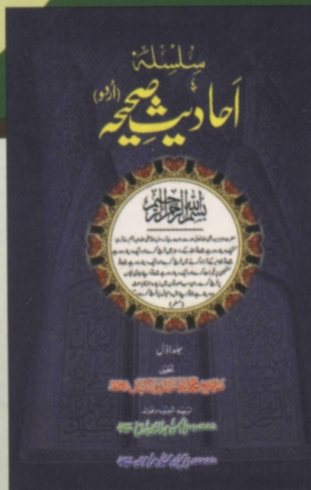
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ قباء کو آتے تھے ہر ہفتہ میں اور آتے تھے آپ ﷺ سوار بھی اور پیادہ بھی اور ابن دینار نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

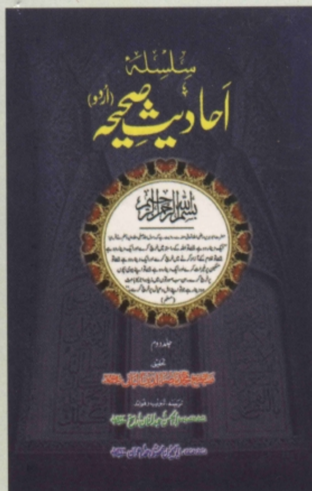
فائدہ: ان حدیثوں سے فضیلت قباء کی اور فضیلت وہاں کی مسجد کی اور فضیلت اس کی زیارت کی معلوم ہوئی اور زیارت اس کی سوار پیادہ دونوں طرح درست ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز نفل دن کو دو رکعت ہے اور یہی مذہب ہمارا اور جمہور کا ہے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ان کا خلاف کیا ہے اور قول ان کا بنظر مخالفت حدیث غیر مسموع ہے اور معلوم ہوا کہ زیارتِ مسجد یہی ہے کہ اس میں دو رکعت ادا کرے نہ یہ کہ اس کی گلکاریاں دیکھتا پھرے یا اینٹیں گنا کرے کہ یہ تماشائیوں کا کام ہے نہ کہ متبعان انبیاء علیہم السلام کا۔

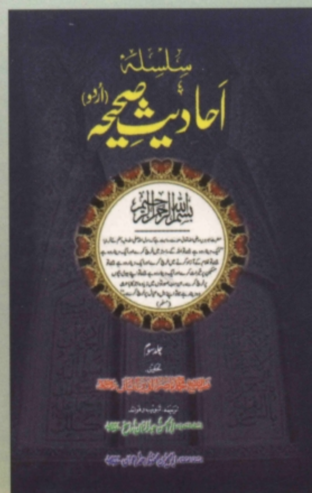
(٣٣٩٧) عَنِ ابْنِ دِيْنَارٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ كُلَّ سَبْتٍ. [بخاري: ٧٣٢٦]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مذکور ہے مگر اس میں ہر ہفتے کا ذکر نہیں۔

Sahih Muslim









www.qlrf.net

